

کلیج بخاری

ترجمہ از مولانا ابوالحسن علی Nadwi
مفتی الاسلامیہ اہل سنت والجماعت
مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ و تفسیر
حضرت مولانا محمد داؤد آزاد

پہلی بار شائع ۱۳۸۵ھ

کتاب

کتاب

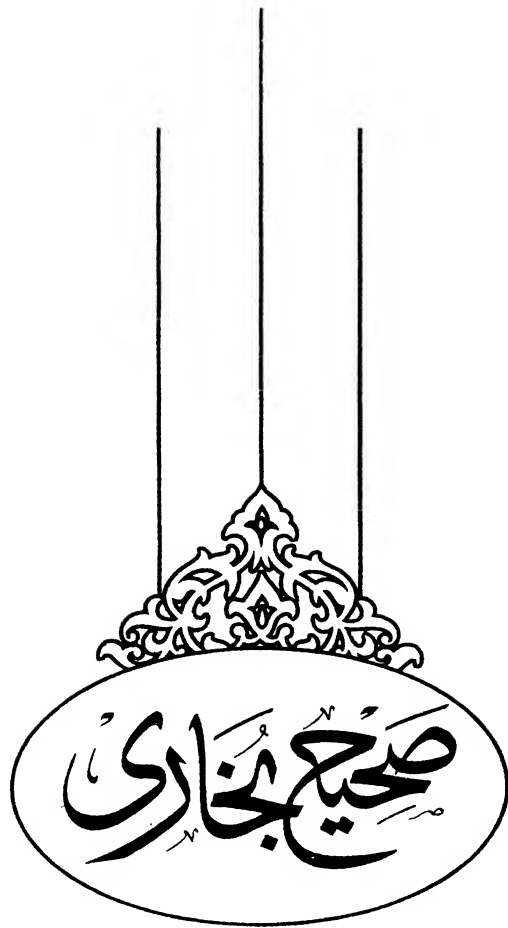
کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحیح بخاری

جلد ہفتم

رِوَايَةُ الْإِسْلَامِ فِي الْأَدَبِ سَيِّدُ الْفُقَهَاءِ

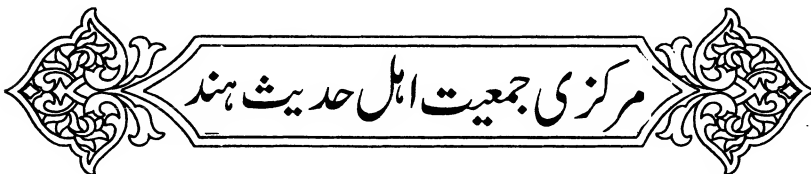
أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بُخَارِيُّ

تَرْجَمَهُ وَتَشَيَّعَهُ

حَضْرَتُ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ دَاوُدُ رَازِي

نَظَرَ فِيهِ

حَضْرَتُ الْعَلَامَةِ مَوْلَانَا ابْنِ عَبْدِ الْبَاقِ السَّيْفِي





جملہ حقوق بحق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند محفوظ @



نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴، ۱، چاہرہٹ جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارمینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار منو ناتھ بھجن، یوپی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸	سورہ بقرہ کی ایک آیت کی تشریح	۲۳	جماع سے بچنے کی خواہش رکھنے کے بیان میں
۵۸	اسلام قبول کرنے والی مشرک عورتوں سے نکاح.....	۲۴	جب خاوند سفر سے آئے تو عورت.....
۶۰	اس بیان میں کہ جب مشرک یا نصرانی عورت جو معاہدہ.....	۲۵	سورہ نور کی ایک آیت شریفہ
۶۱	آیت شریفہ ایلاء کے بارے میں	۲۶	اس آیت میں جو بیان ہے کہ اور وہ بچے جو ابھی سن بلوغ.....
۶۳	جو شخص گم ہو جائے اس کے گھروالوں.....	۲۶	ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا.....
۶۵	ظہار کا بیان		
۶۶	اگر طلاق وغیرہ اشارے سے دے		
۷۰	لعان کا بیان	۲۷	سورہ طلاق کی آیت کی تشریح
۷۳	جب اشاروں سے اپنی بیوی کے بچے کا انکار کرے.....	۲۸	اگر حائضہ کو طلاق دے دی جائے.....
۷۳	لعان کرنے والے کو قسم کھلانا	۳۰	طلاق دینے کا بیان اور کیا.....
۷۴	لعان کی ابتدا امر دکرے گا	۳۲	اگر کسی نے تین طلاق دے دی.....
۷۴	لعان اور لعان کے بعد طلاق کا بیان	۴۰	جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دیا
۷۵	مسجد میں لعان کرنے کا بیان	۴۰	جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تمہیں جدا کیا.....
۷۷	رسول ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں بغیر گواہی کے کسی.....	۴۱	جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے
۷۸	اس بارے میں کہ لعان کرنے والی کا مہر ملے گا	۴۲	سورہ تحریم کی آیت کی تشریح
۷۸	حاکم کا لعان کرنے والوں سے یہ کہنا تم میں سے ایک.....	۴۵	نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی
۷۹	لعان کرنے والوں میں جدائی کرانا	۴۷	اگر کوئی جبراً جو رد کو اپنی بہن کہدے
۸۰	لعان کے بعد عورت کا بچہ ماں سے ملا دیا جائے گا	۴۷	زبردستی اور جبراً طلاق دینے کا حکم
۸۰	امام یا حاکم لعان کے وقت یوں دعا کرے یا اللہ.....	۵۲	خلع کے بیان میں
۸۱	جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی.....	۵۳	میاں بیوی میں نا اتفاقی کا بیان.....
۸۲	آیت واللاھی یسنن من المحیض کی تفسیر	۵۵	اگر لو ٹڈی کسی کے نکاح میں ہو.....
۸۲	حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں	۵۷	بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۴	رسول کریم ﷺ کا فرمانا جو شخص مر جائے اور قرض وغیرہ کا.....	۸۳	اللہ کا یہ فرمانا کہ مطلقہ عورتیں اپنے کو تین طہر.....
۱۱۵	آزاد اور لونڈی دونوں انا ہو سکتی ہیں.....	۸۴	فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ
	کتاب الأطعمۃ	۸۶	وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر کے گھر میں.....
۱۱۷	چند آیات کی تشریح میں	۸۷	اللہ پاک کا ایک ارشاد گرامی
۱۱۹	کھانے کے شروع بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا	۸۷	سورہ بقرہ کی ایک اور آیت شریفہ
۱۱۹	برتن میں سامنے سے کھانا	۸۹	حائضہ سے رجعت کرنا
۱۲۰	جس نے اپنی ساتھی کے ساتھ کھاتے وقت.....	۸۹	جن عورت کا شوہر مر جائے وہ چار مہینے دس دن تک.....
۱۲۱	کھانے پینے دائیں ہاتھ کا استعمال ہونا	۹۱	عورت عدت میں سرمہ کا استعمال نہ کرے
۱۲۱	پیٹ بھر کر کھانا کھانا درست ہے	۹۲	زمانہ عدت میں حیض سے پاکی کے وقت.....
۱۲۳	سورہ نور کی ایک آیت شریفہ	۹۲	سوگ والی عورت یمن کے دھاری دار کپڑے پہن سکتی ہے
۱۲۴	میدہ کی باریک چپاتی کھانا.....	۹۳	آیت اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں.....
۱۲۶	ستو کھانے کے بیان میں	۹۵	رغذی کی خرچی اور نکاح فاسد کا بیان
۱۲۷	آنحضرت ﷺ کوئی کھانا نہ کھاتے.....	۹۶	جس عورت سے صحبت کی اس کا پورا امہر واجب ہو جانا
۱۲۸	ایک آدمی کا پورا کھانا دو کے لئے کافی ہو سکتا ہے	۹۷	عورت کو بطور سلوک کچھ کپڑا یا زیور.....
۱۲۸	مومن ایک آنٹ میں کھاتا ہے		کتاب النفقات
۱۳۰	تکیہ لگا کر کھانا کیسا ہے؟	۹۹	جو روپیچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت
۱۳۱	بھنا ہوا گوشت کھانا	۱۰۱	مرد پر بیوی بچوں کا خرچ دینا واجب ہے
۱۳۱	خزیرہ کا بیان	۱۰۲	مرد کا اپنی بیوی بچوں کے لئے ایک سال کا خرچ جمع کرنا
۱۳۳	پنیر کا بیان	۱۰۵	ارشاد باری تعالیٰ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں.....
۱۳۳	چقندر اور جو کھانے کا بیان	۱۰۶	کسی عورت کا شوہر اگر غائب ہو.....
۱۳۴	گوشت کے پکنے سے پہلے اسے ہانڈی سے نکال کر کھانا	۱۰۷	عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا
۱۳۴	بازو کا گوشت نوچ کر کھانا درست ہے	۱۰۸	عورت کے لئے خادم کا ہونا
۱۳۶	گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا	۱۰۹	مرد اپنے گھر کے کام کاج کرے تو کیسا ہے؟
۱۳۶	رسول کریم ﷺ نے کبھی قسم کے کھانے میں عیب کوئی.....	۱۰۹	اگر مرد خرچ نہ کرے تو عورت اس کی اجازت.....
۱۳۷	جو کو پیس کر منہ سے پھونک کر کھانا	۱۱۰	عورت کا اپنے شوہر کے مال کی.....
۱۳۷	نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی خوراک کا بیان	۱۱۱	عورت کو کپڑا دستور کے مطابق دینا چاہیے
۱۳۹	تلمیذ یعنی حریرہ کا بیان	۱۱۱	عورت اپنے خاوند کی مدد اس کی اولاد کی پرورش میں کر.....
۱۴۰	ثرید کے بیان میں	۱۱۲	مفلس آدمی کو جب کچھ ملے تو پہلے.....
۱۴۱	کھال سمیت بھی ہوئی بکری اور شانہ اور پبلی کے گوشت.....	۱۱۳	بچے سے متعلق اللہ پاک کا ایک فرمان عالی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۳	کسی شخص کی کھانے کی دعوت ہو.....	۱۴۲	سلف صالحین اپنے گھروں میں اور سفروں میں.....
۱۶۴	شام کا کھانا حاضر ہو تو نماز کے لئے جلدی نہ کرے	۱۴۴	حیص کے بیان میں
۱۶۵	دعوت کھانے کے بارے میں ایک ہدایت قرآنی	۱۴۵	چاندی کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟
	کتاب العقیقہ	۱۴۶	کھانے کا بیان
	اگر بچے کے عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو.....	۱۴۷	سالن کا بیان
۱۶۶	عقیقہ کے دن بچہ کے بال مونڈنا	۱۴۸	شیخی چیز اور شہد کا بیان
۱۶۹	فرع کے بیان میں	۱۴۹	کدو کا بیان
۱۷۰	عترہ کے بیان میں	۱۴۹	اپنے دوستوں اور مسلمان بھائیوں کی دعوت کے.....
۱۷۱		۱۵۰	صاحب خانہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ.....
	کتاب الذبائح والصيد	۱۵۱	شور بہ کا بیان
۱۷۲	شکار پر بسم اللہ پڑھنا	۱۵۱	خشک کئے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کا بیان
۱۷۳	جب بے پر کے تیر سے یا لکڑی کے عرض سے شکار مارا جائے؟	۱۵۲	جس نے ایک ہی دسترخوان پر کوئی چیز.....
۱۷۵	تیر کمان سے شکار کرنے کا بیان	۱۵۳	تازہ کھجور اور لکڑی ایک ساتھ کھانا
۱۷۶	انگلی سے چھوٹے چھوٹے سنگریزے اور غلے مارنا	۱۵۳	ردی کھجور (بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنے).....
۱۷۷	اس کے بیان میں جس نے ایسا کتابالا.....	۱۵۴	تازہ اور خشک کھجور کے بیان میں
۱۷۸	جب کتا شکار میں سے خود کھالے	۱۵۶	کھجور کے درخت کا گوند کھانا جائز ہے
۱۷۹	جب شکار کیا ہو جانور شکاری کو دیا تین دن کے بعد ملے؟	۱۵۶	عجوبہ کھجور کا بیان
۱۸۰	شکاری جب شکار کے ساتھ دوسرا کتابالے	۱۵۷	دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانا
۱۸۱	شکار کرنے کو بطور مشغلہ اختیار کرنا	۱۵۷	لکڑی کھانے کا بیان
۱۸۳	اس بیان میں کہ پہاڑوں پر شکار کرنا جائز ہے	۱۵۷	کھجور کے درخت کی برکتوں کا بیان
۱۸۴	شکار سے متعلق سورہ مائدہ کی ایک آیت	۱۵۸	ایک وقت میں دو طرح کے کھانے جمع کر کے کھانا
۱۸۷	ٹڈی کھانا جائز ہے	۱۵۸	دس دس مہمانوں کو ایک ایک بار بلا کر کھانے پر بٹھانا
۱۸۷	مجو سیوں کا برتن استعمال کرنا.....	۱۵۹	لبسن اور دوسری (بدبودار) ترکاریوں کا بیان
۱۸۸	ذبح پر بسم اللہ پڑھنا اور.....	۱۶۰	کہاٹ کا بیان
۱۹۰	جو جانور جن کو تھانوں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو	۱۶۰	کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے کا بیان
۱۹۰	اس بارے میں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جانور کو اللہ.....	۱۶۱	رومال سے صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا
۱۹۱	بائس سفید دھار دار پتھر اور لوہا جو خون بہا دے.....	۱۶۱	رومال کا بیان
۱۹۲	عورت اور لونڈی کا ذبیحہ بھی جائز ہے	۱۶۲	کھانا کھانے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہیے
۱۹۳	اس بارے میں کہ جانور کو دانت ہڈی اور ناخن سے ذبح.....	۱۶۲	خادم کو بھی ساتھ کھانا کھلانا مناسب ہے
		۱۶۳	شکر گزار کھانے والے کا ثواب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۹	قربانی کا جانور نماز عید الاضحیٰ کے بعد ذبح کرنا چاہیے	۱۹۳	دیہاتیں یا ان کے چیسے (احکام دین سے بے خبر لوگوں).....
۲۲۱	ذبح کئے جانے والے جانور کی گردن پر.....	۱۹۳	اہل کتاب کے ذبیحہ اور ان ذبیحوں کی چربی کا بیان
۲۲۲	ذبح کرنے کے وقت اللہ اکبر کہنا	۱۹۴	اس بیان میں کہ جو پالتو جانور بدک جائے.....
۲۲۲	اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا جانور حرم میں.....	۱۹۵	نحر اور ذبح کے بیان میں
۲۲۳	قربانی کا کتنا گوشت کھایا جائے.....	۱۹۷	زندہ جانور کے پاؤں وغیرہ کا نثیاء سے بند کر کے.....
		۱۹۸	مرغی کھانے کا بیان
		۲۰۰	مکھوڑے کا گوشت کھانے کا بیان
		۲۰۰	پالتو گدھوں کا گوشت کھانا منع ہے
۲۲۶	سورہ مائدہ کی تفسیر کے بیان میں	۲۰۳	ہر چھڑ کر کھانے والے درندے (پرندے) کے.....
۲۲۸	شراب انگورو وغیرہ سے بھی بنتی ہے	۲۰۳	مردار جانور کی کھال کا کیا حکم ہے؟
۲۲۹	شراب کی حرمت جب نازل ہوئی	۲۰۴	مشک کا استعمال جائز ہے
۲۳۰	شہد کی شراب جسے متعہ کہتے تھے	۲۰۵	خزگوں کا گوشت حلال ہے
۲۳۱	اس بارے میں کہ جو بھی پینے والی چیز عقل کو مدہوش کر دے	۲۰۵	ساہنہ کھانا جائز ہے
۲۳۲	اس شخص کی برائی جو شراب کا نام بدل کر اسے حلالی کرے	۲۰۶	جب جے ہوئے یا پھلے ہوئے گھی میں چوہا پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟
۲۳۳	برتنوں اور پتھر کے پیالوں میں نبید بھگونا جائز ہے	۲۰۷	جانوروں کے چہروں پر داغ دینا نشان کرنا کیسا ہے؟
۲۳۴	ممانعت کے بعد ہر قسم کے برتنوں میں نبید بھگونے.....	۲۰۸	اگر مجاہدین کی کسی جماعت کو غنیمت ملے.....
۲۳۶	مکھوڑ کا شراب یعنی نبید جب تک نشہ آور نہ ہو	۲۰۹	جب کسی قوم کا کوئی اونٹ بدک جائے.....
۲۳۶	باقو (انگور کے شیرہ کی ہلکی آغچ میں پکائی ہوئی شراب)	۲۱۰	جو شخص بھوک سے بے قرار ہو وہ مردار کھا سکتا ہے
۲۳۸	اس بیان میں کہ گلداری اور پختہ مکھوڑ ملا کر بھگونے سے.....		
۲۳۸	دودھ پینا اور آیت قرآنی کا ذکر		
۲۴۲	بٹھاپانی ڈھونڈنا		
۲۴۳	دودھ میں پانی ملانا جائز ہے	۲۱۱	قربانی کرنا سنت ہے
۲۴۴	کسی میٹھی چیز کا شربت اور شہد کا شربت پینا جائز ہے	۲۱۲	امام کا قربانی کے جانور لوگوں میں تقسیم کرنا
۲۴۴	کھڑے کھڑے پانی دینا	۲۱۳	مسافروں اور عورتوں کی طرف سے قربانی جائز ہے
۲۴۶	جس نے اونٹ پر بیٹھ کر (پانی یا دودھ) پیا	۲۱۴	قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا جائز ہے
۲۴۶	پینے میں تقسیم کا دودھ اپنی طرف سے	۲۱۴	جس نے کہا کہ قربانی صرف دسویں تاریخ تک ہی.....
۲۴۶	اگر آدمی اپنی طرف والے سے اجازت لے کر.....	۲۱۶	عید گاہ میں قربانی کرنے کا بیان
۲۴۷	حوض سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے	۲۱۶	نبی کریم ﷺ نے سینک والے دو مینڈھوں کی قربانی کی
۲۴۸	بچوں کو بڑوں بوڑھوں کی خدمت کرنا ضروری ہے	۲۱۷	نبی کریم ﷺ کا فرمان ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے.....
۲۴۸	رات کو برتن کا ڈھانکنا ضروری ہے	۲۱۹	اس بارے میں جس نے قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے.....
۲۴۹	مشک میں منہ لگا کر پانی پینا درست نہیں ہے	۲۱۹	جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	کتاب الطب	۲۵۰	برتن میں سانس نہیں لینا چاہئے
		۲۵۱	پانی دو یا تین سانس میں پینا چاہئے
۲۷۹	اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کی دوا.....	۲۵۱	سونے کے برتن میں کھانا اور پینا حرام ہے
۲۷۹	کیا مرد کبھی عورت کا یا کسی عورت مرد کا علاج کر سکتی ہے	۲۵۲	چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے
۲۸۰	اللہ نے شفا تین چیزوں میں رکھی ہے		کٹوروں میں پینا درست ہے
۲۸۱	شہد کے ذریعے علاج کرنا	۲۵۳	نبی کریم ﷺ کے پیالے اور آپ کے برتن میں پینا
۲۸۲	اونٹ کے دودھ سے علاج کرنے کا بیان	۲۵۵	متبرک پانی پینا
۲۸۳	اونٹ کے پیشاب سے علاج کرنا		کتاب المرضى
۲۸۳	کلوغی کا بیان	۲۵۷	بیماری کے کفارہ ہونے کا بیان
۲۸۵	مریض کے لئے حریرہ پکنا	۲۵۹	بیماری کی سختی کوئی چیز نہیں ہے
۲۸۵	ناک میں دوا ڈالنا درست ہے	۲۶۰	بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے
۲۸۵	قسط ہندی اور قسط بحر یعنی کوٹ جو.....	۲۶۱	بیماری مزاج پر سی کا واجب ہونا
۲۸۶	کس وقت پچھنا لگوا یا جائے	۲۶۱	بے ہوش کی عیادت کرنا
۲۸۷	بیماری کی وجہ سے پچھنا لگوانا درست ہے	۲۶۲	ریاح رک جانے سے جسے مرگی کا عارضہ ہو
۲۸۸	آدھے سر کے درد یا پورے سر کے درد میں پچھنا لگوانا	۲۶۳	اس کا ثواب جس کی عیادت جاتی رہے
۲۸۹	محرم کا تکلیف کی وجہ سے سر منڈا جائز ہے	۲۶۳	عورتیں مردوں کی بیماری میں پوچھنے کے لئے جاسکتی ہیں
۲۹۰	داغ لگوانا اور لگانا	۲۶۴	بچوں کی عیادت بھی جائز ہے
۲۹۱	اشہد اور سرمد لگانا جب آنکھیں دکھتی ہوں	۲۶۵	گاؤں میں رہنے والوں کی عیادت کے لئے جانا
۲۹۲	جذام کا بیان	۲۶۶	مشرک کی عیادت بھی جائز ہے
۲۹۳	من آنکھ کے لئے شفا ہے	۲۶۶	اگر کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے گیا.....
۲۹۳	مریض کے حلق دوا ڈالنا	۲۶۷	مریض کے اوپر ہاتھ رکھنا
۲۹۶	عذرہ یعنی حلق کا کو اگر جانے کا علاج	۲۶۸	عیادت کے وقت مریض سے کیا کہا جائے.....
۲۹۶	پیٹ کے عارضہ میں کیا دوا دی جائے	۲۶۹	مریض کی عیادت کو سوار ہو کر یا بیدل چلنا.....
۲۹۷	صفر صرف پیٹ کی ایک بیماری ہے	۲۷۱	مریض کا یوں کہنا مجھے تکلیف ہے.....
۲۹۷	ذات البجب (نمونہ) کا بیان	۲۷۳	مریض لوگوں سے کہے کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ
۲۹۹	زخموں کا خون روکنے کے لیے بوریا جلا کر زخم پر لگانا	۲۷۴	مریض بچے کو کسی بزرگ کے پاس لے جانا.....
۲۹۹	بخار و زخ کی بھاپ سے ہے	۲۷۴	مریض کا موت کی تمنا کرنا منع ہے
۳۰۰	جہاں کی آب و ہوا موافق ہو وہاں سے نکل کر	۲۷۶	جو شخص بیمار کی عیادت کو جانے وہ کیا دعا کرے
۳۰۱	طاعون کا بیان	۲۷۷	عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے وضو کرنا
۳۰۵	جو شخص طاعون میں صبر کر کے وہیں رہے.....	۲۷۷	جو شخص و باور بخار کے دور کرنے کے لئے دعا کرے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۵	کپڑا جو فتنوں سے نیچے ہو.....	۳۰۵	قرآن مجید اور معوذات پڑھ کر مریض پر دم کرنا
۳۳۸	حاشیہ دار تہہ پہننا	۳۰۶	سورہ فاتحہ سے دم کرنا
۳۳۹	چادر اوڑھنا	۳۰۸	نظر بد لگ جانے کی صورت میں دم کرنا
۳۳۹	قیص پہننا	۳۰۸	نظر بد کا لگنا حق ہے
۳۴۱	قیص کے گریبان سینے پر یا اور کہیں	۳۰۹	سانپ اور بچھو کے کانے پر دم کرنا
۳۴۲	جس نے سفر میں تنگ آستخوں کا جبہ پہننا	۳۱۰	رسول کریم ﷺ نے بیماری سے شفا کے لئے کیا دعا پڑھی ہے
۳۴۲	لڑائی میں اون کا جبہ پہننا	۳۱۲	دعا پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا.....
۳۴۳	قبا اور ریشمی فروج کے بیان میں	۳۱۴	بیمار پر دم کرتے وقت درد کی جگہ پر دھنا ہاتھ پھیرنا
۳۴۴	برانس یعنی ٹوپی پہننا	۳۱۵	عورت مرد پر دم کر سکتی ہے
۳۴۴	پاجامہ پہننے کے بارے میں	۳۱۵	دم جھاڑ نہ کرانے کی فضیلت
۳۴۵	عمامے کے بیان میں	۳۱۷	بد شگون لینے کا بیان
۳۴۵	سر پر کپڑا ڈال کر سر چھپانا	۳۱۷	نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے
۳۴۷	خود کا بیان	۳۱۸	الو کو منحوس سمجھنا لغو ہے
۳۴۷	دھاری دار چادروں اور کملیوں کا بیان	۳۱۸	کہانت کا بیان
۳۵۰	کملیوں اور اونی حاشیہ دار چادروں کے بیان میں	۳۲۱	جادو کا بیان
۳۵۱	اشمال صماء کا بیان	۳۲۳	شرک اور جادو ان گناہوں میں سے ہیں جو آدمی کو تباہ کر.....
۳۵۳	ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا	۳۲۳	جادو کا توڑ کرنا
۳۵۳	کالی کملی کا بیان	۳۲۵	جادو کے بیان میں
۳۵۵	سبز رنگ کے کپڑے پہننا	۳۲۶	اس بیان میں کہ بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں
۳۵۶	سفید کپڑے پہننا	۳۲۶	بجھو بھور بڑی عمدہ جادو کے لئے دوا ہے
۳۵۷	ریشم پہننا اور مردوں کا اسے اپنے لیے بچھانا	۳۲۷	الو کا منحوس ہونا محض غلط ہے
۳۶۰	پہنے بغیر ریشم صرف چھونا جائز ہے	۳۲۸	امراض میں چھوت لگنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے
۳۶۰	مرد کے لیے ریشم کا کپڑا بطور فرش بچھانا منع ہے	۳۲۹	نبی کریم ﷺ کو زہر دینے جانے سے متعلق بیان
۳۶۰	مصر کا ریشمی کپڑا مرد کے لئے کیسا ہے	۳۳۱	زہر پینا یا زہریلی اور خوفناک دوا
۳۶۱	خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشمی کپڑے کے استعمال.....	۳۳۲	گدھی کا دودھ پینا کیسا ہے؟
۳۶۱	ریشم عورتوں کے لئے جائز ہے	۳۳۳	جب مکی برتن میں پڑ جائے
۳۶۲	اس بیان میں کہ آنحضرت ﷺ کسی لباس یا فرش کے.....		
۳۶۵	جو شخص نیا کپڑا پہنے اسے کیا عادی جائے	۳۳۳	کتاب اللباس
۳۶۶	مردوں کے لئے زعفران کے رنگ کا استعمال	۳۳۴	لباس سے متعلق ایک آیت قرآنی
۳۶۶	سرخ کپڑا پہننے کے بیان میں	۳۳۵	اگر کسی کا کپڑا یوں ہی لٹک جائے تکبر کی نیت نہ ہو
			کپڑا اوپر اٹھانا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۹	خضاب کا بیان	۳۶۷	سرخ زین پوش کا کیا حکم ہے
۳۸۹	گھونگریالے بالوں کا بیان	۳۶۷	صاف چمڑے کی جوتی پہننا
۳۹۲	خٹلی یا گوند وغیرہ سے بالوں کو جمانا	۳۶۹	اس بیان میں کہ پہننے والے پاؤں میں جوتا پہننے
۳۹۲	(سر میں پتھوں بیچ بالوں میں) مانگ نکالنا	۳۷۰	اس بیان میں کہ پہلے بائیں پیر کا جوتا تارے
۳۹۲	گیسوؤں کے بیان میں	۳۷۰	ا بارے میں کہ صرف ایک پاؤں میں جوتا ہو
۳۹۵	قرع یعنی کچھ سر منڈانا کچھ بال رکھنے کے بیان میں	۳۷۰	ہر چہل میں دو قسم ہونا.....
۳۹۶	عورت کا اپنے ہاتھ سے اپنے خاوند کو خوشبو لگانا	۳۷۱	لال چمڑے کا خیمہ بنانا
۳۹۷	سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا	۳۷۲	بورے یا اس جیسی کسی حقیر چیز پر بیٹھنا
۳۹۷	کنگھا کرنا	۳۷۲	اگر کسی کپڑے میں سونے کی گھنڈی یا سنگھ لگا ہو
۳۹۷	حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے	۳۷۳	سونے کی انگوٹھیاں پہننا کیسا ہے
۳۹۸	بالوں میں کنگھا کرنا	۳۷۴	مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا
۳۹۸	مشک کا بیان	۳۷۶	انگوٹھی میں گمینہ لگانا درست ہے
۳۹۸	خوشبو لگانا مستحب ہے	۳۷۶	لوہے کی انگوٹھی کا بیان
۳۹۹	خوشبو کا پھیر دینا منع ہے	۳۷۷	انگوٹھی پر نقش کرنا
۳۹۹	ذریعہ کا بیان	۳۷۸	انگوٹھی چھنگلیا میں پہننی چاہیئے
۳۹۹	حسن کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کرائیں	۳۷۹	انگوٹھی کسی ضرورت سے مثلاً مہر کرنے کے لیے.....
۴۰۰	بالوں میں الگ سے بناوٹی چٹیا لگانا	۳۷۹	انگوٹھی کا گمینہ اندر جھیلی کی طرف رکھنا
۴۰۲	چہرے پر سے روئیں اکھاڑنے والیوں کا بیان	۳۸۰	آنحضرت ﷺ یہ فرمانا کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر لفظ محمد رسول اللہ.....
۴۰۳	جس عورت کے بالوں میں دوسرے کے بال جوڑے جائیں	۳۸۰	انگوٹھی کا کندہ تین سطروں میں کرنا
۴۰۴	گودنے والی کے بارے میں	۳۸۱	عورتوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے
۴۰۵	گودنے والی عورت کی برائی کا بیان	۳۸۱	زیور کے ہار اور خوشبو یا مشک کے بار عورتیں پہن سکتی ہیں
۴۰۶	تصویریں بنانے کے بیان میں	۳۸۲	ایک عورت کا کسی دوسری عورت سے ہار عاریتاً لینا
۴۰۷	مورتیں بنانے والوں پر قیامت کے دن سب سے زیادہ.....	۳۸۲	عورتوں کے لئے بالیاں پہننے کا بیان
۴۰۷	تصویروں کو توڑنے کے بیان میں	۳۸۳	بچوں کے گلے میں ہار لٹکانا جائز ہے
۴۰۸	اگر مورتیں پاؤں کے تلے روندی جائیں.....	۳۸۳	عورتوں کا چال ڈھال اختیار کرنے والے مرد.....
۴۰۹	اس شخص کی دلیل جس نے توشک اور نکیہ اور فرش.....	۳۸۴	زنانوں اور بیچڑوں کو جو عورتوں کی چال ڈھال اختیار.....
۴۱۱	جہاں تصویر ہو وہاں نماز پڑھنی مکروہ ہے	۳۸۵	مونچھوں کا کتروانا
۴۱۱	فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورتیں ہوں	۳۸۶	ناخون ترشوانے کا بیان
۴۱۲	جس گھر میں مورتیں ہوں وہاں نہ جانا	۳۸۷	داڑھی کا چھوڑ دینا
۴۱۲	مورت بنانے والے پر لعنت ہونا	۳۸۷	بڑھاپے کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳۴	یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت	۴۱۳	جو مورت بنائے گا اس پر قیامت کے دن.....
۴۳۴	بیوہ عورتوں کی پرورش کرنے والے کا ثواب	۴۱۳	جانور پر کسی کو اپنے پیچھے بٹھالینا
۴۳۵	مسکین اور محتاجوں کی پرورش کرنے والا	۴۱۳	ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا
۴۳۵	انسانوں اور جانوروں سب پر رحم کرنا	۴۱۴	جانور کے مالک کا دوسرے کو سوازی پر آگے بٹھانا
۴۳۷	پڑوسی کے حقوق کا بیان	۴۱۴	ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے ایک سوازی پر بیٹھ سکتا ہے
۴۳۸	اس شخص کا گناہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے.....	۴۱۵	جانور پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا جائز ہے
۴۳۹	کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کے.....	۴۱۶	چت لیٹ کر ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر رکھنا
۴۳۹	جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو.....		
۴۴۰	پڑوسیوں میں کون سا پڑوسی مقدم ہے		
۴۴۰	ہر نیک کام صدقہ ہے	۴۱۷	کتاب الادب
۴۴۱	خوش کلامی کا ثواب	۴۱۷	احسان اور رشتہ ناطہ پروری کی فضیلت
۴۴۱	ہر کام میں نرمی اور عمدہ اخلاق کی اچھی چیز ہے	۴۱۸	رشتہ داروں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار
۴۴۲	ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنا	۴۱۸	والدین کی اجازت کے بغیر کسی کو جہاد کے لیے.....
۴۴۴	سورۂ نساء کی ایک آیت کی تفسیر	۴۱۹	کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی گلوچ نہ دے
۴۴۵	آنحضرت ﷺ سخت گوارا بد زبان نہ تھے	۴۲۱	جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا.....
۴۴۷	خوش خلقی اور سخاوت کا بیان	۴۲۲	والدین کی نافرمانی بہت ہی بڑے گناہوں میں سے ہے
۴۵۰	آدمی اپنے گھر میں کیا کرتا ہے	۴۲۲	والد کا فر یا مشرک ہو تب بھی اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا
۴۵۰	نیک آدمی کی محبت اللہ پاک.....	۴۲۳	اگر خاندان والی مسلمان عورت اپنی کافر ماں کے.....
۴۵۱	اللہ کی محبت رکھنے کی فضیلت	۴۲۴	کافر و مشرک بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا
۴۵۲	سورۂ حجرات کی آیت کی تفسیر	۴۲۴	ناطہ والوں سے صلہ رحمی کی فضیلت
۴۵۳	گالی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت	۴۲۵	قطع رحمی کرنے والے کا گناہ
۴۵۶	کسی آدمی کی نسبت یہ کہنا کہ لبا.....	۴۲۶	جو شخص ناطہ جوڑے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاق رکھے گا
۴۵۷	غیبت کے بیان میں	۴۲۷	آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا ناطہ اگر قائم رکھ.....
۴۵۸	نبی کریم ﷺ کا فرمانا انصار کے سب گھروں میں.....	۴۲۷	ناطہ جوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ.....
۴۵۸	مفسد اور شریر لوگوں کی.....	۴۲۸	دوسرے کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھیلے
۴۵۹	چغل خوری کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے	۴۲۹	بچے کے ساتھ رحم و شفقت کرنا
۴۶۰	چغل خوری کی برائی کا بیان	۴۳۱	اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سوجھے بنائے ہیں
۴۶۰	سورۂ حج کی ایک آیت کی تفسیر	۴۳۲	اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ ان کو اپنے ساتھ کھانا پڑے گا
۴۶۱	منہ دیکھی بات کرنے والے کے بارے میں	۴۳۲	بچے کو گود میں بٹھانا
۴۶۱	اگر کوئی شخص دوسرے شخص کی گفتگو.....	۴۳۳	بچے کو ران پر بٹھانا
		۴۳۳	محبت کا حق یاد رکھنا ایمان کی نشانی ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰۰	مہمان کی عزت.....	۴۶۲	کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے
۵۰۲	مہمان کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرنا	۴۶۳	اگر کسی کو اپنے کسی بھائی مسلمان کا.....
۵۰۲	مہمان کے سامنے غصہ اور.....	۴۶۳	سورہ فعل کی آیت کی تشریح
۵۰۴	مہمان کو اپنے میزبان سے کہنا.....	۴۶۵	حسد اور پیٹھ پیچھے برائی کی ممانعت
۵۰۵	جو عمر میں بڑا ہو اس کی تعظیم کرنا	۴۶۶	ایک آیت شریفہ کی تفسیر
۵۰۷	شعر رجز اور حدی خوانی.....	۴۶۶	گمان سے کوئی بات کہنا
۵۱۹	مشرکوں کو بھجوا کر نادرست ہے	۴۶۷	مومن کے کسی عیب کو چھپانا
۵۲۲	شعر و شاعری میں اس طرح اوقات.....	۴۶۸	غرور، ہتکھنڈ، تکبر کی برائی
۵۲۲	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ تیرے ہاتھ.....	۴۶۹	ترک ملاقات کا بیان
۵۲۳	زعموا کہنے کا بیان	۴۷۲	کیا اپنے ساتھی کی ملاقات کے لیے.....
۵۲۴	لفظ و یک معنی تھہ پر.....	۴۷۳	ملاقات کے لیے جانا.....
۵۲۹	اللہ عزوجل کی محبت کس کو کہتے ہیں	۴۷۳	جب دوسرے ملک کے وفود.....
۵۳۱	کسی کا کسی کو یوں کہنا.....	۴۷۴	کسی سے بھائی چارہ اور دوستی کا اقرار کرنا
۵۳۳	کسی شخص کا مرہبہ کہنا	۴۷۵	مسکراتا اور ہنسنا
۵۳۳	لوگوں کو ان کے باپ کا نام لے کر.....	۴۸۰	ایک آیت شریفہ کی تفسیر
۵۳۴	آدمی کو یہ کہنا چاہیے کہ میرا نفس	۴۸۱	اچھے چال چلن کے بارے میں
۵۳۴	زمانہ کو برا کہنا منع ہے	۴۸۲	تکلیف پر صبر کرنے کا بیان
۵۳۵	نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا کہ کرم.....	۴۸۳	غصہ میں جن پر عتاب ہے
۵۳۶	کسی کا یہ کہنا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے	۴۸۴	جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو.....
۵۳۷	اللہ پاک کو کون سے نام.....	۴۸۵	اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر.....
۵۳۸	نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ میرے نام پر.....	۴۸۷	خلاف شرع کام پر غصہ.....
۵۳۹	حزن نام رکھنا	۴۹۰	غصہ سے پرہیز کرنا
۵۴۰	کسی برے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا	۴۹۱	حیا اور شرم کا بیان
۵۴۳	بچے کا نام ولید رکھنا	۴۹۲	جب حیاء نہ ہو تو جو چاہو کرو
۵۴۴	جس نے اپنے کسی ساتھی کو.....	۴۹۲	شریعت کی باتیں پوچھنے میں.....
۵۴۵	بچہ کی کنیت رکھنا.....	۴۹۴	نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ آسانی کرو.....
۵۴۵	ایک کنیت ہوتے ہوئے.....	۴۹۶	لوگوں کے ساتھ فراخی سے پیش آنا
۵۴۶	اللہ کو جو نام بہت ہی زیادہ ناپسند ہیں	۴۹۷	لوگوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آنا
۵۴۷	مشرک کی کنیت کا بیان	۴۹۸	مومن ایک سوراخ سے.....
۵۵۰	تعریض کے طور پر.....	۴۹۹	مہمان کے حق کے بیان میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۷۴	اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص.....	۵۵۱	کس شخص کا کسی چیز.....
۵۷۴	ایسی مجلس والوں کو سلام کرنا.....	۵۵۱	آسان کی طرف نظر اٹھانا
۵۷۶	جس نے گناہ کرنے والے کو سلام نہیں کیا	۵۵۲	کچھ دیہاتی میں لکڑی مارنا
۵۷۶	ذمیوں کے سلام کا جواب.....	۵۵۳	کسی شخص کا زمین پر.....
۵۷۷	جس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے.....	۵۵۴	تعب کے وقت اللہ اکبر.....
۵۷۹	اہل کتاب کو کس طرح خط لکھا جائے	۵۵۵	انگلیوں سے پتھر یا کنکری.....
۵۸۰	خط کس کے نام سے شروع کیا جائے	۵۵۶	چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا
۵۸۰	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اپنے سردار.....	۵۵۶	چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو
۵۸۱	مصافحہ کا بیان	۵۵۶	چھینک اچھی ہے اور
۵۸۲	دونوں ہاتھ پکڑنا.....	۵۵۸	جب جمائی آئے تو چاہیے کہ
۵۹۴	معاہدہ معنی گلے ملنے کے بیان میں		
۵۹۶	کوئی بلائے تو جواب میں لبیک اور سعدیک کہنا		
۵۹۹	کوئی شخص کسی دوسرے بیٹھے ہوئے مسلمان بھائی کو اس.....	۵۵۹	سلام کے شروع ہونے کا بیان
۵۹۹	سورۃ فتح کی ایک آیت شریفہ	۵۶۰	سورہ نور کی ایک آیت کی تشریح
۶۰۰	جو اپنے ساتھیوں کی اجازت بغیر.....	۵۶۲	سلام کے بیان میں
۶۰۱	ہاتھ سے احباء کرنا	۵۶۳	تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو.....
۶۰۱	اپنے ساتھیوں کے سامنے نکیہ لگا کر بیٹھنا	۵۶۳	سوار پہلے پیدل کو سلام کرے
۶۰۲	جو کسی ضرورت یا کسی غرض کی وجہ سے تیز تیز چلے	۵۶۳	چلنے والا پہلے بیٹھے.....
۶۰۲	چارپائی یا تخت کا بیان	۵۶۳	کم عمر والا پہلے.....
۶۰۳	گاز نکیہ لگانا یا گنڈا بچھانا	۵۶۴	سلام کو زیادہ سے زیادہ رواج دینا
۶۰۴	جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا	۵۶۴	بچکان ہو یا نہ ہو ہر ایک.....
۶۰۵	مسجد میں بھی قیلولہ کرنا جائز ہے	۵۶۵	پردہ کی آیت کے بارے میں
۶۰۵	اگر کوئی شخص کہیں ملاقات کو جائے	۵۶۷	اذن لینے کا اس لئے حکم دیا گیا.....
۶۰۷	آسانی کے ساتھ آدمی جس طرح بیٹھ سکے.....	۵۶۸	شرمگاہ کے علاوہ.....
۶۰۸	جس نے لوگوں کے سامنے سرگوشتی	۵۶۹	سلام اور اجازت تین مرتبہ ہونی چاہیے
۶۰۹	چت لیٹنے کا بیان	۵۷۰	اگر کوئی شخص بلانے پر آیا ہو.....
۶۱۰	کسی جگہ صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو.....	۵۷۰	بچوں کو سلام کرنا
۶۱۱	راز چھپانا	۵۷۱	مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا
۶۱۱	جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو کانا پھوسی کرنے میں.....	۵۷۲	اگر گھروالا پوچھے کہ کون ہے.....
۶۱۲	دیر تک سرگوشتی کرنا	۵۷۲	جواب میں صرف علیک السلام کہنا

کتاب الاستئذان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۴۲	قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا	۶۱۲	سوئے وقت گھر میں آگ کو نہ رہنے دی جائے
۶۴۲	نبی کریم ﷺ نے اپنے خدام کے لیے لمبی عمر اور زیادتی.....	۶۱۳	رات کے وقت دروازے بند کرنا
۶۴۲	پریشانی کے وقت دعا کرنا	۶۱۳	بوڑھا ہونے پر ختم نہ کرنا.....
۶۴۳	مصیبت کی سختی سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۱۵	آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے.....
۶۴۳	نبی کریم ﷺ کا مرض الموت میں دعا کرنا.....	۶۱۵	عمارت کا بنانا کیسا ہے
۶۴۳	موت اور زندگی کی دعا کے بارے میں		
۶۴۵	بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا		
۶۴۷	رسول کریم ﷺ پر درود پڑھنا	۶۱۸	سورہ مومن کی ایک آیت شریف
۶۴۸	کیا نبی کریم ﷺ کے سوا کسی اور پر درود بھیجا جاسکتا ہے؟	۶۱۹	استغفار کے لیے افضل دعا کا بیان
۶۴۹	آنحضرت ﷺ کی ایک دعا	۶۲۰	نبی کریم ﷺ کا دن اور رات استغفار کرنا
۶۵۰	فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۰	توبہ کا بیان
۶۵۱	دشمنوں کے غالب آنے سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۲	دائیں کروٹ پر لیٹنا
۶۵۲	عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۳	وضو کر کے سونے کی فضیلت
۶۵۳	زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ مانگنا	۶۲۳	سوئے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے
۶۵۳	گناہ اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۴	سوئے میں دلیاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا
۶۵۴	بزدلی اور سستی سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۵	دائیں کروٹ پر سونا
۶۵۴	بجلی سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۵	اگر رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے.....
۶۵۴	ناکارہ عمر سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۲۷	سوئے وقت تکبیر و تسبیح پڑھنا
۶۵۵	دعا سے وہام اور پریشانی دور ہو جاتی ہے	۶۲۸	سوئے وقت شیطان سے پناہ مانگنا اور تکبیر و قرآن کرنا
۶۵۶	ناکارہ عمر دنیا کی آزمائش اور دوزخ کی آزمائش سے اللہ کی.....	۶۲۹	آدمی رات کے بعد صبح صادق سے پہلے دعا کرنے.....
۶۵۷	مالداری کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگنا	۶۳۰	بیت الحلا جانے کے لیے کون سی دعا پڑھنی چاہیے
۶۵۷	محتاجی کے فتنہ سے پناہ مانگنا	۶۳۰	صبح کے وقت کیا دعا پڑھے
۶۵۸	برکت کے ساتھ مال کی زیادتی کے لئے دعا کرنا	۶۳۲	نماز میں کون سی دعا پڑھے
۶۵۸	برکت کے ساتھ کثرت اولاد کی دعا کرنا	۶۳۳	نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان
۶۵۹	استخارہ کی دعا کا بیان	۶۳۵	سورہ توبہ کی ایک آیت شریفہ
۶۶۰	وضو کے وقت کی دعا کا بیان	۶۳۸	دعائیں قافیہ لگانا مکروہ ہے
۶۶۰	کسی بلند نیلے پر چڑھتے وقت کی دعا کا بیان	۶۳۹	اللہ پاک سے اپنا مقصد قطعی طور پر مانگے
۶۶۱	کسی نشیب میں اترنے کی دعا	۶۴۰	جب تک بندہ جلد بازی نہ کرے.....
۶۶۱	سفر میں جاتے وقت یا.....	۶۴۰	دعائیں ہاتھوں کا اٹھانا
۶۶۲	شادی کرنے والے دو لہا کے لئے دعا دینا	۶۴۱	قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر دعا کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۹۷	جو لوگ دنیا میں زیادہ مالدار ہیں وہی.....	۶۶۳	جب مرد اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے؟
۶۹۹	نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ اگر احد پہاڑ کے برابر سوتا.....	۶۶۳	نبی کریم ﷺ کی یہ دعا اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں.....
۷۰۱	مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو	۶۶۴	دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا
۷۰۱	فقر کی فضیلت کا بیان	۶۶۴	دعا میں ایک ہی فقرہ بار بار عرض کرنا
۷۰۳	نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے گذران کا بیان	۶۶۵	مشرکین کے لئے بددعا کرنا
۷۰۸	نیک عمل پر ہیشگی کرنا.....	۶۶۸	مشرکین کی ہدایت کے لئے دعا کرنا
۷۱۱	اللہ کے خوف کے ساتھ امید بھی رکھنا	۶۶۸	نبی کریم ﷺ کا یوں دعا کرنا کہ اے اللہ میرے اگلے.....
۷۱۲	اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا	۶۷۰	اس قبولیت کی گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن آتی ہے
۷۱۳	جو اللہ پر بھروسہ کرے گا.....	۶۷۰	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ یہود کے حق میں ہماری.....
۷۱۳	بے فائدہ بات چیت کرنا منع ہے	۶۷۱	بالجہر آمین کہنے کی فضیلت کا بیان
۷۱۳	زبان کی حفاظت کرنا	۶۷۲	لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان
۷۱۶	اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت	۶۷۴	سبحان اللہ کہنے کی فضیلت
۷۱۷	اللہ سے ڈرنے کی فضیلت کا بیان	۶۷۵	اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان
۷۱۸	گناہوں سے باز رہنے کا بیان	۶۷۸	لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا
۷۱۹	ایک ارشاد نبویؐ فداہ روحی	۶۷۸	اللہ پاک کے ایک کم سونام ہیں
۷۲۰	دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھک دیا گیا ہے	۶۷۹	ٹھہر ٹھہر کر فاصلے سے وعظ و نصیحت کرنا
۷۲۰	جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ.....		
۷۲۱	اسے دیکھنا چاہیے جو نیچے درجے کا ہے.....		
۷۲۱	جس نے نیکی یا بدی کا ارادہ کیا.....	۶۸۲	صحت اور فراغت کے بیان میں
۷۲۱	چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بھی بچتے رہنا	۶۸۳	آخرت کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے
۷۲۲	عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے	۶۸۳	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ دنیا میں اس طرح زندگی.....
۷۲۳	بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے	۶۸۳	آرزو کی رسی کا دراز ہونا
۷۲۳	دنیا سے امانتداری کا اٹھ جانا	۶۸۶	جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا
۷۲۶	ریا اور شہرت طلبی کی مذمت میں	۶۸۷	ایسا کام جس سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو
۷۲۶	جو اللہ کی اطاعت کرنے کے لیے اپنے نفس کو دبائے.....	۶۸۸	دنیا کی بہار اور رونق.....
۶۲۷	تواضع یعنی عاجزی کرنے کے بیان میں	۶۹۲	سورہ فاطر کی ایک آیت شریفہ
۷۲۹	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میں اور قیامت دونوں.....	۶۹۳	صالحین کا گذر جانا
۷۳۰	جو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے.....	۶۹۳	مال کے فتنے سے ڈرتے رہنا
۷۳۲	موت کی سختیوں کا بیان	۶۹۵	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ یہ دنیا کا مال بظاہر.....
		۶۹۶	جو آدمی مال اللہ کی راہ میں دے دے.....

فہرست تشریحی مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲	معتز صین اسلام کے قول فاسد کی تردید	۲۴	شادی کا اولین مقصد افزائش نسل ہے
۵۵	فقہائے کرام کے ایک قیاس پر تبصرہ	۲۴	باقیات الصالحات میں اولاد کو اولین درجہ حاصل ہے
۵۶	حضرت امام بخاریؒ بہت بڑے فقیہ امت ہیں	۲۶	ایک نہایت ہی افسوس ناک واقعہ معہ تفصیلات
۶۲	ایلاء کی مدت چار ماہ ہے	۲۶	عیدہ گاہ میں مستورات میں چندے کی اپیل
۶۳	مفقود الخمر کے بارے میں تفصیلات	۲۷	طلاق کی تفصیلات
۶۶	نکھار کی تفصیلات	۳۰	ایک بد نصیب عورت کا بیان
۶۷	گوٹکا آدمی اشارے سے طلاق دے گا	۳۱	زبان دراز معاندین پر ایک نوٹ
۶۸	کبھی اشارات پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے	۳۳	طلاق دینے کا مسنون طریقہ
۶۸	حضرت امام شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ	۳۳	تعطیلات عشاء قرآن وحدیث کی روشنی میں
۶۸	حضرت سر سید احمد و مرزا غلام احمد قادیانی	۳۹	لعان کرنے ہی سے جدائی ہو جاتی ہے
۷۲	مرزائیوں کے ایک غلط خیال کی تردید	۴۱	اصل طلاق وہی ہے جس میں یہ لفظ استعمال کیا جائے
۷۷	علم قیافہ پر بھی بعض یقین کیا ہے	۴۴	شہد پینے کا واقعہ معہ تفصیلات
۸۲	حاملہ عورتوں کی عدت کا فتویٰ	۴۵	سوکنوں کا جلپا فطری ہوتا ہے
۸۳	ایک فتویٰ نبوی کا بیان	۴۶	فضائل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸۳	علاوہ قراء کی تفسیر	۴۶	حافظ ابن حجر مرحوم کا ذکر خیر
۸۶	طلاق رجعی میں مسکن اور خرچہ مرد پر لازم ہے	۴۹	غصہ کی طلاق پر تبصرہ
۹۲	عورتوں کو قبرستان میں جانا منع ہے	۵۰	لولا علی لہلک عمر کا موقعہ ورود
۹۳	سنی مسلمانوں کے لئے قابل غور ہدایت	۵۰	عصر حاضر کے بے انصاف مقلدین پر تبصرہ
۹۸	متعہ اور بعض دیگر اصطلاحات کی تشریح	۵۱	حضرت ماعز اسلمیؓ کے فضائل
۱۰۱	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	۵۱	انجیل مقدس میں ایک زمانہ کا مقدمہ
۱۰۶	دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے	۵۲	خلع کی تفصیلات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۳	ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا حلت کی شرط ہے	۱۰۸	مرد بخیل ہو تو عورت کو اجازت ہے کہ؟
۱۷۳	حافظ ابن حجر کا ایک فتویٰ	۱۰۸	ہند بنت عتبہ کا ذکر خیر
۱۷۴	بندوق کی شکار کے بارے میں	۱۱۳	اس گرائی کے دور میں قابل توجہ علمائے کرام
۱۷۴	غیر مسلموں کے برتنوں کے بارے میں	۱۱۶	ثوبیہ کی آزادی کا واقعہ
۱۷۷	صراط مستقیم کی تفصیل از علامہ طحاوی	۱۱۸	حضرت ابو ہریرہ کا قابل مطالعہ ایک واقعہ
۱۸۱	شکار کرنے کا مباح اور مذموم ہونا	۱۱۹	ایک منکر حدیث کو قدرت کی طرف سے فوری سزا
۱۸۶	حالات حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۰	حضرت امام یوسف کا ایک بہترین فتویٰ
۱۸۹	بھول سے عند الذبح بسم اللہ نہ پڑھی ہو تب؟	۱۲۱	اہل حدیثوں کو بدنام کرنے والوں کا بیان
۱۹۰	تفصیل آیت وما اهل به لغير الله	۱۲۱	حدیث کے ترجمہ میں لا پرواہی
۱۹۸	اسلام کی اصل روح رحم و کرم ہے	۱۲۲	حضرت ابو طلحہ کے گھر ایک دعوت عام کا واقعہ
	گھوڑے کی حلت کے متعلق از حضرت شیخ الحدیث مبارکپوری	۱۲۸	ائمہ کرام گوہ کی حلت کے قائل ہیں
۲۰۰	مدخلہ	۱۳۰	حضرت شاہ ولی اللہ ایک تشریح حدیث
۲۰۹	حالات حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	۱۳۳	قابل توجہ مفتیان کرام
۲۱۱	شاہ عبدالعزیز وغیرہ علماء کا ایک قول مطالعہ فتویٰ	۱۳۹	سادہ زندگی گزارنا اہم ترین سنت نبوی ہے
۲۱۲	سنت کا اصطلاحی مفہوم	۱۴۱	تعب ہے ان مقلدین جامدین پر ارجح
۲۱۳	سارے اہل خانہ کی طرف سے ایک بکر اکافی ہے	۱۴۲	فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۲۱۴	حالات حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۴	ایک بکثرت پڑھنے کی دعائے نبوی
۲۱۶	حالات حضرت نافع بن عمر بن جریر رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵	حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت جبریل رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر
۲۲۱	لفظ جذع کی تعریف	۱۴۸	حالات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۲۱	تعب ہے ان فقہاء پر.....	۱۴۹	خواص کدو کا بیان
۲۲۲	قربانی کی دعائے مسنونہ	۱۵۱	مختصر حالات حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۵	مقاصد قربانی	۱۵۲	آل محمد ﷺ پر ایک تفصیل
۲۲۹	قرطبی کا ایک قابل مطالعہ قول	۱۵۴	سرکاری سطح پر راشن کی تقسیم
۲۳۲	صاحب ہدایہ کے ایک غلط قول کی تردید	۱۵۶	کھجور کی ایک خاص خصوصیت
۲۳۳	حالیہ زلزلوں پر ایک نوٹ	۱۶۰	نبیوں کا کبریٰ چرانا اور اس میں حکمتیں
۲۳۹	ایک غلط خیال کی تردید	۱۶۲	کھانے سے فارغ ہونے پر ایک اور دعائے مسنونہ
۲۴۳	بیر حاء نامی باغ کا بیان	۱۶۶	عقیدہ کی کچھ تفصیلات
۲۴۵	کھڑے ہو کر پانی پینا بضرورت جائز ہے	۱۷۰	عقیدہ کی اور تفصیلات
۲۴۶	ایک وہم کا دفعیہ از حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰	فرع اور عمیرہ کی تفصیلات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۸	الو کے متعلق خیالات فاسدہ	۲۵۴	آنحضرت ﷺ کا پیالہ مبارک
۳۱۸	صفر کے بارے میں تشریح	۲۵۷	معترضہ کی تردید
۳۱۹	کہانت کی وضاحت	۲۶۰	نیک لوگوں پر مصائب کا آنا باعث اجر ہے
۳۱۹	کابنوں کے کچھ بھائی بندوں کا بیان	۲۶۲	مرگی کے بارے میں تشریحات
۳۲۱	جادو سے متعلق آیات قرآنی	۲۶۳	اودیات سے زیادہ نفع بخش علاج
۳۲۳	جادو دفع کرنے کی دوا و عمل	۲۶۳	حالات حضرت ام دردا انھی اللہ عنہا
۳۲۶	آپ پر جادو کے ہونے میں حکمت	۲۶۴	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
۳۲۶	تندرست جانوروں کو بیمار جانوروں سے الگ رکھو	۲۶۷	مستجاب الدعوات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۳۲۹	تعدیہ کی بابت عقلی دلائل	۲۷۲	مسئلہ خلافت منشاۓ ایزدی کے تحت حل ہوا
۳۳۰	آنحضور ﷺ کو زہر دیئے جانے کے متعلق	۲۷۴	عیادت کے آداب کا بیان
۳۳۰	آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	۲۷۷	وضو کا بچا ہوا پانی موجب شفا ہے
۳۳۳	علاج بالصدہ پر اشارہ	۲۷۸	وطن کی محبت انسان کا فطری جذبہ ہے
۳۳۴	لباس میں اسراف کا مطلب	۲۷۹	دو بیماریاں جن کی کوئی دوا نہیں ہے
۳۴۵	بزرگوں سے برکت حاصل کرنا	۲۸۰	مولانا وحید الزماں کی ایک ایمان افروز تحریر
۳۴۹	سبز رنگ کی یمنی چادر مبارک کا ذکر خیر	۲۸۲	فوائد شہد کا بیان
۳۵۱	قبر پرست نام نہاد مسلمانوں کی تردید	۲۸۲	ہومیوپیتھک علاج پر ایک تبصرہ
۳۵۲	اشتمال صماء وغیرہ کی تشریحات	۲۸۳	کلوئچی کے فوائد
۳۵۳	ایسی ہی اور تفصیلات	۲۸۸	تقاضائے ایمان بیان
۳۵۴	کالی کملی اوڑھنے کے فوائد	۲۹۲	عورتوں کا حال بد زمانہ جاہلیت میں
۳۵۷	اصلی بنیاد نجات کلمہ طیبہ صدق دل سے پڑھنا ہے	۲۹۲	مرض جذام پر تبصرہ
۳۶۱	نثر جیسے کپڑوں کے متعلق	۲۹۴	نام نہاد پیروں مرشدوں کی تردید
۳۶۳	حضور ﷺ کے فرش اور نیچے کا بیان	۲۹۷	شہد کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ
۳۶۵	باریک کپڑا پہننے والی عورتوں کی مذمت	۳۰۲	طاغون پر ایک تبصرہ
۳۶۷	سرخ کپڑے کے متعلق اہل حدیث کا مسلک	۳۱۰	دم کرنے کی دعائے مسنونہ
۳۶۸	ایک ضروری اصلاح	۳۱۱	قبروں کو سبق لینا چاہئے
۳۷۰	فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمتہ	۳۱۲	حافظ ابن حجر کی ایک تشریح
۳۷۱	حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ	۳۱۵	دم جھاڑنے کرانے والوں کی فضیلت
۳۷۱	محبت رسول صحابہ کرام کے دلوں میں	۳۱۷	امراض متعدیہ پر ایک اشارہ
۳۷۲	بہترین عمل کی علامت کیا ہے؟	۳۱۸	بد شگونوں کے دفعیہ کی دعا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵۳	مومن کی عزت بہت اہم چیز ہے	۳۸۲	عورتیں بھی عہد نبوی میں عید گاہ جاتی تھیں
۳۵۷	اگر تحقیر مقصود نہ ہو تو جسمانی عیب.....	۳۸۲	بعض الناس کے حیلوں بہانوں کی تردید
۳۶۰	چغل خوری کی برائی	۳۸۴	ایک جدید لعنتی ازم پر اشارہ
۳۶۱	دور خا آدمی بہت برا ہے	۳۸۶	خصائل فطرت کی ایک حدیث
۳۶۹	نظام الدین اولیاء کا ایک واقعہ	۳۸۷	داڑھی رکھنے کی فضیلت کا بیان
۳۷۰	بوقت ضرورت عورت کا غیر محرم سے کلام کرنا	۳۸۸	مومن مبارک کا بیان
۳۷۶	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۳۸۹	مہندی اور وسوسہ کا خضاب
۳۸۴	نبی کریم ﷺ معصوم عن الخطاء ہیں	۳۸۹	کالا خضاب کرنا منع ہے
۳۸۶	جنگ بدر کی کچھ تفصیل	۳۹۴	نوجوانان اسلام کو دعوت خیر
۳۸۷	غیر اللہ اور باپ دادا کی قسم کھانا	۳۹۵	مکار پیروں بدعتی قبر پرستوں کی تردید
۳۹۱	حدیث کے مقابل کسی کی بات حجت نہیں	۴۰۰	منکرین حدیث پر ایک بیان
۳۹۳	حضرت ام سلمہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	۴۰۴	نظر لگ جانا برحق ہے
۳۹۹	حقوق اللہ اور حقوق العباد ساتھ ساتھ	۴۰۶	ایک نیچری کے اعتراض کا جواب
۵۰۱	مہمانی کا حق وصول کرنا	۴۰۸	قبر اولیاء پر جو پرستش گاہیں بنی ہوئی ہیں
۵۰۱	صفات حسنہ والی ایک حدیث	۴۱۱	غیر ذی روح کی تصویروں کا جواز
۵۰۷	اچھے اشعار کہنے جائز ہیں	۴۱۴	جانوروں پر سواری کرنے کے آداب
۵۱۰	صلح حدیبیہ کا تفصیلی بیان	۴۱۵	اہل توحید اور اہل شرک پر ایک اشارہ
۵۱۲	حملہ آور اعداء کو معافی	۴۲۰	نیک کاموں کو بطور وسیلہ پیش کرنا
۵۱۳	مسلمانوں کا طواف کعبہ.....	۴۲۲	قرآن پاک ایک اہم ترین آیت
۵۱۳	جنگ خیر	۴۲۳	مشرک بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرنا
۵۱۶	عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا	۴۳۲	قدرت کا ایک کرشمہ
۵۱۶	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تفصیلی حالات	۴۳۲	ایک مسلمان نما مشرک کی بیان
۵۱۸	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	۴۳۳	حضرت خدیجہ الکبریٰ کا ذکر خیر
۵۱۹	نبی کریم ﷺ کا عورتوں کو تشبیہ دینا.....	۴۴۴	نیک کام میں سفارش کرنے کی ترغیب
۵۲۱	اسلام کے خلاف اٹھے والے فتنوں کا جواب دینا	۴۴۶	نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کی کیفیت کی وضاحت
۵۲۲	شعر گوئی کی کثرت کی مذمت	۴۴۷	نبی کریم ﷺ کی خوش اخلاقی کا بیان
۵۲۳	لفظ زعموا کی تشریح	۴۴۸	وہی اور کسی فضائل کی تفصیل
۵۲۷	عبادت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول سے محبت	۴۵۰	اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا بیان
۵۳۸	ابوالقاسم کنیت کا بیان	۴۵۱	ایمان کی حلاوت کا ذکر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۱۹	ایک دعائے نبوی جو قیامت کے لئے خاص ہے	۵۳۹	غلط نام بدل دینا چاہیے
۶۲۲	فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	۵۴۲	شیطان نبی کریم ﷺ کی صورت میں نہیں آسکتا
۶۲۳	تقلیدی ضد اور تعصب سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے	۵۴۷	شہنشاہ نام رکھنے کی مذمت
۶۲۵	رازور موز نبوی کے امانت دار	۵۴۹	فقہائے سب سے ایک اشارہ
۶۲۷	سونے کی ایک اور دعا	۵۵۳	خلفائے خلافت کا تذکرہ
۶۲۸	تسبیحات فاطمہؑ کا بیان	۵۵۹	آدمی کے قدم کی ہوتا
۶۳۰	آسمان دنیا پر نزول باری تعالیٰ	۵۷۰	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ
۶۳۰	بیت الخلاء کی دعا	۵۷۱	عورتوں کو سلام کرنے کا بیان
۶۳۳	فرض نماز کے بعد ذکر واذکار کا بیان	۵۷۵	آنحضرت ﷺ کی دانائی کا تذکرہ
۶۳۵	مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۵۸۱	مصافحہ کا لفظی مطلب
۶۳۶	حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے مناقب	۵۸۲	ایک ہاتھ سے مصافحہ پر تفصیلی مقالہ
۶۳۹	دعائے نکلنے میں مبالغہ کرنا منع ہے	۵۸۴	ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت.....
۶۴۰	قبولیت دعا کے لئے جلد بازی کرنا صحیح نہیں ہے	۵۸۸	علماء و فقہاء کے اقوال
۶۴۷	ایک رکعت وتر کا ثبوت	۵۹۰	دو ہاتھ سے مصافحہ والوں کی دلیل اور اس کا جواب
۶۴۷	درود شریف سے متعلق ایک تشریح	۵۹۳	حماد بن زید کے اثر کا جواب
۶۴۹	غیر نبی پر درود بھیجنا	۵۹۴	معانقہ کا تفصیلی بیان
۶۵۷	مال کا فتنہ اور مال کی برکت ہر دو کی مثالیں	۵۹۴	اسلام میں جتنی نہیں ہے
۶۵۹	بیان حضرت شاہ ولی اللہ در بابت دعائے استخارہ	۵۹۴	ایک اسلامی تہذیب کا بیان
۶۶۰	دعائے استخارہ کی تفصیلات	۶۰۰	ادب کا تقاضا دعوت کھانے کے بعد
۶۶۱	سفر میں نکلنے کے وقت کی دعا	۶۰۱	ایک اجازت امام مفتی عالم کے واسطے
۶۶۶	دشمنان اسلام کے لئے بد دعا کرنا	۶۰۲	مہار پرش خدار سیدہ رسول ﷺ
۶۶۶	کمزور اور مساکین مسلمانوں کے لئے دعائے نبوی	۶۰۴	تین بزرگوں کے مناقب
۶۷۰	جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی گھڑی	۶۰۶	آنحضرت ﷺ کے مبارک پسینہ کا بیان
۶۷۱	آمین بالجبر پر ایک مقالہ ثنائی	۶۱۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسرائیلی الزامات
۶۷۲	حضرت مولانا وحید الزماں کی ایک قابل مطالعہ تحریر	۶۱۴	الہجہ یث کے نزدیک ختمہ کرنا واجب ہے
۶۷۴	لا الہ الا اللہ وحدہ النسخ بڑی فضیلت والا کلمہ ہے	۶۱۴	پانچ کام فطرت میں داخل ہیں
۶۷۵	فضیلت ذکر میں ولی الہی تشریح	۶۱۶	اونچی اونچی عمارات بنانا علامات قیامت ہے
۶۷۶	محاسن ذکر کے فضائل	۶۱۷	دعائے نکلنے پر ایک مقالہ
۶۷۹	اسماء الحسنی کی تفصیلات	۶۱۸	دعا بھی عبادت ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
		۶۸۰	دعا کی اہمیت اور آداب کا بیان
		۶۸۰	آداب قبولیت دعا
		۶۸۱	جن کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے
		۶۸۲	لفظ رقاق کی تشریح
		۶۹۱	معطلی حضرات پر قرآنی ہدایت
		۷۰۰	اہل سنت کا مذہب گنہگار کے متعلق
		۷۰۲	سرمایہ داروں کی مذمت جو قارون بن کر رہتے ہیں
		۷۰۳	رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی درویشانہ زندگی
		۷۰۵	ایک حدیث ابو ہریرہ اور معجزہ نبویؐ
		۷۰۵	اصحاب صفہ پر ایک اشارہ
		۷۰۶	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث
		۷۰۸	حلال دولت فضل الہی ہے
		۷۱۱	دخول جنت کا اصلی سبب رحمت الہی ہے
		۷۱۲	ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے
		۷۱۲	صبر کسے کہتے ہیں؟
		۷۱۵	تمام حکمت اور اخلاق کا خلاصہ
		۷۱۸	گناہوں سے باز رکھنے پر ایک مثال نبوی ﷺ اعمال.....
		۷۲۲	اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے
		۷۲۹	حلولیہ کی ایک دلیل کی تردید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بائیسواں پارہ

۱۲۲- باب طَلَبِ الْوَلَدِ

۵۲۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُثَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ، فَلَحَقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَالْتَفْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ؟)) قُلْتُ إِنِّي حَدِيثٌ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ: ((فَبَكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ نَيْيَا؟)) قُلْتُ: بَلَّ نَيْيَا قَالَ: ((فَهَلَا جَارِيَةٌ تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ: ((أَمْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا. أَيُّ عِشَاءٍ. لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغْيِيَةُ)). وَحَدَّثَنِي الثَّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ.

[راجع: ۴۴۳]

باب جماع سے بچہ کی خواہش رکھنے کے بیان میں

(۵۲۳۵) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، ان سے ہشیم بن بشیر نے، ان سے سیار بن دروان نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جہاد (تہوک) میں تھا، جب ہم واپس ہو رہے تھے تو میں اپنے ست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار میرے قریب آئے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کنواری عورت سے تم نے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ آپ نے اس پر فرمایا، کنواری سے کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ جابر نے بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو جائیں لیکن آپ نے فرمایا، ٹھہر جاؤ۔ رات ہو جائے پھر داخل ہونا تاکہ تمہاری بیویاں جو پراگندہ بال ہیں وہ کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے خاوند غائب تھے وہ موئے زیر ناف صاف کر لیں۔ ہشیم نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک معتبر راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ الکیس الکیس یعنی اے جابر! جب تو گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کیجئے (امام بخاری نے کہا) کیس کا یہی مطلب ہے کہ اولاد ہونے کی خواہش کیجئے۔

تَشْرِیح | دوسرے لوگوں نے کہا کہ الکیس الکیس سے یہ مراد ہے کہ خوب خوب جملع کیجئے۔ جابر کہتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو میں نے اپنی جورو سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ بخوشی آپ کا حکم بجالاؤ۔ چنانچہ میں ساری رات اس سے جملع کرتا رہا۔ اس فرمان ہے اشارہ اسی طرف تھا کہ جملع کرنا اور طلب اولاد کی نیت رکھنا باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۲۳۶) ہم سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سیار نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت) فرمایا، جب رات کے وقت تم مدینہ میں پہنچو تو اس وقت تک اپنے گھروں میں نہ جانا جب تک ان کی بیویاں جو مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے، اپنا مومنے زیر ناف صاف نہ کر لیں اور جن کے بال پر آگندہ ہوں وہ لگھانہ کر لیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر ضروری ہے کہ جب تم گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کیجئے۔ شعبی کے ساتھ اس حدیث کو عبید اللہ نے بھی وہب بن کیسان سے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا، اس میں بھی کیس کا ذکر ہے۔

۵۲۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِكَ حَتَّى تَسْتَحِذَ الْمَغِيْبَةَ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةَ)). قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ)). تَابَعَهُ عُثَيْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَيْسِ.

[راجع: ۴۴۳]

تَشْرِیح | یہ روایت کتاب البیوع میں موصولاً گزر چکی ہے۔ ابو عمرو توقانی نے اپنی کتاب ”معاشرة الاطمين“ میں نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اولاد اولاد وھونڈو، اولاد ثمرہ، قلب اور نور چشم ہے اور بانجھ عورت سے پرہیز کرو۔ اسی واسطے ایک حدیث میں آیا ہے کہ بانجھ عورت سے بچو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ خاوند سے محبت رکھنے والی، بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ عورت کرنے سے آدمی کو اصل غرض یہی رکھنی چاہئے کہ اولاد صالح پیدا ہو جو مرنے کے بعد دنیا میں اس کی نشانی رہے۔ اس کے لیے دعائے خیر کرے۔ اسی لیے باقیات الصالحات میں اولاد کو اول درجہ حاصل ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو نیک فرما، مردار صالح اولاد عطا کرے۔

باب جب خاوند سفر سے آئے تو عورت استرہ لے اور بالوں میں کنگھی کرے

۱۲۳- باب تَسْتَحِذُ الْمَغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةَ

(۵۲۳۷) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو سیار نے خبر دی، انہیں شعبی نے، انہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ واپس ہوتے ہوئے جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں اپنے ست رفتار اونٹ کو تیز چلانے لگا۔

۵۲۴۷- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ، تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ،

ایک صاحب نے پیچھے سے میرے قریب پہنچ کر میرے اونٹ کو ایک چھتری سے جو ان کے پاس تھی مارا۔ اس سے اونٹ بڑی اچھی چال چلنے لگا، جیسا کہ تم نے اچھے اونٹوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ میں نے مرکز دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری شادی نئی ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر پوچھا، کیا تم نے شادی کر لی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ دریافت فرمایا، کنواری سے کی ہے یا بیوہ سے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کنواری سے شادی کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیتی۔ بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو شہر میں داخل ہونے لگے لیکن آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ رات ہو جائے پھر داخل ہونا تاکہ پرانندہ بال عورت چوٹی نگھا کر لے اور جس کا شوہر موجود نہ رہا ہو، وہ موئے زیر ناف صاف کر لے۔

باب اللہ کا سورہ نور میں یہ فرمانا کہ ﴿وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ (الایۃ) یعنی اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔

(۵۲۳۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ اس واقعہ میں لوگوں میں اختلاف تھا کہ احد کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کون سی دوا استعمال کی گئی تھی۔ پھر لوگوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، وہ اس وقت آخری صحابی تھے جو مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ اب کوئی شخص ایسا زندہ نہیں جو اس واقعہ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر کر لا رہے تھے۔ (جب خون بند نہ ہوا تو) ایک بوریا جلا کر آپ کے زخم میں بھر دیا گیا۔

فَلَحَقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَحَسَ بَعِيرِي
بَعْرَةً كَانَتْ مَعَهُ فَسَارَ بَعِيرِي كَأَحْسَنِ مَا
أَنْتَ رَأَى مِنَ الْإِبِلِ، فَالْتَفْتُ فَإِذَا أَنَا
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،
إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ:
(أَتَرَوْجَتْ؟) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَبْكُرَا
أَمْ كَيْبَا؟)) قَالَ قُلْتُ: بَلْ كَيْبَا. قَالَ: ((فَهَلَا
بَكُرَا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)). قَالَ: فَلَمَّا
قَدِمْنَا دَهْنًا لِنَدْخُلَ لِقَالَ: ((أَمْهَلُوا حَتَّى
تَدْخُلُوا لَيْلًا. أَيْ عِشَاءً. لِكَيْ تَمْتَشِطَ
الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغْيِبَةُ)).

[راجع: ۴۴۳]

۱۲۴- باب

﴿وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ - إِلَى
قَوْلِهِ - لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾
۵۲۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ
بِأَيِّ شَيْءٍ ذُووِي جُرْحٍ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ؟ فَسَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ
السَّاعِدِيِّ وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ: وَمَا
بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَتْ
فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ
وَجْهِهِ وَعَلَيْ يَأْتِي بِالنِّمَاءِ عَلَى تَرْسِهِ،
فَأَخَذَ حَصِيرًا فَحَرَّقَ فَحَشِيَ بِهِ جُرْحَهُ.

[راجع: ۲۴۳]

تشیخ | اس آیت میں پہلے اللہ پاک نے یوں فرمایا ﴿وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور: ۳۱) یعنی جس زینت کے کھولنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً آنکھیں، ہتھیلیاں وہ تو سب پر کھول سکتی ہیں مگر باقی زینت جیسے گلا سرسینہ پنڈلی وغیرہ یہ غیر مردوں کے سامنے نہ کھولیں مگر اپنے خاوندوں کے سامنے یا باپ یا سروس کے سامنے اخیر آیت تک۔ امام بخاری رحمہ اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں لائے۔ اس کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد یعنی آنحضرت ﷺ کا زخم دھویا تو اس میں زینت کھولنے کی ضرورت ہوئی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ باپ کے سامنے عورت اپنی زینت کھول سکتی ہے۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔ فافہم ولا تکن من القاصرين۔

۱۲۵- باب ﴿وَالَّذِينَ لَمْ يَنْلُغُوا الْحُلُمَ﴾ باب اس آیت میں جو بیان ہے کہ اور وہ بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

تشیخ | یعنی جو بچے جو ان نہیں ہوئے ہیں، ان کے سامنے بھی اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت کھولنے کی اجازت دی ہے۔ حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عورتوں کے کان وغیرہ دیکھے جب کہ وہ کم سن بچے تھے۔

(۵۲۴۹) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن عباس نے، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے ایک شخص نے یہ سوال کیا تھا کہ تم بقر عید یا عید کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اگر میں حضور اکرم ﷺ کا رشتہ دار نہ ہوتا تو میں اپنی کم سنی کی وجہ سے ایسے موقع پر حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ ان کا اشارہ (اس زمانے میں) اپنے بچپن کی طرف تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور (لوگوں کے ساتھ عید کی) نماز پڑھی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا، پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں خیرات دینے کا حکم دیا۔ میں نے انہیں دیکھا کہ پھر وہ اپنے کانوں اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کر (اپنے زیورات) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دینے لگیں۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ واپس تشریف لائے۔

۵۲۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ، أَضْحَى أَوْ فِطْرًا؟ قَالَ: نَعَمْ. وَلَوْ لَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَغْنِي مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً. ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَأَرَاتَهُنَّ يَهُونَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَخُلُوفَهُنَّ يَذْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ.

[راجع: ۹۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے، انہوں نے عورتوں کے کان اور گلے دیکھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

۱۲۶- باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: باب ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا کہ کیا تم نے رات

اپنی عورت سے صحبت کی ہے؟ اور کسی شخص کا اپنی بیٹی کے کوکھ میں غصبہ کی وجہ سے مارنا۔

(۵۲۵۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن قاسم نے، انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ان کے والد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر غصبہ ہوئے اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے لیکن میں حرکت اس وجہ سے نہ کر سکی کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا۔

هَلْ أَعْرَسْتُمْ اللَّيْلَةَ؟ وَطَغَرَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعَتَابِ.

۵۲۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَأْسُهُ عَلَى فُخْدِي. [راجع: ۳۳۴]

۶۸- کتاب الطلاق

طلاق کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اللہ تعالیٰ نے سورۃ طلاق میں فرمایا، اے نبی! تم اور تمہاری امت کے لوگ جب عورتوں کو طلاق دینے لگیں تو ایسے وقت طلاق دو کہ ان کی عدت اسی وقت شروع ہو جائے اور عدت کا شمار کرتے رہو (پورے تین طہریاتین حیض) اور سنت کے مطابق طلاق یہی ہے کہ حالت طہر میں عورت کو ایک طلاق دے اور اس طہر میں عورت سے ہم بستری نہ کی ہو اور اس پر دو گواہ مقرر کرے۔ لفظ احصیناہ کے معنی ہم نے اسے یاد کیا اور شمار کرتے رہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾
أَحْصِينَاهُ: حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ. وَطَلَّاقُ
السَّنَةِ أَنْ يَطْلُقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ
وَيُشْهَدُ شَاهِدَيْنِ

لغت میں طلاق کے معنی بند کھول دینا اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور جو روپر ہوتی ہے۔ حافظ نے کہا کہ طلاق حرام ہوتی ہے جیسے خلاف سنت طلاق دی جائے (مثلاً حالت

تَشْرِيحٌ

حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دے دے یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بلا سبب محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو، کبھی واجب ہوتی ہے جب شوہر اور زوجہ میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے بچ طلاق ہی ہو جانی مناسب سمجھیں۔ کبھی طلاق مستحب ہوتی ہے جب عورت نیک چلن نہ ہو، کبھی جائز مگر علماء نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں ہے مگر اس وقت جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ اٹھانا بے فائدہ پسند نہ کرے۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگی۔ خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عقیقہ پاک دامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نباہے اور اگر صرف یہ امر کہ اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق کا اختیار ہونا چاہئے۔ جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو طلاق کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا ہے (ہاں خلع کی صورت ہے جس میں عورت اپنے آپ کو مرد سے جدا کر سکتی ہے جس کے لیے شریعت نے کچھ ضوابط رکھے ہیں جن کو اپنے مقام پر لکھا جائے گا) نکاح کے بعد اگر زوجین میں خدا نخواستہ عدم موافقت پیدا ہو تو اس صورت میں حتی الامکان صلح صفائی کرائی جائے جب کوئی بھی راستہ نہ بن سکے تو طلاق دی جائے۔ ایک روایت ہے کہ ابغض الحلال عند اللہ الطلاق (او کما قال) یعنی حلال ہونے کے باوجود طلاق عند اللہ بہت ہی بری چیز ہے مگر صد افسوس کہ آج بھی بیشتر مسلمانوں میں یہ بیماری حد سے آگے گزری ہوئی ہے اور کتنے ہی طلاق سے متعلق مقدمات غیر مسلم عدالتوں میں دائر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں کے (عند الاحناف) وقوع نے تو اس قدر بیڑہ غرق کیا ہے کہ کتنی نوجوان لڑکیاں زندگی سے تنگ آ جاتی ہیں۔ کتنی غیر مذہب میں داخلہ لے کر خلاصی حاصل کرتی ہیں مگر علمائے احناف ہیں الا ماشاء اللہ جو شے سے مس نہیں ہوتے اور برابر وہی دقینوسی فتویٰ صادر کئے جاتے ہیں پھر حلالہ کا راستہ اس قدر مکروہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جس کے تصور سے بھی غیرت انسانی کو شرم آ جاتی ہے۔ اس بارے میں مفصل مقالہ آگے آ رہا ہے جو غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔ جس کے لیے میں اپنے عزیز بھائی مولانا عبدالصمد رحمانی خطیب دہلی کا ممنون ہوں۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ یہ بے حد خوشی کی بات ہے کہ آج بہت سے اسلامی ممالک نے ایک مجلس کی طلاق خلاصہ کو قانونی طور پر ایک ہی تسلیم کیا ہے۔

۵۲۵۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُرُوهُ فَلْيُرْجِعْهَا، ثُمَّ لِيَمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهَرُ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهَرُ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدَ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمْسَ، فَبَلَكَ الْعِدَّةَ أَلْبِي أَمْرَ اللَّهِ أَنْ يُطْلَقَ لَهَا النِّسَاءُ)).

[راجع: ۴۹۰۸]

(۵۲۵۱) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنی بیوی (آمنہ بنت عقیقہ) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں۔ جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے، پھر ماہواری آئے اور پھر بند ہو، تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں طلاق دے دیں (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونا چاہیے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

باب اگر حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو یہ طلاق شمار ہوگی

۲- باب إِذَا طَلَّقَتِ الْحَائِضُ تُعْتَدُ

بَذْلِكَ الطَّلَاقِ

یا نہیں؟

تَشْرِیح

ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء تو اس طرف گئے ہیں کہ یہ طلاق شمار ہوگی اور ظاہر یہ اور الٰہدیت اور امامیہ اور ہمارے مشائخ میں سے امام ابن تیمیہ، امام ابن حزم اور علامہ ابن قیم اور جناب محمد باقر اور حضرت جعفر صادق اور امام ناصر اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ اس طلاق کا شمار نہ ہوگا۔ اس لیے کہ یہ بدعی اور حرام تھی۔ شوکانی اور محققین الٰہدیت نے اس کو ترجیح دی ہے۔

۵۲۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ : طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((لِيُرَاجِعَهَا)) قُلْتُ أُنْتَحَسِبُ؟ قَالَ : ((فَمَهْ)) وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : ((مَرْءٌ فَلْيُرَاجِعَهَا)) قُلْتُ تُنْتَحَسِبُ؟ قَالَ : ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ)).

[راجع: ۴۹۰۸]

(۵۲۵۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے انس بن سیرین نے، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا، آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ چاہیے کہ رجوع کر لیں۔ (انس نے بیان کیا کہ) میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا یہ طلاق، طلاق سمجھی جائے گی؟ انہوں نے کہا کہ چپ رہ پھر کیا سمجھی جائے گی؟ اور قتادہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن جبیر نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ابن عمرؓ سے فرمایا، اسے حکم دو کہ رجوع کر لے (یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا، کیا یہ طلاق طلاق سمجھی جائے گی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر کوئی کسی فرض کے ادا کرنے سے عاجز بن جائے یا احمق ہو جائے۔

تو وہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہوگا؟ ہرگز نہیں مطلب یہ کہ اس طلاق کا شمار ہوگا۔

۵۲۵۳- وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ.

[راجع: ۴۹۰۸]

(۵۲۵۳) حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا اور ابو معمر عبد اللہ بن عمرو منقری نے کہا (یا ہم سے بیان کیا) کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا یہ طلاق جو میں نے حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کی گئی۔

تَشْرِیح

یعنی اس کے بعد مجھ کو دو ہی طلاقیں کا اور اختیار رہا۔ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء نے اسی سے دلیل لی ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما خود کہتے ہیں کہ یہ طلاق شمار کی گئی تو اب اس کے وقوع میں کیا شک رہا۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف قول حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے شمار کئے جانے کا حکم دیا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ سعید بن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی اور ابو الزبیر نے اس کے خلاف روایت کی۔ اس کو ابو داؤد وغیرہ نے نکالا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طلاق کو کوئی چیز نہیں سمجھا اور شعبی نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ طلاق شمار نہ ہو گی۔ اس کو ابن عبد البر نے نکالا اور ابن حزم نے باسناد صحیح نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا کہ اس طلاق کا شمار نہ ہو گا

اور سعید بن منصور نے عبد اللہ بن مبارک سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا کہ انہوں نے اپنی عورت کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ طلاق کوئی چیز نہیں ہے۔ حافظ نے کہا یہ سب روایتیں ابوالزبیر کی روایت کی تائید کرتی ہیں اور ابوالزبیر کی روایت صحیح ہے۔ اس کی سند امام مسلم کی شرط پر ہے۔ اب خطابی اور قسطلانی وغیرہ کا یہ کہنا کہ ابوالزبیر کی روایت منکر ہے قابل قبول نہ ہوگی اور امام شافعی کا یہ کہنا کہ نافع ابوالزبیر سے زیادہ ثقہ ہے اور نافع کی روایت یہ ہے کہ اس طلاق کا شمار ہوگا صحیح نہیں کیونکہ ابن حزم نے خود نافع ہی کے طریق سے ابوالزبیر کے موافق نکالا ہے۔ (وحیدی)

۳- باب مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ

باب طلاق دینے کا بیان اور کیا طلاق دیتے وقت عورت کے

منہ در منہ طلاق دے

الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ؟

(۵۲۵۴) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی کن بیوی نے آنحضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جون کی بیٹی (امیمہ یا اسماء) جب حضور اکرم ﷺ کے یہاں (نکاح کے بعد) لائی گئیں اور آنحضرت ﷺ ان کے پاس گئے تو اس نے یہ کہہ دیا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم نے بہت بڑی چیز سے پناہ مانگی ہے، اپنے میکے چلی جاؤ۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حجاج بن یوسف بن ابی مہج سے، اس نے بھی اپنے دادا ابو مہج (عبید اللہ بن ابی زیاد) سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

۵۲۵۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُذْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ: أَغُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا: ((لَقَدْ غَذَتْ بِعَظِيمٍ، الْحَقِّي بِأَهْلِكَ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ:

تَشْرِیح آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ اپنے میکے چلی جا، یہ طلاق کا کنایہ ہے۔ ایسے کنایہ کے الفاظ میں اگر طلاق کی نیت ہو تو طلاق پڑ جاتی ہے۔ کہتے ہیں پھر ساری عمر یہ عورت میگنیاں چنتی رہی اور کستی جاتی تھی میں بد نصیب ہوں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ عورت بڑی خوبصورت تھی بعض عورتوں نے جب اسے دیکھا تو انہوں نے اس کو فریب دیا کہ آنحضرت ﷺ جب تیرے پاس آئیں تو (اغوذ باللہ منک) کہہ دینا۔ آپ کو ایسا کہنا پسند آتا ہے۔ وہ بھولی بھالی عورت اس چکمہ میں آگئی۔ جب آنحضرت ﷺ نے اس سے صحبت کرنی چاہی تو وہ یہی کہہ بیٹھی۔ آپ نے اس کو طلاق دے دی۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ نکالا کہ عورت کے منہ در منہ اسے طلاق دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ اول تو اس عورت کا کوئی حق صحبت آپ پر نہ تھا۔ دوسرے خود اس نے شرارت کی۔ بھلا یہ کیا بات تھی کہ خاوند جو رو کا بھی سب سے پیارا ہوتا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگنے لگی۔ اس لیے آپ نے اس کے منہ در منہ طلاق دے دی۔ یہ کچھ بھی مروت کے خلاف نہ تھا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ عورت زندگی بھر نادم رہی اور کستی رہی کہ میں بڑی بد بخت ہوں۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ مرنے سے

پہلے فاطمہ العقیل ہو گئی تھی۔

(۵۲۵۵) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن غسیل نے بیان کیا، ان سے حمزہ بن ابی اسید نے اور ان سے ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے اور ایک باغ میں پہنچے جس کا نام ”شوط“ تھا۔ جب ہم وہاں جا کر اور باغوں کے درمیان پہنچے تو بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ یہیں بیٹھو، پھر آپ باغ میں گئے، جو نیہ لائی جا چکی تھیں اور انہیں کھجور کے ایک گھر میں اتارا۔ اس کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا۔ ان کے ساتھ ایک دایہ بھی ان کی دیکھ بھال کے لیے تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ ان کے پاس گئے تو فرمایا کہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔ اس نے کہا کیا کوئی شہزادی کسی عام آدمی کے لیے اپنے آپ کو حوالہ کر سکتی ہے؟ بیان کیا کہ اس پر حضور اکرم ﷺ نے اپنا شفقت کا ہاتھ ان کی طرف بڑھا کر اس کے سر پر رکھا تو اس نے کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تم نے اسی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا، ابواسید! اسے دو رازقیہ کپڑے پہنا کر اسے اس کے گھر پہنچا آؤ۔

(۵۲۵۶، ۵۲۵۷) اور حسین بن الولید نيسابوري نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمن بن عباس بن سہل نے، ان سے عباس بن سہل نے، ان سے ان کے والد (سہل بن سعد) اور ابواسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا تھا، پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے یہاں لائی گئیں، آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے ناپسند کیا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے ابواسید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کا سامان کر دیں اور رازقیہ کے دو کپڑے انہیں پہننے کے لیے دے دیں۔

زبان دراز قسم کے معاندین نے اس واقعہ کو بھی اچھلا ہے حالانکہ ان کی ہفوات محض ہفوات ہیں۔ پہلے اس عورت سے

۵۲۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَسِيلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَاطِطٍ يُقَالُ لَهُ الشُّوْطُ، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَاطِطَيْنِ، فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اجْلِسُوا هَهُنَا))، وَدَخَلَ، وَقَدْ أَتَى بِالْجُرْنِيَّةِ. فَأَنْزَلَتْ فِي بَيْتٍ فِي نَحْلِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَّاحِيلَ، وَمَعَهَا ذَاتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((هِيَ نَفْسُكَ لِي))، قَالَتْ: وَهَلْ تَهْبِ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلْسُّوْقَةِ؟ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لَتَسْكُنَ فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ: ((قَدْ غَذَتْ بِمَعَاذٍ))، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((يَا أَبَا أُسَيْدٍ، أَكْسُهَا رَازِقَتَيْنِ، وَأَلْجِفْهَا بِأَهْلِيهَا)). [طرفہ فی : ۵۲۵۷].

۵۲۵۶، ۵۲۵۷- وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّيْسَابُورِيُّ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي أُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَيْمَةَ بِنْتِ شَرَّاحِيلَ، فَلَمَّا أَدْخَلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَكَأَنَّهَُا كَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقَيْنِ.

[طرفہ فی : ۵۲۳۷].

تَشْرِیح

نکاح ہوا تھا بعد میں بوقت خلوت اسے شیطان نے ورغلا دیا تو اس نے یہ گستاخی کی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اسے کنایاً طلاق دے دی اور عزت آبرو کے ساتھ اسے رخصت کر دیا، بات ختم ہوئی مگر دشمنوں کو ایک شوہ چاہیئے، سچ ہے۔
گل است سعدی و در چشم دشمنال خار است۔

ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی الوزیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حمزہ نے، ان سے ان کے والد اور عباس بن سہل بن سعد نے، ان سے عباس کے والد (سہل بن سعد رضی اللہ عنہ) نے اسی طرح۔

(۵۲۵۸) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو غلاب یونس بن جبیر نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا، ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی جب وہ حائضہ تھی (اس کا کیا حکم؟) اس پر انہوں نے کہا تم ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جانتے ہو؟ ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی تھی جب وہ حائضہ تھی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ (ابن عمرؓ اس وقت اپنی بیوی سے) رجعت کر لیں، پھر جب وہ حیض سے پاک ہو جائیں تو اس وقت اگر ابن عمرؓ چاہیں انہیں طلاق دیں۔ میں نے عرض کیا، کیا اسے بھی آنحضرت ﷺ نے طلاق شمار کیا تھا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کوئی عاجز ہے اور حماقت کا ثبوت دے تو اس کا کیا علاج ہے۔

باب اگر کسی نے تین طلاق دے دی تو جس نے کہا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی اس کی دلیل اور اللہ پاک نے سورہ بقرہ میں فرمایا طلاق دوبار ہے

اس کے بعد یا دستور کے موافق عورت کو رکھ لینا چاہیئے یا اچھی طرح رخصت کر دینا اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی بیمار شخص نے اپنی عورت کو طلاق بائن دے دی تو وہ اپنے خاوند کی وارث نہ ہوگی اور عامر شعبی نے کہا وارث ہوگی (اس کو سعید بن منصور نے وصل

- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّحْمَنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عَبَّاسِ
بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا.
۵۲۵۸- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا
هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي غَلَابٍ
يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ
رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَقَالَ:
تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ ابْنَ ابْنِ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ
وَهِيَ حَائِضٌ فَاتَى عُمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ
يُرَاجِعَهَا، فَإِذَا طَهَّرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا
فَلْيُطَلِّقَهَا. قُلْتُ: فَهَلْ عَدَّ ذَلِكَ طَلَقًا؟
قَالَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحَمَقَ)).

[راجع: ۴۹۰۸]

۴- باب مَنْ أَجَارَ طَلَقَ الثَّلَاثِ،
لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ، فَإِنْ سَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ
تَسْرِيحٍ يَاحْسَنَ﴾ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي
مَرِيضٍ طَلَّقَ: لَا أَرَى أَنْ تَرِثَ مَبْنُوتَتُهُ.
وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَرِثُ

إِذَا انْفَضَّتِ الْعِدَّةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَرَأَيْتَ
 إِن مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ فَوَجَعَ عَنْ ذَلِكَ؟
 (کیا) اور ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے شعبی سے کہا، کیا وہ عورت
 عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔
 ابن شبرمہ نے کہا، پھر اگر اس کا دوسرا خاوند بھی مرجائے (تو وہ کیا
 دونوں کی وارث ہوگی؟) اس پر شعبی نے اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

سنت یہ ہے کہ اگر عورت کو تین طلاق دینی منظور ہوں تو پہلے طہر میں ایک طلاق دے، پھر دوسرے طہر میں ایک طلاق دے، پھر تیسرے طہر میں ایک طلاق دے۔ اب رجعت نہیں ہو سکتی اور وہ عورت بابتہ ہو گئی اور یہ خاوند اس عورت سے پھر نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر کے اس کے گھر نہ رہ لے اور پھر وہ دوسرا خاوند اسے اپنی مرضی سے طلاق نہ دے دے اور وہ عورت طلاق کی عدت نہ م گزار لے اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے۔ عدت م گزار جانے کے بعد وہ عورت بابتہ ہو جائے گی۔ اب اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق دے دی یا ایک ہی طہر میں بدعات ایک ایک کر کے تین طلاق دے دی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء وائمہ اربعہ کا تو یہ قول ہے کہ تین طلاق پڑ جائیں گی لیکن ایسا کرنے والا ایک بدعت اور حرام کا مرتکب ہو گا اور امام ابن حزم اور ایک جماعت اہلحدیث اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق بھی نہیں پڑے گی اور اکثر اہلحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن اسحاق اور عطاء اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑے گی خواہ عورت مدخلہ ہو یا غیر مدخلہ اور اسی کو اختیار کیا ہے ہمارے مشائخ اور ہمارے اماموں نے۔ جیسے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام علامہ ابن قیم اور علامہ شوکانی اور محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہ رحمہم نے۔ شوکانی نے کہا یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک طلاق پڑی ہے اس سے رجوع کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں گو اس کے خلاف فتویٰ دیا اور تین طلاقیں کو قائم رکھا مگر حدیث کے خلاف ہم کو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع ضروری ہے نہ کسی اور کی اور خود امام مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ تین طلاق ایک بار دینا ایک ہی طلاق تھا، آنحضرت ﷺ کے بعد اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں بھی دو برس تک۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی جلد بازی کی سزا دینے کے لیے یہ حکم دیا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جو حدیث کے خلاف قتل عمل نہیں ہو سکتا۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں، مسلمانو! اب تم کو اختیار ہے خواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کر کے آنحضرت ﷺ کی حدیث کو چھوڑ دو، خواہ حدیث پر عمل کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ ہم تو شق ثانی کو اختیار کرتے ہیں۔

بجز ابروئے تو حراب دل حافظ نیست طاعت غیر تو در مذہب مانواں کرد

تطبيقات ثلاثہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ خواہ بیک لفظ انت طالق ثلاثا دی جائیں، یا متعدد الفاظ انت طالق انت طالق انت طالق سے دی جائیں۔ شرع کے حکم کے مطابق ان ہر ایک صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور شوہر کے لیے رجعت کا حق باقی رہے گا۔ اس لیے کہ مجموعی طور پر ایک ہی وقت میں تین طلاقیں کا استعمال صریح معصیت اور کھلی ہوئی بدعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور امت محمد ﷺ نے اس طریقہ کو شرعی اعتبار سے قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس طلاق کو طلاق بدعی بتایا ہے یعنی ایسی طلاق جس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ احادیث رسول اللہ ﷺ میں۔ قرآن کریم میں جو طریقہ طلاق دینے کا بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر طلاق تفریق کے ساتھ ہو

یعنی ہر طلاق کا استعمال ہر طہر میں ہونا چاہیئے، نہ کہ ایک ہی طہر میں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاَمْسَاكَ بِمَعْزُوفٍ اَوْ تَسْرِيْعٍ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرة: ۲۲۹) یعنی طلاق شرعی جس کے بعد رجوع کیا جاسکتا ہے دو طہروں میں دی ہوئی دو طلاقیں ہیں پھر شوہر کے لیے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں یا تو اچھے طریقہ سے اس کو روک لینا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ اسے رخصت کر دینا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں جمہور مفسرین نے یہی بتایا ہے کہ یہاں طلاق دینے کا قاعدہ تفریق کے ساتھ رب العالمین نے بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ان هذه الايت دالة على الامر بتفريق التطلقات (تفسیر کبیر، ص: ۲۳۸ / ج: ۲) یعنی یہ آیت کریمہ دلالت کر رہی ہے اس حکم خداوندی پر کہ طلاق تفریق کے ساتھ دینی چاہیئے یعنی الگ الگ طہر میں، ایک طہر میں نہیں۔ پھر آگے جمہور کا مسلک بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا القول هو الا قيس یعنی اگر کوئی شخص ایک ہی دفعہ دو طلاقیں دے دے یا تین طلاقیں دے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی قیاس کے زیادہ موافق بھی ہے یعنی عقلاً اور شرعاً ہی صحیح ہے۔ یہی چیز علامہ ابوبکر حصاص رازی نے اپنے احکام القرآن میں لکھی ہے۔ ان الاية الطلاق مرتان 'تضمنت الامر بايقاع اثنتين في مرتين فمن اوقع اثنتين في مرة فهو مخالف لحكمها (احکام القرآن، ص: ۳۸۰ - ج: ۱) یعنی دو طلاق دو بار (دو طہر میں) واقع کرنے کے امر کو شامل ہے۔ پس جو کوئی دو طلاق ایک ہی دفعہ یعنی ایک ہی طہر پر واقع کرتا ہے وہ حکم خداوندی کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔ علامہ نسفی نے بھی تفسیر مدارک میں اسی امر کو واضح کیا ہے کہ طلاق بالتفریق ہی صحیح ہے اور یہی فرمان خداوندی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ التطلق الشرعی تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع (تفسیر مدارک، ص: ۱۷۱ - ج: ۲) یعنی شرعی طلاق کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں تفریق کے ساتھ طلاق دی جائے ایک ہی دفعہ میں نہ دی جائے۔ تفسیر نیشابوری میں بھی اسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ التطلق الشرعی تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع والارسال دفعة واحدة. یعنی طلاق شرعی وہ طلاق ہے جو الگ الگ اپنے اپنے وقت یعنی طہر میں دی جائے یہ نہیں کہ سب کو اکٹھی کر کے ایک ہی دفعہ دے دی جائے، یہ بالکل خلاف شرع ہے۔ پھر آگے علامہ ابوزید دیوسی کے حوالے سے اصحاب رسول کا مسلک بتاتے ہیں وزعم ابوزيد الدبوسي في الاسرار ان هذا قول عمر و عثمان و علي و ابن عباس و ابن عمر و عمران بن حصين و ابي موسى اشعري و ابي الدرداء و حذيفة رضى الله عنهم اجمعين ثم من هولاء من قال لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا هو الا قيس. یعنی ابوزید دیوسی نے الاسرار میں لکھا ہے کہ یہ قول حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابودرداء، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کا ہے، پھر ان میں بعض اصحاب وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو شخص بیک وقت دو طلاق یا تین طلاق دیتا ہے تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی قول قیاس کے سب سے زیادہ موافق ہے۔ چنانچہ یہی مطلب آیت کریمہ کا ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں، علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں، علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ جب قرآن کریم سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ طلاق شرعی وہی طلاق ہے جو ہر طہر میں الگ الگ دی جائے۔ ایک طہر میں جس قدر بھی طلاقیں دی جائیں گی وہ قرآن کریم کے مطابق ایک ہی ہوں گی کیونکہ ہر ایک طہر ایک طلاق سے زیادہ کا محل ہی نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص چند طلاقیں کا استعمال ایک طہر میں کرتا ہے تو وہ صریح حرمت کا ارتکاب کرتا ہے یعنی قانون خداوندی کو توڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ایک ہی طلاق کا اعتبار ہو گا۔ چونکہ ایک طہر ایک طلاق سے زیادہ کا محل نہیں ہے۔ اب حدیث رسول اللہ ﷺ میں اس کی مزید تصریح اور توضیح ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

عن ابن عباس كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابي بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة. فقال

عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم في اناة فلو امضيته عليهم امضاه عليهم (صحيح مسلم، ص: ۴۷۷ / ج: ۱)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ رسالت میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے عہد

خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسے کام میں جلد بازی شروع کر دی جس میں ان کو مہلت تھی پس اگر ہم ان پر تین طلاقوں کو نافذ کر دیں (تو مناسب ہے) پس انہوں نے تین طلاقوں کو تین نافذ کر دیا۔

پہلے اس حدیث کی صحت پر غور فرمائیں، امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے مقدمہ مسلم شریف میں لکھا ہے۔ جو حدیث سند کے اعتبار سے اعلیٰ ترین مقام رکھتی ہے وہ حدیث میں باب کے شروع میں لاتا ہوں۔ پوری مسلم شریف میں یہی التزام کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ فاما القسم الاول فاننا ننوضى ان تقدم الاخبار التي هي اسلم من العيوب من غير هاتين يعني ہم نے قصد کیا ہے کہ ان احادیث کو پہلے روایت کریں جس کی سند تمام عیوب سے پاک اور صحیح سالم ہو دوسری احادیث سے ----- اب آپ مذکورہ حدیث کو جو مسلم شریف میں ہے باب کی پہلی حدیث دیکھ رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حدیث اعلیٰ ترین صحت رکھتی ہے اور ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ اسی وجہ سے باب کی پہلی حدیث ہے ویسے بھی اس کے جید الاسناد ہونے پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔ امام نووی نے بھی باب کی پہلی حدیث کے متعلق یہی تصریح کی ہے۔ الاول مارواه الحفاظ المتقون۔ اول قسم کی سندوں سے وہی حدیث مروی ہے جن کے رواۃ حفاظ حدیث اور متقن رجال ہیں اور اسی کو باب کے شروع میں لاتے ہیں۔ حدیث مسلم کی صحت معلوم کرنے کے بعد اس حدیث میں دونوں حکم بیان کئے گئے ہیں۔ غور فرمائیے ایک حکم شرعی دوسرا حکم سیاسی۔ پہلا حکم تو شرعی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پورے عہد رسالت میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے عہد خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ ایک ہی ہوتی تھی اور اس میں ایک فرد کا بھی اختلاف نہیں تھا۔ تمام کے تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کا اس پر اجماع تھا۔ دوسرا حکم امضاء ثلاث یعنی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا ہے۔ یہ حکم بالکل سیاسی اور تعزیری ہے اور اس کی علت بھی حدیث میں موجود ہے کہ لوگ غفلت کرنے لگے اس امر میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دی تو پھر سزا کے طور پر یہ حکم نافذ کر دیا اور یہی نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کو جو بیک وقت تین طلاقیں استعمال کرتے تھے کوڑے لگوا کر میاں بیوی میں تفریق کرا دیتے تھے۔ چنانچہ محلی میں علامہ ابن حزم نے بصرحت اس کو لکھا ہے۔ نیز اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبل اور بعد دونوں زمانہ کا الگ الگ تعال بھی نظر آجاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ عہد رسالت سے لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو تین سال تک باتفاق صحابہ کرام ایک طہر کی تین طلاق ایک ہی ہوتی تھی اور اسی پر اجماع صحابہ تھا۔ اختلاف در حقیقت شروع خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے تیسرے سال کے بعد ہوا۔ جب انہوں نے سیاسی اور تعزیری فرمان کا نفاذ فرمایا اور حکم دے دیا کہ جو کوئی ایک طہر میں تین طلاقیں دے گا اسے تین ماں کر بیٹھ کے لیے تفریق کرا دوں گا اور یہ حکم پوری طرح نافذ کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے صحابہ کرام کے فتوؤں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا جو اختلاف صحابہ کرام کے فتوؤں میں نظر آتا ہے وہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ چنانچہ محدثین، مؤرخین کے علاوہ خود ائمہ احناف نے اس بات کو تسلیم کیا اور اپنی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ چنانچہ علامہ قسستانی لکھتے ہیں۔ اعلم ان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحکم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر ثم حکم بوقوع الثلاث لکثرة بين الناس تهديداً

یعنی صدر اول (عہد رسالت، عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اگر کوئی شخص اکٹھا تین طلاقیں دیتا تو وہ صرف ایک طلاق ہوتی تھی، پھر لوگ جب کثرت سے طلاقیں دینے لگے تو تہدیداً تین کو تین نافذ کر دیا گیا۔ یہی چیز طحاوی رضی اللہ عنہ نے در مختار کے حاشیہ پر لکھی ہے۔

انه كان في الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحکم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر رضى الله عنه ثم حکم بوقوع الثلاث

یعنی صدر اول میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جب کوئی شخص ایک دفعہ تین طلاقیں دے دیتا تو صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم کیا جاتا تھا، پھر لوگوں نے کثرت سے طلاق دینی شروع کی تو سیاست و تعزیر آئین طلاق کے وقوع کا حکم کیا جانے لگا۔

(مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر) میں عینہ کی عبارت ہے۔ اسی طرح جامع الرموز وغیرہ میں بھی یہی صراحت موجود ہے۔ اسی چیز کو پورے شرح و بسط کے ساتھ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے تلمیذ رشید علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ، اغاثۃ اللہفان، اعلام الموقعین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی اختلاف شروع ہوا اور دونوں طرح کے فتاوے دیئے جانے لگے۔ اب ہم مسلمانوں کا تعامل اسی پر ہونا چاہیئے جس پر صدر اول میں تھا، یعنی ایک دفعہ کی دی ہوئی طلاق ثلاثہ ایک ہی مانی جائے۔ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ پوری تفصیل سے محدثین نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور یہ حدیث نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے۔

طلق رکانۃ امراتہ ثلاثاً فی مجلس واحد فحزن علیہا حزناً شديداً قال فسالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقہا ثلاثاً؟ قال طلقہا ثلاثاً فقال فی مجلس واحد؟ قال نعم قال فانما تلک واحدة فراجعہا ان شئت قال فراجعہا (مسند احمد، ص: ۱۶۵ / ج: ۱۱)

یعنی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر سخت غمگین ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو دریافت فرمایا کہ تم نے کس طرح طلاق دی ہے۔ عرض کیا کہ حضور! میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ایک مجلس میں دی ہیں؟ جواب دیا ہاں ایک ہی مجلس میں دی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تین طلاقیں ایک مجلس کی ایک ہی ہوئیں، اگر تو چاہتا ہے تو بیوی سے رجوع کر لے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما جو راوی حدیث ہیں کہتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے رجوع کر لیا۔ یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ فن حدیث کے امام الائمہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اسی مسند احمد کی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

و هذا الحديث نص في المسئلة لا تقبل تاويل الذي في غيره.

یعنی مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے میں یہ حدیث ایسی نص صریح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں جو دوسروں میں کی جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر کی یہ تصدیق صحت ان تمام شکوک و شبہات کو دور کر دیتی ہے جو بعض کم فہم لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ حدیث بھی مسلک اہل حدیث کے لیے واضح اور روشن دلیل ہے اور طلاق ثلاثہ کے ایک طلاق ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔ امام نسائی سنن نسائی میں ایک حدیث محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کے قہر و غضب کا حال ملاحظہ ہو۔

عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امراتہ ثلاثاً و تطليقات جميعاً فقام غضباً ثم قال ايلعب بكتاب الله و انا بين اظهر كم قام رجل و قال يا رسول الله الا نقتل (سنن نسائی، ص: ۵۳۸)

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ حالت غصہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھلیا جاتا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کو قتل نہ کر دوں۔

اس حدیث کے مضمون سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں شریعت کی نگاہ میں ایسا شدید جرم ہے کہ خدا کے رسول سنتے ہی قرآن ہو گئے اور ایسے فعل کے مرتکب کو صحابہ قتل کے لیے آمادہ ہو گئے۔ بعض حضرات نے اس حدیث پر یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ اس حدیث میں قہر و غضب کا ذکر تو ضرور ہے مگر ایک طلاق ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تین طلاقیں ایک ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں تین ہی آپ نے مانی تھیں۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے۔

اس لیے کہ جب یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ عمد رسالت میں ایک دفعہ کی دی ہوئی طلاقیں ایک ہی ہوتی تھیں اور رجعت کا حق باقی رہتا تھا تو پھر یہ شبہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ عام قاعدہ کے مطابق یہ بھی طلاق رجعی ہوئی۔ اس لیے کہ ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقیں ہمیشہ خدا کے رسول ﷺ نے ایک ہی مانی ہیں۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے اور جیسا کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مگر چکا کہ آپ نے مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے بارے میں فرمایا فانما تلک واحدة فراجعها ان شئت یعنی ایک وقت کی دی ہوئی طلاق ثلاثہ ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو بیوی سے رجوع کر لو۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ایسا جزل حکم ہے کہ اس کے بعد تین طلاقیں کے تین ہونے کا شبہ تک نہیں رہ جاتا۔ صحت کے اعتبار سے بھی یہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ ابن جریر رحمہ اللہ نے اس حدیث سے متعلق فتح الباری میں لکھا ہے ورواہ موثقون اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں ثابت کیا ہے کہ مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر فتاویٰ ہمیشہ علماء نے دیئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں 'فافی بہ عبداللہ بن عباس والزبیر بن عوام و عبدالرحمن بن عوف و علی و ابن مسعود و اما التابعون فافی بہ عکرمہ و افی بہ طاؤس و اما التابعون فافی بہ محمد بن اسحاق و غیرہ و افی بہ خلاص بن عمرو و الحارث عکلی و اما اتباع تابعی التابعین فافی بہ داؤد بن علی و اکثر اصحابہ و افی بہ بعض اصحاب مالک و افی بہ بعض الحنفیہ و افی بہ بعض اصحاب احمد۔ (اعلام الموقعین، ص: ۲۶) یعنی صحابہ کرام میں عبداللہ بن عباس، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے تین طلاقیں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تابعین میں امام طاؤس، امام عکرمہ نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق وغیرہ نے بھی یہی فتویٰ دیا اور خلاص بن عمرو اور حارث عکلی نے اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین کے اتباع میں سے داؤد بن علی اور ان کے اکثر اصحاب نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور بعض مالکیہ اور بعض حنفیہ اور بعض حنابلہ نے بھی تین طلاقیں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی اس تصریح سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد بھی قرنا بعد قرن اصحاب علم و فضل تین طلاقیں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیتے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں نے صدر اول کے فتویٰ پر عمل کیا، انہوں نے تین طلاقیں کو ایک بتایا اور جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ کو مانا، انہوں نے تین کو تین مانا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی دونوں طرح کا حدیث میں منقول ہے مگر تین طلاقیں کے ایک ہونے کا فتویٰ خود حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اس لیے عامل بالکتاب و السنۃ کا یہی مسلک ہے اور یہی ان کا مذہب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سیاسی فیصلہ امضاء ثلاث کو عامل بالکتاب و السنۃ نہیں مانتے جس طرح بہت سے صحابہ و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ نے نہیں مانا۔

علامہ یعنی رحمہ اللہ نے عمدہ القاری میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ فیہ خلاف ذہب طاؤس و محمد بن اسحاق و الحجاج بن اریطاط و النخعی و ابن مقاتل و الظاہریۃ الی ان الرجل ینکح امراۃ معافقہ و قعت علیہا واحدة (عمدہ القاری، ج: ۹ / ص: ۵۳) طلاق ثلاثہ کے وقوع میں اختلاف ہے۔ امام طاؤس اور محمد بن اسحاق و حجاج بن اریطاط و امام نخعی رحمہم اللہ جو استاذ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور محمد بن مقاتل جو شاگرد امام ابو حنیفہ ہیں اور ظاہر یہ سب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے دے تو اس پر ایک ہی واقع ہوگی، تین نہیں ہوں گی۔ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ دلائل کے اعتبار سے اور قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کے اصول سے ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں اور اسی پر عمل جمہور صحابہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سال تک رہا ہے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ سے اختلاف چلا اور آج تک چلا آ رہا ہے اور شاید قیامت تک رہے گا۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے اغاثۃ اللفغان میں لکھا ہے۔ النزاع فی هذه المسئلة ثابت عن عهد صحابة الی وقتنا هذا یعنی وقوع ثلاثہ کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک نزاع چلا آ رہا ہے۔ وقت کا شدید

تقاضا ہے کہ آج عہد رسالت ہی کے تعالٰیٰ پر امت متفق ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن و حدیث سے ثابت شدہ مسئلہ پر عمل کی توفیق بخشنے اور حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ (از قلم --- حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمٰنی صدر مدرس مدرسہ سبل السلام دہلی۔)

(۵۲۵۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تئسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عویمر الجعفی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے عاصم! تمہارا کیا خیال ہے، اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا اسے وہ قتل کر سکتا ہے؟ لیکن پھر تم قصاص میں اسے (شوہر کو) بھی قتل کر دو گے یا پھر وہ کیا کرے گا؟ عاصم میرے لیے یہ مسئلہ آپ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ دیجئے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے جب حضور اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے ان سوالات کو ناپسند فرمایا اور اس سلسلے میں حضور اکرم ﷺ کے کلمات عاصم رضی اللہ عنہ پر گراں گزرے اور جب وہ واپس اپنے گھر آگئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے اگر ان سے پوچھا کہ بتائیے آپ سے حضور اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟ عاصم نے اس پر کہا تم نے مجھ کو آفت میں ڈالا۔ جو سوال تم نے پوچھا تھا وہ آنحضرت ﷺ کو ناگوار گزرا۔ عویمر نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ سے پوچھے بغیر میں باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت ﷺ لوگوں کے درمیان میں تشریف رکھتے تھے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو پالیتا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن اس صورت میں آپ اسے قتل کر دیں گے یا پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں وحی نازل کی ہے، اس لیے تم جاؤ اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لاؤ۔ سہل نے بیان کیا کہ پھر دونوں (میاں بیوی) نے لعان کیا۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت موجود تھا۔ لعان سے جب دونوں فارغ ہوئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے

۵۲۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرَ الْجَعْفَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتَلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ وَغَابَهَا، حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ، مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: عَاصِمُ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ: عُوَيْمِرُ: وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِيَ حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا. فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيْقَتَلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبِكَ، فَأَذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)). قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاَعْنَا، وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَعْنَا قَالَ

عُزَيْمِرُ كَذَبَتْ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ
أَمْسَكْتَهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ
تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنِينَ. [راجع: ۴۲۳]

عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس کے بعد بھی میں اسے اپنے پاس رکھوں
تو (اس کا مطلب یہ ہو گا کہ) میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضور
اکرم ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔ ابن
شہاب نے بیان کیا کہ پھر لعان کرنے والے کے لیے یہی طریقہ جاری
ہو گیا۔

کے لعان کے بعد وہ مل کر نہیں رہ سکتے بلکہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث ان لوگوں کی
دلیل ہے جو کہتے ہیں تین طلاق اکٹھا دے دے تب بھی تینوں پڑ جاتی ہیں۔ اہل حدیث یہ جواب دیتے ہیں کہ عویمر رضی اللہ عنہ نے
نادانی سے یہ فعل کیا کیونکہ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ خود لعان سے مرد اور عورت میں جدائی ہو جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر
انکار اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ عورت اب اس کی عورت نہیں رہی تھی تو تین طلاق کیا اگر ہزار طلاق دیتا تب بھی بیکار تھی۔ ہاں اگر
لعان نہ ہوا ہوتا تو آپ ضرور اس پر انکار کرتے اور فرماتے کہ ایک ہی طلاق پڑی ہے جیسے محمود بن لبید نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت
ﷺ سے بیان کیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین اکٹھی طلاق دے دی ہیں۔ آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے کھیل
کرتے ہو، ابھی میں تم میں موجود ہوں تو یہ حال ہے۔ اس کو نائی نے نکالا اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۵۲۶۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ
عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةً رِفَاعَةَ الْقُرْظِيَّ
جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبِتُّ
طَلَاقِي، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ
بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرْظِيَّ، وَإِنْ مَا مَعَهُ مِثْلُ
الْهُدْبَةِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَلَّكَ
تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَيَّ رِفَاعَةً؟ لَا، حَتَّى
يَذُوقَ عُسَيْلَتَكَ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ)).

۵۲۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ
بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ
امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ. فَسَبَّلَ النَّبِيُّ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن
سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن
شہاب نے، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہا کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! رفاعہ نے مجھے
طلاق دے دی تھی اور طلاق بھی بائن، پھر میں نے اس کے بعد
عبدالرحمن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن ان کے پاس تو
کپڑے کے پلو جیسا ہے (یعنی وہ نامرد ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا،
غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن ایسا اس وقت تک نہیں
ہو سکتا جب تک تم اپنے موجودہ شوہر کا مزانہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ
نہ چکھ لے۔

[راجع: ۲۶۳۹]

۵۲۶۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید
قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر عمری نے، کہا کہ مجھ سے
قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک
صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی۔ ان کی بیوی نے

۵۲۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ
بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ
امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ. فَسَبَّلَ النَّبِيُّ

دوسری شادی کر لی، پھر دوسرے شوہر نے بھی (ہم بستی سے پہلے) انہیں طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا پہلا شوہر اب ان کے لئے حلال ہے (کہ ان سے دوبارہ شادی کر لیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، یہاں تک کہ وہ یعنی شوہر ثانی اس کامزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَجَلُّ لِلأَوَّلِ؟
قَالَ: ((لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ
الأَوَّلُ)).

[راجع: ۲۶۳۹]

موجودہ مردِ طلاق کی صورت قطعاً حرام ہے جس کے کرنے اور کرانے والوں پر آنحضرت ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

باب جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دیا اور اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب میں فرمان کہ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کامزہ چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (دنیوی) دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر

۵- باب مَنْ خَيْرَ نِسَاءٍ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿قُلْ لِّأَزْوَاجِكُمْ إِن كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا وَرِزْقَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ
سَرَاحًا جَمِيلًا﴾

دوں۔“

(۵۲۶۲) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم بن صبیح نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو ہی پسند کیا تھا لیکن اس کا ہمارے حق میں کوئی شمار (طلاق) میں نہیں ہوا تھا۔

۵۲۶۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا
أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ
مُسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: خَيْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَرَنَا اللَّهُ
وَرَسُولُهُ فَلَمْ يُعَدِّ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا.
[طرفہ فی: ۵۲۶۳].

(۵۲۶۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، کہا ہم سے عامر نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ”اختیار“ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا تو کیا محض یہ اختیار طلاق بن جاتا۔ مسروق نے کہا کہ اختیار دینے کے بعد اگر تم مجھے پسند کر لیتی ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں، چاہے میں ایک مرتبہ اختیار دوں یا سو مرتبہ۔ (طلاق نہیں ہوگی)

۵۲۶۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا غَامِرٌ عَنْ مُسْرُوقٍ قَالَ
سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ: خَيْرَنَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ طَلَاقًا؟
قَالَ مُسْرُوقٌ: لَا أَبَالِي أَخَيْرُهَا وَاحِدَةٌ أَوْ
مِائَةٌ بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي.

[راجع: ۵۲۶۲]

باب جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تمہیں جدا

۶- باب

کیا میں نے رخصت کیا یا یوں کہے کہ اب تو خالی ہے یا الگ ہے کہ آؤ میں تم کو اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ اسی طرح سورہ بقرہ میں فرمایا اسی طرح کا کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس سے طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہے تو اسکی نیت کے مطابق طلاق ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب میں ارشاد ہے، انہیں خوبی کے ساتھ رخصت کر دو اور اسی سورت میں فرمایا ”اسکے بعد یا تو رکھ لینا ہے قاعدہ کے مطابق یا خوش اخلاقی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے“ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو خوب معلوم تھا کہ میرے والدین (آنحضرت ﷺ نے) فراق کا مشورہ دے ہی نہیں سکتے (یہاں فراق سے طلاق مراد ہے)

باب جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”مجھ پر حرام ہے“
امام حسن بصری نے کہا کہ اس صورت میں فتویٰ اس کی نیت پر ہوگا اور اہل علم نے یوں کہا ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی۔ یہاں طلاق اور فراق کے الفاظ کے ذریعہ حرمت ثابت کی اور عورت کو اپنے اوپر حرام کرنا کھانے کو حرام کی طرح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حلال کھانے کو حرام نہیں کہہ سکتے اور طلاق والی عورت کو حرام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تین طلاق والی عورت کے لیے یہ فرمایا کہ وہ اگلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

(۵۲۶۴) اور لیث بن سعد نے نافع سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر ایسے شخص کا مسئلہ پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہوتی، تو وہ کہتے اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو رجوع کر سکتا تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایسا ہی حکم دیا تھا لیکن جب تو نے تین طلاق دے دی تو وہ عورت اب تجھ پر حرام ہو گئی یہاں تک کہ وہ تیرے سوا اور کسی شخص سے نکاح نہ کرے۔

امام حسن بصریؒ کے فتویٰ کی روایت کو عبد الرزاق نے وصل کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کہنے والے کی نیت اگر طلاق کی ہوگی تو طلاق ہو جائے گی۔ اگر ظہار کی نیت ہوگی تو ظہار ہو جائے گا۔ خفیہ کہتے ہیں اگر ایک طلاق یا دو طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن پڑے گی اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ ایلاء ہوگا۔ امام ابو ثور اور اوزاعی نے کہا ایسے کہنے سے قسم کا کفارہ:

إِذَا قَالَ فَارِقْتُكَ، أَوْ سَرَّخْتُكَ، أَوْ الْخَلِيَّةُ أَوْ الْبَرِيَّةُ، أَوْ مَا غَنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ، فَهُوَ عَلَى يَتِيهِ. وَقَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَسَرَّخُوهُنَّ سَرَّاحًا جَمِيلًا﴾ وَقَالَ: ﴿وَأَسَرَّخَكُنَّ سَرَّاحًا جَمِيلًا﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ سَأَلْتَهُ بِمَغْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيعٍ بِإِحْسَانٍ﴾ وَقَالَ: ﴿أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَغْرُوفٍ﴾. وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ أَبَوِي لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ

۷- باب مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتَ عَلَيَّ حَرَامٌ وَقَالَ الْحَسَنُ: يَتِيهِ. وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ، فَسَمَوُهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ. وَلَيْسَ هَذَا كَالَّذِي يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لَطَّاعِمِ الْجِلِّ حَرَامٌ، وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ، وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثًا ﴿لَا تَجِلْ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

۵۲۶۴- وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ: لَوْ طَلَّقَتْ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِي بِهَذَا فَإِنْ طَلَّقَتْهَا ثَلَاثًا حُرِّمَتْ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

[راجع: ۴۹۰۸]

تشیع

دے۔ بعضوں نے کہا طہار کا کفارہ دے، مالکیہ کہتے ہیں ایسا کہنے سے تین طلاق پڑ جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسا کہنا لغو ہے اور اس میں کچھ لازم نہ آئے گا۔ غرض اس مسئلہ میں قرطبی نے سلف کے اٹھارہ قول نقل کئے ہیں تو رخصت کے لفظ سے طلاق مراد نہیں رکھی۔ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ صریح طلاق وہی ہے جس میں طلاق کا لفظ ہو یا اس کا مشتق مثلاً انت مطلقہ یا طلقک یا انت طالق یا علیک الطلاق بلقی الفاظ جیسے فراق تریح خلیہ بریہ وغیرہ ان سے طلاق جب ہی پڑے گی کہ خاوند کی نیت طلاق کی ہو کیونکہ ان الفاظ کے معنی سوا طلاق کے اور بھی آئے ہیں جیسے سورہ الزاب کی اس آیت میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَالَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَةٍ تَعْتَدُونَ نَهَا فَمَتَّضُوهُنَّ وَسَخَّوْهُنَّ سَخًا جَمِيلًا﴾ (الزباب: ۴۹) یہاں تسریح سے رخصت کرنا مراد ہے نہ کہ طلاق دینا کیونکہ طلاق کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے اور غیر مذکورہ عورت ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے، دوسری طلاق کا محل کمال ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیت میں تسریح اور فارقہوں سے طلاق مراد نہیں ہے کیونکہ طلاق کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ (وحیدی)

(۵۳۶۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص رفاعی نے اپنی بیوی (تمیمہ بنت وہب) کو طلاق دے دی، پھر ایک دوسرے شخص سے ان کی بیوی نے نکاح کیا لیکن انہوں نے بھی ان کو طلاق دے دی۔ ان دوسرے شوہر کے پاس کپڑے کے پلو کی طرح تھا۔ عورت کو اس سے پورا مزہ جیسا وہ چاہتی تھی نہیں ملا۔ آخر عبدالرحمن نے تھوڑے ہی دنوں رکھ کر اس کو طلاق دے دی۔ اب وہ عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی، پھر میں نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ وہ میرے پاس تنہائی میں آئے لیکن ان کے ساتھ تو کپڑے کے پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کل ایک ہی بار اس نے مجھ سے صحبت کی وہ بھی بیکار (دخول ہی نہیں ہوا اوپر ہی اوپر چھو کر رہ گیا) کیا اب میں اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ نے فرمایا تو اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرا خاوند تیری شیرینی نہ چکھے۔

۵۲۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهَدْيَةِ فَلَمْ يَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَآتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهَدْيَةِ فَلَمْ يَقْرُبْنِي إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلَى شَيْءٍ، أَفَأَجِلُ لَزَوْجِي الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَحْلِينَ لَزَوْجِكَ الْأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ الْآخَرَ غُسْلَتَكَ وَتَذُوقِي غُسْلَتَهُ)).

[راجع: ۲۶۳۹]

تَشْرِيحُ یعنی جب تک اچھی طرح دخول نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ صرف حشفہ کافرج میں داخل ہو جانا تحلیل کے لیے کافی ہے۔ امام حسن بصری نے انزال کی بھی شرط رکھی ہے۔ یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ وہ حقیقتاً حلال یا حرام ہوتی ہے جیسے اس حدیث میں ہے کہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔

باب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ”اے پیغمبر! جو چیز اللہ نے تیرے

۸- باب لِمَ تُحَرِّمُ

لیے حلال کی ہے اسے تو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے؟

(۵۲۶۶) مجھ سے حسن بن الصباح نے بیان کیا، انہوں نے ربیع بن نافع سے سنا کہ ہم سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے یعلیٰ بن حکیم نے، ان سے سعید بن جبیر نے، انہوں نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر ”حرام“ کہا تو یہ کوئی چیز نہیں اور فرمایا کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی پیروی عمدہ پیروی ہے۔

بعض اہل سیر نے آیت باب کا شان نزول حضرت ماریہ کے واقعہ کو بتایا ہے جب آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔

(۵۲۶۷) مجھ سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد اعمور نے، ان سے ابن جریج نے کہ عطاء بن ابی رباح نے یقین کے ساتھ کہا کہ انہوں نے عبید بن عمیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں ٹھہرتے تھے اور ان کے یہاں شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے مل کر صلاح کی کہ آنحضرت ﷺ ہم میں سے جس کے یہاں بھی تشریف لائیں تو آنحضرت ﷺ سے یہ کہا جائے کہ آپ کے منہ سے مغایر (ایک خاص قسم کے بدبودار گوند) کی بو آتی ہے، کیا آپ نے مغایر کھایا ہے؟ آنحضرت ﷺ اس کے بعد ہم میں سے ایک کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے یہی بات کہی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پیا ہے، اب دوبارہ نہیں پیوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے؟ ”تَا“ ان تتوبا الى الله، یہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف خطاب ہے۔ واذا سر النبي الى بعض ازواجه حديثا میں حدیث سے آپ کا یہی فرمانا مراد ہے کہ میں نے

مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (التحریم: ۱)

۵۲۶۶- حدثني الحسن بن صباح سمع الربيع بن نافع حدثنا معاوية عن يحيى بن أبي كثير عن يعلی بن حكيم عن سعيد بن جبیر أنه أخبره أنه سمع ابن عباس يقول: إذا حرم امرأته ليس بشيء، وقال: ﴿لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [راجع: ۴۹۱۱]

۵۲۶۷- حدثني الحسن بن محمد بن صباح حدثنا حجاج عن ابن جریج قال زعم عطاء أنه سمع عبيد بن عمير يقول: سمعت عائشة رضي الله عنها إن النبي صلى الله عليه وسلم كان يمشي عند زينب ابنة جحش ويشرب عندها عسلاً، فتواصيت أنا وحفصة أن آتينا دخل عليها النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا: إني أجد منك ريح مغاير، أكلت مغاير؟ فدخل على إحداهما فقالت له ذلك، فقال: ((لا، بل شربت عسلاً عند زينب ابنة جحش، ولكن أعوذ له))، فنزلت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ - إلی - إلی - إن تتوبا إلى الله﴾ لعائشة وحفصة ﴿وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ لِقَوْلِهِ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا)).

[راجع: ۴۹۱۲]

مغایر نہیں کھایا بلکہ شہد پایا ہے۔

یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں عورت کے حرام کرنے میں کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ انہوں نے اسی آیت سے دلیل لی ہے تو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ آیت شہد کے حرام کر لینے میں اتاری ہے نہ کہ عورت کے حرام کر لینے میں۔

آنحضرت ﷺ کو اس سے بڑی نفرت تھی کہ آپ کے بدن یا کپڑے میں سے کوئی بدبو آئے۔ آپ انتہائی نفاست پسند تھے۔ ہمیشہ خوشبو میں معطر رہتے تھے۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے یہ صلاح اس لیے کی کہ آپ شہد پینا چھوڑ کر اس دن سے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں۔

(۵۲۶۸) ہم سے فروہ بن ابی المعراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسرر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے انہیں شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضرت ﷺ کے لیے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی، پھر میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے مغایر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ اس کے جواب میں انکار کریں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے۔ تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی کبھی نے مغایر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ جو نمی دروازے پر آکر

۵۲۶۸- حَدَّثَنَا قُرُوءَةُ بْنُ أَبِي الْمَعْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِبُّ الْعَسَلَ وَالْخُلُوءَاءَ، وَكَانَ إِذَا انصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَذْنُوا مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَأَخْبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَخْبَسُ، فَعِزْتُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عَكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ لَنَحْضَأَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَذْنُو مِنْكَ، فَإِذَا دَنَا مِنْكَ فَقُولِي: أَكَلْتُ مَغَايِرَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكَ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكَ سَقَيْتَنِي حَفْصَةَ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطُ، وَسَأَقُولُ ذَلِكَ. وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكَ. قَالَتْ: تَقُولُ سُودَةُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى

کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ نے مغفیر کھلایا ہے؟ آپ فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا، پھر یہ بوکیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں اس شہد کی کبھی نے مغفیر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر آنحضور ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں، واللہ! ہم آنحضرت ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہو گئے، میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبَادِنَهُ بِمَا أَمَرْتَنِي بِهِ فَرَفَا مِنْكَ. فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَكَلْتُ مَغْفِيرًا قَالَ: ((لَا)). قَالَتْ فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ: ((سَقْتَنِي حَفْصَةُ شَرْبَةً عَسَلًا)). فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْغَرْفُطُ. فَلَمَّا دَارَ دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوُ ذَلِكَ. فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ صَفِيَّةُ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ. فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ حَفْصَةُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَا أَسْفِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ)). قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ وَاللَّهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا: اسْكُنِي.

[راجع: ۴۹۱۲]

تشیخ

کہیں بات کھل نہ جائے اور حفصہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ نہ جائے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حالانکہ عمر میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہیں بڑی بلکہ بوڑھی تھیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی رہتی تھیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی عنایت اور محبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہت تھی۔ ہر ایک بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کرنے سے ڈرتی تھی کہ کہیں آنحضرت ﷺ کو ہم سے خفا نہ کر دیں۔ سوکنوں میں ایسا جلایا فطری ہوتا ہے۔ اللہ پاک ازواج مطہرات کے ایسے حالات کو معاف کرنے والا ہے۔ واللہ هو الغفور الرحیم۔

باب نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں فرمایا۔ ”اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں طلاق دے دو۔ قبل اس کے کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو تو اب ان پر کوئی عدت ضروری نہیں ہے جسے تم شمار کرنے لگو تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اچھی طرح رخصت کر دو۔“ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا ہے۔ (اس کو امام احمد اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے بحال) اور اس سلسلے میں علی کرم اللہ وجہہ، سعید بن مسیب،

۹- باب لا طلاق قبل النکاح
وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ، فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَةٍ تَعْتَدُونَهَا، فَمَتَّعُوهُنَّ وَسَرَخُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: جَعَلَ اللَّهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ. وَيُرْوَى فِي ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عروہ بن زبیر، ابوبکر بن عبدالرحمن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، ابان بن عثمان، علی بن حسین، شریح، سعید بن جبیر، قاسم، سالم، طاؤس، حسن، عکرمہ، عطاء، عامر بن سعد، جابر بن زید، نافع بن جبیر، محمد بن کعب، سلیمان بن کعب، سلیمان بن یسار، مجاہد، قاسم بن عبدالرحمن، عمرو بن حزم اور شعبی رحمہ اللہ ان سب بزرگوں سے ایسی ہی روایتیں آئی ہیں۔ سب نے یہی کہا ہے کہ طلاق نہیں پڑے گی۔

وَعُرْوَةُ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَعَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ وَشَرِيحٌ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمُ وَسَالِمٌ وَطَاوُسٌ وَالْحَسَنُ وَعِكْرَمَةُ وَعَطَاءٌ وَغَامِرُ بْنُ سَعْدٍ وَجَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَنَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٌ وَالْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَمْرُو بْنُ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيُّ أَنَّهُ لَا تَطْلُقُ.

تشیخ | اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض مالکیہ اور حنفیہ کے مذہب کا رد کرنا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں اگر کوئی کسی معین عورت کی نسبت کے میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے۔ پھر اسی سے نکاح کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ ابجدیث اور امام بخاری اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے کہ طلاق نہیں پڑے گی۔ خواہ معین عورت کی نسبت کے یا مطلق یوں کے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں دونوں صورتوں میں نکاح کرتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور اس باب میں مرفوع احادیث بھی وارد ہیں جن سے ابجدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو طبرانی اور سعید بن منصور نے مرفوعاً نکالا مگر امام بخاری رحمہ اللہ ان کو اپنی شرط پر نہ ہونے سے نہ لائے اور بہت سے فقہائے تابعین اور صحابہ کے اقوال نقل کئے جن سے یہ نکلتا ہے کہ طلاق نہ پڑنے پر گویا اجماع کے قریب ہو گیا ہے۔ آیت شریفہ ﴿وَسَوِّخُوهُنَّ سَوَاحِجَ جَبَلٍ﴾ (الاحزاب: ۴۹) میں مذکور ہے کہ تم ان سے نکاح کرو پھر طلاق دو تو معلوم ہوا کہ طلاق وہی صحیح ہے جو نکاح کے بعد واقع ہو اور جن لوگوں نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ہوتا ان کو یہ خبر نہیں کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو اس امت کے بڑے عالم تھے اس مطلب پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کہا اور اگر کہا تو ان سے لغزش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا مسلمانوں! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو طلاق دو اور یوں نہیں فرمایا جب تم ان کو طلاق دو پھر ان سے نکاح کرو۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مقام پر دو صحابیوں اور ۲۳ تابعین کے اقوال بیان کئے جو اس امت کے بڑے فقیہ اور عالم گزرے ہیں۔ یہاں سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی وسعت علمی معلوم ہوتی ہے کہ قطع نظر مرفوع احادیث کے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو صحابہ اور تابعین اور فقہاء کے اقوال بھی بے حد یاد تھے۔ اتنے حافظے کا تو کوئی شخص اس امت اسلامیہ میں نظر نہیں آتا گویا وہ معجزہ تھے، جناب رسالت مآب ﷺ کے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے بہت زمانہ بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پیدا ہوئے یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ تھے ان کے وسعت علم کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حدیث کی معرفت میں دریائے بے پایاں تھے۔ دیکھئے ان کے اقوال کی تخریج کہاں کہاں سے ڈھونڈ کر حافظ صاحب ہی نے بیان کی ہے اور سیوطی بھی حافظ حدیث تھے مگر ان میں حدیث کی ایسی پرکھ نہیں ہے جیسی حافظ صاحب میں تھی۔ حافظ صاحب تنقید حدیث اور معرفت رجال میں بھی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جیسے احاطہ حدیث میں اور قسطلانی اور عینی وغیرہ تو محض

خوشہ چین ہیں۔ دوسروں کی کچی پکائی ہانڈی کھانے والے۔ اللہ تعالیٰ عالم برزخ اور حشر میں ہم کو ان سب بزرگوں کی معیت نصیب کرے آمین یا رب العالمین (وحیدی)

باب اگر کوئی (کسی ظالم کے ڈر سے) جبراً جو رو کو اپنی بہن کہہ دے تو کچھ نقصان نہ ہو گا نہ اس عورت پر طلاق پڑے گی نہ ظہار کا کفارہ لازم ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے (یعنی اللہ کی راہ میں دینی بہن)

باب زبردستی اور جبراً طلاق دینے کا حکم

اسی طرح نشہ یا جنون میں دونوں کا حکم ایک ہونا، اسی طرح بھول یا چوک سے طلاق دینا یا بھول چوک سے کوئی شرک (بعضوں نے یہاں لفظ والشک نقل کیا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے) کا حکم نکال بیٹھنا یا شرک کا کوئی کام کرنا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمام کام نیت سے صحیح ہوتے ہیں اور ہر ایک آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے اور عامر شعبی نے یہ آیت پڑھی رہنا لا تو اخذنا ان نسینا او اخطانا اور اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ وسواس اور مجنون آدمی کا اقرار صحیح نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جو زنا کا اقرار کر رہا تھا، کہیں تجھ کو جنون تو نہیں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب امیر حمزہ نے میری اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے (ان کے گوشت کے کباب بنائے) آنحضرت ﷺ نے ان کو ملامت کرنی شروع کی پھر آپ نے دیکھا کہ وہ نشہ میں چور ہیں، ان کی آنکھیں سرخ ہیں۔ انہوں نے (نشہ کی حالت میں) یہ جواب دیا تم سب کیا میرے باپ کے غلام نہیں ہو؟ آنحضرت ﷺ نے پہچان لیا کہ وہ بالکل نشہ میں چور ہیں، آپ نکل کر چلے آئے، ہم بھی آپ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجنون اور نشہ والے کی طلاق نہیں پڑے گی (اسے ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نشہ اور زبردستی کی طلاق نہیں پڑے گی (اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اور عقبہ بن عامر جونی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طلاق کا

۱۰۔ باب إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهِيَ مُكْرَهَةٌ: هَذِهِ أُخْتِي، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِسَارَةَ هَذِهِ أُخْتِي، وَذَلِكَ فِي ذَاتِ اللَّهِ عِزٍّ وَجَلٍّ)).

۱۱۔ باب الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ

وَالْمُكْرَهَةِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا وَالْعَلَطِ وَالنَّسْيَانِ فِي

الطَّلَاقِ

وَالشُّرْكِ وَغَيْرِهِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ أَمْرٍ مَا نَوَى)). وَتَلَا الشَّعْبِيُّ ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ وَمَا لَا يَجُوزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمَوْسُوسِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِلَّذِي أَقْرَأَ عَلَى نَفْسِهِ أَبِكَ جُنُونٌ؟)) وَقَالَ عَلِيٌّ بِقَرَرِ حَمْزَةٍ خَوَاصِرَ شَارِفِي فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةً، فَإِذَا حَمْزَةً قَدْ ثَمِلَ مُحَمْزَةً عَيْنَاهُ. ثُمَّ قَالَ حَمْزَةً: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لَأَبِي؟ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ. وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلَا لِسَّكْرَانٍ طَلَاقٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهَةِ لَيْسَ بِجَائِزٍ. وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: لَا يَجُوزُ

طَلَّاقُ الْمُؤَسَّسِ. قَالَ عَطَاءٌ : إِذَا بَدَأَ
بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ. وَقَالَ نَافِعٌ : طَلَّقَ
رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَيْتَةَ إِنْ خَرَجَتْ، فَقَالَ ابْنُ
عُمَرَ : إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بَيَّنَّ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ
تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ
قَالَ : إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَأَمْرَاتِي
طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقْدٌ عَلَيْهِ
قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِبَيْتِكَ الْيَمِينِ، فَإِنْ سَمِعَ
أَجَلَ أَرَادَهُ وَعَقْدٌ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ
جَمِلَ ذَلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ. وَقَالَ ابْنُ رَاهِمٍ
: إِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِكَ بَيْتَهُ. وَطَلَّاقٌ
كُلُّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ : إِذَا قَالَ
إِذَا حَمَلْتُ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ
كُلِّ طَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ اسْتَبَانَ حَمَلَهَا فَقَدْ
بَانَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ : إِذَا قَالَ الْحَقِي
بَاهْلِكَ بَيْتَهُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ
وَطَرٍ، وَالْعِتَاقُ مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ وَقَالَ
الزُّهْرِيُّ : إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِأَمْرَاتِي بَيْتَهُ،
وَإِنْ نَوَى طَلَّاقًا فَهُوَ مَا نَوَى وَقَالَ عَلِيُّ :
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ : عَنْ
الْمَخْنُونِ حَتَّى يُفْقَ وَغَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى
يُذْرَكَ، وَغَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ. وَقَالَ
عَلِيُّ : وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ إِلَّا طَلَّاقَ
الْمَغْتَوَةِ.

وسوسہ دل میں آئے تو جب تک زبان سے نہ نکالے طلاق نہیں
پڑے گی اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر کسی نے پہلے (انت طالق) کہا
اس کے بعد شرط لگائی کہ اگر تو گھر میں گئی تو شرط کے مطابق طلاق پڑ
جائے گی۔ اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا اگر کسی نے اپنی عورت
سے یوں کہا تجھ کو طلاق بائن ہے اگر تو گھر سے نکلی پھر وہ نکل کھڑی
ہوئی تو کیا حکم ہے۔ انہوں نے کہا عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اگر
نہ نکلے تو طلاق نہیں پڑے گی اور ابن شہاب زہری نے کہا (اے
عبدالرزاق نے نکالا) اگر کوئی مرد یوں کہے میں ایسا ایسا نہ کروں تو
میری عورت پر تین طلاق ہیں۔ اس کے بعد یوں کہے جب میں نے کہا
تھا تو ایک مدت معین کی نیت کی تھی (یعنی ایک سال یا دو سال میں یا
ایک دن یا دو دن میں) اب اگر اس نے ایسی ہی نیت کی تھی تو معاملہ
اس کے اور اللہ کے درمیان رہے گا (وہ جانے اس کا کام جانے) اور
ابراہیم نخعی نے کہا (اے ابن ابی شیبہ نے نکالا) اگر کوئی اپنی جوڑ
سے یوں کہے اب مجھ کو تیری ضرورت نہیں ہے تو اس کی نیت پر مدار
رہے گا اور ابراہیم نخعی نے یہ بھی کہا کہ دوسری زبان والوں کی طلاق
اپنی اپنی زبان میں ہوگی اور قتادہ نے کہا اگر کوئی اپنی عورت سے یوں
کہے جب تجھ کو پیٹ رہ جائے تو تجھ پر تین طلاق ہیں۔ اس کو لازم ہے
کہ ہر طہر پر عورت سے ایک بار صحبت کرے اور جب معلوم ہو
جائے کہ اس کو پیٹ رہ گیا اسی وقت وہ مرد سے جدا ہو جائے گی اور
امام حسن بصری نے کہا اگر کوئی اپنی عورت سے کہا جا اپنے میکے چلی جا
اور طلاق کی نیت کرے تو طلاق پڑ جائے گی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
کہا طلاق تو (مجبوری سے) دی جاتی ہے ضرورت کے وقت اور غلام کو
آزاد کرنا اللہ کی رضامندی کے لیے ہوتا ہے اور ابن شہاب زہری
نے کہا اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا تو میری جوڑو نہیں ہے اور اس
کی نیت طلاق کی تھی تو طلاق پڑ جائے گی اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جسے
بغوی نے جدیدات میں وصل کیا) عمر کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ تین
آدی مرفوع القلم ہیں (یعنی ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے) ایک تو

پاگل جب تک وہ تندرست نہ ہو، دوسرے کچھ جب تک وہ جوان نہ ہو، تیسرے سونے والا جب تک وہ بیدار نہ ہو اور علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر ایک طلاق پڑ جائے گی مگر نادان، بے وقوف (جیسے دیوانہ، نابالغ، نشہ میں مست وغیرہ) کی طلاق نہیں پڑے گی۔

تشیخ لفظ اغلاق کے معنی زبردستی کے ہیں یعنی کوئی مرد پر جبر کرے طلاق دینے پر اور وہ دے دے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ بعضوں نے کہا اغلاق سے غصہ مراد ہے یعنی اگر غصے اور طیش کی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہ پڑے گی۔ متاخرین حنابلہ کا یہی قول ہے لیکن اکثر علماء اور ائمہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں طلاق تو اکثر غصے ہی کے وقت دی جاتی ہے پس اگر غصے میں طلاق نہ پڑے تو ہر طلاق دینے والا یہی کہے گا کہ میں اس وقت غصے میں تھا۔ بعضوں نے والشک کی جگہ لفظ والشک پڑھا ہے یعنی اگر شک ہو گیا کہ طلاق کا لفظ زبان سے نکلا تھا یا نہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ باب لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیہ کا رد کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں نشہ میں یا زبردستی سے کوئی طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی۔ اسی طرح اگر اور کوئی کلمہ کہنا چاہتا تھا لیکن زبان سے یہ نکل گیا انت طالق تب بھی طلاق پڑ جائے گی، اسی طرح اگر بھولے سے انت طالق کہہ دیا۔ لیکن ابجدیث کے نزدیک ان میں سے کسی صورت میں طلاق نہیں پڑے گی جب تک طلاق سنت کے موافق نیت کر کے ایسے طہر میں نہ دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور اگر ایسے طہر میں بھی نیت کر کے کسی نے تین طلاق دے دی تو ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اسی طرح ابجدیث کے نزدیک طلاق معلق بالشرط مثلاً کوئی اپنی بیوی سے یوں کہے اگر تو گھر سے باہر نکلے گی تو تجھ پر طلاق ہے پھر وہ گھر سے نکلی تو طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ ان کے نزدیک یہ طلاق خلاف سنت ہے اور خلاف سنت طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ایک ہی صورت میں یعنی جب طہر میں تین طلاق ایک بارگی دے دی تو گو یہ فعل خلاف سنت ہے مگر ایک طلاق پڑ جائے گی میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں ہمارے پیشوا متاخرین حنابلہ جو غیظ و غضب میں طلاق نہ پڑنے کے قائل ہوئے ہیں وہی مذہب صحیح عمدہ معلوم ہوتا ہے برخلاف ان علماء کے جو اس کے خلاف میں ہیں کیونکہ غیظ و غضب میں بھی انسان بے اختیار ہو جاتا ہے پس جب تک طلاق کی نیت کر کے طلاق نہ دے، اس وقت تک طلاق نہیں پڑے گی۔ اسی طرح طلاق معلق میں بھی جمہور علماء مخالف ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب شرط پوری ہو تو طلاق پڑ جائے گی۔ بڑی آسانی ابجدیث کے مذہب میں ہے اور ہمارے زمانہ کے مناسب حال بھی ان ہی کا مذہب ہے طلاق جہاں تک واقع نہ ہو وہیں تک بہتر ہے کیونکہ وہ انہض مباحثات میں سے ہے اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ہمارے امام ہمام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر تین طلاقوں کے مسئلہ میں بلوہ کیا، ان کو ستایا۔ ارے بے وقوف! شیخ الاسلام نے تو وہ قول اختیار کیا جو حدیث اور اجماع صحابہ کے موافق تھا اور اس میں اس امت کے لیے آسانی تھی۔ ان کے احسان کا تو شکریہ ادا کرنا تھا نہ کہ ان پر بلوہ کرنا، ان کو ستانا، اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو جزائے خیر دے جس مشکل میں ہم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی بے جا تقلید کی وجہ سے پڑ گئے تھے اس سے انہوں نے مخلصی دلوائی (وحیدی از مولانا وحید الزماں مرحوم)

(۵۲۶۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے زرارہ بن اوفیٰ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خیالات فاسدہ کی حد تک معاف کیا ہے،

۵۲۶۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا

جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کسی نے اپنے دل میں طلاق دے دی تو اس کا اعتبار نہیں ہو گا جب تک زبان سے نہ کہے۔

حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمَ)). قَالَ قَتَادَةُ : إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ. [راجع: ۲۵۲۸]

تشریح ہوا یہ کہ ایک دیوانی عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے، اس کو زنا سے حمل رہ گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنْ الْقَلَمَ دَفَعَ عَنْ ثَلَاثَةِ اَشْخَاجٍ، جس پر ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لولا علی لہلک عمر اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے نفسی و حق پروری۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور گراں مر باندھنے سے منع کر رہے تھے، ایک عورت نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ﴿وَأَتَيْتُمْ إِحْذَاهُنَّ فَنَقَضُوا فَلَا تُخَافُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ (النساء: ۲۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا کہ عمر سے بڑھ کر سب لوگ سمجھدار ہیں، یہاں تک کہ عورتیں بچے بھی عمر سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ کوئی حق شناس اور انصاف پروری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دیکھے جہاں کسی نے کوئی معقول بات کہی، یا قرآن یا حدیث سے کوئی معقول بات کہی قرآن یا حدیث سے سند پیش کی اور انہوں نے فوراً مان لی، سر تسلیم جھکا دیا، کبھی اپنی بات کی بیج نہ کی نہ اپنے علم و فضل پر غرہ کیا اور ہمارے زمانہ میں تو مقلدین بے انصاف کا یہ حال ہے کہ ان کو سینکڑوں احادیث اور آیتیں سناؤ جب بھی نہیں مانتے، اپنے امام کی بیج کئے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔ کہو اس کی ضرورت ہی کیا آن پڑی ہے، کیا یہ ائمہ کرام پیغمبروں کی طرح معصوم تھے کہ ان کا ہر قول واجب التسلیم ہو۔ پھر ہم امام ہی کے قول کی تاویل کیوں نہ کریں کہ شاید ان کا مطلب دوسرا ہو گا یا ان کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی (وحیدی) اماموں سے غلطی ممکن ہے اللہ ان کی لغزشوں کو معاف کرے وہ معصوم عن الخطا نہیں تھے، ان کا احترام اپنی جگہ پر ہے۔

(۵۲۷۰) ہم سے اصعب بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، انیس یونس نے، انیس ابن شہاب نے، کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور انیس جابر رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب ماعز نامی مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا لیکن پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگئے (اور زنا کا اقرار کیا) پھر انہوں نے اپنے اوپر چار مرتبہ شہادت دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، تم پاگل تو نہیں ہو، کیا واقعی تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، پھر آپ نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ہو چکی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عید گاہ پر رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب انہیں پتھر لگا تو وہ بھاگنے لگے لیکن انہیں حرہ کے پاس پکڑا گیا اور جان سے مار دیا گیا۔

۵۲۷۰- حَدَّثَنَا اصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ رَجَلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى. لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ بِكَ جُنُونٌ؟ هَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَذْرَكَ بِالْحَرَةِ لَقِيلَ.

[أطرافه في : ۵۲۷۲، ۶۸۱۴، ۶۸۱۶،

۶۸۲۰، ۶۸۲۶، ۷۱۶۸].

تشریح حضرت ماعز اسلمی صحابی مرتبہ میں اولیاء اللہ سے بھی بڑھ کر تھے۔ ان کا صبر و استقلال قابل صد تعریف ہے کہ اپنی خوشی سے زنا کی سزا قبول کی اور جان دینی گوارا کی مگر آخرت کا عذاب پسند نہ کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس کے بھاگنے کا حال سنا تو فرمایا تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کا گناہ معاف کر دیتا۔ امام شافعی اور ابجدیث کا یہی قول ہے کہ جب زنا اقرار سے ثابت ہوا اور رجم کرتے وقت وہ بھاگے تو فوراً اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ اب اگر اقرار سے رجوع کرے تو حد ساقط ہو جائے گی ورنہ پھر حد لگائی جائے گی۔ سبحان اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا کتنا ان میں ہزاروں شخص ایسے موجود تھے جنہوں نے عمر بھر کبھی زنا نہیں کیا تھا اور ایک ہمارا زمانہ ہے کہ ہزاروں میں کوئی ایک آدھ شخص ایسا نکلے گا جس نے کبھی زنا نہ کیا ہو۔ انجیل مقدس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک عورت کو لائے جس نے زنا کرایا تھا اور آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا تم میں وہ اس کو سنگسار کرے جس نے خود زنا نہ کیا ہو۔ یہ سنتے ہی سب آدمی جو اس کو لائے تھے شرمندہ ہو کر چل دیے، وہ عورت مسکین بیٹھی رہی۔ آخر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اب میرے باب میں کیا حکم ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا نیک بخت تو بھی جا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا قصور معاف کر دیا۔ (وحیدی)

(۵۲۷۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کیا اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا ہے لیکن وہ آدمی آنحضرت ﷺ کے سامنے اس رخ کی طرف مڑ گیا، جدھر آپ نے چہرہ مبارک پھیر لیا تھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دوسرے (یعنی خود) نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی منہ موڑ لیا لیکن وہ پھر آنحضرت کے سامنے اس رخ کی طرف آگیا جدھر آنحضرت ﷺ نے منہ موڑ لیا تھا اور یہی عرض کیا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر ان سے منہ موڑ لیا، پھر جب چوتھی مرتبہ وہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے سامنے آگیا اور اپنے اوپر انہوں نے چار مرتبہ (زنا کی) شہادت دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تم پاگل تو نہیں ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور سنگسار کرو کیونکہ وہ شادی شدہ تھے۔

(۵۲۷۲) اور زہری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جنہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے

۵۲۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْآخِرَ قَدْ زَنَى، يَغْنِي نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَسَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قَبْلَهُ. فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْآخِرَ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَسَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قَبْلَهُ فَقَالَ ذَلِكَ: فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَسَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ بَكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ادْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)) وَكَانَ قَدْ أُخْصِنَ.

[أطرافه في : ۶۸۱۵، ۶۸۲۵، ۷۱۶۷].

۵۲۷۲- وَعَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ

سنا تھا کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ان صحابی کو سنگسار کیا تھا۔ ہم نے انہیں مدینہ منورہ کی عید گاہ پر سنگسار کیا تھا۔ جب ان پر پتھر پڑا تو وہ بھاگنے لگے لیکن ہم نے انہیں حرہ میں پھر پکڑ لیا اور انہیں سنگسار کیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

مات. [راجع: ۵۲۷۰]

یہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

باب خلع کے بیان میں

اور خلع میں طلاق کیونکر پڑے گی؟ اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ ”اور تمہارے لیے (شوہروں کے لیے) جائز نہیں کہ جو (مہر) تم انہیں (اپنی بیویوں کو) دے چکے ہو، اس میں سے کچھ بھی واپس لو، سوا اس صورت کے جبکہ زوجین اس کا خوف محسوس کریں کہ وہ (ایک ساتھ رہ کر) اللہ کے حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے خلع جائز رکھا ہے۔ اس میں بادشاہ یا قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر جو رو اپنے سارے مال کے بدل میں خلع کرے صرف جوڑا باندھنے کا دھاگہ رہنے دے تب بھی خلع کرنا درست ہے۔ طاؤس نے کہا کہ الا ان یخافا ان لا یقیما حدود اللہ کا یہ مطلب ہے کہ جب جو رو اور خاوند اپنے اپنے فرائض کو جو حسن معاشرت اور صحبت سے متعلق ہیں ادا نہ کر سکیں (اس وقت خلع کرنا درست ہے) طاؤس نے ان بیوقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ خلع اسی وقت درست ہے جب عورت کہے کہ میں جنابت یا حیض سے غسل ہی نہیں کروں گی۔

۱۲- باب الخلع، وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ؟

وَقَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا﴾ إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَنْ لَا يَقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ. وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُونَ السُّلْطَانِ. وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُونَ عِقَاصِ رَأْسِيهَا. وَقَالَ طَاوُسٌ إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَنْ لَا يَقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فِيمَا أَفْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ، وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفْهَاءِ لَا يَجِلُّ حَتَّى تَقُولَ: لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

تشریح اب تو صحبت کیسے کرے گا۔ اسے عبدالرزاق نے وصل کیا یہ ابن طاؤس کا قول ہے کہ ان بے وقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا۔ انہوں نے اس کا رد کیا کہ خلع صرف اسی وقت درست ہے جب عورت بالکل مرد کا کمانہ سنے اور کسی طرح اصلاح کی امید نہ ہو جیسے سعید بن منصور نے شعبی سے نکالا۔ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا میں تو تیری کوئی بات نہیں سنوں گی نہ تیری قسم پوری کروں گی نہ میں جنابت کا غسل کروں گی۔ اس وقت شعبی نے کہا اگر عورت ایسی ناراض ہے تو اب خاوند کو جائز ہے کہ اس سے کچھ لے لے اور اسے چھوڑ دے۔

نوٹ : جو معترضین کہتے ہیں کہ عورت کو شادی کے معاملہ میں اسلام نے مجبور کر دیا ہے ان کا یہ قول سراسر غلط ہے۔ اول تو عورت کی بغیر اجازت نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے اگر عورت پر ظلم ہو رہا ہے تو اس کو اپنے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اسی کو اسلام میں لفظ خلع سے ذکر کیا گیا ہے۔ عورت اس حالت میں قاضی اسلام کے ذریعہ شرعی طریقہ پر خلع کے

ذریعہ ایسے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے پورے طور پر مختار ہے۔ لہذا معترضین کے ایسے جملہ اعتراضات غلط ہیں۔

(۵۲۷۳) ہم سے ازہر بن جمیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی۔ (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو نہیں ادا کر سکتی) اس پر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، کیا تم ان کا بلغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے (ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ بلغ قبول کر لو اور انہیں طلاق دے دو۔

۵۲۷۳- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَغْتَبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتُرِيدِينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ؟)) قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْبَلِ الْحَدِيثَ وَطَلِّقِيهَا تَطْلِيقًا)). [أطرافه في: ۵۲۷۴، ۵۲۷۵، ۵۲۷۶، ۵۲۷۷].

(۵۲۷۴) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد طحان نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے کہ عبد اللہ بن ابی (منافق) کی بہن جمیلہ رضی اللہ عنہا (جو ابی کی بیٹی تھی) نے یہ بیان کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ کیا تم ان (ثابت رضی اللہ عنہ) کا بلغ واپس کر دو گی؟ انہوں نے عرض کیا ہاں کر دوں گی۔ چنانچہ انہوں نے بلغ واپس کر دیا اور انہوں نے ان کے شوہر کو حکم دیا کہ انہیں طلاق دے دیں اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا کہ ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے نبی کریم ﷺ سے اور (اس روایت میں بیان کیا کہ) ان کے شوہر (ثابت رضی اللہ عنہ) نے انہیں طلاق دے دی۔

۵۲۷۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ أُخْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَهْدَا وَقَالَ: ((تُرِيدِينَ حَدِيثَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. فَرَوَّضَهَا وَامْرَأَةُ أَنَّ يَطْلُقَهَا. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلَّقَهَا.

[راجع: ۴۲۷۳]

(۵۲۷۵) اور ابن ابی تمیمہ سے روایت ہے، ان سے عکرمہ نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ثابت کے دین اور ان کے اخلاق کی وجہ سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن میں ان کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا پھر کیا تم ان کا بلغ واپس کر سکتی

۵۲۷۵- وَعَنْ ابْنِ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَا أَغْتَبُ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ دِينَ، وَلَا خُلُقٍ وَلَكِنِّي لَا أَطِيقُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

قالت : نعم۔ [راجع: ۵۲۷۳]

ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت بنیہ نے اس کے ساتھ کوئی بدخلقی نہیں کی تھی لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ ثابت بنیہ نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ ثابت بنیہ بد صورت آدمی تھے، اس وجہ سے جمیلہ کو ان سے نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

(۵۲۷۶) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن مبارک مخزومی نے کہا، کہا ہم سے قراد ابو نوح نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس بن شماس بنیہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ثابت بنیہ کے دین اور ان کے اخلاق سے مجھے کوئی شکایت نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے (کہ میں ثابت بنیہ کی ناشکری میں نہ پھنس جاؤں) آنحضرت ﷺ نے اس پر ان سے دریافت فرمایا کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے وہ باغ واپس کر دیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے ثابت بنیہ نے انہیں اپنے سے جدا کر دیا۔

۵۲۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ حَدَّثَنَا قُرَادُ أَبُو نُوحٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ ثَابِتَ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَتَقِمُّ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ، إِلَّا أَنِّي أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَرُدِّيْنِ عَلَيْهِ خَدِيقَتَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. فَرُدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا.

[راجع: ۵۲۷۳]

ان سندوں کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ راویوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ایوب پر ابن طہمان اور جریر نے اس کو موصولاً نقل کیا ہے اور حماد نے مرسلً ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ ثابت بنیہ کی اس عورت کا نام حبیبہ بنت سہل تھا۔ بزار نے روایت کیا کہ یہ پہلا خلع تھا اسلام میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب میاں بیوی میں نا اتفاقی کا بیان

اور ضرورت کے وقت خلع کا حکم دینا اور اللہ نے سورہ نساء میں فرمایا اگر تم میاں بیوی کی نا اتفاقی سے ڈرو تو ایک بیچ مرد والوں میں سے بھیجو اور ایک بیچ عورت کی طرف سے مقرر کرو (آخر آیت تک)

۱۳- باب الشِّقَاقِ، وَهَلْ يُشِيرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُورَةِ؟ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِلَى قَوْلِهِ خَيْرٌ﴾ الْآيَةُ

اب اگر یہ دونوں بیچ میاں بیوی میں موافقت کرا دیں تب تو خیر اس کا ذکر خود آیت میں ہے۔ اگر یہ دونوں بیچ جدائی کی رائے دیں تو جدائی ہو جائے گی، میاں بیوی کے اذن کی ضرورت نہیں۔ امام مالک اور اوزاعی اور اسحاق کا یہی قول ہے اور امام شافعی اور امام احمد کہتے ہیں کہ اذن ضروری ہے۔

(۵۲۷۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے حماد بن یزید

۵۲۷۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ

نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے یہی قصہ (مرسلًا) نقل کیا اور اس میں خاتون کا نام جمیلہ آیا ہے۔

(۵۲۷۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ بنی مغیرہ نے اس کی اجازت مانگی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر لیں لیکن میں انہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا۔ آنحضرت ﷺ خفا ہوئے تو وہ اس ارادے سے باز آئے۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو دوسرے نکاح سے روکا تو اسی وجہ سے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا میں نا اتفاقی کا ڈر تھا۔ آپ نے تو فرما دیا کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع ہو سکیں۔

۱۴- باب لَا يَكُونُ بَيْعُ الْأُمَةِ طَلَاقًا
۱۰۰ باب اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو اس کے بعد بیچی جائے تو بیع سے طلاق نہ پڑے گی۔

کیونکہ نکاح رضامندی کا سودا ہے اور لونڈی اپنے میں اس کو اپنے نفس پر اختیار نہ تھا۔ ممکن ہے کہ مالک نے جس سے اس کا نکاح کر دیا ہو وہ اس کو پسند نہ کرتی ہو۔ اس وجہ سے آزادی کے بعد اسے اختیار دیا گیا اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا خاوند آزاد تھا مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ باب سے یہ نکتہ ہے کہ انہوں نے اس کے غلام ہونے کو ترجیح دی ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ لونڈی کو یہ اختیار اسی وقت ہو گا جب اس کا خاوند غلام ہو۔ اگر آزاد ہو تو یہ اختیار نہ ہو گا لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک لونڈی کو آزادی کے وقت ہر حال میں اختیار ہو گا خواہ اس کا خاوند غلام ہو یا آزاد اور تعجب ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ لونڈی کے باب میں تو مطلقاً اس اختیار کے قائل ہوئے ہیں اور کنواری نابالغ لڑکی کو جس کا نکاح اس کے باپ نے پڑھادیا ہو اور بلوغ کے بعد وہ ناراض ہو یہ اختیار نہیں دیتے حالانکہ ایک حدیث میں اس کی صراحت اچھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی لڑکی کو اختیار دیا تھا اور قیاس صحیح بھی اس کا مؤید ہے۔

(۵۲۷۹) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے، ان سے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے دین کے تین مسئلے معلوم ہو گئے۔ اول یہ کہ انہیں آزاد کیا گیا اور پھر ان کے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا (کہ چاہیں ان کے نکاح میں رہیں ورنہ الگ ہو جائیں) اور رسول اللہ ﷺ نے (انہیں کے بارے میں) فرمایا کہ ”ولاء“ اسی سے قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے اور ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ گھر میں تشریف

۵۲۷۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سَنٍ: إِحْدَى السَّنِ أَنْهَا أُعْطِيَتْ فَخِيَرَتٌ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ

لائے تو ایک ہانڈی میں گوشت پکایا جا رہا تھا، پھر کھانے کے لیے آنحضرت ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو دیکھا کہ ہانڈی میں گوشت بھی پک رہا ہے؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں لیکن وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اور آنحضرت ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے بریرہ کی طرف سے تحفہ ہے۔

بَلَحْمٍ، فَقُرْبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأَذَمٌ مِنْ أَدَمِ
الْبَيْتِ، فَقَالَ: ((أَلَمْ أَرِ النَّبْرَمَةَ فِيهَا
لَحْمٌ))؟ قَالُوا: بَلَى. وَلَكِنْ ذَاكَ لَحْمٌ
تُصَدَّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ
الصَّدَقَةَ، قَالَ: ((عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا
هَدِيَّةٌ)). (راجع: ۴۵۶)

تشریح جب تک خاوند طلاق نہ دے جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ لونڈی کی بیع طلاق ہے۔ تابعین میں سے سعید بن مسیب اور حسن اور مجاہد بھی اسی کے قائل ہیں۔ عروہ نے کہا طلاق خریدار کے اختیار میں رہے گی۔ حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب آپ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد ہونے کے بعد اختیار دیا کہ اپنے خاوند کو رکھے یا اس سے جدا ہو جائے تو معلوم ہوا کہ لونڈی کا آزاد ہونا طلاق نہیں ہے ورنہ اختیار کے کیا معنی ہوتے اور جب آزادی طلاق نہیں ہوتی تو بیع بھی طلاق نہ ہو گی۔ یہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی باریکی استنباط اور تفقہ کی دلیل ہے۔ بے وقوف ہیں وہ جو امام بخاری رحمہ اللہ کی فتاویٰ کے قائل نہیں ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد مطلق اور فقہ الحدیث میں امام الفقہاء ہیں۔

گر نہ ہیند بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

باب اگر لونڈی غلام کے نکاح میں ہو پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہو گا خواہ وہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے

۱۵- باب خِيَارِ الْأَمَةِ
تَحْتَ الْعَبْدِ

(۵۲۸۰) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ اور ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے انہیں غلام دیکھا تھا۔ آپ کی مراد بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر (مغیث) سے تھی۔

۵۲۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا، يَغْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ.
[أطرافه في: ۵۲۸۱، ۵۲۸۲، ۵۲۸۳].

(۵۲۸۱) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ مغیث بنی فلاں کے غلام تھے۔ آپ کا اشارہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی طرف تھا۔ گویا اس وقت بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ مدینہ کی گلیوں میں وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے پھر رہے ہیں۔

۵۲۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ
حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذَاكَ مُغِيثُ عَبْدِ بَنِي
فُلَانٍ يَغْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ
يَتْبَعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ يَبْكِي عَلَيْهَا.

[راجع: ۵۲۸۰]

(۵۲۸۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ایک حبشی غلام

۵۲۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ

تھے۔ ان کا معیث نام تھا، وہ بنی قلاں کے غلام تھے۔ جیسے وہ منظر اب بھی میری آنکھوں میں ہے کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔

باب بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا

سفارش کرنا

(۵۲۸۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، کہا ہم سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے اور ان کا نام معیث تھا۔ گویا میں اس وقت اس کو دیکھ رہا ہوں جب وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے تھے اور آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو رہی تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، عباس! کیا تمہیں معیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی معیث سے نفرت پر حیرت نہیں ہوئی؟ آخر حضور اکرم ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کاش! تم اس کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم فرما رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ مجھے معیث کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

باب

(۵۲۸۴) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں حکم نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں اسود نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے مالکوں نے کہا کہ وہ اسی شرط پر انہیں بیچ سکتے ہیں کہ بریرہ کا ترکہ ہم لیں اور ان کے ساتھ ولاء (آزادی کے بعد) انہیں سے قائم ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہیں خرید کر آزاد کر دو ترکہ تو اسی کو ملے گا جو لونڈی غلام کو آزاد کرے اور ولاء بھی اسی کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے جو آزاد کرے اور نبی کریم ﷺ

زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ: مُعِيثٌ، عَبْدًا لِبَنِي فَلَانٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَرَاءَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ. [راجع: ۵۲۸۰]

۱۶- باب شَفَاعَةِ النَّبِيِّ ﷺ

فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ

۵۲۸۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُعِيثٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَذُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: ((يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُعِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بَغْضِ بَرِيرَةَ مُعِيثًا)). فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ رَاجَعْتَنِي)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَأْمُرُنِي. قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ)). قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.

[راجع: ۵۲۸۰]

۱۷- باب

۵۲۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأَتَى مَوَالِيَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ، فَذَكَرَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اشْتَرِيَهَا وَأَعْتِقْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَأَبَى النَّبِيُّ ﷺ بَلْحَمِّهِ، فَقِيلَ: إِنَّ هَذَا مَا تُصَدِّقُ عَلَى

بَرِيرَةَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[راجع: ۴۵۶]

حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَ زَادَ فَحَيَّرَتْ
مِنْ زَوْجِهَا.

کے سامنے گوشت لایا گیا پھر کہا گیا کہ یہ گوشت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ان کا تحفہ ہے۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا اور اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ پھر (آزادی کے بعد) انہیں ان کے شوہر کے متعلق اختیار دیا گیا (کہ چاہیں ان کے پاس رہیں اور اگر چاہیں ان سے اپنا نکاح توڑ لیں)۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یوں فرمانا کہ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور یقیناً مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے گو مشرک عورت تم کو بھلی لگے

(۵۲۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر یہودی یا نصرانی عورتوں سے نکاح کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح مومنوں کے لیے حرام قرار دیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہو گا کہ ایک عورت یہ کہے کہ اس کے رب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں حالانکہ وہ اللہ کے مقبول بندوں میں سے ایک مقبول بندے ہیں۔

تشریح یہ خاص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے تھی۔ دوسرے سلف نے ان کا خلاف کیا ہے۔ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما سورہ مائدہ کی اس آیت ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ (المائدہ: ۵) کو منسوخ سمجھتے ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سورہ بقرہ کی یہ آیت ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ (البقرہ: ۲۲۱) سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح ناجائز ہے اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی میلان ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ عطاء نے کہا یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرنا درست ہے اور بہت سے صحابہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔

باب اسلام قبول کرنے والی مشرک عورتوں سے نکاح اور ان کی عدت کا بیان

۱۹- باب نِكَاحٍ مِّنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

(۵۲۸۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے کہ عطاء خراسانی نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ اور مومنین کے لیے مشرکین دو طرح کے تھے۔ ایک تو مشرکین لڑائی کرنے والوں سے کہ آنحضرت ﷺ ان سے جنگ کرتے تھے اور وہ آنحضرت ﷺ سے جنگ کرتے تھے۔ دوسرے عندیہ بیان کرنے والے مشرکین کہ آنحضرت ﷺ ان سے جنگ نہیں کرتے تھے اور نہ وہ آنحضرت ﷺ سے جنگ کرتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت (اسلام قبول کرنے کے بعد) ہجرت کر کے (مدینہ منورہ) آتی تو انہیں اس وقت تک پیغام نکاح نہ دیا جاتا یہاں تک کہ انہیں حیض آتا اور پھر وہ اس سے پاک ہوتیں، پھر جب وہ پاک ہو جاتیں تو ان سے نکاح جائز ہو جاتا، پھر اگر ان کے شوہر بھی ان کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لینے سے پہلے ہجرت کر کے آجاتے تو یہ انہیں کو ملتیں اور اگر مشرکین میں سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر ہجرت کرتی تو وہ آزاد سمجھے جاتے اور ان کے وہی حقوق ہوتے جو تمام مہاجرین کے تھے۔ پھر عطاء نے معاہدہ مشرکین کے سلسلے میں مجاہد کی حدیث کی طرح سے صورت حال بیان کی کہ اگر معاہدہ مشرکین کی کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آجاتی تو انہیں ان کے مالک مشرکین کو واپس نہیں کیا جاتا تھا۔ البتہ جو ان کی قیمت ہوتی وہ واپس کر دی جاتی تھی۔

(۵۲۸۷) اور عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ قریبہ بنت ابی امیہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے (مشرکین سے نکاح کی مخالفت کی آیت کے بعد) انہیں طلاق دے دی تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ام الحکم بنت ابی سفیان عیاض بن غنم فہری کے نکاح میں تھیں، اس وقت اس نے انہیں طلاق دے دی (اور وہ مدینہ ہجرت کر کے آگئیں) اور عبد اللہ بن عثمان ثقفی نے ان سے نکاح کیا۔

۵۲۸۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ، كَانُوا مُشْرِكِي أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ، وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُونَهُ. وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيضَ وَتَطْهَرَ، فَإِذَا طَهَّرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ، فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ، وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهَمَّا حُرَّانِ، وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِينَ. ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ. مِثْلَ حَدِيثِ مُجَاهِدٍ. وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ أَهْلَ الْعَهْدِ لَمْ يَرُدُّوا وَرُدَّتْ أُنْمَانُهُمْ.

۵۲۸۷ - وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا. فَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنَمٍ الْفَهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

اس مسئلہ میں اختلاف ہے اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہو کر دارالسلام میں ہجرت کرے اس کو تین حیض تک یا حاملہ ہو تو وضع حمل تک عدت کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔ قریبہ بنت ابی امیہ جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں اور ام الحکم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی یہ دونوں عورتیں کافرہ تھیں جب ان کو طلاق دی گئی تو انہوں نے عدت بھی کی ہوگی لہذا باب کا مطلب نکل آیا۔ بعضوں نے کہا قریبہ مسلمان ہو گئی تھیں۔ بعضوں نے دو قریبہ بتلائی ہیں۔ ایک تو وہ جو مسلمان ہو کر ہجرت کر آئی تھی اور ایک وہ جو کافر رہی تھی، یہاں یہی مراد ہے۔

۲۰- باب إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ

مشرک یا حربی مشرک کے نکاح میں ہو اسلام لائے

اور عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر کوئی نصرانی عورت اپنے شوہر سے تھوڑی دیر پہلے بھی اسلام لائی تو وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اور داؤد نے بیان کیا کہ ان سے ابراہیم الصائغ نے کہ عطاء سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو ذی قوم سے تعلق رکھتی ہو اور اسلام قبول کر لے، پھر اس کے بعد اس کا شوہر بھی اس کی عدت کے زمانہ ہی میں اسلام لے آئے تو کیا وہ اسی کی بیوی سمجھی جائے گی؟ فرمایا کہ نہیں البتہ اگر وہ نیا نکاح کرنا چاہے، نئے مہر کے ساتھ (تو کر سکتا ہے) مجاہد نے فرمایا کہ (بیوی کے اسلام لانے کے بعد) اگر شوہر اس کی عدت کے زمانہ ہی میں اسلام لے آیا تو اس سے نکاح کر لینا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”نہ مومن عورتیں مشرک مردوں کے لیے حلال ہیں اور نہ مشرک مرد مومن عورتوں کے لیے حلال ہیں۔“ اور حسن اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں (جو میاں بیوی تھے) جو اسلام لے آئے تھے، کہا کہ وہ دونوں اپنے نکاح پر باقی ہیں اور اگر ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے (اسلام میں) سبقت کر جائے اور دوسرا انکار کر دے تو عورت اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے اور شوہر اسے حاصل نہیں کر سکتا (سوا نکاح جدید کے) اور ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ مشرکین کی کوئی عورت (اسلام قبول کرنے کے بعد) اگر مسلمانوں کے پاس آئے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کا مہر واپس کر دیا جائے گا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

أَوِ النَّصْرَانِيَّةِ تُخْتِ الذَّمِّيَّ أَوِ الْحَرْبِيَّ
وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ
قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ. وَقَالَ
دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ سَمِعَ عَطَاءَ عَنْ
امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ
زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ؟ قَالَ: لَا،
إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ وَصَدَاقٍ،
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ
يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ
لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ وَقَالَ الْحَسَنُ
وَقَتَادَةُ فِي مَجُوسِيَيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلَى
بِنِكَاحِهِمَا: وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَتَهُ
وَأَبَى الْآخَرُ بَأْتَتْ لَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا،
وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: امْرَأَةٌ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ جَاءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِينَ أَيْغَاوَضُ
زَوْجَها مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأَتَوْهُمْ
مَأْنَفَقًا﴾ قَالَ: لَا إِنَّهُ كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ،
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هَذَا كُلُّهُ فِي صَلَاحِ بَيْنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

فرمایا ہے ”اور انہیں وہ واپس کر دو جو انہوں نے خرچ کیا ہو۔“ عطاء نے فرمایا کہ نہیں، یہ صرف نبی کریم ﷺ اور معابد مشرکین کے درمیان تھا اور مجاہد نے فرمایا کہ یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان باہمی صلح کی وجہ سے تھا۔

(۵۲۸۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے اور ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد اللہ ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مومن عورتیں جب ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آنحضرت ﷺ انہیں آزماتے تھے بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے کہ ”اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو، جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ان (ہجرت کرنے والی) مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی (جس کا ذکر اسی سورہ ممتحنہ میں ہے کہ ”اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی) تو وہ آزمائش میں پوری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جب وہ اس کا اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے کہ اب جاؤ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں! واللہ! آنحضرت ﷺ کے ہاتھ نے (بیعت لیتے وقت) کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔ آنحضرت ﷺ ان سے صرف زبان سے (بیعت لیتے تھے) واللہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں سے صرف انہیں چیزوں کا عہد لیا جن کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد آپ ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ یہ آپ صرف زبان سے کہتے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ بقرہ میں) فرمانا کہ

”وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی

۵۲۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتْ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: هِيَ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاَمْتَحِنُوهُنَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ: لَمَنْ أَقْرَأَ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقْرَأَ بِالْمِخْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَقْرَأَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُنَّ لَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلامِ، وَاللَّهُ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: (فَقَدْ بَايَعْتُنَّ كَلَامًا)).

[راجع: ۲۷۱۳]

۲۱- باب قول الله تعالى :

﴿لِلَّذِينَ يُؤُولُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةٍ

مدت مقرر ہے، آخر آیت سمیعِ علیم تک۔ فاء وا کے معنی قسم توڑ دیں اپنی بیوی سے صحبت کریں۔

(۵۲۸۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی عبدالحمید نے، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے حمید طویل نے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے ایلاء کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے پاؤں میں موج آگئی تھی۔ اس لیے آپ نے اپنے بالاخانہ میں انتیس دن تک قیام فرمایا، پھر آپ وہاں سے اترے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایک مہینہ کا ایلاء کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

ایلاء قسم کھانے کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد اپنی عورت کے پاس مدت مقررہ تک نہ جانے کی قسم کھالے۔ مزید تفصیل حدیث شریفہ میں ملاحظہ ہو۔ لفظ ایلاء کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کوئی قسم کھائے کہ وہ اپنی عورت کے پاس نہیں جائے گا۔ جسور

علماء کے نزدیک ایلاء کی مدت چار مہینے ہے۔

۵۲۹۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ فِي الْإِيلَاءِ الَّذِي سَمَى اللَّهُ تَعَالَى: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُنْسِكَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يَغْرِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، يَوْفَقُ حَتَّى يُطْلَقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطْلَقَ. وَيُذَكَّرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَأَنَّى عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۵۲۹۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس ایلاء کے بارے میں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، فرماتے تھے کہ مدت پوری ہونے کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں، سوا اس کے کہ قاعدہ کے مطابق (اپنی بیوی کو) اپنے پاس ہی روک لے یا پھر طلاق دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا کہ ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے اور طلاق اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طلاق دی نہ جائے اور حضرت عثمان، علی، ابودرداء اور عائشہ اور بارہ دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ چار ماہ کی مدت گزرنے پر اگر مرد رجوع نہ کرے تو خود طلاق بائن پڑ جائے گی مگر حنفیہ کا یہ قول صحیح نہیں ہے تفصیل کے لیے دیکھو شرح وحیدی۔

باب جو شخص گم ہو جائے اس کے گھر والوں اور جائیداد میں کیا عمل ہوگا

اور ابن المسیب نے کہا جب جنگ کے وقت صف سے اگر کوئی شخص گم ہو تو اس کی بیوی کو ایک سال اس کا انتظار کرنا چاہیئے (اور پھر اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہیے) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کسی سے خریدی (اصل مالک قیمت لیے بغیر کہیں چلا گیا اور گم ہو گیا) تو آپ نے اس کے پہلے مالک کو ایک سال تک تلاش کیا، پھر جب وہ نہیں ملا تو (غریبوں کو اس لونڈی کی قیمت میں سے) ایک ایک دو دو درہم دینے لگے اور آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ فلاں کی طرف سے ہے (جو اس کا پہلا مالک تھا اور جو قیمت لیے بغیر کہیں گم ہو گیا تھا) پھر اگر وہ (آنے کے بعد) اس صدقہ سے انکار کرے گا (اور قیمت کا مطالبہ کرے گا تو اس کا ثواب) مجھے ملے گا اور لونڈی کی قیمت کی ادائیگی مجھ پر واجب ہوگی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی طرح تم لقطہ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑی ہوئی کسی کو مل جائے۔ کے ساتھ کیا کرو۔ زہری نے ایسے قیدی کے بارے میں جس کی جائے قیام معلوم ہو، کہا کہ اس کی بیوی دوسرا نکاح نہ کرے اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے، پھر اس کی خبر ملنی بند ہو جائے تو اس کا معاملہ بھی مفقود الخبر کی طرح ہو جاتا ہے۔

(۵۲۹۱) مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا کہ ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ طلاق دیدے، اور طلاق اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طلاق دی نہ جائے۔ اور حضرت عثمان، علی، ابوذر داء اور عائشہ اور بارہ دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(۵۲۹۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے منبعت کے مولیٰ یزید نے کہ نبی کریم ﷺ سے کھوئی ہوئی بکری کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو، کیونکہ یا وہ تمہاری ہوگی (اگر ایک سال تک اعلان کے

۲۲- باب حُكْمِ الْمَفْقُودِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ : إِذَا فَقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً. وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُودٍ جَارِيَةً وَالتَّمَسَّ صَاحِبُهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفَقِدَ، فَأَخَذَ يُعْطِي الدَّرْهَمَ وَالْدَّرْهَمَيْنِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ أَبَى فُلَانٌ فَلِي وَعَلَيَّ، وَقَالَ: هَكَذَا فَافْعَلُوا بِاللُّقْطَةِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيرِ: يُعْلَمُ مَكَانَهُ لَا تَنْزُوجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ، فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سَنَةً الْمَفْقُودِ.

۵۲۹۱- وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى يُطَلَّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطَلَّقَ. وَيَذْكَرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ عَائِشَةَ وَ اثْنِي عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

۵۲۹۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُنَلَ عَنْ ضَالَّةٍ الْغَنَمِ فَقَالَ : ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ

بعد اسکا مالک نہ ملا یا تمہارے کسی بھائی کی ہوگی یا پھر بھیڑیے کی ہوگی (اگر یہ انہی جنگلوں میں پھرتی رہی) اور آنحضرت ﷺ سے کھوئے ہوئے اونٹ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ غصہ ہو گئے اور غصہ کی وجہ سے آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے اور آپ نے فرمایا، تمہیں اس سے کیا غرض! اسکے پاس (مضبوط) کھرہیں (جس کی وجہ سے چلنے میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوگی) اسکے پاس مشکیزہ ہے جس سے وہ پانی پیتا رہے گا اور درخت کے پتے کھاتا رہے گا، یہاں تک کہ اسکا مالک اسے پالے گا اور نبی ﷺ سے لفظ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکی رسی کا (جس سے وہ بندھا ہو) اور اسکے طرف کا (جس میں وہ رکھا ہو) اعلان کرو اور اسکا ایک سال تک اعلان کرو، پھر اگر کوئی ایسا شخص آجائے جو اسے پہچانتا ہو (اور اسکا مالک ہو تو اسے دے دو) ورنہ اسے اپنے مال کے ساتھ ملاو۔ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ پھر میں ربیعہ بن عبد الرحمن سے ملا اور مجھے ان سے اسکے سوا اور کوئی چیز محفوظ نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ گم شدہ چیزوں کے بارے میں منبعث کے مولیٰ یزید کی حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ یزید بن خالد سے منقول ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں (سفیان نے بیان کیا کہ ہاں) یحییٰ نے بیان کیا کہ ربیعہ نے منبعث کے مولیٰ یزید سے بیان کیا، ان سے یزید بن خالد نے۔ سفیان نے بیان کیا کہ پھر میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور ان سے اسکے متعلق پوچھا۔

لَاخِيكَ أَوْ لِلذَّنْبِ)). وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ وَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا الْجَذَاءُ وَالسَّقَاءُ، تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)). وَسُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ. فَقَالَ: ((اعْرِفْ وَكَاءَهَا وَعِفَافَهَا وَعَرَفَهَا سَنَةً. فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا، وَإِلَّا فَاخْلُطْهَا بِمَالِكَ)). قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هَذَا فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ حَدِيثَ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنبَعِثِ فِي أَمْرِ الضَّالَّةِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ يَحْيَى وَيَقُولُ رَبِيعَةُ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَقُلْتُ لَهُ. [راجع: ۹۱]

یعنی اونٹ کے پکڑنے کی کیا ضرورت ہے اس کو کھانے پینے چلنے میں کسی کی مدد اور حفاظت کی ضرورت ہے نہ بھیڑیے کا ڈر ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ دوسرے کے مال میں تصرف کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کے ضائع ہونے کا ڈر نہ ہو پس اسی طرح مفقود کی عورت میں بھی تصرف کرنا جائز نہیں جب تک اس کے خاوند کی موت متحقق نہ ہو۔ میں (وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ ابن مسعود اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے باسائید مجھے مروی ہے، ان کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے نکالا کہ مفقود کی عورت چار برس تک انتظار کرے۔ اگر اس عرصہ تک اس کی خبر نہ معلوم ہو تو اس کی عورت دوسرا نکاح کر لے اور ایک جماعت تابعین جیسے ابراہیم نخعی اور عطاء اور زہری اور کھول اور شعبی اسی کے قائل ہوئے ہیں اور امام احمد اور اسحاق نے کہا اس کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں۔ مدت اس کے واسطے ہے جو لڑائی میں گم ہو یا دریا میں اور حنفیہ اور شافعیہ نے کہا مفقود کی عورت اس وقت تک نکاح نہ کرے جب تک کہ خاوند کا زندہ یا مردہ ہونا ظاہر نہ ہو اور حنفیہ نے اس کی تقدیر نوے برس یا سو برس یا ۱۲۰ برس کی ہے اور دلیل لی ہے اس مرفوع حدیث سے کہ مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ حال کھلے۔ ابو عبید نے علی رضی اللہ عنہ سے اور عبد الرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے مگر مرفوع حدیث ضعیف اور صحیح اس کا وقف ہے اور ابن مسعود

بیٹھ سے دوسری روایت میں چار برس کی مدت منقول ہے اور علیؑ کی روایت بھی ضعیف ہے تو صحیح وہی چار سال کی مدت ہوئی اور اگر عورت کو حنفیہ یا شافعیہ یا حنبلیہ کے مذہب کے موافق ادھر رکھا جائے تو اس میں صریح ضرر پہنچانا ہے پس قاضی مفقود کی عورت کا نکاح فسخ کر سکتا ہے جب دیکھے کہ عورت کو تکلیف ہے یا اس کو نان و نفقہ دینے والا کوئی نہیں اور حنفیہ اور شافعیہ اور حنبلیہ کے مذہب کے موافق تو شاید ہی دنیا میں کوئی عورت نکلے جو ساری عمر بن شوہر کے عصمت کے ساتھ بیٹھی رہے۔ اگر بالفرض بیٹھی بھی رہے تو پھر نوے سال یا سو سال یا ۱۲۰ سال خاوند کی عمر ہونے پر یا اس کے سب ہم عمر مر جانے پر عورت کی عمر بھی تو نوے سال سے یا اسی سال سے غالباً کم نہ رہے گی اور اس عمر میں نکاح کی اجازت دینا گویا عذر بدر از گناہ ہے۔ ہماری شریعت میں نان نفقہ نہ دینے یا نامردی کی وجہ سے جب نکاح کا فسخ جائز ہے تو مفقود بھی بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیئے اور تعجب یہ ہے کہ حنفیہ ایلاء میں یعنی چار مہینے تک عورت کے پاس نہ جانے کی قسم میں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ چار مہینے گزرنے پر اس عورت کو ایک طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور یہاں اس بیچاری عورت کی ساری جوانی برباد ہونے پر بھی ان کو رحم نہیں آتا۔ فرماتے ہیں کہ موت اقران کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ کیا خوب انصاف ہے اب اگر عورت دوسرا نکاح کر لے اس کے بعد پہلے خاوند کا حال معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے تو وہ پہلے ہی خاوند کی عورت ہوگی اور شجعی نے کہا دوسرے خاوند سے قاضی اس کو جدا کر دے گا وہ عدت پوری کر کے پھر پہلے خاوند کے پاس رہے۔ اگر پہلا خاوند مر جائے تو اس کی بھی عدت بیٹھے اور اس کی وارث بھی ہوگی۔ بعضوں نے کہا پہلا خاوند اگر آئے تو اس کو اختیار ہو گا چاہے اپنی عورت دوسرے خاوند سے چھین لے چاہے جو مر عورت کو دیا ہو وہ اس سے وصول کر لیں۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں اگر مفقود نے بلا عذر اپنا احوال مخفی رکھا تھا اور عورت کے لیے نان و نفقہ کا انتظام نہیں کر کے گیا تھا نہ کچھ جائیداد چھوڑ کر گیا تھا تو قیاس یہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو دوسرے خاوند سے نہیں پھیر سکتا اور اگر عذر معقول ثابت ہو جس کی وجہ سے خبر نہ بھیج سکا اور وہ اپنی زوجہ کے لیے نان نفقہ کی جائیداد چھوڑ گیا تھا یا بند و بست کر گیا تھا تب اس کو اختیار ہونا چاہیئے خواہ عورت پھیر لے خواہ مر جو دیا ہو وہ دوسرے خاوند سے لے لے اور یہ قول گو جدید ہے اور اتفاق علماء کے خلاف ہے مگر مقتضائے انصاف ہے۔ واللہ اعلم (شرح مولانا وحید الزماں)

۲۳- باب الظہار وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى
 ﴿لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ
 فِي زَوْجِهَا
 باب ظہار کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا سورہ مجادلہ میں فرمانا ”اللہ
 نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے
 بارے میں بحث کرتی تھی۔

آیت ”فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِاطِعَامَ سَتَيْنِ مَسْكِينًا“ تک اور مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن شہاب سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ اس کا ظہار بھی آزاد کی طرح ہو گا۔ امام مالک نے بیان کیا کہ غلام روزے دو مہینے رکھے گا۔ حسن بن حر نے کہا کہ آزاد مرد یا غلام کا ظہار آزاد عورت یا لونڈی سے یکساں ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ظہار اپنی بیویوں سے ہوتا ہے اور عربی زبان میں لام فی کے معنوں

- إِلَى قَوْلِهِ - فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِاطِعَامَ سَتَيْنِ مَسْكِينًا ﴿ وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظَهَارِ الْعَبْدِ، فَقَالَ: نَحْوُ ظَهَارِ الْحُرِّ، قَالَ مَالِكٌ: وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ، وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ: ظَهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَاءٌ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: إِنَّ ظَاهَرَ مِنْ أَمِيهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظَّهَارُ

میں آتا ہے تو یعودون لما قالوا کا یہ معنی ہو گا کہ پھر اس عورت کو رکھنا چاہیں اور ظہار کے کلمہ کو باطل کرنا اور یہ ترجمہ اس سے بہتر ہے کیونکہ ظہار کو اللہ نے بری بات اور جھوٹ فرمایا ہے اس کو دہرانے کے لیے کیسے کہے گا۔

عورت خولہ بنت ثعلبہ تھی جس کے بارے میں سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات کا نزول ہوا۔

تشیخ شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی کسی ذی رحم محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جسے دیکھنا اس کے لیے حرام ہو "ظہار" کہلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لے تو اس وقت تک اس کا اپنی بیوی سے ملنا حرام ہے جب تک کہ وہ اس کا کفارہ نہ دے لے۔ اس کے کفارے کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں ہوا ہے۔ وہ دو مہینے لگاتار روزے رکھنا اور طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا ہے۔

باب اگر طلاق وغیرہ اشارے سے دے

مثلاً کوئی گونگا ہو تو کیا حکم ہے؟

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو پر عذاب نہیں دے گا لیکن اس پر عذاب دے گا، اس وقت آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (کہ نوحہ عذاب الہی کا باعث ہے) اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک قرض کے سلسلہ میں جو میرا ایک صاحب پر تھا) میری طرف اشارہ کیا کہ آدھا لے لو (اور آدھا چھوڑ دو) اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کسوف کی نماز پڑھ رہے تھے (میں بچی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ کیا) کہ یہ سورج گرہن کی نماز ہے) میں نے کہا کیا یہ کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ آگے بڑھیں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کوئی حرج نہیں اور ابو قتادہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کے شکار کے سلسلے میں دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے شکاری کو شکار مارنے کے لیے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا

۲۴- باب الإِشَارَةُ فِي الطَّلَاقِ

وَالْأُمُورِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُعَذَّبُ اللَّهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَكِنْ يُعَذَّبُ بِهَذَا))، فَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: أَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَمْرِ خُبِّ النِّصْفِ، وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكُسُوفِ، فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيُ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ، فَقُلْتُ آيَةً؟ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، أَيْ نَعَمْ. وَقَالَ أَنَسٌ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لَا حَرَجَ. وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ أَحَدٌ مِنْكُمْ)). أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا، قَالَ: ((فَكُلُوا)).

کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر (اس کا گوشت) کھاؤ۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے ذیل وہ احادیث بیان کی ہیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ جس اشارے سے مطلب سمجھا جاوے تو وہ بولنے کی طرح ہے اگر گونگا شخص ایک انگلی اٹھا کر طلاق کا اشارہ کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ ان جملہ آثار مذکورہ میں ایسے ہی دو معنی اشارات کا ذکر ہے جن کو معتبر سمجھا گیا۔

(۵۲۹۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عبد الملک بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کیا اور آنحضرت ﷺ جب بھی رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کر کے تکبیر کہتے اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یا جوج یا جوج کے دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد دینا لیا۔

[راجع: ۱۶۰۷]

اس حدیث میں بھی چند اشارات کو معتبر سمجھا گیا حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

(۵۲۹۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، ان سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن علقمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ایسی آتی ہے جو مسلمان بھی اس وقت کھڑا نماز پڑھے اور اللہ سے کوئی خیر مانگے تو اللہ اسے ضرور دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس ساعت کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور اپنی انگلیوں کو درمیانی انگلی اور چھوٹی انگلی کے بیچ میں رکھا جس سے ہم نے سمجھا کہ آپ اس ساعت کو بہت مختصر ہونے کو بتا رہے ہیں۔

[راجع: ۹۳۵]

(۵۲۹۵) اور اویسی نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے شعبہ بن جحان نے، ان سے ہشام بن یزید نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر ظلم کیا، اس کے چاندی کے زیورات جو

۵۲۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَعِيرِهِ، وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لُفَّحَ مِنْ رَذَمٍ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، مِثْلَ هَذِهِ. وَعَقَدَ تِسْعِينَ)).

۵۲۹۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أُعْطَاهُ)). وَقَالَ: بِيَدِهِ وَوَضَعَ أُنْمُلَتَهُ عَلَى بَطْنِ الْوُسْطَى وَالْخِنْصِرِ. قُلْنَا يُزْهَدُهَا.

۵۲۹۵- وَقَالَ الْأَوْنُسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: عَدَا يَهُودِيٌّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى

جَارِيَةً فَآخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا، وَرَضَخَ رَأْسَهَا، فَأَتَى بِهَا أَهْلَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ أَضْمَمَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَكَ؟ فُلَانٌ؟)) لِيُغَيِّرَ الَّذِي قَتَلَهَا، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا. قَالَ فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرَ الَّذِي قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لَا. فَقَالَ: ((فُلَانٌ؟)) لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

[راجع: ۲۴۱۳]

وہ پہنے ہوئے تھی چھین لیے اور اس کا سر کچل دیا۔ لڑکی کے گھر والے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس کی زندگی کی بس آخری گھڑی باقی تھی اور وہ بول نہیں سکتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے مارا ہے؟ فلاں نے؟ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ سے غیر متعلق آدمی کا نام لیا۔ اس لیے اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا اور وہ بھی اس واقعہ سے غیر متعلق تھا تو لڑکی نے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں، پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ تو اس لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا۔

تشریح اس کے بعد اس یہودی نے بھی اس جرم کا اقرار کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے حکم دیا اور اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچل دیا گیا۔ اس حدیث میں بھی کچھ اشارات کو قاتل استناد جانا گیا۔ یہی وجہ مطابقت ہے۔

جس طرح اس شقی نے اس معصوم لڑکی کو بے دردی سے مارا تھا اسی طرح اس سے قصاص لیا گیا۔ اہلحدیث اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور مالکیہ اور شافعیہ سب کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے کہ قاتل نے جس طرح مقتول کو قتل کیا ہے اسی طرح اس سے بھی قصاص لیا جائے گا لیکن حنفیہ اس کے خلاف کہتے ہیں کہ ہمیشہ قصاص تلوار سے لینا چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ نے جو دوبار اس لڑکی سے اوروں کا نام لے کر پوچھا اس سے یہ مطلب تھا کہ اس سے اس لڑکی کا باہوش و حواس ہونا ثابت ہو جائے اور اس کی شہادت پوری معتبر سمجھی جائے۔ اس حدیث سے گواہی بوقت مرگ کا ایک عمدہ گواہی ہونا نکلتا ہے جسے انگریزوں نے اپنے قانون شہادت میں بھی ایک قاتل اعتبار شہادت خیال کیا ہے (وحیدی)

۵۲۹۶- حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْفِتْنَةُ مِنْ هُنَا. وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ)).

(۵۲۹۶) ہم سے قبیسہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ فتنہ ادھر سے اٹھے گا اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح یعنی مشرقی ممالک کی طرف۔ اس حدیث میں کسی شخص کا نام مذکور نہیں بلکہ جو شخص مشرق کی طرف سے نمودار ہو اور گمراہی اور بے دینی کی دعوت دے وہ اس سے مراد ہو سکتا ہے اور تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے حضرت امام محمد بن عبد الوہاب کو اس فتنہ سے مراد لیا ہے۔ حضرت امام محمد بن عبد الوہاب تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے۔ انہوں نے اہل مکہ کو جو رسالہ لکھ کر بھیجا ہے اس میں صاف یہ مرقوم ہے کہ قرآن اور صحیح حدیث ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے، اس پر عمل کرو۔ البتہ ممالک مشرقی میں سید احمد خاں رئیس النیا چرہ اور مرزا غلام احمد قادیانی اس حدیث کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ ہمارے استاد مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی محدث فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے وہیں سے فضل رسول ظاہر ہوا جس نے دنیا

میں بہت سی بدعتیں پھیلائیں اور اہل توحید کو کافر قرار دیا (وحیدی)

(۵۲۹۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق شیبانی نے اور ان سے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اتر کر میرے لیے ستو گھول (کیونکہ آپ روزہ سے تھے) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اندھیرا ہونے دیں تو بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا کہ اتر کر ستو گھول۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اور اندھیرا ہو لینے دیں تو بہتر ہے، ابھی دن باقی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اترو اور ستو گھول لو۔ آخر تیسری مرتبہ کہنے پر انہوں نے اتر کر آنحضرت ﷺ کا ستو گھولا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پیا، پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے آ رہی ہے تو روزہ دار کو افطار کر لیتا چاہیے۔

(۵۲۹۸) ہم سے عبد اللہ بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن ابی عثمان نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کسی کو (سحری کھانے سے) بلال کی پکار نہ روکے، یا آپ نے فرمایا کہ ”ان کی اذان“ کیونکہ وہ پکارتے ہیں، یا فرمایا، اذان دیتے ہیں تاکہ اس وقت نماز پڑھنے والا رک جائے۔ اس کا اعلان سے یہ مقصود نہیں ہو تا کہ صبح صادق ہو گئی۔ اس وقت یزید بن زریج گئے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے (صبح کاذب کی صورت بتانے کے لیے) پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیلایا (صبح صادق کی صورت کے اظہار کے لیے)۔

(۵۲۹۹) اور لیث نے بیان کیا کہ ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بجیل اور

۵۲۹۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ: ((انْزِلْ فَاجِدْخْ لِي)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ ثُمَّ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجِدْخْ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا. ثُمَّ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجِدْخْ)) فَنَزَلَ، فَجَدَّخَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)). [راجع: ۱۹۴۱]

۵۲۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَمْنَعُنْ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ))، أَوْ قَالَ: ((أَذَانُهُ مِنْ سَحْوَرِهِ فَإِنَّمَا يُنَادِي)). أَوْ قَالَ: ((يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلاَ يَسْأَلُ أَنْ يَقُولَ كَأَنَّهُ يَغْنِي الصُّبْحَ أَوْ الْفَجْرَ)) وَأَظْهَرَ يَزِيدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْآخَرَى.

[راجع: ۶۲۱]

۵۲۹۹- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ

نخی کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زہریں سینے سے گردن تک ہیں۔ نخی جب بھی کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو زہر اس کے چمڑے پر ڈھیلی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کی انگلیوں تک پہنچ جاتی ہے (اور پھیل کر اتنی بڑھ جاتی ہے کہ) اس کے نشان قدم کو مٹاتی چلتی ہے لیکن بنجل جب بھی خرچ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زہر کاہر حلقہ اپنی اپنی جگہ چٹ جاتا ہے، وہ اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔ اس وقت آپ نے اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔

[راجعہ: ۱۴۴۳ء] ان جملہ احادیث میں کچھ مخصوص مقامات پر مخصوص آدمیوں کی طرف سے اشارات کا ہونا معتبر سمجھا گیا۔ باب اور ان

تَشْرِیْحُ

۲۵- باب اللِّعَانِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الْمُصَادِقِينَ﴾ فَإِذَا قُذِفَ الْأَخْرُسُ امْرَأَتَهُ بَكْتَابِهِ أَوْ إِشَارَةً أَوْ إِيمَاءً مَعْرُوفٍ فَهُوَ كَأَلَمْتَكُمْ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أَجَارَ الْإِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ، قَالُوا: كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ وَقَالَ الضَّحَّاكُ ﴿إِلَّا رَمَزًا﴾ إِلَّا إِشَارَةً. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ. ثُمَّ زَعَمَ أَنَّ الطَّلَاقَ بَكْتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيمَاءً جَائِزٌ. وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ. فَإِنْ قَالَ: الْقَذْفُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَلَامٍ، قِيلَ لَهُ: كَذَلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِكَلَامٍ. وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ، وَكَذَلِكَ الْعِنُقُ.

باب لعان کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں فرمایا اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس ان کی ذات کے سوا کوئی گواہ نہ ہو، آخر آیت من الصادقین تک۔ اگر کوئی اپنی بیوی پر لکھ کر اشارہ سے یا کسی مخصوص اشارہ سے تہمت لگائے تو اس کی حیثیت بولنے والے کی سی ہوگی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرائض میں اشارہ کو جائز قرار دیا ہے اور یہی بعض اہل حجاز اور بعض دوسرے اہل علم کا فتویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور (مریم علیہا السلام نے) ان کی (عیسیٰ علیہ السلام) طرف اشارہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے کس طرح گفتگو کر سکتے ہیں جو ابھی گمراہ میں بچہ ہے۔“ اور ضحاک نے کہا کہ ”الا رمزا“ یعنی ”الاشارة“ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (اشارہ سے) حد اور لعان نہیں ہو سکتی، جبکہ وہ یہ مانتے ہیں کہ طلاق کتابت، اشارہ اور ایماء سے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ طلاق اور تہمت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر وہ اس کے مدعی ہوں کہ تہمت صرف کلام ہی کے ذریعہ مانی جائے گی تو ان سے کہا جائے گا کہ پھر یہی صورت طلاق میں بھی ہونی چاہیے اور وہ بھی صرف کلام ہی کے ذریعہ معتبر مانا جانا چاہیے ورنہ طلاق اور تہمت (اگر اشارہ سے ہو) تو سب کو باطل ماننا چاہیے اور (اشارہ

سے غلام کی) آزادی کا بھی یہی حشر ہو گا اور یہی صورت لعان کرنے والے گوئگے کے ساتھ بھی پیش آئے گی اور شعبی اور قتادہ نے بیان کیا کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے“ اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو وہ مطلقہ بنانے ہو جائے گی۔ ابراہیم نے کہا کہ گوئگا اگر طلاق اپنے ہاتھ سے لکھے تو وہ پڑ جاتی ہے۔ حماد نے کہا کہ گوئگے اور ہرے اگر اپنے سر سے اشارہ کریں تو جائز ہے۔

بعض لوگ جب یہ مانتے ہیں کہ طلاق کتابت، اشارے اور ایماء سے ہو سکتی ہے تو ان کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے کہ اشارے سے حد اور لعان نہیں ہو سکتے۔

شیخ یعنی ضحاک بن مزاحم نے جو تفسیر کے امام ہیں اور عبد بن حمید اور ابو حذیفہ نے سفیان ثوری کی تفسیر میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ اب کرمانی کا یہ کہنا کہ یہ ضحاک بن شراحیل ہیں محض غلط ہے۔ ضحاک بن شراحیل تو تابعی ہیں مگر ان سے قرآن کی تفسیر بالکل منقول نہیں ہے اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے صرف دو احادیث اس کتاب میں نقل کی ہیں۔ ایک فضائل قرآن میں ایک استنباطی ہمدین میں۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ علم حدیث میں قیاس سے ایک بات کہہ دینے میں یہی خرابیاں ہوتی ہیں جو کرمانی اور عینی سے اکثر مقامات میں ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے کرمانی کی بہت سی غلطیاں ہم کو بتلا دی ہیں۔

(۵۳۰۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے اور انہوں نے انس بن مالک انصاری رحمہ اللہ سے سنا، بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں بتاؤں کہ قبیلہ انصار کا سب سے بہتر گھرانہ کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتائیے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ بنو نجار کا۔ اس کے بعد ان کا مرتبہ ہے جو ان سے قریب ہیں یعنی بنو عبد الاشہل کا، اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنی الحارث بن خزرج کا۔ اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنو ساعدہ کا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنی مٹھی بند کی، پھر اسے اس طرح کھولا جیسے کوئی اپنے ہاتھ کی چیز کو پھینکتا ہے پھر فرمایا کہ انصار کے ہر گھرانہ میں خیر ہے۔

(۵۳۰۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو حازم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی سہل بن سعد سہمی رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا

وَكَذَلِكَ الْأَصَمُّ يَلْعَنُ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ: إِذَا قَالَ أَنْتَ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ تَبَيَّنَ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ. الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ لَوْ مَمَّةً. وَقَالَ حَمَّادٌ: الْأَخْرَسُ وَالْمُتَمِّمُ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ.

۵۳۰۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ. ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ : وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)).

۵۳۰۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُو حَازِمٍ : سَمِعْتُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری بعثت قیامت سے اتنی قریب ہے جیسے اس کی اس سے (یعنی شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی سے) یا آنحضرت ﷺ نے فرمایا (راوی کو شک تھا) کہ جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں اور آپ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُعْثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ)). أَوْ قَالَ ((كَهَاتَيْنِ)) وَقَرْنِ بَيْنَ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى.

[راجع: ۴۹۳۶]

کرمائی کے زمانہ تک تو آنحضرت ﷺ کی پیغمبری پر سات سو اسی برس گزر چکے تھے۔ اب تو چودہ سو برس پورے ہو رہے ہیں پھر اس قرب کے کیا معنی ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرب بہ نسبت اس زمانہ کے نہ ہے جو آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آنحضرت ﷺ کی نبوت تک گزرا تھا۔ وہ تو ہزاروں برس کا زمانہ تھا یا قرب سے یہ مقصود ہے کہ مجھ میں اور قیامت کے بیچ میں اب کوئی نیا پیغمبر صاحب شریعت آنے والا نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کے قریب دنیا میں پھر تشریف لائیں گے تو ان کی کوئی نئی شریعت نہیں ہوگی بلکہ وہ شریعت محمدی پر چلیں گے پس مرزائیوں کا آمد عیسیٰ علیہ السلام سے عقیدہ ختم نبوت پر معارضہ پیش کرنا بالکل غلط ہے۔

(۵۳۰۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جملہ بن تحیم نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، 'میدن اتنے، اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی مراد تیس دن سے تھی۔ پھر فرمایا اور اتنے، اتنے اور اتنے دنوں کا بھی ہوتا ہے۔ آپ کا اشارہ انتیس دنوں کی طرف تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تیس کی طرف اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ انتیس کی طرف۔

۵۳۰۲ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا))، يَعْنِي ثَلَاثِينَ ثُمَّ قَالَ: ((وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِينَ يَقُولُ مَرَّةً ثَلَاثِينَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

[راجع: ۱۹۰۸]

(۵۳۰۳) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ برکتیں ادھر ہیں۔ دو مرتبہ (آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا) ہاں اور سختی اور قسوت قلب ان کی کرخت آواز والوں میں ہے جن سے شیطان کی دونوں سیٹگیں طلوع ہوتی ہیں۔ یعنی ربیعہ اور مضر میں۔

۵۳۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ: ((الْإِيْمَانُ هَهُنَا - مَرَّتَيْنِ - أَلَا وَإِنَّ الْفَسْوَةَ وَغِلْظَ الْقُلُوبِ فِي الْفُزْدَادَيْنِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رُبَيْعَةً وَمُضَرَ)). [راجع: ۳۳۰۲]

(۵۳۰۴) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبدالعزیز بن ابی حازم نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اور یتیم کی پرورش

۵۳۰۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا وَكَافِلُ

النَّيِّمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا))، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوَسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.
[طرفہ فی : ۶۰۵].

کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی رکھی۔

ان جملہ احادیث میں اشارات کو معتبر گردانا گیا ہے۔ باب سے ان کی یہی وجہ مطابقت ہے۔

۲۶- باب إِذَا عَرَضَ

بَنَفِي الْوَلَدِ

۵۳۰۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((مَا أَلَوْنَاهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْزَقٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَأَنِّي ذَلِكَ؟)) قَالَ: لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ: ((فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ)).

[طرفہ فی : ۶۸۴۷، ۷۳۱۴].

باب جب اشاروں سے اپنی بیوی کے بچے کا انکار کرے اور صاف نہ کہہ سکے کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟ (۵۳۰۵) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلونا بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، ان کے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، ان میں کوئی سیاہی مائل سفید اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر یہ کہاں سے آگیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر یہ پڑا ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہو گا۔

حضرت امام نے اس سے ثابت فرمایا کہ باپ کے بارے میں اشارہ بھی معتبر سمجھا جائے گا۔

تَبَيُّنٌ

الفاظ حدیث للعل ابک هذا نزعه سے یہ نکلا کہ صرف لڑکے کی صورت یا رنگ کے اختلاف پر یہ کہنا درست نہیں کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے جب تک قوی دلیل سے حرام کاری کا ثبوت نہ ہو۔ مثلاً آنکھوں سے اس کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہو یا جب خاوند نے جملع کیا ہو اس سے چھ مہینے کم میں لڑکا پیدا ہو، جب جملع کیا ہو اس سے چار برس بعد بچہ پیدا ہو۔ حدیث سے بھی یہی نکلا کہ اشارہ اور کنایہ میں قذف کرنا موجب حد نہیں اور مالکیہ کے نزدیک اس میں بھی حد واجب ہوگی۔

باب لعان کرنے والے کو قسم کھانا

۲۷- باب إِخْلَافِ الْمَلَأَيْنِ

۵۳۰۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ

(۵۳۰۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ نے کہ قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو نبی

کریم ﷺ نے دونوں میاں بیوی سے قسم کھلائی اور پھر دونوں میں جدائی کرادی۔

باب لعان کی ابتداء مرد کرے گا (پھر عورت)

(۵۳۰۷) مجھ سے محمد بن! بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، کہا کہ ہم سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر تسمت لگائی، پھر وہ آئے اور گواہی دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس وقت فرمایا، اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی (جو واقعی گناہ کا مرتکب ہوا ہو) رجوع کرے گا؟ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے گواہی دی۔ اپنے بری ہونے کی۔

تشریح باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ پہلے مرد سے گواہی لینی چاہیے۔ امام شافعی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ اگر عورت سے پہلے گواہی لی جائے تب بھی لعان درست ہو جائے گا۔ کہتے ہیں اس عورت نے پانچویں بار میں ذرا تامل کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم سمجھے کہ وہ اپنے قصور کا اقرار کرے گی مگر پھر کہنے لگی میں اپنی قوم کو ساری عمر کے لیے ذلیل نہیں کر سکتی اور اس نے پانچویں دفعہ بھی قسم کھا کر لعان کر دیا۔

باب لعان اور لعان کے بعد طلاق دینے

کا بیان

(۵۳۰۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی نے خبر دی کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عاصم آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک شخص اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو کیا اسے قتل کر دے گا لیکن پھر آپ لوگ اسے بھی قتل کر دیں گے۔ آخر اسے کیا کرنا چاہیے؟ عاصم، میرے لیے یہ مسئلہ پوچھ دو۔ چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح کے سوالات کو ناپسند فرمایا اور اظہار ناگواری کیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سے جو کچھ سنا اس کا بہت اثر لیا۔ پھر جب گھر

قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَخْلَفَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ۴۷۴۸]

۲۸- باب يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

۵۳۰۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةٍ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ. [راجع: ۲۶۷۱]

۲۹- باب اللِّعَانِ، وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ

اللِّعَانِ

۵۳۰۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجَلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنَتْهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلَّ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ

واپس آئے تو عویمیر ان کے پاس آئے اور پوچھا۔ عاصم! آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب دیا۔ عاصم ہنسنے لگا، عویمیر تم نے میرے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا، جو مسئلہ تم نے پوچھا تھا، آنحضرت ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ عویمیر ہنسنے لگا کہ اللہ کی قسم جب تک میں یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ سے معلوم نہ کر لوں، باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ عویمیر ہنسنے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے درمیان میں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا اس شخص کے متعلق کیا ارشاد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے، کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ لوگ اسے (قصاص) میں قتل کر دیں گے، تو پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں ابھی وحی نازل ہوئی ہے۔ جاؤ اور اپنی بیوی کو لے کر آؤ۔ سہل نے بیان کیا کہ پھر ان دونوں نے لعان کیا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت موجود تھا۔ جب لعان سے فارغ ہوئے تو عویمیر ہنسنے لگا کہ اللہ (ﷺ)! اگر اب بھی میں اسے (اپنی بیوی کو) اپنے ساتھ رکھتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں تین طلاقیں آنحضرت ﷺ کے حکم سے پہلے ہی دے دیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر یہی لعان کرنے والوں کے لیے سنت طریقہ مقرر ہو گیا۔

باب مسجد میں لعان کرنے کا بیان

(۵۳۰۹) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق بن ہمام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے لعان کے بارے میں اور یہ کہ شریعت کی طرف سے اس کا سنت طریقہ کیا ہے، خبر دی بنی ساعدہ کے سہل بن سعد ہنسنے لگا، انہوں نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اس شخص کے متعلق

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِيَ حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَبْقَتُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ أَنْزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَادْهَبْ فَأْتِ بِهَا))، قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَّا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا فَرَعَا مِنْ تَلَاُعِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، قِيلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ سَنَةً الْمُتَلَاعِنِينَ.

۳۰۔ باب التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

۵۳۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمَلَاعِنَةِ وَعَنِ السَّنَةِ فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَحْيَى بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ کا کیا ارشاد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے، کیا وہ اسے قتل کر دے یا اسے کیا کرنا چاہیے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی وہ آیت نازل کی جس میں لعان کرنے والوں کے لیے تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر دونوں نے مسجد میں لعان کیا، میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر اب بھی میں اسے اپنے نکاح میں رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی۔ چنانچہ لعان سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم سے پہلے ہی انہیں تین طلاقیں دے دیں۔ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ہی انہیں جدا کر دیا۔ (سل نے یا ابن شہاب نے) کہا کہ ہر لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان یہی جدائی کا سنت طریقہ مقرر ہوا۔ ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ان کے بعد شریعت کی طرف سے طریقہ یہ متعین ہوا کہ دو لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرا دی جایا کرے اور وہ عورت حاملہ تھی اور ان کا بیٹا اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ بیان کیا کہ پھر ایسی عورت کے میراث کے بارے میں بھی یہ طریقہ شریعت کی طرف سے مقرر ہو گیا کہ بچہ اس کا وارث ہو گا اور وہ بچہ کی وارث ہو گی۔ اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے وراثت کے سلسلہ میں فرض کیا ہے۔ ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث میں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر (لعان کرنے والی خاتون) اس نے سرخ اور پستہ قد بچہ جنا جسے ورحہ تو میں سمجھوں گا کہ عورت ہی سچی ہے اور اس کے شوہر نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے لیکن اگر کالا، بڑی آنکھوں والا اور بڑے سرینوں والا بچہ جنا تو میں سمجھوں گا کہ شوہر نے اس کے متعلق سچ کہا تھا۔ (عورت جھوٹی ہے) جب بچہ پیدا ہوا تو وہ بری شکل کا تھا (یعنی اس

وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ قَضَى اللَّهُ فَيْكَ وَلِيَّ امْرَأَتِكَ))، قَالَ فَتَلَاعَنَّا لِيِ الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ، فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ذَاكَ تَفْرِيقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ))، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السَّنَةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يَفْرُقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ قَالَ: ثُمَّ جَرَتْ السَّنَةُ فِي مِرَالِهَا أَنَّهَا تَوَلَّاهُ وَبَرَتْ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ جَاءَتْ بِهٍ أَحْمَرٌ قَصِيرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَرَاهَا إِلَّا لَقَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَتْ بِهٍ أَسْوَدٌ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَيْنِ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا لَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِهٍ عَلَى الْمَكْرُوهِ مِنْ ذَلِكَ)).

مرد کی صورت پر جس سے وہ بدنام ہوئی تھی)

اس حدیث سے علم قیافہ کا معتبر ہونا پایا جاتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بالہام غیبی علم قیافہ کی وہ بات بتلائی جاتی جو حقیقت میں سچ ہوتی۔ دوسرے لوگ اس علم کی رو سے قطعاً کوئی حکم نہیں دے سکتے۔ امام شافعی نے بھی علم قیافہ کو معتبر رکھا ہے، پھر بھی یہ علم یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے۔ وحرہ (چھپکلی کے مانند ایک زہریلا جانور، پستہ قد عورت یا اونٹ کی تشبیہ اس سے دیتے ہیں)

باب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں بغیر گواہی کے کسی کو سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا

(۵۳۱۰) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر ہوا اور عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی (کہ میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو وہیں قتل کر دوں) اور چلے گئے، پھر ان کی قوم کے ایک صحابی (عویمیر رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے یہ شکایت لے کر کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آج یہ ابتلا میری اسی بات کی وجہ سے ہوا ہے (جو آپ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کہی تھی) پھر وہ انہیں لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو وہ واقعہ بتایا جس میں ملوث اس صحابی نے اپنی بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت والے (پتلے دبلے) اور سیدھے بال والے تھے اور جس کے متعلق انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ (تنبائی میں) پایا، وہ گٹھے ہوئے جسم کا، گندمی اور بھرے گوشت والا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے۔ چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ ایک شاگرد نے مجلس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا یہی وہ عورت ہے جس کے متعلق

۳۱- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ

كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ)).

۵۳۱۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ التَّلَاعُنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عُدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتَلَيْتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصَفَّرًا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرَ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ خَذَلًا أَدَمَ كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ بَيْنَ))، فَجَاءَتْ شَهِيبًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجَهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ، فَلَا عَن النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا. قَالَ رَجُلٌ لَابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ النِّبْيَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ رَجِمْتُ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا شہادت کے سنگسار کر سکتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں (یہ جملہ آنحضرت ﷺ نے) اس عورت کے متعلق فرمایا تھا جس کی بدکاری اسلام کے زمانہ میں کھل گئی تھی۔ ابوصالح اور عبداللہ بن یوسف نے اس حدیث میں بجائے خدلا کے کے کسرہ کے ساتھ دال خدلا روایت کیا ہے لیکن معنی وہی ہے۔

باب اس بارے میں کہ لعان کرنے والی کا مہر ملے گا۔

(۵۳۱۱) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل نے خبر دی، انہیں ایوب نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کا حکم پوچھا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان ایسی صورت میں جدائی کرا دی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے ایک (جو واقعی گناہ میں مبتلا ہو) رجوع کرے گا لیکن ان دونوں نے انکار کیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان میں جدائی کر دی۔ اور بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حدیث کے بعض اجزاء میرا خیال ہے کہ میں نے ابھی تم سے بیان نہیں کئے ہیں۔ فرمایا کہ ان صاحب نے (جنہوں نے لعان کیا تھا) کہا کہ میرے مال کا کیا ہو گا (جو میں نے مہر میں دیا تھا؟) بیان کیا کہ اس پر ان سے کہا گیا کہ وہ مال (جو عورت کو مہر میں دیا تھا) اب تمہارا نہیں رہا۔ اگر تم سچے ہو (اس تہمت لگانے میں تب بھی کیونکہ) تم اس عورت کے پاس تہائی میں جا چکے ہو اور اگر تم جھوٹے ہو تب تو تم کو اور بھی مہر نہ ملنا چاہیئے۔

باب حاکم کا لعان کرنے والوں سے یہ کہنا

تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے

تو کیا وہ توبہ کرتا ہے؟

(۵۳۱۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان

أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ) فَقَالَ: لَا تِلْكَ أَمْرًا كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوءَ. قَالَ أَبُو صَالِحٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: خَدَلًا.

[أطرافه في: ۵۳۱۶، ۶۸۵۵، ۶۸۵۶، ۷۲۳۸].

۳۲- باب صَدَاقِ الْمَلَاعِنَةِ

۵۳۱۱- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ. فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَيُّمَا فَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَيُّمَا. فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ: فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ إِنَّ فِي الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ؟ مَالِي، قَالَ: قِيلَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلَتْ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهَوَّ أَبْعَدُ مِنْكَ.

[أطرافه في: ۵۳۱۲، ۵۳۴۹، ۵۳۵۰].

۳۳- باب قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنِينَ

إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا

تَائِبٌ

۵۳۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اب تمہیں تمہاری بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔ ان صحابی نے عرض کیا کہ میرا مال واپس کرا دیجئے (جو مہر میں دیا گیا تھا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ تمہارا مال نہیں ہے۔ اگر تم اس کے معاملہ میں سچے ہو تو تمہارا یہ مال اس کے بدلہ میں ختم ہو چکا کہ تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تمہمت لگائی تھی پھر تو وہ تم سے بعید تر ہے۔ سفیان نے بیان کیا کہ یہ حدیث میں نے عمرو سے یاد کی اور ایوب نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی سے لعان کیا ہو تو آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ سفیان نے اس اشارہ کو اپنی دو شہادت اور بیچ کی انگلیوں کو جدا کر کے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا وہ رجوع کر لے گا؟ آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے مجھ سے کہا، میں نے یہ حدیث جیسے عمرو بن دینار اور ایوب سے سن کر یاد رکھی تھی ویسی ہی تجھ سے بیان کر دی۔

حاصل یہ ہوا کہ سفیان نے اس حدیث کو عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں سے روایت کیا ہے۔

باب لعان کرنے والوں میں جدائی کرانا

(۵۳۱۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی تھی جنہوں نے اپنی بیوی پر تمہمت لگائی تھی اور دونوں سے قسم لی تھی۔

سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُمَرُو سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنِينَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنِ ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا))، قَالَ: مَا لِي. قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهَوَ بِمَا اسْتَخْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا))، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَلَذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ)). قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عُمَرُو وَقَالَ أَيُّوبُ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ يَصْبَغِيهِ، وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَغِيهِ السَّبَابَةِ وَالْوَسْطَى: وَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عُمَرُو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ.

[راجع: ۵۳۱۱]

۳۴- باب التفريق بين المتلاعنين

۵۳۱۳- حدثني إبراهيم بن المنذر حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ قَذَفَهَا، وَأَخْلَفَهُمَا. [راجع: ۴۷۴۸]

(۵۳۱۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، کہا مجھے نافع نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے لعان کرایا تھا اور دونوں کے درمیان جدائی کرا دی تھی۔

باب لعان کے بعد عورت کا بچہ (جس کو مرد کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے) ماں سے ملا دیا جائے گا (اسی کا بچہ کہلائے گا) (۵۳۱۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کرایا تھا، پھر ان صاحب نے اپنی بیوی کے لڑکے کا انکار کیا تو آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور لڑکا عورت کو دے دیا۔

باب امام یا حاکم لعان کے وقت یوں دعا کرے یا اللہ! جو اصل حقیقت ہے وہ کھول دے

(۵۳۱۶) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، کہا کہ مجھے عبدالرحمن بن قاسم نے خبر دی، انہیں قاسم بن محمد نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ لعان کرنے والوں کا ذکر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوا تو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک بات کہی (کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤں تو وہیں قتل کر ڈالوں) پھر واپس آئے تو ان کی قوم کے ایک صاحب ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس معاملہ میں میرا یہ ابتلاء میری اس بات کی وجہ سے ہوا ہے (جس کے کہنے کی جرأت میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے کی تھی) پھر وہ ان صاحب کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور آنحضرت ﷺ کو اس صورت سے مطلع کیا جس میں انہوں نے اپنی

۵۳۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَأَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

[راجع: ۴۷۴۸]

۳۵- باب يُلْحَقُ الْوَلَدُ

بِالْمُلَاعَنَةِ

۵۳۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَأَعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، فَاتَّفَقَا مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالْمَرْأَةِ. [راجع: ۴۷۴۸]

۳۶- باب قَوْلِ الْإِمَامِ :

اللَّهُمَّ بَيِّنْ

۵۳۱۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ: فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا أَتَيْتُ بِهِذَا الْأَمْرَ إِلَّا لِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصَفَّرًا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرَ، وَكَانَ الَّذِي

بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت والے اور سیدھے بالوں والے تھے اور وہ جسے انہوں نے اپنی بیوی کے پاس پایا تھا گندی گٹھے جسم کا زرد، بھرے گوشت والا تھا اس کے بال بہت زیادہ گھٹکھریالے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! معاملہ صاف کر دے۔ چنانچہ ان کی بیوی نے جو بچہ جناہ وہی شخص سے مشابہ تھا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کے پاس اسے پایا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شاگرد نے مجلس میں پوچھا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا شہادت سنگسار کرتا تو اسے کرتا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں۔ یہ دوسری عورت تھی جو اسلام کے زمانہ میں علانیہ بدکاری کیا کرتی تھی۔

مگر گواہوں سے اس پر بدکاری ثابت نہیں ہوئی نہ اس نے اقرار کیا اسی وجہ سے اس پر حد نہ جاری ہو سکی۔

باب جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور بیوی نے عدت گزار کر دوسرے شوہر سے شادی کی لیکن دوسرے شوہر نے اس سے صحبت نہیں کی

(۵۳۱۷) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہا نے ایک خاتون سے نکاح کیا، پھر انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد ایک دوسرے صاحب نے ان خاتون سے نکاح کر لیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے دوسرے شوہر کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو ان کے پاس آتے ہی نہیں اور یہ کہ ان کے پاس

وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ آذَمَ خَذَلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطِطًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ بَيْنَ)) فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَهَا، فَلَا عَن رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ رَجَعْتُ أَحَدًا بغيرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَعْتُ هَذِهِ)). فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا. بَلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تَظْهَرُ السُّوءَ فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ۴۲۳]

۳۷- باب إِذَا طَلَّقَهَا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا

تو کیا وہ پہلے خاوند کے نکاح میں جا سکے گی؟
۵۳۱۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِي تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ، فَأَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِيهَا، وَأَنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ: ((لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكَ)).

کپڑے کے پلو جیسا ہے (انہوں نے پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کی خواہش ظاہر کی لیکن) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا مزنا نہ چکھ لو اور یہ تمہارا مزنا نہ چکھ لیں۔

پہلے شوہر سے تمہارا نکاح صحیح نہیں ہو گا۔

باب ۳۸ -

باب اور آیت واللانی یسنن الح

یعنی ”تمہاری مطلقہ بیویوں میں سے جو حیض آنے سے مایوس ہو چکی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو“ کی تفسیر مجاہد نے کہا یعنی جن عورتوں کا حال تم کو معلوم نہ ہو کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا۔ اسی طرح وہ عورتیں جو بڑھاپے کی وجہ سے حیض سے مایوس ہو گئی ہیں۔ اسی طرح وہ عورتیں جو نابالغی کی وجہ سے ابھی حیض والی ہی نہیں ہوئی ہیں۔ ان سب قسم کی عورتوں کی عدت تین مہینے ہیں۔

﴿وَاللَّائِي يَنْسَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: إِنْ لَمْ تَعْلَمُوا يَحِضْنَ أَوْ لَا يَحِضْنَ، وَاللَّائِي قَعْدَنَ عَنِ الْحَيْضِ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ

باب حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے

باب ۳۹ - ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ

کہ بچہ جنیں

أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

جتنے ہی ان کی عدت ختم ہو جائے گی۔ تو یہ آیت ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۴) مخصوص ہے اس آیت کی ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ بِكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَضَّضْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَزْبَعَةً أَشْهُرًا وَعَشْرًا﴾ (البقرة: ۲۳۴) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ ا بعد الاجلین تک عدت کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے لیکن باقی صحابہ سب اس کے خلاف ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجوع بھی منقول ہے۔ ایسے ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ سورۃ طلاق آخر میں اتری اور اس سے وہ آیت والذین یطوفون منکم حاملہ عورتوں کے باب میں منسوخ ہو گئی۔

(۵۳۱۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے، کہا کہ مجھے خبر دی ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ ایک خاتون جو اسلام لائی تھیں اور جن کا نام سبیحہ تھا، اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھیں، شوہر کا جب انتقال ہوا تو وہ حاملہ تھیں۔ ابوسائل بن بعلک رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ ابوسائل نے کہا کہ اللہ کی قسم! جب تک عدت کی دو مدتوں میں سے لمبی مدت نہ گزار لوں گی، تمہارے

۵۳۱۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمٍ يُقَالُ لَهَا سُبَيْحَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُؤْفَى عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَخَطَبَهَا أَبُو السَّائِلِ بْنُ بَعْلَكٍ، فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: ((وَاللَّهِ

لیے اس سے (جس سے نکاح وہ کرنا چاہتی تھیں) نکاح کرنا صحیح نہیں ہو گا۔ پھر وہ (وضع حمل کے بعد) تقریباً دس دن تک رکی رہیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب نکاح کرلو۔

مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحَهُ حَتَّى تَعْتَدِي آخِرَ الْأَجَلَيْنِ. فَمَكَثَتْ قَرِيبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: ((انكِحني)) [راجع: ۴۹۰۹]

تشریح ابوالسائل نے عورت کو یہ غلط مسئلہ سنا کر اس کو بہکایا کہ بالفعل وہ اپنا نکاح ملتوی کر دے تو اس کے عزیز و اقرباء جو اس وقت موجود نہ تھے آجائیں گے اور وہ اس کو سمجھا بجا کر مجھ سے نکاح پر راضی کر دیں گے۔ دو مدتوں سے ایک وضع حمل کی مدت، دوسری چار ماہ دس دن کی مدت مراد ہے۔ جس کے لیے ابوالسائل نے فتویٰ دیا تھا حالانکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور بس۔

(۵۳۱۹) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے یزید نے کہ ابن شہاب نے انہیں لکھا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے اپنے والد (عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) سے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابن الارقم کو لکھا کہ سبیعہ سلمیہ سے پوچھیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق کیا فتویٰ دیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب میرے یہاں بچہ پیدا ہو گیا تو آنحضرت نے مجھے فتویٰ دیا کہ اب میں نکاح کر لوں۔

۵۳۱۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ أَرْقَمٍ أَنْ يَسْأَلَ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَتْ: أَفْتَانِي إِذَا وَضَعْتُ أَنْ تَنْكِحَ. [راجع: ۳۹۹۱]

(۵۳۲۰) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے مسور بن مخرمہ نے کہ سبیعہ سلمیہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد چند دنوں تک حالت نفاس میں رہیں، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آکر انہوں نے نکاح کی اجازت مانگی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں اجازت دی اور انہوں نے نکاح کیا۔

۵۳۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ نَفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بَلِيَالٍ، فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا فَكَتَحَتْ.

باب اللہ کا یہ فرمانا کہ ”مطلقہ عورتیں اپنے کو تین طہریاتین حیض تک روکے رکھیں“ اور ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی عورت سے عدت ہی میں نکاح کر لیا اور پھر وہ اس کے پاس تین حیض کی مدت گزرنے تک رہی کہ اس کے بعد وہ پہلے ہی شوہر سے جدا ہو گی۔ (اور یہ صرف اس کی عدت سمجھی جائے گی) دوسرے نکاح کی عدت کا شمار اس میں نہیں ہو گا لیکن زہری نے کہا کہ اسی میں دوسرے نکاح کی عدت کا شمار بھی ہو گا، یہی یعنی زہری کا قول سفیان کو

۴۰- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: فِيمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلَاثَ حِيضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ، وَلَا تَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: تَحْتَسِبُ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ سَفْيَانُ يَغْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ مَعْمَرُ:

زیادہ پسند تھا۔ معمر نے کہا کہ اقراۃ المراء اس وقت بولتے ہیں جب عورت کا حیض قریب ہو۔ اسی طرح ”اقراۃ“ اس وقت بھی بولتے ہیں جب عورت کا طہر قریب ہو، جب کسی عورت کے پیٹ میں کبھی کوئی حمل نہ ہوا ہو تو اس کے لیے عرب کہتے ہیں۔ ”ماقراۃ بسلی قط“ یعنی اس کو کبھی پیٹ نہیں رہا۔

يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا، وَأَقْرَأَتِ إِذَا دَنَا طَهْرُهَا. وَيُقَالُ مَا قَرَأَتِ بَسَلَى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا.

تشیخ قرء حیض اور طہر دونوں معنوں میں آتا ہے۔ اسی لیے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ثلاثہ قروء سے تین حیض مراد رکھے ہیں اور شافعی نے تین طہر۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب رائج ہے کس لیے کہ طلاق طہر میں مشروع ہے حیض میں نہیں اب اگر کسی نے ایک طہر میں طلاق دی تو یا تو یہ طہر عدت میں شمار ہو گا۔ شافعیہ کہتے ہیں تب تو عدت تین طہر سے کم ٹھہرے گی۔ اگر محسوب نہ ہو گا تو عدت تین طہر سے زائد ہو جائے گی۔ شافعیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ دو طہر اور تیسرے طہر کے ایک حصے کو تین طہر کہتے ہیں جیسے فرمایا ﴿الْحَيْضُ أَشْهُو مُعْلُوْمَتٌ﴾ (البقرة: ۱۹۷) حالانکہ حقیقت میں حج کے دو مہینے دس دن ہیں۔

باب فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ

۴۱ - باب قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ

”اور اپنے پروردگار اللہ سے ڈرتے رہو، انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، جز اس صورت کے کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے بڑھے گا، اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ تجھے خبر نہیں شاید کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔“ (ان مطلقات کو اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں تکلیف مت پہنچاؤ اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو انہیں خرچ بھی دیتے رہو۔ ان کے حمل کے پیدا ہونے تک۔ آخر آیت اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”بعد عسر یسرا“ تک۔

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ، وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ. وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ، لَا تَذَرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا. أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُوهُنَّ لِيُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ، وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمِلٍ فَلْيَضْحَكُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ - إِلَى قَوْلِهِ - بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

(۵۳۲۱-۵۳۲۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار نے، وہ دونوں بیان کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے عبد الرحمن بن حکم کی صاحبزادی (عمرہ) کو طلاق دے دی تھی اور ان کے باپ عبد الرحمن انہیں ان کے (شوہر کے) گھر سے لے آئے (عدت کے ایام گزرنے سے پہلے) عائشہ رضی اللہ عنہا

۵۳۲۱ ، ۵۳۲۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بَنِي الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَأَرْسَلَتْ

کوجب معلوم ہوا تو انہوں نے مروان بن حکم کے یہاں جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا، کہلوایا کہ اللہ سے ڈرو اور لڑکی کو اس کے گھر (جہاں اسے طلاق ہوئی ہے) پہنچا دو، جیسا کہ سلیمان بن یسار کی حدیث میں ہے۔ مروان نے اس کا جواب یہ دیا کہ لڑکی کے والد عبدالرحمن بن حکم نے میری بات نہیں مانی اور قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ (مروان نے ام المؤمنین کو یہ جواب دیا کہ) کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے معاملہ کا علم نہیں ہے؟ (انہوں نے بھی اپنے شوہر کے گھر عدت نہیں گزاری تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ اگر تم فاطمہ کے واقعہ کا حوالہ نہ دیتے تب بھی تمہارا کچھ نہ بگڑتا (کیونکہ وہ تمہارے لیے دلیل نہیں بن سکتا) مروان بن حکم نے اس پر کہا کہ اگر آپ کے نزدیک (فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ان کے شوہر کے گھر سے منتقل کرنا) ان کے اور ان کے شوہر کے رشتہ داری کے درمیان کشیدگی کی وجہ سے تھا تو یہاں بھی یہی وجہ کافی ہے کہ دونوں (میاں بیوی) کے درمیان کشیدگی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کیوں دلیل لیتے ہو، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس گھر سے نکل جانا ایک عذر کی وجہ سے تھا۔ کوئی کتاب ہے کہ وہ گھر خوفناک تھا، کوئی کتاب ہے فاطمہ بد زبان عورت تھی۔

(۵۳۲۳-۵۳۲۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، فاطمہ بنت قیس خدا سے ڈرتی نہیں! ان کا اشارہ ان کے اس قول کی طرف تھا (کہ مطلقہ بائنہ کو) نفقہ و سکنی دینا ضروری نہیں جو کہتی ہے کہ طلاق بائن جس عورت پر پڑے اسے مسکن اور خرچہ نہیں ملے گا۔

(۵۳۲۵-۵۳۲۶) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ فلاںہ (عمرہ) بنت حکم کا معاملہ نہیں دیکھتیں۔ ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دے دی اور وہ

عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقَى اللَّهَ وَارْزُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا. وَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سَلِيمَانَ : إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي. وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَوْ مَا بَلَغَكَ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ قَالَتْ: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ : إِنْ كَانَ بَلَكَ شَرٌّ فَحَسْبُكَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

[أطرافه في : ۵۳۲۳، ۵۳۲۵، ۵۳۴۷].

[أطرافه في : ۵۳۲۴، ۵۳۲۶، ۵۳۲۸].

تَشْرِيحُ

۵۳۲۳، ۵۳۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ، أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ؟ يَعْني فِي قَوْلِهَا: لَا سَكْنَى وَلَا نَفَقَةَ.

[راجع : ۵۳۲۱، ۵۳۲۲]

۵۳۲۵، ۵۳۲۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ : أَلَمْ تَرَى إِلَى فُلَانَةٍ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا الْبَتَّةَ

فَخَرَجَتْ؟ فَقَالَتْ: بِنَسٍّ مَا صَنَعْتُ. قَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ؟ قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيثِ. وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزُّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ: عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَخَشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذَلِكَ أَرَخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۵۳۲۱، ۵۳۲۲]

۴۲- باب الْمُطَلَّقةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنٍ زَوْجَهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا، أَوْ تَبْدُوَ عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ.

وہاں سے نکل آئیں (عدت گزارے بغیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جو کچھ اس نے کیا بہت برا کیا۔ عروہ نے کہا آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے متعلق نہیں سنا۔ بتلایا کہ اس کے لیے اس حدیث کو ذکر کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے اور ابن ابی زناد نے ہشام سے یہ اضافہ کیا ہے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (عمرہ بنت حکم کے معاملہ پر) اپنی شدید ناگواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تو ایک اجاڑ جگہ میں تھیں اور اس کے چاروں طرف خوف اور وحشت برستی تھی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے (وہاں سے منتقل ہونے کی) انہیں اجازت دے دی تھی۔

باب وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر کے گھر میں کسی (چور وغیرہ یا خود شوہر) کے اچانک اندر آجانے کا خوف ہو یا شوہر کے گھر والے بد کلامی کریں تو اس کو عدت کے اندر وہاں سے اٹھ جانا درست ہے۔

لیکن جس عورت کو طلاق رجعی دی جائے اس کے لیے سب کے نزدیک مسکن اور خرچہ خاوند پر لازم ہو گا یعنی عدت پوری ہونے تک گو حاملہ نہ ہو اور طلاق بائن والی کے لیے بعض سلف نے مسکن واجب رکھا ہے اس آیت سے اسکوہن، لیکن نفقہ واجب نہیں رکھا اور حاملہ عورت کے لیے وضع حمل تک مسکن اور خرچہ سب نے لازم رکھا ہے لیکن غیر حاملہ میں جس کو طلاق بائن دی جائے اختلاف ہے۔ جیسے اوپر گزر چکا۔ حنیفہ نے اس کے لیے بھی نفقہ اور مسکن واجب رکھا ہے کیونکہ آیت عام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل لیتے ہیں کہ انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی روایت کو رد کیا اور کہا ہم اللہ کی کتاب اور اپنے پیغمبر کی سنت ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے جو معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باندہ عورت کے لیے صرف مسکن کو لازم رکھا نہ کہ نفقہ کو۔ دوسرے امام احمد نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول ثابت نہیں ہے۔ امام شوکانی نے البحریت کا مذہب رکھا ہے کہ نفقہ اور سکُن صرف مطلقہ رجعی کے لیے واجب ہے مطلقہ باندہ کے لیے واجب نہیں ہے مگر عورت حاملہ ہو اسی طرح وفات کی عدت میں بھی نفقہ اور سکُن واجب نہیں ہے مگر جب حاملہ ہو۔

۵۳۲۷، ۵۳۲۸- حدثني حَبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ غُرُورَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَتَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ. [راجع: ۵۳۲۱، ۵۳۲۲]

حدثني حَبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ غُرُورَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَتَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ. [راجع: ۵۳۲۱، ۵۳۲۲]

جو وہ کہتی تھی کہ تین طلاق والی کے لیے نہ مسکن ہے نہ خرچہ۔ حدیث سے ترجمہ باب نہیں نکلتا مگر حضرت امام بخاری

ﷺ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تیری زبان نے تجھ کو نکلوا یا تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو پیدا کر رکھا ہے اسے وہ چھپا رکھیں کہ حیض آتا ہے یا حمل ہے۔

(۵۳۲۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے (حجۃ الوداع میں) کوچ کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین کھڑی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا ”عقری“ یا (فرمایا راوی کو شک تھا) ”حلفی“ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں روک دو گی، کیا تم نے قربانی کے دن طواف کر لیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر چلو۔

(عقری حلفی عرب میں پیار کے الفاظ ہیں اس سے بددعا مقصود نہیں ہے۔ عقری یعنی اللہ تجھ کو زخمی کرے۔ حلفی تیرے حلق میں زخم ہو۔ اس حدیث کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ آپ نے صرف صفیہ رضی اللہ عنہا کا قول ان کے حاضر ہونے کے بارے میں تسلیم فرمایا تو معلوم ہوا کہ خاوند کے مقابلہ میں بھی یعنی رجعت اور سقوط رجعت اور عدت گزر جانے وغیرہ ان امور میں عورت کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔

باب اور اللہ کا سورہ بقرہ میں یہ فرمانا کہ عدت کے اندر عورتوں کے خاوند ان کے زیادہ حقدار ہیں یعنی رجعت کر کے اور اس بات کا بیان کہ جب عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں تو کیونکر رجعت کرے

(۵۳۳۰) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، ان سے یونس بن عبید نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے بیان کیا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن جمیلہ کانکاح کیا، پھر (ان کے شوہر نے) انہیں ایک طلاق دی۔

(۵۳۳۱) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الاعلیٰ نے

۴۳ - باب قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ

فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْخَيْضِ وَالْحَمَلِ

۵۳۲۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا

أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ، إِذَا صَفِيَّةُ

عَلَى بَابِ خِيَابِهَا كَتِيبَةً، فَقَالَ لَهَا:

((عَقْرَى أَوْ خَلَقَى إِنَّكَ لِحَابِسْتَنَا، أَكُنْتَ

أَلْفَضْتَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ : نَعَمْ.

قَالَ : ((فَانْفِرِي إِذَا)). [راجع: ۲۹۴]

۴۴ - باب ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ

بِرَدِّهِنَّ﴾

فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةُ إِذَا طَلَّقَهَا

وَاحِدَةً أَوْ ثَنَتَيْنِ

۵۳۳۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ

الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ :

زَوْجٌ مَعْقِلٌ أُخْتُهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً.

[راجع: ۴۵۲۹]

۵۳۳۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے امام حسن بصری نے بیان کیا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک آدمی کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد انہوں نے تنہائی میں عدت گزاری۔ عدت کے دن جب ختم ہو گئے تو ان کے پہلے شوہر نے ہی پھر معقل رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا۔ معقل کو اس پر بڑی غیرت آئی۔ انہوں نے کہا جب وہ عدت گزار رہی تھی تو اسے اس پر قدرت تھی (کہ دوران عدت میں رجعت کر لیں لیکن ایسا نہیں کیا) اور اب میرے پاس نکاح کا پیغام بھیجتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے اور اپنی بہن کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں تو تم انہیں مت روکو“ آخر آیت تک ”پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے ضد چھوڑ دی اور اللہ کے حکم کے سامنے جھک گئے۔

الحدیث کا قول یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد رجعت نکاح جدید سے ہوتی ہے اور عدت کے اندر عورت سے جماع کرنا ہی رجعت کے لیے کافی ہے۔

(۵۳۳۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تو اس وقت وہ حائضہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ رجعت کر لیں اور انہیں اس وقت تک اپنے ساتھ رکھیں جب تک وہ اس حیض سے پاک ہونے کے بعد پھر دوبارہ حائضہ نہ ہوں۔ اس وقت بھی ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور جب وہ اس حیض سے بھی پاک ہو جائیں تو اگر اس وقت انہیں طلاق دینے کا ارادہ ہو تو طہر میں اس سے پہلے کہ ان سے ہم بستری کریں، طلاق دیں۔ پس یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر اس کے (مطلقہ ثلاثہ کے) بارے میں سوال کیا جاتا تو سوال کرنے والے سے وہ کہتے کہ اگر تم نے تین

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أَمْسَتْهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَلَطَّقَهَا، ثُمَّ خَلَى عَنْهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا، فَحَمِي مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ إِنْفًا فَقَالَ: خَلَى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا، فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيَنْفِرْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ، وَاسْتَفَادَ لِأَمْرِ اللَّهِ. [راجع: ۴۵۲۹]

۵۳۳۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِقُهَا وَاحِدَةً، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهَرُ، ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى، ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهَرُ مِنْ حَيْضِهَا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقَهَا حِينَ تَطْهَرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَبَلَكَ الْعِدَّةَ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ. وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سِيلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ: إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرَمْتَ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا

طلاق دے دی ہیں تو پھر تمہاری بیوی تم پر حرام ہے۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے سوا دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ غیر فتنیہ (ابوالجہم) کے اس حدیث میں لیث سے یہ اضافہ کیا ہے کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے دی ہو۔ تو تم اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لاسکتے ہو) کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔

باب حائضہ سے رجعت کرنا

(۵۳۳۳) ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا مجھ سے یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس وقت وہ حائضہ تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی سے رجوع کر لیں، پھر جب طلاق کا صحیح وقت آئے تو طلاق دیں (یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے) میں نے پوچھا کہ کیا اس طلاق کا بھی شمار ہوا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر کوئی طلاق دینے والا شرع کے احکام بجا لانے سے عاجز ہو یا احتیاج بے وقوف ہو (تو کیا طلاق نہیں پڑے گی؟)

باب جس عورت کا شوہر مرجائے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ منائے۔

زہری نے کہا کہ کم عمر لڑکی کا شوہر بھی اگر انتقال کر گیا ہو تو میں اس کے لیے بھی خوشبو کا استعمال جائز نہیں سمجھتا کیونکہ اس پر بھی عدت واجب ہے ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، انہیں حمید بن نافع نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان تین احادیث کی خبر دی۔

غَيْرُهُ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ طَلَقْتُ مَرْأَةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا.

[راجع: ۴۹۰۸]

۴۵- باب مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

۵۳۳۳- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقُ مِنْ قَبْلِ عِدَّتِهَا)) قُلْتُ: أَفَتَعْتَدُ بِبَلَكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحَقَّقَ)).

[راجع: ۴۹۰۸]

۴۶- باب تُحِدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا

زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةَ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا الطَّيِّبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الثَّلَاثَةَ.

(۵۳۳۴) زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت گئی جب ان کے والد ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی، پھر وہ خوشبو ایک لونڈی نے ان کو لگائی اور ام المؤمنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کاسوگ منائے سوا شوہر کے (کہ اس کاسوگ) چار مہینے دس دن کا ہے۔

(۵۳۳۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں اس وقت گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور استعمال کی اور کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، صرف شوہر کے لیے چار مہینے دس دن کاسوگ ہے۔

(۵۳۳۶) زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ کہتے سنا کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری لڑکی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ نہیں، دو تین مرتبہ (آپ نے یہ فرمایا) ہر مرتبہ یہ فرماتے تھے کہ نہیں! پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ (شرعی عدت) چار مہینے اور دس دن ہی کی ہے۔ جاہلیت میں تو تہیس سال بھر تک بیٹنی پڑتی تھی (جب کہیں

۵۳۳۴- قَالَتْ زَيْنَبُ : دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوْفِي أَبُوَهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِطَبِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ أَوْ غَيْرُهَا، فَدَهَنْتُ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَتِهَا ثُمَّ قَالَتْ : أَمَا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّبِيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ۱۲۸۰]

۵۳۳۵- قَالَتْ زَيْنَبُ : فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ حِينَ تُوْفِي أَخُوَهَا، فَدَعَتْنِي بِطَبِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ : أَمَا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّبِيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ : ((لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

[راجع: ۱۲۸۲]

۵۳۳۶- قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ : جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ ابْنَتِي تُوْفِي عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَتَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا مَرْتِنَ أَوْ ثَلَاثًا)). كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: لَا. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي

عدت سے باہر ہوتی تھی)۔

(۵۳۳۷) حمید نے بیان کیا کہ میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ”سال بھر تک میٹھی پھینکی پڑتی تھی؟“ انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ ایک نہایت تنگ و تاریک کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی۔ سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کر دیتی۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا پھر کسی چوپائے گدھے یا بکری یا پرندہ کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لیے اس پر ہاتھ پھیرتی۔ ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیر دے اور وہ مرنے جائے۔ اس کے بعد وہ نکلی جاتی اور اسے میٹھی دی جاتی جسے وہ پھینکتی۔ اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کر سکتی تھی۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ ”تفتض بہ“ کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس کا جسم چھوتی تھی۔

باب عورت عدت میں سرمہ کا استعمال نہ کرے

(۵۳۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے حمید بن نافع نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سرمہ (زمانہ عدت میں) نہ لگاؤ۔ (زمانہ جاہلیت میں) تمہیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا، یا (راوی کو شک تھا کہ یہ فرمایا کہ) بدترین گھر میں وقت (عدت) گزارنا پڑتا تھا۔ جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گزرتا اور وہ اس پر میٹھی پھینکتی (جب عدت سے باہر آتی) پس سرمہ نہ لگاؤ۔ یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر جائیں اور میں نے زینب

الْجَاهِلِيَّةُ تَرْمِي بِالْبَغْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ)۔ [طرفاء فی : ۵۳۳۸، ۵۷۰۶]۔

۵۳۳۷- قَالَ حُمَيْدٌ : فَقُلْتُ لَزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَغْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتْ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبَسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طَيِّبًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ جِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَقْتَضُ بِهِ، فَقَلَمًا تَقْتَضُ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتَقْطِى بَغْرَةَ فَرَمِي، ثُمَّ تَرَاوِجُ بَعْدَ مَا شَاءَتْ مِنْ طَيِّبٍ أَوْ غَيْرِهِ. سَأَلَ مَالِكٌ رَجِمَهُ اللَّهُ : مَا تَقْتَضُ بِهِ؟ قَالَ: تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا.

۴۷- باب الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

۵۳۳۸- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوفِّيَ زَوْجُهَا، فَخَشُوا عَيْنَيْهَا، فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الْكُحْلِ، فَقَالَ: ((لَا تَكْحُلُ، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَخْلَاسِهَا. أَوْ شَرِّ بَيْنَيْهَا. فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَغْرَةٍ فَلَا حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ)). وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

[راجع: ۵۳۳۶]

بنت ام سلمہ سے سنا، وہ ام حبیبہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(۵۳۳۹) ایک مسلمان عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی (کی وفات) کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے سوا شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن ہیں۔

(۵۳۴۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بنت علقمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں منع کیا گیا ہے کہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائیں۔

باب زمانہ عدت میں حیض سے پاکی کے وقت عود کا استعمال کرنا جائز ہے

(۵۳۴۱) مجھ سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حفصہ نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ منائیں سوا شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن کی عدت تھی۔ اس عرصہ میں ہم نہ سرمہ لگاتے نہ خوشبو استعمال کرتے اور نہ رنگا کپڑا پہنتے تھے۔ البتہ وہ کپڑا اس سے الگ تھا جس کا (دھاگا) بننے سے پہلے ہی رنگ دیا گیا ہو۔ ہمیں اس کی اجازت تھی کہ اگر کوئی حیض کے بعد غسل کرے تو اس وقت انظار کا تھوڑا سا عود استعمال کر لے اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی بھی ممانعت تھی۔

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا اس لیے منع ہے کہ عورتیں کمزور دل اور بے مبر ہوتی ہیں۔ اس صورت میں ان سے خلاف شرع امور کا ارتکاب ممکن ہے اس لیے شرع شریف نے ابتدا ہی میں عورتوں کو اس سے روک دیا۔ اسی لیے عورتوں کا قبرستان میں جانا منع ہے۔

باب سوگ والی عورت یمن کے دھاری دار کپڑے پہن

سکتی ہے

۵۳۳۹- ((لَا يَجِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ۱۲۸۰]

۵۳۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ : نَهَيْتُنَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ إِلَّا بِزَوْجٍ. [راجع: ۳۰۳]

۴۸- باب الْقُسْطِ لِلْحَادَةِ عِنْدَ

الطَّهْرِ

۵۳۴۱- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ : كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. وَلَا نَكْتَجِلُ، وَلَا نَطِيبُ، وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، إِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ. وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطَّهْرِ إِذَا اغْتَسَلْنَا إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْدَةٍ مِنْ كُنُسٍ أَطْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ. [راجع: ۳۱۳]

۴۹- باب تَلْبَسُ الْحَادَةُ يَابَ

الْعَصَبِ

(۵۳۴۲) ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد السلام بن حرب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوا شوہر کے وہ اس کے سوگ میں نہ سرمہ لگائے نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے مگر سین کا دھاری دار کپڑا (جو بننے سے پہلے ہی رنگا گیا ہو)

(۵۳۴۳) امام بخاری کے شیخ انصاری نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا (کسی میت پر) خاوند کے سوا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے اور (فرمایا کہ) خوشبو کا استعمال نہ کرے، سوا طہر کے وقت جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود (قسط) اور (مقام) اظفار (کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے) ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) کہتے ہیں کہ ”قسط“ اور ”الکست“ ایک ہی چیز ہیں، جیسے ”کافور“ اور ”قافور“ دونوں ایک ہیں۔

کسی بھی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے مگر خاوند کے لیے چار مہینے دس دن کے سوگ کی اجازت ہے۔ اب شیخ رحمہ اللہ وہ لوگ خود غور کر لیں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر ہر سال محرم میں سوگ کرتے، سیاہ کپڑے پہنتے اور ماتم کرتے ہوئے اپنی چھاتی کو کوٹتے ہیں۔ یہ لوگ یقیناً اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت فرمائے، آمین۔ اس سلسلہ میں سنی حضرات کو ضرور غور کرنا چاہیے کہ وہ اہل سنت کے مسلک کے خلاف حرکت کر کے سخت گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہداهم اللہ۔

باب اور جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑ

جائیں ”اللہ تعالیٰ کے فرمان (اور سورہ بقرہ) بما تعملون

خبیر“ تک۔ یعنی وفات کی عدت کا بیان۔

(۵۳۴۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شبل بن عباد نے، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت کریمہ والذین یتوفون الخ، یعنی اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں۔ ”کے متعلق کہا کہ یہ عدت جو شوہر کے گھر والوں کے پاس گزاری جاتی تھی، پہلے

۵۳۴۲- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا يَجِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَمَّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا لَا تَكْتَجِلُ وَلَا تَلْبَسُ مَصْبُوغًا إِلَّا تَوْبًا غَضَبًا)). [راجع: ۳۱۳]

۵۳۴۳- وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا حَفْصَةُ حَدَّثَنِي أُمُّ عَطِيَّةٍ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا تَمَسَّ طَيِّبًا إِلَّا أَذْنَى طَهْرٍهَا إِذَا طَهَرَتْ نُبْدَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: الْقُسْطُ وَالْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ.

[راجع: ۳۱۳]

۵۰- باب وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا - إِلَى قَوْلِهِ - بِمَا

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ.

۵۳۴۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شَيْبَلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعُدُّ

غَيْدِ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذُرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَّأَزْوَاجِهِمْ مِّمَّا تَرَكَوا فَلَاحَوْلَ غَيْرِ إِخْرَاجٍ، فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ﴾ قَالَ: جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً، إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ، وَهِيَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿غَيْرِ إِخْرَاجٍ، فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةَ عِدَّتُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، فَتَعَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتْ اغْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ، لِقَوْلِ اللَّهِ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى، فَتَعَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سَكْنَى لَهَا.

[راجع: ۴۵۳۱]

واجب تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری والذین یتوفون منکم الخ، یعنی ”اور جو لوگ تم میں سے وفات پائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (ان پر لازم ہے کہ) اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت کر جائیں کہ وہ ایک سال تک (گھر سے) نہ نکالی جائیں لیکن اگر وہ (خود) نکل جائیں تو کوئی گناہ تم پر نہیں۔“ اس باب میں جسے وہ (بیویاں) اپنے بارے میں دستور کے مطابق کریں۔ مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بیوہ کے لیے سات مہینے بیس دن سال بھر میں سے وصیت قرار دی۔ اگر وہ چاہے تو شوہر کی وصیت کے مطابق وہیں ٹھہری رہے اور اگر چاہے (چار مہینے دس دن کی عدت) پوری کر کے وہاں سے چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد غیر اخراج تک یعنی انہیں نکالنا نہ جائے۔ البتہ اگر وہ خود چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں ”کا یہی منشا ہے۔ پس عدت تو جیسی کہ پہلی تھی، اب بھی اس پر واجب ہے۔ ابن ابی نجیح نے اسے مجاہد سے بیان کیا اور عطاء نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس پہلی آیت نے بیوہ کو خاوند کے گھر میں عدت گزارنے کے حکم کو منسوخ کر دیا، اس لیے اب وہ جہاں چاہے عدت گزارے اور (اسی طرح اس آیت نے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد غیر اخراج یعنی ”انہیں نکالنا نہ جائے“ (کو بھی منسوخ کر دیا ہے) عطاء نے کہا کہ اگر وہ چاہے تو اپنے (شوہر کے) گھر والوں کے یہاں ہی عدت گزارے اور وصیت کے مطابق قیام کرے اور اگر چاہے وہاں سے چلی آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فلیس علیکم جناح الخ، یعنی ”پس تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں، جو وہ اپنی مرضی کے مطابق کریں“ عطاء نے کہا کہ اس کے بعد میراث کا حکم نازل ہوا اور اس نے مکان کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ پس وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے اور اس کے لیے (شوہر کی طرف سے) مکان کا انتظام نہیں ہو گا۔

عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی مدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے ایک سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ نے اسے کم کر کے چار مہینے اور دس دن رکھا اور دوسری آیت اتاری۔ اگر عورت سات مہینے بیس دن یا ایک سال پورا ہونے تک اپنی سسرال میں رہنا چاہے تو سسرال والے اسے نکال نہیں سکتے۔ غیر اخراج کا یہی

مطلب ہے۔ یہ مذہب خاص مجاہد کا ہے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ایک سال کی عدت کا حکم بعد میں اترتا ہے اور چار مہینے دس دن کا پہلے اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ناسخ منسوخ سے پہلے اترے۔ اس لیے انہوں نے دونوں آیتوں میں یوں جمع کیا۔ باقی تمام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی عدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی عدت کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے ایک سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ نے اسے کم کر کے چار مہینے دس دن رکھا اور دوسری آیت اتاری یعنی اربعة اشهر وعشرا والی آیت۔ اب عورت خواہ سسرال میں رہے خواہ اپنے میکے میں اسی طرح تین طلاق کے بعد خاوند کے گھر میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خاوند کے گھر میں عدت پوری کرنا اس وقت عورت پر واجب ہے جب طلاق رجعی ہو کیونکہ خاوند کے رجوع کرنے کی امید ہوتی ہے۔

(۵۳۳۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، ان سے حمید بن نافع نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اور ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ان کے والد کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور اپنے دونوں بازوؤں پر لگائی پھر کہا کہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے سوا شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن ہیں۔

۵۳۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ ابْنَةِ أَبِي سُفْيَانَ لَمَّا جَاءَهَا نَعْيُ أَبِيهَا، دَعَتْ بِطَيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: مَا لِي بِالطَّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَجِدُ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

[راجع: ۱۲۸۰]

ثابت ہوا کہ شوہر کے سوا کسی اور کے لیے تین دن سے زیادہ ماتم کرنے والی عورتیں ایمان سے محروم ہیں۔ پس ان کو اللہ سے ڈر کر اپنے ایمان کی خیر مٹانی چاہیے۔

باب رنڈی کی خرچی اور نکاح فاسد کا بیان

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص نہ جان کر کسی محرمہ عورت سے نکاح کرے تو ان کے درمیان جدائی کرا دی جائے گی اور وہ جو کچھ مہر لے چکی ہے وہ اسی کا ہو گا۔ اس کے سوا اور کچھ اسے نہیں ملے گا، پھر اس کے بعد کہ اسے اس کا مہر مثل دیا جائے گا۔

۵۱- باب مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا تَزَوَّجَ مُحْرَمَةً وَهِيَ لَا يَشْعُرُ فُرْقَ بَيْنَهُمَا، وَلَهَا مَا أَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ. ثُمَّ قَالَ: بَعْدُ، لَهَا صَدَاقُهَا.

اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ جو مہر ٹھہرا تھا وہ ملے گا اور بس۔

(۵۳۳۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوبکر بن عبد الرحمن نے اور ان سے ابو مسعود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم

۵۳۴۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ﷺ نے کتے کی قیمت، کاهن کی کمائی اور زانیہ عورت کے زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا۔

قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَخُلُونِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ.

[راجع: ۲۲۳۷]

یہ سب کمائیاں حرام ہیں۔ بعضوں نے شکاری کتے کی بیچ درست رکھی ہے۔ اب جو مولوی مشائخ رنڈیوں کی دعوت کھاتے ہیں یا قال تعویذ گڈے کر کے رنڈیوں سے پیسہ لیتے ہیں وہ مولوی مشائخ نہیں بلکہ اچھے خاصے حرام خور ہیں وہ پیٹ کے بندے ہیں۔

فاحدروهم ایہا المومنون۔

(۵۳۴۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی اور آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت کی۔

۵۳۴۷- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَأَشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ.

[راجع: ۲۰۸۶]

مذکورہ جملہ امور باعث لعنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان سے دور رہنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

(۵۳۴۸) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں محمد بن حجاج نے، انہیں ابو حازم نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا۔

۵۳۴۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْدَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ. [راجع: ۲۲۸۳]

حافظ نے کہا اگر عدا کوئی محرم عورت مثلاً ماں بہن بیٹی وغیرہ سے حرام جان کر بھی نکاح کر لے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ ائمہ ثلاثہ اور ائمہ حدیث کا یہی فتویٰ ہے۔ اس کا یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ اسے ختم کر دینا ہی عین انصاف ہے۔

باب جس عورت سے صحبت کی اس کا پورا مہر واجب ہو جانا اور صحبت کے کیا معنی ہیں اور دخول اور مساس سے پہلے طلاق دے دینے کا حکم (جماع کرنا یا خلوت ہو جانا)

۵۲- بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُولُ، أَوْ طَلَقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيسِ

اہل کوفہ کہتے ہیں کہ محض خلوت ہو جانے سے ہی مہر واجب ہو جاتا ہے جماع کرے یا نہ کرے۔ امام شافعی کا فتویٰ یہ ہے کہ مہر جب ہی واجب ہو گا جب جماع کرے یہی قرن قیاس ہے۔

(۵۳۴۹) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی پر تھمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم

۵۳۴۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ: فَرَّقَ بَيْنَهُمَا اللَّهُ ﷻ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي

ﷺ نے بنی عجلان قبیلہ کے میاں بیوی میں جدائی کرا دی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا وہ رجوع کرے گا؟ لیکن دونوں نے انکار کیا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے اسے جو تم میں سے ایک جھوٹا ہے وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ لیکن دونوں نے پھر توبہ سے انکار کیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان میں جدائی کرا دی۔ ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے کہا کہ یہاں حدیث میں ایک چیز اور ہے میں نے تمہیں اسے بیان کرتے نہیں دیکھا۔ وہ یہ ہے کہ (تممت لگانے والے) شوہر نے کہا تھا کہ میرا مال (مہر) دلوا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ تمہارا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تم سچے بھی ہو تو تم اس سے خلوت کر چکے ہو اور اگر جھوٹے ہو تب تو تم کو بطریق اولیٰ کچھ نہ ملنا چاہیئے۔

تَشْرِیح حدیث کے لفظ دخلت بھا سے نکلا کہ جماع سے مروا جب ہوتا ہے کیونکہ دوسری روایت میں لفظ بما استحللت من فرجھا صاف موجود ہے۔ اگر وہ مرد اس عورت سے صحبت نہ کر چکا ہوتا تو بے شک اگر اس نے سارا مہر ادا کر دیا ہوتا تو اس کو اس میں سے کچھ یعنی نصف واپس ملتا آخری جملہ کا مطلب ہے کہ تو نے اس عورت سے صحبت بھی کی پھر اسے بدنام بھی کیا۔ اب مال مہر کا سوال ہی کیا ہے؟ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام میں عورت کی عزت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اپنی عورت پر جھوٹا الزام لگانا اس کے شوہر کے لیے بہت بڑا گناہ ہے۔

باب عورت کو بطور سلوک کچھ کپڑا یا زیور یا نقد دینا جب اس کا مہر نہ ٹھہرا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

سورہ بقرہ میں فرمایا لا جناح علیکم یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان بیویوں کو جنہیں تم نے نہ ہاتھ لگایا ہو اور نہ ان کے لیے مہر مقرر کیا ہو طلاق دے دو تو ان کو کچھ فائدہ پہنچاؤ ارشاد ”بما تعملون بصیر“ تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا طلاق والی عورتوں کے لیے دستور کے موافق دینا پرہیزگاروں پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ شاید کہ تم سمجھو“ اور لعان کے موقع پر“ جب عورت کے شوہر نے اسے طلاق دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے متاع کا ذکر نہیں فرمایا تھا۔

تو لعان والی عورت کو کچھ دینا ضروری نہیں ہے یہ مہر کے علاوہ کی بات ہے۔

الْعَجْلَانِ وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَيُّا. فَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَيُّا. فَأَيُّا. فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ: أَيُّوبُ. فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: فِي الْحَدِيثِ شَيْءٌ لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَا لِي قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهَوَّ أَبْعَدُ مِنْكَ)). [راجع: ۵۳۱۱]

۵۳- باب الْمُتَعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهِ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلِلْمُطَلَّقاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَلَاعِنَةِ مَتْعَةً حِينَ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا.

۵۳۵۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنِينَ:
(حَسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لَا
سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا لِي. قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ
صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهَوَّ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ
فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ
أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)).

[راجع: ۵۳۱۱]

(۵۳۵۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ کے یہاں ہو گا۔ تم میں سے ایک تو یقیناً جھوٹا ہے۔ تمہارے یعنی (شوہر کے) لیے اسے (بیوی کو) حاصل کرنے کا اب کوئی راستہ نہیں ہے۔ شوہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا مال؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ تمہارا مال نہیں رہا۔ اگر تم نے اس کے متعلق سچ کہا تھا تو وہ اس کے بدلہ میں ہے کہ تم نے اس کی شرمگاہ اپنے لیے حلال کی تھی اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تمہمت لگائی تھی تب تو اور زیادہ تجھ کو کچھ نہ ملنا چاہیے۔

تشیع متعہ سے مراد فائدہ پہنچانا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ حنفیہ کا قول ہے کہ یہ متعہ اس عورت کے لیے واجب ہے جس کا مرد مقرر نہ ہوا ہو اور صحبت سے پہلے اس کو طلاق دی جائے۔ بعضوں نے کہا کہ طلاق والی عورت کو متعہ دینا چاہیے۔ بعضوں نے کہا کہ کسی کے لیے متعہ دینا واجب نہیں۔ امام بخاری کا میلان قول اول کی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حنفیہ کا فتویٰ ہے کہ ایسی عورت کو بھی ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیے جو مہر کے علاوہ ہو۔ بہر حال عورت سلوک کی مستحق ہے۔ الحمد للہ کہ کتاب النکاح والطلاق آج تاریخ ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۲ھ کو ختم کی گئی۔ کوئی قلمی لغزش ہو گئی ہو اس کے لیے اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور علماء کا طین سے اصلاح کا طلب گار ہوں۔

کتاب النکاح کو ختم کرتے ہوئے بعض الفاظ جو کئی جگہ وارد ہوئے ہیں۔ ان کی مزید وضاحت کرنی مناسب ہے جو درج ذیل ہیں۔
خلع: یہ لفظ انخلاع سے مشتق ہے۔ جس کے معانی نکال کر پھینک دینے کے ہیں اور شریعت میں اس عقد کو کہتے ہیں جو میاں بیوی کے درمیان مال و متاع یا زمین وغیرہ دے کر بیوی اپنے شوہر سے رشتہ گاری حاصل کر لے اور علیحدہ ہو جائے۔ گویا یہ عورت کی طرف سے مرد سے جدائی ہوتی ہے۔

ظہار: بیوی کو یا بیوی کے کسی ایسے عضو کو جس کی نظیر سے پوری عورت کی ذات تعبیر کی جائے۔ ماں، بہن یا وہ عورت جس سے نکاح جائز نہیں تشبیہ دی جائے مثلاً بیوی سے مرد کہہ دے کہ تو میری ماں جیسی ہے یا میری بہن کی پشت جیسی تیری پشت ہے۔ اس صورت میں مرد پر کفارہ لازم آتا ہے۔ (لفظ متعہ سے یہاں جدا ہونے والی عورت کو کچھ نہ کچھ مال مدد دینا مراد ہے)

لعان: کہ یہ معنی ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو زنا سے متهم کرے لیکن اس کے پاس اس امر کی شہادت نہیں اور عورت اس سے انکار کرتی ہے تو اس صورت میں لعان کا حکم دیا جائے پہلے مرد کو چار مرتبہ قسم کھلائی جائے کہ میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ پانچویں مرتبہ قسم کے ساتھ یہ بھی کہے کہ اگر میں یہ بات جھوٹ کہہ رہا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس کے بعد عورت بھی قسم کھا کر کہے کہ اس نے جو تمہمت مجھ پر لگائی ہے وہ بالکل جھوٹ ہے اور پانچویں مرتبہ قسم کھا کر یہ کہے کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اس لعان کے بعد مرد عورت میں جدائی ہو جاتی ہے۔

ایلاء: لغت میں قسم کھالینے کو کہتے ہیں کہ وہ بیوی سے ایک خاص مدت تک جماع نہ کرے گا۔ اس کا بھی کفارہ دینا واجب

ہوتا ہے۔ ایلاء کی آخری مدت چار ماہ ہے۔ پھر خاوند پر لازم ہو گا کہ یا تو اس قسم کو توڑ دے اور عورت سے ملاپ کر لے ورنہ طلاق دے کر جدا کر دے۔ وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

۶۹۔ کتاب النفقات

کتاب نفقہ (جو رو بچوں کو) خرچ دینے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب جو رو بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

اور اللہ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ اے پیغمبر! تجھ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ کہہ دو جو بیچ رہے۔ اللہ اسی طرح دینے کا حکم تم سے بیان کرتا ہے اسلئے کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی فکر کرو۔“

اور حضرت امام حسن بصری نے کہا اس آیت میں عفو سے وہ مال مراد ہے جو ضروری خرچ کے بعد بیچ رہے۔

پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بچوں عزیزوں کو کھلاؤ پلاؤ جو فاتح بیچ رہے اسے غرباء پر خرچ کر کے آخرت کماؤ۔

(۵۳۵۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن یزید انصاری سے سنا اور انہوں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے (عبد اللہ بن یزید انصاری نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے پوچھا کیا تم اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گھر میں اپنے جو رو بال بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ

۱۔ باب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ

﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ؟ قُلِ الْغَفْوُ، كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ وَقَالَ الْحَسَنُ: الْغَفْوُ الْفَضْلُ.

۵۳۵۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، فَقُلْتُ: عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَخْتَسِبُهَا

كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً)).

۵۳۵۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَنْفَقَ يَا ابْنَ آدَمَ، أَنْفَقَ عَلَيْكَ)). [راجع: ۴۶۸۴]

کرے تو اس میں بھی اس کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔
(۵۳۵۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو خرچ کرتو میں تجھ کو دیئے جاؤں گا۔

خرچ کرنے سے گھروالوں پر خرچ کرنا پھر دیگر غریب کو دینا مراد ہے۔ خرچ ہو گا تو آمدنی کا بھی فکر کرنا پڑے گا۔ پس بندہ جس کام میں ہاتھ ڈالے گا اللہ برکت کرے گا۔ اللہ کے دینے کا یہی مطلب ہے۔

۵۳۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((السَّاعِي عَلَى الْأَرْزَمَةِ وَالْمَسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ الْقَائِمِ اللَّيْلِ الصَّائِمِ النَّهَارِ)). [طرفاه فی: ۶۰۰۶، ۶۰۰۷]

(۵۳۵۳) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو الغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

خدمت خلق کتنا بڑا نیک کام ہے اس حدیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ توفیق دے، آمین۔

۵۳۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ: لِي مَالٌ أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ فَالْشُّطْرُ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَالثُلُثُ. قَالَ: ((الثُلُثُ، وَالثُلُثُ كَثِيرٌ، أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، حَتَّى اللَّقْمَةُ تَرْفَعُهَا فِيَّ فِي أَمْرَاتِكَ، وَلَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ، يَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ

(۵۳۵۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں سعید بن ابراہیم نے، ان سے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں اس وقت مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میرے پاس مال ہے۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کروں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر آدھے کی کردوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! میں نے کہا، پھر تہائی کی کردوں (فرمایا) تہائی کی کردو اور تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج و تنگ دست چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے وہ ہاتھ پھیلاتے پھرے اور تم جب بھی خرچ کرو گے تو وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہو گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھنے کے لیے

وَيَضْرِبُكَ آخِرُونَ)). اٹھاؤ گے اور امید ہے کہ ابھی اللہ تمہیں زندہ رکھے گا، تم سے بہت

سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سے دوسرے (کفار) نقصان اٹھائیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے جیسی امید ظاہر فرمائی تھی، اللہ نے اس کو پورا کیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وفات نبوی کے بعد مدت دراز تک زندہ رہے۔ عراق کا ملک انہوں نے ہی فتح کیا۔ کافروں کو زیر کیا اور وہ مدتوں عراق کے حاکم رہے۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ۷۱ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور کچھ اوپر ستر سال کی عمر پائی اور سنہ ۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ طیبہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه و عنا اجمعین۔

باب مرد پر بیوی بچوں کا خرچ دینا

۲- باب وَجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ

واجب ہے

الْعِيَالِ

اسی طرح نانوائی، ادا وادی کا خرچ جب وہ محتاج ہوں۔ اسی طرح اپنے غلام لونڈی کا مگر جو دن گزر جائیں ان کا خرچ دینا واجب نہیں۔ یہاں تک کہ بیوی کا بھی چھوڑے ہوئے دنوں کا خرچ دینا واجب نہیں ہے۔

(۵۳۵۵) ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر دینے والا مالدار ہی رہے اور ہر حال میں اوپر کا ہاتھ (دینے والے کا) نیچے کا (لینے والے کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور (خرچ کی) ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگہبانی میں ہیں۔ عورت کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ مجھے کھانا دے ورنہ طلاق دے۔ غلام کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ مجھے کھانا دو اور مجھ سے کام لو۔ بیٹا کہہ سکتا ہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ یا کسی اور پر چھوڑ دو۔ لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا (یہ آخری ٹکڑا بھی) کہ جو روکتی ہے آخر تک۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خود اپنی سمجھ سے ہے۔

۵۳۵۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبِي صَالِحٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غَنِي، وَالْيَدُ الْغُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ، تَقُولُ الْمَرْأَةُ: إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلَّقَنِي. وَيَقُولُ الْعَبْدُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي. وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ: أَطْعِمْنِي، إِلَى مَنْ تَدْعُنِي؟)) فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا هَذَا مِنْ كَيْسِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[راجع: ۱۴۲۶]

معلوم ہوا کہ حقوق اللہ کے بعد انسانی حقوق میں اپنے والد اور جملہ متعلقین کے حقوق کا ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

(۵۳۵۶) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن المسیب نے اور

۵۳۵۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہترین خیرات وہ ہے جسے دینے پر آدمی مالدار ہی رہے اور ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگرانی میں ہیں جن کے کھلانے پہنانے کے تم ذمہ دار ہو

ابن الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ الصَّدَقَةِ، مَا كَانَ مِنْ ظَهْرِ غَنَى وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ)).

[راجع: ۱۴۲۶]

یعنی اپنے اہل و عیال اور جملہ متعلقین اور مزدور وغیرہ جن کا کھانا تم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اسی طرح قربت دار بھی جو غرباء و مساکین ہوں پہلے ان کی خبر گیری کرنا دیگر فقراء و مساکین پر مقدم ہے۔

باب مرد کا اپنی بیوی بچوں کے لیے ایک سال کا خرچ جمع کرنا جائز ہے اور جو رو بچوں پر کیوں کر خرچ کرے اس کا بیان (۵۳۵۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، ان سے ابن عیینہ نے کہا کہ مجھ سے معمر نے بیان کیا کہ ان سے ثوری نے پوچھا کہ تم نے ایسے شخص کے بارے میں بھی سنا ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا یا سال سے کم کا خرچ جمع کر لے۔ معمر نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے یاد نہیں آیا پھر بعد میں یاد آیا کہ اس بارے میں ایک حدیث حضرت ابن شہاب نے ہم سے بیان کی تھی، ان سے مالک بن اوس نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ بنی نضیر کے باغ کی سمجھو ریس بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کر دیا کرتے تھے۔

۳- باب حَبَسَ نَفَقَةَ الرَّجُلِ قُوتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ؟ ۵۳۵۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: قَالَ لِي مَعْمَرٌ قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ: هَلْ سَمِعْتَ لِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ أَوْ بَعْضَ السَّنَةِ؟ قَالَ: مَعْمَرٌ: فَلَمْ يَخْضُرْنِي. ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيثًا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَيَخْسِ لَأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ.

[راجع: ۲۹۰۴]

اسی سے باب کا مطلب حاصل ہوا۔ یہ جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یہ انتظامی معاملہ ہے اور اہل و عیال کا انتظام خوراک وغیرہ کا کرنا مرد پر لازم ہے۔

(۵۳۵۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی (ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ) محمد بن جبیر بن مطعم نے اس کا بعض حصہ بیان کیا تھا۔ اس لیے میں روانہ ہوا اور مالک بن اوس کی خدمت میں پہنچا اور ان سے یہ حدیث پوچھی۔ مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے دربان یرفاعة

۵۳۵۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ بْنُ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيثِهِ. فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ مَالِكٌ: أَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَذْخَلَ عَلَى عُمَرَ إِذْ

کے پاس آئے اور کہا عثمان بن عفان، عبدالرحمن، زید اور سعد رضی اللہ عنہم (آپ سے ملنے کی) اجازت چاہتے ہیں کیا آپ انہیں آنے کی اجازت دیں گے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اندر بلاؤ۔ چنانچہ انہیں اس کی اجازت دے دی گئی۔ راوی نے کہا کہ پھر یہ سب اندر تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ یزید نے تھوڑی دیر بعد پھر عمر رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما بھی ملنا چاہتے ہیں کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اندر بلانے کے لیے کہا۔ اندر آکر ان حضرات نے بھی سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المؤمنین میرے اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ دوسرے صحابہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے بھی کہا کہ امیر المؤمنین ان کا فیصلہ فرما دیجئے اور انہیں اس الجھن سے نجات دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جلدی نہ کرو میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم انبیاء وفات کے وقت چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، حضور اکرم ﷺ کا اشارہ خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ صحابہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ نے واقعی یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آپ سے اس معاملہ میں بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال (فے) میں مختار کل ہونے کی خصوصیت بخشی تھی اور آنحضرت ﷺ کے سوا اس میں سے کسی دوسرے کو کچھ نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ ما افاء اللہ علی رسولہ منہم الی قولہ قدیر۔ اس لیے یہ (چار خمس) خاص آپ کے لیے تھے۔ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اس مال کو اپنے لیے خاص

آتاہ حاجبہ یزفا فقال: هل لك في عثمان وعبد الرحمن والزبير وسعد بن مسعود؟ قال: نعم فاذن لهم. قال فدخلوا وسلموا فجلسوا. ثم لبث يزفا قليلا فقال لعمر هل لك في علي وعباس؟ قال: نعم، فاذن لهما. فلما دخلا سلما وجلسا. فقال عباس: يا امير المؤمنين، افص بيني وبين هذا فقال الرهط عثمان واصحابه: يا امير المؤمنين، افص بينهما وأرخ أحدهما من الآخر. فقال عمر أتيذوا. أنشدكم بالله الذي به تقوم السماء والأرض هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا نورث، ما تركنا صدقة)) يريد رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه. قال الرهط: قد قال ذلك. فأقبل عمر على علي وعباس فقال: أنشدكم بالله، هل تعلمان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذلك؟ قالوا: قد قال ذلك قال عمر: فإني أخذتكم عن هذا الأمر: إن الله كان خص رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا المال بشيء لم يُعطه أحدًا غيره، قال الله ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ - إِلَى قَوْلِهِ - قَدِيرٌ فَكَانَتْ هَذَا خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاللَّهُ مَا اخْتَارَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْذَرَ بِهَا

نہیں کر لیا تھا اور نہ تمہارا کم کر کے اسے آنحضرت ﷺ نے اپنے لیے رکھا تھا، بلکہ آنحضرت ﷺ نے پہلے تم سب میں اس کی تقسیم کی آخر میں جو مال باقی رہ گیا تو اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا خرچ لیتے اور اس کے بعد جو باقی بچتا اسے اللہ کے مال کے مصرف ہی میں (مسلمانوں کے لیے) خرچ کر دیتے۔ آپ نے اپنی زندگی بھر اسی کے مطابق عمل کیا۔ اے عثمان! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ سب نے کہا کہ جی ہاں، پھر آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ جی ہاں معلوم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی وفات کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حضور اکرم ﷺ کے عمل کے مطابق اس میں عمل کیا۔ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے کہا، آپ دونوں اس وقت موجود تھے، آپ خوب جانتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں مخلص، محتاط و نیک نیت اور صحیح راستے پر تھے اور حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بھی وفات کی اور اب میں آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں۔ میں دو سال سے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہوں اور وہی کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا تھا۔ اب آپ حضرات میرے پاس آئے ہیں، آپ کی بات ایک ہی ہے اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ) آئے اور مجھ سے اپنے بھتیجے (آنحضور ﷺ) کی وراثت کا مطالبہ کیا اور آپ (علی رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اپنی بیوی کی طرف سے ان کے والد کے ترکہ کا مطالبہ کیا۔ میں نے آپ دونوں سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ جائیداد دے سکتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ پر اللہ کا عہد واجب ہو گا۔ وہ یہ کہ آپ دونوں بھی اس جائیداد میں وہی طرز عمل رکھیں گے جو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا، جس

عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَغْطَاكُمْوهَا وَبَنَاهَا فَيَكُنْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَتَيْهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلُ مَالِ اللَّهِ. فَعَمِلَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتِهِ. أَنْشَدَكُمْ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ، قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشَدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. ثُمَّ تَوَفَّيَ اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَمَّا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَبًا وَكَذًا، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاضٍ تَابِعٌ لِلْحَقِّ. ثُمَّ تَوَفَّيَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُ كُمَا جَمِيعٌ، جِئْتَنِي تَسْأَلْنِي نَصِيكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ، وَأَتَى هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهِ إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدُ اللَّهِ وَمِيثَاقُهُ لِتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ

کے مطابق ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور جب سے میں اس کا والی ہوا ہوں، میں نے جو اس کے ساتھ معاملہ رکھا اور اگر یہ شرط منظور نہ ہو تو پھر آپ مجھ سے اس بارے میں گفتگو چھوڑ دیں۔ آپ لوگوں نے کہا کہ اس شرط کے مطابق وہ جائیداد ہمارے حوالہ کر دو اور میں نے اسے اس شرط کے ساتھ تم لوگوں کے حوالہ کر دیا۔ کیوں عثمان اور ان کے ساتھیو! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں میں نے اس شرط ہی پر وہ جائیداد علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں دی ہے نا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے آپ دونوں کے حوالہ وہ اس شرط کے ساتھ کی تھی؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جی ہاں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا آپ حضرات اب اس کے سوا مجھ سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ اس ذات کی قسم ہے جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں اس کے سوا میں کوئی اور فیصلہ قیامت تک نہیں کر سکتا۔ اب آپ لوگ اس کی ذمہ داری پوری کرنے سے عاجز ہیں تو مجھے واپس کر دیں میں اس کا بھی بندوبست آپ ہی کر لوں گا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلَتْ بِهِ فِيهَا مِنْذُ وَلَيْتَهَا، وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا. فَقُلْتُمَا اذْفَعُهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ. فَذْفَعُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشَدَكُمُ بِاللَّهِ هَلْ ذَفَعْتُمَا إِلَيْنَاهَا بِذَلِكَ؟ فَقَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَقْبَلْ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: كَمَا أَنْشَدَكُمَا بِاللَّهِ هَلْ ذَفَعْتُمَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ فَلَا: نَعَمْ. قَالَ: أَتَقْلَتُمَا مِنِّي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ؟ فَوَ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا فَإِنَّا أَكْفَيْكُمَاهَا.

[راجع: ۲۹۰۴]

حدیث ہذا میں مالِ خُص میں سے اپنے اہل کے لیے آنحضرت ﷺ کا عمل منقول ہے کہ آپ اس میں سے سال بھر کا خرچہ رکھ لیا کرتے تھے۔ یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے۔ آخری جملہ کا مطلب یہ کہ تم چاہو کہ میں ذاتی ملک املاک کی طرح یہ جائیداد تم دونوں میں تقسیم کر دوں یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ تم سب کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے لا نودث ما نرکنا صدقہ ہمارا ترکہ ایک صدقہ ہوتا ہے جس کا کوئی خاص وارث نہیں ہو سکتا۔

باب اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ہے

۴- باب وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

اور مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں پورے دو سال (یہ مدت) اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے ”ارشاد“ بما تعملون بصیر تک۔ اور سورہ احقاف میں فرمایا ”اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھوڑنا تم مبینوں میں ہوتا ہے“ اور سورہ طلاق میں فرمایا اور اگر تم میاں بیوی آپس میں ضد کرو گے تو بچے کو دودھ کوئی دوسری عورت پلائے گی۔ وسعت والے کو خرچ دودھ پلانے کے لیے اپنی وسعت

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْعِمَ الرِّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرَةً﴾ وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ وَقَالَ ﴿وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمَ فَسَتَرْضِيعُ لَهُ أُخْرَى، لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ

رَزَقَهُ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بَعْدَ غُسْرِ يُسْرًا﴾
وَقَالَ يُونُسُ : عَنْ الزُّهْرِيِّ : نَهَى اللَّهُ
تَعَالَى أَنْ يُضَارَّ وَالِدَةُ بَوْلِدِهَا، وَذَلِكَ أَنْ
تَقُولَ الْوَالِدَةُ، لَسْتُ مُرْضِعَتُهُ، وَهِيَ أَمْلَى
لَهُ غِذَاءً وَأَشْفَقَ عَلَيْهِ وَأَرْفَقَ بِهِ مِنْ
غَيْرِهَا، فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْتِيَ بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا
مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ
بِالْمَوْلُودِ لَهُ أَنْ يُضَارَّ بَوْلِدِهِ وَالِدَتُهُ
فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَهَا إِلَى غَيْرِهَا،
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ
نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ. فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا
عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَنْ تَرَاضٍ
مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ. لِصَالَةِ إِطَامَةٍ.

کے مطابق کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہیے کہ اسے
اللہ نے جتنا دیا ہو اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”بعد
عسر يسرا“ تک اور یونس نے زہری سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس سے منع کیا ہے کہ ماں اس کے بچہ کی وجہ سے باپ کو تکلیف
پہنچائے اور اس کی صورت یہ ہے مثلاً کہ ماں کہہ دے کہ میں اسے
دودھ نہیں پلاؤں گی حالانکہ اس کی غذا بچے کے زیادہ موافق ہے۔ وہ
بچہ پر زیادہ مہربان ہوتی ہے اور دوسرے کے مقابلہ میں بچہ کے ساتھ
وہ زیادہ لطف و نرمی کر سکتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے جائز نہیں کہ
وہ بچہ کو دودھ پلانے سے اس وقت بھی انکار کر دے جبکہ بچہ کا والد
اسے (نان و نفقہ میں) اپنی طرف سے وہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جو
اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ باپ اپنے بچہ کی وجہ
سے ماں کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس کی صورت یہ ہے مثلاً باپ ماں کو
دودھ پلانے سے روکے اور خواہ مخواہ کسی دوسری عورت کو دودھ
پلانے کے لیے مقرر کرے۔ البتہ اگر ماں اور باپ اپنی خوشی سے کسی
دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کریں تو دونوں پر کچھ گناہ
نہ ہو گا اور اگر وہ والد اور والدہ دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے
بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو پھر ان پر کچھ گناہ نہ ہو گا (گو ابھی مدت
رخصت باقی ہو) فصال کے معنی دودھ چھڑانا۔

طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ پہلی آیت ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ﴾ (البقرة: ۲۳۳) سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ
ماں کو اپنے بچے کا دودھ پلانا واجب ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پئے یا کوئی انا نہ
لے یا باپ محتاج کی وجہ سے انا نہ رکھ سکے۔ اس بات میں ماؤں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کو خاوند نے طلاق دے دی ہو تو ایسی
عورتوں کو دودھ پلائی کی اجرت خاوند کو دینی ہو گی۔ دوسری آیت میں دودھ پلانے کی مدت مذکور ہے۔ اس آیت کو اور سورہ لقمان کی
اس آیت ﴿وَفِصْلُهُ فَيَنْعَمِينَ﴾ (لقمان: ۴۰) کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملا کر یہ نکالا ہے کہ حمل کی مدت کم سے کم چھ ماہ ہے۔ تیسری آیت
میں یہ مذکور ہے کہ خاوند دودھ پلانے کی اجرت اپنے مقدور کے موافق دے۔ دودھ پلانے کی مدت پورے دو سال ہے۔ اس سے زیادہ
دودھ پلانا صحیح نہیں ہے۔

باب کسی عورت کا شوہر اگر غائب ہو تو اس کی عورت کیونکر
خرچ کرے اور اولاد کے خرچ کا بیان

۵- باب نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا
زَوْجُهَا، وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ

تشیخ

اگر خاوند کیس چلا گیا ہو اور اس کا پتہ معلوم ہو تو عورت اپنے شہر کے قاضی کے پاس جائے وہ اس شہر کے قاضی کو لکھ کر جہاں اس کا خاوند ہو عورت کا خرچہ منکوائے۔ اگر یہ امر ممکن نہ ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کا حال ہے کہ قاضیوں کو مطلق اختیار نہیں ہے تو عورت اپنے شہر کے قاضی کو اطلاع دے اور وہ نکاح فسخ کرا دے۔ روایاتی نے کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اگر خاوند کا بالکل پتہ نہ ہو جب بھی قاضی نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر خاوند مفلس ہو اور نان نفقہ نہ دے سکتا ہو شافیہ اور ابجدیٹ کا یہ قول ہے اور خنیہ نے جو مذہب اختیار کیا ہے وہ عورتوں پر صریح ظلم ہے اور تکلیف ملا یطابق ہے اور اس زمانہ میں کوئی عورت اس پر نہیں چل سکتی۔ وہ کہتے ہیں خاوند مفلس ہو یا غائب ہر حال میں عورت صبر سے بیٹھی رہے۔ البتہ اس کے نام پر قرض لے کر کھا سکتی ہے۔ بتلائے مفلس یا غائب کو کون قرض دے گا۔ اس زمانہ میں تو مالداروں کو بھی بغیر گروی کے کوئی قرض نہیں دیتا (وحیدی)

(۵۳۵۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بہت بخیل ہیں، تو کیا میرے لیے اس میں کوئی گناہ ہے اگر میں ان کے مال میں سے (اس کے پیٹھ پیچھے) اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، لیکن دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

۵۳۵۹- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتِ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَسِيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ خَرْجٌ أَنْ أَطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالُنَا. قَالَ: ((لَا. إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ۲۲۱۱]

یعنی حد سے زیادہ نہ ہو تاکہ خیانت کا جرم عائد نہ ہو سکے۔

(۵۳۶۰) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ہمام بن عیینہ نے، کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی میں سے، اس کے حکم کے بغیر (دستور کے مطابق) اللہ کے راستہ میں خرچ کر دے تو اسے بھی آدھا ثواب ملتا ہے۔

۵۳۶۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ)). [راجع: ۲۰۶۶]

یہ جب ہے کہ عورت کو مرد کی رضامندی معلوم ہو۔ اگر عورت دیانت دار نہیں ہے تو ایسے خرچ کے لیے اسے ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ آیت ﴿فَالضَّالِحَاتُ قَلِيلٌ خَفِضْتُ لَهُنَّ اللَّغَبَ﴾ (النساء: ۳۴) میں حفظ اللہ سے یہ امر ظاہر ہے۔

باب عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا۔

۶- باب عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

تشیخ

یعنی وہی کام کاج جو عورتوں کے معمول میں ہیں جیسے آنا گوند حنا، پینا، گھر میں جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ یہ کام بھی عورت پر اس وقت واجب ہے جب خاوند محتاج ہو، گو عورت اپنے گھرانے کی امیر ہو جو کام عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں کرتی

تھی وہی خاوند کے گھر میں کرے۔ امام مالک نے کہا کہ عورت کھر کے کام کاج پر مجبور کی جائے گی گو وہ اپنے خاندان کی امیر ہو بشرطیکہ خاوند محتاجی کی وجہ سے لونڈی غلام نہ رکھ سکے۔

۵۳۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي فَاطِمَةَ عَنْهَا السَّلَامُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُرُ إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرِّحَى وَبَلْفَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيقٌ فَلَمْ تَصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ. فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَتْ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَلَمَّهْنَا نَقُومُ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)) فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي. فَقَالَ: ((أَلَا أَذْلُكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوْنَعْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبَّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَأُحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)).

[راجع: ۳۱۱۳]

(۵۳۶۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، کہا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے، ان سے علی بن فضال نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں کتنی تکلیف ہے۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے ہیں لیکن آنحضرت ﷺ سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ جب آپ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ علی بن فضال نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے (رات کے وقت) ہم اس وقت اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے ہم نے اٹھنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں جس طرح تھے اسی طرح رہو۔ پھر آنحضرت ﷺ میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی، پھر آپ نے فرمایا، تم دونوں نے جو چیز مجھ سے مانگی ہے، کیا میں تمہیں اس سے بہتر ایک بات نہ بتا دوں؟ جب تم (رات کے وقت) اپنے بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لیے لونڈی غلام سے بہتر ہے۔

ﷺ اللہ تم کو کام کاج کی طاقت دے گا اور خادم کی حاجت نہ رہے گی۔ جب نخت جگر رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت ہے تو دوسری عورتوں کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑی خاندانی سمجھ کر گھریلو کام کاج کو اپنے لیے عار سمجھیں۔

باب عورت کے لیے خادم کا ہونا

۷- باب خَادِمِ الْمَرْأَةِ

(۵۳۶۲) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن ابی یزید نے بیان کیا، انہوں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے عبد اللہ بن ابی لیلیٰ سے سنا، ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے ایک

۵۳۶۲- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ

خادم مانگا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (۴۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کلمہ چونتیس بار کہہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے ان کلموں کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ان سے پوچھا گیا جنگ صفین کی راتوں میں بھی نہیں؟ کہا کہ صفین کی راتوں میں بھی نہیں۔

خَادِمًا، فَقَالَ : ((أَلَا أُخْبِرُكَ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكَ مِنْهُ، تُسَبِّحُ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِكَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُحَمِّدُ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُ اللَّهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ)). ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ : إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ، فَمَا تَرَكْتَهَا بَعْدُ. قِيلَ : وَلَا لَيْلَةَ صَفِينٍ؟ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صَفِينٍ. [راجع: ۳۱۱۳]

صفین وہ جگہ جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ برپا ہوئی تھی۔ حالت جنگ میں بھی آپ نے اس اہم ترین وظیفہ کو ترک نہیں فرمایا۔ وظیفہ کے کامیاب ہونے کی یہی شرط ہے۔

باب مرد اپنے گھر کے کام کاج کرے تو کیسا ہے؟

(۵۳۶۳) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود بن یزید نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ گھر میں نبی کریم ﷺ کیا کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ گھر کے کام کیا کرتے تھے، پھر آپ جب اذان کی آواز سنتے تو باہر چلے جاتے تھے۔

۸- بَاب خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ
۵۳۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَزْوَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ غُثَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْإِذَانَ خَرَجَ. [راجع: ۲۲۱۱]

گھر کے کام کاج کرنا اور اپنے گھر والوں کی مدد کرنا ہمارے پیارے رسول ﷺ کی سنت ہے اور جو لوگ گھر میں اپنا بٹہ بٹہ کرتے ہیں اور ہر کام کے لیے دوسروں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں وہ محض بے عقل ہیں، ان کی صحت بھی ہمیشہ خراب رہ سکتی ہے اور سفرو وغیرہ میں ان کو اور بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

باب اگر مرد خرچ نہ کرے تو عورت اس کی اجازت بغیر اس کے مال میں سے اتنے لے سکتی ہے جو دستور کے مطابق اس کے لیے اور اس کے بچوں کے لیے کافی ہو

۹- بَاب إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ، فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوفِ

(۵۳۶۴) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، کہا کہ مجھے میرے والد (عروہ نے) خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ابو سفیان (ان کے شوہر) بخیل ہیں اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔ ہاں اگر میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال

۵۳۶۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عَتَبَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلَيْسَ يَعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ

مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ. فَقَالَ: ((خُدِي مَا يَخْفِيكَ وَوَلَدُكَ بِالْمَعْرُوفِ)).
میں سے لے لوں (تو کام چلتا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔

[راجع: ۲۲۱۱]

تفصیل بخیل مرد کی عورت کو جائز طور پر اس کی اجازت بغیر اس کے مال میں سے اپنا اور بچوں کا گزران لے لینا جائز ہے۔ یہی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے متعلق مزید تفصیل یہ ہے۔ وکانت ہند لما قتل ابوہا عتبہ وعمہا شیبہ واخوہا الولید یوم بدر شق علیہا فلما کان یوم بدر وقتل حمزة فرحت بذالک وعمدت الی بطنہ فشقہا واخذت کبدہ فلا کتھا ثم یفظہا فلما کان یوم الفتح ودخل ابوسفیان مکة مسلما بعد ان اسرہ خیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیلۃ فاجارہ العباس ففضبت ہند لاجل اسلامہ واخذت بلحیہ ثم انہا بعد استقرار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة جاء ت فاسلمت وبايعت وقالت یارسول اللہ ماکان علی ظہر الارض من اہل خباء احب الی ان یذلوا من اہل خبائک وما علی ظہر الارض الیوم خباء احب الی ان یعزو من اہل خبائک فقال ایضا والذی نفسی بیدہ (فتح) (پارہ: ۲۲ / ص: ۲۳۸) یہ اس لیے ہوا کہ جنگ بدر میں جب ہند کا باپ عتبہ اور اس کا چچا شیبہ اور اس کا بھائی ولید مقتول ہوئے تو یہ اس پر ہمت بھاری گزرا اور اس غصہ کی بنا پر اس نے وحشی کو لالچ دے کر اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا۔ اس سے وہ ہمت خوش ہوئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو اس نے چاک کیا اور آپ کے کلیجہ کو نکال کر چبا کر پھینک دیا۔ جب فتح مکہ کا دن ہوا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ مکہ میں مسلمان ہو کر داخل ہوا کیونکہ اسے اسلامی لشکر نے قید کر لیا تھا۔ پس اسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پناہ دی تو اس کے اسلام پر ہند ہمت غصہ ہوئی اور اس کی دائرگی کو پکڑ لیا جب آنحضرت ﷺ مکہ میں مستقل طور پر قابض ہو گئے تو ہند حاضر دہیار رسالت ہو کر مسلمان ہو گئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! دنیا میں کوئی گھرانہ میری نظروں میں آپ کے گھرانے سے زیادہ ذلیل نہ تھا مگر آج اسلام کی بدولت دنیا میں کوئی گھرانہ میرے نزدیک آپ کے گھرانے سے زیادہ معزز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے نزدیک بھی یہی معاملہ ہے۔ اس سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کو معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ایسی دشمن عورت کے لیے بھی آپ کے دل میں کتنی گنجائش ہو جاتی ہے جبکہ وہ اسلام قبول کر لیتی ہے۔ آپ اس کی ساری مخالفانہ حرکتوں کو فراموش فرما کر اسے اپنے دربار عالیہ میں شرف باریابی عطا فرما کر سرفراز فرما دیتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرۃ وعدد کل ذرۃ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین آمین۔

۱۰۔ باب حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي بَابِ عَوْرَتِ كَأَسْوَءِ شَوْهَرِ كَالْمَالِ كِيْ وَرِ جَوْدِ خَرْجِ كَالْيَ

دے اس کی حفاظت کرنا

ذَاتِ يَدِهِ وَالنَّفَقَةِ

۵۳۶۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبُو الزُّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبَنَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ)) وَقَالَ الْآخَرُ: صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ أَخْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ. وَيَذْكُرُ

(۵۳۶۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (طاؤس) اور ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں (یعنی عرب کی عورتوں میں) بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں۔ دوسرے راوی (ابن طاؤس) نے بیان کیا کہ ”قریش کی صالح، نیک عورتیں (صرف لفظ قریشی عورتوں کے

عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۴۳۴]

معایوہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام احمد اور طبرانی نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ قریشی عورتیں فطرتاً ان خوبیوں کی مالک ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کا خصوصی ذکر ہوا۔ ان کے بعد جن عورتوں میں یہ خوبیاں ہوں وہ کسی بھی خاندان سے متعلق ہوں اس تعریف کی حقدار ہیں۔ اس حدیث کے ذیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بیان فرمادیا کہ قریش کی عورتیں اس وجہ سے بہتر ہوتی ہیں کہ وہ اپنی اولاد پر ان کے بچپن میں بڑی مشفق و مہربان ہوا کرتی ہیں اور شوہر کے مال و غلام وغیرہ کی سب سے زیادہ محافظت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہی دو مقصد ہیں جو نکاح کے مقاصد میں سب سے زیادہ اہم اور عظیم الشان ہیں اور ان ہی سے تدبیر منزل اور نظام خانہ داری وابستہ ہے۔ پس یہ امر مستحب ہے کہ ایسے قبیلہ اور خاندان والی عورت سے نکاح کیا جائے جن کے عادات و اخلاق و اطوار اچھے ہوں اور ان میں قریش جیسی عورتوں کے اوصاف بھی پائے جائیں۔ (حجتہ اللہ البالغہ)

باب عورت کو کپڑا دستور کے مطابق دینا چاہیے۔

(۵۳۶۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبدالملک بن میسرہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرا کپڑے کا جوڑا ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے خود پہن لیا، پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خنک دیکھی تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

[راجع: ۲۶۱۴]

یعنی اپنی رشتہ دار عورتوں کو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں حیات نبوی تک سوائے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے اور کوئی عورت نہ تھی۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں نے اسے فالموں میں بانٹ دیا یعنی حضرت فاطمہ الزہراء اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی والدہ اور فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا۔ معلوم ہوا کہ ریشم یا سونا جیسی چیزیں کسی طور پر کسی مرد کو مل جائیں تو انہیں وہ خود استعمال کرنے کے بجائے اپنی مستورات کو تقسیم کر سکتا ہے۔

۱۲- باب عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهِ

یعنی اس اولاد کی تعلیم و تربیت جو اس کے پیٹ سے نہ ہو حدیث جابر میں جابر کی بنوں کی تعلیم و تربیت میں مدد نکلتی ہے گویا اولاد کو بھی بنوں پر قیاس کیا ہے۔ یہ خدمت کچھ عورت پر فرض جیسی نہیں ہے جیسے ابن بطال نے کہا مگر اخلاقاً عورت کو ایسا کرنا ہی چاہیے۔

۵۳۶۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((بَكَرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: ((فَهَلَا جَارِيَةٌ تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ. وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَحْبِسَهُنَّ بِمَنْطَلِهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُضَلِّحُهُنَّ، فَقَالَ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْ خَيْرًا)).

[راجع: ۴۴۳]

(۵۳۶۷) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے عمرو بن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں یا (راوی نے کہا کہ) نو لڑکیاں۔ چنانچہ میں نے ایک پہلے کی شادی شدہ عورت سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا، جابر! تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا، کنواری سے یا بیباہی سے۔ میں نے عرض کیا کہ بیباہی سے۔ فرمایا تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی کرتی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ عبد اللہ (میرے والد) شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں، اسلئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس ان ہی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں، اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی اصلاح کا خیال رکھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا، اللہ تمہیں برکت دے یا (راوی کو شک تھا) آنحضرت ﷺ نے ”خیراً“ فرمایا یعنی اللہ تم کو خیر عطا کرے۔

مشیح معلوم ہوا کہ شادی کے لیے عورت کے انتخاب میں بہت کچھ سوچ بچار کرنا ضروری ہے۔ محض ظاہری حسن دیکھ کر کسی عورت پر فریفتہ ہو جانا عقلمندی نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے بہت برکت دی۔ ان کا قرض بھی سب ادا کر دیا ہمیشہ خوش رہے اور ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے منظور نظر رہے۔

باب مفلس آدمی کو (جب کچھ ملے تو) پہلے اپنی بیوی کو کھلانا

۱۳- باب نَفَقَةِ الْمَغْسِرِ

واجب ہے

عَلَى أَهْلِهِ

مشیح کیونکہ آنحضرت ﷺ نے باب کی حدیث میں اس مفلس شخص سے فرمایا جس پر رمضان کا کفارہ واجب تھا جاؤ تم میاں بیوی اس کھجور کے زیادہ حقدار ہو۔

(۵۳۶۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں تو ہلاک

۵۳۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، 'آخر بات کیا ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں ہم بستی کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر ایک غلام آزاد کر دو۔ (یہ کفارہ ہو جائے گا) انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ لو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اتنا میرے پاس سلمان بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ ان صاحب نے عرض کیا میں یہاں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا لو! (اپنی طرف سے) صدقہ کر دینا۔ انہوں نے کہا اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر، یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ان دونوں پتھر لیے میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ ہنسے اور آپ کے مبارک دانت دکھائی دینے لگے اور فرمایا، پھر تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔

تشریح دوسری روایت میں یوں ہے تو بھی کھا اور اپنے گھروالوں کو بھی کھلا تو آپ نے کفارے کی ادائیگی پر اس کے گھروالوں کا کھانا مقدم سمجھایا اس شخص نے کفارہ کے وجوب کے ساتھ اپنے گھروالوں کے خرچ کا اہتمام کیا اور ان کی محتاجی ظاہر کی۔ اگر گھروالوں کو کھانا ضروری نہ ہوتا تو وہ اس کھجور کو خیرات کرنا مقدم سمجھتا۔ عرق ایسے تھیلے کو کہتے ہیں جس میں ۱۵ صاع کھجور سا جائے۔ اس حدیث سے آج گرائی کے دور میں عامۃ المسلمین کے لیے بہت سولت نکلتی ہے جبکہ لوگ گرائی سے سخت پریشان ہیں اور اکثر بھوک سے اموات ہو رہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ صدقہ خیرات کے سلسلہ میں ایسے غباء کا بہت زیادہ دھیان رکھیں، صدقہ فطرو غیرہ میں بھی یہی اصول ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرہ میں یہ فرمان کہ بچے کے وارث (مثلاً بھائی چچا وغیرہ) پر بھی یہی لازم ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ نحل میں فرمایا اللہ دو سروں کی مثال بیان کرتا ہے ایک تو گونگا ہے جو کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا آخر آیت صراط مستقیم تک۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: ((وَلَمْ؟)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((فَاعْتِقْ رَقَبَةً)). قَالَ لَيْسَ عِنْدِي. قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)). قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِينَ مِسْكِينًا)). قَالَ: لَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ: ((تَصَدِّقْ بِهَذَا)). قَالَ: عَلَى أَخْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَلَذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لَا تَبَيَّهَا أَهْلُ بَيْتِ أَخْوَجَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْبَاؤُهُ قَالَ: ((فَأَنْتُمْ إِذَا)). [راجع: ۱۹۳۶]

۱۴- باب ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ؟ ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ - إِلَى قَوْلِهِ - صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

تَشْرِیْحُ یعنی دودھ پلانے والی کا نان نفقہ خرچ وغیرہ دینا یعنی جب بچہ کے پاس کچھ مال نہ ہو تو امام احمد کے نزدیک اس کے وارث خرچہ دیں گے اور حنفیہ کے نزدیک بچہ کے ہر محرم رشتہ دار اور جمہور کے نزدیک وارثوں کو یہ خرچہ دینا ضروری نہیں۔
 ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾ (البقرة: ۲۳۳) کے معنی انہوں نے یہ کئے ہیں کہ وارث بھی ہم کو نقصان نہ پہنچائے۔ زید بن ثابت نے کہا ہے کہ اگر بچہ کی ماں اور چچا دونوں ہوں تو ہر ایک بقدر اپنے حصہ وراثت کے اس کا خرچہ اٹھائے گا۔ یہ باب لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے زید کا قول رو کیا کہ عورت کی مثال گونگے کی سی ہے اور گونگے کی نسبت فرمایا ﴿لَا يَفْقِذُ عَلَى خَنِيٍّ﴾ (النحل: ۷۵) تو عورت پر کوئی خرچہ واجب نہیں ہو سکتا۔

(۵۳۶۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، انہیں ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں کے بارے میں ثواب ملے گا اگر میں ان پر خرچ کروں۔ میں انہیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی، وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا جو تم ان پر خرچ کرو گی۔

(۵۳۷۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو سفیان بخیل ہیں۔ اگر میں ان کے مال میں سے اتنا (ان سے پوچھتے بغیر) لے لیا کروں جو میرے اور میرے بچوں کو کافی ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دستور کے مطابق لے لیا کرو۔

تَشْرِیْحُ اس حدیث سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ اولاد کا خرچہ باپ پر لازم ہے ورنہ آنحضرت ﷺ حضرت ہندہ کو یہ حکم فرماتے کہ آدھا خرچہ تودے اور آدھا ابو سفیان کے مال سے لے لے کر آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔

۱۵- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ))
 باب رسول کریم ﷺ کا یہ فرمانا جو شخص مرجائے اور قرض وغیرہ کا بوجھ (مرتے وقت) چھوڑے یا لاوارث بچے چھوڑ

جائے تو ان کا بند و بست مجھ پر ہے

یعنی میرے ذمہ ہے۔ اس باب کے یہاں لانے سے حضرت امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ کوئی نادار مسلمان اولاد چھوڑ جائے تو اولاد

کی پرورش بیت المال سے کی جائے گی۔ آج کے زمانے میں ایسے لاوارث مسلم بچوں کی پرورش مالِ زکوٰۃ سے کرنا مالدار مسلمانوں کا اہم ترین فریضہ ہے۔

(۵۳) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہو تا تو آپ دریافت فرماتے کہ مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑا ہے یا نہیں۔ اگر کہا جاتا کہ اتنا چھوڑا ہے جس سے ان کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ ان کی نماز پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے کہتے کہ اپنے ساتھی کے دروازے کھول دیئے تو فرمایا کہ میں مسلمانوں سے ان کی خود اپنی ذوات سے بھی زیادہ قریب ہوں اس لیے ان کے مسلمانوں میں سے جو کوئی وفات پائے اور قرض چھوڑے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری میری ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے ورثاء کا ہے۔

تشیع | لفظ صلوا علی صاحبکم کہنے سے یہ مقصد تھا کہ لوگ قرض ادا کرنے کی فکر رکھیں۔

باب آزاد اور لونڈی دونوں انا ہو سکتی ہیں یعنی دودھ پلا سکتی

ہیں

(۵۳۷۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے خبر دی، ان کو ابو سلمہ کی صاحبزادی زینب نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہن (عزہ) بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا اور تم اسے پسند بھی کرو گی (کہ تمہاری بہن تمہاری سو کن بن جائے) میں نے عرض کیا جی ہاں، اس سے خالی تو میں اب بھی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ اپنی بہن کو بھی بھلائی میں اپنے ساتھ شریک کر لوں۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ یہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔ (دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا) میں نے عرض کیا یا رسول

٥٣٧١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
الْلَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي
سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْتِي بِالرَّجُلِ
الْمُتَوَقِّفِ عَلَيْهِ الدِّينِ، فَيَسْأَلُ: ((هَلْ تَرَكَ
لِدِينِهِ فَضْلاً؟)) فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً
صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: ((صَلُّوا
عَلَى صَاحِبِكُمْ)). فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ
الْفُتُوحَ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ
أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تَوَقَّى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ
دِينًا فَعَلَى قَضَائِهِ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا
فَلْيُورَثْهُ)). [راجع: ٢٢٩٨]

باب الْمُرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَةِ
وَعِزَّهُنَّ

٥٣٧٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي
عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ
أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ، انكحْ أُخْتِي ابْنَةَ أَبِي سُفْيَانَ؟
قَالَ: ((أَوْتَحِينَ ذَلِكَ)) قُلْتُ: نَعَمْ لَسْتُ
لَكَ بِمُخْلِيةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ
أُخْتِي. فَقَالَ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَا يَجِلُّ لِي)).
فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَ اللَّهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ
أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ ذُرَّةَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ،

اللہ (ﷺ)! واللہ اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا 'ام سلمہ کی بیٹی۔ جب میں نے عرض کیا 'جی ہاں تو آپ نے فرمایا اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی وہ تو میرے رضاعی بھائی کی نرکی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ پس تم میرے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔ اور شعیب نے بیان کیا 'ان سے زہری نے اور ان سے عروہ نے 'کہا کہ ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا۔

فَقَالَ: ((اِبْنَةُ اُمِّ سَلَمَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَوَ اللّٰهُ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، اِنِّهَا اِبْنَةُ اُخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ، اَرْضَعْنِي وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةً، فَلَا تَغْرِضْنِ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اُخَوَاتِكُنَّ)). وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ اُغْتَفَقَهَا اَبُو لَهَبٍ.

[راجع: ۵۱۰۱]

اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب نکالا کہ لونڈی انا ہو سکتی ہے یعنی آزاد مردوں کو دودھ پلا سکتی ہے جیسا کہ ثویبہ (لونڈی) نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ثویبہ کو ابولہب نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا۔

الحمد للہ کہ کتاب التفقات کا بیان ختم ہوا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں مسائل کو جس تفصیل سے کتاب و سنت کی روشنی میں بیان فرمایا ہے وہ حضرت امام ہی جیسے مجتہد مطلق و محدث کامل کا حق تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امت کی طرف سے بے شمار جزائیں عطا کرے اور قیامت کے دن بخاری شریف کے جملہ قدر دانوں کو آپ کے ساتھ دربار رسالت میں شرف باریابی نصیب ہو اور مجھ ناچیز کو میرے اہل و عیال اور جملہ قدر دانوں کے ساتھ جو ار رسول ﷺ میں جگہ مل سکے۔ ورحم اللہ عبدہ قال آمینا۔

ثویبہ کی آزادی سے متعلق مزید تشریح یہ ہے۔

وذكر السهیل ان العباس قال لما مات ابولہب رايته في منامي بعد حول في شرح حال فقال مالقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عني كل يوم اثنين قال وذالك ان النبي صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثوبية بشرت ابالہب بمولده فاعتقها (الحادی والعشرون، ص: ۴۷)

سہیل نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابولہب کو مرنے کے ایک سال بعد خواب میں بری حالت میں دیکھا اور اس نے کہا کہ میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی آرام نہیں دیکھا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ہر سوموار کے دن میرے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ سوموار ہی کے دن پیدا ہوئے تھے اور ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی، جسے سن کر خوشی میں ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ یہی ابولہب ہے جو بعد میں ضد اور ہٹ دھرمی میں اتنا سخت ہو گیا کہ اس کے متعلق قرآن کریم میں سورۃ نبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر کسی صحیح حدیث کا انکار کرنا بہت ہی بری حرکت ہے۔ جیسا کہ آج کل اکثر عوام کا حال ہے کہ بہت سی اسلامی باتوں اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں کو حق و ثابت جانتے ہوئے بھی ان کا انکار کئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ نیک ہدایت دے اور ضد اور ہٹ دھرمی سے بچائے (آمین)

۷۰۔ کتاب الاطعمة

کتاب کھانوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یعنی کھانے کے آداب اور اقسام کے بیان میں) اطعمہ طعام کی جمع ہے۔ طعام ہر کھانے کو کہتے ہیں اور کبھی خاص گیہوں کو بھی کہتے ہیں۔ لفظ طعمۃ بالفتح مزہ اور ذائقہ اور طعمۃ بانضم طعام کو کہا جاتا ہے۔ حلال حرام کھانوں کا بیان اور کھانے کے آداب ان کا بھی مسلمانوں کے لیے معلوم کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے یہ ایک مستقل کتاب لکھی گئی ہے۔

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ الآية۔ باب اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ مسلمانو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جن کی ہم نے تمہیں روزی دی ہے اور فرمایا کہ اور خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورہ مومنوں میں فرمایا کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک عمل کرو، صالحا اِنِّی بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿

بے شک تم جو کچھ بھی کرتے ہو ان کو میں جانتا ہوں۔ (۵۳۷۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں منصور نے ان سے ابوواکل نے بیان کیا، اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بھوکے کو کھلاؤ پلاؤ، بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔ سفیان ثوری نے کہا کہ (حدیث میں) لفظ ”عانی“ سے مراد قیدی ہے۔

۵۳۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ، وَلَفِّكُوا الْعَانِي)). قَالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي الْأَسِيرُ. [راجع: ۳۰۴۶]

بے گناہ مظلوم قیدی مسلمان کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ زہے نصیب اس مسلمان کے جس کو یہ سعادت مل سکے۔ اللہ جنت نصیب کرے حضرت مولانا حکیم عبدالقور شکراوی اغی المکرم مولانا عبدالرزاق صاحب کو جنہوں نے ایک نازک ترین وقت میں میری اسی طرح مدد فرمائی تھی۔ اللہم اغفر لهم وارحمهم آمین (راز)

۵۳۷۴- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، (۵۳۷۴) ہم سے یوسف بن عیسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم سے

محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو حازم (سلمہ بن اشجعی) نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات تک آل محمد ﷺ پر کبھی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ کچھ دن برابر انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو اور اسی سند سے۔

(۵۳۷۵) ابو حازم سے روایت ہے کہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے) میں سخت مشقت میں مبتلا تھا، پھر میری ملاقات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لیے کہا۔ انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھ کر سنائی اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا۔ آخر مشقت اور بھوک کی وجہ سے میں منہ کے بل گر پڑا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں، یا رسول اللہ! تیار ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا۔ آپ سمجھ گئے کہ میں کس تکلیف میں مبتلا ہوں۔ پھر آپ مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لیے دودھ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا۔ میں نے اس میں سے دودھ پیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، دوبارہ پیو (ابو ہریرہ!) میں نے دوبارہ پیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ یہاں تک کہ میرا پیٹ بھی پیالہ کی طرح بھر پور ہو گیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے اسے اس ذات کے ذریعہ پورا کر دیا، جو آپ سے زیادہ مستحق تھی۔ اللہ کی قسم! میں نے تم سے آیت پوچھی تھی حالانکہ میں اسے تم سے بھی زیادہ بہتر طریقہ پر پڑھ سکتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے تم کو اپنے گھر میں داخل کر لیا ہوتا اور تم کو کھانا کھلا دیتا تو لال لال (عمدہ) اونٹ ملنے سے بھی زیادہ مجھ کو خوشی ہوتی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى قُبِضَ.

۵۳۷۵- و عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَفْرَأْتُهُ آيَةَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَزْتُ لَوْجِهَا مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ : ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ))، فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدِيكَ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي، فَاَنْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ فَأَمَرَ لِي بِعَسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ : ((عُذْ فَاشْرَبْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ))، فَعُذْتُ. فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ : ((عُذْ))، فَعُذْتُ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوَى بَطْنِي فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ : فَلَقِيتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي وَقُلْتُ لَهُ : تَوَلَّى اللَّهُ ذَلِكَ مَنْ كَانَ لَهُ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَفْرَأْتُكَ الْآيَةَ وَلَآنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ : وَاللَّهِ لَأَنْ أَكُونَ أَذْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ.

[طرفاء فی: ۶۲۴۶، ۶۴۵۲].

تشریح مگر افسوس ہے کہ میں اس وقت تمہارا مطلب نہیں سمجھا اور تم نے بھی کچھ نہیں کہا۔ میں یہی سمجھا کہ تم ایک آیت بھول گئے ہو اس کو مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیٹ بھر کر کھانا پینا درست ہے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ حدیث کی گہرائی میں جا کر مطلب نکالنا غایت کمال تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ ان چمگادڑوں پر رحم کرے جو آفتاب عالمتاب کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے اس کے وجود ہی کو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ لیس ماکانوا یصنعون۔

باب کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

(۵۳۷۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا کہ مجھے ولید بن کثیر نے خبر دی، انہوں نے وہب بن کیسان سے سنا، انہوں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے آپ نے مجھ سے فرمایا، بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کر، داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

۲- باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ،

وَالْأَكْلُ بِالْيَمِينِ

۵۳۷۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصُّحُفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ))، فَمَا زِلْتُ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ.

[طرفہ فی : ۵۳۷۸]

ترجمہ اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت یوں کہے۔ بسم اللہ اولہ و آخرہ، اگر بہت سے آدمی کھانے پر ہوں تو پکار کر بسم اللہ کہے تاکہ اور لوگوں کو بھی یاد آجائے۔ شروع میں بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا واجب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانے سے روکا۔ اس نے کہا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا اچھا تو داہنے ہاتھ سے نہ کھائے گا، پھر اس کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ اس کو جھوٹ کی قدرت نے فوراً سزا دی۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ۔

باب برتن میں سامنے سے کھانا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کھانے سے پہلے) اللہ کا نام لیا کرو اور ہر شخص اپنے نزدیک سے کھائے

۳- باب الْأَكْلُ مِمَّا يَلِيهِ

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)).

(۵۳۷۷) مجھ سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حنبلہ دیلی نے بیان کیا، ان سے وہب بن کیسان ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے (ابو سلمہ سے) بیٹے ہیں۔ بیان کیا

۵۳۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَنْبَلَةَ الدَّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ

کہ ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور برتن کے چاروں طرف سے کھانے لگا تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے نزدیک سے کھا۔

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا، فَجَعَلْتُ أَكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصُّحُفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). [راجع: ۵۳۷۶]

(۵۳۷۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، ان سے ابو نعیم وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانا لایا گیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ اور اپنے سامنے سے کھا۔

۵۳۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نَعِيمٍ: قَالَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَطْعَامًا، وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: ((سَمِ اللَّهَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). [راجع: ۵۳۷۶]

باب جس نے اپنے ساتھی کے ساتھ کھاتے وقت پیالے میں چاروں طرف ہاتھ بڑھائے بشرطیکہ ساتھی کی طرف سے معلوم ہو کہ اسے کراہیت نہیں ہوگی

۴- باب مَنْ تَبَعَ حَوَالِي الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

(۵۳۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی کھانے کی دعوت کی جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میں بھی گیا، میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ پیالہ میں چاروں طرف کدو تلاش کرتے تھے (کھانے کے لیے) بیان کیا کہ اسی دن سے کدو مجھ کو بھی بہت بھانے لگا۔

۵۳۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خِيَاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ. قَالَ: أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: فَرَأَيْتُهُ يَتَّبِعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ.

[راجع: ۲۰۹۲]

تشیع کیونکہ آنحضرت ﷺ کو بھاتا تھا۔ ایمان کی یہی نشانی ہے کہ جو چیز پیغمبر ﷺ پسند فرماتے، اسے مسلمان بھی پسند کرے۔ امام ابو یوسف شاذگرد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے کہا آنحضرت ﷺ کدو پسند فرماتے تھے مجھ کو تو پسند نہیں ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا کہ گردن مارنے کا ہتھیار لازمیہ شخص مرتد ہو گیا ہے، اس کی گردن مار دی جائے جو مرتد کی سزا ہے۔ یہاں سے مقلدوں کو سبق لینا چاہیے کہ ان کے امام یوسف نے کھانے پینے کی سنتوں میں بھی ایسا کلمہ کہنا باعث کفر قرار دیا تو عبادات کی سنتوں میں جیسے آمین بالمر اور رفع یدین وغیرہ سنن نبوی ہیں۔ اگر ان کے بارے میں کوئی شخص ایسا کلمہ کہے اور ان سنتوں کی تحقیر کرے تو وہ کس قدر گنہگار ہو گا اور شرعی اسٹیٹ میں اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ کی ایک چھوٹی سی

سنت کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے، پھر ان نام نہاد علماء پر کس قدر افسوس ہے جنہوں نے عوام مسلمانوں کو درغلانے کے لیے سنت نبوی پر عمل کرنے والوں کو برے برے القاب سے ملقب کر دیا ہے۔ کوئی اہل حدیث کو غیر مقلد کہتا ہے، کوئی لادعویٰ کہتا ہے، کوئی وہابی کہتا ہے، کوئی آئین والوں سے ملقب کرتا ہے۔ یہ سارے القاب بغرض توہین زبان پر لائے گناہ کبیرہ کی حد تک پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نیک ہدایت دے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی سنتوں کی توہین کر کے اپنی آخرت خراب کرنے سے باز آئیں۔ (آمین)

باب کھانے پینے میں داہنے ہاتھ کا استعمال کرنا۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھا

۵- باب التَّيْمُنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ

قال عمر بن أبي سلمة : قال لي النبي ﷺ : ((كُلْ يَمِينًا)).

(۵۳۸۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اشعث نے، انہیں ان کے والد نے، انہیں مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جہاں تک ممکن ہو تا پاکی حاصل کرنے میں، جو تا پینے اور کنگھا کرنے میں داہنی طرف سے ابتدا کرتے۔ اشعث اس حدیث کا راوی جب واسطہ شہر میں تھا تو اس نے اس حدیث میں یوں کہا تھا کہ ہر ایک کام میں حضور ﷺ داہنی طرف سے ابتدا کرتے۔

۵۳۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يُجِبُ التَّيْمُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طَهْوَرِهِ وَتَعْلِيلِهِ وَتَوَجُّلِهِ. وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطَةٍ قَبْلَ هَذَا، فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

[راجع: ۱۶۸]

حدیث کے ترجمہ میں لاپرواہی: آج کل جو تراجم بخاری شریف شائع ہو رہے ہیں ان میں بعض حضرات ترجمہ کرتے وقت اس قدر کھلی غلطی کرتے ہیں جسے لا پرواہی کہنا چاہیے۔ چنانچہ روایت میں لفظ واسطہ سے شہر جہاں راوی سکونت رکھتے تھے مراد ہے مگر برخلاف ترجمہ یوں کیا گیا ہے: کہ (اشعث نے واسطہ کے حوالے سے اس سے پہلے بیان کیا) (دیکھو تفہیم البخاری پارہ: ۲۲/ ص: ۸۵) گویا مترجم صاحب کے نزدیک واسطہ کسی راوی کا نام ہے حالانکہ یہاں شرو واسطہ مراد ہے جو بصرہ کے قریب ایک بستی ہے۔ شارحین لکھتے ہیں وکان قال بواسطہ ای کان شعبہ قال ببلد واسطہ فی الزمان السابق فی شانہ کله ای زاد علیہ هذه الكلمة قال بعض المشائخ القائل بواسطہ هو اشعث واللہ اعلم کذا فی الکرمانی (حاشیہ بخاری، پارہ: ۲۲/ ص: ۸۱۰) یعنی شعبہ نے یہ لفظ کہے تو وہ واسطہ شہر میں تھے بعض لوگوں نے اس سے اشعث کو مراد لیا ہے، واللہ اعلم۔

باب پیٹ بھر کر کھانا کھانا درست ہے

(۵۳۸۱) ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں ضعف و نقاہت کو محسوس کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ فاقہ سے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ چنانچہ انہوں نے جو

۶- باب مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ

۵۳۸۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَغْرَفَ فِيهِ الْجُوعُ، فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟

کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیوں کو لیٹ کر میرے (یعنی انسؓ کے) کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور ایک حصہ مجھے چادر کی طرح اوڑھادیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ تھے۔ میں ان سب حضرات کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، اے انس! تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہو گا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کھانے کے ساتھ؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ روانہ ہوئے۔ میں سب کے آگے آگے چلتا رہا۔ جب میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس پہنچا تو انہوں نے کہا ام سلیم! حضور اکرم ﷺ صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لائے ہیں، حالانکہ ہمارے پاس کھانے کا اتنا سامان نہیں جو سب کو کافی ہو سکے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس پر بولیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (استقبال کے لیے) نکلے اور آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضور اکرم ﷺ گھر کی طرف متوجہ ہوئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ یہاں لاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا روٹی لائیں، آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور اس کا چورا کر لیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھی کے ڈبہ میں سے گھی نچوڑ کر اس کا لمیہ بنالیا، پھر حضور اکرم ﷺ نے دعا کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دعا کرانی چاہی، اس کے بعد فرمایا اب دس دس آدمی کو کھانے کے لیے بلاؤ۔ چنانچہ دس صحابہ کو بلایا۔ سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دس کو اور بلاؤ، انہیں بلایا گیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دس صحابہ کو اور بلا لو، پھر دس صحابہ کو بلایا گیا اور ان لوگوں نے بھی خوب پیٹ بھر کر کھایا اور باہر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد پھر اور دس صحابہ کو بلایا گیا اس

فَأَخْرَجَتْ أَفْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَقَتْ الْخُبْرَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْسَلْتُ أَبُو طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((بَطْعَامٍ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُومُوا)). فَاَنْطَلَقَ وَأَنْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمُّ سَلِيمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَاَنْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلُمِّي يَا أُمُّ سَلِيمٍ مَا عِنْدَكِ؟)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْرِ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتْ وَغَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سَلِيمٍ غَكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ. ثُمَّ قَالَ: ((أَنْذَن لِعَشْرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ: ((أَنْذَن لِعَشْرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ: ((أَنْذَن لِعَشْرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ

اِذِنْ لِمَشْرَقٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا
طرح تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھایا۔ اس وقت اسی (۸۰) صحابہ کی
جماعت وہاں موجود تھی۔
وَالْقَوْمُ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

تَشْبِیحُ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ آنحضرت ﷺ جو اتنے لوگوں کو ہمراہ لارہے ہیں تو کھانے میں ضرور آپ کی دعا سے
برکت ہوگی۔ جب آنحضرت ﷺ گھر پر تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے چپ سے کہا کہ یا رسول اللہ! گھر میں اتنے
آدمیوں کے کھانے کا انتظام نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چلو اندر گھر میں چلو اللہ برکت کرے گا۔ چنانچہ یہی ہوا، حضرت امام بخاری
رضی اللہ عنہ اس حدیث کو یہاں اس لیے لائے کہ اس میں سب کا شکم سیر ہو کر کھانا مذکور ہے۔

۵۳۸۲- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا مُغْتَمِرٌ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ: وَحَدَّثَ أَبُو غَثَمَانَ أَيُّضًا عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِينَ
وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ
مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاغٍ مِنْ
طَعَامٍ أَوْ نَحْوَهُ. فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ
مُشْرِكٌ مُشْنَعَانٌ طَوِيلٌ بَغْنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَبِيعُ أَمْ عَطِيَّةٌ؟)) أَوْ قَالَ
((هَبَةٌ)) قَالَ: لَا بَلْ يَبِيعُ قَالَ: فَاشْتَرَى
مِنْهُ شَاةً. فَصَنَعَتْ فَأَمَرَ نَبِيُّ ﷺ اللَّهُ ﷻ
بِسَوَادِ الْبَطْنِ يَشْتَوِي. وَإِمْ اللَّهُ مَا مِنْ
الْثَلَاثِينَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزُّ لَهُ حَزَّةٌ مِنْ
سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ،
وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَهَا لَهُ، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا
قَصْعَتَيْنِ، فَأَكَلْنَا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، وَفَضَّلَ
فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيرِ. أَوْ كَمَا
قَالَ. [راجع: ۲۲۱۶]

۵۳۸۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ
حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن
سلیمان نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا
کہ ابو عثمان نہدی نے بھی بیان کیا اور ان سے حضرت عبدالرحمن
بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی کریم ﷺ کے
ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کسی کے
پاس کھانا ہے۔ ایک صاحب نے اپنے پاس سے ایک صاع کے قریب
آٹا نکالا، اسے گوندھ لیا گیا، پھر ایک مشرک لبا ترنگا اپنی بکریاں ہانکتا
ہوا ادھر آگیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ بیچنے کی
ہیں یا عطیہ ہیں یا آنحضور ﷺ نے (عطیہ کے بجائے) ”ہبہ“ فرمایا۔
اس شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ بیچنے کی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے
اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور آپ نے اس کی کبھی
بھونے جانے کا حکم دیا اور قسم اللہ کی ایک سو تیس لوگوں کی جماعت
میں کوئی شخص ایسا نہیں رہا جسے آنحضرت ﷺ نے اس بکری کی کبھی کا
ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر نہ دیا ہو مگر وہ موجود تھا تو اسے وہیں دے دیا
اور اگر وہ موجود نہیں تھا تو اس کا حصہ محفوظ رکھا، پھر اس بکری کے
گوشت کو پکا کر دو بڑے کوندوں میں رکھا اور ہم سب نے ان میں
سے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی دونوں کوندوں میں کھانا بچ گیا تو میں نے
اسے اونٹ پر لاد لیا یا عبدالرحمن راوی نے ایسا ہی کوئی کلمہ کہا۔

یہ راوی کو شک ہے، یہ حدیث بیچ اور ہبہ کے بیان میں بھی گزر چکی ہے۔

۵۳۸۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ
حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا، کہا ہم سے
وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمن نے بیان

کیا، ان سے ان کی والدہ (صفیہ بنت شیبہ) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی، ان دنوں ہم پانی اور کھجور سے سیر ہو جانے لگے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ شروع زمانہ میں تو غذا کی ایسی قلت تھی کہ ہم پیٹ بھر کر نہ ملتی، پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کر دیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی کہ ہم کو کھجور باافراط پیٹ بھر کر ملنے لگی تھی۔

لشیر

باب

۷- باب

اللہ تعالیٰ کا سورہ نور میں فرمانا کہ اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج --- آخر آیت لعلکم تعقلون تک۔

﴿أَنسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ، وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ﴾
الآيَةُ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

(۵۳۸۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، انہوں نے بشیر بن یسار سے سنا، کہا کہ ہم سے سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف (سنہ ۷ھ میں) نکلے جب ہم مقام صہاء پر پہنچے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ صہاء خیبر سے دوپہر کی راہ پر ہے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی، پھر ہم نے اسی کو سوکھا پھانک لیا، پھر آنحضرت ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی، ہم نے بھی کلی کی۔ اس کے بعد آپ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا (مغرب کے لیے کیونکہ پہلے سے با وضو تھے) سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ سے اس حدیث میں یوں سنا کہ آپ نے نہ ستو کھاتے وقت وضو کیا نہ کھانے سے فارغ ہو کر۔

۵۳۸۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: يَحْتَجِي بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَعْمَانَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهَاءِ قَالَ يَحْتَجِي وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ، لَمَّا أَتَى إِلَّا بِسَوِيقٍ، فَلَكَنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْعًا. [راجع: ۲۰۹]

ایسے مواقع پر جہاں بھی کسی جگہ لفظ وضو آیا ہے وہاں اکثر جگہ وضو لغوی یعنی کلی کرنا مراد ہے۔

باب (میدہ کی باریک) چپاتیاں کھانا اور خوان (دبیز) اور دستر خوان پر کھانا

۸- باب الْخُبْزِ الْمُرْقِقِ، وَالْأَكْلِ عَلَى الْخَوَانِ وَالسُّفْرَةِ

(۵۳۸۵) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے

۵۳۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ

ہوئے تھے، اس وقت ان کاروٹی پکانے والا خادم بھی موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی چپاتی (میدہ کی روٹی) نہیں کھائی اور نہ ساری دم پختہ بکری کھائی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے۔

حدیث میں لفظ شاہ مسموطہ ہے یعنی وہ بکری جس کے بال گرم پانی سے دور کئے جائیں، پھر چمڑے سمیت بھون لی جائے۔ یہ چھوٹے بچے کے ساتھ کرتے ہیں چونکہ اس کا گوشت نرم ہوتا ہے یہ دنیا دار مغرور لوگوں کا فعل ہے۔

تشیخ

(۵۳۸۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، علی بن عبد اللہ المدینی نے کہا کہ یہ یونس اسکاف ہیں (نہ کہ یونس بن عبید بصری) ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی تشری رکھ کر (ایک وقت مختلف قسم کا) کھانا کھایا ہو اور نہ کبھی آپ نے پتلی روٹیاں (چپاتیاں) کھائیں اور نہ کبھی آپ نے میز پر کھایا۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ پھر کس چیز پر آپ کھاتے تھے؟ کہا کہ آپ سفرہ (عام دسترخوان) پر کھانا کھایا کرتے تھے۔

میز پر کھانا درست ہے مگر طریقہ سنت کے خلاف ہے، اسلام میں ساوگی ہی محبوب ہے۔

(۵۳۸۷) ہم سے سعید بن مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا مجھ کو حمید نے خبر دی اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ راستے میں قیام کیا اور میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی دعوت میں بلایا۔ آنحضرت ﷺ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھایا گیا، پھر آپ نے اس پر کھجور، پنیر اور گھی ڈال دیا اور عمرو بن ابی عمرو نے کہا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت کی، پھر ایک چمڑے کے دسترخوان پر (کھجور، گھی، پنیر ملا کر بنا ہوا) حلوہ رکھا۔

خَبَرَنَا لَهُ فَقَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ خُبْزًا مَرْقَقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً، حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

[طرفاہ فی: ۵۴۲۱، ۶۳۵۷].

۵۳۸۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ عَلِيُّ: هُوَ الْإِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلَى سُكْرُجَةٍ قَطُ، وَلَا خُبْزَ لَهُ مَرْقَقٌ قَطُ وَلَا أَكَلَ عَلَى خَوَانٍ قَطُ قِيلَ لِقَتَادَةَ: فَعَلَى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفْرِ.

[طرفاہ فی: ۵۴۱۵، ۴۶۵۰].

۵۳۸۷- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْثَمٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي بِصَفِيَّةٍ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبَسِطَتْ، فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ، وَقَالَ عَمْرُو: عَنْ أَنَسٍ بَنَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَنَعَ حَنَسًا فِي نِطْعٍ.

[راجع: ۳۷۱]

یہ اللہ کے رسول ﷺ کا ولیمہ تھا۔

۵۳۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ وَ عَنْ وَهْبِ بْنِ

(۵۳۸۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے

كَيْسَانَ قَالَ : كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُونَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُونَ : يَا ابْنَ ذَاتِ النَّطَاقِينَ، فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ : يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُونَكَ بِالنَّطَاقِينَ هَلْ تَذَرِي مَا كَانَ النَّطَاقَانِ؟ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِي شَفَقَتُهُ يَصْنَعَانِ فَأَوْكَيْتُ قَرْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحْدِهِمَا ، وَجَعَلْتُ فِي سَفَرَتِهِ آخَرَ. قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوهُ بِالنَّطَاقِينَ يَقُولُ إِيهَا: وَالْإِلَهَ تِلْكَ شِكَاةُ ظَاهِرٍ عَنْكَ عَارَهَا.

[راجع: ۲۹۹۷]

اور وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ اہل شام (حجاز بن یوسف کے فوجی) شام کے لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عار دلانے کے لیے کہنے لگے یا ابن ذات النطاقین (اے دو کمر بند والی کے بیٹے اور ان کی والدہ) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے بیٹے! یہ تمہیں دو کمر بند والی کی عار دلاتے ہیں، تمہیں معلوم ہے وہ کمر بند کیا تھے؟ وہ میرا کمر بند تھا جس کے میں نے دو ٹکڑے کر دیئے تھے اور ایک ٹکڑے سے نبی کریم ﷺ کے برتن کا منہ باندھا تھا اور دوسرے سے دسترخوان بنایا (اس میں توشہ لپیٹا) وہب نے بیان کیا کہ پھر جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اہل شام دو کمر بند والی کی عار دلاتے تھے، تو وہ کہتے ہاں۔ اللہ کی قسم یہ بیشک سچ ہے اور وہ یہ مصرعہ پڑھتے تھیں تھیں کہ شکاک ظاہر منک عارہا یہ تو ویسا طعن ہے جس میں کچھ عیب نہیں ہے۔

تشیع یہ ابو ذؤیب شاعر کے قصیدے کا مصرعہ ہے۔ اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے وعیرنی الواشون انی احبھا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث لا کر ثابت کیا کہ دسترخوان کپڑے کا بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے شب ہجرت میں اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے آپ کے پانی کا مشکیزہ باندھا اور دوسرے سے آپ کا توشہ لپیٹا۔ اس دن سے ان کا لقب ذات النطاقین (دو کمر بند والی) ہو گیا تھا۔

(۵۳۸۹) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ام حفیدہ بنت حارث بن حزن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو گھی، پنیر اور ساہنہ ہدیہ کے طور پر بھیجی۔ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو بلایا اور انہوں نے آپ کے دسترخوان پر ساہنہ کو کھلایا لیکن آپ نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا جیسے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں لیکن اگر ساہنہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر کھلایا نہ جاتا اور نہ آپ انہیں کھانے کے لیے فرماتے۔

۵۳۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حَفِيدَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ بِنِ حَزْنِ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضْبًا، فَذَعَا بِهِنَ فَأَكَلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ، وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمُتَقَدِّرِ لَهُنَّ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أَكَلْنَ عَلَى مَائِدَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ. [راجع: ۲۵۷۵]

تشیع بلکہ منع فرماتے۔ اس سے خفیہ کا رد ہوتا ہے جو ساہنہ کو حرام جانتے ہیں۔ پورا بیان آگے آئے گا، ان شاء اللہ۔ یہاں یہ حدیث اس لیے لائے کہ اس میں دسترخوان پر کھانے کا ذکر ہے۔

(۵۳۹۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے بشیر بن یسار نے، انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام صہبا میں تھے۔ وہ خیبر سے ایک منزل پر ہے۔ نماز کا وقت قریب تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھانک لیا اور ہم نے بھی پھانکا پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے (اس نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کھانا (جو پہچانا نہ جاتا) نہ کھاتے جب تک لوگ بتلا نہ دیتے کہ یہ فلاں کھانا ہے اور آپ کو جب تک معلوم نہ ہو جاتا نہ کھاتے تھے

(۵۳۹۱) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن یحییٰ نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے ابوامامہ بن سل بن حنیف انصاری نے خبر دی، انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے لقب سے مشہور ہیں، خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے۔ ام المؤمنین ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں۔ ان کے یہاں بھنا ہوا ساہنہ موجود تھا جو ان کی بہن حفیدہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھیں۔ انہوں نے وہ بھنا ہوا ساہنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلاں کھانا ہے لیکن اس دن آپ نے بھنے ہوئے ساہنے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

۵۳۹۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَعْمَانَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلَى رَوْحَةٍ مِنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَدَعَا بِطَعَامٍ، فَلَمْ يَجِدْهُ إِلَّا سَوِيقًا، فَلَاكَ مِنْهُ، فَلَكُنَّا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمُضْمَضٌ ثُمَّ صَلَّى وَصَلَيْنَا، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۹]

۱۰- باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُسَمَّى لَهُ فَيَعْلَمَ مَا هُوَ

۵۳۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَه ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَخْضُودًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حَفِيدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، فَقَدِمَتْ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ قَلَمًا يَقْدَمُ يَدَهُ لَطْعَامٍ حَتَّى يُحَدِّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ، فَأَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا قَدِمْتُ

بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ ساہنہ ہے، یا رسول اللہ! (یہ سن کر) آپ نے اپنا ہاتھ ساہنہ سے ہٹا لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ! کیا ساہنہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ میرے ملک میں چونکہ نہیں پایا جاتا، اس لیے طبیعت پسند نہیں کرتی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھایا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

اس سے صاف ساہنہ کی حلت قطعی ہے۔ قسطلانی نے کہا ائمہ اربعہ اس کی حلت کے قائل ہیں اور طحاوی نے جو حنفی ہیں، اس کی حلت کو ترجیح دی ہے مگر متاخرین حنفیہ جیسے صاحب ہدایہ نے اس کو مکرمہ لکھا ہے اور ابو داؤد کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صُب کھانے سے منع فرمایا مگر یہ حدیث ضعیف ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر قلیل استدلال نہیں ہے۔ بیان میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ لبابہ صغریٰ تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ لبابہ کبریٰ تھیں۔ یہ دونوں حارث کی بیٹی ہیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔

باب ایک آدمی کا پورا کھانا دو کے لیے کافی ہو سکتا ہے

(۵۳۹۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے۔

یعنی دو کے کھانے پر تین آدمی اور تین کے کھانے پر چار آدمی قناعت کر سکتے ہیں۔ بظاہر حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے مگر حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام مسلم نے نکالا ہے۔ اس میں صاف یوں ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے (اور کافرسات آنتوں میں) اس باب میں ایک حدیث مرفوع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

(۵۳۹۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد بن

لہ، هُوَ الصُّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ الصُّبِّ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: أَحَرَامُ الصُّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجْدُنِي أَعَاظُهُ)). قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَزْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ. [طرمہ فی : ۵۴۰۰، ۵۵۳۷].

۱۱- باب طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ

۵۳۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ح. مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ)).

۱۲- باب الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعِي وَاحِدٍ.

فِيهِ : أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۳۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد نے، ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے، جب تک ان کے ساتھ کھانے کے لیے کوئی مسکین نہ لایا جاتا۔ ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ کھانے کے لیے ایک شخص کو لایا کہ اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ بعد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آئندہ اس شخص کو میرے ساتھ کھانے کے لیے نہ لانا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا اور کافر ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اسوہ پر عمل کرنے کی سعادت عطا کرے کہ کھانے کے وقت کسی نہ کسی مسکین کو یاد کر لیا کریں

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(۵۳۹۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں عبید اللہ عمری نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق (عبیدہ نے کہا کہ) مجھے یقین نہیں ہے کہ ان میں سے کس کے متعلق عبید اللہ نے بیان کیا کہ وہ ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے اور ابن بکیر نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کی طرح بیان فرمایا۔

حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مومن کم کھاتا ہے۔ ایک کی بہت زیادہ پر خوری کو بیان کرنے کے لیے یہ تشبیہ اختیار کی گئی ہے۔

(۵۳۹۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے کہ ابو نہیک بڑے کھانے والے آدمی تھے۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابو نہیک نے اس پر عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔

عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمَسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَكَلَ كَثِيرًا. فَقَالَ : يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هَذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعَى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءَ)). [طرفاء فی : ۵۳۹۴، ۵۳۹۵].

۵۳۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعَى وَاحِدٍ، وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوْ الْمُنَافِقَ)) فَلَا أَذْرِي أَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ يَأْكُلُ ((فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءَ)). وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع : ۵۳۹۳]

۵۳۹۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَالٍ : كَانَ أَبُو نَهَيْكٍ رَجُلًا أَكُولًا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءَ))، فَقَالَ فَأَنَا أَوْ مِنْ بِلِلَّهِ وَرَسُولِهِ. [راجع : ۵۳۹۴]

تشیع سات آنتوں میں کھانے اور ایک آنت میں کھانے سے جو کچھ اللہ اور رسول کی مراد ہے بغیر کرید کے میرا اس پر ایمان ہے، اس میں رو ہے ان لوگوں کا بھی جنہوں نے قول اطباء سے صرف چھ آنتوں کا ہونا نقل کیا ہے۔ حالانکہ اطباء کے قول کے آگے رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ایک مومن مسلمان کے لیے بہت بڑی حقیقت رکھتا ہے۔ پس آما بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۳۹۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِي مِعَى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءَ)).

۵۳۹۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔

[طرفہ فی : ۵۳۹۷]

حدیث کا مضمون بطور اکثر کے ہے نہ یہ کہ بہت کھانے والے کافر ہی ہوتے ہیں۔ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں مگر کم کھانے ہی بہتر ہے۔

۵۳۹۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا يَأْكُلُ أَكْثَلًا كَثِيرًا، فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْثَلًا قَلِيلًا، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعَى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءَ)). [راجع : ۵۳۹۶]

۵۳۹۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب بہت زیادہ کھانا کھایا کرتے تھے، پھر وہ اسلام لائے تو کم کھانے لگے۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔

تشیع اس حدیث کی شرح میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر کی تمام تر حرص پیٹ ہوتا ہے اور مومن کا اصل مقصود آخرت ہوا کرتی ہے۔ پس مومن کی شان یہی ہے کہ کھانا کم کھانا ایمان کی عمدہ سے عمدہ خلعت ہے اور زیادہ کھانے کی حرص کفر کی خلعت ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ)

باب تکیہ لگا کر کھانا کیسا ہے؟

۵۳۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ سَمِعْتُ أَبَا جَحِيفَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنِّي لَا أَكُلُ مُتَكِنًا)).

۵۳۹۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے علی ابن الاقمر نے کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

۵۳۹۹- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۵۳۹۹) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر

دی، انہیں منصور نے، انہیں علی ابن الاقرنے اور ان سے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس موجود تھے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْرَنِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ : ((لَا أَكُلُ وَأَنَا مُتَكِيٌّ)). [طرفہ فی : ۵۳۹۹].

ہر دو احادیث سے تکیہ لگا کر کھانا منع ثابت ہوا لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے مگر خود آنحضرت ﷺ کا فعل موجود ہے جس کے آگے دیگر کچھ۔

باب بھنا ہوا گوشت کھانا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان پھر وہ بھنا ہوا پکھڑالے کر آئے لفظ حنیذ کے معنی بھنا ہوا ہے

۱۴- باب الشَّوَاءِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيدٍ﴾ أَيْ مَشْوِيٍّ

(۵۴۰۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوامامہ بن سہل نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے بھنا ہوا ساہنہ پیش کیا گیا تو آپ اسے کھانے کے لیے متوجہ ہوئے۔ اسی وقت آپ کو بتایا گیا کہ یہ ساہنہ ہے تو آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا کہ نہیں لیکن چونکہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس لیے طبیعت اسے گوارا نہیں کرتی۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا اور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے ”ضب محنوذ“ (یعنی بھنا ہوا ساہنہ ضب مشوی کی جگہ محنوذ نقل کیا، دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے)

۵۴۰۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ : أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بَضْبٌ مَشْوِيٌّ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ، فَقِيلَ لَهُ : إِنَّهُ ضَبٌّ، فَأَمْسَكَ يَدَهُ. فَقَالَ خَالِدٌ : أَحْرَامٌ هُوَ؟ قَالَ : ((لَا، وَلَكِنَّهُ لَا يَكُونُ بَارِضٌ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَغَاةً)). فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ. قَالَ مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بَضْبٌ مَحْنُودٌ.

[راجع : ۵۳۹۱]

باب کا مطلب حضرت امام بخاری نے اس حدیث سے یوں نکالا کہ صرف ساہنہ ہونے کی وجہ سے وہ گوشت آپ نے چھوڑ دیا ورنہ کھانے کو بھنا گوشت کھانا ثابت ہوا۔

باب خنزیرہ کا بیان اور نضر بن شمیم نے کہا کہ خنزیرہ بھوسی سے بنتا ہے اور حریرہ دودھ سے

۱۵- باب الْخَزِيرَةِ. قَالَ النَّضْرُ : الْخَزِيرَةُ مِنَ النَّحَالَةِ وَالْخَزِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ

اکثر نے کہا کہ حریرہ آٹا سے بنایا جاتا ہے اور خنزیرہ جو آٹے اور گوشت کے ٹکڑوں سے پتلا پتلا حریرہ کی طرح بنایا جاتا ہے اگر گوشت نہ ہو خالی آٹا ہو تو وہ حریرہ ہے۔

(۵۴۰۱) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، ان سے امام لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا،

۵۴۰۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ :

انہیں محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی کہ عتب بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور قبیلہ انصار کے ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری آنکھ کی بصارت کمزور ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ برسات میں وادی جو میرے اور ان کے درمیان حائل ہے، بننے لگتی ہے اور میرے لیے ان کی مسجد میں جانا اور ان میں نماز پڑھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے یا رسول اللہ! میری یہ خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں اور میرے گھر میں آپ نماز پڑھیں تاکہ میں اسی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ میں جلد ہی ایسا کروں گا۔ حضرت عتب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چاشت کے وقت جب سورج کچھ بلند ہو گیا تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے آپ کو اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں بلکہ گھر میں داخل ہو گئے اور دریافت فرمایا کہ اپنے گھر میں کس جگہ تم پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور (نماز کے لیے) تکبیر کی۔ ہم نے بھی (آپ کے پیچھے) صف بنائی۔ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت (نفل) نماز پڑھی پھر سلام پھیرا اور ہم نے آنحضرت ﷺ کو خزیرہ (حریرہ کی ایک قسم) کے لیے جو آپ کے لیے ہم نے بنایا تھا روک لیا۔ گھر میں قبیلہ کے بہت سے لوگ آکر جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا مالک بن دحس رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اس پر کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے اسے محبت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، یہ نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے اقرار کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور اس سے ان کا مقصد صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ ان صحابی نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ عُتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَأَنَا أَصْلِي لِقَوْمِي، فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ، فَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًى. فَقَالَ: ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). قَالَ عُتْبَانُ: فَقَدَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَذِنَتْ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أَصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ، فَصَفَّفْنَا، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَسَنَاهُ عَلَى خَزِيرِ صَنْعَانَهُ، فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رَجُلَانِ مِنَ أَهْلِ الدَّارِ ذُوو عَدَدٍ، فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّحْسَنِ! فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ، لَا يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقُلْ، أَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ. قَالَ: قُلْنَا فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ:

راوی نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) لیکن ہم ان کی توجہ اور ان کا لگاؤ منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ نے دوزخ کی آگ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا ہو اور اس سے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہو۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے ایک فرد اور ان کے سردار تھے۔ محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ دوزخ حرام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ طبقہ مومن پر حرام ہے جس میں کافر اور منافق رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ کے لیے رہنا مسلمان پر حرام ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کسی معقول شرعی وجہ کے بغیر کافر قرار دینا جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ کفر خود کئے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

باب پنیر کا بیان

اور حمید نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو (دعوت ولیمہ میں) کھجور، پنیر اور گھی رکھا اور عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (کھجور، پنیر اور گھی کا) لمبیدہ بنایا تھا۔

(۵۴۰۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بثر نے، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میری خالہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ساہنہ کا گوشت، پنیر اور دودھ ہدیا پیش کیا تو ساہنہ کا گوشت آپ کے دسترخوان پر رکھا گیا اور اگر ساہنہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر نہیں رکھا جاسکتا تھا لیکن آپ نے دودھ پیا اور پنیر کھایا۔

مگر ساہنہ کا گوشت آپ کو پسند نہیں آیا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھا لیا جس سے صاف ساہنہ کے کھانے کا جواز ثابت ہوا۔

باب چقندر اور جو کھانے کا بیان

(۵۴۰۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو جازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں جمعہ کے دن بڑی

((فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَّبِعِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ؟)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : ثُمَّ سَأَلْتُ الْحَصِينَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ، فَصَدَّقَهُ.

[راجع: ۴۲۴]

۱۶- باب الأقط

وَقَالَ حُمَيْدٌ: سَمِعْتُ أَنَسًا: بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِصَفِيَّةٍ، فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالْأَقْطَ وَالسَّمْنَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ حَنَسًا.

۵۴۰۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهَذَتْ خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صَبَابًا وَأَقْطًا وَلَبَنًا، فَوَضَعَ الصَّبُّ عَلَى مَا بِيَدَيْهِ، فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يَوْضَعْ، وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَأَكَلَ الْأَقْطَ. [راجع: ۲۵۷۵]

۱۷- باب السَّلْقِ وَالشَّعِيرِ

۵۴۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ

خوشی رہتی تھی۔ ہماری ایک بوڑھی خاتون تھیں وہ چقدر کی جڑیں لے کر اپنی ہانڈی میں پکاتی تھیں، اوپر سے کچھ دانے جو کے اس میں ڈال دیتی تھی۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر ان کی ملاقات کو جاتے تو وہ ہمارے سامنے یہ کھانا رکھتی تھیں۔ جمعہ کے دن ہمیں بڑی خوشی اسی وجہ سے رہتی تھی۔ ہم نماز جمعہ کے بعد ہی کھانا کھایا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم نہ اس میں چربی ہوتی تھی نہ گھی اور جب بھی ہم مزے سے اس کو کھاتے۔

معلوم ہوا کہ چقدر جیسی سبزی میں جو جیسی اجناس ملا کر دلیہ بنایا جائے تو وہ مزیدار قسم کا کھجور بن سکتا ہے۔ ابتدائی دور میں جب مہاجرین مدینہ میں آئے اور تنگ دستی کا عالم تھا، ایسی پر غلوص دعوت بھی ان کے لیے باغیت تھی۔

۱۸- باب النَّهْسِ، وَأَنْتِشَالِ اللَّحْمِ

باب گوشت کے پکنے سے پہلے اسے ہانڈی سے نکال کر کھانا

اور منہ سے نوچنا

(۵۴۰۴) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے شانے کی بڑی کا گوشت کھایا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ آپ نے (نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا اور (اسی سند سے)

(۵۴۰۵) ایوب اور عاصم سے روایت ہے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پکتی ہوئی ہنڈیا میں سے ادھ کچی بوٹی نکالی اور اسے کھایا پھر نماز پڑھا لی اور نیا وضو نہیں کیا۔

طاقت کے لحاظ سے ایسا گوشت کھانا زیادہ مفید ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا گوشت کھانے سے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے ہاں لغوی وضو نہ دھونا کلی کرنا منہ صاف کرنا ضروری ہے اسے لغوی وضو کہا گیا ہے۔

باب بازو کا گوشت نوچ کر کھانا درست ہے

(۵۴۰۶) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عثمان ابن عمر نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار مدنی نے، کہا ہم سے عبد اللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے

بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ، كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَأْخُذُ أَصُولَ السَّلَقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرِ لَهَا، فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَاتٍ مِنْ شَعِيرٍ، إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا، وَكُنَّا نَفْرُحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ، وَمَا كُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَاللَّهِ مَا فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ. [راجع: ۹۳۸]

۵۴۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَعَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفًا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۷]

۵۴۰۵- وَعَنْ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ائْتِشَلِ النَّبِيَّ ﷺ عَرَقًا مِنْ قِدْرِ فَأَكُلْ، ثُمَّ صَلِّ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۷]

۱۹- باب تَعَرَّقِ الْعَصْدِ

۵۴۰۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

نَحْوُ مَكَّةَ. [راجع: ۱۸۲۱]

۵۴۰۷- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ نَازِلٌ أَمَامَنَا، وَالْقَوْمُ مُخْرَمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُخْرِمٍ. فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَخَشِيئًا، وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي لَهُ، وَأَحْبُوا أَنِّي أَبْصَرْتُهُ، فَالْتَفْتُ فَأَبْصَرْتُهُ، فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ، وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ لَا نَعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ. فَغَضِبْتُ فَزَلْتُ فَأَخَذْتُهِمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَفَعَّرْتُهُ، ثُمَّ جَنْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ، فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرْمٌ، فَرُخْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضْدَ مَعِي. فَأَذَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) فَأَوَّلَتْهُ الْعَضْدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى تَعْرِفَهَا وَهُوَ مُخْرِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

[راجع: ۱۸۲۱]

(صلح حدیبیہ کے موقع پر) دوسری سند

(۵۴۰۷) اور مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اوسکی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ اسلمی نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں ایک منزل پر بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ہمارے آگے پڑا دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت میں تھے لیکن احرام میں نہیں تھا۔ لوگوں نے ایک گور خر کو دیکھا۔ میں اس وقت اپنا جوتا ٹانگنے میں مصروف تھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس گور خر کے متعلق بتایا کچھ نہیں لیکن چاہتے تھے کہ میں کسی طرح دیکھ لوں۔ چنانچہ میں متوجہ ہوا اور میں نے اسے دیکھ لیا، پھر میں گھوڑے کے پاس گیا اور اسے زین پہنا کر اس پر سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور نیزہ بھول گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کوڑا اور نیزہ مجھے دے دو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ہم تمہاری شکار کے معاملہ میں کوئی مدد نہیں کریں گے۔ (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں غصہ ہو گیا اور میں نے اتر کر خود یہ دونوں چیزیں اٹھائیں پھر سوار ہو کر اس پر حملہ کیا اور اسے ذبح کر لیا۔ جب وہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے ساتھ لایا پھر اسے پکا کر میں نے اور سب نے کھایا لیکن بعد میں انہیں شبہ ہوا کہ احرام کی حالت میں اس (شکار کا گوشت) کھانا کیسا ہے؟ پھر ہم روانہ ہوئے اور میں نے اس کا گوشت چھپا کر رکھا۔ جب ہم آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے دریافت فرمایا، تمہارے پاس کچھ بچا ہوا بھی ہے؟ میں نے وہی دست پیش کیا اور آپ نے بھی اسے کھایا۔ یہاں تک کہ اس کا گوشت آپ نے اپنے دانتوں سے کھینچ کھینچ کر کھایا اور آپ احرام میں تھے۔ محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے یہ واقعہ بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح سارا واقعہ بیان کیا۔

تشیخ گوشت چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ایک حدیث میں مروی ہے مگر ابو قتادہ نے کہا کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔ حافظ نے کہا اس کا ایک شاہد اور ہے جسے ترمذی نے صفوان بن امیہ سے نکالا کہ گوشت کو منہ سے نوچ کر کھاؤ وہ جلدی ہضم ہو گا۔ اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مافی الباب یہ ہے کہ منہ سے نوچ کر کھانا اولیٰ ہو گا۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں جب گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہو تو روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہو گی۔ اسی طرح کانٹے سے کھانا بھی درست ہو گا۔ اسی طرح چچے سے بھی اور جن لوگوں نے ان باتوں میں تشدد اور غلو کیا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بتایا ہے میں ان کا یہ تشدد ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کافروں کی مشابہت کرنا تو منع ہے مگر یہ وہی مشابہت ہے جو ان کے مذہب کی خاص نشانی ہو جیسے صلیب لگانا یا انگریزوں کی ٹوپی پہننا لیکن جب کسی کی نیت مشابہت کی نہ ہو، یہی لباس مسلمانوں میں بھی رائج ہو مثلاً ترک یا ایران کے مسلمانوں میں تو اس کو مشابہت میں داخل نہیں کر سکتے اور نہ ایسے کھانے پینے لباس کو فروغی باتوں کی وجہ سے مسلمان کے کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں (وحیدی) مگر مسلمان کے لیے دیگر اقوام کی مخصوص عادات و غلط روایات سے بچنا ضروری ہے۔

باب گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا

(۵۴۰۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے خبر دی، انہیں ان کے والد عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے گوشت اور وہ چھری جس سے گوشت کی بوٹی کاٹ رہے تھے، ڈال دی اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، پھر آپ نے نماز پڑھی اور آپ نے نیا وضو نہیں کیا (کیونکہ آپ پہلے ہی وضو کئے ہوئے تھے)

باب رسول کریم ﷺ نے کبھی کسی قسم کے کھانے میں کوئی

عیب نہیں نکالا ہے

(۵۴۰۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعش نے، انہیں ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوا تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

معلوم ہوا کہ کھانے کا عیب بیان کرنا جیسے یوں کہنا کہ اس میں نمک نہیں ہے یا پھیکا ہے یا نمک زیادہ ہے۔ یہ ساری باتیں مکروہ ہیں۔ پکانے اور ترکیب میں کسی نقص کی اصلاح کرنا مکروہ نہیں ہے۔

۲۰۔ باب قَطَعَ اللَّحْمَ بِالسَّكِينِ

۵۴۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ شاةٍ فِي يَدِهِ، فَدَعَا إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْفَأَ وَالسَّكِينِ الَّتِي يَخْتَرُ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[راجع: ۲۰۸]

۲۱۔ باب مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ

طَعَامًا

۵۴۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

[راجع: ۳۵۶۳]

تشیخ

۲۲- باب النّفخ فی الشّعیر

باب جو کو پیس کر منہ سے پھونک کر اس کا بھوسہ اڑا دینا

درست ہے

(۵۴۱۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف لیشی) نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میدہ دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم جو کے آٹے کو چھانتے تھے؟ کہا نہیں، بلکہ ہم اسے صرف پھونک لیا کرتے تھے۔

[طرفہ فی : ۵۴۱۳] اس قسم کا آٹا کھانا باعث صحت اور مفید ہے۔ میدہ اکثر قبض کرتا اور بواسیر کا باعث بنتا ہے۔ خاص طور پر آج کل جو غیر ملکی میدہ آرہا ہے جس میں خدا جانے کن کن چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے یہ سخت ثقیل اور باعث صدمات امراض ثابت ہو رہا ہے۔
الامشاء اللہ۔

۲۳- باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ

باب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

خوراک کا بیان

(۵۴۱۱) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عباس جریری نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کھجور تقسیم کی اور ہر شخص کو سات کھجوریں دیں۔ مجھے بھی سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ ان میں ایک خراب تھی (اور سخت تھی) لیکن مجھے وہی سب سے زیادہ اچھی معلوم ہوئی کیونکہ اس کا چبانا مجھ کو مشکل ہو گیا۔

۵۴۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَانِي سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَقَةٌ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِنَّ تَمْرَةٌ أَغْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا، شَدَّتْ. فِي مِصَاغِي. [طرفہ فی : ۵۴۱۱م]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایسی تنگی تھی کہ سات کھجوریں ایک آدمی کو بطور راشن ملتی اور ان میں بھی بعض خراب اور سخت ہوتی مگر ہم سب اسی پر خوش رہا کرتے تھے۔ اب بھی مسلمانوں کا فرض ہے کہ تنگی و فراخی ہر حال میں خوش رہیں۔

(۵۴۱۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے حضرت سعد

۵۴۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُنِي

سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحَبَلَةِ، أَوْ الْحَبَلَةِ حَتَّى يَصْنَعَ أَحَدُنَا مَا تَصْنَعُ الشَّاةُ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ، خَسِرْتُ إِذَا وَضِلْتُ سَعْيِي.

بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان سات آدمیوں میں سے ساتواں پایا (جنہوں نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا تھا) اس وقت ہمارے پاس کھانے کے لیے یہی کیکر کے پھل یا پتے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کا پانچواں بھی بکری کی میٹنیوں کی طرح ہو گیا تھا یا اب یہ زمانہ ہے کہ بنی اسد قبیلے کے لوگ مجھ کو شریعت کے احکام سکھلاتے ہیں۔ اگر میں ابھی تک اس حال میں ہوں کہ بنی اسد کے لوگ مجھ کو شریعت کے احکام سکھلائیں تب تو میں تباہ ہی ہو گیا میری محنت برباد ہو گئی۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ وہاں بنو اسد کے لوگوں نے حضرت عمرؓ سے ان کی یہ شکایت کی کہ ان کو نماز اچھی طرح پڑھنی نہیں آتی۔ حضرت سعدؓ نے ان کا رد کیا کہ اگر مجھ کو اب تک نماز پڑھنی بھی نہیں آئی حالانکہ میں قدیم الایام کا مسلمان ہوں کہ جب میں مسلمان ہوا تھا تو کل چھ آدمی مسلمان تھے تو تم لوگوں کو نماز پڑھنا کیسے آگیا تم تو کل مسلمان ہوئے ہو۔ بنو اسد کی سب شکایتیں غلط تھیں اور حضرت سعدؓ پر ان کا اعتراض کرنا ایسا تھا کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات، خطائے بزرگاں گرفتِ خطا است (وحیدی)

۵۴۱۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَغْفُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ : سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ : هَلْ أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّقِي؟ فَقَالَ سَهْلٌ : مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ. قَالَ : فَقُلْتُ : هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنَاحِلُ؟ قَالَ : مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنَاحِلًا مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ، قَالَ قُلْتُ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْحُولٍ؟ قَالَ : كُنَّا نَطْحُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ۵۴۱۰]

۵۴۱۳ (ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میدہ کھایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا اس وقت سے وفات تک آنحضرت ﷺ نے میدہ دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں آپ کے پاس چھلنیاں تھیں۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو نبی بنایا اس وقت سے آپ کی وفات تک آنحضرت ﷺ نے چھلنی دیکھی بھی نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے پوچھا آپ لوگ پھر بغیر چھنا ہوا جو کس طرح کھاتے تھے؟ بتلایا ہم اسے پیس لیتے تھے پھر اسے پھونکتے تھے جو کچھ اڑتا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی رہ جاتا اسے گوندھ لیتے (اور پکا کر) کھا لیتے تھے۔

تشریح سنت نبوی کا تقاضا یہی ہے کہ ہر مسلمان اب بھی ایسی ہی سادہ زندگی پر صابر و شاکر رہے جس میں دین و دنیا ہر دو کا بھلا ہے۔

۵۴۱۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں روح بن عبادہ

نے خبر دی، ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے ان کو کھانے پر بلایا لیکن انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ نے کبھی جو کی روٹی بھی آسودہ ہو کر نہیں کھائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا حال یاد کر کے اس کا کھانا گوارا نہ کیا اور چونکہ یہ ولیہ کی دعوت نہ تھی اس لیے اس کا قبول کرنا بھی ضروری نہ تھا۔

(۵۴۱۵) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے یونس بن ابی القرات نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ تشری میں دو چار قسم کی چیزیں رکھ کر کھائے اور نہ کبھی چپاتی کھائی۔ میں نے قتادہ سے پوچھا، پھر آپ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ بتلایا کہ سفر (چمڑے کے دسترخوان) پر۔

(۵۴۱۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد ﷺ نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

آپ بہت کم کھانا پسند فرماتے تھے۔ یہی حال آپ کی آل پاک کا تھا۔ یہاں اکثر سے یہی مراد ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو اپنے رسول ﷺ کی ہر قسم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ خاص طور پر مدعیان علم و فضل کو جو کثرت خوری میں بدنام ہیں جیسے اکثر پیر زادے سجادہ نشین جو بکثرت کھا کھا کر کیم و تخیم بن جاتے ہیں، الاما شاء اللہ۔

باب تلبینہ یعنی حریرہ کا بیان

(۵۴۱۷) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے، ان سے ابن شہاب زہری نے،

أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَدَعَوْهُ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْتَبِعْ مِنَ الْخَبْزِ الشَّعِيرِ.

۵۴۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ، وَلَا فِي سَكْرَجَةٍ، وَلَا خَبْزَ لَهُ مُرَقَّقٌ. قُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَلَى مَا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفْرِ.

۵۴۱۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبَرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تَبَاغَا حَتَّى قُبِضَ.

[۶۴۵۴: طرفہ فی]

تَشْبِیح

۲۴- باب التَّلْبِينَةِ

۵۴۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

ان سے عروہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں۔ صرف گھروالے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ وہ پکایا جاتا پھر ٹرید بنایا جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا۔ پھر اہل المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔

غُرُورَةٌ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ، إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِرُومَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصَبَّتِ التَّلْبِينَةَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((التَّلْبِينَةُ مَجْمَعَةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزَنِ)).

[طرفاء فی: ۵۶۸۹، ۵۶۹۰].

تلبینہ آلے اور دودھ سے یا بھوسی اور دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں شد بھی ڈالتے ہیں اور گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر پکائیں تو اسے ٹرید کہتے ہیں اور کبھی اس میں گوشت بھی شریک رہتا ہے۔

باب ثرید کے بیان میں

۲۵- باب الثرید

(۵۴۱۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندم نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ جملی نے بیان کیا، ان سے مرہ ہدانی نے، ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مردوں میں تو بہت سے کامل ہوئے لیکن عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے سوا اور کوئی کامل نہیں ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

۵۴۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْوَةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مَرْوَةَ الِهْمْدَانِيَّةِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَأَسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

[راجع: ۳۴۱۱]

یہودی حضرت مریم علیہا السلام کو نوحہ باللہ برے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان کو صدیقہ کے لفظ سے موسوم فرمایا اور ان کی فضیلت میں یہ حدیث وارد ہوئی۔ اس طرح انجیل یوحنا ۱۹ باب کا وہ فقرہ نبی کریم ﷺ پر ہی صادق ہوا کہ وہ میری بزرگی کرے گا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون کا مقام بھی بہت اعلیٰ ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام رفیع کا کیا کہنا ہے۔

(۵۴۱۹) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو طوالة نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

۵۴۱۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي طَوَالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى

النَّسَاءِ كَفَضَلَ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))

۵۴۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبِيرٍ، سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الْأَشْهَلِيَّ بْنَ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى غُلَامٍ لَهُ خِيَاطٌ، فَقَدِمَ إِلَيْهِ قُصْعَةٌ فِيهَا ثَرِيدٌ، قَالَ: وَأَقْبَلَ عَلَى عَمَلِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّبِعُ الدُّبَاءَ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَّبَعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ بَعْدَ أُحِبُّ الدُّبَاءَ. [راجع: ۲۰۹۲]

ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔
(۵۴۲۰) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابو حاتم اشہل ابن حاتم سے سنا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے شامہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک غلام کے پاس گیا جو درزی تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ بیان کیا کہ پھر وہ اپنے کام میں لگ گئے۔ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس میں سے کدو تلاش کرنے لگے۔ کہا کہ پھر میں بھی اس میں سے کدو تلاش کر کر کے آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھنے لگا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد سے میں بھی کدو بہت پسند کرتا ہوں۔

تشریح ثرید بہترین کھانا ہے جو سرج البضم اور جید الکیموس اور مقوی ہے اور کدو ایک نہایت عمدہ ترکاری ہے۔ گرم ملکوں میں جیسا کہ عرب ہے اس کا کھانا بہت ہی مفید ہے۔ حرارت، بھر اور تشنگی کو رفع کرتا ہے اور قابض نہیں ہے نہ ریاخ پیدا کرتا ہے۔ جلد جلد ہضم ہونے والی اور بہترین غذا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے پسند فرمانے کی وجہ سے اہل ایمان کے لیے بہت ہی پسندیدہ ہے اور ہم خرم و ہم ثواب کا مصداق ہے جو چیز رسول کریم ﷺ پسند فرمائیں اس کو ہر حال پسند کرنا دلیل ایمان ہے۔ تعجب ہے ان مقلدین جاہلین پر جو بظاہر محبت رسول ﷺ کا دم بھرتے اور عملاً بہت سی سنن نبوی سے نہ صرف محروم بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ ایسے مقلدین کو سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔

باب کھال سمیت بھنی ہوئی بکری اور شانہ اور پسلی کے

۲۶- باب شاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَثِيفِ

گوشت کا بیان

وَالْجَنْبِ

(۵۴۲۱) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی روٹی پکانے والا ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی پتلی روٹی (چپاتی) دیکھی ہو۔ یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے اور نہ آنحضرت ﷺ نے کبھی مسلم بھنی ہوئی بکری دیکھی۔

۵۴۲۱- حَدَّثَنَا هُدَبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَخَبَازَهُ قَائِمًا، قَالَ: كُلُوا، فَمَا أَعْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ، وَلَا رَأَى شاةً سَمِيطًا بَعَيْنِهِ قَطُّ. [راجع: ۵۵۸۵]

(۵۴۲۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں جعفر بن عمر بن امیہ ضمری نے، انہیں ان کے والد نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں

۵۴۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةِ الضَّمَرِيِّ عَنْ

نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے شانہ میں سے گوشت کاٹ رہے تھے، پھر آپ نے اس میں سے کھایا، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور چھری ڈال دی اور نماز پڑھی لیکن نیا وضو نہیں کیا۔

أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا، فَدَعَا إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَامَ فَطَرَحَ السَّكِينَ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[راجع: ۲۰۸]

باب سلف صالحین اپنے گھروں میں اور سفروں میں جس طرح کا کھانا میسر ہوتا اور گوشت وغیرہ محفوظ رکھ لیا کرتے تھے اور حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر ہجرت کے لیے) توشہ تیار کیا تھا (جسے ایک دسترخوان میں باندھ دیا گیا تھا)

۲۷- باب مَا كَانَ السَّلَفُ يَذْخِرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ: صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ سَفْرَةً.

شیخ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے جن کا سلسلہ نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ رجال میں سب سے پہلے یہی اسلام لائے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول کریم ﷺ سے شوال سنہ ۱۰ نبوی میں مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی شوال سنہ ۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ یہی وہ خاتون عظمیٰ ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ یہی وہ طیبہ خاتون ہیں جن کا پہلا نکاح صرف رسول کریم ﷺ سے ہی ہوا۔ ان کے فضائل سیر و احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ علم و فضل و تدین و تقویٰ و سخاوت میں بھی یہ بے نظیر مقام رکھتی تھیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک دن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار درہم راہ اللہ میں تقسیم فرمادیئے، خود ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا کرتا تھا۔ ایک اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں بھیجے۔ انہوں نے سب اسی روز راہ اللہ صدقہ کر دیئے۔ اس دن آپ روزہ سے تھیں۔ شام کو لونڈی نے سوکھی روٹی سامنے رکھ دی اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ سالن کے لیے کچھ درہم بچا لیتیں تو میں سالن تیار کر لیتی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تو خیال نہ رہا، تجھے یاد دلادیتا تھا۔ علامہ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے فضائل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر دو میں الگ الگ ایسی ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بنا پر ہم دونوں ہی کو بہت اعلیٰ و افضل یقین رکھتے ہیں۔ کتب احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ۱۷۳ احادیث متفق علیہ ہیں اور صرف بخاری شریف میں ۵۴ اور صرف مسلم میں ۶۷ اور دیگر کتب احادیث میں ۲۰۱۷ احادیث مروی ہیں۔ فتاویٰ شرعیہ اور حل مشکلات علمیہ اور بیان روایات عربیہ اور واقعات تاریخیہ کا شمار ان کے علاوہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل میں شرکت کی۔ آپ اس میں ایک اونٹ کے ہودج میں سوار تھیں، اسی لیے یہ جنگ جمل کے نام مشہور ہوئی۔ مقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھا۔ جنگ کے خاتمہ پر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ میری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکر رنجی ایسی ہی ہے جیسے عموماً بھاج اور دیور میں ہو جایا کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہی بات ہے۔ علامہ ابن حزم اور علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ فریقین میں سے کوئی بھی آغاز جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر چند شریروں نے جو قتل عثمانی میں ملوث تھے، اس طرح جنگ کرا دی کہ رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ وہ سمجھے کہ یہ فعل بحکم و بعلم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوا ہے۔ انہوں نے بھی مدافعت میں حملہ کیا اور جنگ برپا ہو گئی۔ علامہ ابن حزم مزید لکھتے ہیں

کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے جملہ رفقاء نے امامت علی رضی اللہ عنہ کے بطلان یا جرح میں ایک لفظ بھی نہیں کہا نہ انہوں نے نقص بیعت کیا نہ کسی دوسرے کی بیعت کی نہ اپنے لیے کوئی دعویٰ کیا۔ یہ جملہ وجوہ یقین دلاتے ہیں کہ یہ جنگ صرف اتفاقی حادثہ تھا جس کا ہر دو جانب کسی کو خیال بھی نہ تھا (کتب الفضل فی الملل جزء چہارم، ص: ۱۵۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۷ھ) اس جنگ کے پانی خود قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے جو درپردہ یہودی تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا کر بعد میں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہرکا پھسلا کر اپنے ساتھ ملا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ یہ واقعہ ۱۵/ جمادی الثانی سنہ ۳۶ھ کو پیش آیا تھا۔ لڑائی صبح سے تیسرے پہر تک رہی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آغاز جنگ سے پہلے ہی صف سے الگ ہو گئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مگر جان بچتی ہوئے سے پیٹھڑانہوں نے بیعت مرتضوی کی تجدید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک افسر کے ہاتھ پر کی تھی (رضی اللہ عنہم اجمعین)

(۵۴۲۳) ہم سے غلام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے عبد الرحمن بن عاص نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کو منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ صرف ایک سال اس کا حکم دیا تھا جس سال قحط پڑا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے چاہا تھا (اس حکم کے ذریعہ) کہ جو مال والے ہیں وہ (گوشت محفوظ کرنے کے بجائے) محتاجوں کو کھلا دیں اور ہم بکری کے پائے محفوظ رکھ لیتے تھے اور اسے پندرہ پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کرنے کے لیے کیا مجبوری تھی؟ اس پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور فرمایا آل محمد ﷺ نے سالن کے ساتھ گیسوں کی روٹی تین دن تک برابر کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے۔ اور ابن کثیر نے بیان کیا کہ ہمیں سفیان نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن عاص نے یہی حدیث بیان کی۔

۵۴۲۳- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَنْهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُؤْكَلَ لَحُومُ الْأَضْحَاةِ فَوْقَ ثَلَاثٍ؟ قَالَتْ : مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ، فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيِّ الْفَقِيرَ. وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسِ عَشْرَةَ. قِيلَ : مَا اضْطَرُّكُمْ إِلَيْهِ؟ فَضَحِكَتْ، قَالَتْ مَا شَبِعَ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزٍ بُرَّ مَا دُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَابِسٍ بِهِذَا.

[أطرافه في : ۵۴۳۸، ۵۵۷۰، ۶۶۸۷].

اس سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض ہے کہ سفیان کا سماع عبد الرحمن سے ثابت ہو جائے۔ ابن کثیر کی روایت کو طبرانی نے وصل کیا۔

(۵۴۲۴) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (کہ مکرمہ سے حج کی) قربانی کا گوشت ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ لاتے تھے۔ اس کی متابعت محمد نے کی ابن عیینہ کے واسطہ سے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے عطاء

۵۴۲۴- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لَحُومَ الْهَذْيِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ. تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ

سے پوچھا کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ ”یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ آگئے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔

لِعَطَاءٍ : أَقَالَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ : لَا .

[راجع: ۱۷۱۹]

حالانکہ عمرو بن دینار کی روایت میں یہ موجود ہے تو شاید عطاء سے یہ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی۔ کبھی انہوں نے اس لفظ کو یاد رکھا، کبھی انکار کیا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ میں نے عطاء سے پوچھا کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے حتی جئنا المدينة انہوں نے کہا کہ ہاں کہا ہے۔

تَشْرِيحُ

باب حیس کا بیان

۲۸- باب الحیس

جو طوہ کھجور گھی یا آٹے سے بنایا جاتا ہے۔

(۵۴۲۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے مطلب بن عبد اللہ بن حطب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے یہاں کے بچوں میں کوئی بچہ تلاش کر لاؤ جو میرے کام کر دیا کرے۔ چنانچہ حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر لائے۔ میں آنحضرت ﷺ کی جب بھی آپ کہیں پڑاؤ کرتے خدمت کرتا۔ میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، سستی سے، بخل سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔“ (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں اس وقت سے برابر آپ کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں پسند فرمایا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے کپڑے سے پردہ کیا اور پھر انہیں وہاں بٹھایا۔ آخر جب ہم مقام صہبہ میں پہنچے تو آپ نے دسترخوان پر حیس (کھجور، پنیر اور گھی وغیرہ کا ملیدہ) بنایا پھر مجھے بھیجا اور میں لوگوں کو بلا لایا، پھر سب لوگوں نے اسے کھایا۔ یہی آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی دعوت و لیمہ تھی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب احد دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم

۵۴۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ: ((الْتِمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكَ يُخْدُمُنِي))، فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يَزِدُّنِي وَرَاءَهُ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ))، فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ، وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةِ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَدْ حَارَها، فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بَعَاءَةً أَوْ بَكْسَاءً ثُمَّ يَزِدُّهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصُّهْبَاءِ صَنَعَ حَنِيسًا فِي نِطْعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رَجُلًا فَأَكَلُوا، وَكَانَ ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَأَ لَهُ أَحَدٌ قَالَ : ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ))، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى

الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحَرُّ مَا بَيْنَ لَا بَتْنَهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَذْهَبِهِمْ وَصَاعِهِمْ)). [راجع: ۳۷۱]

اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جب مدینہ نظر آیا تو فرمایا ”اے اللہ! میں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اسی طرح حرمت والا علاقہ بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا تھا۔ اے اللہ! اس کے رہنے والوں کو برکت عطا فرما۔ ان کے مدین اور ان کے صلح میں برکت فرما۔“

نشیج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ کو مثل مکہ کے برکتوں سے مالا مال فرما دیا۔ مدینہ کی آب و ہوا معتدل ہے اور وہاں کا پانی شیریں اور وہاں کی غذا بہترین اثرات رکھتی ہے۔ مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے جو لوگ مدینہ کی حرمت کا انکار کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اس بارے میں ابجدیث ہی کا مسلک صحیح ہے کہ مدینہ بھی مثل مکہ حرم ہے۔ زادھا اللہ شرفا و تعظیما۔

حضرت صفیہ بنت جحی بن اخطب بن شعبہ سبط حضرت ہارون علیہ السلام سے ہیں۔ ان کی ماں کا نام برہ بنت سموال تھا۔ یہ جنگ خیبر میں سبایا میں تھیں۔ حضرت وحیدہ کلبی رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے درخواست کی مگر لوگوں نے کہا کہ یہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی سیدہ ہیں۔ اسے نبی کریم ﷺ اپنے حرم میں داخل فرمائیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ ان کو آزاد کر کے آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ ایک روز نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مجھ کو حقیر سمجھتی ہیں اور اپنے لیے بطور فخر کتے ہیں کہ میرا نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ تم مجھ سے کیوں کر بہتر ہو سکتی ہو۔ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے آکر شکایت کی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سبت کی عزت کرتی ہیں اور یہود کو عطیات دیتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کر بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے ہم کو جمعہ عطا فرمایا ہے میں نے سبت کبھی پسند نہیں کیا۔ رہے یہودی ان سے میری قرابت کے تعلقات ہیں اور میں ان کو ضرور دیتی رہتی ہوں۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی سے پوچھا کہ اس شکایت کی وجہ کیا ہے؟ لونڈی نے کہا کہ مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو راہ اللہ آزاد کر دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال رمضان سنہ ۵۰ھ میں ہوا۔ ان سے دس احادیث مروی ہیں۔ ان کے ناموں رفاعہ بنت سموال صحابی تھے۔ ان کی حدیث مؤطا امام مالک میں ہے۔ (رحمۃ للعالمین، جلد: دوم / ص: ۲۲۲)

باب چاندی کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟

(۵۴۲۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیف بن ابی سلیمان نے، کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ یہ لوگ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی (چاندی کے پیالے میں) لا کر دیا۔ جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے پیالہ کو اس پر پھینک کر مارا اور کہا اگر میں نے اسے بارہا اس سے منع نہ کیا ہوتا (کہ چاندی سونے کے برتن میں مجھے کچھ نہ دیا کرو) آگے

۲۹- باب الأكل في إناء مفضض

۵۴۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ حَذِيفَةَ، فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ، فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ وَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، كَأَنَّهُ يَقُولُ: لَمْ أَفْعَلْ هَذَا، وَلَكِنِّي

وہ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ تو میں اس سے یہ معاملہ نہ کرتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ریشم و دیبا نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ان کی ہلیٹوں میں کچھ کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں ان (کفار کے لیے) دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔

باب کھانے کا بیان

(۵۴۲۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو سنگترے جیسی ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی لیکن مزہ میٹھا ہوتا ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، ریحانہ (پھول) جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ)).

چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا مسلمانوں کے لیے قطعاً حرام ہے۔

۳۰- باب ذِكْرِ الطَّعَامِ

۵۴۲۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأَنْجُرِجَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الثَّمَرَةِ: لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرِّيحَانَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيحٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ)).

[راجع: ۵۰۲۰]

اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ مزیدار اور خوشبودار کھانا کھانا درست ہے کیونکہ مومن کی مثال کھانے کا شکر بجالائے اور مزیدار کھانے کھانا زہد اور درویشی کے خلاف نہیں ہے اور جو بعض جاہل فقیر مزیدار کھانے کو پانی یا نمک ملا کر بد مزہ کر کے کھاتے ہیں یہ اچھا نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ خوش ذائقہ کھانے پر خوش ہونا چاہیے۔ اسے بد ذائقہ بنانا حماقت اور نادانی ہے۔ ایسے جاہل فقیر شریعت الہی کو الٹ پلٹ کرنے والے حلال و حرام کی نہ پرواہ کرنے والے درحقیقت دشمنان اسلام ہوتے ہیں۔ اعذنا من شرورہم آمین۔

(۵۴۲۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی

۵۴۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ،

كَفَضَلَ الثَّرِيدَ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

اس لیے ثرید کھانا بھی گویا بہترین کھانا کھانا ہے جو آج بھی مسلمانوں میں مرغوب ہے۔ خصوصاً عجمان رسول ﷺ میں آج بھی ثرید بنا کر کھانا مرغوب ہے۔

(۵۴۲۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے کسی نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، جو انسان کو سونے اور کھانے سے روک دیتا ہے۔ پس جب کسی شخص کی سفری ضرورت حسب فشا پوری ہو جائے تو اسے جلد ہی گھر واپس آ جانا چاہیئے۔

[راجع: ۱۸۰۴]

پہلے زمانوں میں سفر واقعی نمونہ ستر ہوتا تھا مگر آج کے حالات بدل گئے ہیں پھر بھی سفر میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے

لَشَيْخٍ

حدیث بڑا کالم آج بھی باقی ہے۔

باب سالن کا بیان

(۵۴۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے، ان سے ربیعہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریعت کی تین سنتیں قائم ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (ان کے مالکوں سے) خرید کر آزاد کرنا چاہا تو ان کے مالکوں نے کہا کہ ولاء کا تعلق ہم سے ہی قائم ہو گا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم یہ شرط لگا بھی لو جب بھی ولاء اسی کے ساتھ قائم ہو گا جو آزاد کرے گا۔ پھر بیان کیا کہ بریرہ آزاد کی گئیں اور انہیں اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں یا ان سے الگ ہو جائیں اور تیسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، چو لھے پر ہانڈی پک رہی تھی۔ آپ نے دوپہر کا کھانا طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا میں نے گوشت (پکتے ہوئے) نہیں دیکھا ہے؟ عرض کیا کہ دیکھا ہے یا رسول اللہ! لیکن وہ گوشت تو بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے، انہوں نے ہمیں ہدیہ کے طور پر

۳۱- باب الأذم

۵۴۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ : كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: وَلَنَا الْوَلَاءُ. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ شِئْتَ إِشْتَرِيهِ لَهُمْ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). قَالَ : وَأَعْتَقْتُ فَخَيْرْتُ فِي أَنْ تَقَرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تَفَارِقَهُ. وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَقُورُ، فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَأَتَيْتُ بِخَبْزٍ وَأُذْمٍ مِنْ أُذْمِ الثَّنِيَّتِ، فَقَالَ: ((أَلَمْ أَرَأَ لَحْمًا؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. وَلَكِنَّهُ لَحْمٌ تُصَدَّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ: ((هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا)).

دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے لیے وہ صر قہ ہے لیکن ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

[راجع: ۴۵۶]

باب میٹھی چیز اور شہد کا بیان

(۵۳۳۱) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔

اس نیت سے میٹھی چیز اور شہد کھانا بھی عین ثواب ہے۔ محبت نبوی کا تقاضا یہی ہے کہ جو چیز آپ نے پسند فرمائی ہم بھی اسے پسند کریں ایسے ہی لوگوں کا نام الحمدیث ہے۔

(۵۳۳۲) ہم سے عبدالرحمن بن شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن ابی الدیک نے خبر دی، انہیں ابن ابی ذؤب نے، انہیں مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا۔ اس وقت میں روٹی نہیں کھاتا تھا۔ نہ ریشم پہنتا تھا، نہ فلاں اور فلائی میری خدمت کرتے تھے (بھوک کی شدت کی وجہ سے بعض اوقات) میں اپنے پیٹ پر کنکریاں لگا لیتا اور کبھی میں کسی سے کوئی آیت پڑھنے کے لیے کتا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی۔ مقصد صرف یہ ہوتا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلا دے اور مسکینوں کے لیے سب سے بہترین شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، ہمیں اپنے گھر ساتھ لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں ہوتا کھلا دیتے تھے۔ کبھی تو ایسا ہوتا کہ گھی کا ڈبہ نکال کر لاتے اور اس میں کچھ نہ ہوتا۔ ہم اسے پھاڑ کر اس میں جو کچھ لگا ہوتا چاٹ لیتے تھے۔

۳۲- باب الخلواءِ وَالْعَسَلِ

۵۴۳۱- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْخُلُوءَ. وَالْعَسَلَ. [راجع: ۴۹۱۲]

۵۴۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفَدَيْكِ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُؤَبٍ عَنْ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَلْزُمُ النَّبِيَّ ﷺ لِشَبَعِ بَطْنِي، حِينَ لَا أَكُلُ الْخُبْزَ، وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيرَ، وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ، وَأَلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ، وَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآيَةَ وَهِيَ مَعِيَ كَمَا يَنْقَلِبُ بِي فَيُطْعِمُنِي. وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيهِ بَيْتُهُ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَتَشْتَقُّهَا فَلَنَلْعَقَ مَا فِيهَا. [راجع: ۳۷۰۸]

شیراز ابن نمیر نے کہا چونکہ اکثر کیوں میں شد ہی ہوتا ہے اور ایک طریق میں اس کی صراحت آئی ہے یعنی شد کی کپی تو باب کی مناسبت حاصل ہو گئی۔ گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا گھی کا ڈبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ ماجرین جشہ کے سردار رہے۔ سن ۷ھ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ غزوہ خیبر میں تھے یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے

یا جعفر کے آنے کی۔ سنہ ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ تلوار اور نیزے کے نوے سے زیادہ زخم ان کے سامنے کی طرف موجود تھے۔ دونوں بازو جڑ سے کٹ گئے تھے عمر مبارک بوقت شہادت چالیس سال کی تھی۔

باب کدو کا بیان

(۵۴۳۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، ان سے شامہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ کی خدمت میں (پکا ہوا) کدو پیش کیا گیا اور آپ اسے (رغبت کے ساتھ) کھانے لگے۔ اسی وقت سے میں بھی کدو پسند کرتا ہوں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کو اسے میں نے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کدو کھاتے اور کہتے تو وہ درخت ہے جو مجھ کو بہت ہی زیادہ محبوب ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ تجھ سے محبت رکھتے تھے۔ امام احمد نے روایت کیا ہے کہ کدو آپ کو سب کھانوں میں زیادہ پسند تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہانڈی میں کدو زیادہ ڈالو اس سے آدمی کا رنج دفع ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کدو اور خرما وہ دونوں جنت کے میوے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو سے دماغ کو طاقت ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو بصارت کو قوی کرتا اور قلب کو روشن کرتا ہے۔

باب اپنے دوستوں اور مسلمان بھائیوں کی دعوت کے لیے کھانا تکلف سے تیار کرانے

(۵۴۳۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابو شعیب کہا جاتا تھا۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچتا تھا۔ حضرت ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے ان غلام سے کہا کہ تم میری طرف سے کھانا تیار کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں۔ چنانچہ وہ حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلا کر لائے۔ ان کے ساتھ ایک صاحب بھی چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پانچ آدمیوں کی تم نے دعوت کی

۳۳- باب الذُّبَاء

۵۴۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى مَوْلَى لَهُ خِيَاطًا، فَأَتَى بِذُبَاءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُهُ. [راجع: ۲۰۹۲]

۳۴- باب الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ.

مرف اتنا ہی تکلف جو حد اسراف میں نہ ہو۔

۵۴۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يَقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا أَذْعُو رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَصَبَّحَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهَذَا رَجُلٌ قَدْ

ہے مگر یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آگئے ہیں، اگر چاہو تو انہیں اجازت دو اور اگر چاہو منع کر دو۔ حضرت ابو شعیبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں بھی اجازت دے دی۔ محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوں تو انہیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو اپنے دسترخوان سے اٹھا کر کوئی چیز دیں۔ البتہ ایک ہی دسترخوان پر ان کے شرکاء کو اس میں سے کوئی چیز دینے نہ دینے کا اختیار ہے۔

[راجع: ۲۰۸۱]

تشیع باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ اس نے خاص پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا تو ضرور اس میں تکلف کیا ہو گا۔ معلوم ہوا کہ میزبان کو اختیار ہے کہ جو بن بلائے چلا آئے اس کو اجازت دے یا نہ دے۔ بن بلائے دعوت میں جانا حرام ہے مگر جب یہ یقین ہو کہ میزبان اس کے جانے سے خوش ہو گا اور دونوں میں بے تکلفی ہو تو درست ہے۔ اسی طرح اگر عام دعوت ہے تو اس میں بھی جانا جائز ہے۔

باب صاحب خانہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ مہمان کے ساتھ آپ بھی وہ کھائے

(۵۴۳۵) مجھ سے عبد اللہ بن مزیر نے بیان کیا، انہوں نے نضر سے سنا، انہیں ابن عون نے خبر دی، کہا کہ مجھے ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے خبر دی اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نو عمر تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔ آنحضرت ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لایا جس میں کھانا تھا اور اوپر کدو کے قتلے تھے۔ آپ کدو تلاش کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ دیکھا تو کدو کے قتلے آپ کے سامنے جمع کر کے رکھنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھنے کے بعد) غلام اپنے کام میں لگ گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے میں کدو پسند کرنے لگا، جب میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ عمل دیکھا۔

کہ آپ کدو تلاش کر کے کھا رہے تھے، غلام دسترخوان پر کھانا رکھنے کے بعد دوسرے کام میں لگ گیا اور ساتھ کھانے نہیں

تَبَعًا، فَإِنْ شِئْتَ أَذْنْتُ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ). قَالَ بَلْ أَذْنْتُ لَهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: إِذَا كَانَ الْقَوْمُ عَلَى الْمَائِدَةِ، لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنَاقِلُوا مِنْ مَائِدَةٍ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرَى، وَلَكِنْ يَنَاقِلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي بَلَدِ الْمَائِدَةِ أَوْ يَدْعُو.

۳۵- باب مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلَى طَعَامٍ وَأَقْبَلَ هُوَ عَلَى عَمَلِهِ

۵۴۳۵- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبِيرٍ سَمِعَ النَّضْرَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ غَلَامًا أَمْسِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى غَلَامٍ لَهُ خِيَاطٌ، فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَاءٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَبَعُ الدُّبَاءَ. قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ فَأَقْبَلَ الْغَلَامُ عَلَى عَمَلِهِ. قَالَ أَنَسٌ: لَا أَزَالُ أَحِبُّ الدُّبَاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ مَا صَنَعَ. [راجع: ۲۰۹۲]

بیضا۔ اس سے باب کا مسئلہ ثابت ہوا۔

۳۶- باب الْمَرْقِ

۵۴۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ خِيَاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِيَطْعَمَ صَنْعَهُ، فَذَهَبَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِقُرْبِ خَبَزٍ شَعِيرٍ، وَمَرَقًا فِيهِ ذُبَابٌ وَقَدِيدٌ، رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَّبِعُ الذُّبَابَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الذُّبَابَ بَعْدَ يَوْمَيْهِ. [راجع: ۲۰۹۲]

باب شوربہ کا بیان
(۵۴۳۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ پیالے میں چاروں طرف کدو تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔

محبت کا یہی تقاضا ہے کہ جسے محبوب پسند کرے اسے محب بھی پسند کرے۔ سچ ہے۔ ان المحب لمن يحب مطيع۔ جعلنا الله منهم

آمین۔

حضرت امام مالک بن انس بن امیّی امام دارالہجرت کے لقب سے مشہور ہیں۔ سنہ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۸۳ سال سنہ ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کسی حدیث کی سند حضرت امام مالک رحمہ اللہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ حدیث نہایت اعلیٰ مقام صحت تک پہنچ جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت ہارون رشید جیسے ایک ہزار علماء اور وہ لوگ ان کے شاگرد ہیں۔

۳۷- باب الْقَدِيدِ

۵۴۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَتَيْتُ بِمَرَقَةٍ فِيهَا ذُبَابٌ وَقَدِيدٌ، فَرَأَيْتُهُ يَتَّبِعُ الذُّبَابَ يَأْكُلُهَا. [راجع: ۲۰۹۲]

باب خشک کئے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کا بیان
(۵۴۳۷) ہم سے حکیم ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن انس نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شوربہ لایا گیا۔ اس میں کدو اور سوکھے گوشت کے ٹکڑے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اس میں سے کدو کے قتلے تلاش کر کر کے کھا رہے تھے۔

(۵۴۳۸) ہم سے قبیمہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عاصم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ تین دن سے زیادہ گوشت قربانی والا رکھنے سے منع فرمایا ہو۔

۵۴۳۸- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامِ جَاعَ النَّاسُ، أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيَّ

الْفَقِيرَ، وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، وَمَا شَبَعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزٍ بَرٍّ مَأْذُومٍ ثَلَاثًا.

[راجع: ۵۴۲۳]

صرف اس سال یہ حکم دیا تھا جس سال قحط کی وجہ سے لوگ فاقہ میں مبتلا تھے۔ مقصد یہ تھا کہ جو لوگ غنی ہیں وہ گوشت محتاجوں کو کھلائیں (اور جمع کر کے نہ رکھیں) اور ہم تو بکری کے پائے محفوظ کر کے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن بعد تک (کھاتے تھے) اور آل محمد ﷺ نے کبھی سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک برابر سیر ہو کر نہیں کھائی۔

تشیخ آل محمد ﷺ کے سلسلہ میں آپ کے فرزندان زینہ تین تھے مگر تینوں حالت طفلی میں اللہ کو پیارے ہو گئے، جن کے نام قاسم، عبداللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم ہیں اور دختران طاہرہ چار ہیں۔ بیٹیوں میں (۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت قاسم سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی سے بڑی ہیں۔ (۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت زینب سے چھوٹی ہیں۔ (۳) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت رقیہ سے چھوٹی ہیں (۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے ایک خاص وصیت فرمائی تھی کہ میری بیٹی اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرو۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث ولا تکلنی الی نفسی طرفہ عین واصلح لی شانی کله (یعنی) آل رسول ﷺ کا لفظ ان سب پر ان کی آل اولاد پر حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد پر بولا جاتا ہے۔

باب جس نے ایک ہی دسترخوان پر کوئی چیز اٹھا کر اپنے دوسرے ساتھی کو دی یا اس کے سامنے رکھی (امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر (ایک دسترخوان پر) ایک دوسرے کی طرف دسترخوان کے کھانے بڑھائے لیکن یہ جائز نہیں کہ (میزبان کی اجازت کے بغیر) ایک دسترخوان سے دوسرے دسترخوان کی طرف کوئی چیز بڑھائی جائے۔

(۵۴۳۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں گیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ، جس میں کدو اور خشک کیا ہوا گوشت تھا، پیش کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ پیالہ میں چاروں طرف کدو تلاش کر رہے ہیں۔ اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔ شامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ پھر

۳۸- باب مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلَى

صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا. قَالَ :

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ : لَا بَأْسَ أَنْ

يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ

هَذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرَى.

۵۴۳۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي

مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ

خِطَاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ،

قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى

ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ، وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ

وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَتَتَبَعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ، فَلَمْ أَزَلْ

أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ. وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ

أَنَسَ فَجَعَلَتْ أَجْمَعُ الدُّبَاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ. میں آنحضرت ﷺ کے سامنے کدو کے قتلے (تلاش کر کر کے) اکٹھے کرنے لگا۔ [راجع: ۲۰۲۹]

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی شامہ کی روایت سے ترجمہ باب نکالا ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک دسترخوان والے دوسرے شخص کو جو اس دسترخوان پر بیٹھا ہو کھانا دے سکتے ہیں خواہ کھانا ایک ہی برتن میں ہو یا علیحدہ برتنوں میں مگر جس کو کھانا دے رہے ہیں اس کی مرضی بھی ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شکم سیر ہو رہا ہو اسے کھانا دینا اس کی اجازت بغیر غلط ہوگا۔

۳۹- باب الرُّطْبِ بِالْقِثَاءِ باب تازہ کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھانا

۵۴۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَرَبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطْبَ بِالْقِثَاءِ. ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

[طرفہ فی: ۵۴۴۷، ۵۴۴۹]۔

یہ بڑی دانائی اور حکمت کی بات ہے ایک دوسری کی مصلح ہیں کھجور کی گرمی ککڑی توڑ دیتی ہے جو ٹھنڈی ہے، حضرت عبد اللہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے پہلے بیٹے ہیں جو جش میں پیدا ہوئے۔ کثرت سخاوت سے ان کا لقب بحر الجود تھا۔ حد درجہ کے عبادت گزار تھے۔ سنہ ۸۰ھ میں بصرہ ۹۰ سال مدینۃ المنورہ میں وفات پائی (رحمہم اللہ)۔

۴۰- باب الحَشَفِ باب ردی کھجور (بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنے) کے

بیان میں

۵۴۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: تَصَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا، فَكَانَ هُوَ وَأَمْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا، يُصَلِّي هَذَا، ثُمَّ يُوقِظُ هَذَا. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا. فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِخْدَاهُنَّ حَشْفَةً. [راجع: ۵۴۱۱]

۵۴۴۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عباس جریری نے اور ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں سات دن تک مہمان رہا، وہ اور ان کی بیوی اور ان کے خادم نے رات میں (جاگنے کی) باری مقرر کر رکھی تھی۔ رات کے ایک تہائی حصہ میں ایک صاحب نماز پڑھتے رہے پھر وہ دوسرے کو جگادیتے اور میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں ایک مرتبہ کھجور تقسیم کی اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں، ایک ان میں خراب تھی۔

مگر انہوں نے اسے بھی بخوشی قبول کیا۔ اطاعت شعاری کا یہی تقاضا ہے نہ کہ ان مقلدین جلدین کی طرح جو بیٹھا بیٹھا پ اور کڑوا کڑوا تھو کے موافق عمل کرتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ حدیث سے بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنا بھی ثابت ہوا جو

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ہذا سے ثابت فرمایا ہے اور آپ کے اجتہاد علمی کی دلیل ہے پھر بھی کتنے معاند مقلد عقل کے خود کو رہے ہیں جو حضرت امام کو مجتہد نہیں مانتے بلکہ مثل اپنے مقلد مشہور کرتے ہیں، نعوذ باللہ۔

۵۴۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَنَا تَمْرًا، فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ : أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ، ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لَضِرْسِي.

(۵۴۴۱ م) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھجور تقسیم کی پانچ مجھے عنایت فرمائیں چار تو اچھی کھجوریں تھیں اور ایک خراب تھی جو میرے دانتوں کے لیے سب سے زیادہ سخت تھی۔

[راجع: ۵۴۱۱]

تفسیر: غلہ کی کم پالی کے زمانہ میں ان احادیث سے سرکاری سطح پر راشن کی تقسیم کا طریقہ ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ راشن اچھا ہوا یا برابری برابر حصہ سب کو تقسیم کرنا چاہیے۔ آج کے دور گرانی میں راشن کی صحیح تقسیم کے لیے ان احادیث نبوی میں بڑی روشنی ملتی ہے مگر دیکھنے سمجھنے عملی جامہ پہنانے کے لیے دیدہ بینا کی ضرورت ہے نہ کہ آج کل جیسے بددیانت تقسیم کاروں کی جن کے ہاتھوں صحیح تقسیم نہ ہونے کے باعث مخلوق خدا پریشان ہے یہ راشن تقسیم کرنے کا دوسرا واقعہ ہے۔

۴- باب الرُّطْبِ وَالتَّمْرِ باب تازہ کھجور اور خشک کھجور کے بیان میں

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَهَزَيَ إِلَيْكَ بَجْدَعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا حَنِيبًا﴾

۵۴۴۲- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةٍ حَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرَ وَالْمَاءَ. [راجع: ۵۳۸۳]

اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ مریم میں) حضرت مریم کو خطاب ”اور اپنی طرف کھجور کی شاخ کو ہلاتو تم پر تازہ تر کھجوریں گریں گی۔“

(۵۴۴۲) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور ابن صفیہ نے، ان سے ان کی والدہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور ہم پانی اور کھجور ہی سے (اکثر دنوں میں) پیٹ بھرتے رہے۔

تفسیر: آیت میں تر کھجور کا ذکر ہے اسی لیے یہاں اسے نقل کیا گیا۔ آیت میں اس وقت کا ذکر ہے جب حضرت مریم علیہا السلام حالت زچگی میں کھجور کے درخت کے نیچے ٹمگین بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلایا اور تازہ کھجوروں سے ان کی نیازت فرمائی۔

۵۴۴۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ

(۵۴۴۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا اور وہ مجھے قرض

اس شرط پر دیا کرتا تھا کہ میری کھجوریں تیار ہونے کے وقت لے لے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک زمین بڑرومہ کے راستہ میں تھی۔ ایک سال کھجور کے بلغ میں پھل نہیں آئے۔ پھل چنے جانے کا جب وقت آیا تو وہ یہودی میرے پاس آیا لیکن میں نے تو بلغ سے کچھ بھی نہیں توڑا تھا۔ اس لیے میں آئندہ سال کے لیے مہلت مانگنے لگا لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ اس کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ چلو، یہودی سے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے ہم مہلت مانگیں گے۔ چنانچہ یہ سب میرے پاس میرے بلغ میں تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ اس یہودی سے گفتگو فرماتے رہے لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ ابوالقاسم میں مہلت نہیں دے سکتا۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کھجور کے بلغ میں چاروں طرف پھرے پھر تشریف لائے اور اس سے گفتگو کی لیکن اس نے اب بھی انکار کیا پھر میں کھڑا ہوا اور تھوڑی سی تازہ کھجور لا کر آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو تناول فرمایا پھر فرمایا جابر! تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں میرے لیے کچھ فرش بچاؤ۔ میں نے بچا دیا تو آپ داخل ہوئے اور آرام فرمایا پھر بیدار ہوئے تو میں ایک مٹی اور کھجور لایا۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں سے بھی تناول فرمایا پھر آپ کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی۔ اس نے اب بھی انکار کیا۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ بلغ میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ جابر! جاؤ اب پھل توڑو اور قرض ادا کرو۔ آپ کھجوروں کے توڑے جانے کی جگہ کھڑے ہو گئے اور میں نے بلغ میں سے اتنی کھجوریں توڑ لیں جن سے میں نے قرض ادا کر دیا اور اس میں سے کھجوریں بیچ بھی گئیں پھر میں وہاں سے نکلا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خوشخبری سنائی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں جو عروش کا لفظ ہے۔ عروش ”اور عربش“ عمارت کی

اللہ عنہما قال: كَانَ بِالْمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ، وَكَانَ يُسَلِّفُنِي فِي تَمْرِي إِلَى الْجَذَادِ، وَكَانَتْ لِحَابِرِ الْأَرْضِ الْيَبْرِيْقُ رُومَةَ فَجَلَسْتُ فَخَلَا عَامًا، فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجَذَادِ وَلَمْ أَجِدْ مِنْهَا شَيْئًا، فَجَعَلْتُ اسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ، فَيَأْتِي فَأَخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ ((امْشُوا نَسْتَنْظِرُ لِحَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ)). فَجَاؤُونِي فِي نَخْلِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ، فَيَقُولُ: أَبَا الْقَاسِمِ لَا أَنْظِرُهُ. فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ، ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ. فَأَتَى. فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقِيلِيلٍ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((أَفْرُشٌ لِي فِيهِ)). فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةِ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ، فَأَتَى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرُّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا جَابِرُ، جُدْ وَأَقْضِ)). فَوَقَفَ فِي الْجَذَادِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَّلْتُ مِنْهُ. فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ: ((أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). عَرُوشٌ وَعَرِيْشٌ: بِنَاءٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَفْرُوشَاتٍ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكُرُومِ وَغَيْرِ

ذَلِكَ، يُقَالُ غَرُوشَهَا أَنْبِيَتُهَا۔ چھت کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (سورۃ انعام میں

لفظ) معروشات سے مراد انگور وغیرہ کی ٹٹیاں ہیں۔ دوسری آیت

(سورۃ بقرہ) میں خاویۃ علی عروشہا یعنی اپنی چھتوں پر گرے ہوئے۔

حدیث میں خشک و تر کھجوروں کا ذکر ہے۔ یہی وجہ مطابقت ہے آپ کی دعا۔ برکت سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا ہو گیا۔

باب کھجور کے درخت کا گوند کھانا جائز ہے

۴۲- باب أَكْلِ الْجُمَارِ

(الجمار والجامور) درخت خرما کا گوند جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے (مصلح)

(۵۴۴۴) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے

ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے

مجاہد نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی

کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کھجور کے درخت کا

گاجہ لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بعض درخت ایسے ہوتے ہیں

جن کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہوتی ہے۔ میں نے خیال کیا

کہ آپ کا اشارہ کھجور کے درخت کی طرف ہے۔ میں نے سوچا کہ

کہہ دوں کہ وہ درخت کھجور کا ہوتا ہے یا رسول اللہ! لیکن پھر جو میں

نے مڑ کر دیکھا تو مجلس میں میرے علاوہ نو آدمی اور تھے اور میں ان

میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ اس لیے میں خاموش رہا پھر آپ نے

فرمایا کہ وہ درخت کھجور کا ہے۔

۵۴۴۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ

غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ:

حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ

النَّبِيِّ ﷺ جُلُوسٌ، إِذْ أَتَى بِجُمَارٍ نَخْلَةٍ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَّا

بَرَكَتُهُ كَبْرَكَةُ الْمُسْلِمِ))، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي

النَّخْلَةَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا

رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ انْتَفْتُ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ

عَشْرَةٍ أَنَا أَخَذْتُهُمْ، فَسَكَتُ فَقَالَ النَّبِيُّ

ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع: ۶۱]

کھجور کا درخت آدمی سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اس کے گاجہ میں ایسی بو ہوتی ہے جیسی آدمی کے نطفہ میں اور اس کا

سرکٹ ڈالو تو وہ آدمی کی طرح مرجاتا ہے اور درخت نہیں مرتے بلکہ پھر ہرے بھرے ہو جاتے ہیں مگر کھجور کا سر آدمی

کے سر کی مثال ہے۔ اسی لیے حکماء نے کھجور کو ایسی آخری نباتات سے قرار دیا ہے کہ وہاں سے حیوانات اور نباتات میں اتصال بہت

قریب ہوتا ہے۔

باب عجوة کھجور کا بیان

۴۳- باب الْعَجْوَةِ

(۵۴۴۵) ہم سے جمعہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

مروان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم نے خبر دی،

انہوں نے کہا ہم کو عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوة کھجوریں کھالیں،

۵۴۴۵- حَدَّثَنَا جُمُعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ

أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ

سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ

النَوْمُ سَمٌ وَلَا سِخْرٌ)). اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔

شیخ سند میں جمعہ بن عبد اللہ راوی کی کنیت ابو بکر بلخی ہے اور نام ہے یحییٰ، جمعہ ان کا لقب ہے، ابو خاقان بھی ان کی کنیت ہے۔ ان سے ایک یہی حدیث اس کتاب میں مروی ہے اور باقی کتب ستہ کی کتابوں میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ عجمہ مدینہ میں ایک عمدہ قسم کی کھجور کا نام ہے۔

باب ۴۴ - باب الْفَرَانِ فِي التَّمْرِ

منع ہے جب دوسرے لوگوں کے ساتھ کھا رہا ہو۔

۵۴۴۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ : أَصَابَنَا عَامٌ سَنَةِ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، رَزَقْنَا تَمْرًا، فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُولُ : لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْفَرَانِ، ثُمَّ يَقُولُ : إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ. قَالَ شُعْبَةُ : الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ. [راجع: ۲۴۵۵]

(۵۴۴۶) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جبکہ بن سحیم نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جب وہ حجاز کے غلیفہ تھے) ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے راشن میں ہمیں کھانے کے لیے کھجوریں دیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم کھجور کھاتے ہوتے تو وہ فرماتے کہ دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے، پھر فرمایا اس صورت کے جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھی سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے۔ شعبہ نے بیان کیا کہ اجازت والا ٹکڑا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔

باب ۴۵ - باب الْقَنَاءِ

۵۴۴۷ - حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقَنَاءِ. [راجع: ۵۴۴۰]

(۵۴۴۷) مجھ سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کھجور کو کڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔

باب ۴۶ - باب بَرَكَةِ النَّخْلِ

۵۴۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ

(۵۴۴۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، ان سے زید بن مجاہد نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت مثل مسلمان کے ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔

الشَّجَرُ شَجَرَةٌ تَكُونُ مِثْلُ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع: ۶۱]

جس کا پھل بے حد مقوی اور بہترین لذت والا شیریں ہوتا ہے۔ مسلمان کو بھی ایسا ہی بن کر رہنا چاہیے اور اپنی ذات سے خلق اللہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہیے۔ کسی کو ناحق ایذا رسانی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ کھجور مدینہ منورہ کی خاص پیداوار ہے۔ یہ اس لیے بھی مسلمانوں کو زیادہ محبوب ہے۔

باب ایک وقت میں دو طرح کے (پھل) یا دو قسم کے کھانے
جمع کر کے کھانا

(۵۴۳۹) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکڑی کے ساتھ کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

۴۷- باب جَمْعُ اللَّوْنَيْنِ أَوْ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

۵۴۴۹- حَدَّثَنَا ابْنُ مَقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِفَاءِ. [راجع: ۵۴۴۰]

باب دس دس مہمانوں کو

ایک ایک بار بلا کر

کھانے پر بٹھانا

(۵۴۵۰) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے جعد ابو عثمان نے اور ان سے انس بنیٹھنے نے اور (اس کی روایت حماد نے) ہشام سے بھی کی، ان سے محمد نے اور ان سے انس بنیٹھنے نے اور سنان ابو ربیعہ سے (بھی کی) اور ان سے انس بنیٹھنے نے کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک مد جو لیا اور اسے پیس کر اس کا خلیفہ (آٹے کو دودھ میں ملا کر پکاتے ہیں) پکایا اور ان کے پاس جو گھی کا ڈبہ تھا اس میں اس پر سے گھی نچوڑا، پھر مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (بلانے کے لیے) بھیجا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کو کھانا کھانے کے لیے بلایا۔ آپ نے دریافت فرمایا اور وہ لوگ بھی جو میرے ساتھ ہیں؟ چنانچہ میں واپس آیا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ تو

۴۸- باب مَنْ أَذْخَلَ الضَّيْفَانَ

عَشْرَةَ عَشْرَةَ،

وَالْجُلُوسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشْرَةَ عَشْرَةَ

۵۴۵۰- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ سِنَانِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ أُمُّهُ عَمَدَتْ إِلَى مَدٍّ مِنْ شَعِيرٍ جَشْنَتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيفَةً وَعَصَصَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا، ثُمَّ بَعَثَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ لَدَعَوْتُهُ، قَالَ: ((وَمَنْ مَعِي)). فَجِئْتُ فَقُلْتُ: إِنَّهُ يَقُولُ وَمَنْ مَعِي فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا هُوَ

فماتے ہیں کہ جو میرے ساتھ موجود ہیں وہ بھی چلیں گے۔ اس پر ابو طلحہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو ایک چیز ہے جو ام سلیم نے آپ کے لیے پکائی ہے۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور کھانا آپ کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو میرے پاس اندر بلا لو۔ چنانچہ دس صحابہ داخل ہوئے اور کھانا پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا دس آدمیوں کو میرے پاس اور بلا لو۔ یہ دس بھی اندر آئے اور پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلا لو۔ اس طرح انہوں نے چالیس آدمیوں کا شمار کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے کھانا کھایا پھر آپ کھڑے ہوئے تو میں دیکھنے لگا کہ کھانے میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔

باب لسن اور دوسری (بدبودار) ترکاریوں کا بیان۔ (جیسے پیاز مولی وغیرہ) اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ سے کراہت نقل کی ہے

(۵۴۵۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہ ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو لسن کے بارے میں کچھ کہتے نہیں سنا۔ البتہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص (لسن) کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

یعنی ہمارے ساتھ نماز میں شریک نہ ہو کیونکہ ان کی بو سے فرشتوں کو اور نمازیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ہاں اگر خوب صاف کر کے یا کچھ کھا کر بو کو دور کیا جاسکے تو امر دیگر ہے۔ آج کل بیڑی سگریٹ پینے والوں کے لیے بھی منہ کی مغلی کا یہی حکم ہے۔

(۵۴۵۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابو صفوان عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم کو یونس نے خبر دی کہ ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے لسن یا پیاز کھائی ہو تو اسے چاہئے کہ ہم سے دور رہے۔ یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے۔

شَيْءٌ صَنَعْتُهُ أَمْ سَلِمْتُ، فَدَخَلَ فَجِئَاءَ بِهِ وَقَالَ : ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةَ)). فَدَخَلُوا، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ : ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةَ)). فَدَخَلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ قَالَ : ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةَ)). حَتَّى عَدَّ أَرْبَعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلَتْ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ؟

۴۹- باب مَا يَكْرَهُ مِنَ الثُّومِ

وَالْبُقُولِ.

فِيهِ : عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۵۴۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: قِيلَ لَأَنْسَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الثُّومِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَ فَلَا يَفْرُقُ مَسْجِدَنَا)).

[راجع: ۸۵۶]

۵۴۵۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَغْتَرِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا)).

[راجع: ۸۵۴]

تَشْرِیْحُ اگر لسن یا پیاز پکا کر کھائی جائے جبکہ اس میں بو نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے۔
۵۰۔ باب الْکَبَاثِ، وَهُوَ ثَمَرُ

باب کبث کا بیان اور وہ پیلو کے درخت

کا پھل ہے

الْإِرَاكُ

(۵۴۵۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام مراظہران پر تھے، ہم پیلو توڑ رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خوب کالا ہو وہ توڑو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

۵۴۵۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُ)) فَقَالَ: أَكُنْتُ تَرْغَى الْغَنَمَ. قَالَ: ((وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا؟)). [راجع: ۳۴۰۶]

تَشْرِیْحُ اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں، جیسے پیغمبری کی وجہ سے غرور نہ آنا، دل میں شفقت پیدا ہونا، بکریاں چرا کر آدمیوں کی قیادت کرنے کی لیاقت پیدا کرنا۔ درحقیقت ہر نبی و رسول اپنی امت کا راعی ہوتا ہے اور امت بمنزلہ بکریوں کے ان کی رعیت ہوتی ہے۔ اس لیے یہ تمثیل بیان کی گئی۔

باب کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے کا بیان

(۵۴۵۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے بشیر بن یسار سے، ان سے سوید بن نعمان نے، کہا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ خیبر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام صہار پر پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے کھانا طلب فرمایا۔ کھانے میں ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی، پھر ہم نے کھانا کھایا اور آنحضور ﷺ کلی کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے بھی کلی کی۔

۵۱- باب الْمُضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ.
 ۵۴۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَعْمَانَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصُّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أَتَيْهِ إِلَّا بِسَوِيْقٍ، فَأَكَلْنَا، فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَمُضْمَضَ وَمُضْمَضْنَا. [راجع: ۲۰۹]

(۵۴۵۵) یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے بشیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا ہم سے سوید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے جب ہم مقام صہار پہنچے۔ یحییٰ نے کہا کہ یہ جگہ خیبر سے ایک منزل کی دوری پر ہے تو آنحضرت صلی اللہ

۵۴۵۵- قَالَ يَحْيَى : سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُولُ : أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصُّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى: وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا

علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی۔ ہم نے اسے آپ کے ساتھ کھایا پھر آپ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا اور سفیان نے کہا گویا کہ تم یہ حدیث سنی ہی سے سن رہے ہو۔

بَطْعَامٍ فَمَا أَتَى إِلَّا بِسَوِيقٍ، فَلَكْنَاهُ فَالْكُلْنَا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَقَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيَى.

[راجع: ۲۰۹]

باب رومال سے صاف کرنے سے پہلے

انگلیوں کو چاٹنا

(۵۳۵۶) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

یہاں رومال سے مراد وہ کپڑا ہے جو کھانے کے بعد ہاتھ کی چٹائی دور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ نے انگلیاں چاٹ کر اس رومال سے ہاتھ صاف کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ حدیث میں صاف طور پر لفظ رومال نہیں ہے مگر حضرت امام نے حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے مسلم نے نکالا ہے۔ جس کے الفاظ ہیں کہ فلا یمسح یدہ بالمندیل یعنی ہاتھوں کو رومال سے پونچھنے سے پہلے چاٹ کر صاف کر لے۔

باب رومال کا بیان

(۵۳۵۷) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے، ان سے سعید بن الحارث نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ سعید بن الحارث نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی چیز کے (کھانے کے بعد) جو آگ پر رکھی ہو وضو کے متعلق پوچھا (کہ کیا ایسی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہمیں اس طرح کا کھانا (جو پکا ہوا ہوتا) بہت کم میسر آتا تھا اور اگر میسر آتا بھی جاتا تھا تو سوا ہماری ہتھیلیوں بازوؤں اور پاؤں کے کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (اور ہم انہیں سے اپنے ہاتھ صاف کر کے) نماز پڑھ لیتے تھے اور وضو۔

۵۲- باب لَعَقِ الْأَصَابِعِ وَمَصَّهَا

قَبْلَ أَنْ تُمَسِّحَ بِالْمِنْدِيلِ

۵۴۵۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يَلْعَقَهَا)).

۵۳- باب الْمِنْدِيلِ

جس سے کھانا کھا کر ہاتھ پونچھتے ہیں۔

۵۴۵۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا، فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكْفَنَّا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا. ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ.

اگر پہلے سے ہوتا تو نیا وضو نہیں کرتے تھے۔

۵۴- باب مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ

طَعَامِهِ؟

۵۴۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا)). [طرفه في : ۵۴۵۹].

۵۴۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرٍ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ، وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَّأَنَا وَأَرْوَأَنَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ)). وَقَالَ مَرَّةً: ((لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى رَبَّنَا)).

[راجع: ۵۴۵۸]

باب کھانا کھانے کے بعد کیا دعا

پڑھنی چاہیے؟

(۵۴۵۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہم کو بے پرواہی کا خیال نہ ہو، اے ہمارے رب!

(۵۴۵۹) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ثور بن یزید نے بیان کیا، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے اور ایک مرتبہ بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اپنا دسترخوان اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا۔ ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے ورنہ ہم اس نعمت کے منکر نہیں ہیں۔ اور ایک مرتبہ فرمایا ”تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں اے ہمارے رب! اس کا ہم حق ادا نہیں کر سکے اور نہ یہ ہمیشہ کے لیے رخصت کیا گیا ہے۔ (یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہم کو بے نیازی کا خیال نہ ہو۔ اے ہمارے رب!“

دوسری روایات کی بنا پر یہ دعا بھی مسنون ہے الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین دوسرے کے گھر کھانے کے بعد ان لفظوں میں ان کو دعا دینی چاہیے۔ اللهم بارک لهم فیما رزقتههم واغفر لهم وارحمهم۔

باب خادم کو بھی ساتھ میں کھانا کھانا مناسب ہے

(۵۴۶۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد نے، وہ زیاد کے صاحبزادے ہیں، کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم

۵۵- باب الْأَكْلُ مَعَ الْخَادِمِ

۵۴۶۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

میں کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے (کیونکہ) اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔

باب شکر گزار کھانے والا (ثواب میں) صابر روزہ دار کی طرح ہے اس مسئلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

باب کسی شخص کی کھانے کی دعوت ہو اور دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ طفیلی ہو جائے تو اجازت لینے کے لیے وہ کہے کہ یہ بھی میرے ساتھ آگیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم کسی ایسے مسلمان کے گھر جاؤ (جو اپنے دین و مال میں) غلط کاموں سے بدنام نہ ہو تو اس کا کھانا کھاؤ اور اس کا پانی پیو۔

(۵۴۶۱) ہم سے عبد اللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے اعش نے، ان سے شقیق نے، اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ جماعت انصار کے ایک صحابی ابو شعیبہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا۔ وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے فاقہ کا اندازہ لگا لیا۔ چنانچہ وہ اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گئے اور کہا کہ میرے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دو۔ میں حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ دعوت دوں گا۔ غلام نے کھانا تیار کر دیا۔ اس کے بعد ابو شعیبہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ ان کے ساتھ ایک اور صاحب بھی چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو شعیبہ! یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آگئے ہیں، اگر تم چاہو تو انہیں بھی اجازت دے دو اور اگر چاہو تو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ، أَوْ لَقْمَةً أَوْ لَقْمَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّةٌ وَعِلَاجَةٌ)). ﷺ [راجع: ۲۵۵۷]

۵۶- باب الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ، مِثْلُ

الصَّائِمِ الصَّابِرِ.

فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۷- باب الرَّجُلُ يُدْعَى إِلَى طَعَامٍ فَيَقُولُ: وَهَذَا مَعِيَ. وَقَالَ أَنَسٌ: إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مُسْلِمٍ لَا يُتَهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ

۵۴۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لِحَامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ، فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ إِلَى غُلَامِهِ اللَّحَامِ فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةَ لَعَلِّي أَذْغُو النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ. فَصَنَعَ لِي طَعِيمًا، ثُمَّ أَتَاهُ فَذَعَا فَنَبَّعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا شُعَيْبٍ، إِنَّ رَجُلًا تَبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذْنَتْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ)). قَالَ لَا بَلْ أَذْنَتْ لَهُ.

چھوڑ دو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں بلکہ میں انہیں بھی اجازت دیتا ہوں۔

[راجع: ۲۰۸]

مگر اس طرح ہر سی کے گھر چلے جانا کسی کو اپنے ساتھ میں لے جانا جائز نہیں ہے، کوئی مخلص دوست ہو تو بات الگ ہے۔

باب شام کا کھانا حاضر ہو تو نماز کے لیے

جلدی نہ کرے

۵۸- باب إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ فَلَا

يَعْجَلُ عَنْ عِشَائِهِ

بلکہ پہلے کھانے سے فارغ ہو جانا بہتر ہے۔

(۵۴۶۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور لیث نے بیان کیا، کہا انہوں نے کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد عمرو بن امیہ نے خبر دی کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ گوشت اور چھری جس سے آپ کاٹ رہے تھے، چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی اور اس نماز کے لیے نیا وضو نہیں کیا۔

۵۴۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْتَرُ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ، فَدْعَى إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسَّكِينِ الَّتِي كَانَ يَخْتَرُ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۸]

(۵۴۶۳) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور نماز بھی کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔

۵۴۶۳- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدُوا بِالْعِشَاءِ)).

اور ایوب سے روایت ہے، ان سے نافع نے، ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی کے مطابق۔

وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

(۵۴۶۴) اور ایوب سے روایت ہے، ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ رات کا کھانا کھایا اور اس وقت آپ امام کی قرأت سن رہے تھے۔

۵۴۶۴- وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ. [راجع: ۶۷۳]

معلوم ہوا کہ کھانا اور جماعت ہر دو حاضر ہوں تو کھانا کھالینا مقدم ہے ورنہ دل اس کی طرف لٹکا رہے گا۔

(۵۴۶۵) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان

۵۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو چکے اور رات کا کھانا بھی سامنے ہو تو کھانا کھاؤ۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے کہ ”جب رات کا کھانا رکھا جا چکے۔“

یعنی کھانا سامنے آجائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے تاکہ پھر نماز سکون سے ادا کی جاسکے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پھر جب تم کھانا کھا چکو تو دعوت والے کے گھر سے اٹھ کر چلے جاؤ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعِشَاءُ فَأَبْدُوا بِالْعِشَاءِ)). قَالَ وَهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ.

۵۹- باب قول الله تعالى: ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا﴾

کیونکہ صاحب خانہ کو دیگر امور بھی انجام دینے ہو سکتے ہیں کھانا کھانے کے بعد ان کا وقت لینا خلاف ادب ہے۔ ہاں وہ اگر بخوشی دوستانہ گفتگو کے لیے از خود روکنا چاہے تو امر دیگر ہے۔

(۵۴۶۶) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردہ کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا موقع تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کی کھانے کی دعوت کی تھی۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بعض اور صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہو کر) جا چکے تھے۔ آخر آپ بھی کھڑے ہو گئے اور چلتے رہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (بھی جو کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے رہ گئے تھے) جا چکے ہوں گے (اس لیے آپ واپس تشریف لائے) میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا لیکن وہ لوگ اب بھی اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پھر واپس آ گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ دوبارہ واپس آیا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر پہنچے پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اب وہ لوگ جا چکے تھے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے اور میرے

۵۴۶۶- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسًا قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسَ بِالْحِجَابِ، كَانَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصَحَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ، حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَشَى وَمَشِيَتْ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ، فَرَجَعَتْ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ، فَرَجَعَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَرَجَعَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا، فَضْرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا، وَأَنْزَلَ الْحِجَابَ.

درمیان پردہ لٹکایا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

[راجع: ۴۷۹۱]

تشریح سورۃ احزاب کا بیشتر حصہ ایسے ہی آداب سے متعلق نازل ہوا ہے جن کا ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو یہاں اس غرض سے لائے ہیں کہ اس میں نقل کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کا ادب بیان فرمایا کہ جب کھانے سے فارغ ہوں تو اٹھ کر چلا جانا چاہیئے، وہیں جے رہنا اور صاحب خانہ کو ایذا دینا گناہ ہے۔ (فتح الباری)

۱۔ کتاب العقیقہ

کتاب مسائل عقیقہ کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تشریح عقیقہ وہ قربانی جو ساتویں دن بچے کا سر منڈانے کے وقت کی جاتی ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ بچہ کا نام رکھنا، سر منڈانا اور اس کے وزن کے برابر چاندی خیرات کرنا مستحب ہے۔ العقیقہ نوزائیدہ بچے کے بال نیز وہ بکری جو پیدائش کے ساتویں دن بال موڈتے وقت ذبح کی جائے۔ (مصباح اللغات، ص: ۵۶۵)

۱ - باب تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةً
باب اگر بچے کے عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدائش کے دن ہی اس کا نام رکھنا اور اس کی تحنیک کرنا جائز ہے

ثابت ہوا کہ عقیقہ کرنا سنت ہے فرض نہیں ہے۔ باب منعقد کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی مقصد ہے کہ عقیقہ واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ لفظ تحنیک حنک اور حنک سے ہے۔ جس کے معنی چبا کر نرم بنانا ہے۔ حنک الصبی بچے کو مہذب بنانا (مصباح اللغات، ص: ۱۸۰)

(۵۴۶۷) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابورہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی پھر مجھے دے دیا۔ یہ

۵۴۶۷ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : وَلَدَ لِي غُلَامٌ فَأَنْتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ، فَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى.

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

[طرفہ فی : ۶۱۹۸]

پیدائش کے بعد ہی بچہ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ امام ابن حبان نے ان کا نام بھی صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ اس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا مگر آپ سے روایت نہیں کی۔

۵۴۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ الْمَاءُ. (۵۴۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی تحنیک کر دیں اس بچہ نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا، آپ نے اس پر پانی بہا دیا۔ (راجع: ۲۲۲)

بچہ بعد ولادت فوراً ہی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے تحنیک فرمائی یعنی کھجور کا ٹکڑا اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے بچے کو چٹا دیا۔ اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدا ہوتے ہی ختنہ و تحنیک کرنا جائز ہے۔ عقیقہ کرنا ہو تو یہ اعمال بروز عقیقہ ہی کئے جائیں۔

۵۴۶۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَاتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَتَزَلْتُ قَبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقَبَاءَ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي خَجَرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَقَلَّ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَنَهُ بِالتَّمْرَةِ، ثُمَّ دَعَا لَهُ فَبَرَكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ، فَفَرَحُوا بِهِ فَرَحًا شَدِيدًا، لِأَنَّهُمْ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ الْيَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلَا يُؤْلَدُ لَكُمْ. (۵۴۶۹) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں ان کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں (جب ہجرت کے لیے) نکلی تو وقت ولادت قریب تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر میں نے پہلی منزل قبائیس کی اور یہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہو گئے۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بچہ کو لے کر حاضر ہوئی اور اسے آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے کھجور طلب فرمائی اور اسے چبایا اور بچہ کے منہ میں اپنا تھوک ڈال دیا۔ چنانچہ پہلی چیز جو اس بچہ کے پیٹ میں گئی وہ حضور اکرم ﷺ کا تھوک مبارک تھا پھر آپ نے کھجور سے تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ یہ سب سے پہلا بچہ تھا جو اسلام میں (ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں) پیدا ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ افواہ پھیلایا جا رہی تھی کہ یہودیوں نے تم (مسلمانوں) پر جادو کر دیا ہے۔ اس لیے تمہارے یہاں اب کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ (راجع: ۳۹۰۹)

پہلی حدیث جمل تھی وہی واقعہ اس میں مفصل بیان کیا گیا ہے وہ بچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے جو بعد میں ایک نہایت ہی جلیل القدر بزرگ ثابت ہوئے۔ یہودیوں کی اس بکواس سے کچھ مسلمانوں کو رنج بھی تھا جب یہ بچہ پیدا ہوا تو مسلمانوں نے خوشی میں

اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ سارا منہ گونج اٹھا۔ (دیکھو شرح وحیدی)

۵۴۷۰- حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ ابْنُ لَأْبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَبِضَ الصَّبِيَّ. فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ : مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سَلِيمٍ: هُوَ أَسْكَنَ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارِ الصَّبِيَّ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ((أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ)). فَوَلَدَتْ غُلَامًا. قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ احْفَظْنِيهِ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ تَمْرَاتٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمْعُهُ شَيْءٌ؟)) قَالُوا نَعَمْ. تَمْرَاتٍ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَعَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ وَحَنَكُهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدُ اللَّهِ.

[راجع: ۱۳۰۱]

(۵۴۷۰) ہم سے مطرب بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے، انہیں عبد اللہ بن عون نے خبر دی، انہیں انس بن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ ابو طلحہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ جب وہ (تھکے ماندے) واپس آئے تو پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون کے ساتھ ہے پھر بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ساتھ ہم بستری کی پھر جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بچہ کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی ”اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔“ پھر ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو مجھ سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے حفاظت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچہ کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں، آنحضرت ﷺ نے بچہ کو لیا اور دریافت فرمایا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں۔ آپ نے اسے لے کر چلیا اور پھر اسے اپنے منہ میں سے نکال کر بچہ کے منہ میں رکھ دیا اور اس سے بچہ کی تحنیک کی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

اس حدیث سے بھی باب کا مضمون بخوبی ثابت ہو گیا۔ نیز مصرو شکر کا بہترین ثمرہ بھی ثابت ہوا۔ تحنیک کے معنی پیچھے گزر چکے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ مرنے والا بچہ ابو عمیر نامی تھا جس سے آنحضرت ﷺ مزاحا فرمایا کرتے تھے یا ابا عمیر مافل الغیر اے ابو عمیر! تو نے جو چیزیاں پال رکھی ہے وہ کس حال میں ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ابو طلحہ نے بچہ کا عقیقہ نہیں کیا اور بچے کا اسی دن نام رکھ لیا۔ معلوم ہوا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے، کچھ واجب نہیں۔ (مترجم وحیدی)

ہم سے محمد بن قسٹی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، انہوں نے ابن عون سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، وہ حضرت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو (مثل سابق) پورے طور پر بیان کیا۔

باب عقیدہ کے دن بچہ کے بال مونڈنا (یا ختنہ کرنا)

(۵۴۷۱) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ (صحابی) نے بیان کیا کہ بچہ کا عقیدہ کرنا چاہیے۔ اور حجاج بن منہال نے کہا، ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ایوب سختیانی، قتادہ، ہشام بن حسان اور حبیب بن شہید ان چاروں نے خبر دی، انہیں محمد بن سیرین نے اور انہیں حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور کئی لوگوں نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان اور ہشام بن حسان نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے، ان سے ربیع بنت صلیح نے، ان سے سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے مرفوعاً نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور اس کی روایت یزید بن ابراہیم تستری نے کی، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا قول موقوفاً (غیر مرفوع) ذکر کیا۔

(۵۴۷۲) اور اصح بن فرج نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، انہیں جریر بن حازم نے، انہیں حضرت ایوب سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے کہ ہم سے حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ اس کا عقیدہ لگا ہوا ہے اس لیے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے بال دور کرو۔ (سرمنڈا دیا ختنہ کرو)

مختلف سندوں کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ سلمان بن عامر کی روایت کو جسے حماد بن زید نے موقوفاً نقل کیا ہے اسے حماد بن سلمہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حماد بن سلمہ میں بعض لوگوں نے کلام کیا ہے۔ مگر اکثر نے ان کو ثقہ بھی کہا ہے۔ حسن اور قتادہ نے اس حدیث کی رو سے یہ کہا ہے کہ لڑکے کا عقیدہ کرنا چاہیے اور لڑکی کا عقیدہ ضروری نہیں۔ (مگر ان کا یہ قول ضعیف ہے لڑکی کا بھی عقیدہ سنت ہے۔ اگر عقیدہ میں اونٹ لگے وغیرہ ذبح کرے تو جہنم کے نزدیک یہ درست ہے۔ (شرح وحیدی)

حدثني عبدُ الله بنُ أبي الأسودِ حَدَّثَنَا

۲- باب إمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ

۵۴۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ. وَقَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهَشَامٌ وَحَبِيبٌ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهَشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ. [طرفه فی : ۵۴۷۲]

۵۴۷۲- وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جُرَيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الصَّبِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى)).

تشیخ

نے بیان کیا، کہا کہ ان سے حبیب بن شہید نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حضرت امام حسن بصری سے پوچھوں کہ انہوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ : أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ : مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ. [راجع: ۵۴۷۱]

تشیع عقیقہ سنت ہے جو بچہ کی ولادت کے ساتویں دن ہونا چاہیئے بچہ ہو تو دو بکرے اور اگر بچی ہو تو ایک بکرا مسنون ہے۔ ساتویں دن نہ ہو سکے تو بطور قضا جب توفیق ہو کرنا درست ہے۔ عقیقہ کا گوشت تقسیم کرنا یا پکا کر خود کھانا، دوست احباب اور غریاء کو کھانا مناسب ہے۔ باقی اور باتیں جو اس سلسلہ کی مشہور ہیں سب بے ثبوت ہیں۔ عقیقہ کے جانور کے لیے قربانی جیسی شرائط نہیں ہیں، واللہ اعلم۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے اصحاب سنن نے سرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ میں گردی ہے اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے اس کا سر منڈایا جائے اس کا نام رکھا جائے۔

باب فرع کے بیان میں

۳- باب الفرع

تشیع فرع اونٹنی کا پہلا بچہ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک لوگ اس کو اپنے بتوں کے سامنے کاٹتے۔ اسلام کے زمانہ میں یہ رسم اسی طرح قائم رہی مگر اسے اللہ کے نام پر ذبح کرنے لگے پھر یہ رسم موقوف اور منسوخ کر دی گئی۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔ سند میں حضرت عبداللہ بن مبارک ایک عجیب مبارک شخص گزرے ہیں۔ ابجدیث کے پیشوا اور فقہاء کے بھی امام ہیں اور کہتے ہیں کہ فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد بھی ہیں اور حضرات صوفیہ کے راہ نمائے اولیاء اللہ میں بھی گنے جاتے ہیں۔ ایسی جامعیت کے شخص اس امت میں بہت کم گزرے ہیں جو ابجدیث اور فقہاء اور صوفیاء تینوں میں مقتدا اور پیشوا گئے جائیں۔ ایک یہ عبداللہ بن مبارک دوسرے سفیان ثوری تیسرے وکیع بن جراح چوتھے امام حسن بصری۔

اولئک آبائی فجنتی بمثلہم اذا جمعنا یا جریر المعجم (راز)

(۵۴۷۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، انہیں ابن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسلام میں) فرع اور عقیقہ نہیں ہیں۔ ”فرع“ (اونٹنی کے) سب سے پہلے بچہ کو کہتے تھے جسے (جاہلیت میں) لوگ اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے اور ”عقیقہ“ کو رجب میں ذبح کیا جاتا تھا۔

۵۴۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا فَرَعٌ وَلَا عَقِيقَةٌ)) وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النَّتَاجِ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لَطَوَاعِيهِمْ. وَالْعَقِيقَةُ فِي رَجَبٍ. [أطرافه في: ۵۴۷۴]

تشیع عوام جلاء مسلمانوں میں اب تک یہ رسم ماہ رجب میں کوئٹے بھرنے کی رسم کے نام سے جاری ہے۔ رجب کے آخری عشرہ میں بعض جگہ بڑے ہی اہتمام سے یہ کوئٹے بھرنے کا تہوار منایا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے کھڑے پیر کی نیاز بتلاتے اور اسے کھڑے ہی کھڑے کھاتے ہیں۔ یہ جملہ محدثات بدعات ضلالت ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسی خرافات سے بچنے کی ہدایت بخشنے، آمین۔

۴- باب العتیرہ

باب عتیرہ کے بیان میں

ماہ رجب میں جاہلیت والے قربانی کیا کرتے تھے، اسی کا نام انہوں نے عتیرہ رکھا تھا۔ اسلام نے ایسی غلط رسوم کو جن کا تعلق شرک سے تھا یکسر ختم کر دیا۔ لفظ عتیرہ باب ضرب بضرب سے ہے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں۔ (مصحح اللغات)

۵۴۷۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا فَرَعٌ وَلَا عَتِيرَةٌ)). قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ بَنَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لَطَوِاعِيهِمْ. وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ.

(۵۴۷۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فرع اور عتیرہ (اسلام میں) نہیں ہیں۔ بیان کیا کہ ”فرع“ سب سے پہلے بچہ کو کہتے تھے جو ان کے یہاں (اونٹنی سے) پیدا ہوتا تھا، اسے وہ اپنے بچوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور عتیرہ وہ قربانی جسے وہ رجب میں کرتے تھے (اور اس کی کھال

درخت پر ڈال دیتے)

[راجع: ۵۴۷۳]

یوں اللہ صدقہ خیرات، قربانی ہر وقت جائز ہے مگر ذی الحجہ کے علاوہ کسی اور مہینہ کی قید لگا کر کوئی قربانی یا خیرات کرنا ایسے کاموں کی اسلام میں کوئی اصل نہیں ہے جیسے ایصال ثواب میت کے لیے جائز ہے مگر تجب یا دہم یا چلم کی تخصیص ناجائز اور بدعت ہے جس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ تمت بالخیر۔

خاتمہ

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات!

حمد و صلوة کے بعد محض اللہ پاک کے فضل و کرم اور فدائیان اسلام کی پر خلوص دعاؤں کے نتیجہ میں آج اس پارے کی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ میری قلمی لغزشوں کو معاف فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو قبول فرما کر جملہ معاونین کرام و شائقین عظام اور برادران اسلام کے لیے ذریعہ برکات داریں بنائے۔ جو دور و نزدیک علاقوں سے تکمیل صحیح بخاری شریف مترجم اردو کے لیے پر خلوص دعاؤں سے مجھ ناچیز کی ہمت افزائی فرما رہے ہیں۔ یا اللہ! جس طرح تو نے یہاں تک کی منزلیں میرے لیے آسان فرمائی ہیں اسی طرح بتایا آٹھ پاروں کی اشاعت بھی آسان فرمائیے اور مجھ کو توفیق دیجئے کہ تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی عین رضا کے مطابق میں اس خدمت کو انجام دے سکوں۔ یا اللہ! میرے اساتذہ کرام و جملہ معاونین عظام اور آل اولاد کے حق میں یہ خدمت قبول فرما اور ہم سب کو قیامت کے دن دربار رسالت مآب ﷺ میں جمع فرمائیے، آپ کے دست مبارک سے آب کوثر نصیب فرمائیے اور اس خدمت عظمیٰ کو ہم سب کے لیے باعث نجات بنائیے۔ دینا تقبل منا انک انت السميع العليم۔ وتب علینا انک انت العواب الرحيم۔

برحمتک یا ارحم الراحمین وصل علی حبیبک خیر المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین۔

راقم محمد داؤد راز ولد عبد اللہ السلفی مسجد الہدیٰ نمبر ۱۳۱۱ اجیری گیٹ دہلی نمبر ۶ بھارت

(ربیع الاول سنہ ۱۴۳۹ھ)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تیسواں پارہ

۷۲۔ کتاب الذبائح والصيد

ذبیحہ اور شکار کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب شکار پر بسم اللہ پڑھنا اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں فرمایا کہ تم پر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ہے

پس تم اعتراض کرنے والے کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔“ اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورۃ مائدہ میں فرمان کہ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں کچھ شکار دکھا کر آزمائے گا جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے۔“ الآیۃ اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورۃ مائدہ میں فرمان کہ ”تمہارے لیے چوپائے موسیٰ حلال کئے گئے سوا ان کے جن کا ذکر تم سے کیا جاتا ہے (مردار اور سور وغیرہ) اور اللہ کا فرمان کہ پس تم (ان کافروں) سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔“ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ العقود سے مراد۔۔۔ حلال و حرام سے متعلق عمد و بیان۔۔۔ الا ما یبلی علیکم سے سور، مردار، خون وغیرہ مراد ہے۔ یجو منکم باعث بنے، شنان کے معنی عداوت و دشمنی، المنخنقة جس جانور کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو اور اس سے وہ مر گیا ہو

۱۔ باب التسمیۃ علی الصيد
وَقَوْلِ اللَّهِ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾

إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي﴾ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ الْآيَةُ. وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْعُقُودُ: الْغُهْدُ، مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ. إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ: الْخِزْيَرُ، يَجْرِمُنْكُمْ: يَحْمِلُنْكُمْ. شَنَانٌ: عَدَاوَةٌ. الْمُنْخَنِقَةُ: تَخْنُقُ قَتَمُوتُ. الْمَوْقُودَةُ: تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ، يُوقَدُهَا قَتَمُوتُ. وَالْمُتَرَدِّدَةُ: تَرْدَى مِنَ الْجَبَلِ.

وَالنَّطِیْحَةُ: تَنْطِیْحُ الشَّاةُ، فَمَا أَذْرَكَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنْبِهِ أَوْ بِغَيْبِهِ فَادْبَحَ وَكُلَّ. الموقوذة: جسے لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اور اس سے وہ مرجائے۔ المتروذیہ: جو پہاڑ سے پھسل کر گر پڑے اور مرجائے۔ النطیحة: جس کو کسی جانور نے سینگ سے مار دیا ہو۔ پس اگر تم اسے دم ہلاتے ہوئے یا آنکھ گھماتے ہوئے پاؤ تو ذبح کر کے کھا لو کیونکہ یہ اس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

شبیحہ اصل میں لفظ ذباح ذبیحہ کی جمع ہے ذبیحہ وہ جانور جو ذبح کیا جائے اور صید اس جانور کو جو شکار کیا جائے آیت الاماذ کیم میں ذبیحہ مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔ العقود سورۃ مائدہ میں ہے یعنی اوفوا بالعقود اللہ کے عہد و پیمان پورے کرو۔ آیت و احادیث کی بناء پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا حلت کی شرط ہے اگر عہد بسم اللہ نہ پڑھا تو وہ جانور مردار ہو گا۔ دوسرے کتے سے غیر مسلم کا چھوڑا ہوا کتا یا غیر سدھایا ہوا کتا مراد ہے۔

۵۴۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ غَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِغْرَاضِ قَالَ: ((مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ، فَكُلْهُ. وَمَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَهُوَ وَقِيدٌ)). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ: ((مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنْ أَخَذَ الْكَلْبُ ذِكَاةً. وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ، أَوْ كِلَابَكَ كَلْبًا غَيْرَهُ، فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتُ اسْمَ اللَّهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ)).

(۵۴۷۵) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بے پر کے تیریا لکڑی یا گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کی نوک شکار کو لگ جائے تو کھا لو لیکن اگر اس کی عرض کی طرف سے شکار کو لگے تو وہ نہ کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے اور میں نے آپ سے کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جسے وہ تمہارے لیے رکھے (یعنی وہ خود نہ کھائے) اسے کھا لو کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑ لینا یہ بھی ذبح کرنا ہے اور اگر تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہو گا اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھ کر اپنے کتے پر لیا تھا دوسرے کتے پر نہیں لیا تھا۔

[راجع: ۱۷۵]

شبیحہ یہ عدی عرب کے مشہور حنی حاتم کے بیٹے ہیں جو مسلمان ہو گئے تو یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو بسم اللہ پڑھنے کو حلت کی دلیل کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ باز اور شرے اور جملہ شکاری پرندوں کا بھی وہی حکم ہے جو کتے کا حکم ہے ان کا بھی شکار کھانا درست ہے جب بسم اللہ پڑھ کر ان کو شکار پر چھوڑا جائے۔ عدی اپنے باپ کی طرح حنی تھے کافی طویل عمر پائی۔

۲- باب صَيْدِ الْمِغْرَاضِ باب بے پر کے تیر یعنی لکڑی گز وغیرہ سے شکار کرنے کا بیان اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے غلے سے مرجانے والے شکار کے متعلق

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُولَةِ بِالْبَنْدَقَةِ: تِلْكَ

کہا کہ وہ بھی موقوفہ (بوجھ کے دباؤ سے مرا ہوا ہے جو حرام ہے) اور سالم، قاسم، مجاہد، ابراہیم، عطاء اور امام حسن بصری رحمہم اللہ اجمعین نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ گاؤں اور شہروں میں غلے چلانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور ان کے سوا دوسری جگہوں (میدان، جنگل وغیرہ) میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

غلہ بازی شکار کرنے کا پرانا طریقہ ہے مگر اس سے اگر بستی میں غلہ بازی کی جائے تو بہت سے نقصانات کا بھی خطرہ ہے۔ لہذا بستی کے اندر غلیل بازی کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے ہاں جنگلوں میں اس سے شکار کرنا معیوب نہیں ہے۔

(۵۴۷۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی سرف نے، ان سے شعبی نے کہا کہ میں نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بے پر کے تیریا لکڑی گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم اس کی نوک سے شکار کو مار لو تو اسے کھاؤ لیکن اگر اس کی عرض کی طرف سے شکار کو لگے اور اس سے وہ مر جائے تو وہ موقوفہ (مردار) ہے اسے نہ کھاؤ۔ میں نے سوال کیا کہ میں اپنا کتا بھی (شکار کے لیے) دوڑاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھ کر شکار کے پیچھے دوڑاؤ تو وہ شکار کھا سکتے ہو۔ میں نے پوچھا اور اگر وہ کتا شکار میں سے کھالے؟ آپ نے فرمایا کہ پھر نہ کھاؤ کیونکہ وہ شکار اس نے تمہارے لیے نہیں پکڑا تھا، صرف اپنے لیے پکڑا تھا۔ میں نے پوچھا میں بعض وقت اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور بعد میں اس کے ساتھ دو سر اکتا بھی پاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اس کا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے بسم اللہ صرف اپنے کتے پر پڑھی ہے، دوسرے پر نہیں پڑھی ہے۔

[راجع: ۱۷۵]

غلہ وہ ہے جو غلیل میں رکھ کر پھینکا جاتا ہے جو اپنے بوجھ سے جانور کو مارتا اور وہ گوشت کو چیرتا نہیں ہے۔ مولانا وحید الرحمن مرحوم نے بدوق کا مارا ہوا شکار حلال کہا ہے کیونکہ بدوق کی گولی گوشت کو چیر کر اندر گھس جاتی ہے۔ جمہور علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ جب دو سر اکتا اس میں شریک ہو جائے تو اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ بہت سے علماء بدوق کا شکار، جبکہ وہ ذبح سے پہلے مر جائے اسے حلال نہیں جانتے۔ احتیاط اسی میں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

باب جب بے پر کے تیر سے یا لکڑی کے عرض سے شکار مارا

۳- باب مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ

الْمَوْقُودَةُ. وَكَرِهَ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَابْرَاهِيمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمَى الْبُنْدُقَةِ فِي الْفَرَى وَالْأَمْصَارِ، وَلَا يَرَى بَأْسًا فِيمَا سِوَاهُ.

۵۴۷۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فُكُلًا، فَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلُ)). فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ: ((إِذَا أُرْسَلَتْ كَلْبُكَ وَسَمِيتَ فُكُلًا)). قُلْتُ: فَإِنْ أَكَلَ؟ قَالَ: ((فَلَا تَأْكُلُ. فَإِنَّهُ لَمْ يُمِسَّكَ عَلَيْكَ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)). قُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ: ((لَا تَأْكُلُ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمِيتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى آخَرَ)).

تَفْسِيحُ

جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵۴۷۷) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ہمام بن حارث نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو شکار وہ صرف تمہارے لیے رکھے اسے کھاؤ۔ میں نے عرض کیا اگرچہ کتے شکار کو مار ڈالیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ مار ڈالیں! میں نے عرض کیا کہ ہم بے پر کے تیریا لکڑی سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی دھار اس کو زخمی کر کے پھاڑ ڈالے تو کھاؤ لیکن اگر ان کے عرض سے شکار مارا جائے تو اسے نہ کھاؤ (وہ مردار ہے)

[راجع: ۱۷۵]

تشریح جمہور علماء کا فتویٰ اس حدیث پر ہے اور ابو شعبہ والی حدیث جسے ابو داؤد نے روایت کیا، وہ ضعیف ہے اور یہ عدی رضی اللہ عنہ کی حدیث قوی ہے۔ اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بھی اپنے باپ حاتم کی طرح سخاوت میں مشہور ہیں۔ یہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور یہ اپنی قوم سمیت اسلام پر ثابت قدم رہے اور عراق کی فتوحات میں شریک رہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۶۸ سال کی عمر پائی (فتح الباری)

باب تیر کمان سے شکار کرنے کا بیان

اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کسی شخص نے بسم اللہ کہہ کر تیریا تلوار سے شکار کو مارا اور اس کی وجہ سے شکار کا ہاتھ یا پاؤں جدا ہو گیا تو جو حصہ جدا ہو گیا وہ نہ کھاؤ اور باقی کھا لو اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شکار کی گردن پریا اس کے درمیان میں مارو تو کھا سکتے ہو اور اعمش نے زید سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آل کے ایک شخص سے ایک نیل گائے بھڑک گئی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ جہاں ممکن ہو سکے وہیں اسے زخم لگائیں (اور کہا کہ) گور خر کا جو حصہ (مارتے وقت) کٹ کر گر گیا ہو اسے تم چھوڑ دو اور باقی کھا سکتے ہو۔

اس لیے کہ وہ کٹ کر گرنے والا حصہ زندہ جانور سے جدا کر دیا گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو عضو زندہ جانور سے کٹ لیا جائے وہ عضو مزارع ہے تو اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

بَعْرُضِهِ

۵۴۷۷- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعْلَمَةَ. قَالَ: ((كُلْ مَا أَمْسَكَ عَنْكَ)). قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَا. قَالَ: ((وَأِنْ قَتَلْنَا)). قُلْتُ: وَإِنَّا نَرْمِي بِالْمِغْرَاضِ قَالَ: ((كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بَعْرُضِهِ فَلَا تَأْكُلْ)).

۴- باب صَيْدِ الْقَوْسِ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ: إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا قَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رَجُلٌ لَا تَأْكُلُهُ الذِّي بَانَ، وَتَأْكُلُ سَائِرَهُ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِذَا ضَرَبْتَ غَنْقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ، وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ: اسْتَعْصَى عَلَى رَجُلٍ مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ حِمَارًا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضْرِبُوهُ حَيْثُ تَيْسَّرُ، دَعُوا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُّوهُ.

(۵۴۷۸) ہم سے عبد اللہ بن یزید مقبری نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ربیعہ بن یزید دمشقی نے خبر دی، انہیں ابو ادریس عائد اللہ خولانی نے، انہیں حضرت ابو ثعلبہ خثی بنی نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کے گاؤں میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے تو اگر تمہیں اس کے سوا کوئی اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو تو (اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔

اگر بغیر سکھایا ہوا کتا کوئی شکار تمہارے پاس لائے بشرطیکہ وہ شکار زندہ تم کو مل جائے اور تم اسے خود ذبح کرو تو وہ تمہارے لیے حلال ہے ورنہ حلال نہیں اور غیر مسلوں کے برتنوں میں اگر کھانا ہی پڑے تو ان کو خوب دھو کر پاک صاف کر لینا ضروری ہے تب وہ برتن مسلمانوں کے استعمال کے لیے جائز ہو سکتا ہے ورنہ ان کے برتنوں کا کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

باب انگلی سے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزے اور غلے مارنا

(۵۴۷۹) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع اور یزید بن ہارون نے بیان کیا اور الفاظ حدیث یزید کے ہیں، ان سے کہیں بن حسن نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے، حضرت عبد اللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا (انہوں نے بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا کہ اس سے نہ شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جاسکتا ہے البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور

۵۴۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيَوَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخَثَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ قَوْمِ أَهْلِ كِتَابٍ، أَفَنَأْكُلُ فِي آيَاتِهِمْ؟ وَبَارِضٌ صَيْدٌ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلِّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلِّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِي؟ قَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. وَمَا صِدَّتْ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ، وَمَا صِدَّتْ بِكَلْبِكَ الْمُعَلِّمِ. فَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ، وَمَا صِدَّتْ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلِّمٍ فَأَذْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)). [طرفاء فی: ۵۴۸۸، ۵۴۹۶].

اگر بغیر سکھایا ہوا کتا کوئی شکار تمہارے پاس لائے بشرطیکہ وہ شکار زندہ تم کو مل جائے اور تم اسے خود ذبح کرو تو وہ تمہارے لیے حلال ہے ورنہ حلال نہیں اور غیر مسلوں کے برتنوں میں اگر کھانا ہی پڑے تو ان کو خوب دھو کر پاک صاف کر لینا ضروری ہے تب وہ برتن مسلمانوں کے استعمال کے لیے جائز ہو سکتا ہے ورنہ ان کے برتنوں کا کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

۵۴۷۹- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيدَ عَنْ كَثَمِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: لَا تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ. وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ، وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ

السِّنِّ، وَتَفَقُّا الْعَيْنَ. ثُمَّ رَأَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: أَحَدْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ، أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ، وَأَنْتَ تَخْذِفُ؟ لَا أَكَلُمُكَ كَذًّا وَكَذًّا. [راجع: ۴۸۴۱]

آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا یا کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو، میں تم سے اتنے دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حدیث پر چلنا اور حدیث کے سامنے اپنی رائے قیاس کو چھوڑنا ایمان کا تقاضا ہے اور یہی صراط مستقیم ہے اللہ اسی پر قائم و دائم رکھے اور اسی راہ حدیث پر موت نصیب کرے۔ آمین۔

خافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وفي الحديث جواز هجر ان من خالف السنة وترك كلامه ولا يدخل ذالك في النهي عن الهجر فوق ثلاث فانه يتعلق بمن هجر يحظ نفسه يعني اس سے ان لوگوں سے ترک سلام و کلام جائز ثابت ہوا جو سنت کی مخالفت کریں اور یہ عمل اس حدیث کے خلاف نہ ہو گا جس میں تین دن سے زیادہ ترک کلام کی مخالفت آئی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے نفس کے لیے ہے اور یہ محبت سنت نبوی فداہی روحی کے لیے۔ سچ ہے یہی وہ صراط مستقیم ہے جس سے خدا ملے گا جیسا کہ علامہ طحاوی نے مفصل بیان فرمایا ہے۔ فان قلت ما وقوفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعي انه عليه قلت ليس ذالك للدعاء والنسب باستعما لهم الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة و علماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الحديث في امور رسول الله صلى الله عليه وسلم واحواله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين ابتغوهما باحسان مثل الامام البخاري و مسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل الشرق والغرب على صحة ما اورده في كتبهم من امور النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله تعالى عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذي تمسك بهديهم وافتنى اثرهم واهتدى بسيرهم في الاصول والفروع فيحكم بانهم من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين الحق والباطل المميز بين من هو على الصراط المستقيم وبين من هو على السبيل الذي على يمينه وشماله (طحطاوى حاشية درمختار مطبوعة بولاق القاهرة جلد ۲: كتاب الذبائح ص: ۳۵)

اگر تو کہے کہ تجھے اپنا صراط مستقیم پر ہونا کیسے معلوم ہو حالانکہ ان تمام فرقوں میں ہر ایک یہی دعویٰ کرتا ہے تو میں جواب دوں گا کہ یہ صرف دعویٰ کر لینے اور اپنے وہم و گمان کو سند بنا لینے سے ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس پر وہ ہے جو علم منقول حاصل کرے اس فن کے ماہر علمائے اہلحدیث سے جن بزرگوں نے آنحضرت ﷺ کی صحیح احادیث جمع کیں جو آنحضرت ﷺ کے امور اور احوال اور حرکات و سکنات میں مروی ہیں اور جن بزرگوں نے صحابہ کرام انصار و مہاجرین کے حالات جمع کئے جنہوں نے ان کی احسان کے ساتھ پیروی کی جیسے کہ حضرت امام بخاری و حضرت امام مسلم وغیرہ ہیں جو ثقہ لوگ تھے اور مشہور تھے، جن بزرگوں کی وارد کی ہوئی مرفوع و موقوف احادیث کی صحت پر کل علماء مشرق و مغرب متفق ہیں۔ اس نقل کے بعد دیکھا جائے گا کہ ان محدثین کرام کے طریقہ کو مضبوط تھامنے والا اور ان کی پوری اتباع کرنے والا اور تمام کلی و جزئی چھوٹے بڑے کاموں میں ان کی روش پر چلنے والا کون ہے۔ اب جو فرقہ اس طریقہ پر ہو گا (یعنی احادیث رسول پر بطریق صحابہ بلا قید مذہب عمل کرنے والا) اس کی نسبت حکم کیا جائے گا کہ یہی جماعت وہ ہے جو صراط مستقیم پر ہے بس یہی وہ اصول ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہی وہ کسوٹی ہے جو صراط مستقیم پر ہیں ان میں اور ان میں جو اس کے دائیں بائیں ہیں، تمیز کر دیتی ہے۔

۶- باب مِنْ اِقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبٍ باب اس کے بیان میں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے

لیے ہو اور نہ مویشی کی حفاظت کے لیے

(۵۴۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ایسا کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لیے ہے اور نہ شکار کرنے کے لیے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

(۵۴۸۱) ہم سے کی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سالم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ شکاریوں اور مویشی کی حفاظت کی غرض کے سوا جس نے کتا پالا تو اس کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا بھی اسی میں داخل ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ہے۔

(۵۴۸۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مویشی کی حفاظت یا شکار کی غرض کے سوا کسی اور وجہ سے کتا پالا اس کے ثواب سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

باب جب کتا شکار میں سے خود کھالے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اللہ نے سورہ مائدہ میں فرمایا کہ ”آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز کھانی ہمارے لیے حلال کی گئی ہے، آپ کہہ دیں کہ تم پر کل پاکیزہ جانور کھانے حلال ہیں اور تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتوں اور

صِنْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

۵۴۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبٍ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ)).

[طرفاء فی : ۵۴۸۱، ۵۴۸۲]

۵۴۸۱- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا، إِلَّا كَلْبٌ ضَارٍ لِصِنْدٍ أَوْ كَلْبٌ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)). [راجع: ۵۴۸۰]

۵۴۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبٌ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)).

[راجع: ۵۴۸۰]

۷- بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أَحْلَلْ لَهُمْ قُلْ أَحْلَلْ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ﴾ الصَّوَائِدَ الْكَوَاسِبُ اجْتَرَحُوا:

جانوروں کا شکار بھی جو شکار پر چھوڑے جاتے ہیں۔ تم انہیں اس طریقہ پر سکھاتے ہو جس طرح تمہیں اللہ نے سکھایا ہے سو کھاؤ اس شکار کو جسے (شکاری جانور یا کتا) تمہارے لیے پکڑ کر رکھیں، اللہ کے قول ”یشک اللہ حساب جلد کر دیتا ہے۔“ تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر کتے نے شکار کا گوشت خود بھی کھالیا تو اس نے شکار کو ناپاک کر دیا کیونکہ اس صورت میں اس نے خود اپنے لیے شکار کو روکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورہ میں فرمانا کہ تم انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے“ اس لیے ایسے کتے کو پیٹا جائے گا اور سکھایا جاتا رہے گا“ یہاں تک کہ شکار میں سے وہ کھانے کی عادت چھوڑ دے۔ ایسے شکار کو ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ سمجھتے تھے اور عطاء نے کہا کہ اگر صرف شکار کا خون پی لیا ہو اور اس کا گوشت نہ کھایا ہو تو تم کھا سکتے ہو۔

عطاء کا قول بھی احتیاط کے خلاف ہے لہذا ایسے شکار سے بھی پرہیز مناسب ہے۔

(۵۴۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے سکھائے ہوئے کتوں کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیتے ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ کر لائیں اسے کھاؤ خواہ وہ شکار کو مار ہی ڈالیں۔ البتہ اگر کتا شکار میں سے خود بھی کھالے تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اس نے یہ شکار خود اپنے لیے پکڑا تھا اور اگر دوسرے کتے بھی تمہارے کتوں کے سوا شکار میں شریک ہو جائیں تو نہ کھاؤ۔

یہ سدھائے ہوئے کتوں سے متعلق ہے اگر وہ شکار کو مار بھی ڈالیں مگر خود کھانے کو منہ نہ ڈالیں تو وہ جانور کھایا جاسکتا ہے مگر

ایسے سدھائے ہوئے کتے آج کل عقابیں الامشاء اللہ۔

باب جب شکار کیا ہوا جانور شکاری کو دو یا تین دن کے بعد ملے تو وہ کیا کرے؟

اَكْتَسَبُوا ﴿تَعْلَمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ، فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَاللَّهُ يَقُولُ: ﴿تَعْلَمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ﴾ فَتَضَرَّبُ وَتَعْلَمُ حَتَّى يَتْرَكَ وَكَرِهَهُ ابْنُ عَمَرَ. وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمُ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ.

۵۴۸۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزَانَ بْنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ قُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ، فَقَالَ: ((إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمُعْلَمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ، مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ۱۷۵]

۸- باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة

(۵۴۸۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے شعبی نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا اور بسم اللہ بھی پڑھی اور کتے نے شکار پکڑا اور اسے مار ڈالا تو اسے کھاؤ اور اگر اس نے خود بھی کھالیا ہو تو تم نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر دوسرے کتے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اس کتے کے ساتھ شکار میں شریک ہو جائیں اور شکار پکڑ کر مار ڈالیں تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس کتے نے مارا ہے اور اگر تم نے شکار پر تیر مارا پھر وہ شکار تمہیں دو یا تین دن بعد ملا اور اس پر تمہارے تیر کے نشان کے سوا اور کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو ایسا شکار کھاؤ لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو نہ کھاؤ۔

(۵۴۸۵) اور عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے داؤد بن ابی یاسر نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ وہ شکار تیر سے مارتے ہیں پھر دو یا تین دن پر اسے تلاش کرتے ہیں، تب وہ مردہ حالت میں ملتا ہے اور اس کے اندر ان کا تیر گھسا ہوا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو کھا سکتا ہے۔

یہ اسی صورت میں کہ شکار بدبودار نہ ہو اور نہ پھر وہ کھانا مناسب نہیں ہے۔

باب شکاری جب شکار کے ساتھ دو سرا کتا پائے تو وہ کیا کرے؟

(۵۴۸۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی السفر نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں (شکار کے لیے) اپنا کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا ہو

۵۴۸۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُرْسِلَتْ كَلْبُكَ وَسَمَيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ. وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ. وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَنْتَ سَهْمُكَ فَكُلْ. وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ)).

[راجع: ۱۷۵]

۵۴۸۵- وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ عَنْ غَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَرُ أَثَرُهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ قَالَ: ((يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ)).

[راجع: ۱۷۵]

۹- بَابُ إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ

۵۴۸۶- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا أُرْسِلَتْ

اور پھر وہ کتا شکار پکڑ کے مار ڈالے اور خود بھی کھالے تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے خود اپنے لیے پکڑا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کتا شکار پر چھوڑتا ہوں لیکن اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی مجھے ملتا ہے اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر نہیں پڑھی اور میں نے آپ سے بے پر کے تیریا لکڑی سے شکار کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر شکار نوک کی دھار سے مرا ہو تو کھا لیکن اگر تو نے اس کی چوڑائی سے اسے مارا ہے تو ایسا شکار بوجھ سے مرا ہے پس اسے نہ کھا۔

كَلْبِكَ وَسَمَيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)). قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي أَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ لَا أَذْرِ أَيْهُمَا أَخْذَهُ، فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ)). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمَغْرَضِ فَقَالَ: ((إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِغَرَضِهِ فَقَتَلْ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ۱۷۵]

تشبیح وہ موقوڈ مروار ہے۔ مزید تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں وفیہ تحریم اکل الصيد الذی اکل الکلب منه ولو کان الکلب معلماً (فتح) اگر سدھایا ہوا کتا ہی کیوں نہ ہو جب وہ شکار سے کھالے تو وہ شکار کھانا حرام ہو جاتا ہے۔ لفظ کلب کی اضافت سے سدھایا ہوا کتا خریدنا بیچنا جائز ثابت ہوتا ہے (فتح)

۱۰- باب مَا جَاءَ فِي التَّصِيدِ

تشبیح اس باب کو لا کر حضرت امام المجددین نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ شکار کرنا مباح ہے اور اس پر اتفاق ہے مگر جو محض کھیل و تفریح کے لیے شکار کرے اور فرائض اسلامیہ سے غافل ہو جائے وہ مذموم ہے۔ اخرج الترمذی من حدیث ابن عباس رفعہ من سکن البادية جفا ومن اتبع الصيد غفل یعنی جو جنگل میں رہا اس میں سختی آجاتی ہے وہ جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہو جاتا ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف بھی ہوتا ہے پس فرائض کا رہا ہے احساس عالم کے مظاہر میں یہی صوفی کا مقصد ہے یہی شارع کا ایمان ہے۔

(۵۴۸۷) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد ابن فضیل نے خبر دی، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم اس قوم میں سکونت رکھتے ہیں جو ان کتوں سے شکار کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنا سکھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام لے لو تو اگر وہ کتا تمہارے لیے شکار لایا ہو تو تم اسے کھا سکتے ہو لیکن اگر کتے نے خود بھی کھالیا ہو تو وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس نے وہ شکار خود اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر اس کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی شکار میں شریک ہو جائے تو پھر شکار نہ کھاؤ۔

۵۴۸۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ بِيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَتَّصِدُ بِهِذِهِ الْكِلَابِ. فَقَالَ: ((إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمَعْلَمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا امْسَكْنَ عَلَيْكَ، إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ۱۷۵]

(۵۴۸۸) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، ان سے حیوہ بن شریح نے (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا، مجھ سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن المبارک نے بیان کیا، ان سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا کہ میں نے ربیعہ بن یزید دمشقی سے سنا، کہا کہ مجھے ابو ادریس عائد اللہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتن میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں، جہاں میں اپنے تیرے شکار کرتا ہوں اور اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں اور ایسے کتوں سے بھی جو سدھائے ہوئے نہیں ہوتے تو اس میں سے کیا چیز ہمارے لیے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو اور ان کے برتن میں بھی کھاتے ہو تو اگر تمہیں ان کے برتنوں کے سوا دوسرے برتن مل جائیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ لیکن ان کے برتنوں کے سوا دوسرے برتن نہ ملیں تو انہیں دھو کر پھر ان میں کھاؤ اور تم نے شکار کی سرزمین کا ذکر کیا ہے تو جو شکار تم اپنے تیرے مارو اور تیر چلاتے وقت اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے بلا سدھائے کتے سے کیا ہو اور اسے ذبح بھی خود ہی کیا ہو تو اسے بھی کھاؤ۔

(۵۴۸۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مرا لظہران (مکہ کے قریب ایک مقام) میں ہم نے ایک خرگوش کو ابھارا لوگ اس کے پیچھے دوڑے مگر نہ پایا پھر میں اس کے پیچھے لگا اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے نبی

۵۴۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِدُ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، نَأْكُلُ فِي آيَاتِهِمْ، وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمَعْلَمِ وَالَّذِي لَيْسَ مَعْلَمًا، فَأَخْبَرَنِي مَا الَّذِي يَجِلُّ لَنَا مِنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آيَاتِهِمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آيَاتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ، فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمَعْلَمِ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ. وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مَعْلَمًا فَادْرَحَتْ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)). [راجع: ۵۴۷۸]

۵۴۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْفَجْنَا أَرْبَابًا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَسَقَوْا عَلَيْهَا حَتَّى لَبِئُوا، فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتَّى أَخَذْتُهَا، فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ، فَبَعَثَ إِلَيَّ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَازِكُهَا وَ فَخِذِيهَا، فَقَبِلَهُ.

کریم ﷺ کی خدمت میں اس کا کولھا اور دونوں رانیں بھیجیں تو آپ نے انہیں قبول فرمایا۔

معلوم ہوا کہ خرگوش کھانا درست ہے اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔

(۵۴۹۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبد اللہ کے غلام ابو النضر نے، ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے پھر وہ مکہ کے راستہ میں ایک جگہ پر اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے پیچھے رہ گئے خود ابو قتادہ رضی اللہ عنہ احرام سے نہیں تھے اسی عرصہ میں انہوں نے ایک گور خر دیکھا اور (اسے شکار کرنے کے ارادہ سے) اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے (جو محرم تھے) کوڑا مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کیا پھر اپنا نیزہ مانگا لیکن اسے بھی اٹھانے کے لیے وہ تیار نہیں ہوئے تو انہوں نے وہ خود اٹھایا اور گور خر پر حملہ کیا اور اسے شکار کر لیا پھر بعض نے تو اس کا گوشت کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کیا۔ اس کے بعد جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا حکم پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک کھانا تھا جو اللہ نے تمہارے لیے مہیا کیا تھا۔

[راجع: ۱۸۲۱]

حالت احرام میں کسی دوسرے کا شکار کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے۔

(۵۴۹۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کیا البتہ اس روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تھا کہ تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت بچا ہوا ہے یا نہیں۔

[راجع: ۱۸۲۱]

ان جملہ احادیث کے لانے کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ شکار کو مشغلہ کے طور پر اختیار کرنا جائز ہے مگر یہ مشغلہ ایسا نہ ہو کہ فرائض اسلامیہ کی ادائیگی میں سستی کرنے کا سبب بن جائے۔ اس صورت میں یہ مشغلہ بہتر نہ ہو گا۔

۱۱- باب التَّصِيدِ عَلَى الْجِبَالِ باب اس بیان میں کہ پہاڑوں پر شکار کرنا جائز ہے۔

اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ شکار کے لیے پہاڑوں پر چڑھنا محنت اٹھانا یا گھوڑے کو ہانک

لے جانا جائز درست ہے

۵۴۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي صَالِحٍ مَوْلَى التَّوَّامَةِ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُمْ مُحْرَمُونَ وَأَنَا رَجُلٌ حَلٌّ عَلَى فَرَسٍ، وَكُنْتُ رِقَاءً عَلَى الْجِبَالِ، فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّقِينَ لَشَيْءٍ، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارٌ وَخَشٍ، فَقُلْتُ لَهُمْ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: لَا نَذَرِي، قُلْتُ: هُوَ حِمَارٌ وَخَشِيٌّ، فَقَالُوا: هُوَ مَا رَأَيْتُ. وَكُنْتُ نَسِيتُ سَوَاطِي، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي سَوَاطِي فَقَالُوا: لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ، فَتَرَلْتُ فَأَخَذْتُهُ، ثُمَّ ضَرَبْتُ فِي أَثَرِهِ، فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَلِكَ حَتَّى عَقَرْتُهُ، فَأَتَيْتُ إِلَيْهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ: قُومُوا فَاحْتَمِلُوا قَالُوا: لَا نَمْسُهُ، حَتَّى جَنَّتْهُمْ بِهِ فَأَبَى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمْ النَّبِيَّ ﷺ فَأَذَرْتُكُمْ، فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ لِي ((أَبْقِ مَعَكُمْ شَيْءَ مِنْهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((كُلُوا فَهُوَ طَعْمٌ أَطْعَمَكُمْ هَا اللَّهُ)).

[راجع: ۱۵۲۱]

(۵۴۹۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے ابو النضر نے بیان کیا، ان سے ابو قتادہ کے غلام نافع اور توامہ کے غلام ابو صالح نے کہ انہوں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان راستے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوسرے لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے لیکن میں احرام میں نہیں تھا اور ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ میں پہاڑوں پر چڑھنے کا بڑا عادی تھا پھر اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ لپٹائی ہوئی نظروں سے کوئی چیز دیکھ رہے ہیں۔ میں نے جو دیکھا تو ایک گور خر تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں! میں نے کہا کہ یہ تو گور خر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے وہی ہے۔ میں اپنا کوڑا بھول گیا تھا اس لیے ان سے کہا کہ مجھے میرا کوڑا دے دو لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں نے اتر کر خود کوڑا اٹھایا اور اس کے پیچھے سے اسے مارا، وہ وہیں گر گیا پھر میں نے اسے ذبح کیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس اسے لے کر آیا۔ میں نے کہا کہ اب اٹھو اور اسے اٹھاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم اسے نہیں چھوئیں گے۔ چنانچہ میں ہی اسے اٹھا کر ان کے پاس لایا۔ بعض نے تو اس کا گوشت کھایا لیکن بعض نے انکار کر دیا پھر میں نے ان سے کہا کہ اچھا میں اب تمہارے لیے آنحضرت ﷺ سے رکنے کی درخواست کروں گا۔ میں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی بھی بچا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کھاؤ کیونکہ یہ ایک کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو شکار کے لیے پہاڑوں پر چڑھنے کا مشاق بتایا ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ توامہ وہ لڑکی جو جڑواں پیدا ہو۔ یہ امیہ بن خلف کی بیٹی تھی جو اپنے بھائی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔ اس لیے اس کا یہی نام پڑ گیا۔

۱۲- باب قولِ اللہ تعالیٰ ﴿هُوَ أَحِلٌّ﴾ باب سورۃ مائدہ کی اس آیت کی تفسیر کہ ”حلال کیا گیا ہے“

لُكْمٌ صَيْدُ الْبَحْرِ

وَقَالَ عُمَرُ: صَيْدُهُ مَا اصْطِيدَ، وَطَعَامُهُ مَا رُمِيَ بِهِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الطَّافِي حَلَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ، إِلَّا مَا قَذَرَتْ مِنْهَا وَالْجَرِيُّ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ، وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ وَقَالَ شَرِيحٌ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ: أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يَذْبَحَهُ وَقَالَ ابْنُ جَرَرِجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ: ثُمَّ تَلَا ﴿هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٍ. وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٍ، وَمِنْ كُلِّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيبًا﴾ وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى سَرَجٍ مِنْ جُلُودِ كِلَابِ الْمَاءِ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: لَوْ أَنَّ أَهْلِي أَكَلُوا الصَّفَادِغَ لَأَطْعَمْتُهُمْ. وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلْحَفَةِ بَأْسًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ مَنْ صَيْدَ الْبَحْرِ، وَإِنْ صَارَ نَصْرَانِيٌّ أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ. وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فِي الْمُرِي: ذَبَحَ الْحُمْرُ النِّينَانُ وَالشَّمْسُ.

تَشْبِيحٌ

تمہارے لیے دریا کا شکار کھانا“
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دریا کا شکار وہ ہے جو تدبیر یعنی جال وغیرہ سے شکار کیا جائے اور ”اس کا کھانا“ وہ ہے جسے پانی نے باہر پھینک دیا ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو دریا کا جانور مرکز پانی کے اوپر تیر کر آئے وہ حلال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”اس کا کھانا“ سے مراد دریا کا مردار ہے، سو اس کے جو بگڑ گیا ہو۔ بام، جھینگے، مچھلی کو یہودی نہیں کھاتے، لیکن ہم (فراغت سے) کھاتے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کے صحابی شریح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر دریائی جانور مذبوہ ہے، اسے ذبح کی ضرورت نہیں۔ عطاء نے کہا کہ دریائی پرندے کے متعلق میری رائے ہے کہ اسے ذبح کرے۔ ابن جریر نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کیا نہروں کا شکار اور سیلاب کے گڑھوں کا شکار بھی دریائی شکار ہے (کہ اس کا کھانا بلا ذبح جائز ہو) کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے (دلیل کے طور پر) سورہ نحل کی اس آیت کی تلاوت کی کہ ”یہ دریا بہت زیادہ میٹھا ہے اور یہ دوسرا دریا بہت زیادہ کھارا ہے اور تم ان میں سے ہر ایک سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاتے ہو اور حسن رضی اللہ عنہ دریائی کتے کے چمڑے سے بنی ہوئی زمین پر سوار ہوئے اور شعبی نے کہا کہ اگر میرے گھروالے مینڈک کھائیں تو میں بھی ان کو کھلاؤں گا اور حسن بصری کچھو کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دریائی شکار کھاؤ خواہ نصرانی نے کیا ہو یا کسی یہودی نے کیا ہو یا مجوسی نے کیا ہو اور ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شراب میں مچھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ اس پر پڑے تو پھر وہ شراب نہیں رہتی۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس اثر کو اس لیے لائے کہ مچھلی کے شراب میں ڈالنے سے وہی اثر ہوتا ہے جو شراب میں نمک ڈالنے سے کیونکہ پھر شراب کی صفت اس میں باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ ان لوگوں کے مذہب پر مبنی ہے جو شراب کا سرکہ بنانا درست جانتے ہیں۔ بعضوں نے مری کو کمرہ رکھا ہے۔ مری اس کو کہتے ہیں کہ شراب میں نمک اور مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں۔ قسطلانی نے کہا کہ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے شافعیہ کا خلاف کیا ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی خاص مجتہد کے پیرو نہیں ہیں بلکہ جس قول کی دلیل قوی ہوتی ہے اس کو لے لیتے ہیں۔ آج کل اکثر مقلدین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی کہہ کر گراتے ہیں۔ ان کی یہ ہفوات ہرگز لائق توجہ نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ پختہ اہلحدیث اور کتاب و سنت کے متبع، تقلید جلد سے کوسوں دور خود فقیر اعظم و

مجتہد معظم تھے۔

حضرت امام شعبی کا نام عامر بن شرجیل بن عبد ابو عمرو شعبی جیری ہے۔ مثبت و ثقہ و امام بزرگ مرتبہ تابعی ہیں۔ پانچ سو صحابہ کرام کو دیکھا۔ اڑتالیس صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ سنہ ۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۰ھ کے لگ بھگ میں وفات پائی۔ امام شعبی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے استاد اور ابراہیم نخعی کے ہم عصر ہیں۔ امام شعبی احکام شریعہ میں قیاس کے قائل نہ تھے۔ ان کے علم و کرم کا یہ عالم تھا کہ رشتہ داری میں جس کے متعلق ان کو معلوم ہو جاتا کہ وہ قرض دار ہو کر مرے ہیں تو ان کا قرض خود ادا کر دیتے۔ امام شعبی نے کبھی اپنے کسی غلام و لونڈی کو زد و کوب نہیں کیا۔ کوفہ کے اکثر علماء کے برخلاف حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما ہر دو کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھتے تھے۔ فتویٰ دینے میں نہایت محتاط تھے۔ ان سے جو مسئلہ پوچھا جاتا اگر اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی حدیث نہ ہوتی تو ادا دہی میں نہیں جاتا کہہ دیا کرتے۔ اعش کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام شعبی سے پوچھا کہ ابلیس کی بیوی کا کیا نام ہے۔ امام شعبی نے کہا کہ ذاک عرس ماشہدہ مجھے اس شادی میں شرکت کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ایک مرتبہ خراسان کی مہم پر قتیبہ بن مسلم باہلی امیر الجاہلین کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ عبدالملک نے امام شعبی کو شاہ روم کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج: ۱/ ص: ۳۵ ط م)

(۵۳۹۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوہ خیبر میں شریک تھے، ہمارے امیر الجیش حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم سب بھوک سے بیتاب تھے کہ سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر پھینکی۔ ایسی مچھلی دیکھی نہیں گئی تھی۔ اسے غبر کہتے تھے، ہم نے وہ مچھلی پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لے کر (کھڑی کردی) تو وہ اتنی اونچی تھی کہ ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔

۵۴۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ، أَبُو عُيَيْنَةَ، فَجَعَلْنَا جُوعًا شَدِيدًا، فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ يَرِ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ الْغُبْرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُو عُيَيْنَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ.

[راجع: ۲۴۸۳]

یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں کیا گیا تھا۔ جس میں بھوک کی وجہ سے لوگوں نے پتے کھائے۔ اسی لیے اسے جیش الخبط کہا گیا۔

(۵۳۹۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسدد نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سوار روانہ کئے۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں قریش کے تجارتی قافلہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنی تھی پھر (کھانا ختم ہو جانے کی وجہ سے) ہم سخت بھوک اور فاقہ کی حالت میں تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ہم سلم کے پتے (خبط) کھا کر وقت گزارتے تھے۔ اسی لیے اس مہم کا نام ”جیش الخبط“ پڑ گیا اور سمندر نے ایک مچھلی باہر ڈال دی۔ جس کا

۵۴۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِوٍ وَقَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِمِائَةَ رَاكِبٍ، وَأَمِيرَنَا أَبُو عُيَيْنَةَ نَرَضُدُ عِمْرًا لِقُرَيْشٍ، فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسَمِيَ جَيْشَ الْخَبَطِ، وَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا يُقَالُ لَهُ الْغُبْرُ: فَأَكَلْنَا نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَا بِوَدَّهِ حَتَّى صَلَحَتْ

نام غمیر تھا۔ ہم نے اسے آدھے مہینہ تک کھایا اور اس کی چربی تیل کے طور پر اپنے جسم پر ملی جس سے ہمارے جسم تندرست ہو گئے۔ بیان کیا کہ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کی ہڈی لے کر کھڑی کی تو ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہمارے ساتھ ایک صاحب (قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) تھے جب ہم بہت زیادہ بھوکے ہوئے تو انہوں نے یکے بعد دیگر تین اونٹ ذبح کر دیئے۔ بعد میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے منع کر دیا۔

کیونکہ سواروں کے کم ہونے کا خطرہ تھا اور سفر میں سواروں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

باب مڈی کھانا جائز ہے

(۵۴۹۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ابو یعفور نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات یا چھ غزووں میں شریک ہوئے۔ ہم آپ کے ساتھ مڈی کھاتے تھے۔ سفیان، ابو عوانہ اور اسراکیل نے ابو یعفور سے بیان کیا اور ان سے ابن ابی اوفی نے ”سات غزوہ“ کے لفظ روایت کئے۔

مڈی کھانا بلا تردد جائز ہے۔ یہ عطیہ بھی ہے اور عذاب بھی کیونکہ جہاں ان کا حملہ ہو جائے کمیتیں بھلا ہو جاتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

باب مجوسیوں کا برتن استعمال کرنا اور مردار کا کھانا کیسا ہے؟

(۵۴۹۶) ہم سے ابو عاصم نمیل نے بیان کیا، ان سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ربیعہ بن یزید دمشقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو اوریس خولانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ثعلبہ خشعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں اپنے تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہوئے کتے سے اور بے سدھائے کتے سے بھی؟ آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل

أَجْسَامُنَا، قَالَ فَأَخَذَ أَبُو عَبِيدَةَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَصَبَّهُ لَمَرُ الرَّاكِبِ تَحْتَهُ. وَكَانَ لَنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرٍ ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَائِرٍ، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عَبِيدَةَ.

[راجع: ۲۴۸۳]

۱۳- باب أَكْلِ الْجَرَادِ

۵۴۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. قَالَ سُفْيَانُ: وَأَبُو عَوَانَةَ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

۱۴- باب آيَةِ الْمَجُوسِ وَالْمَيْتَةِ

۵۴۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيَوَةَ بْنِ شَرِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخَشَعِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا بَارِضُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَأَكُلُ فِي آيَتِهِمْ؟ وَبَارِضُ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتُ،

کتاب کے ملک میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھلایا کرو۔ البتہ اگر ضرورت ہو اور کھانا ہی پڑ جائے تو انہیں خوب دھویا کرو اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو شکار تم اپنے تیر کمان سے کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو وہ بھی کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے بلا سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اسے خود ذبح کیا ہو اسے کھاؤ۔

أَنَّكَ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلَا تَأْكُلُوا فِي آيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا بُدًّا فَأَغْسِلُوهَا وَكُلُّوا. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُ، أَنْتُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ، فَمَا صِدْتُمْ بِقَوْسِكِ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ، وَمَا صِدْتُمْ بِكَنْبِكَ الْمُعْلَمِ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتُمْ بِكَنْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعْلَمٍ فَأَذْرُكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْهُ)).

[راجع: ۵۴۷۸]

اس آخری جملہ سے معلوم ہوا کہ مردار کا کھانا جائز نہیں ہے۔

تشریح اہل کتاب کے برتنوں سے وہ برتن مراد تھے جن میں وہ لوگ حرام جانوروں کا گوشت پکاتے تھے اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے تھے اس لیے ان کے استعمال سے منع کیا گیا اور سخت ضرورت کے وقت مجبوری میں ان کو خوب صاف کر کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی (فتح الباری)

(۵۴۹۷) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی عبیدہ نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح خیبر کی شام کو لوگوں نے آگ روشن کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ آگ تم لوگوں نے کس لیے روشن کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ گدھے کا گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہانڈیوں میں جو کچھ (گدھے کا گوشت) ہے اسے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ہانڈی میں جو کچھ (گوشت وغیرہ) ہے اسے ہم پھینک دیں اور برتن دھولیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی کر سکتے ہو۔

۵۴۹۷ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوا خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النَّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى مَا أَوْقَدْتُمْ هَذِهِ النَّيْرَانَ؟)) قَالُوا: لَحُومَ الْحُمْرِ الْأَنْسِيَّةِ قَالَ: ((أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا، وَانْحَسِرُوا قُدُورَهَا)). فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: نَهْرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ ذَاكَ)).

[راجع: ۲۴۷۷]

تشریح اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ گدھا چونکہ حرام تھا تو ذبح سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ مردار ہی رہا اور مردار کا حکم ہوا کہ جس ہانڈی میں مردار پکایا جائے وہ ہانڈی بھی توڑ دی جائے یا دھو ڈالے۔

باب ذبح پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے اسے قصداً چھوڑ دیا

۱۵ - باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ،

وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کوئی حرج

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ

نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور نہ کھاؤ اس جانور کو جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بلاشبہ یہ نافرمانی ہے اور (کوئی نیک کام) بھول جانے والے کو فاسق نہیں کہا جاسکتا“ اور اللہ تعالیٰ کا قرآن میں فرمان اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو پٹی پڑھاتے ہیں تاکہ وہ تم سے کٹ جتی کریں اور اگر تم ان کا کہا مانو گے تو البتہ تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

گویا یہ آیت لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قول کو قوت دی کہ اگر بھول سے بسم اللہ ترک کرے تو جانور حلال ہی رہے گا کیونکہ بھول سے ترک کرنے والا نہ شیطان کا دوست ہو سکتا ہے نہ مشرک ہو سکتا ہے۔

(۵۴۹۸) مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع نے اپنے دادا رافع بن خدیج سے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام ذی الحلیفہ میں تھے کہ (ہم) لوگ بھوک اور فاقہ میں مبتلا ہو گئے پھر ہمیں (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملیں۔ آنحضرت ﷺ سب سے پیچھے تھے۔ لوگوں نے جلدی کی بھوک کی شدت کی وجہ سے (اور آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی غنیمت کے جانوروں کو ذبح کر لیا) اور ہانڈیاں پکنے کے لیے چڑھا دیں پھر جب آنحضرت ﷺ وہاں پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور ہانڈیاں الٹ دی گئیں پھر آنحضرت ﷺ نے غنیمت کی تقسیم کی اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ قوم کے پاس گھوڑوں کی کمی تھی لوگ اس اونٹ کے پیچھے دوڑے لیکن اس نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک شخص نے اس پر تیر کا نشانہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں جنگلیوں کی طرح وحشت ہوتی ہے۔ اس لیے جب کوئی جانور بھڑک کر بھاگ جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ عبایہ نے بیان کیا کہ میرے دادا (رافع بن خدیج رحمہ اللہ) نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں کیا ہم (دھاردار) لکڑی سے ذبح کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو چیز بھی خون بہا دے اور (ذبح کرتے وقت) جانور

اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ وَالنَّاسِي لَا يُسْمَى فَاسِقًا. وَقَوْلُهُ ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَيَّ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾.

شَرْحُ ۵۴۹۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَعَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرِيَّاتِ النَّاسِ، فَعَجَلُوا فَصَبُّوا الْقُدُورَ، فَذَفَعُوا إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِنَتْ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشْرَةَ مِنْ الْعَنَمِ بِعَبِيرٍ فَدَنَا مِنْهَا بَعِيرٌ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَغْيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوُحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ: وَقَالَ جَدِّي إِنَّا لَنَرَجُوا أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ عَدَاً وَلَيْسَ مَعَنَا مَذْيٌ، أَفَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ فَقَالَ: ((مَا أَنْتَهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظَّفَرُ

پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ البتہ (ذبح کرنے والا آلہ) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے۔ دانت اس لیے نہیں کہ یہ ہڈی ہے (اور ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے) اور ناخن اس لیے نہیں کہ جھشی لوگ ان کو چھری کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

وَسَأَخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمَذَى الْحَبَشَةِ)).

[راجع: ۲۴۸۸]

اس باب کا مطلب اس لفظ سے نکلتا ہے و ذکر اسم اللہ علیہ۔ حنفیہ نے اس ناخن اور دانت سے ذبح جائز رکھا ہے جو آدمی کے بدن سے جدا ہو مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

باب وہ جانور جن کو تھانوں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو
ان کا کھانا حرام ہے

۱۶- باب مَا ذُبِحَ عَلَى النَّصَبِ

وَالْأَصْنَامِ

(۵۴۹۹) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز یعنی ابن المختار نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہ آنحضور ﷺ کی زید بن عمرو بن نوفل سے مقام بلدح کے نشیبی حصہ میں ملاقات ہوئی۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ آپ نے وہ دسترخوان جس میں گوشت تھا جسے ان لوگوں نے آپ کی ضیافت کے لیے پیش کیا تھا مگر ان پر ذبح کے وقت بتوں کا نام لیا گیا تھا، آپ نے اسے زید بن عمرو کے سامنے واپس فرمادیا اور آپ نے فرمایا کہ تم جو جانور اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں انہیں نہیں کھاتا، میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

۵۴۹۹- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو ابْنَ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلَدْحٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدَّمَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَفْرَةَ فِيهَا لَحْمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لَا أَكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلَا أَكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ)).

نص قرآن ﴿وَمَا أَهْلَ لَغَيْرِ اللَّهِ﴾ (المائدة: ۳) سے ان تمام جانوروں کا گوشت حرام ہو جاتا ہے جو جانور غیر اللہ کے نام پر قرب کے لیے نذر کر دیے جاتے ہیں۔ اسی میں مدار کا بکرا اور سید سالار کے نام پر چھوڑا ہوا جانور بھی داخل ہے جیسا کہ اہل بدعت کا معمول ہے۔ بلدح حجاز میں مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ روایت میں مذکورہ زید بن عمرو سعید بن زید کے والد ہیں اور سعید عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاهم۔

تَبَيَّنَ

باب اس بارے میں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جانور کو اللہ ہی کے نام پر ذبح کرنا چاہیے

۱۷- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ))

(۵۵۰۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے اسود بن قیس نے، ان سے جندب بن سفیان بجلی نے بیان کیا کہ ہم

۵۵۰۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ

نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ قربانی کی۔ کچھ لوگوں نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ (نماز پڑھ کر) واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنی قربانیاں نماز سے پہلے ہی ذبح کر لی ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہو، اسے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسری ذبح کرے اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے نہ ذبح کی ہو اسے چاہیے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

سُفْيَانُ الْجَلِّي قَالَ: ضَحَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَضْحِيَّةَ ذَاتِ يَوْمٍ فَإِذَا أَنَسَ قَدْ ذَبَحُوا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَأَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ)).

[راجع: ۹۸۵]

معلوم ہوا کہ جو لوگ قربانی کا جانور نماز سے پہلے ادھر ادھر لے جا کر ذبح کر دیتے ہیں وہ قربانی نہیں صرف ایک معمولی گوشت بن کر رہ جاتا ہے۔ قربانی وہی ہے جو نماز عید کے بعد ذبح کی جائے اور بس۔

باب بانس، سفید دھاردار پتھر اور لوہا جو خون بہا دے اس کا حکم کیا ہے؟

۱۸- باب مَا أَنَهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ

وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيدِ

(۵۵۰۱) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے، انہوں نے ابن کعب بن مالک سے سنا، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ ان کے گھر کی ایک لونڈی سلح پھاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی (چراتے وقت ایک مرتبہ) اس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے والی ہے۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری ذبح کر دی تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اسے اس وقت تک نہ کھانا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم نہ پوچھ آؤں یا (انہوں نے یہ کہا کہ) میں کسی کو بھیجوں جو آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھ آئے پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا کسی کو بھیجا اور آنحضرت ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت بخشی۔

۵۵۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةَ لَهُمْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا. فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا. فَقَالَ لِأَهْلِهِ: لَا تَأْكُلُوا حَتَّى آتِيَ النَّبِيُّ ﷺ. فَاسْأَلَهُ، أَوْ حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مِنْ يَسْأَلُهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

[راجع: ۲۳۰۴]

(۵۵۰۲) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے بنی سلمہ کے ایک صاحب (ابن کعب بن مالک) نے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر دی کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی اس پھاڑی پر جو سوق مدنی میں ہے

۵۵۰۲- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ جَارِيَةَ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِالْجَبَلِ الَّذِي بِالسُّوقِ وَهُوَ

اور جس کا نام سلع ہے، بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک بکری مرنے کے قریب ہو گئی تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری کو ذبح کر لیا، پھر لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے کھانے کی اجازت عطا فرمائی۔

[راجع: ۲۳۰۴]

(۵۵۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سعید بن مسروق نے، انہیں عباہ بن رافع نے اور انہیں ان کے دادا (حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ) نے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس چھری نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو (دھاردار) چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو تو (اس سے ذبح کیا ہوا جانور) کھا سکتے ہو لیکن ناخن اور دانت سے ذبح نہ کیا گیا ہو کیونکہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے اور ایک اونٹ بھاگ گیا تو (تیر مار کر) اسے روک لیا گیا۔ آپ نے اس پر فرمایا یہ اونٹ بھی جنگلی جانوروں کی طرح بھڑک اٹھتے ہیں اس لیے جو تمہارے قابو سے باہر ہو جائے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔

باب (مسلمان) عورت اور لونڈی کا ذبیحہ بھی جائز ہے

(۵۵۰۴) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ نے، انہیں نافع نے، انہیں کعب بن مالک کے ایک بیٹے نے اور انہیں ان کے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے بکری پتھر سے ذبح کر لی تھی تو نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا۔ اور لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، انہوں نے قبیلہ انصار کے ایک شخص کو سنا کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی نبی کریم ﷺ سے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی پھر اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔

(۵۵۰۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے کہ حضرت معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ نے انہیں خبر دی کہ کعب بن

بسلع، فَأَصَيْتَ شَاةً، فَكَسَرْتَ حَجَرًا فَلَذَبَحْتَهَا، فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

۵۵۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ لَنَا مَذْيٌ فَقَالَ: ((مَا أَنَهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ فُكُلٌ، لَيْسَ الظُّفْرُ وَالسِّنُّ، أَمَّا الظُّفْرُ فَمَذْيُ الْحَبَشَةِ، وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ. وَتَذْ بَعِيرٍ فَحَسْبَهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا هَكَذَا)).

[راجع: ۲۴۸۸]

۱۹ - بَابُ ذَبِيحَةِ الْمَرْأَةِ وَالْأَمَةِ

۵۵۰۴ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ لِكَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ جَارِيَةَ لِكَعْبٍ بِهِذَا.

[راجع: ۲۳۰۴]

۵۵۰۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ

مالک رحمہ اللہ کی ایک لونڈی سلح پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ریوڑ میں سے ایک بکری مرنے لگی تو اس نے اسے مرنے سے پہلے پتھر سے ذبح کر دیا پھر نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھاؤ۔

جَارِيَةٌ لِّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَصَابَتْ شَاةً مِنْهَا، فَأَذْرَكَهَا فَذَبَحَهَا بِحَجَرٍ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلُّوْهَا)).

باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۲۰- باب لَا يُذَكَّى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفْرِ

۵۵۰۶- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّ يَغْنَى - مَا أَتَهَرَ الدَّمُ - إِلَّا السِّنُّ وَالظُّفْرُ)).

[راجع: ۲۴۸۸]

باب اس بارے میں کہ جانور کو دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

(۵۵۰۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبید بن رفاعہ نے اور ان سے رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ یعنی (ایسے جانور کو جسے ایسی دھاردار چیز سے ذبح کیا گیا ہو) جو خون بہا دے۔ سوا دانت اور ناخن کے (یعنی ان سے ذبح کرنا درست نہیں ہے)

باب کی حدیث میں صرف دانت اور ناخن کا ذکر ہے ہڈی امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق سے نکالی جس میں دانت سے ذبح جائز نہ ہونے کی یہ وجہ مذکور ہے کہ وہ ہڈی ہے۔

باب دیہاتیوں یا ان کے جیسے (احکام دین سے بے خبر لوگوں) کا ذبیحہ کیسا ہے؟

۲۱- باب ذَبْحَةِ الْأَعْرَابِ وَتَحْوِهِمْ

۵۵۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُنَيْدٍ اللَّهُ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصِ الْمَدَنِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّخْمِ لَا نَذَرِي أَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا، فَقَالَ: ((سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُّوْهُ)). قَالَتْ: وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكَفْرِ. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الدَّرَاوَزْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُو خَالِدٍ وَالتُّفَّافِيُّ. [راجع: ۲۰۵۷]

(۵۵۰۷) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ بن حفص مدنی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (گاؤں کے) کچھ لوگ ہمارے یہاں گوشت (بیچنے) لاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام بھی (ذبح کرتے وقت) لیا تھا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم ان پر کھاتے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور کھالیا کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ لوگ ابھی اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اس کی متابعت علی نے در اور دی سے کی اور اس کی متابعت ابو خالد اور طفاوی نے کی۔

باب اہل کتاب کے ذبیحے اور ان ذبیحوں کی چربی کا بیان

۲۲- باب ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ

خواہ وہ حریوں میں سے ہوں یا غیر حریوں میں سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا کہ آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور ان لوگوں کا کھانا بھی جنہیں کتاب دی گئی ہے تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔ زہری نے کہا کہ نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم سن لو کہ وہ (ذبح کرتے وقت) اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیتا ہے تو اسے نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کے کفر کا علم تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی جاتی ہے۔ حسن اور ابراہیم نے کہا کہ غیر مختون (اہل کتاب) کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آج کل کے اہل کتاب یا مجوسی سراسر مشرک ہیں اور اپنے معبودان باطل ہی کا نام لیتے ہیں۔ لہذا ان کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ حربی وہ کافر جو مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں غیر حربی جن سے لڑائی نہ ہو۔

(۵۵۰۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ایک تھیلا بھینکا جس میں (یسودیوں کے ذبیحہ کی) چربی تھی۔ میں اس پر جھپٹا کہ اٹھالوں لیکن مڑ کے جو دیکھا تو پیچھے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں آپ کو دیکھ کر شرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (آیت میں) طعامہم سے مراد اہل کتاب کا ذبح کردہ جانور ہے۔

قال الزهري لا باس بذبيحة نصارى العرب وان سمعته يهل لغير الله فلا تاكل وان لم تسمعه فقد احله الله لكم وعلم كفرهم (فتح) یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے ہاں اگر تم سنو کہ اس نے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا ہے تو پھر اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ ہاں اگر نہ سنا ہو تو اس کا ذبیحہ باوجود ان کے کافر ہونے کے حلال کیا ہے۔

باب اس بیان میں کہ جو پالتو جانور بدک جائے وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہے

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو جانور تمہارے قابو میں ہونے کے باوجود تمہیں عاجز کر دے (اور ذبح نہ کرنے دے) وہ بھی شکار ہی کے حکم میں ہے اور (فرمایا کہ)

وَشُحُومِهَا مِنْ أَهْلِ الْخَرْبِ وَغَيْرِهِمْ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ، وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي لِغَيْرِ اللَّهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَكُمْ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ وَيَذْكُرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ. وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ الْأَقْلَفِ.

۵۵۰۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ، فَزَرَوْتُ لِأَخِيهِ، فَالْتَفَتُ إِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ. [راجع: ۳۱۵۳]

قال الزهري لا باس بذبيحة نصارى العرب وان سمعته يهل لغير الله فلا تاكل وان لم تسمعه فقد احله الله لكم وعلم كفرهم (فتح) یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے ہاں اگر تم سنو کہ اس نے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا ہے تو پھر اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ ہاں اگر نہ سنا ہو تو اس کا ذبیحہ باوجود ان کے کافر ہونے کے حلال کیا ہے۔

۲۳ - باب مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

وَأَجَارَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أَغْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِي يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِي بَعْضِ تَرْدَى فِي بَنِي مِنْ حَيْثُ

اونٹ اگر کنوئیں میں گر جائیں تو جس طرف سے ممکن ہو اسے ذبح کر لو۔ علیؑ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی فتویٰ ہے۔

(۵۵۰۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبایہ بن رافع بن رافع بن خدیج نے اور ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر جلدی کر لیا (اس کے بجائے) ”ارن“ کہا یعنی جلدی کر لو جو آلہ خون بہادے اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیئے اور اس کی وجہ بھی بتادوں۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ اور ہمیں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں ان میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا تو ایک صاحب نے تیر سے اسے مار کر گرا لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں، اس لیے اگر ان میں سے بھی کوئی تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

ایسا اونٹ یا کوئی اور حلال جانور اگر قابو سے باہر ہو جائے تو اسے تیر وغیرہ سے بسم اللہ پڑھ کر گرا لیا جائے تو وہ حلال ہے۔ روایت میں مذکورہ لفظ ارن راء کے کسرہ اور نون کے جزم کے ساتھ ہے۔ لواء جمع النووی ان ارن بمعنی اعجل یعنی ذبح کرتے وقت جلدی کرو تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (فتح)

باب نحر اور ذبح کے بیان میں

اور ابن جریج نے عطاء سے بیان کیا کہ ذبح اور نحر، صرف ذبح کرنے کی جگہ یعنی (حلق پر) اور نحر کرنے کی جگہ یعنی (سینہ کے اوپر کے حصہ) میں ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے پوچھا کیا جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے (حلق پر چھری پھیر کر) انہیں نحر کرنا (سینہ کے اوپر کے حصہ میں چھری مار کر ذبح کرنا) کافی ہو گا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ نے (قرآن مجید میں) گائے کو ذبح کرنے کا ذکر کیا ہے پس اگر تم کسی جانور کو ذبح کرو جسے نحر کیا جاتا ہے (جیسے اونٹ) تو جائز ہے لیکن میری رائے میں اسے نحر کرنا ہی بہتر ہے ”ذبح“ گردن کی رگوں کا کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کہ

قَدَرْتُ عَلَيْهِ فَلَذِكِهِ. وَرَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ وَابْنُ عَمْرٍو وَعَائِشَةُ

۵۵۰۹- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا لَأَقْوَى الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدَى. فَقَالَ: ((اعْجَلْ - أَوْ أَرْن - مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَاحِدُكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)). وَأَصَبْنَا نَهَبَ إِبِلٍ وَعَنَمٍ، فَتَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَسَنَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدٌ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هَكَذَا)). [راجع: ۲۴۸۸]

نَحْرُ

۲۴- باب النحر والذبح

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ : عَنْ عَطَاءٍ، لَا ذَبْحَ وَلَا نَحْرَ إِلَّا فِي الْمَذْبُوحِ وَالْمَنْحَرِ. قُلْتُ: أَيْجَزِي مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. ذَكَرَ اللَّهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ، فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ، وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ. قُلْتُ فَيُخْلَفُ الْأَوْدَاجُ حَتَّى يَقْطَعَ السَّخَاعُ؟ قَالَ : لَا إِحَالَ. وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهَى عَنْ

النَّخَعُ يَقُولُ يَقْطَعُ مَا دُونَ الْعَظْمِ، ثُمَّ يَذْغُ حَتَّى تَمُوتَ. وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ وَقَالَ ﴿فَذَبِّحُوهَا وَمَا كَاذُوا يَفْعَلُونَ﴾ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الزَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللُّبَّةِ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ: إِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَا بَأْسَ.

گردن کی رگیں کاٹتے ہوئے کیا حرام مغز بھی کاٹ دیا جائے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں اسے ضروری نہیں سمجھتا اور مجھے نافع نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا صرف گردن کی ہڈی تک (رگوں کو) کاٹا جائے گا اور چھوڑ دیا جائے گا تاکہ جانور مر جائے اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرہ میں فرمان اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو اور فرمایا، پھر انہوں نے ذبح کیا اور وہ کرنے والے نہیں تھے۔ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ذبح حلق میں بھی کیا جاسکتا ہے اور سینہ کے اوپر کے حصہ میں بھی۔ ابن عمر، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر سر کاٹ جائے گا تو کوئی حرج نہیں۔

تشریح نحر خاص اونٹ میں ہوتا ہے دوسرے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ حافظ نے کہا اونٹ کا ذبح بھی کئی احادیث سے ثابت ہے۔ گائے کا ذبح قرآن مجید میں اور نحر حدیث میں مذکور ہے اور جمہور علماء کے نزدیک نحر اور ذبح دونوں جائز ہے۔

(۵۵۱۰) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میری بیوی فاطمہ بنت منذر نے خبر دی، ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اسے کھلایا۔

(۵۵۱۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبدہ سے سنا، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے فاطمہ سے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھلایا اس وقت ہم مدینہ میں تھے۔

۵۵۱۰- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ أُمِّ أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. ۵۵۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَبَحْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا وَنَحَرْنَا بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

[راجع: ۵۵۱۰]

(۵۵۱۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑے کو نحر کیا (اس کے سینے کے اوپر کے حصہ میں چھری مار کر) پھر اسے کھلایا۔ اس کی متابعت و کعب اور ابن عیینہ نے ہشام سے ”نحر“ کے

۵۵۱۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. تَابَعَهُ وَكَيْعٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ.

ذکر کے ساتھ کی۔

[راجع: ۵۵۱۰]

گھوڑے کا نحر اور ذبیحہ دونوں جائز ہے اور اس کا گوشت حلال ہے مگر چونکہ جہاد میں اس کی زیادہ ضرورت ہے اس لیے اس کو کھانے کا عام معمول نہیں ہے۔

۲۵- باب يُكْرَهُ مِنَ الْمَثَلَةِ
باب زنده جانور کے پاؤں وغیرہ کا نشانہ یا اسے بند کر کے تیر مارنا
یا باندھ کر اسے تیروں کا نشانہ بنانا جائز نہیں ہے

المثلة بضم الميم وسكون التاء هي قطع اطراف الحيوان او بعضها وهو حي والصبورة والمجشمة التي تربط وتجعل غرضا للرمي فاذا ماتت من ذلك لم يحل اكلها مطلب وهي ہے جو بیان ہوا روایت میں مذکورہ حکم بن ایوب ابن ابی عقیل ثقیفی حجاج بن یوسف کے بچا کے بیٹے ہیں جو بصرہ میں ان کے نائب مقرر ہوئے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵۵۱۳) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ہشام بن زید نے، کہا کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے یہاں گیا، انہوں نے وہاں چند لڑکوں کو یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے زنده جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۵۱۴) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسحاق بن سعید بن عمرو نے خبر دی، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے یہاں تشریف لے گئے۔ یحییٰ کی اولاد میں سے ایک بچہ ایک مرغی باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغی کے پاس گئے اور اسے کھول لیا پھر مرغی کو اور بچے کو اپنے ساتھ لائے اور یحییٰ سے کہا کہ اپنے بچے کو منع کر دو کہ اس جانور کو باندھ کر نہ مارے کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ نے کسی جنگلی جانور یا کسی بھی جانور کو باندھ کر جان سے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۵۱۵) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا وہ چند جوانوں یا (یہ کہا کہ) چند آدمیوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے

۵۵۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غُلَمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَزُمُونَهَا، فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ.

۵۵۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَلَامٌ مِنْ بَنِي يَحْيَى رَابِطٌ دَجَاجَةٌ يَزُمِيهَا، فَمَشَى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتَّى حَلَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ: ازْجُرُوا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يُصَبِّرَ هَذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ تُصَبَّرَ بَهِيمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

۵۵۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَمَرُّوا بِفِتْيَةٍ أَوْ بَنَفَرٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَزُمُونَهَا، فَلَمَّا رَأَوْا

تھے جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ اس کی متابعت سلیمان نے شعبہ سے کی ہے۔

مرغی یا اور ایسے ہی زندہ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کرنا ایسا جرم ہے جن کا ارتکاب کرنے والوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

ہم سے منہال نے بیان کیا: ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے جو کسی زندہ جانور کے پاؤں یا دوسرے ٹکڑے کاٹ ڈالے۔ اور عدی نے بیان کیا: ان سے سعید نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

(۵۵۱۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا: کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا: کہا کہ مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی: کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آنحضرت ﷺ نے رہزنی کرنے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یہ جملہ احادیث اسلام کی رحم و کرم کی پاکیزہ ہدایت پر بین دلیل ہیں جن کے خلاف عمل کرنے والے اسلام کے نزدیک ملعون ہیں جو معاندین اسلامی رحم و کرم کے منکر ہیں ان کو ایسی پاکیزہ تعلیمات پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ صاف ہدایت ہے ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا چاہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

باب مرغی کھانے کا بیان

(۵۵۱۷) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا: انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا: ان سے سفیان نے بیان کیا: ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے، ان سے زہد بن جری نے، ان سے ابو موسیٰ یعنی الاشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔

مرغی کے حلال ہونے پر سب کا اتفاق ہے یہ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر ہیں بنو طے کے آزاد کردہ ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے اور ان سے عکرمہ اور اوزاعی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

(۵۵۱۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا: کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا: کہا ہم سے ایوب بن ابی تمیمہ نے بیان کیا: ان سے قاسم نے، ان

ابن عمر تَفَرَّقُوا عَنْهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ.

- حَدَّثَنَا الْمُنْهَالُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَلَ بِالْحَيَوَانِ وَقَالَ عَدِيٌّ عَنْ سَعِيدٍ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۵۱۶- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ. [راجع: ۲۴۷۴]

تَشْرِيحُ یہ جملہ احادیث اسلام کی رحم و کرم کی پاکیزہ ہدایت پر بین دلیل ہیں جن کے خلاف عمل کرنے والے اسلام کے نزدیک ملعون ہیں جو معاندین اسلامی رحم و کرم کے منکر ہیں ان کو ایسی پاکیزہ تعلیمات پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ صاف ہدایت ہے ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا چاہے۔

۲۶- باب الدَّجَاجِ

۵۵۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ زَهْدِ بْنِ جَرِيٍّ عَنْ أَبِي مُوسَى يَغْنِي الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ دَجَاجًا. [راجع: ۳۱۳۳]

۵۵۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ

سے زہد میں بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ہم میں اور اس قبیلہ جرم میں بھائی چارہ تھا پھر کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا، حاضرین میں ایک شخص سرخ رنگ کا بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ کھانے میں شریک نہیں ہوا، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تھا اسی وقت سے مجھے اس سے گھن آنے لگی ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ اب اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شریک ہو جاؤ میں تمہیں خبر دیتا ہوں یا انہوں نے کہا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر حاضر ہوا، میں آنحضرت ﷺ کے سامنے آیا تو آپ خفا تھے آپ صدقہ کے اونٹ تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی وقت ہم نے آنحضرت ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ کا سوال کیا آنحضرت ﷺ نے قسم کھالی کہ آپ ہمیں سواری کے لیے اونٹ نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تمہارے لیے سواری کا کوئی جانور نہیں ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس مال غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اشعری کہاں ہیں، اشعری کہاں ہیں؟ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں پانچ سفید کوبان والے اونٹ دے دیئے۔ تھوڑی دیر تک تو ہم خاموش رہے لیکن پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں اور اگر ہم نے آنحضرت ﷺ کو آپ کی قسم کے بارے میں غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے۔ چنانچہ ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ سے سواری کے اونٹ ایک مرتبہ مانگے تھے تو آپ نے ہمیں سواری کے لیے کوئی جانور نہ دینے کی قسم کھالی تھی ہمارے خیال میں آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ ہی کی وہ ذات ہے جس نے تمہیں سواری کے لیے جانور عطا فرمایا۔ اللہ کی قسم

الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدِهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَزْمِ إِخَاءٍ قَاتِيٍّ بِطَعَامٍ فِيهِ لَحْمٌ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرٌ فَلَمْ يَذَنْ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: أَذُنٌ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ. قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ نَأَ فَقَدَرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَكُلُهُ. فَقَالَ أَذُنٌ، أَخْبِرَكَ أَوْ أَحَدُنْكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ، فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضَبَانٌ، وَهُوَ يَقْسِمُ نَعْمًا مِنْ نَعْمِ الصَّدَقَةِ: فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا قَالَ: مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ. ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهَبٍ مِنْ إِبِلٍ، فَقَالَ: أَتَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ أَتَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ؟ قَالَ: فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرِّ الذَّرَى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: نَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا، فَطَنَّا أَنْكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ. فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ حَمَلَكُم، إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا

مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)).

[راجع: ۳۱۳۳]

اگر خدا نے چاہا تو کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں کوئی قسم کھالوں اور پھر بعد میں مجھ پر واضح ہو جائے کہ اس کے سوا دوسری چیز اس سے بہتر ہے اور پھر وہی میں نہ کروں جو بہتر ہے، میں قسم توڑ دوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہو گا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا دلی مطلب یہ تھا کہ تم بھی اپنی قسم توڑ کر مرغی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ مرغی ایسا جانور نہیں ہے جس کی مطلق غذا گندگی ہو وہ اگر گندگی کھاتی ہے تو پاکیزہ اشیاء بھی بکثرت کھاتی ہے پس اس کی حلت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

باب گھوڑے کا گوشت کھانے کا بیان

۲۷- باب لُحُومِ الْخَيْلِ

(۵۵۱۹) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے فاطمہ نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور اسے کھایا۔

۵۵۱۹- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ۵۵۱۰]

(۵۵۲۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمادی تھی اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی رخصت دی تھی۔

۵۵۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

[راجع: ۴۲۱۹]

از حضرت الاستاذ مولانا ابوالحسن عابد اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارک پوری مدظلہ العالی گھوڑے کی بلا کراہیت حلت کے قائل، امام شافعی اور امام احمد کے علاوہ صاحبین اور طحاوی حنفی بھی ہیں۔ امام مالک سے کراہیت تنزیہی اور تحریمی دونوں منقول ہیں۔ امام ابو حنیفہ سے تین قول منقول ہیں کراہت تنزیہی و تحریمی، رجوع عن القول بالتحريم۔ حنفیہ کے ہاں اصح اور ارجح قول تحریم کا ہے۔ طرفین کے دلائل اور جوابات شروع بخاری (فتح الباری، یعنی) شرح مؤطا امام مالک للرحمہ اللہ و شرح معانی الآثار للعلوی میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ حلت کے دلائل واضح قویہ آجانے کے بعد تعامل یا عمل امت کی طرف التفات بے معنی اور لغو کام ہے۔ حجت شرعی کتاب و سنت اور اجماع پھر قیاس صحیح ہے۔ گھوڑے کا عام اور بڑا معرف شروع ہی سے سواری رہا ہے۔ اس لیے اس کے کھانے کا رواج نہیں ہے۔ علاوہ بریں عطاء بن ابی رباح سے تمام صحابہ کی طرف سے بلا استثناء احدے اکل لحم خیل کی نسبت ثابت ہے کان السلف (ای الصحابة) كانوا يأكلونه (ابن ابی شیبہ، عمید اللہ رحمانی مبارک پوری)

باب پالتو گدھوں کا گوشت کھانا منع ہے اس باب میں

۲۸- باب لُحُومِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ.

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے

فِيهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۵۵۲۱) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عہدہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ نے، انہیں سالم اور نافع نے اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کر دی تھی۔

۵۵۲۱- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

[راجع: ۸۵۳]

(۵۵۲۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔ اس روایت کی متابعت ابن المبارک نے کی تھی، ان سے نافع نے اور ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے سالم نے اسی طرح سے بیان کیا۔

۵۵۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَالِمٍ.

[راجع: ۸۵۳]

حضرت مسدد بن مسدد بصرہ کے باشندے ہیں۔ حضرت امام بخاری اور ابوداؤد وغیرہ کے استاد ہیں۔ سنہ ۲۲۸ھ میں انتقال فرمایا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تصحیح

(۵۵۲۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں محمد بن علی کے بیٹے عبد اللہ اور حسن نے اور انہیں ان کے والد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھ اور پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

۵۵۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُنْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ، وَلُحُومِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. [راجع: ۴۲۱۶]

حرمت متعہ کے متعلق امت کا اجماع ہے مگر شیعہ حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں اور بعض شاذ آثار سے استدلال کرتے ہیں۔ بعض لوگ اس بارے میں علامہ ابن حزم کو بھی متم کرتے ہیں حالانکہ حافظ صاحب نے صاف لکھا ہے وقد اعترف ابن حزم مع ذلك بتحريمها لثبوت قوله صلى الله عليه وسلم انها حرام الى يوم القيامة قال قاتنا بهذا القول والله اعلم (فتح الباری بارہ ۲۱/ ص ۳۳) یعنی اس کے باوجود علامہ ابن حزم نے متعہ کی حرمیت کا اقرار کیا ہے کیونکہ یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا ہے پس اسی فرمان نبوی پر ہمارا ایمان ہے۔

تصحیح

(۵۵۲۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حملو نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا اور گھوڑوں کے

۵۵۲۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَرَخَصَ لِمَنْ

لیے رخصت فرمادی تھی۔

(۵۵۲۶-۵۵۲۵) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی نے بیان کیا اور ان سے براء اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

(۵۵۲۷) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں ابو ادریس نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھے کا گوشت کھانا حرام قرار دیا تھا۔ اس روایت کی متابعت زبیدی اور عقیل نے ابن شہاب سے کی ہے۔ مالک، معمر، ماجشون، یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۵۲۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں محمد نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ میں نے گدھے کا گوشت کھالیا ہے پھر دوسرے صاحب آئے اور کہا کہ میں نے گدھے کا گوشت کھالیا ہے پھر تیسرے صاحب آئے اور کہا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک منادی کے ذریعہ لوگوں میں اعلان کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہیں چنانچہ اسی وقت ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ (گدھے کے) گوشت سے جوش مار رہی تھیں۔

(۵۵۲۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا

لُحُومِ الْخَيْلِ. [راجع: ۴۲۱۹]

۵۵۲۵، ۵۵۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيٌّ عَنْ الْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْخُمُرِ.

[راجع: ۳۱۵۵، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲]

۵۵۲۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لُحُومَ الْخُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَعُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُونُ وَيُونُسُ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ.

۵۵۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءَ فَقَالَ: أَكَلْتَ الْخُمُرَ ثُمَّ جَاءَهُ جَاءَ فَقَالَ: أَكَلْتَ الْخُمُرَ، ثُمَّ جَاءَهُ جَاءَ فَقَالَ: أَكَلْتَ الْخُمُرَ. فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِيكُمُ عَنْ لُحُومِ الْخُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَأُكْفِيتِ الْقُدُورُ، وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّخْمِ. [راجع: ۳۷۱]

۵۵۲۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: عَمْرُو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ خُمُرِ

گوشت کھانے سے منع کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ نے ہمیں بصرہ میں یہی بتایا تھا لیکن علم کے سمندر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا اور (استدلال میں) اس آیت کی تلاوت کی ”قل لا اجد فیما اوحی الی محرماً“

اس آیت میں حرام ماکولات کا ذکر ہے جس میں مذکورہ گدھے کا ذکر نہیں ہے۔ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان احادیث کا علم نہ ہوا ہو ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کہتے یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اس خیال سے بعد میں رجوع کر لیا ہو، واللہ اعلم بالصواب۔

باب ہر پھاڑ کر کھانے والے درندے (و پرندے) کے

گوشت کھانے کے بارے میں

(۵۵۳۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابو ادریس خولانی نے اور وہ حضرت ابو ثعلبہ خثی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ اس روایت کی متابعت یونس، معمر، ابن عیینہ اور ماتشون نے زہری کی سند سے کی ہے۔

ذی ناب سے مراد ایسے دانت ہیں جن سے درندہ جانور یا پرندہ اپنے شکار کو زخمی کر کے پھاڑ دیتا ہے۔

باب مردار جانور کی کھال کا کیا حکم ہے؟

(۵۵۳۱) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مری ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔

(۵۵۳۲) ہم سے خطاب بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا، ان سے ثابت بن مجلان نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن

الأهلیة، فقال: قد كان يقول ذلك الحكم بن عمرو الغفاري عندنا بالصرّة. ولكن أبي ذاك البحر ابن عباس وقرأ قل لا أجد فيما أوحى إلي محرماً.

۲۹- باب أكل كل ذي ناب من

السباع

۵۵۳۰- حدثنا عبد الله بن يوسف أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن أبي إدريس الخولاني، عن أبي ثعلبة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع. تابعه يونس ومعمّر وابن عيينة والماجنون عن الزهري. [راجع: ۵۷۸۰، ۵۷۸۱]

۳۰- باب جلود الميتة

۵۵۳۱- حدثنا زهير بن حرب حدثنا يعقوب بن إبراهيم حدثنا أبي عن صالح قال حدثني ابن شهاب أن عبيد الله بن عبد الله أخبره أن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله ﷺ مر بشاة ميتة فقال: ((هلا استمتعتم بها؟)) قالوا: إنها ميتة. قال: ((إنما حرم أكلها)). [راجع: ۱۴۹۲]

چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

۵۵۳۲- حدثنا خطاب بن عثمان حدثنا محمد بن حمير عن ثابت بن مجلان

جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرے ہوئے بکرے کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اس کے مالکوں کو کیا ہو گیا ہے اگر وہ اس کے چمڑے کو کام میں لاتے (تو بہتر ہوتا)

باب مشک کا استعمال جائز ہے

(۵۵۳۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے بیان کیا، ان سے ابو زرعہ بن عمرو بن جریر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو زخمی بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہو گیا ہو اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے جو خون جاری ہو گا اس کا رنگ تو خون ہی جیسا ہو گا مگر اس میں مشک جیسی خوشبو ہوگی۔

مشک کے ذکر کی مناسبت اس مقام میں یہ ہے کہ جیسے کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ایسے ہی مشک بھی پہلے ایک گندہ خون ہوتی ہے پھر سوکھ کر پاک ہو جاتی ہے مشک کا باجماع اہل اسلام پاک ہونا متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ مشک کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور آپ نے جنت کی مٹی کے لیے فرمایا کہ وہ مشک جیسی خوشبودار ہے اور قرآن: مجید میں ہے خاتمہ مسک اور مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مشک سب خوشبوؤں سے بڑھ کر عمدہ خوشبو ہے الغرض مشک پاک ہے۔

(۵۵۳۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محفوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔

مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے بھی مشک کا پاک اور بہتر ہونا ثابت فرمایا ہے اور اسے اچھے اور صلح دوست سے تشبیہ دی ہے بے شک

قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَرُّ النَّبِيِّ ﷺ بِغَنَزٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ: ((مَا عَلَى أَهْلِهَا لَوْ اتَّقَفُوا بِأَهَابِهَا)) [راجع: ۱۴۹۲]

۳۱- باب الْمِسْكِ

۵۵۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقُقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَكْلُومٍ يَكْلُمُ فِي اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلِمُهُ يُذِمِّي، اللَّوْنُ لَوْنٌ دَمٍ، وَالرَّيْحُ رِيحُ مِسْكِ)). [راجع: ۲۳۷]

لَشَيْخٍ خُونٌ هَوْتِي هِيْ يَحْرُوكُ كِرْپَاكُ هُوْ جَاتِي هِيْ مَشْكُ كَا بَا جَمَاعِ اَهْلِ اِسْلَامِ پَاكُ هُوْنَا مَتَعَدُّ اَحَادِيْثُ سِيْ ثَابِتُ هِيْ كِيْ اَآخَضَرْتُ ﷺ مَشْكُ كَا اِسْتَعْمَلُ فَرَمَايَا كَرْتِيْ تَهِيْ اَوْرُ اَپْ نِيْ جَنَّتْ كِيْ مَٹِيْ كِيْ لِيْ فَرَمَايَا كِيْ وَهِيْ مَشْكُ جِيْسِيْ خُشْبُودَارُ هِيْ اَوْرُ قُرْآن: مَجِيْدُ مِيْ هِيْ خَاتَمَةُ مَسْكُ اَوْرُ مُسْلِمُ نِيْ اَبُو سَعِيْدُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سِيْ رَوَايَتُ كِيَا كِيْ مَشْكُ سَبُّ خُشْبُودُوْنُ سِيْ بَزْهُ كَرِ اَمْدُ خُشْبُوْ هِيْ الْغُرْضُ مَشْكُ پَاكُ هِيْ۔

۵۵۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوِّءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكَبِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُهْدِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً. وَنَافِخُ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيْثَةً)).

[راجع: ۲۱۰۱]

لَشَيْخٍ

صحبت صالح تراصل کند صحبت طالع تراطالع کند

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ حافظ قرآن اور سنت رسول کے حامل تھے۔ کلام الہی خاص انداز اور لحن داؤد علیہ السلام سے پڑھا کرتے تھے۔ تمام سامعین محو رہتے تھے۔ ان کی تلاوت پر خوش ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم بنایا۔ سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب خرگوش کا گوشت حلال ہے

(۵۵۳۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ ہم مراظہران میں تھے۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور تھک گئے پھر میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے دونوں کو لمے یا (راوی نے بیان کیا کہ) اس کی دونوں رانیں نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجیں اور آنحضرت ﷺ نے انہیں قبول فرمایا۔

بعض لوگ اس جانور کو اس لیے نہیں کھاتے کہ اس کی مادہ کو حیض آتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے خیال کی تردید فرماتے ہوئے خرگوش کا کھانا حلال ثابت فرمایا ہے۔

باب ساہنہ کھانا جائز ہے

(۵۵۳۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ساہنہ میں خود نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔

ساہنہ ایک مشہور جنگلی جانور ہے جو حلال ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اسے نہیں کھایا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

(۵۵۳۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو امامہ بن سہل نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور ان سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا ساہنہ لایا گیا آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن بعض

۳۲- باب الأرنَب

۵۵۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ؛ أَنْفَخْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَتَعَبُوا، فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا، أَوْ قَالَ: بِفَخْذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَقَبَّلَهَا.

۳۳- باب الصَّبِّ

۵۵۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الصَّبُّ لَسْتُ أَكُلُهُ وَلَا أَحَرِّمُهُ)).

۵۵۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ، فَأَتَى بِصَبٍّ مَحْنُودٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ

عورتوں نے کہا کہ آپ جو کھانا دیکھ رہے ہیں اس کے متعلق آپ کو بتا دو۔ عورتوں نے کہا کہ یہ ساہنہ ہے یا رسول اللہ! چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لیکن چونکہ یہ ہمارے ملک میں نہیں پایا جاتا اس لیے طبیعت اس سے انکار کرتی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھلایا اور آنحضرت ﷺ دیکھ رہے تھے۔

کوئی کھائے یا نہ کھائے یہ امر اختیاری ہے مگر ساہنہ کا کھانا بلا تردد جائز و حلال ہے۔ جیسا کہ یہاں احادیث میں مذکور ہے۔
شیخ امام احمد اور امام طحاوی نے نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے ساہنہ کے گوشت کی ہانڈیاں الٹ دی تھیں۔ یہ اس پر محمول ہے کہ پہلے آپ کو اس کے مسخ ہونے کا گمان تھا پھر یہ گمان جاتا رہا اور آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے کی اجازت دی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو توار سے لقب ہیں جو سنہ ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب جب جئے ہوئے یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا پڑ جائے تو کیا حکم ہے

۳۴- بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الْفَارَةُ فِي السَّمَنِ الْجَامِدِ أَوْ الذَّائِبِ

(۵۵۳۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک چوہا گھی میں پڑ کر مر گیا تو نبی کریم ﷺ سے اس کا حکم پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ چوہے کو اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو پھینک دو اور باقی گھی کو کھاؤ۔ سفیان سے کہا گیا کہ معمر اس حدیث کو زہری سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے سعید بن مسیب اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث زہری سے صرف عبید اللہ سے بیان کرتے سنی ہے کہ ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے یہ حدیث ان سے بارہا سنی ہے۔

۵۵۳۸- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِي سَمَنِ لَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ: ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُّوهُ)). قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: إِلَّا عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَارًا.

[راجع: ۲۳۵]

معمر کی روایت کو ابوداؤد نے نکالا۔ اسماعیلی نے سفیان سے نقل کیا، انہوں نے کہا میں نے زہری سے یہ حدیث کئی بار سنی ہے عن عبد اللہ عن ابن عباس عن ميمونة کسی حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ آس پاس کا گھی کتنی دور تک

شیخ

نکالیں۔ یہ ہر آدمی کی رائے پر منحصر ہے اگر پتلا گھی یا تیل ہو تو ایک روایت میں یوں ہے کہ اسے تین چلو نکال دیں مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ اب جو تیل یا گھی کھانے کے کام کا نہ رہا اس کا جلانا درست ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اگر گھی پتلا ہو تو اسے اور کام میں لائے مگر کھانے میں اسے استعمال نہ کرو۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین میں سے ہیں جو سنہ ۷ھ عمرہ القضاء کے موقع پر نکاح نبوی میں آئیں اور اتفاق دیکھتے کہ اسی جگہ بعد میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ آپ کی آخری بیوی ہیں جن سے یہ منقول ہے۔

۵۵۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّائِبَةِ تَمُوتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ، وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ، الْفَارَةُ أَوْ غَيْرُهَا، قَالَ: بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِفَارَةٍ مَاتَتْ فِي سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطَرِحَ، ثُمَّ أَكَلَ. عَنْ حَدِيثِ عُيَيْدٍ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. [راجع: ۲۳۵]

(۵۵۳۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں محمد بن عبد اللہ بن شہاب زہری نے کہ اگر کوئی جانور چوہا یا کوئی اور جتنے ہوئے یا غیر جتنے ہوئے گھی یا تیل میں پڑ جائے تو اس کے متعلق کہا کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہے کے متعلق جو گھن میں مر گیا تھا، حکم دیا کہ اسے اور اس کے چاروں طرف سے گھی نکال کر پھینک دیا جائے اور پھر باقی گھی کھایا گیا۔ ہمیں یہ حدیث عبید اللہ بن عبد اللہ کی سند سے پہنچی ہے۔

حضرت محمد بن عبد اللہ بن شہاب زہری زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ بہت بڑے فقیہ اور زبردست محدث ہیں۔ بمابہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ۔

۵۵۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مِمْوَنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَتْ: سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ، فَقَالَ: ((الْفُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُّوْهُ)). [راجع: ۲۳۵]

(۵۵۴۰) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد اللہ ابن عبد اللہ نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے اس چوہے کا حکم پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوہے کو اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو پھینک دو پھر باقی گھی کھاؤ۔

۳۵- باب الْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِي الصُّورَةِ

کیسا ہے؟

(۵۵۴۱) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حنظلہ نے، ان سے سالم نے، ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ چہرے پر نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔ عبید اللہ بن موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی روایت کیا، کہا ہم کو

۵۵۴۱- حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّورَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ. تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَرِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ

تَضْرِبُ الصُّورَةَ.

عمرو بن محمد غفزی نے خبر دی، انہوں نے حنظلہ سے۔

اس روایت میں صراحت ہے کہ منہ پر مارنے سے منع فرمایا بعض جاہل معطلوں کی عادت ہے کہ بچوں کے منہ پر مارا کرتے ہیں۔

ان کو اس حدیث سے نصیحت لینی چاہیے۔

۵۵۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاخٍ لِي يُخَنِّكُهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِيمُ شَاةَ حَسْبَتِهِ قَالَ: فِي آذَانِهَا.

[راجع: ۱۵۰۲]

(۵۵۴۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ نو مولود) کو لایا تاکہ آپ اس کی تحنیک فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت اونٹوں کے باڑے میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایک بکری کو داغ رہے تھے (شعبہ نے کہا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ (ہشام نے) کہا کہ اس کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ بکری کے کانوں کو داغنا جائز ہے۔ کسی بزرگ کا منہ میں سمجھو نرم کر کے بچہ کے حلق میں ڈال دینے کو تحنیک کہا جاتا ہے۔

۳۶-

۳۶- بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيمَةً، فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا بِغَيْرِ أَمْرِ أَصْحَابِهِمْ، لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيثِ رَافِعٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِي ذَبْحَةِ السَّارِقِ اطْرَحُوهُ.

۵۵۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّا نَلْقَى الْأَعْدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى، فَقَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌ وَلَا ظَفَرٌ، وَسَأَحْدَنُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَ مَا الظَّفَرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ))، وَتَقَدَّمَ

باب اگر مجاہدین کی کسی جماعت کو غنیمت ملے اور ان میں سے کچھ لوگ اپنے دوسرے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر (تقسیم سے پہلے) غنیمت کی بکری یا اونٹ میں سے کچھ ذبح کر لیں تو ایسا گوشت کھانا حلال نہیں ہے بوجہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہے۔ طاووس اور عکرمہ نے چور کے ذبیحہ کے متعلق کہا کہ اسے پھینک دو (معلوم ہوا کہ وہ کھانا حرام ہے)

(۵۵۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاخوص نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسروق نے بیان کیا، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبایہ کے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو آلہ خون بہا دے اور (جانوروں کو ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ بشرطیکہ ذبح کا آلہ دانت اور ناخن نہ ہو اور میں اس کی وجہ تمہیں بتاؤں گا، دانت تو ہڈی ہے اور ناخن جشیوں کی چھری ہے اور جلدی کرنے والے لوگ

آگے بڑھ گئے تھے اور غنیمت پر قبضہ کر لیا تھا لیکن نبی کریم ﷺ پیچھے کے صحابہ کے ساتھ تھے چنانچہ (آگے پہنچنے والوں نے جانور ذبح کر کے) ہانڈیاں پکنے کے لیے چڑھا دیں لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں الٹ دینے کا حکم فرمایا پھر آپ نے غنیمت لوگوں کے درمیان تقسیم کی۔ اس تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر آپ نے قرار دیا تھا پھر آگے کے لوگوں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا۔ لوگوں کے پاس گھوڑے نہیں تھے پھر ایک شخص نے اس اونٹ پر تیر مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جانور بھی کبھی وحشی جانوروں کی طرح بدکنے لگتے ہیں۔ اس لیے جب ان میں سے کوئی ایسا کرے تو تم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

شرح حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ حارثی انصاری ہے۔ جنگ احد میں ان کو تیر لگا جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمہارے اس تیر کا گواہ ہوں۔ ان کا زخم عبد الملک بن مروان کے زمانہ تک باقی رہا۔ ۸۶ سال کی عمر میں سنہ ۷۳ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ۔

۳۷- باب إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ، فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، فَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ لِّخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو آگے آ رہی ہے۔

(۵۵۴۴) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عمر بن عبید الطنافسی نے خبر دی، انہیں سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا، پھر ایک آدمی نے تیر سے اسے مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا، بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں، اس لیے ان میں سے جو تمہارے قابو سے باہر ہو جائیں، ان کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ رافع نے

سَرَعَانُ النَّاسِ فَاصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ النَّاسِ، فَنَصَبُوا قُدُورًا. فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَفَتْ، وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيرًا بَعْثَرَ شَيْهًا. ثُمَّ نَدَّ بَعِيرٌ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ: ((إِنَّ لَهُذَا النَّهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ. فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَا فَعَلُوا مِثْلَ هَذَا)).

[راجع: ۲۴۸۸]

۵۵۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَافِيسِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَنَدَّ بَعِيرٌ مِنَ الْإِبِلِ قَالَ: فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ:

بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اکثر غزوات اور دوسرے سفر میں رہتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں۔ فرمایا کہ دیکھ لیا کرو جو آلہ خون بہا دے یا (آپ نے بجائے نہر کے) انہر فرمایا اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن جش والوں کی چھری ہے۔

چھری نہ ہونے پر بوقت ضرورت دانت اور ناخن کے سوا ہر ایسے آلہ سے ذبح جائز ہے جو خون بہا سکے۔

باب جو شخص بھوک سے بے قرار ہو (صبر نہ کر سکے) وہ مردار کھا سکتا ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ”مسلمانو! ہم نے جو پاکیزہ روزیاں تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اگر تم خاص کر اللہ کو پوجنے والے ہو (تو ان نعمتوں پر) اس کا شکر ادا کرو اللہ نے تو تم پر بس مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے حرام کیا ہے پھر جو کوئی بھوک سے بے قرار ہو جائے بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے“ اور اللہ نے سورہ مائدہ میں فرمایا ”پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو گیا ہو اس کو گناہ کی خواہش نہ ہو“ اور سورہ انعام میں فرمایا ”جن جانوروں پر اللہ کا نام لیا جائے ان کو کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو اور تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم ان جانوروں کو نہیں کھاتے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور اللہ نے تو صاف صاف ان چیزوں کو بیان کر دیا جن کا کھانا تم پر حرام ہے وہ بھی جب تم لاچار نہ ہو جاؤ (لاچار ہو جاؤ تو ان کو بھی کھا سکتے ہو) اور بہت لوگ ایسے ہیں جو بغیر کھانے بوجھے اپنے من مانے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور تیرا مالک ایسے حد سے بڑھ جانے والوں کو خوب جانتا ہے“ اور اللہ نے سورہ انعام میں فرمایا ”اے پیغمبر! کہہ دے کہ جو مجھ پر وحی بھیجی گئی اس میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں جانتا البتہ اگر مردار ہو یا بہتا خون یا سور کا گوشت

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَعَاذِي وَالْأَسْفَارِ، فَتُرِيدُ أَنْ نَذْبَحَ فَلَا يَكُونُ مُدَى قَالَ: ((أَرَأَيْتَ مَا أَنْهَرَ أَوْ نَهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلَّ. غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفْرِ. فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ، وَالظُّفْرَ مُدَى الْحَبْشَةِ)). [راجع: ۲۴۸۸]

۳۸- باب أَكْلِ الْمَضْطَرِّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ. إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ، فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ وَقَالَ ﴿فَمَنْ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَوْلِهِ: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بَايَاتِهِ مُؤْمِنِينَ. وَمَا لَكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فُصِّلَ لَكُمْ مَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرُّرْتُمْ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَثِيرًا لَيُصْلِحَ لَهُمْ بِأَهْوَانِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَلَا: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهْلٍ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ

تو وہ حرام ہے کیونکہ وہ پلید ہے یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا گیا ہو پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو جائے بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے نہ زیادتی تو تیرا مالک بخشے والا مہربان ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مسفوحا کے معنی بہتا ہوا خون اور سورہ نحل میں فرمایا اللہ نے جو تم کو پاکیزہ روزی دی ہے حلال اس کو کھاؤ اور جو تم خالص اللہ کو پوجنے والے ہو تو اس کی نعمت کا شکر ادا کرو اللہ نے تو بس تم پر مردار حرام کیا ہے اور بہتا ہوا خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے پھر جو کوئی بے حکمی اور زیادتی کی نیت نہ رکھتا ہو لیکن بھوک سے مجبور ہو جائے (وہ ان چیزوں کو بھی کھالے) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شیخ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ایک جماعت علماء کا فتویٰ ہے کہ جس جانور پر تقرب لغير اللہ کی نیت سے اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے وہ حرام ہو گیا گو ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیں آیت قرآنی کا بھی مفہوم یہی ہے۔

۷۳۔ کتاب الاضاح

کتاب (قربانی کے مسائل) کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب قربانی کرنا سنت ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ

۱ - باب سُنَّةِ الْأَضْحِيَّةِ

یہ سنت ہے اور یہ امر مشہور ہے

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوفٌ

شیخ جمہور کا یہی مذہب ہے کہ قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ قربانی کرنا وسعت والے پر واجب ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا کہ قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہوا۔

۵۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا نُصَلِّي، ثُمَّ نَرْجِعُ فَتَنْحَرُ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النَّسْكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَّارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي جَذْعَةً فَقَالَ: ((اذْبِخْهَا وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). قَالَ مُطَرِّفٌ: عَنْ غَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسْكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)).

[راجع: ۹۵۱]

تشریح

(۵۵۴۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے زید ایامی نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج (عید الاضحیٰ کے دن) کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے جو اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق کرے گا لیکن جو شخص (نماز عید سے) پہلے ذبح کرے گا تو اس کی حیثیت صرف گوشت کی ہوگی جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کر لیا ہے قربانی وہ قطعاً بھی نہیں۔ اس پر ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے (نماز عید سے پہلے ہی) ذبح کر لیا تھا اور عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال سے کم کا بکرا ہے (کیا اس کی دوبارہ قربانی اب نماز کے بعد کر لوں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی کر لو لیکن تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے کافی نہیں ہو گا۔ مطرف نے عامر سے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوگی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کے مطابق عمل کیا۔

سنت سے اس حدیث میں طریق مراد ہے۔ حافظ نے کہا کہ امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ لفظ سنت یہاں طریق کے معنی میں ہے مگر طریق واجب اور سنت دونوں کو شامل ہے۔ جب وجوب کی کوئی دلیل نہیں تو معلوم ہوا کہ طریق سے سنت اصطلاحی مراد ہے، وهو المطلوب۔

۵۵۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسْكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ۹۵۴]

(۵۵۴۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی اس نے اپنی ذات کے لیے جانور ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کی سنت کو پایا۔

معلوم ہوا کہ نماز سے پہلے قربانی کے جانور پر ہاتھ ڈالنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

باب امام کا قربانی کے جانور لوگوں میں تقسیم کرنا

۲- باب قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَضَاحِيِّ بَيْنَ النَّاسِ

(۵۵۴۷) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے اور ان سے بجر الجہنی نے اور ان سے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم کئے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے حصہ میں تو ایک سال سے کم کا بچہ آیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی کر لو۔

۵۵۴۷- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بَجْرِ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَارَتْ جَذَعَةً، قَالَ: ((صَحَّ بِهَا)).

[راجع: ۲۳۰۰]

تشیخ یہ حکم خاص حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ہی کے لیے تھا۔ اب حکم یہی ہے کہ قربانی کا جانور دو دانہ ہونا چاہیے۔ حضرت ہشام بن عروہ مدینہ کے مشہور تابعین اور بکثرت روایت کرنے والوں میں سے ہیں، سنہ ۱۴۶ھ میں بمقام بغداد انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ۔

باب مسافروں اور عورتوں کی طرف سے

۳- باب الْأَضْحِيَّةِ لِلْمَسَافِرِ

قربانی ہونا جائز ہے

وَالنِّسَاءِ

تشیخ یہ باب لاکر حضرت امام بخاری نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے کہ عورت کو اپنی قربانی علیحدہ کرنی چاہیے۔ یہ مسئلہ بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ ایک بکرے کی قربانی صاحب خانہ اور اس کے گھروالوں کی طرف سے کافی ہے چاہے گھر کے افراد کتنے ہی ہوں۔

(۵۵۴۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع کے موقع پر) ان کے پاس آئے وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں حائضہ ہو گئی تھیں۔ اس وقت آپ رو رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے کیا تمہیں حیض کا خون آنے لگا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج ادا کر لو بس بیت اللہ کا طواف نہ کرو، پھر جب ہم منیٰ میں تھے تو ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

۵۵۴۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرَفٍ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا لَكَ أَنْفَسْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)). فَلَمَّا كُنَّا بِمَنَى أُتِيتُ بِلَحْمٍ بَقَرٍ. فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ.

[راجع: ۲۹۴]

تشیخ اور ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو الگ الگ قربانی کرنے کا حکم نہیں فرمایا، تو جہور کا مذہب ثابت ہو گیا۔ امام مالک

اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں قربانی کا کیا دستور تھا؟ انہوں نے کہا آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکرا قربانی کرتا اور کھاتا اور کھلاتا پھر لوگوں نے فخر کی راہ سے وہ عمل شروع کر دیا جو تم دیکھتے ہو جو خلاف سنت ہے۔

۴- باب مَا يُشْتَهَى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا

جائز ہے

(۵۵۴۹) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن علیہ نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے وہ دوبارہ قربانی کرے اس پر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں گوشت کھانے کی خواہش ہوتی ہے پھر انہوں نے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کیا اور (کہا کہ) میرے پاس ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ ہے جس کا گوشت دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ اجازت دو سروں کو بھی ہے یا نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ دو مینڈھوں کی طرف مڑے اور انہیں ذبح کیا پھر لوگ بکریوں کی طرف بڑھے اور انہیں تقسیم کر کے (ذبح کیا)

النَّحْرِ

۵۵۴۹- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ))، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِرَانَهُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ، فَرُخِّصْ لَهُ فِي ذَلِكَ فَلَا أَذْرِي أَبْلَغْتَ الرُّخْصَةَ مِنْ سِوَاهُ أَمْ لَا. ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا، وَقَامَ النَّاسُ إِلَى غَنِيمَةٍ فَتَوَزَّعُوا. أَوْ قَالَ: فَتَجَزَّعُوا.

[راجع: ۹۵۴]

تشریح حضرت محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ یہ فقیہ عالم عابد و زاہد و متقی و مشہور محدث تھے۔ لوگ ان کو دیکھتے تو اللہ یاد آجاتا تھا۔ موت کے ذکر سے ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ مشہور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ سنہ ۱۱۰ھ میں بعمر ۷۷ سال وفات پائی۔

۵- باب مَنْ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ

باب جس نے کہا کہ قربانی صرف دسویں تاریخ تک ہی

درست ہے

النَّحْرِ

تشریح حمید بن عبد الرحمن اور محمد بن سیرین اور امام داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر جمہور امت کے نزدیک ۱۱-۱۲-۱۳ تک قربانی کرنا درست ہے۔

(۵۵۵۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ابن ابی بکرہ نے اور ان سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم

۵۵۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ

ﷺ نے فرمایا زمانہ پھر کرا سی حالت پر آگیا ہے جس حالت پر اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کئے تھے۔ سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے ان میں چار حرمت کے مہینے ہیں، تین پے درپے ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک مضر کا رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے (پھر آپ نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے، ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ شاید آنحضرت ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا ذی الحجہ ہی ہے۔ پھر فرمایا یہ کون سا شر ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اس کا زیادہ علم ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ بلدہ (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا یہ دن کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام تجویز کریں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا پس تمہارا خون، تمہارے اموال۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ (ابن ابی بکرہ نے) یہ بھی کہا کہ ”اور تمہاری عزت تم پر (ایک کی دوسرے پر) اس طرح باحرمت ہیں جس طرح اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور اس مہینہ میں ہے اور تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے اس وقت وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا آگاہ ہو جاؤ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض دوسرے کی گردن مارنے لگے۔ ہاں جو یہاں موجود ہیں وہ (میرا یہ پیغام) غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں۔ ممکن ہے کہ بعض وہ جنہیں یہ پیغام پہنچایا جائے بعض ان سے زیادہ اسے محفوظ کرنے والے ہوں جو اسے سن رہے ہیں۔ اس پر محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا

اللہ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الزَّيْمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثُ مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَ ذُو الْحِجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَهُ جُمَادَى وَشَعْبَانُ. أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلَدَةُ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، وَتَسْلَفُونَ رَبُّكَ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ. أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. أَلَا لِيُبْلِغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضٌ مَن يَبْلُغُهُ أَن يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ مَن سَمِعَهُ)). وَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَغْتُ أَلَا هَلْ

بَلَّغْتُ))۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے (اس کا پیغام تم کو)

پہنچا دیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟

[راجعہ: ۶۷]

تشریح یوم النحر صرف دسویں ذی الحجہ ہی کو کہا جاتا ہے اس کے بعد قربانی ۱۱-۱۳ تک جائز ہے۔ یہ ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ عربوں نے تاریخ کو سب الٹ پلٹ کر دیا تھا ایک مہینہ کو پیچھے ڈال کر دوسرا مہینہ آگے کر دیتے کبھی سال تیرہ ماہ کا کرتے۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ نے حجۃ الوداع میں بتا دیا کہ یہ مہینہ حقیقت میں ذی الحجہ کا ہے۔ اب سے حساب درست رکھو مضر ایک عربی قبیلہ تھا جو ماہ رجب کا بہت ادب کرتا تھا اسی لیے رجب اس کی طرف منسوب ہو گیا۔

باب عید گاہ میں قربانی کرنے کا بیان

(۵۵۵۱) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربان گاہ میں نحر کیا کرتے تھے اور عبید اللہ نے بیان کیا کہ مراد وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ قربانی کرتے تھے۔

۶- باب الْأَضْحَى وَالنَّحْرِ بِالْمُصَلَّى

۵۵۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدِّمِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: يَعْنِي مَنَحَرَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجعہ: ۹۸۲]

مزید وضاحت حدیث ذیل میں ہے۔

(۵۵۵۲) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے کثیر بن فرقہ نے، ان سے نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ (قربانی) ذبح اور نحر عید گاہ میں کیا کرتے تھے۔

۵۵۵۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى.

[راجعہ: ۹۸۲]

تشریح حضرت نافع بن سرجس حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے بارے میں شہرت یافتہ بزرگوں میں سے ہیں۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ میں جب نافع کے واسطے سے حدیث سن لیتا ہوں تو کسی اور راوی سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں۔ سنہ ۷۱ھ میں وفات پائی۔ امام مالک کی کتاب مؤطا میں زیادہ تر ان ہی کی روایات ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعة۔ نافع سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث مراد ہے۔

۷- باب فِي أَضْحِيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مینڈھے خوب موٹے تازہ تھے اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم مدینہ منورہ میں قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر فربہ کیا کرتے تھے اور عام مسلمان بھی قربانی کے جانور کو اسی

بَكْبَشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ. وَيُذَكَّرُ سَمِينَيْنِ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نُسَمِّنُ الْأَضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ. وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ.

طرح فریہ کیا کرتے تھے

(۵۵۵۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔

(۵۵۵۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ سینک والے دو چٹکڑے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اس کی متابعت وہیب نے کی، ان سے ایوب نے اور اسماعیل اور حاکم بن وردان نے بیان کیا کہ ان سے ایوب نے، ان سے محمد بن سیرین اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

(۵۵۵۵) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید نے، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں تقسیم کرنے کے لیے آپ کو کچھ قربانی کی بکریاں دیں انہوں نے انہیں تقسیم کیا پھر ایک سال سے کم کا ایک بچہ بچ گیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی تم کر لو۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہ

بکری کے ایک سال سے کم عمر کے بچے ہی کی قربانی کر لے لیکن تمہارے بعد اس کی قربانی کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوگی

(۵۵۵۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مطرف نے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ میرے ماموں ابو بردہ

۵۵۵۳- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أَضْحِي بِكَبْشَيْنِ. [أطرافه في: ۵۵۵۴، ۵۵۵۵، ۵۵۶۴، ۵۵۶۵، ۷۳۹۹].

۵۵۵۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَفْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ. تَابَعَهُ وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَخَاتِمُ بْنُ وَزْدَانَ: عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ۵۵۵۳]

۵۵۵۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَفْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ صَحَابًا، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحُّ أَنْتَ بِهِ)). [راجع: ۲۳۰۰]

مگر ایسا کرنا کسی اور کے لیے کفایت نہیں کرے گا۔

۸- باب قول النبي ﷺ لأبي بردة:

((ضَحُّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ وَلَمْ تَجْزِ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)).

۵۵۵۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ غَامِرٍ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:

بڑھنے نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اسے ہی ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد (اس کی قربانی) کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوگی پھر فرمایا جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کو جانور ذبح کرتا ہے اور جو عید کی نماز کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پالیتا ہے۔ اس روایت کی متابعت عبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے کی اور اس کی متابعت وکیع نے کی، ان سے حرث نے اور ان سے شعبی نے (بیان کیا) اور عاصم اور داؤد نے شعبی سے بیان کیا کہ ”میرے پاس ایک دودھ پیتی بٹھیا ہے۔“ اور زبید اور فراس نے شعبی سے بیان کیا کہ ”میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا بچہ ہے۔“ اور ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا کہ ”ایک سال سے کم عمر کی دودھ پیتی بٹھیا ہے۔“

(۵۵۵۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلمہ نے، ان سے ابو جحیفہ نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کے بدلے میں دوسری قربانی کر لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال سے کم عمر کے بچے کے سوا اور کوئی جانور نہیں۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ایک سال کی بکری سے بھی عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اسی کی اس کے بدلے میں قربانی کر دو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لیے کافی نہیں ہوگی اور حاتم بن وردان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس

رضی اللہ عنہ خال لی، یُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((شَأْنُكَ شَاةَ لَحْمٍ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذْعَةً مِنَ الْمَعَزِ قَالَ: ((اذْبَحْهَا وَلَكِنْ تَصْلَحَ لِبَعْضِكَ)). ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)). تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ. وَتَابَعَهُ وَكَيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ. وَقَالَ عَاصِمٌ: وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ: عِنْدِي جَذْعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَخْوَصِ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنَاقُ جَذْعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: عَنَاقُ جَذْعٌ، عَنَاقُ لَبَنٍ. [راجع: ۹۵۱]

جملہ روایتوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

۵۵۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبْدِلْهَا)) قَالَ: لَيْسَ عِنْدِي إِلَّا جَذْعَةٌ قَالَ: شُعْبَةُ: وَأَخْبَسِيهِ قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَكِنْ تَجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)) وَقَالَ حَاتِمٌ: بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((عَنَاقُ جَذْعَةٍ)).

[راجع: ۹۵۱]

ﷺ نے کہ نبی کریم ﷺ سے آخر حدیث تک (اس روایت میں یہ لفظ ہیں) کہ ”ایک سال سے کم عمر کی بچی ہے۔“

باب اس بارے میں جس نے قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کئے

۹- باب مَنْ ذَبَحَ الْأَصْحَابِ

بِيَدِهِ

۵۵۵۸- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاصِعًا قَدَمَهُ عَلَى صَفَاحِهِمَا يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ.

[راجع: ۵۵۵۳]

(۵۵۵۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دو چنگبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے پاؤں جانور کے اوپر رکھے ہوئے ہیں اور بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ نے دونوں مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

بہتر یہی ہے کہ قربانی کرنے والے خود ذبح کریں اور جانور کو ہاتھ لگائیں۔

باب جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی۔ ایک صاحب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان کے اونٹ کی قربانی میں مدد کی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں سے کہا کہ اپنی قربانی وہ اپنے ہاتھ ہی سے ذبح کریں۔

۱۰- باب مَنْ ذَبَحَ صَحْبِيَّةً غَيْرَهُ.

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهِ.

وَأَمَرَ أَبُو مُوسَى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحَّيْنَ

بِأَيْدِيهِنَّ

اگر ذبح نہ کر سکیں تو کم از کم وہاں حاضر رہ کر اس جانور کو ہاتھ لگائیں اور دعائے مسنونہ پڑھیں۔

(۵۵۵۹) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے، کیا تمہیں حیض آگیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اس لیے حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج انجام دے صرف کعبہ کا طواف نہ کرو اور آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

۵۵۵۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَرَفٍ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا لَكَ أَنْفَسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ أَفْضِي مَا يَفْضِي الْحَاجُّ. غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِأَلْبَيْتِ)). وَضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ. [راجع: ۲۹۴]

۱۱- باب الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب قربانی کا جانور نماز عید الاضحیٰ کے بعد ذبح کرنا چاہیے

۵۵۶۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمُنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ، فَتَنْخَرُ فَمَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدَّمُهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ السُّلُكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسْنَبَةٍ. فَقَالَ: ((اجْعَلْنَهَا مَكَانَهَا وَلَمْ تُخْزِي أَوْ تُؤْفَى عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)).

[راجع: ۹۵۱]

۱۲- باب مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ

أَعَادَ

۵۵۶۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَعِذْ))، فَقَالَ رَجُلٌ: هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِوَارِيهِ، فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهُ، وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْنِ فَرَخَصَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا أَذْرِي بَلَغَتْ الرُّخْصَةُ أَمْ لَا. ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ، يَعْنِي فَلَذَبَحَهُمَا، ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلَى غَنِيمَةٍ فَذَبَحُوهَا.

(۵۵۶۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے زید نے خبر دی، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ خطبہ میں آپ نے فرمایا آج کے دن کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے جو شخص اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کو پالے گا لیکن جس نے (عید کی نماز سے پہلے) جانور ذبح کر لیا تو وہ ایسا گوشت ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے تیار کیا ہے وہ قربانی کسی درجہ میں بھی نہیں۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی ہے البتہ میرے پاس ابھی ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے اور سال بھر کی بکری سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی اس کے بدلہ میں کرو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لئے جائز نہ ہو گا۔

باب اس کے متعلق جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اور پھر

اسے لوٹایا

(۵۵۶۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو وہ دوبارہ قربانی کرے۔ اس پر ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا اس دن گوشت کی لوگوں کو خواہش زیادہ ہوتی ہے پھر انہوں نے اپنے پڑوسیوں کی محتاجی کا ذکر کیا جیسے آنحضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کر لیا ہو (انہوں نے یہ بھی کہا کہ) میرے پاس ایک سال کا ایک بچہ ہے اور دو بکریوں سے بھی اچھا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کے قربانی کی اجازت دے دی لیکن مجھے اس کا علم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کو بھی تھی یا نہیں پھر آنحضرت ﷺ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ انہیں آنحضرت ﷺ

[راجع: ۹۵۴]

نے ذبح کیا پھر لوگ بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ذبح کیا۔

تَبْرِج

جذعة پانچویں سال میں جو اونٹ لگا ہو اور دوسرے برس میں جو گائے بکری گئی ہو بھیڑ جو برس بھر کی ہو گئی ہو آٹھ ماہ کی بھیڑ بھی جذعة ہے۔ (لغات الحديث)

۵۵۶۲- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ قَالَ : شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النُّخْرِ فَقَالَ : ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَعِذْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ)). [راجع: ۹۵۴]

(۵۵۶۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسود بن قیس نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ قربانی کے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو وہ اس کی جگہ دوبارہ کرے اور جس نے قربانی ابھی نہ کی ہو وہ کر دے۔

۵۵۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ : ((مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يَنْصَرِفَ)). فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَعَلْتُ فَقَالَ : ((هُوَ شَيْءٌ عَجَلْتَهُ)). قَالَ : فَإِنْ عِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسْتَنِينَ أَذْبَحُهَا؟ قَالَ : ((نَعَمْ تُمْ لَا تَجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). قَالَ عَامِرٌ : هِيَ خَيْرٌ نَسِيكِهِ. [راجع: ۹۵۱]

(۵۵۶۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے فراس نے، ان سے عامر نے، ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عید پڑھی اور فرمایا جو ہماری طرح نماز پڑھتا ہو اور ہمارے قبلہ کو قبلہ بناتا ہو وہ نماز عید سے فارغ ہونے سے پہلے قربانی نہ کرے۔ اس پر ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو قربانی کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر وہ ایک ایسی چیز ہوئی جسے تم نے وقت سے پہلے ہی کر لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بچہ ہے جو ایک سال کی دو بکریوں سے عمدہ ہے کیا میں اسے ذبح کر لوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کر لو لیکن تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔ عامر نے بیان کیا کہ یہ ان کی بہترین قربانی تھی۔

تَبْرِج

تجب ہے ان فقہاء احناف پر جو ان واضح احادیث کے ہوتے ہوئے لوگوں کو اجازت دیں کہ اپنی قربانیاں صبح سویرے فجر کے وقت جنگلوں میں یا ایسی جگہ جہاں نماز عید نہ پڑھی جاتی ہو وہاں ذبح کر کے لے آویں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ لوگوں کی قربانیاں ضائع کر کے ان کا بوجھ اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ ہدام اللہ آمین۔

۱۳- باب وَضَعِ الْقَدَمِ عَلَى صَفْحِ

الذَّبِيحَةِ

ہے

۵۵۶۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ

(۵۵۶۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ

نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سینگ والے دو چنگبرے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اپنا پاؤں ان کی گردنوں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے۔

باب ذبح کرنے کے وقت اللہ اکبر کہنا

عام طور سے ہر دین پر بسم اللہ اکبر باواز بلند پڑھ کر جانور کو ذبح کرنا چاہیئے۔

(۵۵۶۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو چنگبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے اوپر رکھ کر ذبح کیا۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتَيْهِمَا، وَيَذْبُحُهُمَا بِيَدِهِ. [راجع: ۵۵۵۳]

۱۴- باب التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

۵۵۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَايِهِمَا. [راجع: ۵۵۵۳]

تشریح قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین لا شریک له وبذاک امرت وانا اول من المسلمین اللهم تقبل عنی بسم الله والله اکبر۔ اگر دوسرے کی قربانی کرنا ہے تو اس طرح کہے اللهم تقبل عن (فلان بن فلان) کی جگہ ان کا نام لے۔ یہ دعا پڑھ کر تیز چھری سے جانور ذبح کر دیا جائے۔

۱۵- باب إِذَا بَعَثَ بِهِذِهِ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ

۵۵۶۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَذْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُرِصِي أَنْ تَقْلَدَ بِدَنْتَهُ، فَلَا يَزَالُ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمَ مُحْرِمًا حَتَّى يَجِلَّ النَّاسُ. قَالَ: فَسَمِعْتُ تَصْفِيْقَهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ، فَقَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَقْبَلُ فَلَا تَدْرِي هَذِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَبْعَثُ هَذِي إِلَى الْكَعْبَةِ، فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرَّجَالِ

باب اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا جانور حرم میں کسی کے ساتھ ذبح کرنے کیلئے بھیجے تو اس پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی (۵۵۶۶) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہیں اسماعیل نے خبر دی، انہیں شعبی نے، انہیں مسروق نے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ام المؤمنین! اگر کوئی شخص قربانی کا جانور کعبہ میں بھیج دے اور خود اپنے شہر میں مقیم ہو اور جس کے ذریعے بھیجے اسے اس کی وصیت کر دے کہ اس کے جانور کے گلے میں (نشانی کے طور پر) ایک قلابہ پہنا دیا جائے تو کیا اس دن سے وہ اس وقت تک کے لیے محرم ہو جائے گا جب تک حاجی اپنا احرام نہ کھول لیں۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے پردے کے پیچھے ام المؤمنین کے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر مارنے کی آواز سنی اور انہوں نے کہا میں خود نبی کریم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلابے باندھتی تھی، آنحضرت ﷺ اسے کعبہ بھیجتے تھے

لیکن لوگوں کے واپس ہونے تک آنحضرت ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوتی تھی جو ان کے گھر کے دوسرے لوگوں کے لیے حلال ہو۔

مِنْ أَهْلِهِ حَتَّى يَرْجِعَ النَّاسُ.

[راجع: ۱۶۹۶]

کعبہ کو قربانی کا جانور بھیجنا ایک کارِ ثواب ہے مگر اس کا بھیجنا والا کسی ایسے امر کا پابند نہیں ہوتا جس کی پابندی ایک محرم حاجی کو کرنا لازم ہوتا ہے۔

باب قربانی کا کتنا گوشت کھایا جائے

اور کتنا جمع کر کے رکھا جائے

(۵۵۶۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے بیان کیا، انہیں عطاء نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ پہنچنے تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کا گوشت جمع کرتے تھے اور کئی مرتبہ (بجائے لحوم الاضاحی کے) لحوم الہدی کا لفظ استعمال کیا۔

۱۶- باب مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ

الْأَضَاحِيِّ، وَمَا يَتَزَوَّدُ مِنْهَا

۵۵۶۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ. وَقَالَ غَيْرُ مَرَّةٍ: لُحُومِ الْهَدْيِ. [راجع: ۱۷۱۹]

(۵۵۶۸) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے قاسم نے، انہیں ابن خزیمہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ وہ سفر میں تھے جب واپس آئے تو ان کے سامنے گوشت لایا گیا۔ کہا گیا کہ یہ ہماری قربانی کا گوشت ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے ہٹاؤ میں اسے نہیں چکھوں گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں اٹھ گیا اور گھر سے باہر نکل کر اپنے بھائی حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ ماں کی طرف سے ان کے بھائی تھے اور بدر کی لڑائی میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے۔ میں نے ان سے اس کا ذکر کیا اور انہوں نے کہا کہ تمہارے بعد حکم بدل گیا ہے۔

۵۵۶۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خُبَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقَدِمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ: وَهَذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا، فَقَالَ: أَخْرَوْهُ، لَا أَذُوقُهُ، قَالَ: ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتَّى آتَيْتُ أَخِي أَبَا قُتَادَةَ وَكَانَ أَخَاهُ لَأُمِّهِ وَكَانَ بَذْرِيًّا. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَّثَ بَعْدَكَ أَمْرًا.

[راجع: ۳۹۹۷]

جس کی تفصیل حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

(۵۵۶۹) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن الأكوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی بلتا

۵۵۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ، فَلَا يُضْبِحُ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ، وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

نہ ہو۔ دوسرے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا۔ (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے، اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔

معلوم ہوا کہ ایام قحط میں غلہ وغیرہ روک کر رکھ لینا گناہ ہے۔

(۵۵۷۰) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عمرہ بنت عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ میں ہم قربانی کے گوشت میں نمک لگا کر رکھ دیتے تھے اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھایا کرو۔ یہ حکم ضروری نہیں تھا بلکہ آپ کا منشاء یہ تھا کہ ہم قربانی کا گوشت (ان لوگوں کو بھی جن کے یہاں قربانی نہ ہوئی ہو) کھلائیں اور اللہ زیادہ جانے والا ہے۔

(۵۵۷۱) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن ازہر کے غلام ابو عبید نے بیان کیا کہ وہ بقر عید کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید گاہ میں موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ میں فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک تو وہ دن ہے جس دن تم (رمضان کے) روزے پورے کر کے افطار کرتے ہو (عید الفطر) اور دوسرا تمہاری قربانی کا دن ہے۔

(۵۵۷۲) ابو عبید نے بیان کیا کہ پھر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کی خلافت کے زمانہ میں عید گاہ میں) حاضر تھا۔ اس دن جمعہ

فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِي قَالَ: ((كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادْخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا)).

۵۵۷۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: الصُّحْبَةُ، كُنَّا نُمْلِحُ مِنْهُ فَتَقَدَّمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلُوا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)). وَلَيْسَتْ بِعَرِمَةٍ. وَلَكِنْ أَرَادَ أَنْ نَطْعِمَ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْلَمُ.

[راجع: ۵۴۲۳]

۵۵۷۱- حَدَّثَنَا حَبَابُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمَ تَأْكُلُونَ نُسُكَكُمْ. [راجع: ۱۹۹۰]

۵۵۷۲- قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ

بھی تھا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں۔ (عید اور جمعہ) پس اطراف کے رہنے والوں میں سے جو شخص پسند کرے جمعہ کا بھی انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہے (نماز عید کے بعد ہی) تو وہ واپس جاسکتا ہے، میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔

(۵۵۷۳) حضرت ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ پھر میں عید کی نماز میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا۔ انہوں نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی ہے اور معمر نے زہری سے اور ان سے ابو عبیدہ نے اسی طرح بیان کیا۔

یہ ممانعت ایک وقتی چیز تھی جبکہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تھے بعد میں اس ممانعت کو اٹھالیا گیا۔

(۵۵۷۴) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے خبر دی، انہیں ابن شہاب کے بھتیجے نے، انہیں ان کے چچا ابن شہاب (محمد بن مسلم) نے، انہیں سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کوچ کرتے وقت روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے کیونکہ وہ قربانی کے گوشت سے (تین دن کے بعد) پرہیز کرتے تھے۔

قربانی کرنے میں مالی اور جانی ایثار کے ساتھ محتاجوں اور غریبوں کی ہمدردی اور مدد بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تَشْرِيعُ شَيْءٍ لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِعُوا الْقَانِعَ وَالْمَعْتَرِ كَذَلِكَ سَخَّرْنَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (الحج) اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کے نشانات مقرر کر دیئے ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے نام اللہ پڑھ کر خر کرو۔ پھر جب ان کے پلو زمین سے لگ جائیں تو اسے خود بھی کھاؤ، مسکینوں، سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھاؤ۔ اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر رکھا ہے تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت کو خود بھی کھاؤ اور غریبوں، محتاجوں، سواہیوں کو بھی کھاؤ۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئے۔ ایک حصہ اپنے لیے، ایک حصہ دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ غرباء اور مساکین کے لیے۔ (ابن کثیر)

الْجُمُعَةِ، فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

۵۵۷۳- قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ. وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ نَحْوَهُ.

۵۵۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ أَحْمَرَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُوا مِنَ الْأَضْحَاكِ ثَلَاثًا)). وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِينَ يَنْفِرُ مِنْ مَنَى مِنْ أَجْلِ لُحُومِ الْهَذْيِ.

۷۴۔ کتاب الاشربة

کتاب مشروبات کے بارے میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿۱﴾

باب اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (در سورہ مائدہ) کی تفسیر ”بلاشبہ شراب، جوا، بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے کاموں سے پس تم ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

لفظ ازلام زلم کی جمع ہے جس سے وہ تیر مراد ہیں جو مشرکین مکہ نے کعبہ میں رکھے ہوئے تھے جن پر لفظ کر اور نہ کر لکھے ہوئے تھے۔ اگر کرنے کا تیر باتھ میں آتا تو ارادہ کا کام کرتے اور نہ کر لکھا نکلتا تو نہ کرتے اسی لیے ان سے منع کیا گیا۔ آیت میں شراب اور جوا وغیرہ کو بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو ان کاموں کی انتہائی برائی پر اشارہ ہے۔۔۔۔۔۔ یہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے دن نازل ہوئی۔

۵۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَ مَهَا فِي الْآخِرَةِ)).

(۵۵۷۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تئیس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم رہے گا۔

یعنی جنت میں جانے ہی نہ پائے گا تو وہاں کی شراب اسے کیسے نصیب ہو سکے گی۔

۵۵۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ يَبَايِلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَكِنْ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ

(۵۵۷۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ کو حضرت سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ کو (بیت المقدس کے شرابیاء میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا پھر آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا

اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے آپ کو دین فطرت کی طرف چلنے کی ہدایت فرمائی۔ اگر آپ نے شراب کا پیالہ لے لیا ہوتا تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو معمر ابن الماد، عثمان بن عمر اور زبیدی نے زہری سے نقل کیا ہے۔

الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ، وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ: تَابِعُهُ مَعْمَرٌ. وَابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[راجع: ۳۳۹۴]

تشریح دودھ انسان کی فطری غذا ہے اور شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس کی حرمت کی یہی وجہ ہے کہ اسے پی کر عقل زائل ہو جاتی ہے اور جرائم اور برے کام کر بیٹھتا ہے۔ اسی لیے اسے قلیل یا کثیر ہر طرح حرام کر دیا گیا۔

(۵۵۷۷) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی ہے جو تم سے اب میرے سوا کوئی اور نہیں بیان کرے گا۔ (کیونکہ اب میرے سوا کوئی صحابی زندہ موجود نہیں رہا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہو جائے گی اور علم کم ہو جائے گا، زنا کاری بڑھ جائے گی، شراب کثرت سے پی جانے لگے گی، عورتیں بہت ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس پچاس عورتوں کی نگرانی کرنے والا صرف ایک ہی مرد رہ جائے گا۔

۵۵۷۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِي، قَالَ: ((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَقْلُ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الزَّانَا، وَتَشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَقْلُ الرِّجَالُ، وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِحَمْسِينَ امْرَأَةً قِيمَهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ)).

[راجع: ۸۰]

تشریح حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں مبلغ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ ان کی وفات بصرہ ہی میں سنہ ۹۱ھ ہوئی۔ بصرہ میں یہ آخری صحابی تھے۔ ایک سو سال کی عمر پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۵۵۷۸) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور ابن مسیب سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب چور چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے خبر دی، ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر انہوں

۵۵۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولَانِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَزْنِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقَ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ))، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امور مذکورہ کے ساتھ اتنا اور زیادہ کرتے تھے کہ کوئی شخص (دن دھاڑے) اگر کسی بڑی پونجی پر اس طور ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ دیکھتے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مومن رہتے ہوئے یہ لوٹ مار نہیں کرتا۔

الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ : كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُمْ وَلَا يَنْتَهَبُ نَهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيهَا حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ. [راجع: ۲۴۷۵]

مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ایمان سے بالکل محروم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ گناہ ایمان کی ضد ہیں پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے دل میں ایمان لوٹ آتا ہے اور اگر یہی کام کرتا رہے تو وہ بے ایمان بن کر مرتا ہے۔ اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس میں فرمایا کہ المومن من امنه الناس على دمانهم واما لهم مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے خون اور اپنے مالوں کے لیے امن سمجھیں، سچ ہے۔ لا ایمان لمن لا امانه له ولا دين لمن لا عهد له او كما قال صلى الله عليه وسلم

۲- باب الخمر من العنب وغيره باب شراب انگور وغیرہ سے بھی بنتی ہے

جیسے کھجور اور شہد وغیرہ سے۔ امام بخاری نے یہ باب لا کر ان لوگوں کا رد کیا جو شراب کو انگور سے خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انگور کے سوا اور چیزوں کی شراب اتنی پینی درست ہے کہ نشہ نہ پیدا ہو لیکن امام محمد نے اس باب میں اپنے مذہب کے خلاف کیا ہے اور وہ الہجریٹ اور امام احمد اور امام مالک اور امام شافعی اور جہور کے موافق ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز سے نشہ پیدا ہو وہ شراب ہے۔ تھوڑی ہو یا زیادہ بالکل حرام ہے۔

(۵۵۷۹) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے جو مغول کے صاحبزادے ہیں، بیان کیا ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب شراب حرام کی گئی تو انگور کی شراب مدینہ منورہ میں نہیں ملتی تھی۔

۵۵۷۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِفْغُولٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخُمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ. [راجع: ۴۶۱۶]

(۵۵۸۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو شہاب عبد ربہ بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب شراب ہم پر حرام کی گئی تو مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت کم ملتی تھی۔ عام استعمال کی شراب کچی اور پکی کھجور سے تیار کی جاتی تھی۔

۵۵۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : حُرِّمَتِ عَلَيْنَا الْخُمْرُ، حِينَ حُرِّمَتْ، وَمَا نَجِدُ - يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ - خَمْرَ الْأَغْنَابِ إِلَّا قَلِيلًا، وَغَامَةً خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالْتَمْرُ.

[راجع: ۲۴۶۴]

(۵۵۸۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ان سے ابو حیان نے، کہا ہم سے عامر نے بیان کیا اور ان سے حضرت

۵۵۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانٍ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر کھڑے ہوئے اور کہا اباعد! جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بقتی تھی۔ انگور، کھجور، شد، گیہوں اور جو اور شراب (خر) وہ ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

اللہ عَنْهُمَا قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ: الْعَنْبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ. وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

[راجع: ۲۶۱۹]

اس حدیث سے مسائل پیش آمدہ کی تفصیلات کا ممبر پر بیان کرنا بھی ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ سامعین کی مادری زبان میں مناسب ہے نیز حمد و نعت کے بعد لفظ اباعد! کا استعمال کرنا بھی اس سے ثابت ہوا۔ (فتح الباری) سامعین کی مادری زبان میں عربی خطبہ پڑھ کر اس کا ترجمہ سنا ضروری ہے ورنہ خطبہ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

۳- باب نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ
باب شراب کی حرمت جب نازل ہوئی تو وہ کچی اور پکی کھجوروں سے تیار کی جاتی تھی

(۵۵۸۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابو عبیدہ، ابو طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کچی اور پکی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے آکر بتایا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اس وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انس اٹھو اور شراب کو بہا دو۔ چنانچہ میں نے اسے بہا دیا۔

۵۵۸۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيحِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَبَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ. فَقَالَ: أَبُو طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا، فَأَهْرِقْتُهَا. [راجع: ۲۴۶۴]

تفیل ارشاد کے لیے مدینہ کا یہ حال تھا کہ شراب بارش کے پانی کی طرح مدینہ کی گلیوں میں بہہ رہی تھی قال القرطبی الاحادیث الواردة عن انس وغيره على صحتها وكثرتها تبطل مذهب الكوفيين القائلين بان الخمر لا يكون الا من العنب وما كان من غيره لا يسمى خمرا ولا يتناول اسم الخمر وهو قول مخالف للغة العرب ولللسنة الصحيحة وللصحابة (فتح الباری) یعنی قرطبی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے جو صحیح روایات حضرت سے نقل ہوئی ہیں وہ کوفیوں کے مذہب کو باطل ٹھہراتی ہیں جو کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور ہی سے کشید کردہ شراب کو کہا جاتا ہے اور جو اس کے علاوہ اشیاء سے تیار کی جائے وہ خمر نہیں ہے۔ اہل کوفہ کا یہ قول لغت عرب اور سنت صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے۔

(۵۵۸۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک قبیلہ میں کھڑا میں اپنے چچاؤں کو کھجور کی شراب پلا رہا

۵۵۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: كُنْتُ قَانِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ غُمُومَتِي، وَأَنَا

تھامیں ان میں سب سے کم عمر تھا۔ کسی نے کہا کہ شراب حرام کر دی گئی۔ ان حضرات نے کہا کہ اب اسے پھینک دو۔ چنانچہ ہم نے شراب پھینک دی۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کس چیز کی شراب بنتی تھی؟ فرمایا کہ تازہ پکی ہوئی اور کچی کھجوروں کی۔ ابو بکر بن انس نے کہا کہ ان کی شراب (کھجور کی) ہوتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار نہیں کیا اور مجھ سے میرے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں ان کی شراب اکثر کچی اور پکی کھجور سے تیار کی جاتی تھی۔

أَصْغَرُهُمْ. الْفَضِيخَ، فَقِيلَ: حُرِّمَتْ الْخَمْرُ، فَقَالُوا: أَكْفَنُهَا، فَكَفَّانَا. قُلْتُ لِأَنْسٍ مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ: رُطْبٌ وَبُسْرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَنْسٍ: وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ. فَلَمْ يُنْكِرْ أَنْسٌ. وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنْسًا يَقُولُ: كَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ۲۴۶۴]

جیسا کہ حدیث ذیل میں موجود ہے۔

(۵۵۸۴) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یوسف ابو معشر براء نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن عبد اللہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بکر بن عبد اللہ نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب شراب حرام کی گئی تو وہ کچی اور پختہ کھجوروں سے تیار کی جاتی تھی۔

۵۵۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي مَعْشَرَ الْبَرَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. [راجع: ۲۴۶۴]

ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ عرب زمانہ جاہلیت میں خام اور پختہ کھجوروں کی شراب کو بہت زیادہ مرغوب رکھتے تھے اور یہ کھجور بکثرت پائی جاتی تھی جس کی شراب بڑی عمدہ ہوتی تھی جس کو اللہ نے حرام کر دیا۔

باب شہد کی شراب جسے "بتع" کہتے تھے اور معن بن عیسیٰ نے کہا کہ میں نے حضرت امام مالک بن انس سے "فقاع" (جو کشمش سے تیار کی جاتی تھی) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اگر اس میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور ابن الدرداء نے بیان کیا کہ ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو کہا کہ اگر اس میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۴ - بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبَتُّعُ وَقَالَ مَعْنُ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنْسٍ عَنِ الْفُقَاعِ فَقَالَ: إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ. وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَزِيِّ: سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوا: شَلَا يُسْكِرُ لَا بَأْسَ بِهِ.

تشریح | بتع شہد کی وہ شراب ہے جو ملک یمن میں بہت زیادہ رائج تھی۔ اس کا پینا بھی حرام کر دیا گیا۔ فقاع وہ شراب ہے جو کشمش سے تیار کی جاتی تھی۔

(۵۵۸۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے

۵۵۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي

اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ”بتع“ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو بھی پینے والی چیز نشہ لاوے وہ حرام ہے۔

سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ :
سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبَتْعِ فَقَالَ :
«كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

[راجع: ۲۴۲]

(۵۵۸۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ”بتع“ کے متعلق سوال کیا گیا۔ یہ مشروب شد سے تیار کیا جاتا تھا اور یمن میں اس کا عام رواج تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز بھی نشہ لانے والی ہو وہ حرام ہے۔

۵۵۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبَتْعِ
وَهُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ، وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ
يَشْرَبُونَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ
شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

[راجع: ۲۴۲]

(۵۵۸۷) اور زہری سے روایت ہے، کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”دباء“ اور ”مزفت“ میں نبیذ نہ بنایا کرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ”حتم“ اور ”نقیع“ کا بھی اضافہ کیا کرتے تھے۔

۵۵۸۷- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي
أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
«لَا تَنْبِذُوا فِي الدَّبَاءِ وَلَا فِي الْمَزْفَتِ».

وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيعَ

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار ایسے برتن ہیں جن کے استعمال سے آنحضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ”دباء“ یعنی کدو کے تونے سے۔ مزفت یعنی روغن دار رال کے برتن سے۔ حتم یعنی لاکھی ٹھلیا یا لاکھی مرتبان سے۔ نقیع، یعنی لکڑی کے بنے ہوئے برتن سے۔ یہی وہ چار برتن ہیں جن میں نبیذ بنانے سے روکا گیا ہے۔

باب اس بارے میں کہ جو بھی پینے والی چیز عقل کو مدہوش کر دے وہ ”خمر“ ہے۔

۵- باب مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْخَمْرَ مَا

خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

(۵۵۸۸) ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابو حیان تمیمی نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ انگور سے، کھجور سے، گیہوں سے، جو اور شد سے اور ”خمر“ (شراب) وہ ہے جو عقل کو مخمور کر دے اور تین مسائل ایسے ہیں کہ میری تمنا

۵۵۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ التِّيمِيِّ عَنْ
الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ،
وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ،
وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْعَسَلِ. وَالْخَمْرُ مَا

تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے جدا ہونے سے پہلے ہمیں ان کا حکم بتا جاتے، دادا کا مسئلہ، کلالہ کا مسئلہ اور سود کے چند مسائل۔ ابو حبان نے بیان کیا کہ میں نے شعبی سے پوچھا اے ابو عمرو! ایک شربت سندھ میں چاول سے بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں پائی جاتی تھی یا کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ تھی اور فرج ابن منہال نے بھی اس حدیث کو حماد بن سلمہ سے بیان کیا اور ان سے ابو حبیان نے اس میں ”انگور“ کے بجائے ”کشمش“ ہے۔

تشیخ دادا کا مسئلہ یہ کہ دادا بھائی کو محروم کرے گا یا بھائی سے محروم ہو جائے گا یا مقاسمہ ہو گا۔ سود کا مسئلہ یہ کہ ان چھ چیزوں کے سوا جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے اور چیزوں کا بھی کم و بیش لینا حرام ہے یا نہیں جن کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں لم یکن هذا على عهد النبي صلى الله عليه وسلم ولو كان نهى عنه الا انه قد عم الا شرية كلها فقال الخمر ما امر العقل (فتح) یعنی اگر یہ چاولوں کی شراب کشید ہوئی ہوتی تو آپ اس کو بھی صاف منع فرما دیتے اس لیے کہ آپ نے تمام شرابوں کے بارے میں عام طور پر فرمایا کہ ہر وہ مشروب جو عقل کو زائل کر دے وہ خمر شراب ہے اور وہ حرام ہے۔

۵۵۸۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّقَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ: الْخَمْرُ تُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةِ: مِنَ الزَّيْبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْعَسَلِ.

(۵۵۸۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی السقر نے بیان کیا، ان سے شعبی نے ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا شراب پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ کشمش، کھجور اور گیہوں، جو اور شمد سے۔

[راجع: ۴۶۱۹]

تشیخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسوں تمام صحابہ کے سامنے یہ بیان کیا اور سب نے سکوت کیا گویا اجماع ہو گیا اب اس اجماع کے خلاف ایک ابراہیم نخعی کا قول کیا جنت ہو سکتا ہے اور ان خفیفہ پر تعجب ہوتا ہے جو صحیح حدیث کو چھوڑ کر غلط مسئلہ پر جے رہتے ہیں۔ وقال اهل المدينة وسائر الحجازيين واهل الحديث كل مسكر خمر وحكمه حكم ما اتخذ من العنب الخ (فتح) صاحب ہدایہ کا یہ قول ہے کہ خمر وہی ہے جو کشمش سے تیار کی جاتی ہے اس کے جواب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ بلکہ سارے حجازی اور جملہ اہل حدیث سب کا قول یہ ہے کہ ہر نشہ لائے والی چیز شراب ہے اور سب کا حکم وہی ہے جو کشمش سے تیار کردہ شراب کا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے فتح الباری جزء الثانی عشر، ص: ۱۳۶ کا مطالعہ کیا جائے۔

۶- باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ

باب اس شخص کی برائی کے بیان میں جو شراب کا نام بدل کر

اسے حلال کرے

الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

(۵۵۹۰) اور ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ان سے صدقہ بن خالد نے

۵۵۹۰- وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا

بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے، ان سے عطیہ بن قیس کلابی نے، ان سے عبدالرحمن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اللہ کی قسم انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنا لیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سورتوں کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔

تَشْرِیْحُ یہ ساری برائیاں آج عام ہو رہی ہیں گانا بجانا، ریڈیو نے گھر گھر عام کر دیا ہے۔ شراب نوشی عام ہے، زنا کاری کی حکومتیں سرپرستی کرتی ہیں۔ ان کے نتیجہ میں وادی سوات پاکستان میں زلزلہ اور ہماچل پردیش کا زلزلہ ہندوستان میں عبرت کے لیے کافی ہے۔ لڑکوں کو لڑکیوں کی شکل میں تبدیل ہونا اور لڑکیوں کو لڑکوں جیسا حلیہ بنانا بھی عام ہو رہا ہے۔ اسی لیے صورتیں مسخ ہوتی جا رہی ہیں اور عذاب مختلف صورتوں میں بدل کر ہم پر نازل ہو رہا ہے۔

۷- باب الانْبَادِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالْتَوْرِ

کھجور کو پانی میں بھگو کر اسے مل چھان کر شربت بنانا نبیذ کہلاتا ہے۔ یہ ایک مقوی فرحت بخش مشروب ہے اوعیہ میں۔ تور بھی داخل ہے وہ برتن جو پتھر یا پیتل یا لکڑی سے بنایا جائے اوعیہ وعاء کی جمع ہے جس کے معنی برتن کے ہیں۔

(۵۵۹۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن سعد ساعدی سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابو اسید مالک بن ربیع آئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنے ولیمہ کی دعوت دی، ان کی بیوی ہی سب کام کر رہی تھیں حالانکہ وہ نبی دلسن تھیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کیا پلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے لیے انہوں نے پتھر کے کونڈے میں رات کے

صَدَقَهُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكَلَابِيِّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو غَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللَّهُ مَا كَذَّبَنِي سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَارِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عِلْمٍ يَرَوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ بَعْدَ الْفَقِيرِ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُوا: ارْجِعْ إِلَيْنَا عَدَا فَيَسْتَحِلُّهُمْ اللَّهُ، وَيَضَعُ الْعِلْمُ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

۵۵۹۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ: أَتَى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَتَهُمْ وَهِيَ الْعُرُوسُ قَالَ أَنْذَرُونَا مَا سَقَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْفَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٌ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرِ.

وقت بھجور بھگودی تھی۔

ان ہی کا شربت آپ کو پلایا۔

۸- باب تَرْخِیصِ النَّبِيِّ ﷺ فِي

الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

باب ممانعت کے بعد ہر قسم کے برتنوں میں نبیز بھگونے کے

لیے نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت کا ہونا

(۵۵۹۲) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ ابو احمد زبیری نے، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند برتنوں میں نبیز بھگونے کی (جن میں شراب بنتی تھی) ممانعت کردی تھی پھر انصار نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو دوسرے برتن نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو خیر پھر اجازت ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے اور ان سے سالم بن ابی الجعد نے پھر یہی حدیث روایت کی تھی۔

۵۵۹۲- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا، قَالَ فَلَا إِذْنَ. وَقَالَ خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ بِهَذَا.

معلوم ہوا کہ جن برتنوں میں شراب بنتی تھی ان برتنوں کے استعمال سے اور ان میں نبیز بنانے سے بھی منع فرمایا تاکہ شراب کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔

(۵۵۹۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، وہ سلیمان بن ابی مسلم احول سے، وہ مجاہد سے، وہ ابو عیاض عمرو بن اسود سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مشکوں کے سوا اور برتنوں میں نبیز بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر کسی کو مشک کہاں سے مل سکتی ہے؟ اس وقت آپ نے بن لاکھ لگے گھڑے میں نبیز بھگونے کی اجازت دے دی۔

۵۵۹۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَسْقِيَةِ قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً، فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُرْقَتِ.

لفظی ترجمہ تو یوں ہے آپ نے مشکوں میں نبیز بھگونے سے منع فرمایا مگر یہ مطلب صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ آگے یہ مذکور ہے کہ ہر شخص کو مشکیں کیسے مل سکتی ہیں؟ اس روایت میں غلطی ہوئی ہے اور صحیح یوں ہے۔ نہی عن الانبعاذ الا فی الاسقية۔ بعض علماء نے ان ہی احادیث کی رو سے گھڑوں اور لاکھی برتنوں اور کدو کے توبے میں اب بھی نبیز بھگونا مکروہ رکھا ہے لیکن اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت آپ نے اس وقت کی تھی جب شراب کی حرمت نئی نئی نازل ہوئی تھی کہ کہیں شراب کے برتنوں

میں نبیز بھگوتے بھگوتے لوگ پھر شراب کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ جب شراب کی حرمت دلوں پر جم گئی تو آپ نے یہ قید اٹھادی۔ ہر برتن میں نبیز بھگوتے کی اجازت دے دی۔ (وحیدی)

— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بِهَذَا وَقَالَ : فِيهِ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ
ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ.

یہ بھی اسی وقت کا ذکر ہے جبکہ شراب حرام کی گئی تھی اور شراب کے برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا گیا تھا۔ بعد میں یہ ممانعت اٹھادی گئی تھی۔

۵۵۹۴— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سُفْيَانَ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ
عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدُّبَاءِ
وَالْمُرْقَتِ. — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا.

۵۵۹۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، کہ ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے ابراہیم تمیمی نے، ان سے حارث بن سؤید نے اور ان سے علی بن ابیہاشم نے کہ نبی کریم ﷺ نے دبّاء اور مرقّت (خاص قسم کے برتن جن میں شراب بنتی تھی) کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی تھی۔ ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، کہا ان سے اعمش نے یہی حدیث بیان کی۔

۵۵۹۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے کہ میں نے اسود بن یزید سے پوچھا کیا تم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا کہ کس برتن میں نبیز (کھجور کا میٹھا شربت) بنانا مکروہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے عرض کیا ام المؤمنین! کس برتن میں آنحضرت ﷺ نے نبیز بنانے سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ خاص گھروالوں کو کدو کی تونبی اور لاکھی برتن میں نبیز بھگوتے سے منع فرمایا تھا۔ (ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ) میں نے اسود سے پوچھا انہوں نے گھڑے اور سبز مرتبان کا ذکر نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا کیا وہ بھی بیان کر دوں جو میں نے نہ سنا ہو۔

بعض علماء نے انہی احادیث کی رو سے گھڑوں اور لاکھی برتنوں اور کدو کے تونبے میں اب بھی نبیز بھگوتنا مکروہ رکھا ہے لیکن اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت آپ نے اس وقت کی تھی جب شراب شروع میں حرام ہو گئی تھی۔ جب ایک مدت بعد شراب کی حرمت دلوں میں جم گئی تو آپ نے یہ قید اٹھادی اور ہر برتن میں نبیز بھگوتے کی اجازت دے دی۔

(۵۵۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سبز گھڑے سے منع فرمایا تھا، میں نے پوچھا کیا ہم سفید گھڑوں میں پی لیا کریں کہا کہ نہیں۔

اس قسم کے برتن اکثر شراب رکھنے کے لیے مستعمل تھے۔ اس لیے شراب کی بندش کے لیے ان برتنوں سے بھی روک دیا گیا۔ برتنوں کے متعلق بندش ایک وقتی چیز تھی۔

باب کھجور کا شربت یعنی نبیذ جب تک نشہ آور نہ ہو پینا جائز

ہے

(۵۵۹۷) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن القاری نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، انہوں نے حضرت سہل بن سعد سے سنا کہ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمہ کی دعوت نبی کریم ﷺ کو دی، اس دن ان کی بیوی (ام اسید سلامہ) ہی مہمانوں کی خدمت کر رہی تھیں۔ زوجہ ابواسید نے کہا تم جانتے ہو میں نے رسول کریم ﷺ کے لیے کس چیز کا شربت تیار کیا تھا پتھر کے کونڈے میں رات کے وقت کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں اور دوسرے دن صبح کو آپ کو پلا دی تھیں۔

باب باذن (انگور کے شیرہ کی ہلکی آنچ میں پکائی ہوئی شراب) کے بارے میں اور اس کے بارے میں جس نے کہا کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے اور عمر ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ جب کوئی ایسا شربت (طلا) پک کر ایک مثلث تہائی رہ جائے تو اس کو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے (پک کر) آدھا رہ جانے پر بھی پیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شیرہ جب تک تازہ ہو اسے پی سکتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عبید اللہ (ان کے لڑکے) کے منہ میں ایک مشروب کی بو کے

۵۵۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ، قُلْتُ: أَنْشُرَبُ فِي الْأَبْيَضِ؟ قَالَ: ((لَا)).

۹- بَابُ نَفِيعِ التَّمْرِ مَا لَمْ

يُسْكِرَ

۵۵۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِفَرْسِهِ فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَتُهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْغُرُوسُ فَقَالَتْ: أَتَذَرُونَنِي مَا أَنْفَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْفَعْتُ لَهُ تَمْرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

[راجع: ۵۱۷۶]

۱۰- بَابُ الْبَاقِ وَمَنْ نَهَى عَنْ

كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ،

وَرَأَى عُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَمُعَاذُ شَرِبَ الطَّلَاءَ عَلَى الثَّلَثِ، وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَأَبُو جَحِيفَةَ عَلَى النَّصْفِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اشْرَبِ الْعَصِيرَ مَا دَامَ طَرِيًّا، وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللَّهِ رِيحَ شِرَابٍ. وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدَتْهُ.

متعلق سنا ہے میں اس سے پوچھوں گا اگر وہ پینے کی چیز نشہ آور ثابت ہوئی تو میں اس پر حد شرعی جاری کروں گا۔

شیخ پھر حضرت عمرؓ نے اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ شراب آور مشروب ہے۔ آپ نے اس کو پوری حد لگائی۔ اسے امام مالک نے وصل کیا ہے۔ جب کسی پھل وغیرہ کا شیرہ اتا پکا لیا جائے کہ اس کا ایک تہائی حصہ صرف باقی رہ جائے تو وہ بگڑتا بھی نہیں اور نہ اس میں نشہ پیدا ہوتا ہے۔ روایت میں بھی یہی مراد ہے۔

۵۵۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ بْنُ أَبِي الْجَوْنَرِيَّةِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاقِ فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَاقَ، فَمَا أَسْكَرَ
فَهُوَ حَرَامٌ، قَالَ: الشَّرَابُ الْحَلَالُ
الطَّيِّبُ. قَالَ: لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ
إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيثُ.

(۵۵۹۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ابو الجویریہ نے، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذن (انگور کا شیرہ ہلکی آنچ دیا ہوا) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ باذن کے وجود سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے جو چیز بھی نشہ لائے وہ حرام ہے۔ ابو الجویریہ نے کہا کہ باذن تو حلال و طیب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انگور حلال طیب تھا جب اس کی شراب بن گئی تو وہ حرام خمیث ہے۔ (نہ کہ حلال و طیب)

شیخ بعض قدام شاعر نے سچ کہا ہے

واشربها وازعمها حراما وارجو عفو ربی ذی امتنان

یعنی میں شراب پیتا ہوں اور اسے حرام بھی جانتا ہوں مگر مجھے اپنے رب کی طرف سے معافی کی امید ہے کہ وہ بہت ہی احسان کرنے والا ہے۔

ویشربها ویزعمها حلالا وتلك على المسنى خطيئتان

اور شرابی جو اسے پیتے اور حلال جانے یہ ایسے گنہگار کے حق میں دو گنا گناہ ہے۔

بہر حال حرام چیز حرام ہے اسے حلال جاننا کفر ہے۔ باذن باوہ کا معرب ہے وہ شراب جو انگور کا شیرہ نکال کر پکالی جائے یعنی تھوڑا سا پکائیں کہ وہ رقیق اور صاف رہے۔ اگر اسے اتا پکائیں کہ آدھا جل جائے تو اسے منصف کہیں گے اور اگر دو تہائی جل جائے تو اسے مثلث کہیں گے۔ اسے طلاء بھی کہتے ہیں کہ وہ گاڑھا ہو کر اس لیپ کی طرح ہو جاتا ہے جو خارش والے اونٹوں پر لگاتے ہیں۔ منصف کا پینا درست ہے اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو وہ بالاتفاق حرام ہے۔

۵۵۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ غُرُورَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ
وَالْعَسَلَ. [راجع: ۴۹۱۲]

(۵۵۹۹) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حلوا اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

شیخ اس حدیث کی ترجمہ باب سے مطابقت مشکل ہے۔ شاید مطلب یہ ہو کہ انگور کا شیرہ جب اتا پکایا جائے تو وہ حلوا ہو گیا اور آنحضرت ﷺ حلوا کو پسند فرماتے تھے۔ (وحیدی) مگر یہ شرط ضروری ہے کہ اس میں مطلق نشہ نہ ہو ورنہ وہ حرام ہو گا۔

باب اس بیان میں کہ گدری اور پختہ کھجور ملا کر بھگو نے
سے جس نے منع کیا ہے نشہ کی وجہ سے اسی وجہ سے دو
سالن ملانا منع ہے

(۵۶۰۰) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام
دستواری نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت
انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابودجانہ اور
سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم کو کچی اور پکی کھجور کی ملی ہوئی نمیز پلا رہا تھا کہ
شراب حرام کردی گئی اور میں نے موجودہ شراب پھینک دی۔ میں ہی
انہیں پلا رہا تھا میں سب سے کم عمر تھا۔ ہم اس نمیز کو اس وقت
شراب ہی سمجھتے تھے اور عمرو بن حارث راوی نے بیان کیا کہ ہم سے
قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔

(۵۶۰۱) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، کہا مجھ کو
عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا،
انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کشمش اور کھجور (کے شیرہ) کو
اور کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ اس طور اس
میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔

(۵۶۰۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام
دستواری نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن ابی کثیر نے خبر دی، انہیں عبد اللہ
بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ
نے اس کی ممانعت کی تھی کہ پختہ اور گدرائی ہوئی کھجور، پختہ کھجور
اور کشمش کو ملا کر نمیز بنایا جائے۔ آپ نے ہر ایک کو جدا جدا بھگونے
کا حکم دیا۔

باب دودھ پینا اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں فرمایا کہ اللہ
پاک لید اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پیدا کرتا ہے جو پینے والوں کو خوب رچتا پچتا ہے۔

۱۱- باب مَنْ رَأَى أَنْ لَا يُخْلَطَ
النَّسْرُ وَالتَّمْرُ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا، وَأَنْ
لَا يَجْعَلَ إِدَامِينَ فِي إِدَامٍ

۵۶۰۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : إِنِّي لَأَسْقِي
أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَهَيْلُ بْنُ الْبَيْضَاءِ
خَلِيطَ نُسْرٍ وَتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ،
فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ، وَإِنَّا
نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ
الْحَارِثِ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ أَنَسًا.

[راجع: ۲۴۶۴]

۵۶۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا
يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّيْبِ وَالتَّمْرِ،
وَالنَّسْرِ، وَالرُّطْبِ.

۵۶۰۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ
وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّيْبِ، وَلْيَبْذَ كُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ.

۱۲- باب شَرْبِ اللَّبَنِ وَقَوْلِ اللَّهِ
تَعَالَى: ﴿مَنْ يَنْ يَنْ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبْنَا خَالِصًا
سَابِغًا لِلشَّارِبِينَ﴾

قال ابن العین الحال الثفنن فی هذه الترجمة یرد قول من زعم ان اللبن یسکر فرد ذالک بالنصوص (ماجہ) یعنی ابن تین نے کہا کہ حضرت امام بخاری نے اس باب میں ان لوگوں کے خیال کی تردید کی ہے جو کہتے ہیں کہ دودھ اگر کثرت سے پیا جائے تو نشہ لے آتا ہے۔ (فتح الباری) وهذه الایة صریحة فی احلال شراب لبن الانعام بجمیع افرادهم موقع الامتنان به یعم جمیع البان الانعام فی حال حیاتها (فتح) یعنی یہ آیت صاف دلیل ہے اس امر پر کہ جملہ انعام حلال جانوروں کا دودھ پینا حلال ہے اور بحالت زندگی تمام انعام چوپائے حلال جانور اس میں داخل ہیں۔

(۵۶۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شب معراج میں رسول کریم ﷺ کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کئے گئے۔

۵۶۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ. [راجع: ۳۳۹۴]

(۵۶۰۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم کو سالم ابو النضر نے خبر دی، انہوں نے ام الفضل (والدہ عبد اللہ بن عباس) کے غلام عمیر سے سنا، وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ تھا۔ اس لیے میں نے آپ کے لیے ایک برتن میں دودھ بھیجا اور آنحضرت ﷺ نے اسے پی لیا۔ حمیدی کہتے ہیں کبھی سفیان اس حدیث کو یوں بیان کرتے تھے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا اس لیے ام الفضل نے آنحضرت ﷺ کے لیے (دودھ) بھیجا۔ کبھی سفیان اس حدیث کو مرسل ام الفضل سے روایت کرتے تھے سالم اور عمیر کا نام نہ لیتے۔ جب ان سے پوچھتے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا مرفوع متصل تو وہ اس وقت کہتے (مرفوع متصل ہے) ام الفضل سے مروی ہے (جو صحابیہ تھیں)

۵۶۰۴ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَالِمُ أَبُو النُّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: شَكَ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِنَاءً فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ، فَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ: شَكَ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وَقَفَ عَلَيْهِ: قَالَ: هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ.

[راجع: ۱۶۵۸]

(۵۶۰۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح (ذکوان) اور ابو سفیان (طلحہ بن نافع قرظی) نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان

۵۶۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ

کیا کہ ابو حمید ساعدی مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ (کھلا ہوا) لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے ایک لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔

آڑی لکڑی رکھ دینا گویا بسم اللہ کی برکت ہے تو شیطان اس سے دور رہے گا۔ دودھ یا پانی کھلانے میں یہ خرابی ہے کہ اس میں خاک پڑتی ہے کیڑے اڑ کر گرتے ہیں۔

(۵۶۰۶) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا میں نے ابوصالح سے سنا، جیسا کہ مجھے یاد ہے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک انصاری صحابی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے ایک برتن میں دودھ نبی کریم ﷺ کے لیے لائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے، اس پر لکڑی ہی رکھ دیتے۔ اور اعمش نے کہا کہ مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے یہی حدیث بیان کی۔

ادب کا تقاضا ہے کہ دودھ یا پانی کے برتن کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھا جائے کبھی کھلا ہوا نہ چھوڑا جائے اس طرح کرنے سے حفاظت ہوگی۔

(۵۶۰۷) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوالنضر نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (راستہ میں) ہم ایک چرواہے کے قریب سے گزرے۔ حضور اکرم ﷺ پیاسے تھے پھر میں نے ایک پیالے میں (چرواہے سے پوچھ کر) کچھ دودھ دوہا۔ آپ نے وہ دودھ پیا اور اس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی اور سراقہ بن جعشم گھوڑے پر سوار ہمارے پاس (تعاقب کرتے ہوئے) پہنچ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔ آخر اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس کے حق میں بددعا نہ کریں اور وہ واپس ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

بَقْدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا خَمْرَتُهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ غُودًا)). [طرفہ فی : ۵۶۰۶]۔

۵۶۰۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ أَرَاهُ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، مِنَ النَّقِيعِ يَأْنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا خَمْرَتُهُ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ غُودًا)). وَحَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا.

[راجع: ۵۶۰۵]

۵۶۰۷- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ غَطِشَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَلَبْتُ كُنْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِي قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ وَأَنَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشَمٍ عَلَى فَرَسٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لَا يَدْعُو عَلَيْهِ وَأَنْ يَرْجِعَ، فَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجع: ۲۴۳۹]

شیشہ

سراقہ بن جشم آنحضرت ﷺ کے تعاقب میں آیا تھا آخر آنحضرت ﷺ کی بددعا سے اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا، گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا تین بار ایسا ہی ہوا آخر اس نے پختہ عمد کیا کہ اب میں واپس لوٹ جاؤں گا بلکہ جو کوئی آپ کی تلاش میں لے گا اسے بھی واپس لوٹا دوں گا آخر سراقہ مسلمان ہو گیا تھا۔

۵۶۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللَّفْحَةُ الصَّغِيرُ مِنْهُ، وَالشَّاةُ الصَّغِيرُ مِنْهُ، تَغْدُوا بِإِنَاءٍ وَتَرَوْحُ بِآخِرٍ)).

(۵۶۰۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ عمدہ صدقہ ہے خوب دودھ دینے والی اونٹنی جو کچھ دنوں کے لیے کسی کو عطیہ کے طور پر دی گئی ہو اور خوب دودھ دینے والی مہکری جو کچھ دنوں کے لیے عطیہ کے طور پر دی گئی ہو جس سے صبح و شام دودھ برتن بھر بھر کر نکالا جائے۔

[راجعہ: ۲۶۲۹]

۵۶۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ لَنَا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: ((إِنْ لَهُ دَسَمًا)). [راجعہ: ۲۱۱]

(۵۶۰۹) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کھلی کی اور فرمایا کہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

۵۶۱۰- وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَفَعْتُ إِلَى السُّدْرَةِ، فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ الْبَيْلُ وَالْفُرَاتُ، وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَالنَّهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، فَأَتَيْتُ بِثَلَاثَةِ أَفْدَاحٍ: قَدْخَ فِيهِ لَبَنٌ، وَقَدْخَ فِيهِ عَسَلٌ، وَقَدْخَ فِيهِ خَمْرٌ. فَأَخَذْتُ الَّذِي فِيهِ اللَّبَنُ فَشَرَبْتُ، فَقِيلَ لِي: أَصَبْتَ الْفُطْرَةَ أَنْتَ وَأَمْتُكَ)) وَقَالَ هِشَامٌ وَسَعِيدٌ وَهَمَامٌ: عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ

(۵۶۱۰) اور ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا تو وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ دو ظاہری نہریں اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں تو نیل اور فرات ہیں اور باطنی نہریں جنت کی دو نہریں ہیں۔ پھر میرے پاس تین پیالے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا، دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور پیا۔ اس پر مجھ سے کہا گیا کہ تم نے اور تمہاری امت نے اصل فطرت کو پالیا۔ ہشام اور سعید اور ہمام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ندیوں کا ذکر تو ایسا ہی ہے لیکن تین

﴿فِي الْأَنْهَارِ نَحْوُهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا ثَلَاثَةَ﴾ پیالوں کا ذکر نہیں ہے۔

أَفْدَاح. [راجع: ۳۵۷۰]

تشریح ان روایتوں کو امام بخاری نے کتاب بدء الخلق میں وصل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے دودھ لایا گیا اور اس کے پینے کے بعد آپ کو عالم ملکوت السموات کی سیر کرائی گئی۔ سدرۃ المنتہیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فرشتوں کا علم وہاں جا کر ختم ہو جاتا ہے اور وہ آگے جا بھی نہیں سکتے۔

باب بیٹھاپانی ڈھونڈنا

(۵۶۱۱) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ کے تمام انصار میں سب سے زیادہ کھجور کے باغات تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب آیت ”تم ہرگز نیکی نہیں پاؤ گے جب تک وہ مال نہ خرچ کرو جو تمہیں عزیز ہو۔“ نازل ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”تم ہرگز نیکی کو نہیں پاؤ گے جب تک وہ مال نہ خرچ کرو جو تمہیں عزیز ہو۔“ اور مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ عزیز بیرحاء کا باغ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ ہے، اس کا ثواب اور اجر میں اللہ کے یہاں پانے کی امید رکھتا ہوں، اس لیے یا رسول اللہ! آپ جہاں اسے مناسب خیال فرمائیں خرچ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب یہ بہت ہی فائدہ بخش مال ہے یا (اس کے بجائے آپ نے) رابع (یاء کے ساتھ فرمایا) راوی حدیث عبد اللہ کو اس میں شک تھا (آنحضرت ﷺ نے ان سے مزید فرمایا کہ) جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا۔ میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی کروں گا یا رسول اللہ! چنانچہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ اور اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے ”رابع“ کا لفظ نقل کیا

۱۳- باب استغذاب الماء

۵۶۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبَّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءٌ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنْ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءٌ. وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُوا بِرُهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعَّهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ أَوْ رَابِعٌ)) شَكَ عَبْدُ اللَّهِ ((وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)) فَقَالُوا أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى رَابِعٌ.

[راجع: ۱۴۶۱]

ہے۔

تشریح بیرحاء کے میٹھے پانی والے باغ میں پانی پینے کے لیے آنحضرت ﷺ کا تشریف لے جانا یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے بیرجی یا بیرحاء یہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ کا نام تھا۔ (لغات الحدیث، کتاب، ص: ۴۲) میٹھا پانی اللہ کی بڑی بھاری نعمت ہے۔ جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة الم اصح جسمك وارويك من الماء البارد یعنی قیامت کے روز اللہ پہلے ہی حساب میں فرمائے گا کہ اے بندے! کیا میں نے تجھ کو تندرستی نہیں دی تھی اور کیا میں نے تجھے ٹھنڈے میٹھے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحیٰ: ۱۱) کی تعمیل میں یہ نوٹ لکھا گیا واللہ علیم بذات الصدور) الحمد للہ خادم نے اپنے کھیتوں واقع موضع رہوہ میں دو کنوئیں تعمیر کرائے ہیں جس میں بہترین میٹھا پانی ہے۔ پہلا کنواں حضرت ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کوٹہ رجستان کا تعمیر کردہ ہے جس کا پانی بہت ہی میٹھا ہے جزاء اللہ خیر الجزا فی الدارين (خادم راز غفی عنہ)

۱۴- باب شَرَبِ اللَّبَنِ باب دودھ میں پانی ملانا (بشرطیکہ دھو کے سے بیچانہ جائے)

جائز ہے

بِالْمَاءِ

(۵۶۱۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پیتے دیکھا اور آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تھے (بیان کیا کہ) میں نے بکری کا دودھ نکالا اور اس میں کنوئیں کا تازہ پانی ملا کر (آنحضور ﷺ کو) پیش کیا آپ نے پیالہ لے کر پیا۔ آپ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا آپ نے اپنا باقی دودھ اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ پہلے دائیں طرف سے ہاں دائیں طرف والے کا حق ہے۔

۵۶۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشَبْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْبَنَرِ فَتَنَاولَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضَلَّهُ ثُمَّ قَالَ : ((الْأَيْمَنُ فَلَا يَمَنُ)). (راجع: ۲۳۵۲)

معلوم ہوا کہ کھانا کھاتے اور شربت یا دودھ پلاتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اگرچہ بائیں جانب بڑے بزرگ ہی کیوں نہ ہوں۔

(۵۶۱۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نے، کہا ہم سے فلح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان سے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے یہاں اسی رات کا باسی پانی کسی مشکیزے میں رکھا ہوا ہو (تو

۵۶۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ

ہمیں پلاؤ) ورنہ ہم منہ لگا کے پانی پی لیں گے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ صاحب (جن کے یہاں آپ تشریف لے گئے تھے) اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ بیان کیا کہ ان صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس رات کا باسی پانی موجود ہے، آپ چھپر میں تشریف لے چلیں۔ بیان کیا کہ پھر وہ ان دونوں حضرات کو ساتھ لے کر گئے پھر انہوں نے ایک پیالہ میں پانی لیا اور اپنی ایک دودھ دینے والی بکری، اس میں دودھ نکالا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے اسے پیا، اس کے بعد آپ کے رفیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا۔

باب کسی میٹھی چیز کا شربت اور شہد کا شربت بنانا جائز ہے اور زہری نے کہا اگر پیاس کی شدت ہو اور پانی نہ ملے تو بھی انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں کیونکہ وہ نجاست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ لانے والی چیزوں کے بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حرام چیزوں میں شفا نہیں رکھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ اسلام لانے والوں میں چھٹا نمبر ان کا ہے۔ بعمر کچھ اوپر ساٹھ سال سنہ ۳۲ھ مدینہ میں وفات پائی اور بقیع غرقہ میں دفن ہوئے۔

(۵۶۱۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ شیرینی اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنَةِ وَالْأَكْرَعَا). قَالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، عِنْدِي مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقُ إِلَى الْغَرِيضِ قَالَ: فَانْطَلِقْ بِهِمَا فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ: فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ. [طرفہ فی : ۵۶۲۱].

۱۵- باب شَرَابِ الْحَلَوَاءِ وَالْعَسَلِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يُحَلُّ شَرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةِ تَنَزُّلٍ، لِأَنَّهُ رَجَسٌ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَحِلُّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ﴾ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي السُّكَّرِ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

تَشْرِيحٌ

۵۶۱۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْحَلَوَاءُ وَالْعَسَلُ.

[راجع: ۴۹۱۲]

وفيه جواز اكل لذيق الطيبات من الرزق وان ذالك لا ينافي الزهد والمراقبة لاسيما ان حصل اتفاقاً (فتح الباری یعنی اس حدیث میں جواز ہے لذیذ اور طیبات رزق کھانے کے لیے اور یہ زہد اور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے خاص کر جبکہ اللہ ﷻ طور پر حاصل ہو جائے۔

تَشْرِيحٌ

۱۶- باب الشَّرْبِ قَائِمًا

باب کھڑے کھڑے پانی پینا (۵۶۱۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن میسرہ نے، ان سے نزال نے بیان کیا کہ وہ حضرت

۵۶۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مِيسَرَةَ عَنْ النَّزَالِ

علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مسجد کوفہ کے صحن میں حاضر ہوئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اس وقت کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے۔

(۵۶۱۶) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن میسرہ نے بیان کیا، انہوں نے نزال بن سبرہ سے سنا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھ گئے۔ اس عرصہ میں عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے پانی پیا اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، ان کے سر اور پاؤں (کے دھونے کا بھی) ذکر کیا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر وضو کا پچا ہوا پانی پیا، اس کے بعد کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو برا سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے یونہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا۔ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

جمہور علماء کے نزدیک اس میں کوئی قباحت نہیں ہے جیسے کھڑے کھڑے پیشاب کرنے میں جبکہ کوئی عذر بیٹھنے سے مانع ہو۔ بروایت مسلم آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پانی پینے پر جھڑکا۔ جمہور کہتے ہیں یہ نئی تزیی ہے اور بیٹھ کر پانی پینا بہتر ہے۔ جو لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ جانتے ہیں وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ وضو سے پچا ہوا پانی اور اسی طرح زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ وفی حدیث علی من الفوائد ان علی العالم اذا رای الناس اجتنبوا شینا وهو یعلم جوازه ان یوضح لهم وجه الصواب فیہ خشية ان یطول الامر لیظن تحریمه الخ، یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے یہ فائدہ ظاہر ہوا کہ کوئی عالم جب دیکھے کہ لوگ ایک جائز چیز کے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں تو ان کے ظن فاسد کے مٹانے کو اس چیز کے کھانے کے جواز کو واضح کر دے ورنہ ایک دن عوام اسے بالکل ہی حرام سمجھنے لگ جائیں گے۔

(۵۶۱۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عاصم احوال نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

آداب زمزم سے ہے کہ کعبہ رخ کھڑے ہو کر اسے پیا جائے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ دعا پڑھی جائے اللھم انی

قَالَ أَنَّى عَلَيَّ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى بَابِ الرَّحْبَةِ بِمَاءٍ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدَهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَّ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ. [طرفہ فی: ۵۶۱۶].

۵۶۱۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَاجِجِ النَّاسِ فِي رَحْبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، ثُمَّ أَتَى بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرَجَلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَصَلَّاهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. [راجع: ۵۶۱۵]

۵۶۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ. [راجع: ۱۶۳۷]

۱۷- باب مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ

عَلَى بَعِيرِهِ

۵۶۱۸- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ غَشِيَةً عَرَفَةَ، فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَشَرِبَهُ. زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلَى بَعِيرِهِ. [راجع: ۱۶۵۸]

تَشْرِيحُ

باب جس نے اونٹ پر بیٹھ کر (پانی یا دودھ) پیا (۵۶۱۸) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوالنضر نے خبر دی، انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عمیر نے اور انہیں ام الفضل بنت حارث نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا میدان عرفات میں۔ وہ عرفہ کے دن کی شام کا وقت تھا اور آنحضرت ﷺ (اپنی سواری پر) سوار تھے، آپ نے اپنے ہاتھ میں وہ پیالہ لیا اور اسے پی لیا۔ مالک نے ابوالنضر سے اپنے اونٹ پر کے الفاظ زیادہ کئے۔

بعضوں نے حضرت امام بخاری پر یہاں یہ اعتراض کیا ہے کہ اونٹ پر تو آدمی بیٹھا ہوتا ہے نہ کہ کھڑا، پھر اس باب کے لائن سے یہ کہاں نکلا کہ پانی کھڑے کھڑے پینا درست ہے مگر یہ اعتراض لغو ہے۔ حضرت امام بخاری کی غرض اس باب کے لائن سے یہ ہے کہ اونٹ پر سوار رہ کر کھانا پینا درست ہے اور یہ ایک الگ مطلب ہے اور یہ باب اس لیے لائن کے اونٹ پر سوار ہونا کھڑے رہنے سے بھی زیادہ ہے کہ شاید کوئی خیال کرے کہ سوار رہ کر بھی کھانا پینا مکروہ ہو گا۔

۱۸- باب الْأَيْمَنُ فَلَا يُمْنُ فِي

الشُّرْبِ

۵۶۱۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَلَغَ قَدْ شِيبَ بَمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَغْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أُغْطِيَ الْأَغْرَابِيُّ وَقَالَ: ((الْأَيْمَنُ الْأَيْمَنُ)). [راجع: ۲۳۵۲]

۱۹- باب هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ

عَنْ يَمِينِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ

الْأَكْبَرُ؟

۵۶۲۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلٍ

باب پینے میں تقسیم کا دور داہنی طرف پس داہنی طرف سے

شروع ہو

(۵۶۱۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا آنحضرت ﷺ کے داہنی طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت ﷺ نے پی کر باقی دیہاتی کو دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف سے پس دائیں طرف سے۔

باب اگر آدمی داہنی طرف والے سے اجازت

لے کر پہلے بائیں طرف والے کو دے

جو عمر میں بڑا ہو

(۵۶۲۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو حازم بن دینار نے اور ان سے حضرت

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا آنحضرت ﷺ نے اس میں سے پیا، آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے بیٹھے ہوئے) تھے۔ آنحضرت ﷺ نے بچے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان (شیوخ) کو (پہلے) دے دوں۔ لڑکے نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! آپ کے جھوٹے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

لفظ تلہ ثلاثا ہے کہ آپ نے وہ پیالہ بادل ناخواستہ اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا، آپ کی خواہش تھی کہ وہ اپنے بچوں کے لیے ایثار کرے مگر اس نے ایسا نہیں کیا تو آنحضرت ﷺ نے پیالہ اس کے حوالے کر دیا۔

باب حوض سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے

(۵۶۲۱) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے فلح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے رفیق نے انیس سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ بڑی گرمی کا وقت ہے وہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا پانی ہے (تو وہ پلا دو) ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیں گے (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) وہ صاحب اس وقت بھی باغ میں پانی دے رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا باسی پانی ہے پھر وہ چھپر میں گئے اور ایک پیالے میں باسی پانی لیا پھر اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا دودھ اس میں نکالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیا پھر وہ دوبارہ لائے اور اس مرتبہ آنحضرت ﷺ کے رفیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیا۔

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاحُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((أَتَأْذُنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ الْغُلَامُ: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَوْثِرُ بِنَصِيبي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ. [راجع: ۲۳۵۱]

۲۰- باب الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

۵۶۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَاحِبُهُ فَوَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ، وَهُوَ يُحَوِّلُ فِي حَائِطٍ لَهُ يَغْنِي الْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنْةٍ)). وَإِلَّا كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنْةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرْشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ.

تَشْرِیْحُ حدیث میں حوض کا ذکر نہیں ہے مگر دستور یہ ہے کہ باغ میں جب پانی کنویں سے نکالا جائے تو ایک حوض میں جمع ہو کر آگے درختوں میں جاتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہو گا کیونکہ وہ باغ والا اپنے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔

باب ۲۱- باب خِدْمَةِ الصَّغَارِ الْكِبَارِ

۵۶۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُغْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ قَانِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخُ، فَقِيلَ حُرْمَتِ الْخَمْرِ، فَقَالَ : أَكْفَيْنَهَا، فَكَفَّانَا، قُلْتُ لِأَنَسٍ : مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ : رُطَبٌ وَبُسْرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَنَسٍ : وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ. فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ : كَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ.

”ان کی ان دنوں یہی (فضیخ) ان کی شراب تھی۔“

[راجع : ۲۶۶۴]

تَشْرِیْحُ جو کچی اور پکی کھجوروں سے بنائی جاتی تھی۔ چھوٹوں کا فرض ہے کہ ہر ممکن خدمت میں کوتاہی نہ کریں، بڑوں بوڑھوں کی خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کریں، یہ عین سعادت مندی ہوگی۔ ہر کہ خدمت می کند مخدوم شد۔

باب ۲۲- باب تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ

۵۶۲۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي غَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكَفُّوا صَبِيَّانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مَغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرْبَكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ،

۵۶۲۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی جب ابتدا ہو یا (آپ نے فرمایا) جب شام ہو تو اپنے بچوں کو روک لو (اور گھر سے باہر نہ نکلے دو) کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کر لو اور اس وقت اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لے کر اپنے متکبران کا منہ باندھ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھک

وَحَمَرُوا آيَتَكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفَنُوا (سُونے سے پہلے) بجھادیا کرو۔

مَصَابِيحُكُمْ))۔ [راجع: ۳۲۸۰]

سوتے وقت چراغ بجھا دیئے کا فائدہ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ چوباقی منہ میں دبا کر کھینچ لے جاتا ہے اکثر گھروں میں آگ لگ جاتی ہے لہذا ہر حال میں ضروری ہے کہ سوتے وقت چراغ بجھا دیئے جائیں روشنی گل کر دی جائے۔

۵۶۲۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَطْفَنُوا الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَغَلَقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوَكُوا الْأَسْقِيَةَ وَحَمَرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ، وَأَخْسَيْتُمْ، قَالَ: وَلَوْ بَعُودَ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ)).

(۵۶۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو، دروازے بند کر دو، مشکوں کے منہ باندھ دو اور کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا خواہ لکڑی ہی کے ذریعہ سے ڈھک سکو جو اس کی چوڑائی میں بسم اللہ کہہ کر رکھ دی جائے۔

[راجع: ۳۲۸۰]

لفظ عمروا ڈھانکنے کے معنی میں ہے کہ کھانے پینے کے برتنوں کا ڈھانکنا کسی قدر ضروری ہے۔ دروازے کو بند کرنے کی تاکید بھی ہے۔

۲۳- باب اختِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ باب مشک میں منہ لگا کر پانی پینا درست نہیں ہے

لَشَيْخٍ اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ اگر کوئی مشک کا منہ نہ موڑے بلکہ یوں ہی اس کا منہ کھول کر پانی پینے لگے تو بھی منع ہے اور پچھلے باب میں اس کی صراحت نہ تھی بلکہ اس میں مشک کا منہ موڑ کر پانی پینے کا ذکر تھا۔

۵۶۲۵- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ، يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

(۵۶۲۵) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذنب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشکوں میں اختنات سے منع فرمایا یعنی مشک کا منہ کھول کر اس میں منہ لگا کر پانی پینے سے روکا۔

[أطرافه في: ۵۶۲۶]

۵۶۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ. قَالَ عَبْدُ

(۵۶۲۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے مشکوں میں (اختنات) سے منع فرمایا ہے۔ عبد اللہ نے بیان

اللہ: قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ هُوَ الشَّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا. [راجع: ۵۶۲۵]

کیا کہ معمر نے بیان کیا یا ان کے غیر نے کہ ”احتناث“ مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کو کہتے ہیں۔

وقد جزم الخطابی ان تفسیر الاحتناث من كلام الزهري. یعنی بقول خطابی لفظ احتناث کی تفسیر زہری کا کلام ہے۔ مسند ابوبکر
لشیخ بن ابی شیبہ میں ہے کہ ایک شخص نے مشک سے منہ لگا کر پانی پیا اس کے پیٹ میں مشک سے ایک چھوٹا سا پ داخل ہو گیا، اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس عمل سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ جن روایتوں سے جواز ثابت ہوتا ہے ان کو اس واقعہ نے منسوخ قرار دے دیا ہے۔ (فتح الباری) یہ تشریح گزشتہ حدیث سے متعلق ہے۔

باب مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا

(۵۶۲۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے کہا، تمہیں میں چند چھوٹی چھوٹی باتیں نہ بتا دوں جنہیں ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تھی اور (اس سے بھی آپ نے منع فرمایا تھا کہ) کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھوئی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔

۲۴- باب الشَّرْبِ مِنْ فَمِ السَّقَاءِ

۵۶۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ الْأَخْبَرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قَصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ؟ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فَمِ الْفَرْتَةِ، أَوْ السَّقَاءِ. وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ.

[راجع: ۲۴۶۳]

لشیخ ہمارے زمانے میں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی لڑ جھگڑ کر عدالت تک نوبت لے جاتے اور دنیا و دین برباد کرتے ہیں۔

(۵۶۲۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم کو ایوب نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت فرمادی تھی۔

۵۶۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ. [راجع: ۲۴۶۳]

(۵۶۲۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا تھا۔

۵۶۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ

لشیخ مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا خطرناک کام ہے ممکن ہے کہ مشک سے اتنا پانی بلا قصد پیٹ میں چلا جائے کہ جان کے لالے پڑ جائیں لہذا چراکارے کند عاقل کہ بعد آید پشیمانی۔ صراحہ کا بھی یہی حکم ہے۔

باب برتن میں سانس نہیں

۲۵- باب النهي عَنِ التَّنَفُّسِ فِي

لینا چاہیے

(۵۶۳۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عبد اللہ بن ابی قتادہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص پانی پئے تو (پینے کے) برتن میں (پانی) پیتے ہوئے سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو دھنسنے ہاتھ کو ذکر پر نہ پھیرے اور جب استنجا کرے تو دھنسنے ہاتھ سے نہ کرے۔

الإناء

۵۶۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِينِهِ)).

[راجع: ۱۵۳]

ان خدمات کے لیے اللہ نے بایاں ہاتھ بنایا ہے اور سیدھا ہاتھ کھانے پینے اور جملہ ضروری کاموں کے لیے ہے، اس لیے ہر ہاتھ سے اس کی حیثیت کا کام لینا چاہیے برتن میں سانس لینا طب کی رو سے بھی ناجائز ہے۔ اس طرح معدہ کے بخارات اس میں داخل ہو سکتے ہیں (فتح الباری)

باب پانی دو یا تین سانس میں پینا چاہیے

(۵۶۳۱) ہم سے ابو عاصم اور ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عروہ بن ثابت نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے شامہ بن عبد اللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین سانسوں میں پانی پیتے تھے اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔

۲۶- باب الشُّرْبِ بِنَفْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ ۵۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَبُو نُعَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ کے پاس پانی کا پيالہ آتا تو پہلے آپ بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع فرماتے، درمیان میں تین سانس لیتے آخر میں الحمد للہ پڑھتے اور فرمایا کہ پینے کے ابتدا میں بسم اللہ پڑھو آخر میں الحمد للہ کو (فتح الباری)

باب سونے کے برتن میں کھانا اور پینا حرام ہے

(۵۶۳۲) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکیم بن ابی لیلیٰ نے، انہوں نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک دیہاتی نے ان کو چاندی کے برتن میں پانی لا کر دیا، انہوں نے برتن کو اس پر پھینک مارا پھر کہا میں نے برتن صرف اس وجہ سے پھینکا ہے کہ اس شخص کو میں اس سے منع کر چکا تھا لیکن یہ باز نہ آیا اور رسول کریم ﷺ نے ہمیں ریشم و دبا کے پہننے سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے

۲۷- باب الشُّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ ۵۶۳۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ حَذِيفَةُ بِالْمَدَائِنِ، فَاسْتَسْقَى، فَاتَاهُ دِهْقَانٌ بِقَدَحٍ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَزِمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهُ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَّاجِ وَالشُّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: ((هُنَّ لَهُمْ

فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)).
[راجع: ۵۴۲۶]

پینے سے منع کیا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ چیزیں ان کفار کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہیں آخرت میں ملیں گی۔

تشیخ چاندی سونے کے برتنوں میں مسلمانوں کو کھانا پینا قطعاً حرام ہے مگر اکثر ہوا پر دوڑنے لگے جو ایسے محرمات کا فخریہ استعمال کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے کاموں کا انجام برا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد آخرت میں یہ دولت دوزخ کا انگار بن کر سامنے آئے گی۔ لہذا فی الفور ایسے سرمایہ داروں کو ایسی حرکتوں سے باز رہنا ضروری ہے۔ روایت میں شہرہائے کاذبہ جو دجلہ کے کنارے بغداد سے سات فرسخ کی دوری پر آباد تھا۔ ایران کے بادشاہوں کی راجدھانی کا شہر تھا اور اس جگہ ایوان کسریٰ کی مشہور عمارت تھی اسے خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ لفظ دھقان دال کے کسر اور ضمہ دونوں طرح سے ہے۔ ایران میں یہ لفظ سردار قریہ کے لیے مستعمل ہوتا تھا بعد میں بطور محاورہ دیہاتیوں پر بولا جانے لگا۔

۲۸- باب آئینۃ الفِطْصَةِ باب چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے

(۵۶۳۳) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ سونے اور چاندی کے پیالہ میں نہ پیا کرو اور نہ ریشم و دیا پہنا کرو کیونکہ یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔

۵۶۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ حَذِيفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِطْصَةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَالذِّيَابَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). [راجع: ۵۴۲۶]

معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار سونے اور چاندی کے برتنوں کو بڑے فخر اور تکبر کے انداز میں مالداروں کے سامنے اس میں کھانے پینے کی چیزیں پیش کرتے ہیں اس لیے مسلمانوں کو بچنے کا حکم دیا گیا۔

(۵۶۳۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے زید بن عبد اللہ بن عمر نے، ان سے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

۵۶۳۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءٍ الْفِطْصَةِ إِنَّمَا يُجْزَجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)).

تشیخ لفظ یجر جر کا مصدر جر جرہ ہے جو اونٹ کی آواز پر بولا جاتا ہے۔ جب اونٹ صحان میں چلاتا ہے پس معلوم ہوا کہ چاندی کے برتن میں پانی پینے والے کے پیٹ میں دوزخ کی آگ اونٹ جیسی آواز پیدا کرے گی۔ اللہم اعلنا منها آمین

۵۶۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ (۵۶۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ

نے بیان کیا، ان سے اشعث بن سلیم نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہم کو منع فرمایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمتکم اللہ کہنے، دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنے، سلام پھیلانے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے کے بعد کفارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں سے، چاندی میں پینے یا (فرمایا) چاندی کے برتن میں پینے سے، میثر (زین یا کجاوہ کے اوپر ریٹم کا گدا) کے استعمال کرنے سے اور قسی (اطراف مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا جس میں ریٹم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے) کے استعمال کرنے سے اور ریٹم ودیا اور استبرق پینے سے منع فرمایا تھا۔

باب کٹوروں میں پینا درست ہے

(۵۶۳۶) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سالم ابی النضر نے، ان سے ام فضل کے غلام عمیر نے اور ان سے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے روزے کے متعلق شبہ کیا تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک کٹورا پیش کیا گیا اور آپ نے اسے نوش فرمایا۔

معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے علاوہ کٹوروں اور پیالوں میں پانی و شربت پینا درست ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کے پیالے اور آپ کے برتن میں پینا

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں نبی کریم ﷺ نے پیا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُؤَيْدٍ بْنِ مَقْرِنٍ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفُضَّةِ وَعَنِ الْمَيَّائِرِ، وَالْقَبَسِيِّ، وَعَنِ لَبْسِ الْحَرِيرِ وَالذِّيْبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

۲۹- باب الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ

۵۶۳۶- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوا فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَبُعِثَ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهُ [راجع: ۱۶۵۸]

۳۰- باب الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ ﷺ

وَأَيُّهُ وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَا أُسْقِيكَ قِي قَدَحِ شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ.

حافظ صاحب فرماتے ہیں ای تبرکا بہ قال ابن المنیر کانہ اراد بهذه الترجمة وضع توهم من يقع فی خیالہ ان اشرب فی قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته تصرف فی ملک الغیر بغیر اذن فبین ان السلف کانوا یفعلون ذالک، لان النبی صلی اللہ

تشیخ

عليه وسلم لا يورث وما تركه فهو صدقة والذي يظهر ان الصدقة المذكورة من جنس الاوقاف المطلقة ينتفع بها من يحتاج اليها وتقر تحت يد من يورثها عليه الخ (فتح الباری)

باب سے مراد یہ ہے کہ تبرک کے لیے آنحضرت ﷺ کے پیالے میں پانی پینا۔ ابن منیر نے کہا کہ حضرت امام بخاری نے یہ باب منعقد کر کے اس وہم کو دفع فرمایا ہے جو بعض لوگوں کے خیال میں واقع ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے پیالے میں آپ کی وفات کے بعد پانی پینا جبکہ آپ کی اجازت بھی حاصل نہیں ہے، یہ غیر کے مال میں تصرف کرنا ہے لہذا ناجائز ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس وہم کا دفعیہ فرمایا ہے اور بیان کیا ہے کہ سلف صالحین آپ کے پیالے میں پانی پیا کرتے تھے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ترکہ کسی کی ملکیت میں نہیں ہے بلکہ وہ سب صدقہ ہے اور ظاہر بات یہ ہے کہ صدقہ مذکورہ سابقہ اوقاف کی قسم سے ہے اس سے ہر ضرورت مند فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ ایک دیندار شخص کی حفاظت میں بطور امانت قائم رہے گا جیسا کہ حضرت سہل اور حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس ایسے پیالے محفوظ تھے اور آپ کا جبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی تحویل میں تھا۔ یہ جملہ تاریخی یادگار ہیں جن کو دیکھنے اور استعمال کر لینے سے آنحضرت ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور خوشی بھی حاصل ہوتی ہے برکت سے یہی مراد ہے ورنہ اصل برکت تو صرف اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے ﴿تبارک الذی بیدہ الملک وهو علی کل شئی قدير﴾ (الملک: ۱)

(۵۶۳۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا پھر آپ نے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میں نے تجھ کو پناہ دی! لوگوں نے بعد میں ان سے پوچھا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کون تھے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے تم سے نکاح کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس پر وہ بولیں کہ پھر تو میں بڑی بد بخت ہوں (کہ آنحضور ﷺ کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے پھر فرمایا سہل! پانی پلاؤ۔ میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے

۵۶۳۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَالَ غَسَّانٌ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ. فَزَلَّكَتْ فِي أَجْمِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكَّسَةٌ رَأْسَهَا، فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ: ((لَقَدْ أَعَذْتُكَ مِنِّي))، فَقَالُوا لَهَا: أَتَذَرِينَ مَنْ هَذَا؟ قَالَتْ: لَا. قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَ لِيَخْطُبَكَ. قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا أَشَقَى مِنْ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: اسْقِنَا يَا سَهْلُ، فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ. فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ

الْقَدَحِ فَشَرَبْنَا مِنْهُ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَوَهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذَلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ. [راجع: ۵۲۶۶]

اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ہبہ کر دیا تھا۔

خود روایت سے ظاہر ہے کہ اس عورت نے لاعلمی میں یہ لفظ کہے جن کو سن کر آنحضرت ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ بعد میں جب اسے علم ہوا تو اس نے اپنی بد بختی پر اظہار افسوس کیا۔ حضرت سہل بن سعد کے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک پیالہ جس سے آپ پیا کرتے تھے محفوظ تھا جملہ فاحرج لنا سہل میں قائل حضرت ابو حازم راوی ہیں جیسا کہ مسلم میں صراحت موجود ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں والی مدینہ تھے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ آپ کے حوالہ کر دیا تھا۔ یہ تاریخی آثار ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے۔

تلك آثارنا تدل علينا فانظروا بعدنا الى الآثار

۵۶۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُذْرِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَخْوَلِ قَالَ: رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَدْ انْصَدَعَ فَسَلَسَلَهُ بِفِصَّةٍ قَالَ: وَهُوَ قَدَحُ جَيْدٍ غَرِيضٍ مِنْ نَضَارٍ قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: إِنَّهُ كَانَ فِيهِ حَلَقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلَقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِصَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ: لَا تُغَيِّرْ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَرَكَهُ. [راجع: ۳۱۰۹]

(۵۶۳۸) ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، ان سے عاصم اخول نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے وہ پھٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے چاندی سے جوڑ دیا۔ پھر حضرت عاصم نے بیان کیا کہ وہ عمدہ چوڑا پیالہ ہے۔ چمکدار لکڑی کا بنا ہوا۔ بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے اس پیالہ سے حضور اکرم ﷺ کو بارہا پلایا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابن سیرین نے کہا کہ اس پیالہ میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا حلقہ جڑوا دیں لیکن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہے اس میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ کر چنانچہ انہوں نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

حضرت عاصم اخول اور حضرت علی بن حسن اور حضرت امام بخاری نے بصرہ میں وہ پیالہ دیکھا ہے اور ان جملہ حضرات نے اس میں پیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو فتح الباری۔

باب متبرک پانی پینا

۳۱- باب شَرِبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

۵۶۳۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ

(۵۶۳۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان

أَبِي الْجَعْفَرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرَ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرَ فَضَلَّةٍ فَجَعَلَ فِي إِبْنَاءِ قَاتِي النَّبِيِّ ﷺ بِهِ فَأَذْخَلَ يَدَهُ فِيهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((حَتَّى عَلَى أَهْلِ الْوُضُوءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ)). فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ. فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرَبُوا. فَجَعَلْتُ لَا أَلُو مَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِي مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ. قُلْتُ لِحَبِيبٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ. تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ. [راجع: ۳۵۷۶]

سے حضرت جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا اور عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے سوا ہمارے پاس اور کوئی پانی نہیں تھا اسے ایک برتن میں رکھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آنحضرت ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں پھر فرمایا آؤ وضو کر لو یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا چنانچہ سب لوگوں نے اس سے وضو کیا اور پیا بھی۔ میں نے اس کی پرواہ کئے بغیر کہ پیٹ میں کتنا پانی جا رہا ہے خوب پانی پیا کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ برکت کا پانی ہے۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگ اس وقت کتنی تعداد میں تھے؟ بتلایا کہ ایک ہزار چار سو۔ اس روایت کی متابعت عمرو نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور حسین اور عمرو بن مرہ نے سالم سے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کی اس وقت تعداد پندرہ سو تھی۔ اس کی متابعت سعید بن مسیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

اس حدیث سے متبرک پانی پینا ثابت ہوا۔ معجزہ نبوی کی برکت سے یہ پانی اس قدر بڑھا کہ پندرہ سو اصحاب کرام کو سیراب کر گیا۔ اور حصین کی روایت کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مغازی میں اور عمرو بن مرہ کی روایت کو مسلم اور امام احمد بن حنبل نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ اس مقام پر صحیح بخاری کے تین رُبع ختم ہو گئے اور آخری چوتھا رُبع باقی رہ گیا ہے۔ یا اللہ! جس طرح تو نے یہ تین رُبع پورے کرائے ہیں اس چوتھے رُبع کو بھی میری قلم سے پورا کر دے تیرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ یا اللہ! میری دعا قبول فرما لے اور جن جن بھائیوں نے تیرے پیارے نبی کے کلام کی خدمت کی ہے ان کو دنیا و آخرت میں بے شمار برکتیں عطا فرما اور ہم سب کو بخش دیجو۔ آمین یا رب العالمین (راز)

۷۵۔ کتاب المرضیٰ

کتاب امراض اور ان کے علاج کے بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱ - باب مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ
وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: ۱۲۳]

باب بیماری کے کفارہ ہونے کا بیان
اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا
جو کوئی برا کرے گا اس کو بدلہ ملے گا۔

تشیخ حضرت امام بخاری نے یہ آیت اس مقام پر لا کر گویا معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں ہر گناہ کے بدلے اگر توبہ نہ کرے تو آخرت کا عذاب لازمی ہے اور اسی آیت سے دلیل لیتے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ بدلہ سے یہ مراد ہو سکتا ہے کہ دنیاوی میں گناہ کے بدلے بیماری، مصیبت یا تکلیف پہنچ جائے گی تو گناہ کا بدلہ ہو گیا۔ اس صورت میں آخرت کا عذاب ہونا لازمی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور عبد بن حمید اور حاکم نے ہند صحیح روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب تو عذاب سے چھٹنے کی کوئی شکل نہ رہی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تیری بخشش کرے کیا تجھ پر بیماری نہیں آتی، تکلیف نہیں آتی، رنج نہیں آتا، مصیبت نہیں آتی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ بس یہی بدلہ ہے۔

(۵۶۴۰) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے (کسی مسلمان کے) ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے۔

۵۶۴۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشُّوْكَةُ يُشَاكُهَا)).

تو وہ بھی اس شخص کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔

(۵۶۴۱-۴۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الملک بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حنبلہ نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کاٹنا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

(۵۶۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے سعد نے، ان سے عبد اللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی برابر کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سیدھا ہی کھڑا رہتا ہے اور آخر ایک جھوکے میں کبھی اکھڑ ہی جاتا ہے۔ اور زکریا نے بیان کیا کہ ہم سے سعد نے بیان کیا، ان سے ابن کعب نے بیان کیا، ان سے ان کے والد ماجد محترم المقام کعب بن جحش نے نبی کریم ﷺ سے یہی بیان کیا۔

(۵۶۴۴) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن قلیح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے بنی عامر بن لوی کے ایک مرد ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

۵۶۴۱، ۵۶۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَنْبَلَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)).

۵۶۴۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيْئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ أَنْجَعُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً)) وَقَالَ زَكَرِيَّا حَدَّثَنِي سَعْدٌ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۴۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَلِيحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَّاتَهَا فَإِذَا اغْتَدَلَتْ تَكَفَّ بِالْبَلَاءِ، وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ)).

(۵۶۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن یسار ابو الحباب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے بیماری کی تکالیف اور دیگر مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ان جملہ احادیث کے لئے کامقصد یہی ہے کہ مسلمان پر طرح طرح کی تکالیف اور تنگدلی آتی ہی رہتی ہیں لیکن وہ مبرک شجرہ کے جھیلتا ہے ناشکری کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتا گو کتنی ہی تکلیف ہو مگر مبرو شکر کو نہیں چھوڑتا، ان سب سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور درجہ بڑھتے رہتے ہیں گویا یہ سب آیت ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ (النساء: ۱۱۰)۔

باب بیماری کی سختی (کوئی چیز نہیں ہے)

(۵۶۳۶) ہم سے قبیسہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو داؤد نے، انہیں مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے (مرض وفات کی تکلیف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کسی میں نہیں دیکھی۔

آپ کو اس قدر شدید بخار تھا کہ چادر مبارک بھی بہت سخت گرم ہو گئی تھی، بار بار غشی طاری ہوتی اور آپ بے ہوش ہو کر ہوش میں ہو جاتے پھر غشی طاری ہو جاتی اور بوقت ہوش زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے اللھم الحقی بالرفیق الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵۶۳۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سويد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کے مرض کے زمانہ میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اس وقت بڑے تیز بخار میں تھے۔ میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ کو بڑا تیز بخار ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ یہ بخار آنحضرت ﷺ کو اس لیے اتنا تیز ہے کہ آپ کا ثواب بھی دو گنا ہے

۵۶۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحَبَابِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)).

۵۶۴۶- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۵۶۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَغَمًا شَدِيدًا وَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَغَمًا شَدِيدًا، قُلْتُ: إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ: ((أَجَلَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ

أَذَى إِلَّا حَاتَّ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)).
 آپ نے فرمایا کہ ہاں جو مسلمان کسی بھی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ [أطرافہ فی : ۵۶۴۸، ۵۶۶۰، ۵۶۶۱]

[۵۶۶۷]

اور نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اللہ پاک مجھ کو اور جملہ قارئین بخاری شریف کو بوقت نزع آسمانی عطا کرے اور خاتمہ بالخیر نصیب ہو۔ یا اللہ میری بھی یہی دعا ہے رب توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین امین اللهم الحقنی بالرفیق الاعلیٰ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

۳- باب أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ
 باب بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے بندگان خدا کی ہوتی رہتی ہے۔

(۵۶۴۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سويد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو شدید بخار تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بہت تیز بخار ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے تما ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں کے دو آدمی کو ہوتا ہے میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ثواب بھی دو گنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے، مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کاٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

۵۶۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تُوعَكُ وَغَكَا شَدِيدًا قَالَ: ((أَجَلُ ابْنِي أُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قُلْتُ: ذَلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، قَالَ: ((أَجَلُ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ وَرَقُهَا)). [راجع: ۵۶۴۷]

باب کا مطلب اس طرح پر نکلا کہ اور پیغمبروں کو آنحضرت ﷺ پر قیاس کیا اور جب پیغمبروں پر بوجہ ازدیاد قرب الہی کے مصائب زیادہ ہوئے تو اولیاء اللہ میں بھی یہی نسبت رہے گی جتنا قرب الہی زیادہ ہو گا تکالیف و مصائب زیادہ آئیں گی حضرت امام بخاری کا یہ قائم کردہ ترجمہ خود ایک حدیث ہے جسے داری نے نکالا ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی هذه الاحادیث بشارة عظيمة لكل مومن لان الادمی لا ینفک غالباً من الم بسبب مرض اوهم وانحو ذالک مما ذکر یعنی ان احادیث میں مومنوں کے لیے بڑی بشارتیں ہیں اس لیے کہ تکالیف و مصائب اور امراض دنیا میں اہل ایمان کو پہنچتے رہتے ہیں مگر اللہ پاک ان سب پر ان کو اجر و ثواب اور درجات عالیہ عطا کرتا ہے۔ راقم الحروف محمد داؤد راز کی زندگی بھی بیشتر آلام و تفرقات میں ہی گزری ہے اور امید قوی ہے کہ ان سب

کا اجر کفارة ذنوب ہو گا و کذا ارجو من رحمة ربی آمین۔

۴- باب وُجُوبِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

۵۶۴۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَغُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَالِيَةَ)). [راجع: ۳۰۴۶]

باب بیمار کی مزاج پرسی کا واجب ہونا

(۵۶۳۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت یعنی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

یہ مسلمانوں کے دوسرے مسلمانوں پر نہایت اہم اور بہت ہی بڑے حقوق ہیں جن کی ادائیگی واجب و لازمی ہے۔

۵۶۵۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ بْنَ مِقْرَنٍ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَتُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالذُّبْيَاجِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَعَنِ الْفَسِي وَالْمَيْتَرَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُوذَ الْمَرِيضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ.

(۵۶۵۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے اشعث بن سلیم نے خبر دی، کہا کہ میں نے معاویہ بن سہید بن مقرن سے سنا، ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات باتوں سے منع فرمایا تھا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی، ریشم، دیا، استبرق (ریشمی کپڑے) پہننے سے اور قسی اور میشرہ (ریشمی کپڑوں کی دیگر جملہ قسمیں پہننے سے منع فرمایا تھا اور آپ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم جنازہ کے پیچھے چلیں، مریض کی مزاج پرسی کریں اور سلام کو پھیلائیں۔

[راجع: ۱۲۳۹]

تفسیر اس روایت میں راوی نے بہت سی باتیں چھوڑ دی ہیں ساتویں بات جو منع ہے وہ چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا مراد ہے۔ مریض کی مزاج پرسی کرنا بہت بڑا کارِ ثواب ہے جیسا کہ مسلم میں ہے۔ ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اس اثنا میں وہ ہمیشہ گویا جنت کے باغوں کی سیر کر رہا اور وہاں میوے کھا رہا ہے۔ ولفنا الله لما يحب ويرضى آمین۔

۵- باب عِيَادَةِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ

۵۶۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: مَرَضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُنِي

باب بے ہوش کی عیادت کرنا

(۵۶۵۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن المنکدر نے، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا تو نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے ان

بزرگوں نے دیکھا کہ مجھ پر بے ہوشی غالب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، اس سے مجھے ہوش ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ آنحضرت ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

یعنی ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّهِ الْخِثَاءُ (۱۱)﴾ یہ آیت اتری جس نے اولاد کے حقوق متعین کر دیے اور کسی کو اس بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی، کوتاہی کرنے والوں کی ذمہ داری خود ان پر ہے۔

باب ریاح رک جانے سے جسے مرگی کا عارضہ ہو اس کی

۶- باب فَضْلٍ مَنْ يُصْرَعُ

فضیلت کا بیان

مِنْ الرِّيحِ

حافظ صاحب فرماتے ہیں احباس الریح قد یكون سببا للصرع وهی علة تمنع الاعضاء الرئيسه من الانفعالها منعا غیر تام یعنی مرگی کبھی ریاح کے رک جانے سے ہوتی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے کہ اعضاء رئیسہ کو ان کے کام سے بالکل روک دیتی ہے، اسی لیے اس میں آدمی اکثر بے ہوش ہو جاتا ہے بعض دفعہ دماغ میں ردی بخارات چڑھ کر اسے متاثر کر دیتے ہیں کبھی یہ بیماری جنت اور نفوس خبیثہ کے عمل سے ہی وجود میں آجاتی ہے۔ (فتح الباری)

(۵۶۵۲) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمران ابو بکر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں، کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

۵۶۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ بَلَى! قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السُّودَاءُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أَصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِكَ)) فَقَالَتْ: أَصْبِرْ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا.

بزار کی روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی میں شیطان خبیث سے ڈرتی ہوں کہیں مجھ کو ننگ نہ کرے۔ آپ نے

فرمایا کہ تجھ کو یہ ڈر ہو تو کعبے کے پردے کو آن کر پکڑ لیا کر۔ وہ جب ڈرتی تو کعبے کے پردے سے لٹک جاتی مگر یہ لاعلاج رہی۔ امام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جب پچیس سال کی عمر میں مرگی کا عارضہ ہو تو وہ لاعلاج ہو جاتی ہے۔ مولانا عبدالحی مرحوم فرنگی محلی جو مشہور عالم ہیں بعارضہ مرگی ۳۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ (وحیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں وفيه دليل على جواز ترك التدوين وفيه ان علاج الامراض كلها بالدعاء والاتجاء الى الله وانصح ومن العلاج بالعقاقير وان تأثير ذلك وانفعال البدن عنه اعظم من تأثير الادوية البدنية الخافرة (فتح الباری) یعنی اس حدیث میں اس امر پر بھی دلیل ہے کہ دواؤں سے علاج ترک کر دینا بھی جائز ہے اور یہ کہ تمام بیماریوں کا علاج دعاؤں سے اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ادویات سے زیادہ نفع بخش علاج ہے اور بدن ادویات سے زیادہ دعاؤں کا اثر قبول کرتا ہے اور اس میں شک و شبہ کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اس لیے دعائیں مومن کا آخری ہتھیار ہیں۔ یا اللہ! بصمیم قلب دعا ہے کہ مجھ کو جملہ امراض قلبی و قلابی سے شفاء کاملہ عطا فرما آمین ثم آمین۔

ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، کہا ہم کو خالد بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ام زفر رضی اللہ عنہا ان لمبی اور سیاہ خاتون کو کعبہ کے پردہ پر دیکھا۔ (حدیث بلائیں اس کا ذکر ہے)

باب اس کا ثواب جس کی بینائی جاتی رہے

(۵۶۵۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن عبد اللہ بن ہاد نے بیان کیا، ان سے مطلب بن عبد اللہ بن جذب کے غلام عمرو نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں اپنے کسی بندہ کو اس کے دو محبوب اعضاء (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں (یعنی نابینا کر دیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔

باب عورتیں مردوں کی بیماری میں پوچھنے کے لیے جاسکتی

ہیں۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا مسجد والوں میں سے ایک انصاری کی عیادت کو آئی تھیں۔

یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جو مسجد نبوی میں اپنے خاوند کی مزاج پر سی کے لیے حاضر ہوئی تھیں۔ یہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا کے نام سے موسوم تھیں۔ باپ کا نام ابو جرد و قبیلہ اسلم سے ہیں بیوی علقمہ قبیح بنت عامر فاضلہ خاتون تھیں۔ ان کا انتقال حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دو سال پہلے ملک شام میں بعد خلافت عثمان رضی اللہ عنہ ہو گیا تھا۔

۷- باب فَضِّلَ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

۵۶۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: ((إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِخَبَيْثَتِهِ فَصَبَرَ عَوَضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) يُرِيدُ عَيْنَيْهِ. تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظَلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۸- باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرَّجَالِ

وَعَادَتِ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ

۵۶۵۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَعَلَكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبِّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَذْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتُ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ حَزَّ وَجَلِيلٌ وَهَلْ أَرَدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجْنَةٍ وَهَلْ تَبَذَرَنْ لِي شَامَةً وَطُفِيلٌ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللَّهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَذْهَبِهَا وَصَاعِيهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)). [راجع: ۱۸۸۹]

تشیخ

(۵۶۵۳) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس (عیادت کے لیے) گئی اور پوچھا، محترم والد بزرگوار آپ کا مزاج کیسا ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ بیان کیا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ”ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے تسے سے بھی زیادہ قریب ہے۔“ اور بلال رضی اللہ عنہ کو جب افاتہ ہوتا تو یہ شعر پڑھتے تھے ”کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں پھر ایک رات وادی میں گزار سکوں گا اور میرے چاروں طرف ازخراور جلیل (مکہ مکرمہ کی گھاس) کے جنگل ہوں گے اور کیا میں کبھی مجنہ (مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک بازار) کے پانی پر اتروں گا اور کیا پھر کبھی شامہ اور طفیل (مکہ کے قریب دو پہاڑوں) کو میں اپنے سامنے دیکھ سکوں گا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس کی اطلاع دی آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی محبت بھی اتنی ہی بن کر دے جتنی مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے موافق کر دے اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما، اللہ اس کا بخار کیس اور جگہ منتقل کر دے اسے مقام جحفہ میں بھیج دے۔

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مشہور بزرگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ اسلام قبول کرنے پر ان کو اہل مکہ نے بے حد دکھ دیا۔ امیہ بن خلف ان کا آقا بہت ہی زیادہ ستاتا تھا اللہ کی شان یہی امیہ ملعون جنگ بدر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخری زمانہ میں ملک شام میں مقیم ہو گئے تھے اور ۶۳ سال کی عمر میں سنہ ۴۰ھ میں دمشق یا حلب میں انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہ وارضلہ۔

۹- باب عِيَادَةِ الصَّيِّبَانِ

باب بچوں کی عیادت بھی جائز ہے

(۵۶۵۵) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عاصم نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابو عثمان سے سنا

۵۶۵۵- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ:

اور انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو کھلوا بھیجا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ہمارا خیال ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے کہ میری بچی بستر مرگ پر پڑی ہے اس لیے آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کھلوا یا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو چاہے دے اور جو چاہے لے لے ہر چیز اس کے یہاں متعین و معلوم ہے۔ اس لیے اللہ سے اس مصیبت پر اجر کی امیدوار رہو اور ممبر کرو۔ صاحبزادی نے پھر دوبارہ قسم دے کر ایک آدمی بلانے کو بھیجا۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر بچی آنحضرت ﷺ کی گود میں اٹھا کر رکھی گئی اور وہ جاکنی کے عالم میں پریشان تھی۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو خود بھی رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔

حدیث اس باب میں مطابقت ظاہر ہے آنحضرت ﷺ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بچی کی عیادت کو تشریف لے گئے جو جاکنی کے عالم میں تھی جسے دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان کو آپ نے رحم سے تعبیر فرمایا۔

باب گاؤں میں رہنے والوں کی عیادت کے لیے جانا

(۵۶۵۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دیہاتی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کسی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو مریض سے فرماتے کوئی فکر کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے لیکن اس دیہاتی نے آپ کے ان مبارک کلمات کے جواب میں کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ پاک کرنے والا ہے ہرگز

سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأُمِّيُّ بْنُ كَعْبٍ نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حَضِرَتْ فَأَشْهَدُنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَحْسِبِ وَلْتَصْبِرِ)) فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا فَرَفَعَ الصَّبِيَّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقْفَعُ فَقَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((هَذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءُ)).

[راجع: ۱۲۸۴]

نَسِجٌ

۱۰- باب عِيَادَةِ الْأَعْرَابِ

۵۶۵۶- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَهُ: ((لَا بَأْسَ طَهُورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى)). قَالَ قُلْتُ: طَهُورًا كَلَّا نَلَّ هِيَ حُمَى تَفُورُ - أَوْ تَنُورُ - عَلَى

شیخ کبیر تَرْبُوهُ الْقُبُورُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ (فَنَعَمْ إِذَا)۔ [راجع: ۳۶۱۸]

نہیں بلکہ یہ بخار ایک بوڑھے پر غالب آگیا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کے رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا ہی ہو گا۔

بوڑھے کے منہ سے بجائے کلمات شکر کے ناشکری کا لفظ نکلا تو آپ نے بھی ایسا ہی فرمایا اور جو آپ نے فرمایا وہی ہوا۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کی خوش اخلاقی دیکھئے کہ آپ ایک دیہاتی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی پاکیزہ دعاؤں سے اسے نوازا۔ سچ ہے انک اعلیٰ خلق عظیم۔

باب مشرک کی عیادت بھی جائز ہے

۱۱- باب عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

(۵۶۵۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ، کہ ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوا تو حضور اکرم ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام قبول کر لے چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اپنے والد سے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔

۵۶۵۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ ((أَسْلِمَ)) فَأَسْلَمَ. وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا حَضَرَ أَبُو طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجع: ۱۳۵۶]

دوسری روایت میں یوں ہے کہ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کہا کہ بیٹا ابوالقاسم ﷺ جو فرما رہے ہیں وہ مان لے چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے حضرت امام بخاری نے اس باب میں ان احادیث کو لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اپنے نوکروں اور غلاموں تک کی اگر وہ بیمار ہوں عیادت کرنا سنت ہے۔

باب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے گیا اور وہیں

۱۲- باب إِذَا عَادَ مَرِيضًا

نماز کا وقت ہو گیا تو وہیں لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا

فَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً

کرے

(۵۶۵۸) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ صحابہ نبی کریم ﷺ کی آپ کے ایک مرض کے دوران مزاج پرسی کرنے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن صحابہ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

۵۶۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُودُونَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوا يَصَلُّونَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : ((إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ إِيذًا رَكَعَ فَرَكَعُوا

امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تو تم (مقتدی) بھی سر اٹھاؤ اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ مطابق قول حضرت حمیدی یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے آخر (مرض الوفا) میں نماز بیٹھ کر پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر اقتدا کر رہے تھے۔

[راجع: ۶۸۸] آنحضرت ﷺ کی مزاج پرسی کے لیے بہت صحابہ حاضر ہو گئے اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا، اس لیے آپ نے بحالت مرض ہی ان کو باجماعت نماز پڑھائی اور امام کی اقتدا کے تحت بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا جیسا کہ خود امام بخاری نے وضاحت فرمادی ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب مریض کے اوپر ہاتھ رکھنا

(۵۶۵۹) ہم سے کمی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعید بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں عائشہ بنت سعد نے کہ ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! (اگر وفات ہو گئی تو) میں مال چھوڑوں گا اور میرے پاس سوا ایک لڑکی کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں اور ایک تہائی چھوڑ دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا پھر آدھے کی وصیت کر دوں اور آدھا (اپنی بچی کے لیے) چھوڑ دوں فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ ایک تہائی کی وصیت کر دوں اور باقی دو تہائی لڑکی کے لیے چھوڑ دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اور میرے چہرے اور پیٹ پر آپ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل کر۔ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر کے حصہ پر میں اب تک پارہا ہوں۔

وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْحَمِيدِيُّ: هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلَّى صَلَّى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا.

[راجع: ۶۸۸] آنحضرت ﷺ کی مزاج پرسی کے لیے بہت صحابہ حاضر ہو گئے اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا، اس لیے آپ نے بحالت مرض ہی ان کو باجماعت نماز پڑھائی اور امام کی اقتدا کے تحت بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا جیسا کہ خود امام بخاری نے وضاحت فرمادی ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۱۳- باب وضع اليد على المريض
۵۶۵۹- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْجُعْفِيُّ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شَدِيدًا فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أَتْرُكُ مَالًا وَإِنِّي لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا بَنَاتًا وَاحِدَةً فَأَوْصِي بِثُلُثِي مَالِي وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ: ((لَا))، فَقُلْتُ فَأَوْصِي بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ، قَالَ: ((لَا))، قُلْتُ فَأَوْصِي بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَنْبَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَبَطْنِي ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَنْعِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ)) فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى كَبِدِي فِيمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

[تشیخ] حضرت سعد بن ابی وقاص قریبی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک رہے،

بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے قبولیت دعا کی دعا کی تھی۔ اس کی برکت سے ان کی دعا قبول ہوتی تھی۔ یہی ہیں جن کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا تھا (ارم یاسعد فداک ابی وامی) سنہ ۵۵ھ میں مقام عقیق میں وفات پائی۔ ستر سال کی عمر تھی مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینے کے قبرستان بقیع الغرقہ میں دفن ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاه آئین۔

(۵۶۶۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے حارث بن سوید نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار آیا ہوا تھا میں نے اپنے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کا جسم چھوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے تم میں کے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لیے ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی مسلمان کو مرض کی تکلیف یا کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔

۵۶۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّيْمِيِّ عَنْ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تُوعَكُ وَغَمًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَجَلُ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) فَقُلْتُ ذَلِكَ إِنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَجَلُ))، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)).

[راجع: ۵۶۴۷]

معلوم ہوا کہ مصیبت پہنچنے سے بیماریوں میں مبتلا ہونے سے اور آفتوں کے آنے سے انسان کے گناہ دور ہوتے ہیں اگر انسان مبرور شکر کے ساتھ ساری تکالیف سہ لیتا ہے۔

باب عیادت کے وقت مریض سے کیا کہا جائے اور مریض

کیا جواب دے

(۵۶۶۱) ہم سے قیسہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب آپ بیمار تھے حاضر ہوا۔ میں نے آپ کا جسم چھوا، آپ کو تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے یہ اس لیے ہو گا کہ آپ کو دگنا ثواب ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کسی مسلمان کو بھی جب کوئی

۱۴۔ باب مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ، وَمَا

يُجِيبُ

۵۶۶۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّيْمِيِّ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوعَكُ وَغَمًا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَغَمًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ: ((أَجَلُ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ

أَذَى إِلَّا خَاتَتْ خَطَايَاهُ عَنْهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)). [راجع: ٥٦٤٧]

تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے مریض کی ہمت افزائی کے لیے اسے صحت مند ہونے اور رحمت اور بخشش اور ثواب کی بشارت دینا مناسب ہے۔

٥٦٦٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُودُهُ فَقَالَ ﷺ: ((لَبَأْسٌ طُهْرٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَقَالَ: كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ كَيْمَا تُزِيرُهُ الْقُبُورُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَا)). [راجع: ٣٦١٦]

(٥٦٦٢) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ کوئی فکر نہیں اگر اللہ نے چاہا۔ (یہ مرض) گناہوں سے پاک کرنے والا ہو گا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں یہ تو ایسا بخار ہے جو ایک بوڑھے پر غالب آچکا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کر ہی رہے گا، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایسا ہی ہو گا۔

تفسیر | بوڑھے کو رسول کریم ﷺ کی بشارت پر یقین کرنا ضروری تھا مگر اس کی زبان سے برعکس لفظ نکلا آنحضرت ﷺ نے اس کی مایوسی دیکھ کر فرما دیا کہ پھر تیرے خیال کے مطابق ہی ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کی موت آگئی، ناامیدی ہر حال میں کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ناامیدی سے بچائے، آمین۔

١٥- باب عِيَادَةِ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرَدْفًا عَلَى الْجِمَارِ

باب مریض کی عیادت کو سوار ہو کر یا پیدل یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا ہر طرح جائز و درست ہے

٥٦٦٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ عَلَى جِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَذَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ أَسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ عَبْدُ اللَّهِ، وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةُ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ،

(٥٦٦٣) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ گدھے کی پالان پر فندک کی چادر ڈال کر اس پر سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا۔ آنحضرت ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ روانہ ہوئے اور ایک مجلس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ عبد اللہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اس مجلس میں ہر گروہ کے لوگ تھے مسلمان بھی، مشرکین بھی یعنی بت پرست اور یہودی بھی۔ مجلس میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی

گرد جب مجلس تک پہنچی تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی چادر اپنی ناک پر رکھ لی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کیا اور سواری روک کر وہاں اتر گئے پھر آپ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ اس پر عبد اللہ بن ابی نے کہا میں تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اگر حق ہیں تو ہماری مجلس میں انہیں بیان کر کے ہم کو تکلیف نہ پہنچایا کرو، اپنے گھر جاؤ وہاں جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں ضرور تشریف لائیں کیونکہ ہم ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں جھگڑنے بازی ہو گئی اور قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر بیٹھتے لیکن آپ انہیں خاموش کرتے رہے یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا سعد! تم نے سنا نہیں ابو حباب نے کیا کہا۔ آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ! اسے معاف کر دیجئے اور اس سے درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ نعمت عطا فرمادی جو عطا فرمائی تھی (آپ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے) اس بستی کے لوگ اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور اپنا سردار بنالیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا فرمایا ہے ختم کر دیا تو وہ اس پر بگڑ گیا یہ جو کچھ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے۔

اس موقع پر آنحضرت ﷺ گدھے پر سوار ہو کر مذکورہ صورت میں تشریف لے گئے تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ اس میں عبد اللہ بن ابی منافق کا ذکر ضمنی طور پر آیا ہے۔ یہ منافق آپ کے مدینہ آنے سے پہلے اپنی بادشاہی کا خواب دیکھ رہا تھا جو آپ کی تشریف آوری سے غلط ہو گیا، اسی لیے یہ بظاہر مسلمان ہو کر بھی آخر وقت تک اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہا۔

(۵۶۶۴) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے محمد نے جو منکدر کے بیٹے ہیں اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

فَلَمَّا عَشِيَتْ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّائِبَةِ حَمَرُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَنْفَهَ بِرِدَائِهِ قَالَ: لَا تُعْبَرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ زَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَاعْشَيْنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نَحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَنَازَرُونَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ ذَابْتُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ: ((أَيُّ سَعْدٍ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حَبَابٍ)) يُرِيدُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي، قَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَغْطَاكَ اللَّهُ مَا أَغْطَاكَ وَلَقَدْ اجْتَمَعَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحِيرَةِ أَنْ يُتَوَخَّوهُ فَيَعْصِبُوهُ فَلَمَّا رُدُّ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَغْطَاكَ اللَّهُ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ.

[راجع: ۲۹۸۷]

تشیع

۵۶۶۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَنْهُ الرُّحْمَنُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے آپ نہ کسی نچر پر سوار تھے نہ کسی گھوڑے پر۔ (بلکہ آپ پیدل تشریف لائے تھے۔)
باب مریض کا یوں کہنا کہ مجھے تکلیف ہے یا یوں کہنا کہ ”ہائے میرا سر دکھ رہا ہے یا میری تکلیف بہت بڑھ گئی“ اور حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ کہنا بھی اسی قبیل سے ہے کہ ”اے میرے رب! مجھے سراسر تکالیف نے گھیر لیا ہے اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

(۵۶۶۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح اور ایوب نے، ان سے مجاہد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے سر کی جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں پھر آپ نے حجام بلوایا اور اس نے میرا سر مونڈ دیا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھے فدیہ ادا کر دینے کا حکم فرمایا۔

(۵۶۶۶) ہم سے یحییٰ بن یحییٰ ابو زکریا نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی، ان سے یحییٰ بن سعید نے، کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ (سر کے شدید درد کی وجہ سے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے رے سر! اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایسا میری زندگی میں ہو گیا (یعنی تمہارا انتقال ہو گیا) تو میں تمہارے لیے استغفار اور دعا کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا افسوس، اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ آپ میرا مرجانا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ تو اسی دن رات اپنی کسی بیوی کے یہاں گزاریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں خود درد سر میں مبتلا ہوں۔ میرا ارادہ ہوتا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (خلافت کی) وصیت کر دوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں (کہ

قَالَ: جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي لَيْسَ بِرَأْسِي بَغْلٍ وَلَا بِرِذْوَنٍ. [راجع: ۱۹۴]
۱۶- باب مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ: إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَارَأْسَاهُ أَوْ الشَّدَّةُ بِي الْوَجَعُ وَقَوْلُ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «أَنِّي مَسْنِي الصَّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ»

۵۶۶۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَوْقَدُ تَحْتَ الْقَدْرِ فَقَالَ: ((أَيُّؤَذِيكَ هَؤُلَاءُ رَأْسُكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَدَعَا الْخَلَاقَ فَخَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ.

[راجع: ۱۸۱۴]

۵۶۶۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَاءَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَلِكَ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُ لَكَ وَأَدْعُو لَكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاتَّكَلِيَاهُ وَاللَّهِ أَنِّي لَا أَطْنُكَ تُحِبُّ مُوَبِّي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَطَلَلْتُ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرَّسًا بِنَعْصِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أَرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَإِنِّي وَأَعْهَدُ أَنْ يَقُولَ

خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں (کہ ہم خلیفہ ہو جائیں) پھر میں نے اپنے جی میں کہا (اس کی ضرورت ہی کیا ہے) خود اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ ہونے دے گا نہ مسلمان اور کسی کی خلافت ہی قبول کریں گے۔

جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے صاف و صریح سب لوگوں کے سامنے ان کو اپنا جانشین نہیں کیا تھا مگر منشاء خداوندی بھی یہی تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ منشاء ایزدی پورا ہوا۔

(۵۶۶۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار آیا ہوا تھا میں نے آپ کا جسم چھو کر عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم میں کے دو آدمیوں کے برابر ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ کا اجر بھی دو گنا ہے۔ کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو بھی جب کسی مرض کی تکلیف یا اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کے گناہ کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتوں کو جھاڑتا ہے۔

(۵۶۶۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو زہری نے خبر دی، انہیں عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد نے کہ ہمارے یہاں رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا میں نے عرض کیا کہ میری بیماری جس حد کو پہنچ چکی ہے اسے آنحضرت ﷺ دیکھ رہے ہیں، میں صاحب دولت ہوں اور میری وارث میری صرف ایک لڑکی کے سوا اور کوئی نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھا

الْقَائِلُونَ، أَوْ يَمْنَى الْمُتَمَنُونَ)). ثُمَّ قُلْتُ يَا أَبَى اللَّهِ وَيَذْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَذْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ. [طرفہ فی : ۷۲۱۷].

۵۶۶۷- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ النِّمَيْيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((ذَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَكًا شَدِيدًا قَالَ: ((أَجَلْ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قَالَ: لَكَ أَجْرَانِ قَالَ: ((نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقُهَا)).

[راجع: ۵۶۶۷]

۵۶۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي زَمَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ: بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرْتُنِّي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثَلَاثِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ

کردوں، آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی بہت کافی ہے اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہو گا اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

مسلمان کا ہر کام جو نیک ہو ثواب ہی ثواب ہے اس کا کاروبار کرنا بھی ثواب ہے اور بیوی و بچوں کو کھانا پلانا بھی ثواب ہے ﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۱۶۲) کا یہی مطلب ہے۔

باب مریض لوگوں سے کہے کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ

(۵۶۶۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے معمر نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عیسیٰ بن عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں کئی صحابہ موجود تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تم غلط راہ پر نہ چلو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں اور تمہارے پاس قرآن مجید تو موجود ہی ہے ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس مسئلہ پر گھر میں موجود صحابہ کا اختلاف ہو گیا اور بحث کرنے لگے۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو (لکھنے کی چیزیں) دے دو تاکہ آنحضور ﷺ ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو اور بعض صحابہ وہ کہتے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ کے پاس اختلاف اور بحث بڑھ گئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت عیسیٰ بن عبد اللہ نے

الثُّلُثُ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ غَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَنْ تَنْفِقَ نَفَقَةً تَنْتَفِعِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي امْرَأَتِكَ)).

۱۷- باب قَوْلِ الْمَرِيضِ: قُومُوا عَنِّي

۵۶۶۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ وَحْدَتَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا خَضِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمُّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ)) فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا، فَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرَّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُومُوا)) قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: وَكَانَ ابْنُ

بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ افسوس یہی ہے کہ ان کے اختلاف اور بحث کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے وہ تحریر نہیں لکھی جو آپ مسلمانوں کے لیے لکھنا چاہتے تھے۔

عَبَّاسٌ يَقُولُ: إِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا خَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَلَفْظِهِمْ.

[راجع: ۱۱۴]

تشریح الخیر فیما وقع مرضی الہی یہی تھی اس واقعہ کے تین روز بعد آپ باحیات رہے اگر آپ کو یہی منظور ہوتا کہ وصیت نامہ لکھنا چاہتے تو اس کے بعد کسی وقت لکھوا دیتے مگر بعد میں آپ نے اشارہ تک نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ وہ ایک وقتی بات تھی اسی لیے بعد میں آپ نے بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ حافظ صاحب نے آداب عیادت تحریر فرمائے ہیں کہ عیادت کو جانے والا اجازت مانگتے وقت دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہو اور نرمی کے ساتھ کنڈی کو کھڑکھڑائے اور صاف لفظوں میں نام لے کر اپنا تعارف کرائے اور ایسے وقت میں عیادت نہ کرے جب مریض دوا پی رہا ہو اور یہ کہ عیادت میں کم وقت صرف کرے اور نگاہ نیچی رکھے اور سوالات کم کرے اور رقت و رافت ظاہر کرتا ہوا مریض کے لیے بہ خلوص دعا کرے اور مریض کو صحت کی امید دلائے اور مبروہ شکر کے فضائل اسے بتائے اور جزع فزع سے اسے روکنے کی کوشش کرے وغیرہ وغیرہ (فتح الباری)

باب مریض بچے کو کسی بزرگ کے پاس لے جانا کہ اس کی صحت کے لیے دعا کریں

۱۸- باب مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ

الْمَرِيضِ لِيَدْعِيَ لَهُ

(۵۶۷۰) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے سعید بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے میری خالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچپن میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھانجے کو درد ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اور میں نے آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو کر نبوت کی مہر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دیکھی۔ یہ مہربوت جملہ عروس کی گھنڈی جیسی تھی۔

۵۶۷۰- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ بِبِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجَعَ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَظَنَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زَرْحِ الْحَجَلَةِ. [راجع: ۱۹۰]

تشریح یا جیسے جملہ ایک پرندہ ہوتا ہے اس کا انڈا ہوتا ہے یہ مہربوت آپ کی خاص علامت نبوت تھی۔ (مشکوٰۃ)

باب مریض کا موت کی تمنا کرنا منع ہے

۱۹- باب تَمَنَّى الْمَرِيضُ الْمَوْتَ

(۵۶۷۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی تکلیف میں اگر کوئی

۵۶۷۱- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبَنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ

فخص جتلا ہو تو اسے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیئے اور اگر کوئی موت کی تمنا کرنے ہی لگے تو یہ کہنا چاہیئے، اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھ کو اٹھالے۔

معلوم ہوا کہ جب تک دنیا میں رہے اپنی بہتری اور بھلائی کی دعا کرتا رہے اور بہترین وفات کی دعا مانگے۔

(۵۶۷۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کو گئے انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگوائے تھے پھر انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وفات پا چکے وہ یہاں سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا ان کا اجر و ثواب کچھ نہ گھٹا سکی اور انکے عمل میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور ہم نے (مال و دولت) اتنی پائی کہ جس کے خرچ کرنے کے لیے ہم نے مٹی کے سوا اور کوئی محل نہیں پایا (لگے عمارتیں بنوائے) اور اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اسکی دعا کرتا پھر ہم ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے انہوں نے کہا مسلمان کو ہر اس چیز پر ثواب ملتا ہے جسے وہ خرچ کرتا ہے مگر اس (کم بخت) عمارت میں خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔

بے فائدہ عمارت بنوانا اور ان پر پیسہ خرچ کرنا بدترین فضول خرچی ہے مگر آج اکثر اسی میں جتلا ہیں۔ اس سے جہاں تک ہو سکے

محفوظ رہنے کی کوشش کرے یہی بہتر ہے۔

(۵۶۷۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہمیں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ابو عبید نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، میرا بھی نہیں، سوا اس کے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے نوازے اس لیے

أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَخْبِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي. [طرفہ فی: ۶۳۵۱، ۷۲۳۳].

۵۶۷۲- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابِ نَعُوذُهُ وَقَدْ اكْتَوَى سِتْرَ كَيَاتٍ فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَقْصُصْهُمْ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصْبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْ لَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ بَيْنِي حَانِطًا لَهُ فَقَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤَخَّرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُفْقَهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ

[أطرافہ فی: ۶۳۴۹، ۶۳۵۰، ۶۴۳۰،

۶۴۳۱، ۷۲۳۴].

۵۶۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو غُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَنْ يُدْخَلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ

(عمل میں) میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب چلو اور تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا وہ نیک ہو گا تو امید ہے کہ اس کے اعمال میں اور اضافہ ہو جائے اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ ہی کر لے۔

(۵۶۷۴) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ میرا سہارا لیے ہوئے تھے (مرض الموت میں) اور فرما رہے تھے اے اللہ تعالیٰ! میری مغفرت فرما مجھ پر رحم کر اور مجھ کو اچھے رفیقوں (فرشتوں اور پیغمبروں) کے ساتھ ملا دے۔

حضرت امام بخاری اس حدیث کو باب کے آخر میں اس لیے لائے کہ موت کی آرزو کرنا اس وقت تک نہیں ہے جب تک موت کی نشانیاں نہ پیدا ہوئی ہوں لیکن جب موت بالکل سر پر آن کھڑی ہو اس وقت دعا کرنا منع نہیں ہے۔

باب جو شخص بیمار کی عیادت کو جائے وہ کیا دعا کرے اور عائشہ نے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے یوں دعا کی کہ یا اللہ! سعد کو تندرست کر دے۔

(۵۶۷۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے، اے پروردگار لوگوں کے! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔ اور عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم بن طہمان نے منصور سے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم اور ابو الضحیٰ سے کہ ”جب کوئی مریض آنحضرت ﷺ کے پاس لایا جاتا“

بَفَضْلِ وَرَحْمَةٍ فَسَدُّوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنُّنَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعْلَهُ أَنْ يَزِدَّادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعْلَهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ)). [راجع: ۳۹]

۵۶۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَبِدٌّ إِلَيَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)). [راجع: ۴۴۴۰]

تَشْرِيعٌ باب دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهَا: ((اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا)). قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۶۷۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أَتَى بِهِ إِلَيْهِ قَالَ: ((أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)).

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الضُّحَى إِذَا أَتَى بِالْمَرِيضِ.

[أطرافه في: ٥٧٤٣، ٥٧٤٤، ٥٧٥٠].

وَقَالَ جَرِيرٌ: عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّحَى
وَحَدَّثَهُ وَقَالَ: إِذَا أَتَى مَرِيضًا.

۲۱- باب وَضُوءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

۵۶۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عُذْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ
ﷺ، وَأَنَا مَرِيضٌ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ
قَالَ: ((صُبُّوا عَلَيَّ)) فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ لَا يَرْتَبِي إِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ
الْمِيرَاثُ؟ فَتَرَلْتُ آيَةَ الْفَرَائِضِ.

[راجع: ۱۹۴]

اور جریر بن عبد الحمید نے منصور سے، انہوں نے ابوالضحیٰ اکیلے سے
یوں روایت کیا کہ ”آپ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے۔“

باب عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے وضو کرنا

(۵۶۷۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر (محمد بن
جعفر) نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر
نے، کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے
بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے میں بیمار تھا
آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالایا فرمایا کہ اس پر یہ
پانی ڈال دو اس سے مجھے ہوش آگیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو کلالہ
ہوں (جس کے والد اور اولاد نہ ہو) میرے ترکہ میں تقسیم کیسے ہوگی
اس پر میراث کی آیت نازل ہوئی۔

تَشْرِيحُ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ (النساء: ۱۷۶) اے پیغمبر! لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو کہ
اللہ کا اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے۔ آنحضور ﷺ کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ سخت بیماری کی حالت میں حضرت
جابر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے، علاج کے طریقہ پر حضور اکرم ﷺ نے وضو کے بقیہ پانی کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر ڈالتے
ہی شفا پائی ہو گئی، معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی موجب شفا ہے۔ ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے
رسول اللہ ﷺ سامنے سے گزرے یہ دوڑ کر ساتھ ہو لیے ادب کے خیال سے پیچھے چل رہے تھے فرمایا پاس آجاؤ۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر
کاشانہ اقدس کی طرف لائے اور پردہ گر کر اندر بلایا۔ اندر سے تین نکلیا اور سرکہ ایک صاف کپڑے پر رکھ کر آیا آپ نے ڈیڑھ ڈیڑھ
روٹی تقسیم کی اور فرمایا کہ سرکہ بہت عمدہ سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن سرکہ کو میں بہت محبوب رکھتا ہوں۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری سال بہت ہی ضعیف و ناتواں اور آنکھوں سے ناپینا ہو گئے تھے۔ بعمر ۹۴ سال سنہ ۷۴ھ میں مدینہ میں
وفات پائی (رضی اللہ عنہ)۔

باب جو شخص وبا اور بخار کے دور کرنے کے لیے
دعا کرے

۲۲- باب مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ
وَالْحُمَّى

(۵۶۷۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، ان
سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ

۵۶۷۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ

تشریف لائے تو حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس (بیمار پرسی کے لیے) گئی اور پوچھا کہ محترم والد بزرگوار! آپ کا کیا حال ہے اور اے بلال رضی اللہ عنہ! آپ کا کیا حال ہے بیان کیا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

”ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے
اور موت اس کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے“
اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو بلند آواز سے وہ یہ اشعار پڑھتے۔

”کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں ایک رات وادی (مکہ) میں اس طرح گزار سکوں گا کہ میرے چاروں طرف ازخراور جلیل (نامی گھاس کے جنگل) ہوں گے اور کیا کبھی پھر میں مجنہ کے گھاٹ پر اتر سکوں گا اور کیا کبھی شامہ اور طفیل میں اپنے سامنے دیکھ سکوں گا۔

راوی نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق کہا تو آپ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر جیسا کہ ہمیں (اپنے وطن) مکہ کی محبت تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت عطا کر اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے اور ہمارے لیے اس کے صلاخ اور مد میں برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو کہیں اور جگہ منتقل کر دے اسے جحفہ نامی گاؤں میں بھیج دے۔

یہ دعا آپ کی قبول ہوئی مدینہ کی ہوا نہایت عمدہ ہو گئی اور مقام جحفہ اپنی آب و ہوا کی خرابی میں اب تک مشہور ہے۔ وطن کی محبت انسان کے لیے ایک فطری چیز ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اشعار سے اسے سمجھا جاسکتا ہے آپ نے مدینہ سے بخار کے دفع ہونے کی دعا فرمائی یہی باب سے مطابقت ہے۔ شامہ اور طفیل مکہ کی دو پہاڑیاں ہیں۔ ازخرا و جلیل مکہ کے جنگلوں میں پیدا ہونے والی دو بوئیاں ہیں اور جحفہ ایک پانی کے گھاٹ کا نام تھا۔ جہاں عرب اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے اور وہاں تفریحات کرتے تھے۔ وطن کی محبت انسان کا فطری جذبہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی بابت مشہور ہے کہ اکثر اپنے وطن کنعان کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے وطن کو بھی امن و عافیت کا گوارہ بنا دے آمین۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ
قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ
كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟
قَالَتْ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى
يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبِّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَذْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ
وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ
فَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبَيْتُ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلٌ
وَهَلْ أَرَدَنْ يَوْمًا مَيَاةً مِجَنَّةً
وَهَلْ تَبْدُون لِي شَامَةً وَطَفِيلٌ
قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ:
((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّنَا مَكَّةَ أَوْ
أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا
وَمُدَّهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)).

[راجع: ۱۸۸۹]

تَشْرِیح

۷۶ - کتاب الطب

کتاب دوا و علاج کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو

(۵۶۷۸) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو۔

ہاں بڑھاپا اور موت دو ایسی بیماریاں ہیں جن کی کوئی دوا نہیں اتاری گئی۔ لفظ انزل میں باریک اشارہ اس طرف ہے کہ بارش جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اس سے بھی بہت بیماریوں کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور اس کے دفعیہ کے اثرات بھی نازل ہوتے رہتے ہیں ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ (الانبیاء: ۳۰)

۲- باب هل يداوي الرجل المرأة، أو المرأة الرجل؟

(۵۶۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے خالد بن ذکوان نے اور ان سے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور مسلمان مجاہدوں کو پانی پلاتی، ان کی خدمت کرتی اور مقتولین

۵۶۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مَعْوذٍ بْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجُرْحَى إِلَى

اور مجروحین کو مدینہ منورہ لایا کرتی تھیں۔

[المَدِينَةُ: [راجع: ۲۸۸۲]

تشريح باب کا مطلب اس سے نکلا کہ مستورات جنگ و جہاد میں شریک ہو کر مجروحین کی تیمارداری اور مرہم پٹی وغیرہ کی خدمات انجام دیتی تھیں پس باب کا مدعا ثابت ہو گیا مگر دریں حالات بھی اعضائے پردہ کا ستر ضروری ہے۔

مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں مسلمانو! دیکھو تم وہ قوم ہو کہ تمہاری عورتیں بھی جہاد میں جلیا کرتی تھیں۔ مجاہدین کے کام کاج خدمت وغیرہ علاج و معالجہ میں نرس کا کام کیا کرتی تھیں۔ ضرورت ہوتی تو ہتھیار لے کر کافروں سے مقابلہ بھی کرتی تھیں حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی بہادری مشہور ہے کہ کس قدر نصاریٰ کو انہوں نے تیر اور تلوار سے مارا، شیرنستان کی طرح حملہ کرتیں۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب گرز لے کر بنی قریظہ کے یہود کو مارنے کے لیے مستعد ہو گئیں یا اب تمہارے مردوں کا یہ حال ہے کہ توپ بندوق کی آواز سنتے ہی یا تلوار کی چمک دیکھتے ہی ان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شرعی پردہ صرف اس قدر ہے کہ عورت اپنے اعضا جن کا چھپانا غیر محرم سے فرض ہے وہ چھپائے رکھے نہ یہ کہ گھر سے باہر نہ نکلے۔ ترجمہ باب کا ایک جزو یعنی مرد عورت کی تیمارداری کرے گو حدیث میں بصراحت مذکور نہیں ہے لیکن دوسرے جزاء پر قیاس کیا گیا ہے قطلانی نے کہا عورت جب مرد کا علاج کرے گی تو اگر مرد محرم ہے تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے اگر غیر محرم ہے تو جب بھی اسے ضرورت کے وقت بقدر احتیاج چھوٹا یا دیکھنا درست ہے۔

باب (اللہ نے) شفا تین چیزوں میں (رکھی) ہے

۳- باب الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

(۵۶۸۰) ہم سے حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن منیع نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا، ان سے سالم افسس نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شفا تین چیزوں میں ہے۔ شہد کے شہوت میں، پچھتا لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں لیکن امت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے سے منع کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور التیمی نے روایت کیا، ان سے لیث نے، ان سے مجاہد نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد اور پچھتا لگوانے کے بارے میں بیان کیا۔

(۵۶۸۱) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سرج بن یونس ابو حارث نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا، ان سے سالم افسس نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفا تین چیزوں میں ہے پچھتا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو آگ

۵۶۸۰- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمُ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ: شَرَبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيْةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّْ. رَفَعَ الْحَدِيثَ. وَرَوَاهُ الْقُمِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْعَسَلِ وَالْحِجَمِ. [طرفه في: ۵۶۸۱].

۵۶۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمِ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي شَرْطَةِ

مِخْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيْتَةِ بَنَارٍ،
وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكُمِيِّ)) [راجع: ۵۶۸۰]

تشیخ یہ ممانعت تزیی ہے یعنی بے ضرورت شدید داغ نہ دینا چاہیے کیونکہ اس میں مریض کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے آگ کا استعمال ہے اور آگ سے عذاب دینا منع آیا ہے۔ حقیقت میں داغ دینا آخری علاج ہے۔ جب کسی دعا سے فائدہ نہ ہو اس وقت داغ دیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ آخری دوا داغ دینا ہے۔ کہتے ہیں کہ طاعون کی بیماری میں بھی داغ دینا بے حد مفید ہے جہاں دانہ نمودار ہو اس کو فوراً آگ سے جلا دینا چاہیے۔ عرب میں اکثر یہ علاج مروج رہا ہے۔ شمد دوا اور غذا دونوں کے لیے کام دیتا ہے۔ بلم کو نکالتا ہے اور اس کا استعمال امراض بارہ میں بہت مفید ہے۔ خالص شمد آنکھوں میں لگانا بھی بہت نفع بخش ہے۔ خصوصاً سوتے وقت اسی طرح اس میں سیکڑوں فائدہ ہیں۔

۴- باب الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾
۵۶۸۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْخُلُوءُ وَالْعَسَلُ. [راجع: ۴۹۱۲]

باب شمد کے ذریعہ علاج کرنا اور فضا کل شمد میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اس میں (ہر مرض سے) لوگوں کیلئے شفا ہے۔
(۵۶۸۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو شیرینی اور شمد پسند تھا۔

شمد بڑی عمدہ غذا اور دوا بھی ہے باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ پسند آنا عام ہے شامل ہے دوا اور غذا دونوں کو۔ شمد بلم کو نکالتا ہے اور اس کا شربت امراض بارہ میں بہت ہی مفید ہے۔ خالص شمد آنکھوں میں لگانا خصوصاً سوتے وقت بہت فائدہ مند ہے۔
۵۶۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْفَسِيلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ غَمَرِ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - خَيْرٌ فَمِنْ شَرْطَةِ مِخْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ لَذَعَةِ بَنَارٍ، تَوَافَقُ الدَّاءُ وَمَا أَحْبَبُ أَنْ أَكْتُوِيَّ)).

(۵۶۸۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن غمیل نے بیان کیا، ان سے عاصم بن عمیر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا اگر تمہاری دواؤں میں کسی میں بھلائی ہے یا یہ کہہ کہ تمہاری (ان) دواؤں میں بھلائی ہے۔ تو چھٹا لگوانے یا شمد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے اگر وہ مرض کے مطابق ہو اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

[أطرافه في: ۵۶۹۷، ۵۷۰۲، ۵۷۰۴].

۵۶۸۴- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا

(۵۶۸۴) ہم سے عیاش بن الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ علی

نے، کہا ہم سے سعید نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو المتوکل نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں شد پلا پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ نے اسے اس مرتبہ بھی شد پلانے کے لیے کہا وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، انہیں پھر شد پلا۔ چنانچہ انہوں نے شد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔

[طرفہ فی : ۵۷۱۶]

تفسیر اس صورت میں اس کا مواد فاسدہ نکل گیا اور وہ تندرست ہو گیا۔ شد کے بے شمار فوائد میں سے پیٹ کا صاف کرنا اور ہاضمہ کا درست کرنا بھی ہے جو صحت کے لیے بنیادی چیز ہے۔ مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہومیو پیتھک طبابت کی اصل اصول ہے اس میں ہمیشہ علاج بالموافق ہوا کرتا ہے یعنی مثلاً کسی کو دست آرہا ہے تو اور مسلسل دوا دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر بخار آرہا ہو تو وہ دوا دیتے ہیں جس سے بخار پیدا ہو ایسی دوا کاری ایکشن یعنی دوسرا اثر غریض کے موافق پڑتا ہے تو ابتدا میں مرض کو بڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ادویہ میں عجب تاثیر رکھی ہے۔ ارغزی کا تیل اسی طرح شد مسلسل ہے پر جب کسی کو دست آرہے ہوں تو یہی دوائیں دونوں آخر میں قبض کر دیتی ہیں یونانی اور ڈاکٹری میں علاج بالمتضاد کیا جاتا ہے الی آخرہ (وحیدی)

باب اونٹ کے دودھ سے علاج کرنے کا بیان

(۵۶۸۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلام بن مسکین ابو الروح بصری نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ثابت نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ کچھ لوگوں کو بیماری تھی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں قیام کی جگہ عنایت فرمادیں اور ہمارے کھانے کا انتظام کر دیں پھر جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مدینہ کی آب و ہوا خراب ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے مقام حرم میں اونٹوں کے ساتھ ان کے قیام کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور وہ پکڑے گئے (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) آپ نے بھی ویسا ہی کیا ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی

۵- باب الدَّوَاءِ بِالْبَنَانِ الرَّابِلِ

۵۶۸۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ مَسْكِينٍ أَبُو نُوحٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ آتُونَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا: إِنَّ الْمَدِينَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْخَرَّةَ فِي ذَوْدٍ لَهُ فَقَالَ: إِشْرَبُوا أَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَأْفُوا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِي أَقْدَارِهِمْ لِقَطْعِ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلِهِمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ. قَالَ سَلَامٌ

آنکھوں میں سلائی پھروادی۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ زبان سے زمین چاٹتا تھا اور اسی حالت میں وہ مر گیا۔ سلام نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا تم مجھ سے وہ سب سے سخت سزا بیان کرو جو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دی ہو تو انہوں نے یہی واقعہ بیان کیا جب حضرت امام حسن بصری تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا کاش وہ یہ حدیث حجاج سے نہ بیان کرتے۔

ان ڈاکوؤں نے اسلامی چرواہے کے ساتھ ایسا ظلم کیا تھا۔ لہذا العین بالعين کے تحت ان کے ساتھ یہی کیا گیا۔ حضرت حسن بصری نے حجاج کے متعلق یہ اس لیے کہا کہ وہ اپنے مظالم کے لیے ایسی سند بنانا چاہتا تھا۔ حالانکہ اس کے مظالم صراحتاً ناجائز تھے یہ سخت ترین سزا ان کو قصاص میں دی گئی تھی۔ چرواہے کے ساتھ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا لہذا ان کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا۔

باب اونٹ کے پیشاب سے علاج جائز ہے

(۵۶۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ہمارے بیان کیا کہ ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ (عمرہ کے) کچھ لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وہ آپ کے چرواہے کے یہاں چلے جائیں یعنی اونٹوں میں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں چنانچہ وہ لوگ آنحضرت ﷺ کے چرواہے کے پاس چلے گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے انہیں تلاش کرنے کے لیے لوگوں کو بھیجا جب انہیں لایا گیا تو آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان کے بھی ہاتھ اور پاؤں کٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) قتادہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ یہ حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

یہ لوگ اصل میں ڈاکو اور رہزن تھے گو مدینہ میں آکر مسلمان ہو گئے تھے مگر ان کی اصل خصلت کہاں جانے والی تھی۔ موقع پایا تو پھر ڈاکہ مارا خون کیا اونٹوں کو لے گئے اور بطور قصاص یہ سزا مذکور دی گئی۔

باب کلوغی کا بیان

کلوغی کی تاثیر گرم خشک ہے رطوبت خشک کرتی ہے مادہ کو تیار معتدل القوام بناتی ہے۔ توجہ ریاحی درد سینہ جلد ر اور

فَبَلَّغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنْسٍ: حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ غُفُوبَةٍ عَاقِبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَهُ بِهَذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَوَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ بِهَذَا.

[راجع: ۲۳۳]

تَشْرِیح

۶- باب الدَّوَاءِ بِأَنْوَالِ الْإِبِلِ

۵۶۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَمَعُوا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوا بِرَاعِيهِ يَغْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَنْوَالِهَا فَلَحَقُوا بِرَاعِيهِ فَشَرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَنْوَالِهَا حَتَّى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِي وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِئَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الْحُدُودُ. [جع: ۲۳۳]

تَشْرِیح

۷- باب الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

تَشْرِیح

کھانسی میں مفید ہے، اختلاط کو چھانٹتی ہے، مانع بول و حیض ہے۔

(۵۶۸۷) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسراکیل نے بیان کیا، انہوں نے ان سے رنے بیان کیا، ان سے خالد بن سعد نے بیان کیا کہ ہم باہر گئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ راستہ میں بیمار پڑ گئے پھر جب ہم مدینہ واپس آئے اس وقت بھی وہ بیمار ہی تھے۔ حضرت ابن ابی عتیق ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ہم سے کہا کہ انہیں یہ کالے دانے (کلوئی) استعمال کراؤ، اس کے پانچ یا سات دانے لے کر پیس لو اور پھر زیتون کے تیل میں ملا کر (ناک کے) اس طرف اور اس طرف اسے قطرہ قطرہ کر کے چکاؤ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلوئی ہر بیماری کی دوا ہے سوا سام کے۔ میں نے عرض کیا سام کیا ہے؟ فرمایا کہ موت ہے۔

۵۶۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْرَاقِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبِجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ فَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَخَذُوا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْتَحْفَرُوا نَمَّ افْطَرُوهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتٍ زَيْتٍ فِي هَذَا الْجَانِبِ وَفِي هَذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ)) قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: ((الْمَوْتُ)).

تشریح موت اپنے وقت مقررہ پر آتی ضرور ہے اس لیے اس کی کوئی دوا نہیں۔ کلوئی یعنی کالا زیرہ پھوڑا پھنسیوں میں بھی بہت مفید ہے۔ ازدواج مطہرات میں سے کسی ایک کی انگلی میں پھنسی نکلی ہوئی تھی تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس زیرہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ زیرہ اس پر رکھ۔

(۵۶۸۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ اور سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سیاہ دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے سوا سام کے۔

۵۶۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ)). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ.

ابن شہاب نے کہا کہ سام موت ہے اور ”سیاہ دانہ“ کلوئی کو کہتے ہیں۔

تشریح فی الواقع موت وقت مقررہ پر آکر ہی رہتی ہے خواہ کوئی انسان کچھ تدبیر کرے لاکھ دوائیاں استعمال کرے کتنا ہی سرمایہ دار

کثیر الوسائل ہو مگر ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو موت کو ٹال سکے سچ ہے۔ کل نفس ذائقة الموت۔

باب مریض کے لیے حریرہ پکانا

(۵۶۸۹) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں عقیل نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار کے لیے اور میت کے سوگواروں کے لیے تلبینہ (روا، دودھ اور شہد ملا کر دلیہ) پکانے کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ تلبینہ مریض کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے (کیونکہ اسے پینے کے بعد عموماً نیند آ جاتی ہے یہ زود ہضم بھی ہے)۔

۸- باب التلبینۃ للمریض

۵۶۸۹- حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّبْلِينِ لِلْمَرِيضِ وَلِلْمَخْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ، وَكَانَتْ تَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ التَّلْبِينَ تَجِمُّ فَوَادَ الْمَرِيضِ وَتَذْهَبُ بِنَقْصِ الْحُزَنِ)).

[راجع: ۵۴۱۷]

(۵۶۹۰) ہم سے فروہ بن ابی مغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ تلبینہ پکانے کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگرچہ وہ (مریض کو) ناپسند ہوتا ہے لیکن وہ اس کو فائدہ دیتا ہے۔

۵۶۹۰- حَدَّثَنَا فَرَوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَيْضُ النَّافِعُ.

[راجع: ۵۴۱۷]

تلبینہ میٹھا دلیہ جو روا لگی میٹھا ملا کر پکایا جائے جسے حریرہ بھی کہتے ہیں۔

باب ناک میں دواؤ النادرست ہے

۹- باب السُّعُوطِ

ناس لینا بھی مراد ہے اور دیگر دوائیں ناک میں پٹنا بھی۔

(۵۶۹۱) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دواؤ لوائی۔

۵۶۹۱- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اخْتَجِمَ وَأَعْطِيَ الْحَجَّامُ أَجْرَهُ وَاسْتَعْطَ.

[راجع: ۱۸۳۵]

مزدوری دینے کا مطلب یہ کہ پچھنا لگانے والے کا یہ پیشہ جائز درست ہے اس کو اس خدمت پر مزدوری حاصل کرنا جائز ہے۔

باب قسط ہندی اور قسط بحری یعنی کوٹ جو سمندر سے نکلتا

۱۰- باب السُّعُوطِ بِالْقِسْطِ

الْهِنْدِيُّ وَالْبَحْرِيُّ وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ
الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ. مِثْلُ كُشِطَتِ
نُرْعَتِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ : قُشِطَتِ

ہے اس کا ناس لینا اسے کست بھی کہتے ہیں جیسے کافور کو
قافور اور قرآن میں بھی سورۃ التکویر میں کشطت اور
قشطت دونوں قرأت ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
قشطت سے پڑھا ہے

۵۶۹۲- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا
ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُيَيْنَةَ
اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مَخْصَمٍ قَالَتْ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((عَلَيْكُمْ بِهَذَا
الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعْطَى
بِهِ مِنَ الْعَذَرَةِ وَيُلْدُ بِهِ مِنَ ذَاتِ
الْجَنْبِ)). [أطرافه في : ۵۷۱۳، ۵۷۱۵، ۵۷۱۸]

(۵۶۹۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے
خبر دی، کہا میں نے زہری سے سنا، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے
کہ حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم
ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تم لوگ اس عود ہندی (کست) کا استعمال
کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں
اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے، پسلی کے درد میں چبائی جاتی ہے۔

۵۶۹۳- وَذَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَابِي
لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ قَبْلَ أَنْ عَلَيْهِ فِدَعَاهُ بِمَاءٍ
فَرَشَ عَلَيْهِ. [راجع: ۲۲۳]

(۵۶۹۳) اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک شیر خوار
لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی پھر آنحضرت ﷺ کے اوپر اس نے پیشاب
کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر پیشاب کی جگہ پر چھینا دیا۔

بچہ بہت چھوٹا شیر خوار تھا اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس کے پیشاب پر صرف چھینا دینا کافی قرار دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ
سینے میں غلیظ اور فاسد ریاح کے جمع ہو جانے سے جو تکلیف ہوتی ہے عود ہندی اس میں مفید ہے۔ صاحب خواص الادویہ
لکھتے ہیں کہ قطہ بحری شیریں گرم خشک ہے۔ دماغ کو قوت بخشتی ہے اعضائے ریسہ کو اور باہ اور جگر اور پٹوں کو طاقت دیتی ہے۔ ریاح
کو تحلیل کرتی ہے۔ دماغی بیماریوں فاتح اور لقوہ اور رعشہ کو مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے، پیشاب اور حیض کو جاری کرتی ہے۔
باب میں قطہ ہندی اور بحری ہر دو کو ملا کر ناس بنانا اور ناک میں سو گھنٹا مراد ہے۔ یہ ایک بوٹی کی جڑ ہوتی ہے ہندی میں اسے کوٹ کتے
ہیں۔

باب کس وقت پچھنا لگوا یا جائے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے

۱۱- باب أَيِّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ؟

رات کے وقت پچھنا لگوا یا تھا

وَاحْتَجِمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا

حضرت امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی حدیث اس باب میں صحیح نہیں ہے اور رات دن میں ہر
وقت پچھنا لگوانا درست ہے۔

(۵۶۹۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان
کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ)

۵۶۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ.

روزہ کی حالت میں پچھنا لگوا یا۔

[راجع: ۱۸۳۵]

معلوم ہوا کہ بحالت روزہ پچھنا لگوانا جائز ہے اور رات و دن کی اس میں کوئی تعین نہیں ہے۔

باب سفر میں پچھنا لگوانا اور حالت احرام میں بھی اسے ابن

۱۲- باب الْحَجَمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ،

بحینہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے

قَالَ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۵۶۹۵) ہم سے مسد بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

۵۶۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عیبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے طاؤس اور عطاء

عُمَرُو، عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

بن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم

قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ﷺ نے پچھنا لگوا یا جبکہ آپ احرام سے تھے۔

[راجع: ۱۸۳۵]

بوقت ضرورت شدید حالت احرام میں پچھنا لگوانا جائز ہے اس پر انجشن لگوانے کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ روزہ نہ ہو۔

باب بیماری کی وجہ سے پچھنا لگوانا جائز ہے

۱۳- باب الْحَجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

(۵۶۹۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن

۵۶۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا

مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو حمید الطویل نے خبر دی اور انہیں انس

عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ

رضی اللہ عنہ نے کہ ان سے پچھنا لگوانے والے کی مزدوری کے بارے میں

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَامِ

پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوا یا تھا آپ

فَقَالَ: اخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کو ابوطیبہ (نافع یا میسرہ) نے پچھنا لگایا تھا آپ نے انہیں دو صاع کھجور

وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ

مزدوری میں دی تھی اور آپ نے ان کے مالکوں (بنو حارثہ) سے گفتگو

مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوْلَاهُ فَخَفَّفُوا عَنْهُ وَقَالَ:

کی تو انہوں نے ان سے وصول کئے جانے والے لگان میں کمی کر دی

((إِنْ أَمْنَلُ مَا تَدَوْنْتُمْ بِهِ الْحَجَامَةُ وَالْقُسْطُ

تھی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (خون کے دھاؤ کا) بہترین علاج جو

الْبَحْرِيُّ وَقَالَ: لَا تُعَذِّبُوا صِيبَانَكُمْ بِالْفَمَزِ

تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا ہے اور عمدہ دوا عود ہندی کا استعمال کرنا ہے

مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ))

اور فرمایا اپنے بچوں کو عذرہ (حلق کی بیماری) میں بچوں کو ان کا تالو دبا کر

[راجع: ۲۱۰۲]

تکلیف مت دو بلکہ قسط لگا دو اس سے ورم جاتا رہے گا۔

(۵۶۹۷) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے

۵۶۹۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ حَدَّثَنِي

ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو وغیرہ نے خبر دی، ان سے بکیر نے

ابْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُو وَغَيْرُهُ أَنَّ

بیان کیا، ان سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن

بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنَ قَتَادَةَ

عبد اللہ متع بن سنان تابعی کی عیادت کے لیے تشریف لائے پھر ان

حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ

سے کہا کہ جب تک تم پچھنا نہ لگوا لو گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا

عَنْهُمَا عَادَ الْمُقَنَّعُ ثُمَّ قَالَ: لَا أَبْرَحُ حَتَّى

تَخْتَجِمُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِيهِ شِفَاءٌ))۔
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں شفا ہے۔

[راجع: ۵۶۸۳]

تَشِيخُ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہر ارشاد پر آمنا و صدقہا کہا جائے اور بلا چون و چرا اسے تسلیم کر لیا جائے اس لیے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور وہ بالکل سچ ہے پچھنا لگوانے میں شفا ہونا ایسی حقیقت ہے جسے آج کی ڈاکٹری و حکمت نے بھی تسلیم کیا ہے کیونکہ اس سے فاسد خون نکل کر صالح خون جگہ لے لیتا ہے جو صحت کے لیے ایک طرح کی ضمانت ہے صدق اللہ و رسوله۔

باب سر میں پچھنا لگوانا درست ہے

(۵۶۹۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے، انہوں نے عبد الرحمن اعرج سے سنا، انہوں نے عبد اللہ بن بحیینہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے راستے میں مقام لُحیٰ جمل میں اپنے سر کے بیچ میں پچھنا لگوا یا آنحضرت ﷺ اس وقت محرم تھے۔

(۵۶۹۹) اور محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن حسان نے خبر دی، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر میں پچھنا لگوا یا۔

باب آدھے سر کے درد یا پورے سر کے درد میں پچھنا لگوانا

جائز ہے

(۵۷۰۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں اپنے سر میں پچھنا لگوا یا (یہ پچھنا آپ نے سر کے درد کی وجہ سے لگوا یا تھا جو لُحیٰ جمل نامی پانی کے گھاٹ پر آپ کو ہو گیا تھا۔

(۵۷۰۱) اور محمد بن سواہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن حسان نے خبر

۱۴- باب الْحَجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ

۵۶۹۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ عَنْ عُلُقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَجَمَ بِلُحْيِي جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ، وَهُوَ مُخْرِمٌ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ.

۵۶۹۹- وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَجَمَ فِي رَأْسِهِ. [راجع: ۱۸۳۵]

۱۵- باب الْحَجَمِ مِنَ الشَّقِيقَةِ

وَالصَّدَاعِ

۵۷۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَأْسِهِ وَهُوَ مُخْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ: لُحْيِي جَمَلٍ.

[راجع: ۱۸۳۵]

۵۷۰۱- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ: أَخْبَرَنَا

ہشام عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ شَقِيقَةٍ كَانَتْ بِهِ.

دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے سر میں پچھنا لگوا یا۔ آدھے سر کے درد کی وجہ سے جو آپ کو ہو گیا تھا۔

[راجع: ۱۸۳۵]

شرح آدھے سر کے درد کو آدھا سیسی کہتے ہیں یہ بہت ہی تکلیف دہ درد ہوتا ہے، اس میں آنحضرت ﷺ نے سر میں پچھنا لگوا یا معلوم ہوا کہ اس درد کا علاج یہی ہے جو آپ نے کیا (ﷺ)۔

۵۷۰۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَوْدِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ شَرْبَةِ مَخْجَمٍ، أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ، وَمَا أَحَبُّ أَنْ أَكْتُوبَ)). [راجع: ۵۶۸۳]

(۵۷۰۲) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن غیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو شہد کے شربت میں ہے اور پچھنا لگوانے میں ہے اور آگ سے داغے میں ہے لیکن میں آگ سے داغ کر علاج کو پسند نہیں کرتا۔

اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ جب پچھنا لگوانا بہترین علاج ٹھہرا تو سر کے درد میں لگانا بھی مفید ہو گا۔ آگ سے داغے کے متعلق نبی تنزیہی ہے کیونکہ دوسری روایت میں بعض صحابہ کا یہ علاج مذکور ہے (دیکھو حدیث ص- ۶۷۱)

۱۶- باب الْخَلْقِ مِنَ الْأَذَى

باب (محرم کا) تکلیف کی وجہ سے سرمندانہ (مثلاً پچھنا لگوانے میں بالوں سے تکلیف ہو)

۵۷۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَى عَلِيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحَذْيِيَّةِ وَأَنَا أَوْقَدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمَلُ يَنْتَابِرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ: ((أَيُّؤَذِيكَ هَؤُلَاءِ)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَالْخَلْقُ وَصَمُّ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعَمَ سِتَّةَ أَوْ أَنْسَكْتَ نَسِيكَةً)). قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَذْرِي بَأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

(۵۷۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، ان سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوویں میرے سر سے گر رہی تھی (اور میں احرام باندھے ہوئے تھا) آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا سر کی یہ جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ پھر سرمندانہ لے اور (کفارہ کے طور پر) تین دن کے روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلایا ایک قربانی کر دے۔ ایوب نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ (ان تین چیزوں میں سے) کس

[راجع: ۱۸۱۴]

کا ذکر سب سے پہلے کیا تھا۔

تشخیص | حالت احرام میں سر منڈانا جائز نہیں ہے مگر اس تکلیف دہ حالت میں آپ نے کعب بن عجرہ کو سر منڈانے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی کفارہ دینے کا حکم فرمایا جس کی تفصیل مذکور ہوئی۔

باب داغ لگوانا یا لگانا اور جو شخص داغ نہ لگوائے اس کی

۱۷- باب مَنْ أَكْتَوَى أَوْ كَوَى

فضیلت کا بیان

غَيْرُهُ، وَفَضْلٍ مَنْ لَمْ يَكْتُوْ

(۵۷۰۴) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن سلیمان بن غیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں شفا ہے تو بچھنا لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے لیکن آگ سے داغ کر علاج کو میں پسند نہیں کرتا۔

۵۷۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَذْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةِ مِخْجَمٍ، أَوْ لَذْعَةِ بَنَارٍ، وَمَا أَحَبُّ أَنْ أَكْتُوِيَ)). [راجع: ۵۶۸۳]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جسے پسند نہ کریں اسے کسی مسلمان کو پسند نہ کرنا تقاضائے محبت ہے۔

(۵۷۰۵) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نظربد اور زہریلے جانور کے کاٹ کھانے کے سوا اور کسی چیز پر جھاڑ پھونک صحیح نہیں۔ (حصین نے بیان کیا کہ) پھر میں نے اس کا ذکر سعید بن جبیر سے کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں ایک ایک دو دو نبی اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے گزرتے رہے اور بعض نبی ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا آخر میرے سامنے ایک بڑی بھاری جماعت آئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں، کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے پھر کہا گیا کہ کناروں کی طرف دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی عظیم جماعت ہے جو کناروں پر چھائی ہوئی ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو ادھر دیکھو آسمان کے

۵۷۰۵- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَسِيرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ غَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَا رُقِيَّةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمْرُؤَانِ مَعَهُمَا الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رَفَعَ لِي سَوَادَ عَظِيمٍ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟ أَمْثَلِي هَذِهِ؟ قِيلَ: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، قِيلَ: انْظُرْ إِلَى الْأَفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمَلَأُ الْأَفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ هَهُنَا هَهُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأَفُقَ قِيلَ هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ

مختلف کناروں میں۔ میں نے دیکھا کہ جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار حساب کے بغیر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ (اپنے حجرہ میں) تشریف لے گئے اور کچھ تفصیل نہیں فرمائی لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم ہی اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی اتباع کی ہے، اس لیے ہم ہی (صحابہ) وہ لوگ ہیں یا ہماری وہ اولاد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے کیونکہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوئیں تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، فال نہیں دیکھتے اور داغ کر علاج نہیں کرتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس پر عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں بھی ان میں سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔

خالص اللہ پر توکل رکھنا اور اسی عقیدہ کے تحت جائز علاج کرنا بھی توکل کے منافی نہیں ہے پھر جو لوگ خالص توکل پر قائم رہ کر کوئی جائز علاج ہی نہ کرائیں وہ یقیناً اس فضیلت کے مستحق ہوں گے۔ جعلنا اللہ منہم آمین۔

باب اشد اور سرمہ لگانا جب آنکھیں دکھتی ہوں اس باب

میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی مروی ہے

(۵۷۰۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حمید بن نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا (زمانہ عدت میں) اس عورت کی آنکھ دکھنے لگی تو لوگوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سرمہ کا ذکر کیا اور یہ کہ (اگر سرمہ آنکھ میں نہ لگایا تو) ان کی آنکھ کے متعلق خطرہ ہے۔

سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَاَقْصَ الْقَوْمُ، وَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ فَتَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وَلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وَلَدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ، فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَطْفِرُونَ، وَلَا يَكْتُمُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). فَقَالَ عَكَاشَةُ بْنُ مِخْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: ((سَبَقَتْ بِهَا عَكَاشَةُ)).

[راجع: ۳۴۱۰]

۱۸- باب الإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنْ

الرَّمَدِ، فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

اشد اصغمانی سرمے کا پتھر ہوتا ہے۔

۵۷۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوَفِّي زَوْجَهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يَخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (زمانہ جاہلیت میں) عدت گزارنے والی تم عورتوں کو اپنے گھر میں سب سے بدتر کپڑے میں پڑا رہنا پڑتا تھا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اپنے کپڑوں میں گھر کے سب سے بدتر حصہ میں پڑا رہنا پڑتا تھا پھر جب کوئی کتا گزرتا تو اس پر وہ میٹنی پھینک کر مارتی (تب عدت سے باہر ہوتی) پس چار مہینے دس دن تک سرمہ نہ لگاؤ۔

تَمَكُّثٌ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَخْلَاسِهَا - أَوْ فِي أَخْلَاسِهَا - فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً، فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).
[راجع: ۵۳۳۶]

تَشْجِیح باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے عدت کی وجہ سے آشوب چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ اگر عدت نہ ہو تو آپ درد چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت دیتے۔ باب کا یہی مطلب ہے زمانہ جاہلیت میں عورت خاوند کے مرجانے پر پھٹے پرانے خراب کپڑے پہن کر سال بھر ایک سڑے بدبو دار گھر میں پڑی رہتی۔ سال کے بعد جب کتا سامنے سے نکلتا تو اونٹ کی میٹنی اس پر پھینکتی اس وقت کہیں عدت سے باہر آتی۔ اتفاق سے اگر کتا نہ نکلتا تو اس کے انتظار میں اور پڑی سڑتی رہتی۔ اسلام نے اس غلط رسم کو مٹا کر صرف چار مہینے اور دس دن کی عدت قرار دی اور ان دنوں میں سرمہ لگانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی۔

باب جذام کا بیان

۱۹ - باب الْجَذَامِ

(۵۷۰۷) اور عفان بن مسلم (امام بخاری کے شیخ) نے کہا (ان کو ابو نعیم نے وصل کیا) ہے کہ ہم سے سلیم بن حیاء نے بیان کیا، ان سے سعید بن میناء نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کا منحوس ہونا اور صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغویات ہیں البتہ جذامی شخص سے ایسا بھاگتا رہ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔

۵۷۰۷ - وَقَالَ عَفَّانٌ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((لَا عَذْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفْرًا، وَفِرٌّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ)).
[أطرافه في: ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵].

تَشْجِیح جذام ایک خراب مشہور بیماری ہے جس میں خون بگڑ کر سارا جسم گلنے لگ جاتا ہے۔ آخر میں ہاتھ پاؤں کی انگلیاں جھڑ جاتی ہیں۔ ہر چند مرض کا پورا ہونا بہ حکم الہی ہے مگر جذامی کے ساتھ خلط طح اور کجائی اس کا سبب ہے اور سبب سے پرہیز کرنا مقتضائے دانشمندی ہے یہ توکل کے خلاف نہیں ہے، جب یہ اعتقاد ہو کہ سبب اس وقت اثر کرتا ہے جب مسبب الاسباب یعنی پروردگار اس میں اثر دے۔ بعضوں نے کہا آپ نے پہلے فرمایا جذامی سے بھاگتا رہ اس کے خلاف نہیں ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اکثر شر سے ڈرنے والے کمزور لوگ ہوتے ہیں ان کو جذامی سے الگ رہنا ہی بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی عارضہ ہو جائے تو علت اس کی جذامی کا قرب قرار دیں اور شرک میں گرفتار ہوں گویا یہ حکم عوام کے لیے ہے اور خواص کو اجازت ہے وہ جذامی سے قرب رکھیں تو بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے جذامی کے ساتھ کھانا کھلایا اور فرمایا کل بسم اللہ ثقۃ باللہ و توکلا علیہ طاعون زدہ شہروں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

علامہ ابن قیم نے ”زاد المعاد“ میں لکھا ہے کہ احادیث میں تعدیہ کی نفی ادہام پرستی کو ختم کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ یعنی یہ سمجھنا کہ بیماری اڑ کر لگ جاتی ہے یہ غلط ہے اور بیماریوں میں تعدیہ اس حیثیت سے قطعاً نہیں ہے۔ اصلاً تعدیہ کا انکار مقصود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں میں تعدیہ پیدا کیا ہے۔ اس لیے اس باب میں ادہام پرستی نہ کرنی چاہیے۔

”حامہ“ کا اعتقاد عرب میں اس طرح تھا کہ وہ بعض پرندوں کے متعلق سمجھتے تھے کہ اگر وہ کسی جگہ بیٹھ کر بولنے لگے تو وہ جگہ اجاڑ ہو جاتی ہے۔ شریعت نے اس کی تردید کی کہ بنا اور بگڑنا کسی پرندے کی آواز سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ الو کے متعلق آج تک عوام جلاء کا یہی خیال ہے۔ بعض شد کی مکھیوں کے چھتے کے بارے میں ایسا وہم رکھتے ہیں یہ سب خیالات فاسدہ ہیں مسلمان کو ایسے خیالات باطلہ سے بچنا ضروری ہے۔

۲۰۔ باب الْمَنْ شِفَاءً لِلْعَيْنِ باب من آنکھ کے لیے شفا ہے

من وہ حلوہ جو بغیر محنت کے بنی اسرائیل کو ملتا تھا ایسے ہی کھنہی بھی خود بخود آگتی ہے جو ایک جنگلی بوٹی ہے اس کی خاصیت بیان ہو رہی ہے آنکھ میں اس کا عرق پکانا مفید ہے، اسے عوام سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں عموماً گندم کے کھیتوں میں ہوتی ہے۔

۵۷۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنْ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)). قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ غُثَيْبَةَ عَنْ الْحَسَنِ الْفَرَنَجِيِّ عَنْ عَمْرُو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ: لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أَُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ. [راجع: ۴۴۷۸]

۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُيَيْنَةَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ مَيِّتٌ.

۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱۔ ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نعش مبارک کو بوسہ دیا۔

باب مریض کے حلق میں دوا ڈالنا

۲۱۔ باب اللُّدُودِ

اس طرح کہ بیمار کے منہ میں ایک طرف لگا دیں۔

۵۷۱۱، ۵۷۱۰، ۵۷۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُيَيْنَةَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ مَيِّتٌ.

[راجع: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۴۴۵۶]

۵۷۱۲- قال : وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تُلْدُوْنِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ : ((أَلَمْ أَنْهَكُمُ أَنْ تُلْدُوْنِي)) قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ : ((لَا يَنْفِي فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لَدُنِّي)) وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

[راجع: ۴۴۵۸]

(۵۷۱۲) (عبداللہ نے) بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے آنحضرت ﷺ کے مرض (وفات) میں دوا آپ کے منہ میں ڈالی تو آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ دوا منہ میں نہ ڈالو ہم نے خیال کیا کہ مریض کو دوا سے جو نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ منع فرما رہے ہیں پھر جب آپ کو ہوش ہوا تو آپ نے فرمایا کیوں میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ دوا میرے منہ میں نہ ڈالو۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ شاید آپ نے مریض کی دوا سے طبعی نفرت کی وجہ سے فرمایا ہو گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب گھر میں جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا رہوں گا، البتہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ میرے منہ میں ڈالتے وقت موجود نہ تھے، بعد میں آئے۔

شیراز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ازراہ محبت آنحضرت ﷺ کی غش مبارک کو بوسہ دیا جس سے ثابت ہو گیا کہ بزرگ باخدا انسان کو ازراہ محبت بوسہ دیا جا سکتا ہے مگر کوئی شرکیہ پہلو نہ ہونا چاہیے کہ بوسہ دینے والا سمجھے کہ اس بوسہ سے میری حاجت پوری ہو گئی یا میرا فلاں کام ہو جائے گا۔ یہ شرکیہ تصورات ہیں جن میں اکثر نادانف لوگ گرفتار ہیں آج کل نام نہاد پیروں مرشدوں کا یہی حال ہے۔

(۵۷۱۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے زہری نے، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ام قیس رضی اللہ عنہا نے کہ میں اپنے ایک لڑکے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے اس کی ناک میں بتی ڈالی تھی، اس کا حلق دبایا تھا چونکہ اس کو گلے کی بیماری ہو گئی تھی آپ نے فرمایا تم اپنے بچوں کو انگلی سے حلق دبا کر کیوں تکلیف دیتی ہو یہ عود ہندی لو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے ان میں ایک ذات الجنب (پسلی کا ورم بھی ہے) اگر حلق کی بیماری ہو تو اس کو ناک میں ڈالو اگر ذات الجنب ہو تو حلق میں ڈالو (لدود کرو) سفیان کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے سنا، آنحضرت ﷺ نے دو بیماریوں کو تو بیان کیا باقی پانچ بیماریوں کو بیان نہیں فرمایا۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا میں

۵۷۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بَابَنِي لِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَغْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: ((عَلَى مَا تَذَعْرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْنَكُمْ بِهَذَا الْغُودِ الْهَنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلْدُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)). فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ بَيْنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةَ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا

نے سفیان سے کہا معمر تو زہری سے یوں نقل کرتا ہے اعلقت عنہ انہوں نے کہا کہ معمر نے یاد نہیں رکھا۔ مجھے یاد ہے زہری نے یوں کہا تھا اعلقت علیہ اور سفیان نے اس تحنیک کو بیان کیا جو بچہ کو پیدائش کے وقت کی جاتی ہے سفیان نے انگلی حلق میں ڈال کر اپنے کولے کو انگلی سے اٹھایا تو سفیان نے اطلاق کا معنی بچے کے حلق میں انگلی ڈال کر تالو کو اٹھایا انہوں نے یہ نہیں کہا اعلقوا عنہ شینا۔

يَقُولُ: أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ: لَمْ يَحْفَظْ
أَعْلَقْتُ عَنْهُ حِفْظَتُهُ، مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ
وَوَصَفَ سَفْيَانَ الْعَلَامُ يُحَنِّكُ بِالْإِصْبَعِ
وَأَذْخَلَ سَفْيَانُ فِي حَنَكِهِ إِنَّمَا يَعْنِي رَفَعَ
حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلَقُوا عَنْهُ شَيْنًا.

[راجع: ۵۶۹۲]

باب

۲۲- باب

اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا باب سابق کا تتمہ ہے۔

(۵۷۱۴) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر اور یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (مرض الموت میں) رسول اللہ ﷺ کے لیے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے بیماری کے دن میرے گھر میں گزارنے کی اجازت اپنی دوسری بیویوں سے مانگی جب اجازت مل گئی تو آنحضرت ﷺ دو اشخاص حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان ان کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے، آپ کے مبارک قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا تمہیں معلوم ہے وہ دوسرے صاحب کون تھے جن کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کے حجرے میں داخل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ کا مرض بڑھ گیا تھا کہ مجھ پر سات مشک ڈالو جو پانی سے لبریز ہوں۔ شاید میں لوگوں کو کچھ نصیحت کر سکوں۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ کو ہم نے ایک لگن میں بٹھایا جو آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا تھا اور آپ پر حکم کے مطابق مشکوں سے پانی ڈالنے لگے آخر آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ بس ہو چکا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ صحابہ کے

۵۷۱۴- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ قَالَ
الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
بْنُ عَتَبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا نَقَلَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي
أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ
رَجُلَيْنِ تَخَطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ
وَأَخْرَجَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: هَلْ
تَذَرِي مِنَ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ
عَائِشَةُ؟ قُلْتُ لَا. قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ، قَالَتْ
عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ، بَعْدَمَا دَخَلَ بَيْنَهَا
وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ: ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ
قُرْبٍ لَمْ تُخَلَّلْ أَوْ كَيْتُهُنَّ لَعَلِّي أَغْهَدُ إِلَى
النَّاسِ)) قَالَتْ: فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ
لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُ
عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقُرْبِ حَتَّى جَعَلَ يُشِيرُ
إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ: وَخَرَجَ إِلَى
النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ.

[راجع: ۱۹۸]

۲۳- باب العُدْرَة

مجمع میں گئے، انہیں نماز پڑھائی اور انہیں خطاب فرمایا۔

باب عذرہ یعنی حلق کے کواکے گر جانے کا علاج جسے عربی

میں سقوط اللہاء کہتے ہیں۔

(۵۷۱۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ام قیس بنت محسن اسدیہ نے انہیں خبر دی، ان کا تعلق قبیلہ خزیمہ کی شاخ بنی اسد سے تھا وہ ان ابتدائی مہاجرات میں سے تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں (انہوں نے بیان کیا کہ) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر آئیں۔ انہوں نے اپنے لڑکے کے عذرہ کا علاج تالو دبا کر کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخر تم عورتیں کیوں اپنی اولاد کو یوں تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ اس مرض میں عود ہندی کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ ان میں ایک ذات الجنب کی بیماری بھی ہے (عود ہندی سے) آنحضرت ﷺ کی مراد کست تھی یہی عود ہندی ہے۔ اور یونس اور اسحاق بن راشد نے بیان کیا اور ان سے زہری نے اس روایت میں بجائے اعلقت علیہ کے علقنت علیہ نقل کیا ہے

اور لغت کی رو سے اعلقت صحیح ہے ماخوذ اعلاق سے اور اعلاق کہتے ہیں بچے کے حلق کو دبانے اور ملنا۔ یونس کی روایت کو امام مسلم نے اور اسحاق کی روایت کو آگے چل کر خود امام بخاری نے وصل کیا ہے۔

باب پیٹ کے عارضہ میں کیا دوا دی جائے؟

(۵۷۱۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو المتوکل نے اور ان سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں شمد پلاؤ۔ انہوں نے پلایا اور پھر واپس آکر کہا کہ میں نے انہیں شمد پلایا لیکن

۵۷۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسِ بْنِ مُحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةِ - أَسَدَ خُزَيْمَةَ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى اللَّاتِي بَايَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا قَدْ بَخَلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى مَا تَذْعُرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ)). يُرِيدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُودُ الْهِنْدِيُّ. وَقَالَ يُونُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ((عَلَقْتُ عَلَيْهِ)). [راجع: ۵۶۹۲]

۲۴- باب دَوَاءِ الْمَبْطُونِ

۵۷۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنَهُ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلًا)) فَسَقَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَقَيْتُهُ

فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ: ((صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَّبَ بَطْنُ أَخِيكَ)). تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ.

ان کے دستوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے (آخر شد ہی سے اسے شفا ہوئی) محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو نصر بن شمیم نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

[راجع: ۵۶۸۴]

تشريح شد کے بارے میں خود ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (النحل: ۶۹) یعنی شد میں لوگوں کے لیے شفا ہے کیونکہ یہ بیشتر نباتات کا قیمتی نجوڑ ہے جسے شد کی کھسی نباتات کے پھولوں کا رس چوس چوس کر جمع کرتی ہے۔ اس روایت میں جس مریض کا ذکر ہے اسے شد پلاتے پلاتے از خود دست بند ہو گئے۔ جب پیٹ کا سب فاسد مادہ نکل گیا تو شد نے مکمل طریقے سے اس شخص پر اپنا اثر کیا۔ یعنی اس کے دست روک دیئے یہی اصل الاصول ہو میو پیتھک علاج کی بنیاد ہے۔

۲۵- باب لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ
ایک بیماری ہے۔

بعضوں نے کہا کہ پیٹ میں کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے زہریلے اثرات سے آدمی کا رنگ زرد کر دیتا ہے اور آدمی اس سے مجسم الہی ہلاک ہو جاتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

۵۷۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَذْوَى، وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةً)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الطَّبَاءُ فَيَأْتِي الْبُعِيزُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيَجْرِبُهَا؟ فَقَالَ: ((فَمَنْ أَغْدَى الْأَوَّلُ؟)). رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

۵۷۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَابُ بْنُ

(۵۷۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انیس ابوسلمہ بن عبدالرحمن وغیرہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں چھوت چھات صفر اور الوکی نحوست کی کوئی اصل نہیں اس پر ایک اعرابی بولا کہ یا رسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آ جاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟ اس کی روایت زہری نے ابوسلمہ اور حضرت سنان بن سنان کے واسطے سے کی ہے۔

[راجع: ۵۷۰۷]

۲۶- باب ذَاتُ الْجَنْبِ
باب ذات الجنب (نمونہ) کا بیان

یہ پہلی کاورم ہوتا ہے جو سل اور دق کی طرح بڑی مملک بیماری ہے اس کا علاج ضروری ہے۔

۵۷۱۸- ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے

خبر دی، انہیں اسحاق نے، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ کو عبد اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ام قیس بنت محسن جو ان اگلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ حضرت عکاشہ بن عسّ بن عبد اللہ کی بہن تھیں، خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اس بچے کا کوا کرنے میں تالو دبا کر علاج کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو کہ تم اپنی اولاد کو اس طرح تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو عود ہندی (کوٹ) اس میں استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفا ہے جن میں سے ایک نمونیہ بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد عود ہندی سے کست تھی جسے قسط بھی کہتے ہیں یہ بھی ایک لغت ہے۔

بَشِيرٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى اللَّائِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ أَخْتُ عَكَاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرْتَهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَابِنَ لَهَا وَقَدْ عُلِقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى مَا تَدْعُرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهِذِهِ الْأَغْلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ)). يُرِيدُ الْكُسْتَ يَغْنِي الْقُسْطُ قَالَ: وَهِيَ لُغَةٌ.

[راجع: ۵۶۹۲]

عود ہندی اور عود بحرّی دونوں جڑیں ہوتی ہیں ان دونوں کو ملا کر ناس بنانا اور ناک میں ڈالنا ایسے امراض کے لیے بے حد مفید ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور یہ دونوں دوائیں پلی کے ورم میں بھی بہت کام آتی ہیں۔

(۲۱-۲۰-۵۷۱۹) ہم سے عارم نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی کے سامنے ابو قلابہ کی لکھی ہوئی احادیث پڑھی گئیں ان میں وہ احادیث بھی تھیں جنہیں (ایوب نے ابو قلابہ سے) بیان کیا تھا اور وہ بھی تھیں جو ان کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی تھیں۔ ان لکھی ہوئی احادیث کے ذخیرہ میں انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی تھی کہ ابو طلحہ اور انس بن نضر نے انس رضی اللہ عنہ کو داغ لگا کر ان کا علاج کیا تھا یا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خود اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔ اور عباد بن منصور نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ انصار کے بعض گھرانوں کو زہریلے جانوروں کے کاٹنے اور کان کی تکلیف میں جھاڑنے کی اجازت دی تھی تو انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ذات الجنب کی بیماری میں مجھے داغا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور اس وقت ابو طلحہ، انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم موجود تھے اور

۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱- حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: قُرِئَ عَلَيَّ أَيُّوبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هَذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ أَوْ كَوَاهُ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ. وَقَالَ عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَدْنَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ بَيْتِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأَذْنِ. قَالَ أَنَسٌ: كَوَيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيٌّ وَشَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي.

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دانا تھا۔

[طرفہ بی : ۵۷۲۱]۔

داغنا اگرچہ رسول کریم ﷺ کو پسند نہیں ہے مگر بحالت مجبوری ایسے مواقع پر حد جواز کی اجازت ہے۔

۲۷- باب خَرَقِ الْحَصِيرِ لِيَسْدَ بِهِ الدَّمَ

زخم پر لگانا

(۵۷۲۲) مجھ سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، اور ان سے سل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے سر پر (احد کے دن) خود ٹوٹ گیا، آپ کا مبارک چہرہ خون آلود ہو گیا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بھر بھر کر پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ مبارک سے خون دھو رہی تھیں۔ پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون پانی سے بھی زیادہ آ رہا ہے تو انہوں نے ایک بوریا جلا کر رسول اللہ ﷺ کے زخموں پر لگایا اور اس سے خون رکا۔

۵۷۲۲- حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَلِّ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ : لَمَّا كُسِرَتْ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْبَيْضَةُ وَأَذْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رِبَاعِيَّتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمَجْنُ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَخْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَقَأَ الدَّمَ. [راجع: ۲۴۳]

خود لوہے کا سر کو ڈھانکنے والا کن ٹوپ یہ ٹوٹ کر چہرہ مبارک میں گھس گیا تھا اس وجہ سے چہرہ خون آلود ہو گیا تھا اس موقع کا یہ ذکر ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔

باب بخار دوزخ کی بھاپ سے ہے

(۵۷۲۳) مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار جنم کی بھاپ میں سے ہے پس اس کی گرمی کو پانی سے بجھاؤ۔ نافع نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (کو جب بخار آتا تو) یوں دعا کرتے کہ ”اے اللہ! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے۔“

۲۸- باب الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ۵۷۲۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ))، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ: اكْشِفْ عَنَّا الرُّجْزَ.

[راجع: ۳۲۶۴]

حرارت کی بنا پر دوزخ کی بھاپ سے تشبیہ دی گئی ہے وصدق رسول اللہ ﷺ بخار پر صبر کرنا ہی ثواب ہے اور تندرستی کی دعا اتنا ہی درست ہے آنحضرت ﷺ بکثرت دعا فرمایا کرتے تھے اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت

کے لیے سوال کرتا ہوں۔

۵۷۲۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ مَسْلَمَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتْ الْمَاءَ فَصَبَتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَنْبِهَا وَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَّهَا بِالْمَاءِ.

(۵۷۲۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے فاطمہ بنت منذر نے بیان کیا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں جب کوئی بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تھی تو اس کے لیے دعا کرتیں اور اس کے گریبان میں پانی ڈالتیں وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

ایک روایت میں ہے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو مراد وہ بخار ہے جو صغیر کے جوش سے ہو اس میں ٹھنڈے پانی سے نہانا یا ہاتھ پاؤں کا دھونا بھی مفید ہے۔ اسے آج کی ڈاکٹری نے بھی تسلیم کیا ہے شدید بخار میں برف کا استعمال بھی اسی قبیل سے ہے۔

۵۷۲۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ)).

(۵۷۲۵) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ میرے والد نے مجھ کو خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

[راجع: ۳۲۶۳]

۵۷۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَلِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ)).

(۵۷۲۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاخوص نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن مسروق نے بیان کیا، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے دادا رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے پس اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔

[راجع: ۳۲۶۲]

مروجہ ڈاکٹری کا ایک شعبہ علاج پانی سے بھی ہے جو کافی ترقی پذیر ہے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اللہ پاک نے جمیع علوم نافعہ کا خزانہ بنا کر مبعوث فرمایا تھا چنانچہ فن طبابت میں آپ کے پیش کردہ اصول اس قدر جامع ہیں کہ کوئی بھی عقلمند ان کی تردید نہیں کر سکتا۔ (ﷺ)۔

باب جہاں کی آب و ہوا ناموافق ہو وہاں سے نکل کر
دوسرے مقام پر جاننا درست ہے

۲۹- بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَاقِمُهُ

(۵۷۲۷) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل اور عربینہ کے کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم موسیٰ والے ہیں ہم لوگ اہل مدینہ کی طرح کاشتکار نہیں ہیں۔ مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے چند اونٹوں اور ایک چرواہے کا حکم دیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ باہر چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پیئیں۔ وہ لوگ چلے گئے لیکن حرہ کے نزدیک پہنچ کر وہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ پڑے جب آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی دوڑائے پھر آپ نے ان کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی، ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور حرہ کے کنارے انہیں چھوڑ دیا گیا، وہ اسی حالت میں مر گئے۔

[راجع: ۲۳۳]

آب و ہوا کی ناموافقت پر آپ نے ان لوگوں کو مدینہ سے حرہ بھیج دیا تھا بعد میں وہ مرتد ہو کر ڈاکو بن گئے اور انہوں نے ایسی حرکت کی جن کی یہی سزا مناسب تھی جو ان کو دی گئی۔ حدیث سے باب کا مطلب ظاہر ہے حدیث اور باب میں مطابقت واضح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کی آب و ہوا ناموافق آنے کی وجہ سے باہر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

باب طاعون کا بیان

(۵۷۲۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے کہا کہ مجھے حبیب بن ابی ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے سنا، کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سعد بن ابی وقاص سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ سے نکلو بھی مت (حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے) کہا

۵۷۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رَجُلًا مِنْ عَكْلٍ وَغُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ وَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رَيْفٍ وَاسْتَوَخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَبِدَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامٍ وَقَتَلُوا رَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاسْتَأْفَوْا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتَرَكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ.

۳۰- باب مَا يُذَكَّرُ فِي الطَّاعُونِ

۵۷۲۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ فِي أَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا)) فَقُلْتُ أَنْتَ

سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا يُنْكِرُهُ؟ قَالَ :
نَعَمْ. [راجع: ۳۴۷۳]

تم نے خود یہ حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا؟ فرمایا کہ ہاں۔

کشیح طاعون کو پلگ بھی کہتے ہیں یہ بہت ہی قدیم بیماری ہے اور اکثر کتابوں میں اس کا کچھ نہ کچھ ذکر موجود ہے۔ قطلانی نے کہا طاعون ایک بھنسی ہے یا ورم جس میں سخت بخار کے ساتھ بہت ہی زیادہ جلن ہوتا ہے اکثر یہ ورم بغل اور گردن میں ہوتا ہے اور کبھی اور مقاموں میں بھی ہو جاتا ہے۔ سورہ تغابن ہر روز تلاوت کرنے میں طاعون سے محفوظ رہنے کا عمل ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے طاعون کے متعلق اپنے ذاتی مفید تجربات تحریر فرمائے جو شرح وحیدی میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ پہلے یہ مرض بحکم الہی اچانک نمودار ہو کر وسیع پیمانے پر پھیل جاتا تھا تاریخ میں ایسی بہت سی تفصیلات موجود ہیں آج کل اللہ کے فضل سے یہ مرض نہیں ہے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو ایسے امراض سے محفوظ رکھے، آمین۔

(۵۷۲۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب نے، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثعلبہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے جا رہے تھے جب آپ مقام سرغ برہنچے تو آپ کی ملاقات فوجوں کے امراء حضرت ابوبعیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے ہوئی۔ ان لوگوں نے امیر المؤمنین کو بتایا کہ طاعون کی وبا شام میں پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا لاؤ۔ آپ انہیں بلا لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتایا کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے، مہاجرین اولین کی رائیں مختلف ہو گئیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی باقی ماندہ جماعت آپ کے ساتھ ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ انہیں اس وبا میں ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا اب آپ لوگ تشریف لے جائیں پھر فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ میں انصار کو بلا کر لایا آپ نے ان سے بھی مشورہ کیا اور انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا کوئی کہنے لگا چلو، کوئی کہنے لگا لوٹ جاؤ۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اب آپ لوگ بھی تشریف لے جائیں پھر فرمایا کہ یہاں پر جو قریش کے بڑے بوڑھے ہیں جو فتح مکہ کے وقت

۵۷۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرِغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَقَالَ عُمَرُ : ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاَهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : قَدْ خَرَجْنَا لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ نَرْجِعَ عَنْهُ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَلَا نَرَى أَنْ نَقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ ، فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي ، ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِي الْأَنْصَارِ فَدَعَوْنَهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ

اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے انہیں بلا لاؤ، میں انہیں بلا کر لایا۔ ان لوگوں میں کوئی اختلاف رائے پیدا نہیں ہوا سب نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وہابی ملک میں لوگوں کو لے جا کر نہ ڈالیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہو کر واپس مدینہ منورہ لوٹ جاؤں گا تم لوگ بھی واپس چلو۔ صبح کو ایسا ہی ہوا حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ نے کہا کیا اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کر رہے ہیں لیکن اللہ ہی کی تقدیر کی طرف۔ کیا تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم انہیں لے کر کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز شاداب اور دوسرا خشک۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہو گا اور خشک کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہو گا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ آگئے وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہیں تھے انہوں نے بتایا کہ میرے پاس مسئلہ سے متعلق ایک ”علم“ ہے۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی سرزمین میں (وہا کے متعلق) سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب ایسی جگہ وہاں آجائے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور پھر واپس ہو گئے۔

حضرت عمرؓ نے ایسا جواب دیا جو بہت ہی لاجواب تھا لیکن بھانگنا بھی بتقدیر الہی ہے کیونکہ کوئی کام دنیا میں جب تک تقدیر میں نہ ہو واقع نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کسی ملک یا قصبہ میں وہا واقع ہو تو وہاں نہ جانا بلکہ وہاں سے لوٹ آنا درست ہے اور یہی آنحضرت ﷺ کا بھی ارشاد تھا لیکن حضرت عمرؓ کو اس کی خبر نہ تھی ان کی رائے ہمیشہ حکم الہی کے موافق ہوا کرتی تھی۔ اس مسئلہ میں بھی موافق ہوئی۔ حضرت عمرؓ مع ساتھیوں کے مدینہ کی طرف لوٹ کر چلے۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ کہنے لگے کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا اگر یہ کلمہ کوئی اور کہتا تو اس کو سزا دیتا۔ یہ قصہ طاعون عمواس سے تعلق رکھتا ہے یہ سنہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ شام کے ملک کا سرکاری دورہ کرنے نکلے تھے کہ طاعون عمواس کا ذکر آپ کے سامنے کیا گیا اس وقت ملک شام آپ نے کئی مواضع میں تقسیم کر رکھا تھا ہر جگہ فوج کا ایک ایک سردار تھا۔ خالد بن ولیدؓ اور زید بن ابی سفیانؓ اور شرجیل بن حسنہؓ اور عمرو بن عاصؓ یہ سب گورنر تھے۔

وَآخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: اِذْغِ لِي مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنْ مَشِيخَةٍ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوا: نَرَى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَلَمْ فَنَادِ عُمَرُ فِي النَّاسِ اِنِّي مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَاَصْبَحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اِفْرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرَكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ، نَعَمْ. نَفِرُ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ اِلٰى قَدَرِ اللَّهِ اَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اَيْلٌ هَبَطَتْ وَاَدْبَا لَهُ عُذُوَّتَانِ اِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَذْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَذْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ: اِنْ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اِذَا سَمِعْتُمْ بِدَ بَارِضٍ فَلَا تُقَدِّمُوا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا اِفْرَارًا مِنْهُ)). قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهُ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ. [احترقہ فی: ۵۷۳، ۶۹۷۳]

تشریح

(۵۷۳۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبد اللہ بن عامر نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے لیے روانہ ہوئے جب مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم وبا کے متعلق سنو کہ وہ کسی جگہ ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ وبا پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے بھی مت بھاگو۔ (وبا میں طاعون ہیضہ وغیرہ سب داخل ہیں۔)

(۵۷۳۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نعیم مجمر نے اور انہوں نے کہا ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ طاعون آسکے گا۔

دوسری روایت میں کہ کا بھی ذکر ہے۔ اب یہ نقل ”کہ سنہ ۷۴ھ میں مدینہ منورہ میں طاعون آیا تھا صحیح نہیں ہے۔“ بعضوں نے کہا کہ کتاب الفتن میں حضرت امام بخاری نے طاعون کے متعلق جو روایت نقل کی ہے اس میں لفظ ان شاء اللہ نقل کیا ہے جس سے مدینہ و مکہ میں مہلت ایڑی پر ان وباؤں کو متعلق کیا ہے۔

(۵۷۳۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم نے بیان کیا، کہا مجھ سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یحییٰ بن سیرین کا کس بیماری میں انتقال ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ طاعون میں۔ بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔

۵۷۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرِغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)). [راجع: ۵۷۲۹]

۵۷۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَعِيمِ الْمُجَمِّرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ الْمَسِيحُ وَلَا الطَّاعُونُ)). [راجع: ۱۸۸۰]

۵۷۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا الْوَاحِدُ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ قَالَتْ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْيَى بَمَا مَاتَ؟ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُونِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)).

[راجع: ۲۸۳۰]

امام احمد نے روایت کیا کہ طاعون سے مرنے والے اور شہید قیامت کے دن جھگڑیں گے طاعون والے کہیں گے ہم بھی شہیدوں کی طرح مارے گئے اللہ پاک فرمائے گا اچھا ان کے زخموں کو دیکھو پھر دیکھیں گے تو ان کا زخم بھی شہیدوں کی طرح ہو گا اور ان کو شہیدوں جیسا ثواب ملے گا۔ امام نسائی نے بھی عقبہ بن عبد سے مرفوعاً ایسی ہی حدیث روایت کی ہے مگر صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الجنائز میں اس سے مختلف روایت بھی نقل کی ہے، واللہ اعلم۔

۵۷۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ

(۵۷۳۳) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان

سَمِي عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ شَهِيدٌ)). [راجع: ٦٥٣]

سے سمی نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پیٹ کی بیماری میں یعنی ہیضہ سے مرنے والا شہید ہے اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔

طاعون ایک بڑی خطرناک وبائی بیماری ہے جس نے بارہا نوع انسانی کو سخت ترین نقصان پہنچایا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کے بارہا حملے ہوئے اور لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے۔ اسلام میں طاعون زدہ مسلمان کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے طاعون عذاب الہی ہے جو کثرت معاصی سے دنیا پر مسلط کیا جاتا ہے، اللہم احفظنا منه۔

باب ۳۱ - باب أَجْرِ الصَّابِرِ
فی الطَّاعُونِ

طاعون نہ ہو، اس کی فضیلت کا بیان

۵۷۳۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ أَنَّهَا أَخْبَرَتْنَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَنْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهَا اللَّهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ)). [راجع: ۳۴۷۴]

۵۷۳۴) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن بریدہ نے، ان سے یحییٰ بن عمر نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اس کو بھیجتا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنین (امت محمدیہ کے لیے) رحمت بنا دیا اب کوئی بھی اللہ کا بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون پھوٹ پڑی ہو اور یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے اس کے سوا اس کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور پھر طاعون میں اس کا انتقال ہو جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔ حبان بن حلال کے ساتھ اس حدیث کو نصر بن شمیل نے بھی داؤد سے روایت کیا ہے۔

ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ طاعون اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی ملک میں بدکاری عام طور پر پھیل جاتی ہے۔ مولانا روم نے سچ کہا ہے۔ وزنا خیزد و باندر جہات۔ مسلمان کے لیے طاعون کی موت مرنا شہادت کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں ذکر ہے۔

باب ۳۲ - باب الرُّقَى بِالْقُرْآنِ
وَالْمُعَوَّذَاتِ

باب قرآن مجید اور معوذات پڑھ کر
مرضیٰ پر دم کرنا

قططانی نے کہا کہ روایت ذیل سے دم جھاڑ کا جواز نکلتا ہے بشرطیکہ اللہ کے کلام اور اس کے اسماء یا صفات سے ہو اور عربی زبان میں ہو اس کے معانی معلوم ہوں اور بشرطیکہ یہ اعتقاد نہ رہے کہ دم جھاڑ کرنا بذاتہ مؤثر ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے

مؤثر ہو سکتے ہیں۔ جیسے دوا اللہ کے حکم سے مؤثر ہوتی ہے۔

(۵۷۳۵) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انیس معمر نے، انیس زہری نے، انیس عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفا میں اپنے اوپر معوذات (سورۃ الفلق والناس اور سورۃ الاخلاص) کا دم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کے لیے دشوار ہو گیا تو میں ان کا دم آپ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر بھی پھیر لیتی تھی۔ پھر میں نے اس کے متعلق پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کس طرح دم کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ اپنے ہاتھ پر دم کر کے ہاتھ کو چہرے پر پھیرا کرتے تھے۔

باب سورۃ فاتحہ سے دم کرنا، اس باب میں حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک روایت کی ہے

(۵۷۳۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابوبشر نے، ان سے ابوالمتوکل نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ در حالت سفر عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے۔ قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہیں کی کچھ دیر بعد اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا، اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ سے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا کوئی جھاڑنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ تم لوگوں نے ہمیں مسمان نہیں بنایا اور اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے لیے اس کی مزدوری نہ مقرر کر دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند بکریاں دینی منظور کر لیں پھر (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے اور اس پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔ اس سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ چنانچہ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے لیکن صحابہ نے کہا کہ جب تک ہم نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے پھر جب آنحضرت ﷺ سے پوچھا تو آپ مسکرائے اور

۵۷۳۵ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفُثُ؟ قَالَ: كَانَ يَنْفُثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ. [راجع: ۴۴۳۹]

۳۳ - بَابُ الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۷۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ لَدَغَ سَيْدٌ أَوْلَيْكَ فَقَالُوا هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوا: إِنْكُمْ لَمْ تَقْرُؤُوا وَلَا تَفْعَلُوا حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُمْ قُطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُرَاقَهُ وَيَنْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا الشَّاءَ فَقَالُوا: لَا نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((وَمَا أَذْرَاكَ أَنَّهَا رُقِيَةٌ خَلَّوْهَا وَاضْرِبُوا لِي

فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ سورہ فاتحہ سے دم بھی کیا جاسکتا ہے، ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ۔ [راجع: ۲۲۷۶]

بہت سے مسائل اور سورہ فاتحہ کے فضائل کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی جائز ہے مگر نیت وقت صرف کرنے کی اجرت ہونا چاہیے کیونکہ تعلیم قرآن اتنا بڑا عمل ہے کہ اس کی اجرت نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ جاننے والوں سے معلوم کر لینا ضروری ہے بلکہ تحقیق کرنا لازم ہے اور اندھمی تقلید بالکل ناجائز ہے۔

باب سورہ فاتحہ سے دم جھاڑا کرنے میں (بکریاں لینے کی) شرط لگانا

۳۴- باب الشَّرْطِ فِي الرُّقِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(۵۷۳۷) ہم سے سیدان بن مضارب ابو محمد باہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معشر یوسف بن یزید البراء نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن اخس ابو مالک نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ چند صحابہ ایک پانی سے گزرے جس کے پاس کے قبیلہ میں ایک بچھو کا کاٹا ہوا (لدیغ یا سلیم راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شبہ تھا) ایک شخص تھا۔ قبیلہ کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں میں کوئی دم جھاڑا کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا ہے چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورہ فاتحہ پڑھی، اس سے وہ اچھا ہو گیا وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے اسے قبول کر لینا پسند نہیں کیا اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لے لی۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ان صاحب نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ آپ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔

۵۷۳۷- حَدَّثَنِي سَيِّدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ بَصْرِيُّ هُوَ صَدُوقٌ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي غُنَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمْ نَفَرُوا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ إِنْ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَانْطَلِقْ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذَلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا؟ حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ)).

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احتیاط کو ملاحظہ کیا جائے کہ جب تک آنحضرت ﷺ سے تحقیق نہ کی بکریوں کو ہاتھ نہیں لگایا ہر مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے خاص طور پر دین و ایمان کے لیے جس قدر احتیاط سے کام لیا جائے کم ہے مگر ایسا احتیاط کرنے والے آج عفا فیہ الاما شاء اللہ۔ حضرت مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے

اور آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کا مہر تعلیم قرآن پر کر دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

باب نظرد لگ جانے کی صورت میں دم کرنا

(۵۷۳۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے معبد بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن شداد سے سنا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا یا (آپ نے اس طرح بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ نظرد لگ جانے پر معوذتین سے دم کر لیا جائے۔

معوذتین اور سورہ فاتحہ پڑھنا بہترین مجرب دم ہیں نیز دعاؤں میں اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق مجرب دعا ہے۔

(۵۷۳۹) ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن وہب بن عطیہ دمشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ولید زبیدی نے بیان کیا، کہا ہم کو زہری نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظرد لگنے کی وجہ سے) کالے دھبے پڑ گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر دم کرادو کیونکہ اسے نظرد لگ گئی ہے۔ اور عقیل نے کہا ان سے زہری نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ محمد بن حرب کے ساتھ اس حدیث کو عبد اللہ بن سالم نے بھی زبیدی سے روایت کیا ہے۔

اسے زہری نے زہرات میں وصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نظرد کا لگ جانا حق ہے جیسے کہ دوسری حدیث میں وارد ہے۔ مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں کہ نظرد والے پر آیت ﴿وَأَن يَكَادَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَنْجُونٌ﴾ (القلم: ۵۱) پڑھ کر پھوٹے یہ عمل مجرب ہے۔ شرکیہ دم جہاز کرنا قطعاً حرام بلکہ شرک ہے، اعوذنا اللہ عنہم آمین۔

باب نظرد کا لگنا حق ہے

(۵۷۴۰) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نظرد لگنا حق ہے اور آنحضرت ﷺ نے جسم پر گودنے سے منع فرمایا۔

۳۵- باب رُقِيَةِ الْعَيْنِ

۵۷۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ.

۵۷۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ بْنُ عَطِيَّةَ الدَّمَشَقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ غُرُورَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ: ((اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النُّظْرَةَ)). وَقَالَ غَقِيلٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا غُرُورَةُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ.

تَشْرِيحُ

۳۶- باب الْعَيْنُ حَقٌّ

۵۷۴۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو نظریہ انکار کرتے ہیں اللہ نے انسانی نظر میں بڑی تاثیر رکھی ہے جیسا کہ مشاہدات سے ثابت ہو رہا ہے علم مسریم کی بنیاد بھی صرف انسانی نظر کی تاثیر پر ہے۔

باب سانپ اور بچھو کے کاٹے پر دم کرنا جائز ہے ۳۷- باب رُقِيَّةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

(۵۷۴۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن اسود نے اور ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کی نبی کریم ﷺ نے اجازت دی ہے۔

۵۷۴۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقِيَّةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ: رَخَصَ النَّبِيُّ ﷺ الرُّقِيَّةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چوبیسواں پارہ

۳۸- باب رُقِيَةِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۷۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْرَةَ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ أَنَسٌ: أَلَا أَرَقِيكَ بِرُقِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَلَى، قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

باب رسول کریم ﷺ نے بیماری سے شفا کے لیے کیا دعا

پڑھی ہے؟

(۵۷۴۲) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن مہیب نے بیان کیا کہ میں اور ثابت بنانی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ثابت نے کہا ابو حمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر کیوں نہ میں تم پر وہ دعا پڑھ کر دم کر دوں جسے رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ ثابت نے کہا کہ ضرور کیجئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس پر یہ دعا پڑھ کر دم کیا۔ ”اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

تشریح حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ کی طبیعت اس وقت کچھ ناساز تھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان لفظوں سے آپ پر دم کیا۔ بسم اللہ ارقیک من کل شئی یوذیک من شر کل نفس او عین حاسدہ اللہ یشفیک (رواہ مسلم) دم جھاڑ کرنے والوں کو ایسی مسنون دعاؤں سے دم کرنا چاہیئے اور خود ساختہ دعاؤں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسنون دعاؤں سے دم کرنا کرنا بھی سنت ہے اور یقیناً مسنون دعاؤں سے دم کرنے کرانے کا بڑا زبردست اثر ہوتا ہے۔

۵۷۴۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

(۵۷۴۳) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے مسلم بن صبیح نے، ان سے مسروق نے

اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بعض (بیماروں) پر یہ دعا پڑھ کر دم کرتے اور اپنا دوا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔ ”اے اللہ! لوگوں کے پالنے والے! تکلیف کو دور کر دے اسے شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا (دے) کہ کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہ جائے۔“ سفیان ثوری نے بیان کیا کہ میں نے یہ دعا منصور بن معتمر کے سامنے بیان کی تو انہوں نے مجھ سے یہ ابراہیم نخعی سے بیان کی، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح بیان کی۔

(۵۷۴۴) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ دم کیا کرتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے ”تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے پالنے والے! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے، تیرے سوا تکلیف کو دور کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔“

یہ فرما کر آپ نے شرک کی جڑ بنیاد اکھڑ دی۔ جب اس کے سوا کوئی درد دکھ تکلیف دفع نہیں کر سکتا تو اس کے سوا کسی بت دیوتا یا پیر کو پکارنا محض نادانی و حماقت ہے۔ اس سے قبور یوں کو سبق لینا چاہیے جو دن رات اہل قبور سے استمداد کرتے رہتے ہیں اور مزارات بزرگوں کو قبلہ حاجات سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن پاک کا بیان ہے ﴿ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له﴾ (الحج: ۷۳) حاجات کے لیے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو یہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اس آیت میں سارے دیوی دیوتا پیروں ویوں کے متعلق کہا گیا ہے جن کو لوگ پوجتے ہیں۔

(۵۷۴۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد ربہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ مریض کے لیے (کلے کی انگلی زمین پر لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے۔ ”اللہ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارا مریض شفا پا جائے ہمارے رب کے حکم سے۔“

(۵۷۴۶) مجھ سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن سعید نے، انہیں عمرو نے اور ان سے

عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيَمْنَى وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهَبِ الْبَاسَ اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا، فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

[راجع: ۵۶۷۵]

۵۷۴۴- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ: ((امْسَحِ النَّاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءَ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ)). [راجع: ۵۶۷۵]

۵۷۴۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: ((بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقَمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)). [طرفه في: ۵۷۴۶]

۵۷۴۶- حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دم کرتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”ہماری زمین کی مٹی اور ہمارا بعض تھوک ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا ہو۔“

عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي الرُّقِيَّةِ: ((تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرَبْقَةُ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)).

[راجع: ۵۷۴۵]

تشریح نووی نے کہا آنحضرت ﷺ اپنا تھوک گلے کی انگلی پر لگا کر اس کو زمین پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے پھر وہ مٹی زخم یا درد کے مقام پر لگواتے اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی تھی۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وان هذا من باب التبرک باسماء الله تعالى واثار رسوله واما وضع الاصبع بالارض فلعله خاصيته في ذالك او بحكمة اخفاء آثار القدرة بمباشرة الاسباب المعتاد (فتح) یعنی یہ اللہ پاک کے مبارک ناموں کے ساتھ برکت حاصل کرنا اور اس کے رسول کے آثار کے ساتھ اس پر انگلی رکھنا پس یہ شاید اس کی خاصیت کی وجہ سے ہو یا آثار قدرت کی کوئی پوشیدہ حکمت اس میں ہو جو اسباب ظاہری کے ساتھ میل رکھتی ہو آثار رسول سے وہ انگلی مراد ہے جو آپ زمین پر رکھ کر مٹی لگا کر دعا پڑھتے تھے۔ بناوٹی آثار مراد نہیں ہیں۔

باب دعا پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا اس طرح کہ منہ سے ذرا سا تھوک بھی نکلے

۳۹- باب النَّفْثِ فِي الرُّقِيَّةِ

(۵۷۴۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور علم (برا خواب جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو برا ہو تو جاگتے ہی تین مرتبہ بائیں طرف تھو تھو کرے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے، اس طرح خواب کا اسے نقصان نہیں ہو گا اور ابو سلمہ نے کہا کہ پہلے بعض خواب مجھ پر پھاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتا تھا جب سے میں نے یہ حدیث سنی اور اس پر عمل کرنے لگا، اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

۵۷۴۷- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)). وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا أَبَالِيَهَا.

[راجع: ۳۲۹۲]

حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اللہ کی پناہ چاہنا یہی منتر ہے منتر میں پھونکنا تھو تھو کرنا بھی ثابت ہوا۔

(۵۷۴۸) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے، ان

۵۷۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ

سے ابن شہاب زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لیے لیٹتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس اور الفلق سب پڑھ کر دم کرتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر جب آپ بیمار ہوتے تو آپ مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یونس نے بیان کیا کہ میں نے ابن شہاب کو بھی دیکھا کہ وہ جب اپنے بستر پر لیٹتے اسی طرح ان کو پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

ان سورتوں کا پڑھ کر دم کرنا مسنون ہے اللہ پاک جملہ بدعات مروجہ و شرکیہ دم جھاڑوں سے بچا کر سنت ماثورہ دعاؤں کو وظیفہ بنانے کی ہر مسلمان کو سعادت بخشے آمین۔

(۵۷۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر (جعفر) نے ان سے ابو المتوکل علی بن داؤد نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ (۳۰۰ نفر) ایک سفر کے لیے روانہ ہوئے جسے انہیں طے کرنا تھا راستے میں انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ میں پڑاؤ کیا اور چاہا کہ قبیلہ والے ان کی مہمانی کریں لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس قبیلہ کے سردار کو بچھونے کاٹ لیا اسے اچھا کرنے کی ہر طرح کی کوشش انہوں نے کر ڈالی لیکن کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر انہیں میں سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ جنہوں نے تمہارے قبیلہ میں پڑاؤ کر رکھا ہے ان کے پاس بھی چلو، ممکن ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی منتر ہو۔ چنانچہ وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہا لوگو! ہمارے سردار کو بچھونے کاٹ لیا ہے ہم نے ہر طرح کی بہت کوشش اس کے لیے کر ڈالی لیکن کسی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیا تم لوگوں میں سے کس کے پاس اس کے لیے کوئی منتر ہے؟ صحابہ میں سے ایک صاحب (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہاں واللہ میں جھاڑنا جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے کہا تھا کہ تم ہماری مہمانی کرو (ہم مسافر ہیں) تو تم نے انکار کر دیا تھا اس

ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، قالت: کان رسول اللہ ﷺ إذا أوی إلى فراشه نفث فی کفیه بقل هو اللہ أحد وبالمعوذتین جمیعاً ثم یمسح بہما وجہہ وما بلغت یداہ من جسده قالت عائشۃ: فلما اشتکی کان یأمرنی أن أفعل ذلک بہ. قال یونس: کنت أری ابن شہاب یصنع ذلک إذا أتى إلى فراشه. [راجع: ۵۰۱۷]

۵۷۴۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَلُّوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْقَرْبِ فَاسْتَضَاؤُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيَّفُوهُمْ فَلَدَغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْنَاهُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لَدَغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ. وَاللَّهِ إِنِّي لَرَاقٍ وَلَكِنَّ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا

لیے میں بھی اس وقت تک نہیں جھاڑوں گا جب تک تم میرے لیے اس کی مزدوری نہ ٹھہرا دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریوں (۳۰) پر معاملہ کر لیا۔ اب یہ صحابی روانہ ہوئے۔ یہ زمین پر تھوکتے جاتے اور الحمد للہ رب العالمین پڑھتے جاتے اس کی برکت سے وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی رسی کھل گئی ہو اور وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ بیان کیا کہ پھر وعدہ کے مطابق قبیلہ والوں نے ان صحابی کی مزدوری (۳۰ بکریاں) ادا کر دی بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو تقسیم کر لو لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں، پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں پوری صورت حال آپ کے سامنے بیان کر دیں پھر دیکھیں آنحضور ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس سے دم کیا جا سکتا ہے؟ تم نے بہت اچھا کیا جاؤ ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی اپنے ساتھ ایک حصہ لگاؤ۔

معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر قرآن مجید پڑھنے پڑھانے پر اپنے ایثار وقت کی مناسب اجرت لی جاسکتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ مشکوک امور کے لیے شریعت کی روشنی میں علماء سے تحقیق کر لینا ضروری ہے۔ آیت ﴿فَسْتَلْزَمُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (الحی: ۴۳) کا یہی مطلب ہے کہ جو بات نہ جانتے ہو اس کو جاننے والوں سے پوچھ لو جو لوگ اس آیت سے تقلید شخصی نکالتے ہیں وہ انتہائی جرأت کرتے ہیں یہ آیت تو تقلید شخصی کو کٹ کر ہر مسلمان کو تحقیق کا حکم دے رہی ہے۔

باب بیمار پر دم کرتے وقت درد کی جگہ پر

واہنا ہاتھ پھیرنا

(۵۷۵۰) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم بن ابوالصباح نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (اپنے گھر کے) بعض لوگوں پر دم کرتے وقت اپنا واہنا ہاتھ پھیرتے (اور یہ دعا پڑھتے تھے) ”تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے رب! اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے شفا وہی ہے جو تیری طرف سے ہو ایسی شفا کہ بیماری ذرا بھی باقی

فَصَالَحُوهُمْ عَلَىٰ قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَإِنْ طَلَقَ فَجَعَلْ يَنْفُلُ، وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، حَتَّىٰ لَكَائِمًا نَشِيطٌ مِنْ عِقَالٍ فَإِنْ طَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلْبَةٌ قَالَ: فَأَوْفُوهُمْ جُعِلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَفَى لَا تَفْعَلُوا، حَتَّىٰ نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَتَنْظَرُ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: ((وَمَا يُذَرِّكَ أَنَّهَا رُقْبَةٌ أَصْنَبُكُمْ؟ أَقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ)).

[راجع: ۲۲۷۶]

باب مَسْحِ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ
الْيَمْنَى

۵۷۵۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُ بِبَعْضِهِمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِينِهِ أَذْهَبَ النَّاسَ رَبُّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَائِكَ شِفَاءَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُورٍ

فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَنَحَوْهُ.

نہ رہ جائے۔“ (سفیان نے کہا کہ پھر میں نے یہ منصور سے بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے ابراہیم نخعی سے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور

[راجع: ۵۶۷۵]

ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ہی کی طرح بیان کیا۔

اس حدیث کی روشنی میں لفظ دست شفا رائج ہوا ہے۔ بعض ہاتھوں میں اللہ پاک یہ اثر رکھ دیتا ہے کہ وہ دم کریں یا کوئی نسخہ لکھ کر دیں اللہ ان کے ذریعہ سے شفا دیتا ہے ہر حکیم ڈاکٹر وید کو یہ خوبی نہیں ملتی الا ماشاء اللہ۔

باب عورت مرد پر دم کر سکتی ہے

(۵۷۵۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں معذات پڑھ کر پھونکتے تھے پھر جب آپ کے لیے یہ دشوار ہو گیا تو میں آپ پر دم کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی تھی (معمر نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ابن شہاب سے سوال کیا کہ آنحضرت ﷺ کس طرح دم کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر ان کو چہرے پر پھیر لیتے۔

۴۱- باب فِي الْمَرْأَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ

۵۷۵۱- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ بِالْمَعْوَذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنَا أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِيَهُنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لَبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفُثُ قَالَ: يَنْفُثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

[راجع: ۴۴۳۹]

اس طرح معذات کی تاثیر ہاتھوں میں اثر کر کے پھر چہرے پر بھی تاثرات پیدا کر دیتی ہے جو چہرے سے نمایاں ہونے لگتے ہیں اس لیے معذات کا دم کرنا اور ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بھی مسنون ہے۔

باب دم جھاڑ نہ کرانے کی فضیلت

۴۲- باب مَنْ لَمْ يَرْقِ

تَشْرِيحُ حافظ صاحب فرماتے ہیں قال ابن الاثير هذا من صفة الاولياء المومنين عن الدنيا واسبابها وعلاء قها وهؤلاء هم اخص الاولياء ولا يرد على هذا وقوع ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم فعلا وامرا لانه كان في اعلى مقامات الزمان ودرجات التوكل فكان ذلك منه تشريع وبيان الجواز (فتح) یعنی یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے جو دنیا اور اسباب و علائق دنیا سے بالکل منہ موڑ لیتے ہیں اور یہ خاص الخاص اولیاء ہوتے ہیں۔ اس سے اس پر کوئی شبہ وارد نہیں کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دم جھاڑ کرنا اور اس کے لیے حکم فرمانا ثابت ہے چونکہ آنحضرت ﷺ کو عرفان اور توکل کے اعلیٰ ترین درجات حاصل ہیں پس آپ نے شریعت میں ایسے امور بطور جواز کے خود کئے اور بتلائے۔

(۵۷۵۲) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حصین بن نمیر نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول

۵۷۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ (خواب میں) مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں۔ بعض نبی گزرتے اور ان کے ساتھ (ان کی اتباع کرنے والا) صرف ایک ہوتا۔ بعض گزرتے اور ان کے ساتھ دو ہوتے بعض کے ساتھ پوری جماعت ہوتی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا پھر میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کا کنارہ ڈھک گیا تھا میں سمجھا کہ یہ میری ہی امت ہوگی لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں پھر مجھ سے کہا کہ دیکھو میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمانوں کا کنارہ ڈھانپ لیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو ادھر دیکھو میں نے دیکھا کہ بہت سی جماعتیں ہیں جو تمام افق پر محیط تھیں۔ کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بے حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے پھر صحابہ مختلف جگہوں میں اٹھ کر چلے گئے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ ستر ہزار کون لوگ ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں اس کے متعلق مذاکرہ کیا اور کہا کہ ہماری پیدائش تو شرک میں ہوئی تھی البتہ بعد میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن یہ ستر ہزار ہمارے بیٹے ہوں گے جو پیدائش ہی سے مسلمان ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی نہیں کرتے، نہ منتر سے جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا کہ ہاں۔ ایک دوسرے صاحب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے کہ تم سے پہلے عکاشہ کے لیے جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: ((غَرَضْتُ عَلَيْكَ الْأُمَمَ فَجَعَلَ يَرُؤُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرَّجُلِ وَالنَّبِيَّ مَعَ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ مَعَ الرَّهْطِ وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَ أَحَدٍ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي، فَقِيلَ: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفُقَ فَقِيلَ لِي: انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفُقَ فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يَبَيِّنْ لَهُمْ فَتَذَكَّرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: أَمَّا نَحْنُ فَوَلَدْنَا فِي الشَّرْكِ وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَلَبَّغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هُمْ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَسْتَرْفُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). فَقَامَ عَكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ)).

[راجع: ۳۴۱۰]

یہ ستر ہزار بڑے بڑے صحابہ اور اولیاء امت ہوں گے ورنہ امت محمدیہ تو کروڑوں اربوں گزر چکی ہے اور ہر وقت دنیا میں کروڑھا کروڑ رہتی ہے۔ ستر ہزار کا ان اربوں میں کیا شمار۔ بہر حال امت محمدی تمام امتوں سے زیادہ ہوگی اور آپ اپنی

لِشَرِیْحِ

امت کی یہ کثرت دیکھ کر فخر کریں گے۔ یا اللہ! آپ کی سچی امت میں ہمارا بھی حشر فرمائیے اور آپ کا حوض کوثر پر دیدار نصیب کیجئے
آمین یا رب العالمین۔

باب بدشگونی لینے کا بیان

۴۳- باب الطَّيْرَةِ

جسے عربی میں طیرۃ کہتے ہیں عرب لوگ جب کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو پرندہ اڑاتے اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو نیک فال سمجھتے۔
اگر بائیں طرف اڑتا تو منحوس جان کرواپس لوٹ آتے۔ جہاں آج کل بھی ایسے خیالات فاسدہ میں مبتلا ہیں۔

(۵۷۵۳) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے
عثمان بن عمر نے، کہا کہ ہم سے یونس بن یزید ایللی نے، ان سے سالم
نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا امراض میں چھوت چھات کی اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں
اور اگر نحوست ہوتی تو یہ صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ عورت
میں، گھر میں اور گھوڑے میں۔

۵۷۵۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ
الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا
عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ: فِي
الْمَرْأَةِ، وَالذَّارِ، وَالذَّابَّةِ. [راجع: ۲۰۹۹]

بدشگونی کے لغو ہونے پر سب عقلاء کا اتفاق ہے مگر چھوت کے معاملہ میں بعض اطباء اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجربہ
سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں مثلاً جذام اور طاعون وغیرہ۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ تمہارا وہم ہے اگر وہ
در حقیقت متعدی ہوتے تو ایک گھر کے یا ایک شہر کے سب لوگ مبتلا ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہوتا بلکہ ایک گھر میں ہی کچھ لوگ بیمار ہوتے
اور کچھ تندرست رہ جاتے ہیں جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔

(۵۷۵۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے
خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ برا
نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نیک فال کیا چیز ہے؟ فرمایا
کوئی ایسی بات سننا۔

۵۷۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبِيدَةُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا طَيْرَةَ
وَحَيْرَهَا الْفَالُ)) قَالُوا وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ:
((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)).

[طرفہ فی : ۵۷۵۵]

مثلاً بیمار آدمی سلامتی تندرستی کا سن پائے یا لڑائی پر جانے والا شخص راستے میں کسی ایسے شخص سے ملے جس کا نام فتح خاں ہو اس
سے فال نیک لیا جاسکتا ہے کہ لڑائی میں فتح ہماری ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے

۴۴- بَابُ الْفَالِ

(۵۷۵۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا
ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی،
انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے

۵۷۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ عَبِيدَةَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بد شگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس میں بہتر فال نیک ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ نیک فال کیا ہے یا رسول اللہ! فرمایا کلمہ صالحہ (نیک بات) جو تم میں سے کوئی سنے۔

هُزَيْرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا طَيْرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ)) قَالَ: وَمَا الْفَالُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)).

[راجع: ۵۷۵۴]

(۵۷۵۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوت لگ جانے کی کوئی اصل نہیں اور نہ بد شگونی کی کوئی اصل ہے اور مجھے اچھی فال پسند ہے یعنی کوئی کلمہ خیر اور نیک بات جو کسی کے منہ سے سنی جائے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

۵۷۵۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ ((لَا عَذْوَى وَلَا طَيْرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)). [طرفه في: ۵۷۷۶].

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے بد شگونی کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ فاذا رای احدکم شینا ینکرہ فلیقل اللهم لایاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السيئات الا انت ولا حول ولا قوة الا باللہ (فتح) یعنی اگر تم میں سے کوئی ایسی مکروہ چیز دیکھے تو کہے یا اللہ! تمام بھلائی لانے والا تو ہی ہے اور برائیوں کا دفع کرنے والا بھی تیرے سوا کوئی نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اور ان کا سرچشمہ اے اللہ! تو ہی ہے۔

تشریح

باب الوکو منحوس سمجھنا لغو ہے

۴۵- باب لَا هَامَةَ

(۵۷۵۷) ہم سے محمد بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے نصر بن شمیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابو حصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے خبر دی، انہیں ابو صالح ذکوان نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگ جانا یا بد شگونی یا الویا صفر کی نحوست یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

۵۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا أَبُو حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((لَا عَذْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفْرَ)). [راجع: ۵۷۰۷]

تشریح

الو یعنی بوم ایک شکاری پرندہ ہے اس کو دن میں نہیں سوچتا تو بیچارہ رات کو نکلا کرتا ہے۔ آدمیوں کے ڈر سے اکثر جنگل اور ویرانہ میں رہتا ہے۔ عرب لوگ الو کو منحوس سمجھتے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ آدمی کی روح مرنے کے بعد الو کے قالب میں آجاتی ہے اور پکارتی پھرتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس لغو خیال کا رد کیا۔ صفر بیٹ کا ایک کیڑا ہے جو بھوک کے وقت پیٹ کو نوچتا ہے، کبھی آدمی اس کی وجہ سے مرجاتا ہے عرب لوگ اس بیماری کو متعدی جانتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صفر کے بی معنی نقل کئے ہیں۔ بعضوں نے کہا صفر سے وہ مہینہ مراد ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔ عرب لوگ اسے بھی منحوس سمجھتے تھے اب تک ہندوستان میں بعض لوگ تیرہ تیزی کو منحوس جانتے اور ان دنوں میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔

باب کلمات کا بیان

۴۶- باب الْكَهَانَةِ

تَشْرِیح

کمانت کی برائی میں سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ من اتی کاهنا او عرفا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی کسی کاہن یا کسی پنڈت کے پاس کسی غیب کی بات کو معلوم کرنے گیا اور پھر اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو چیز اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ یعنی وہ منکر قرآن ہو گیا۔ کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلایا کرتے تھے اور ہر ایک شخص سے اس کی قیمت کا حال کہتے۔ یونان سے عرب میں کمانت آئی تھی۔ یونان میں کوئی کام بغیر کاہن سے مشورہ لئے نہ کرتے۔ بعض کاہن یہ دعویٰ کرتے کہ جن ان کے تابع ہیں، وہ ان کو آئندہ کی بات بتلا دیتے ہیں۔ ایسے جھوٹے مکار لوگ بعض پنڈتوں اور بعض ملا مشائخ کی شکل میں آج بھی موجود ہیں مگر اب ان کا جھوٹ فریب الم نشرح ہو گیا ہے پھر بھی کچھ سادہ لوح لوگ مرد و زن ان کے بہکانے میں آجاتے ہیں۔

(۵۷۵۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے جھگڑا کیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت (ام عقیف بنت مروح) نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا (جس کا نام ملیکہ بنت عویر تھا) وہ پتھر عورت کے پیٹ میں جا کر لگا۔ یہ عورت حاملہ تھی اس لیے اس کے پیٹ کا بچہ (پتھر کی چوٹ سے) مر گیا۔ یہ معاملہ دونوں فریق نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ عورت کے پیٹ کے بچہ کی دیت ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے جس عورت پر تاوان واجب ہوا تھا اس کے ولی (حمل بن مالک بن نابغہ) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسی چیز کی دیت کیسے دے دوں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت اس کی آواز ہی سنائی دی؟ ایسی صورت میں تو کچھ بھی دیت نہیں ہو سکتی۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

۵۷۵۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هَذِيلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلَةٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَّةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِي غَرَمَتْ كَيْفَ أَغْرَمَ يَارَسُولَ اللَّهِ مِنْ لَا شَرْبَ وَلَا أَكْلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهْلَ فَمَثَلَ ذَلِكَ بَطْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُفَّانِ)).

[أطرافه في : ۵۷۵۹، ۵۷۶۰، ۶۷۴۰،

۶۹۰۴، ۶۹۰۹، ۶۹۱۰.]

تَشْرِیح

جب ہی تو کاہنوں کی طرح صبح اور مقفل فہرے بولتا ہے۔ وانما لم یعاقبه لانه صلى الله عليه وسلم كان مأمورا بالصفح من الجاهلین وفي الحديث منه الفوائد ايضا رفع الجنایة للحاکم ووجب الدیة للجنین ولو خرج میتا (فتح) یعنی حمل بن مالک کے اس کہنے پر آپ نے اس کو کوئی عتاب نہیں فرمایا اس لیے کہ جاہلوں سے درگزر کرنا اسی کے لیے آپ مامور تھے اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں جیسے مقدمہ حاکم کے پاس لے جانا اور جنین اگرچہ مردہ پیدا ہوا ہو مگر اس کی دیت کا واجب ہونا یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کا بیان شاعرانہ تخیل تھا حقیقت میں اس کی کوئی اصلیت نہ تھی۔

۵۷۵۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ (۵۷۵۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے حضرت امام

مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ دو عورتیں تھیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا جس سے اس کے پیٹ کا حمل گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں ایک غلام یا باندی کا دیت میں دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔

(۵۷۶۰) اور ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے حضرت سعید بن مسیب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین جسے اس کی ماں کے پیٹ میں مار ڈالا گیا ہو، کی دیت کے طور پر ایک غلام یا ایک باندی دیئے جانے کا فیصلہ کیا تھا جسے دیت دینی تھی اس نے کہا کہ ایسے بچہ کی دیت آخر کیوں دوں جس نے نہ کھلایا، نہ پیا، نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت ہی آواز نکالی؟ ایسی صورت میں تو دیت نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ فرمایا وہی برحق تھا باقی اس شخص کی نفوات تھیں جن کو آنحضور ﷺ نے کمانت سے تشبیہ دے کر مثل کمانت کے باطل ٹھہرا دیا (ﷺ)۔

(۵۷۶۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے اور ان سے ابو مسعود بنی ہاشم نے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت، زنا کی اجرت اور کاہن کی کمانت کی وجہ سے ملنے والے ہدیہ سے منع فرمایا ہے۔

یعنی ایک مومن مسلمان کے لیے ان کا کھانا لینا حرام ہے۔ کتے کی قیمت، زانیہ عورت کی اجرت اور کاہنوں کے تحائف ان کا لینا اور کھانا قطعاً حرام ہے۔

(۵۷۶۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر بن زید نے، انہیں زہری نے، انہیں یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے، انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں

شہاب، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتَا إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بَغْرَةَ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

[راجع: ۵۷۵۸]

۵۷۶۰- وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بَغْرَةَ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ: الَّذِي قَضَى عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمَ مَا لَا أَكَلَّ وَلَا شَرَبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهْلَقَ؟ وَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُفَّانِ)).

[راجع: ۵۷۵۸]

۵۷۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَخُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

[راجع: ۲۲۳۷]

۵۷۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

کے متعلق پوچھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بھی بتاتے ہیں جو صحیح ہو جاتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ حق ہوتا ہے۔ اسے کاہن کسی جنی سے سن لیتا ہے وہ جنی اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈال جاتا ہے اور پھر یہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ عبد الرزاق اس کلمہ تلک الکلمہ من الحق کو مرسل روایت کرتے تھے پھر انہوں نے کہا مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ عبد الرزاق نے اس کے بعد اس کو مسند آنحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ: ((لَيْسَ بِشَيْءٍ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يَحْدِثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَلَّكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنُّ فَيَقْرُؤُهَا فِي أُذُنٍ وَلَيْهِ فَيَخْلُطُونَ مَعَهَا مَاءَةَ كَذِبَةٍ)). قَالَ عَلِيُّ بْنُ قَالٍ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مُرْسَلٌ. الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَسْنَدُهُ بَعْدَهُ. [راجع: ۳۲۱۰]

تفسیر قطلانی نے کہا یہ کمانت یعنی شیطان جو آسمان پر جا کر فرشتوں کی بات اڑا لیتے تھے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے موقوف ہو گئی اب آسمان پر اتنا شدید پہرہ ہے کہ شیطان وہاں پھٹکنے نہیں پاتے نہ اب دیے کاہن موجود ہیں جو شیطان سے تعلق رکھتے تھے ہمارے زمانے کے کاہن محض اٹکل بچو بات کرتے ہیں۔

باب جادو کا بیان

۴۷- باب السَّحَر

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ”لیکن شیطان کافر ہو گئے وہی لوگوں کو سحر یعنی جادو سکھلاتے ہیں اور اس علم کی بھی تعلیم دیتے ہیں جو مقام باہل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو بھی اس علم کی باتیں نہیں سکھلاتے تھے۔ جب تک یہ نہ کہہ دیتے دیکھو اللہ نے ہم کو دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے تو جادو سیکھ کر کافر مت بن مگر لوگ ان دونوں کے اس طرح کہہ دینے پر بھی ان سے وہ جادو سیکھ ہی لیتے جس سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے ہیں اور یہ جادوگر جادو کی وجہ سے بغیر اللہ کے حکم کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ غرض وہ علم سیکھتے ہیں جس سے فائدہ تو کچھ نہیں الٹا نقصان ہے اور یہودیوں کو بھی معلوم ہے کہ جو کوئی جادو سیکھے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہا۔“ اور سورہ طہ میں فرمایا کہ ”جادوگر جہاں بھی جائے کبعثت بامر اللہ نہیں ہوتا۔“ اور سورہ انبیاء میں فرمایا ”کیا تم دیکھ سمجھ کر جادو کی پیروی کرتے ہو“ اور سورہ طہ میں فرمایا کہ ”حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رسیاں اور لاثیایاں سانپ کی طرح دوڑ رہی ہیں“ اور سورہ فلق میں فرمایا ”اور بدی ہے ان عورتوں کی جو گرجہوں میں پھونک مارتی ہیں۔“ اور سورہ مومنوں میں فرمایا فانی تسحرون ”یعنی پھر تم پر کیا جادو کی مار ہے۔“

(۵۷۶۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ اشعری نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بنی زریق کے ایک شخص یہودی لبید بن اعسم نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ

۵۷۶۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَحَرَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يَقُولُ لَهُ لَيْدٌ بَنُ

آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے پھر آپ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو (فرشتے حضرت جبریل و حضرت میکائیل علیہ السلام) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعمس نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر کے بال میں جو زکھور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ زروان کے کنویں میں۔ پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے ہندی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے سروں کی طرح تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر کیوں نہیں کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں پھر آنحضرت ﷺ نے اس جادو کا سامان کنگھی بال خرما کا غلاف ہوتے ہیں اسی میں دفن کر دیا۔ عیسیٰ بن یونس کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ اور ابو حمزہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی الزناد تینوں نے ہشام سے روایت کیا اور لیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے یوں روایت کیا ہے فی مشط و مشاقفة مشاقفة اسے کہتے ہیں جو بال کنگھی کرنے میں ٹکلیں سر یا داڑھی کے اور مشاقفة روٹی کے تاری یعنی سوت کے تار کو کہتے ہیں۔

يَعْلَمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَجْنُ فِتْنَةً فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يَأْذَنُ اللَّهُ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ الشَّرَّاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿١﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ ﴿٢﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿أَلْقَاتُونِ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ﴾ ﴿٣﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿يُخِيلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى﴾ ﴿٤﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾. وَالنَّفَّاثَاتِ: السَّوَاحِرُ، تُسَحَّرُونَ، تُعَمَّمُونَ. طَلَعَ نَخْلَةً ذَكَرَ، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ فِي بَنِي ذَرْوَانَ)) فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَهُ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نَقَاعَةُ الْجِنِّاءِ وَكَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا اسْتَخَرَجْتَهُ؟ قَالَ: ((قَدْ عَافَانِي اللَّهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَوَّرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا)) فَأَمَرَ بِهَا فَذُفِنَتْ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقِفَةٍ، يُقَالُ، الْمُشَاقِفَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعْرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقِفَةُ مِنْ مُشَاقِفَةِ الْكِتَابِ. [راجع: ٣١٧٥]

قال النووي خشي من اخراجه واشاعته ضررا على المسلمين من تذكر السحر وتعلمه ونحو ذالك وهو من باب ترك المصلحة خوف المنسرة (فتح) نووي نے کہا کہ آپ نے اس جادو کے نکالنے اور اس کا ذکر پھیلانے سے احتراز فرمایا تاکہ

تَشْرِيحُ

جادو کے سکھانے اور اس کے ذکر کرنے سے مسلمانوں کو نقصان نہ ہو۔ اسی خوف فساد کی بنا پر مصلحت کے تحت آپ نے اسی وقت اس کا خیال چھوڑ دیا۔

۴۸ - باب الشُّرْكَ وَالسَّحَرُ مِنْ المُوبَقَاتِ باب شرک اور جادو ان گناہوں میں سے ہیں جو آدمی کو تباہ کر دیتے ہیں

تشییح جادو وہ خلافِ عادت امر ہے جو تحریر اور بدکار شخص سے صادر ہو۔ جہور کا قول یہی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔ جہور کا یہ بھی قول ہے کہ جادو کا اثر صرف تغیرِ مزاج میں ہوتا ہے لیکن حقیقت کا بدلنا کہ جمادِ حیوانات ہو جائے یا حیوانِ جمادات بن جائے یہ جادو سے ناممکن ہے۔ معجزہ اور کرامت اور جادو میں یہ فرق ہے کہ جادو مگر سفلی اعمال کا محتاج ہوتا ہے اور سامان کا مثلاً ناریل گیرو مردے کی ہڈیاں وغیرہ ان چیزوں کا اور کرامت میں اس سامان کی ضرورت نہیں ہوتی اور معجزہ میں پیغمبری کا دعویٰ ہوتا ہے اور اظہار اور مقابلہ مخالفین سے اور کرامت کو اولیاء اللہ لوگوں سے چھپاتے ہیں دعویٰ اور مقابلہ تو کیا چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ الکرامۃ حیض الرجال جادو کی کئی قسمیں ہیں جن کو شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی میں تفصیل سے بیان کیا ہے مسمریزم بھی جادو کی ایک قسم ہے جادو کا توڑ جس عمل سے ہوتا ہے اگر اس میں شرکیہ کفریہ لفظوں کا دخل نہیں ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ سبزیری کے سات پتے لے کر ان کو دو پتھروں میں کچل دے پھر ان پر پانی ڈالے اور آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھے پھر تین چلو اس کے پانی میں سے لے کر سحر زدہ کو پلا دے اور اس پانی سے اسے غسل دے ان شاء اللہ جادو چلا جائے گا۔ (وحیدی)

۵۷۶۴ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا الْمُوبَقَاتِ الشُّرْكَ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ)). [راجع: ۲۷۶۶]

(۵۷۶۴) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو الغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔

تشییح یہ ہر دو گناہ ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں۔ شرک اور جادو ہر دو گناہ کو رسول کریم ﷺ نے ایک ہی خانہ میں ذکر فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ ہر دو گناہ کس قدر خطرناک ہیں خاص طور پر شرک وہ گناہ ہے جس کا مرتکب اگر توبہ کر کے نہ مرے تو وہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے اور جنت اس پر قطعاً حرام ہے۔ شرک کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے کتاب الدین الخالص وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

۴۹ - باب هَلْ يُسْتَخْرَجُ السَّحَرُ؟ باب جادو کا توڑ کرنا

وَقَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طَبٌّ أَوْ يُؤْخَذُ عَنْ أَمْرَاتِهِ أَيْحُلُ عَنْهُ أَوْ يُنْشَرُ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ، إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يَنْفَعْ عَنْهُ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا ایک شخص پر اگر جادو ہو یا اس کی بیوی تک پہنچنے سے اسے باندھ دیا گیا ہو اس کا دفعیہ کرنا اور جادو کے باطل کرنے کے لیے منتر کرنا درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں جادو دفع کرنے والوں کی توبیت بخیر ہوتی ہے اور اللہ پاک نے اس بات سے منع نہیں

فرمایا جس سے فائدہ ہو۔

(جب تک اس منتر میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔ راز)

(۵۷۶۵) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، کہا کہ سب سے پہلے یہ حدیث ہم سے ابن جریج نے بیان کی، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے یہ حدیث آل عروہ نے عروہ سے بیان کی، اس لیے میں نے (عروہ کے بیٹے) ہشام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہم سے اپنے والد (عروہ) سے بیان کیا کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کی ہے حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی۔ سفیان ثوری نے بیان کیا کہ جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو پھر آپ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے۔ میرے پاس دو فرشتے آئے ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ جو فرشتہ میرے سر کی طرف کھڑا تھا اس نے دوسرے سے کہا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لیبید بن اعصم نے یہ یہودیوں کے حلیف بنی زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔ سوال کیا کہ کس چیز میں ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں۔ پوچھا جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ نر کجور کے خوشے میں جو زروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے دفن ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جادو اندر سے نکالا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا رنگین تھا اور اس کے کجور کے درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔ بیان کیا کہ پھر وہ جادو کنویں میں سے نکالا گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں

۵۷۶۵- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحْرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيَهُنَّ قَالَ سَفِيَانٌ: وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ السُّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ أَعْلِمْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَقْنَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلْآخَرِ: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَيْبِيدُ بْنُ أَغْصَمٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِلْيَهُودِ كَانَ مُنَافِقًا، قَالَ: وَلَيْمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَافِقَةٍ، قَالَ: وَأَيْنَ؟ قَالَ: فِي جَفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرَ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بَنِي ذُرَّوَانَ)). قَالَتْ: فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَنَرُ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ ((هَذِهِ الْبَنَرُ الَّتِي أُرِيَتْهَا وَكَانَ مَاءَهَا نَفَاعَةً الْجِنَّاءِ وَكَانَ نَحْلُهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ، قَالَ: فَاسْتَخْرِجْ)) قَالَتْ: قُلْتُ أَفَلَا أَمْ تَنْشُرْتِ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا وَاللَّهِ فَقَدْ شَفَانِي

نے کہا آپ نے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرایا۔ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی اب میں لوگوں میں ایک شور ہونا پسند نہیں کرتا۔

وَآخِرُهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شُرًّا)).

[راجع: ۳۱۷۵]

باب جادو کے بیان میں

۵۰- باب السّحر

اکثر نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے حافظ نے کہا وہی ٹھیک ہے کیونکہ یہ باب ایک بار پہلے مذکور ہو چکا ہے پھر دوبارہ اس کا لانا امام بخاری کی عادت کے خلاف ہے۔

(۵۷۶۶) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا اثر یہ تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ کوئی چیز کر چکے ہیں حالانکہ وہ چیز نہ کی ہوتی ایک دن آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے پھر فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے مجھے دے دیا ہے۔ میں نے عرض کی وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبرائیل و حضرت میکائیل علیہ السلام آئے اور ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا ان صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ فرمایا بنی زریق کے لہید بن اعسم یہودی نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں جو زکھجور کے خوشے میں رکھا ہوا ہے۔ پوچھا اور وہ جادو رکھا کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ذروان کے کنویں میں۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اسے دیکھا وہاں کھجور کے درخت بھی تھے پھر آپ واپس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا اللہ کی قسم اس کا پانی مندی کے عرق جیسا (سرخ) ہے اور اس کے کھجور کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کنگھی بال وغیرہ غلاف سے نکلوائے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں، سن لے

۵۷۶۶- حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيَحِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا لَعَلُّهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشْعَرْتُ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟)) قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ: فِيمَاذَا؟ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجَفْتُ طَلْعَةَ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بَنَرٍ ذِي أَرْوَانٍ)). قَالَ: فَلَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَنْاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبَنَرِ فَظَنَرُوا إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْجِنَاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ: ((لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي

اللہ نے تو مجھ کو شفا دے دی، تندرست کر دیا اب میں ڈرا کہیں لوگوں میں ایک شور نہ پھیلے اور آنحضرت ﷺ نے اس سامان کے گاڑ دینے کا حکم دیا وہ گاڑ دیا گیا۔

اللہ وَشَفَانِي وَخَشِيتُ أَنْ أَتَوَّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا) وَأَمَرَ بِهَا فِدْفِنْتُ.

[راجع: ۳۱۷۵]

تشیخ ابن سعد کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کو اس کنویں پر بھیجا کہ جا کر یہ جادو کا سامان اٹھالائیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت جبر بن یاس زرقی کو بھیجا انہوں نے یہ چیزیں کنویں سے نکالیں ممکن ہے کہ پہلے آپ نے ان لوگوں کو بھیجا ہو اور بعد میں آپ خود بھی تشریف لے گئے ہوں جیسا کہ یہاں مذکور ہے آنحضرت ﷺ پر جو چند روز اس جادو کا اثر رہا اس میں یہ حکمت الہی تھی کہ آپ کا جادو گر نہ ہونا سب پر کھل جائے کیونکہ جادو گر کا اثر جادو گر پر نہیں ہوتا۔ (وحیدی)

۵۱- باب إِنَّ مِنَ النَّبِيَّانِ

ہیں

سِخْرًا

(۵۷۶۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ دو آدمی پورب کی طرف (ملک عراق) سے (سنہ ۹ھ میں) مدینہ آئے اور لوگوں کو خطاب کیا لوگ ان کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں یا یہ فرمایا کہ بعض تقریر جادو ہوتی ہے۔

۵۷۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَعَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ النَّبِيِّانِ لَسِخْرًا - أَوْ إِنَّ بَعْضَ النَّبِيَّانِ

سِخْرٌ)). [راجع: ۵۱۴۶]

معلوم ہوا کہ جادو کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے مگر اس کا کرنا کرنا اسلام میں قطعاً ناروا قرار دیا گیا۔

باب عجوة کجور بڑی عمدہ جادو کیلئے دوا ہے۔

(۵۷۶۸) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ فزاری نے بیان کیا، کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم بن عقبہ نے خبر دی، کہا ہم کو عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص روزانہ چند عجوة کجوریں کھالیا کرے اسے اس دن رات تک زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ علی بن عبداللہ مدینی کے سوا دوسرے راوی نے بیان کیا کہ ”سات کجوریں“ کھالیا کرے۔

۵۲- باب الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلْسِّخْرِ

۵۷۶۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ سُمْ، وَلَا سِخْرٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ)) وَقَالَ غَيْرُهُ: سَبْعَ تَمْرَاتٍ.

[راجع: ۵۴۴۵]

(۵۷۶۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم

۵۷۶۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ بْنُ هَاشِمٍ

نے بیان کیا کہ میں نے عامر بن سعد سے سنا، انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت سات عجو کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔

یہ مدینہ شریف کی خاص الحاص کھجور ہے جو وہاں تلاش کرنے سے دستیاب ہو جاتی ہے اللھم ارزقنا آمین ان روایتوں سے بھی جادو کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

باب الوکا منحوس ہونا محض غلط ہے

(۵۷۷۰) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگ جانا، صفر کی نحوست اور الوکا نحوست کوئی چیز نہیں۔ ایک دیہاتی نے کہا کہ یا رسول اللہ! پھر اس اونٹ کے متعلق کیا کہا جائے گا جو ریگستان میں ہرن کی طرح صاف چمکدار ہوتا ہے لیکن خارش والا اونٹ اسے مل جاتا ہے اور اسے بھی خارش لگا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟

(۵۷۷۱) اور ابو سلمہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے پیار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا۔ ہم نے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا کہ آپ ہی نے ہم سے یہ حدیث نہیں بیان کی ہے کہ چھوت یہ نہیں ہوتا پھر وہ (غصہ میں) جھٹی زبان بولنے لگے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ اس حدیث کے سوا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا۔

راوی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بھول گئے اس لیے انہوں نے انکار کیا بلکہ انکار کی وجہ شاکر د

قَدْ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِخْرٌ)). [راجع: ۵۴۴۵]

۵۳- باب لَا هَامَةَ

۵۷۷۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا عَذْوَى، وَلَا صَفْرَى، وَلَا هَامَةَ)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظَّبَاءُ فَيَخَالِطُهَا الْجَعْبُ الْأَجْرَبُ فَيَجْرِبُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَمَنْ أَغْدَى الْأَوَّلُ؟)).

[راجع: ۵۷۰۷]

۵۷۷۱- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُوْرِدُنْ مُمْرَضٌ عَلَى مُصْحٍ)) وَأَنْكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَدِيثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تَحْدِثْ أَنَّهُ لَا عَذْوَى؟ فَرَطَنَ بِالْحَشِيَّةِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ لَمَّا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيثًا غَيْرَهُ.

[طرفہ بی: ۵۷۷۴]

کا حدیث کو تعارض کی شکل میں پیش کرنا تھا۔ ان کو اس پر ناراضگی ہوئی کیونکہ یہ دونوں احادیث دو الگ الگ مضامین پر شامل ہیں اور ان میں تعارض کا کوئی سوال نہیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان معاملات میں عام لوگوں کے ذہنوں میں جو وہم پیدا ہوتا ہے اسی سے بچنے کے لیے یہ حکم حدیث میں ہے کہ تندرست جانوروں کو بیمار جانوروں سے الگ رکھو کیونکہ اگر ایک ساتھ رکھنے میں تندرست جانور بھی بیمار ہو گئے تو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس بیمار جانور کی وجہ سے ہوا ہے اور اس طرح کے خیالات کی شریعت حقہ نے تردید کی ہے۔

باب امراض میں چھوت لگنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے

(۵۷۷۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ اور حمزہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوت لگ جانے کی کوئی حقیقت نہیں ہے بدشگون کی کوئی اصل نہیں۔ (اگر ممکن ہوتی تو) نحوست تین چیزوں میں ہوتی۔ گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔

۵۴- باب لَا عَذْوَى

۵۷۷۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَمْزَةُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا عَذْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالِدَارِ)).

[راجع: ۲۰۹۰]

مگر درحقیقت ان میں بھی نہیں ہے۔ الا ان يشاء الله.

(۵۷۷۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت کی کوئی حقیقت نہیں۔

۵۷۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَذْوَى)).

[راجع: ۵۷۰۷]

(۵۷۷۴) ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مریض اونٹوں والا اپنے اونٹ تندرست اونٹوں والے کے اونٹ میں نہ چھوڑے۔

۵۷۷۴- قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصْحَى)).

[راجع: ۵۷۷۱]

(۵۷۷۵) اور زہری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے سان بن ابی سان دؤلی نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوت کوئی چیز نہیں ہے۔

۵۷۷۵- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَيَّانُ بْنُ أَبِي سَيَّانٍ الدَّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر پوچھا آپؐ نے دیکھا ہو گا کہ ایک اونٹ ریگستان میں ہرن جیسا صاف رہتا ہے لیکن جب وہی ایک خارش والے اونٹ کے پاس آجاتا ہے تو اسے بھی خارش ہو جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی۔

اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا عَذْوَى)) فَقَامَ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الطَّيِّاءِ فَيَأْتِيهَا النَّبِيُّ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَمَنْ أَغْدَى الْأُولَى؟)). [راجع: ۵۷۰۷]

نتیجہ یہی اس کا ثبوت ہے کہ چھوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر کہیں کہ اس کو کسی اور اونٹ سے خارش لگی تھی تو اس اونٹ کو کس سے لگی۔ آخر میں تسلسل لازم آئے گا جو محال ہے یا یہ کہنا ہو گا کہ ایک اونٹ کو خود بخود خارش پیدا ہوئی تھی آپ نے ایسی دلیل عقلی منطقی بیان فرمائی کہ اطباء کا لکھنا تو اس کے سامنے چل ہی نہیں سکتا۔ اب جو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بیماریاں جیسے طاعون بیضہ وغیرہ ایک بستی سے دوسری بستی میں پھیلتی ہیں یا ایک شخص کے بعد دوسرے کو ہو جاتی ہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بیماری منتقل ہوئی ہے بلکہ بحکم الہی اس دوسری بستی یا شخص میں بھی پیدا ہوئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی گھر میں بعض طاعون سے مرتے ہیں بعض نہیں مرتے اور ایک ہی شفاخانہ میں ڈاکٹر نرس وغیرہ طاعون والوں کا علاج کرتے ہیں پھر بعض ڈاکٹروں نرسوں کو طاعون ہو جاتا ہے بعض کو نہیں ہوتا اگر چھوت لگتا ہوتا تو سب ہی کو ہو جاتا لہذا وہی حق ہے جو خبر صادق ﷺ نے فرمایا مگر وہم کی دوا افلاطون کے پاس بھی نہیں ہے (وحیدی)

۵۷۷۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا عَذْوَى وَلَا طَبِئَةً، وَتُغْجِبِي الْفُلَّانَ)) قَالُوا وَمَا الْفُلَّانُ؟ قَالَ: ((كَلِمَةٌ طَبِئَةً)). [راجع: ۵۷۵۶]

(۵۷۷۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا کوئی چیز نہیں ہے اور بدشگونگی نہیں ہے البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات منہ سے نکالنا یا کسی سے سن لینا۔

کوئی کلمہ خیر سن پانا جس سے کسی خیر کو مراد لیا جاسکتا ہو یہ نیک فال ہے جس کی ممانعت نہیں ہے۔

۵۵- باب مَا يُذَكَّرُ فِي سَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب نبی کریم ﷺ کو زہر دیئے جانے سے متعلق بیان۔ اس قصہ کو عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۵۷۷۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری ہدیہ میں پیش کی گئی (ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے

۵۷۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

پیش کی تھی) جس میں زہر بھرا ہوا تھا، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں پر جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو۔ چنانچہ سب آنحضرت ﷺ کے پاس جمع کئے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھوں گا کیا تم مجھے صحیح صحیح بات بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم! پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارا پر دادا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ کہتے ہو تمہارا پر دادا تو فلاں ہے۔ اس پر وہ بولے کہ آپ نے سچ فرمایا درست فرمایا پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کیا اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم مجھے سچ سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم! اور اگر ہم جھوٹ بولیں بھی تو آپ ہمارا جھوٹ پکڑ لیں گے جیسا کہ ابھی ہمارے پر دادا کے متعلق آپ نے ہمارا جھوٹ پکڑ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دوزخ والے کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کچھ دن کے لیے تو ہم اس میں رہیں گے پھر آپ لوگ ہماری جگہ لے لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو گے، واللہ! ہم اس میں تمہاری جگہ کبھی نہیں لیں گے۔ آپ نے پھر ان سے دریافت فرمایا کیا اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم مجھے اس کے متعلق صحیح صحیح بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں اس کام پر کس جذبہ نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہوں گے تو آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تفسیر یہودیوں کا خیال صحیح ہوا کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو اس زہر سے بذریعہ وحی مطلع فرما دیا مگر ذرا سا آپ چکھ چکے تھے جس کا اثر آخر تک رہا۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو رسول کریم ﷺ کو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ نہ لگاتے مگر بعد میں وحی سے معلوم ہوا سچ فرمایا ﴿وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمَ الْغَيْبِ لَاسْتَكُنْتَ مِنَ الْعِیْرِ وَمَا مَسَّنَا السُّوءُ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی مجھ کو برائی نہ چھو سکتی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے لیے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ بالکل باطل ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی جس نے زہر ملایا تھا کہ آپ نے

اللہ ﷻ ((اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنَ الْيَهُودِ)). فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوا: أَبُونَا فُلَانٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ))، فَقَالُوا: صَدَقْتَ وَتَبَرْتَ. فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي آبِنَا، قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟)) فَقَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُقُونَنَا فِيهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((اخْسَوْا، فِيهَا وَاللَّهِ لَا نَخْلُقُكُمْ فِيهَا أَبَدًا))، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ

میرے بھائی، خاوند اور قوم والوں کو قتل کرایا میں نے چاہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو یہ گوشت خود آپ سے کہہ دے گا اور اگر آپ دنیا دار بادشاہ ہیں تو آپ سے ہم کو راحت مل جائے گی۔

۵۶- باب شَرَبِ السُّمِّ وَالذَّوَاءِ بِهِ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ باب زہر پینا یا زہریلی اور خوفناک دوا یا ناپاک دوا کا استعمال کرنا

تطلائى نے کہا شافعیہ نے نپاک دوا کا استعمال علاج کے لیے درست رکھا ہے۔ باب کی حدیث میں صرف زہر کا ذکر ہے اس لیے نپاک دوا سے شاید وہی مراد ہے۔ (وحیدی)

تشیع

(۵۷۷۸) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ذکوان سے سنا، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خود کشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس میں ہمیشہ پڑا رہے گا اور جس نے زہری کر خود کشی کر لی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے اسی طرح ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خود کشی کر لی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔

۵۷۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ
الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ
نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا
مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ
نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ
جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ
نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا
فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا

أَبَدًا)). [راجع: ۱۳۶۵]

تشیع

خود کشی کرنا کسی بھی صورت سے ہو بدترین جرم ہے جس کی سزا حدیث ہذا میں بیان کی گئی ہے۔ کتنے مرد عورتیں اس جرم کا ارتکاب کر ڈالتے ہیں جو بہت بڑی غلطی ہے۔

(۵۷۷۹) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو احمد بن بشیر ابو بکر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم نے خبر دی، کہا کہ مجھے عامر بن سعد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوبہ کھجوریں کھالے اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچ سکے گا اور نہ جادو۔

۵۷۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا
أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ
هَاشِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ:
سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ
عَجْوَةٍ، لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا

سِحْرٌ)). [راجع: ۵۴۴۵]

زہر اور جادو کی حقیقت پر اشارہ ہے زہر ایک ظاہر چیز ہے اور جادو باطنی چیز ہے مگر تاثیر کے لحاظ سے دونوں کو ایک ہی خانہ میں بیان کیا گیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان مرد و عورت کو ان بیماریوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

باب گدھی کا دودھ پینا کیسا ہے؟

۵۷- باب أَلْبَانِ الْأَثْنِ

(۵۷۸۰) مجھ سے - اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو ادریس خولانی نے اور ان سے ابو ثعلبہ خثی بنی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر دانت سے کھانے والے درندہ جانور (کے گوشت) سے منع فرمایا۔ زہری نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اس وقت تک نہیں سنی جب تک شام نہیں آیا۔

۵۷۸۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخَثَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتَّى آتَيْتُ الشَّامَ.

[راجع: ۵۵۳۰]

(۵۷۸۱) اور لیث نے زیادہ کیا ہے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، کہ میں نے ابو ادریس سے پوچھا کیا ہم (دوا کے طور پر) گدھی کے دودھ سے وضو کر سکتے ہیں یا اسے پی سکتے ہیں یا درندہ جانوروں کے پتے استعمال کر سکتے ہیں یا اونٹ کا پیشاب پی سکتے ہیں۔ ابو ادریس نے کہا کہ مسلمان اونٹ کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ البتہ گدھی کے دودھ کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے گوشت سے منع فرمایا تھا۔ اس کے دودھ کے متعلق ہمیں کوئی حکم یا ممانعت آنحضرت ﷺ سے معلوم نہیں ہے۔ البتہ درندوں کے پتے کے متعلق جو ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے ابو ادریس خولانی نے خبر دی اور انہیں ابو ثعلبہ خثی بنی نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر دانت والے شکاری درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۵۷۸۱- وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَوَضُّ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأَثْنِ أَوْ مِرَاةَ السَّبْعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوُونَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانِ الْأَثْنِ فَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لَحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمَرَ وَلَا نَهَى وَأَمَّا مِرَاةُ السَّبْعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخَثَنِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ.

[راجع: ۵۵۳۰]

پتہ بھی اسی میں داخل ہے وہ بھی حرام ہو گا۔ بس جس چیز سے شارح نے سکوت کیا وہ معاف ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ اسی بنا پر عطاء، طاؤس اور زہری اور کئی تابعین نے کہا کہ گدھی کا دودھ حلال ہے۔ جو لوگ حرام کہتے ہیں وہ یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ دودھ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور جب گوشت کھانا حرام ہو تو دودھ بھی حرام ہو گا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ یہ قیاس فاسد ہے آدمی کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا دودھ حلال ہے۔ (وحیدی)

باب جب مکھی برتن میں پڑ جائے (جس میں کھانا یا پانی ہو)
(۵۷۸۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بنی تمیم کے مولیٰ
عتبہ بن مسلم نے بیان کیا، ان سے بنی زریق کے مولیٰ عبید بن حنین
نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی تم میں سے کسی کے
برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال
کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں
بیماری ہے۔

۵۸- باب إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ
۵۷۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
جَعْفَرٍ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَمِيمٍ
عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءٍ
أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ، ثُمَّ لْيَطْرَحْهُ فَإِنَّ
فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً، وَفِي الْآخَرِ
دَاءً)). [راجع: ۳۳۲۰]

تشریح بہت سی اشیاء اللہ پاک نے اس کثرت سے پیدا کی ہیں جن کی افزائش نسل کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ایسی جملہ اشیاء نسل
انسان کی صحت کے لیے مضر بھی ہیں اور دوسرا پہلو ان میں نفع کا بھی ہے۔ ان میں سے ایک مکھی بھی ہے۔ رسول کریم
ﷺ کا ارشاد گرامی بالکل حق اور مبنی بر صداقت ہے جو صادق المصدق ہیں اس میں مکھی کے ضرر کو دفع کرنے کے لیے علاج بالصدق
بتلایا گیا ہے۔ موجودہ فن حکمت میں علاج بالصدق کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ پس صدق رسول اللہ ﷺ۔

۷۷- کتاب اللباس

کتاب لباس کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اللہ پاک کا سورۃ اعراف میں فرمانا کہ ”اے رسول! کہہ دو کہ
کس نے وہ زیب و زینت کی چیزیں حرام کیں ہیں جو اس نے بندوں
کے لیے (زمین سے) پیدا کی ہیں (یعنی عمدہ عمدہ لباس)“ اور نبی کریم
ﷺ نے فرمایا کھاؤ اور پو اور پنوں اور خیرات کرو لیکن اسراف نہ کرو
اور نہ تکبر کرو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو تیرا جی چاہے

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ
لِعِبَادِهِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُوا وَاشْرَبُوا
وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ، وَلَا
مَخِيلَةٍ)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ مَا شِئْتَ
وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ ائْتَانِ

(بشرطیکہ حلال ہو) کھا اور جو تیرا جی چاہے (مباح کپڑوں میں سے) پہن مگر دو باتوں سے ضرور بچو اسراف اور تکبر سے۔

سِرَافٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ

کیونکہ یہی دونوں چیزیں انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ مال میں فضول خرچی نہ کرو یعنی اپنے مال کو ناجائز کاموں میں نہ صرف کرو۔ یہ اسراف ہر اعتبار سے نازیبا ہے۔ لہذا ہر انسان پر لازم ہے کہ اعتدال اور میانہ روی سے کام لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الاقتصاد جزء من النبوة میانہ روی نبوت کا ایک حصہ ہے۔ جب انسان لباس میں ملبوس ہو کر اکڑتا ہوا چلے تو یہ تکبر میں شامل ہے کیونکہ ایک شخص چار جوڑے میں تخت کرتا ہوا چلا جا رہا تھا جو وہیں زمین میں دھنسا دیا گیا جو آج تک دھنسا ہوا چلا جا رہا ہے۔

(۵۷۸۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، انہوں نے نافع اور عبد اللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر و غرور کے سبب سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

۵۷۸۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ يُخْبِرُونَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا)).

[راجع: ۳۶۶۵]

لباس کا اسراف یہ ہے کہ بے فائدہ کپڑا خراب کرے ایک ایک تھان کے عمامے باندھے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کپڑا لٹکانے میں تکبر اور غرور کو بڑا دخل ہے یہ بہت ہی بری عادت ہے تکبر اور غرور کے ساتھ کتنی ہی نیکی ہو لیکن آدمی نجات نہیں پاسکے گا اور عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کتنے بھی گناہ ہوں لیکن مغفرت کی امید ہے۔

باب اگر کسی کا کپڑا یوں ہی لٹک جائے تلبر کی نیت نہ ہو تو گنہگار نہ ہوگا

۲- باب مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خِيَلًا

(۵۷۸۴) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر کی وجہ سے تہم گھسیٹتا ہوا چلے گا تو اللہ پاک اس کی طرف قیامت کے دن نظر بھی نہیں کرے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے تہم کا ایک حصہ کبھی لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ خاص طور سے اس کا خیال رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو ایسا تکبر سے کرتے ہیں۔

۵۷۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَمِي إِزَارِي يَسْتَرْحِي إِلَّا أَنْ أَتَاهَا ذَلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَسْتُ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خِيَلًا)).

۵۷۸۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ

(۵۷۸۵) مجھ سے محمد بن سلام بکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو

عبدالاعلیٰ نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں امام حسن بصری نے اور ان سے ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ سورج گرہن ہوا تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ جلدی میں کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی، مگر ہن ختم ہو گیا، تب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لیے جب تم ان نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے۔

الْأَعْلَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خُسِفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ يَجْرُو ثَوْبُهُ مُسْتَعْجِلًا، حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ وَكَانَ النَّاسُ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لُجْلَمِي عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يَكْشِفَهَا)).

[راجع: ۱۰۴۰]

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے اچانک چلنے پر چادر گھسیٹنے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے گا ہے بلا قصد ایسا ہو جائے کہ چادر بہ بند زمین پر گھسے لگے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

باب کپڑا اوپر اٹھانا

(۵۷۸۶) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہیل نے خبر دی، کہا ہم کو عمر بن ابی زائدہ نے خبر دی، کہا ہم کو عون بن ابی جحیفہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت بلالؓ ایک نیزہ لے کر آئے اور اسے زمین میں گاڑ دیا پھر نماز کے لیے تکبیر کی گئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک جوڑا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے جسے آپ نے سمیٹ رکھا تھا۔ پھر آپ نے نیزہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز عید پڑھائی اور میں نے دیکھا کہ انسان اور جانور آنحضرت ﷺ کے سامنے نیزہ کے باہر کی طرف سے گزر رہے تھے۔

۳- باب التَّشْمِيرِ فِي الثِّيَابِ

۵۷۸۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شَهِيلٍ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: لَرَأَيْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنْزَةٍ فَرَكَّزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي خُلَّةٍ مُشَمَّرًا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ إِلَى الْعَنْزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالذُّوَابَ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنْزَةِ.

[راجع: ۱۸۷]

آنحضرت ﷺ نے اپنے جوڑے کو سمیٹ رکھا تھا تاکہ زمین پر خاک آلود نہ ہو۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ امام کے آگے نیزہ کا سترہ گاڑنا بھی ثابت ہوا۔

باب کپڑا جو ٹخنوں سے نیچے ہو (ازار ہو یا کرت یا چغہ) وہ اپنے پہننے والے مرد کو دوزخ میں لے جائے گا جبکہ وہ پہننے والا متکبر ہو

۴- باب مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ

فِي النَّارِ

(۵۷۸۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہ کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہو گا۔

وہ تمہ والا حصہ جسم کے ساتھ دوزخ میں جلایا جائے گا۔ اور یہ اس تکبر کی سزا ہوگی جس کی وجہ سے اس شخص نے وہ تمہ ٹخنوں سے نیچے لٹکایا اعازنا اللہ آمین۔

باب جو کوئی تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہوا چلے اس کی سزا کا

بیان

(۵۷۸۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا تمہ غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

اصل برائی غرور، تکبر، گھمنڈ ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ غرور تکبر گھمنڈ جس طور پر بھی ہو مذموم ہے۔

(۵۷۸۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی یا (یہ بیان کیا کہ) ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پن کر کبر و غرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھی کئے ہوئے اکڑ کر اترتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں ترپتا رہے گا یا دھنستا رہے جائے گا۔

(۵۷۹۰) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد الرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص غرور میں اپنا

۵۷۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ)).

۵۔ باب مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ

الْخِيَلَاءِ

۵۷۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْجَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْوًا)).

۵۷۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي خَلَةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجَلٌ جُمْتُهُ إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

یہ قارون یا ہیزن فارس کا رہنے والا شخص تھا۔

۵۷۹۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

تمہ گھسیتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنسا ہی رہے گا۔ اس کی متابعت یونس نے زہری سے کی ہے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اسے مرفوعاً نہیں بیان کیا۔

یہ قارون بد بخت تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے آج کل بھی ایسے قارون گھر گھر موجود ہیں الا ماشاء اللہ۔ تمہ زمین پر گھسینا ایک فیشن بن گیا ہے تو اس فیشن پر لعنت ہو۔

مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، ان سے ان کے چچا جریر بن زید نے بیان کیا کہ میں سالم بن عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر تھا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔

(۵۷۹۱) ہم سے مطرب بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محارب بن دثار قاضی سے ملاقات کی، وہ گھوڑے پر سوار تھے اور مکان عدالت میں آرہے تھے جس میں وہ فیصلہ کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے یہی حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آپ اپنا کپڑا غور کی وجہ سے گھسیتا ہوا چلے گا، قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر بھی نہیں کرے گا۔ (شعبہ نے کہا کہ) میں نے محارب سے پوچھا کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تمہ کا ذکر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ تمہ یا قمیس کسی کی انہوں نے تخصیص نہیں کی تھی۔ محارب کے ساتھ اس حدیث کو جلیلہ بن سحیم اور زید بن اسلم اور زید بن عبد اللہ نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔ اور لیث نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت کی اور نافع کے ساتھ اس کو موسیٰ بن عقبہ اور عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے بھی سالم سے

﴿يَنِمَا رَجُلٌ يَجْرُ إِزَارَهُ إِذْ خَسِفَ بِهِ فَهُوَ يَنْجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾. تَابَعَهُ يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعَهُ شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ، جَرِيرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَلَى بَابِ دَارِهِ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ.

[راجع: ۳۴۸۵]

۵۷۹۱- حَدَّثَنَا مَطْرُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: لَقِيتُ مُحَارِبَ بْنَ دِنَارٍ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ: أَذْكَرُ إِزَارَةً؟ قَالَ: مَا خَصَّ إِزَارًا وَلَا قَمِيصًا. تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سَحِيمٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ))
انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ جو شخص اپنا کپڑا (ازراہ تکبر) لٹکائے۔

جبلہ بن حکیم کی روایت کو امام نسائی نے اور زید بن اسلم کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا۔ موسیٰ کی روایت خود اسی کتاب میں شروع کتاب اللباس میں اور عمر بن محمد کی صحیح مسلم میں اور تدامہ کی صحیح ابو عوانہ میں موصول ہے۔ تہذیب ہو یا قیص جو بھی ازراہ تکبر کپڑا لٹکا کر چلے گا اس کو بالضرور یہ سزا ملے گی صدق رسول اللہ ﷺ۔

۶- باب الإِزَارِ الْمُهْدَبِ وَيَذْكُرُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، وَأَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَحَمْرَةَ بْنِ أَبِي آسِيْدٍ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّهُمْ لَبَسُوا ثِيَابًا مُهْدَبَةً

باب حاشیہ دار تہذیب پننا۔ جس کا کنارہ بنا نہیں ہوتا اس میں صرف تانا ہوتا ہے۔ اور زہری، ابوبکر بن محمد، حمزہ بن ابی اسید اور معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے منقول ہے کہ ان بزرگوں نے جہاں دار کپڑے پہنے ہیں۔

۵۷۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ قَالَتْ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ الْقُرْطُبِيِّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فطَلَّقَنِي فَبِتُّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهَدَنَةِ وَاخْذَتْ هَدَنَةً مِنْ جُلْبَاهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ، لَمْ يُؤْذِنْ لَهُ قَالَتْ: فَقَالَ خَالِدٌ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْتَهِي هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَلَا وَاللَّهِ مَا يَزِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ، لَا حَتَّى يَذُوقَ غَسِيلَتَكَ وَتَذُوقِي غَسِيلَتَهُ)). فَصَارَ سُنَّةً بَعْدَهُ.

۵۷۹۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رفاعہ قرطبی رضی اللہ عنہا کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ میں بھی بیٹھی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاق دے دی ہیں۔ (مغلط)۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا اور اللہ کی قسم کہ ان کے ساتھ یا رسول اللہ ﷺ! صرف اس جہاں جیسا ہے۔ انہوں نے اپنی چادر کے جہاں کو اپنے ہاتھ میں لے کر اشارہ کیا۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں ابھی اندر آنے کی اجازت نہیں ہوئی تھی، اس نے بھی ان کی بات سنی۔ بیان کیا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ (وہیں سے) بولے۔ ابوبکر! آپ اس عورت کو روکتے نہیں کہ کس طرح کی بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھول کر بیان کرتی ہے لیکن اللہ کی قسم اس بات پر حضور اکرم ﷺ کا تبسم اور بڑھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا غالباً تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ لیکن ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ (تمہارے دوسرے شوہر عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ) تمہارا مزنا نہ چکے

لیں اور تم ان کا مزنا چکھ لو پھر بعد میں یہی قانون بن گیا۔

[راجع: ۲۶۳۹]

عورت نے اپنی جھار دار چادر کی طرف اشارہ کیا۔ باب سے یہی جملہ مطابقت رکھتا ہے باقی دیگر مسائل جو اس حدیث سے نکلے ہیں وہ بھی واضح ہیں۔ قانون یہ بنا کہ جس عورت کو تین طلاق دے دی جائیں اس کا پہلے خاوند سے پھر نکاح نہیں ہو سکتا جب تک دوسرے خاوند سے صحبت نہ کرائے پھر وہ خاوند خود اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے، یہ شرعی حلالہ ہے۔ پھر خود اس مقصد کے تحت فرضی حلالہ کرنا موجب لعنت ہے اللہ ان علماء پر رحم کرے جو عورتوں کو فرضی حلالہ کرانے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تین طلاق سے تین طہر کی طلاقیں مراد ہیں۔

باب چادر اوڑھنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک گنوار

۷- باب الأردية.

نے رسول اللہ ﷺ کی چادر کھینچی

وَقَالَ أَنَسٌ : جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَاءَ النَّبِيِّ ﷺ.

یہ حدیث آگے آئی ہے۔

(۵۷۹۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے، انہیں زہری نے، انہیں علی بن حسین نے خبر دی، انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے حرمت شراب سے پہلے شراب کے نشہ میں جب ان کی اونٹنی ذبح کر دی اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آکر اس کی شکات کی تو آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر تشریف لے چلے گئے۔ میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آخر آپ اس گھر میں پہنچے جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور انہوں نے آپ حضرات کو اجازت دی۔

۵۷۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرْدَانَهُ فَأَزْدَى بِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْرَةٌ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذْنُو لَهُمْ.

[راجع: ۲۰۸۹]

آنحضرت ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاں چادر اوڑھ کر چلے گئے، باب سے یہی مطابقت ہے مفصل حدیث کئی جگہ ذکر میں آچکی ہے۔

باب قمیص پہننا (کرتہ قمیص ہر دو ایک ہی ہیں) اور اللہ پاک نے سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نقل کیا

۸- باب لبس القميص وقول الله تعالى حكاية عن يوسف :

ہے کہ ”اب تم میری اس قمیص کو لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں بفضلہ تعالیٰ روشن ہو جائیں گی۔“

﴿اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا﴾

(۵۷۹۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ثابغ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! محرم کس طرح کا کپڑا پہنے۔ آنحضرت صلی

۵۷۹۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ. حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ. عَنْ نَافِعٍ. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِبَاسُ الْمُحْرَمِ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم قمیص، پاجامہ، برنس (ٹوپی یا سر پر پہننے کی کوئی چیز) اور موزے نہیں پہنے گا البتہ اگر اسے چپل نہ ملیں تو موزوں ہی کو ٹخنوں تک کاٹ کر پہن لے۔ وہ ہی جوتی کی طرح ہو جائیں گے۔

(۵۷۹۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ عبد اللہ بن ابی (منافق) کے پاس جب اسے قبر میں داخل کیا جا چکا تھا تشریف لائے پھر آپ کے حکم سے اس کی لاش نکالی گئی اور حضور اکرم ﷺ کے گھٹنوں پر اسے رکھا گیا آنحضرت ﷺ نے اس پر دم کرتے ہوئے اپنی قمیص پہنائی اور اللہ ہی خوب جاننے والا ہے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی قمیص ایک موقع پر پہنائی تھی۔ اس لیے اس کے بدلہ کے طور پر آنحضرت ﷺ نے بھی اسے اپنی قمیص ایسے موقع پر دی یہ سب کچھ آپ نے اس کے بیٹے کا دل خوش کرنے کے لیے کیا جو سچا مسلمان تھا، واللہ اعلم بالصواب۔

(۵۷۹۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو نافع نے خبر دی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو اس کے لڑکے (حضرت عبد اللہ) جو مخلص اور اکابر صحابہ میں تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی قمیص مجھے عطا فرمائیے تاکہ میں اپنے باپ کو اس کا کفن دوں اور آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیص انہیں عطا فرمائی اور فرمایا کہ نہلا دھلا کر مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب نہلا دھلا لیا تو آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی آنحضرت ﷺ تشریف لائے تاکہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا ہے؟ اور فرمایا ہے کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو یا

((لَا يَلْبَسُ الْمُخْرَمُ الْقَمِيصَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبُرُنْسَ وَلَا الْخُفَيْنِ، إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ الثَّغْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [راجع: ۱۳۴]

۵۷۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُمَرُو. سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنُفِثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَالْبَسَهُ قَمِيصَهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

۵۷۹۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُيَيْنَةَ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أَكْفَنُهُ فِيهِ وَصَلَّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ لَهُ: ((إِذَا فَرَعْتَ مِنْهُ فَادْنُ)) فَلَمَّا فَرَعَ أَذَنَهُ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾ فَتَرَكْتُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ

عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا فَفَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

مغفرت کی دعا نہ کرو اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو گے تب بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ ”پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ

”اور ان میں سے کسی پر بھی جو مر گیا ہو ہرگز نماز نہ پڑھے۔“

بعد آنحضرت ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنی بھی چھوڑ دی

آپ نے فرمایا مجھے اللہ پاک نے اختیار دیا ہے منع نہیں فرمایا اور میں ستر بار سے بھی زیادہ دعا کروں گا جب آنحضرت ﷺ کی دعا بھی ستر بار کا فرائض کی دعا کے لیے فائدہ نہ بخشے تو سمجھ لینا چاہیے کہ کسی اور عالم یا درویش کی دعا سے کافہ یا منافق کیونکر بخشا جائے گا اور جو ایسی ویسی حکایتوں پر اعتبار کرے وہ محض بے وقوف اور جاہل ہے۔

باب قمیص کا گریبان سینے پر یا اور کہیں
مثلاً (کندھے پر) لگانا۔

۹- باب جَبِيبِ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ

الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

(۵۷۹۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، کلمہ ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی کہ دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے جے ہاتھ سینہ اور حلق تک پہنچے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ کرتا ہے تو اس کے جبہ میں کشادگی ہو جاتی ہے اور وہ اس کی انگلیوں تک بڑھ جاتا ہے اور قدم کے نشانات کو دھک لیتا ہے اور بخیل جب بھی کبھی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اسے اور چٹ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اس طرح اپنی مبارک انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کر کے بتا رہے تھے کہ تم دیکھو گے کہ وہ اس میں وسعت پیدا کرنا چاہے گا لیکن وسعت پیدا نہیں ہوگی۔ اس کی متابعت ابن طاؤس نے اپنے والد سے کی ہے اور ابو الزناد نے اعرج سے کی۔ ”دو جبوں“ کے ذکر کے ساتھ اور حنظلہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا ”جنتان“ اور جعفر نے اعرج کے واسطے سے ”جنتان“ کا لفظ بیان کیا ہے۔

۵۷۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ أَثَدُهُمَا إِلَى نُذْيِهِمَا وَتَرَأَيْتُهُمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أَنْامِلَهُ وَتَغْفُو أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلَّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: يَاصْبِغِي هَكَذَا فِي جَنْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يَوْسَعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ. تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ. وَقَالَ حَنْظَلَةُ: سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: جُبَّتَانِ. وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ جُبَّتَانِ. [راجع: ۱۴۴۳]

تَشْرِیح

جبتان سے دو کرتے اور جنتان سے دو زریں مراد ہیں اپنے گریبان کی طرف اشارہ کرنے ہی سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ آپ کے کرتے کا گریبان سینے پر تھا۔

۱۰- باب مَن لَبَسَ جُبَّةً ضَيِّقَةً

الْكُمَيْنِ فِي السَّفَرِ

۵۷۹۸- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ خَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الصُّحَى قَالَ: حَدَّثَنِي مَسْرُوقٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَمُضْمَضٌ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ جُبَّةٍ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَيْهِ.

[راجع: ۱۸۲]

تنگ آستینوں کا جبہ پہننا بھی ثابت ہوا لباس کے متعلق شریعت میں بہت وسعت ہے اس لیے کہ ہر ملک اور ہر قوم کا لباس الگ الگ ہوتا ہے جائز یا ناجائز کے چند حدود بیان کر کے ان کے لباس کو ان کے حالات پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۱- باب لَبَسَ جُبَّةَ الصُّوفِ فِي

الْغَزْوِ

۵۷۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ غَامِرٍ، عَنْ غُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: ((أَمْعَلُكَ مَاءً؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى غَنِي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ. ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَعْتُ عَلَيْهِ الْإِدْوَاةَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ

باب جس نے سفر میں تنگ آستینوں

کا جبہ پہنا

(۵۷۹۸) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو الصحی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مسروق نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر حاضر تھا۔ آپ نے وضو کیا آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا چہرہ دھویا پھر آپ اپنی آستینیں چڑھانے لگے لیکن وہ تنگ تھی اس لیے آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور انہیں دھویا اور سر پر اور موزوں پر مسح کیا۔

باب لڑائی میں اون کا جبہ

پہننا

(۵۷۹۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے، ان سے عروہ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ اپنی سواری سے اترے اور چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ چھپ گئے پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن کا پانی آپ کو استعمال کرایا آنحضرت

ﷺ نے اپنا چہرہ دھویا، ہاتھ دھوئے آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی آستین چڑھائی آپ کے لیے دشوار تھی چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور بازوؤں کو (کنٹیوں تک) دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا پھر میں بڑھا کہ آنحضرت ﷺ کے موزے اتار دوں لیکن آپ نے فرمایا کہ رہنے دو میں نے طہارت کے بعد انہیں پہنا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان پر مسح کیا۔

وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَعَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَيْهِ فَقَالَ: ((دَعُهُمَا فَإِنِّي أَذْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ))

[فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا]۔ [راجع: ۱۸۲]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب قبا اور ریشمی فروج کے بیان میں۔

فروج بھی قبا ہی کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس میں پیچھے چاک ہوتا ہے

۱۲- باب الْقَبَاءِ وَفُرُوجِ حَرِيرٍ.

وَهُوَ الْقَبَاءُ وَيُقَالُ: هُوَ الَّذِي لَهُ شِقٌّ مِنْ خَلْفِهِ.

(۵۸۰۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں اور حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں دیا تو حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو چنانچہ میں اپنے والد کو ساتھ لے کر چلا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اندر جاؤ اور آنحضرت ﷺ سے میرا ذکر کر دو۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو آپ باہر تشریف لائے آنحضرت ﷺ انہیں قباؤں میں سے ایک قبا لئے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے ہی لیے رکھ چھوڑی تھی۔ مسور نے بیان کیا کہ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخرمہ خوش ہو گئے۔

۵۸۰۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْبِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةً شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بَنِيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْغُهُ لِي قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: ((خَبَاتُ هَذَا لَكَ)) قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((رَضِي مَخْرَمَةُ)).

[راجع: ۵۸۰۰]

(۵۸۰۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کی فروج (قبا) ہدیہ میں دی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پہنا (ریشم مردوں کے لیے حرمت کے حکم سے پہلے) اور اسی کو پہنے ہوئے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے اسے بڑی تیزی سے ساتھ اتار ڈالا جیسے آپ اس

۵۸۰۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فُرُوجَ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ، ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا - كَأَنَّكَارِهِ لَهُ - ثُمَّ

سے ناگواری محسوس کرتے ہوں پھر فرمایا کہ یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس روایت کی متابعت عبد اللہ بن یوسف نے کی ان سے لیٹ نے اور غیر عبد اللہ بن یوسف نے کہا کہ ”فروج حریز“۔ اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قبائیں ریشی تھیں آپ نے کیونکر پہنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت تک ریشی کپڑا مردوں کے لیے حرام نہ ہوا ہو گا یا آپ نے اس قبا کو بطور حفاظت اپنے اوپر ڈال لیا ہو گا، یہ پہننا نہیں ہے جیسے کوئی کسی کو دینا چاہتا ہو اس کے بعد ریشی کپڑا مردوں پر حرام ہو گیا۔

باب برانس یعنی ٹوپی پہننا

(۵۸۰۲) اور کہا مجھ سے مسدود نے اور کہا ہم سے معتر نے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہا انہوں نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ریشی زرد ٹوپی کو دیکھا۔

(۵۸۰۳) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! محرم کس طرح کا کپڑا پہنے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (محرم کے لیے) کہ قمیص نہ پہنو نہ عمامے نہ پاجامے نہ برنس اور نہ موزے البتہ اگر کسی کو چپل نہ ملے تو وہ (چمڑے کے) موزوں کو ٹخنہ سے نیچے تک کاٹ کر انہیں پہن سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگایا گیا ہو۔

باب پاجامہ پہننے کے بارے میں

(۵۸۰۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر بن زید نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (محرم کے بارے میں) فرمایا جسے تم نہ ملے وہ پاجامہ پہنے اور جسے چپل نہ ملیں وہ موزے پہنیں۔

(۵۸۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے یہ بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ)). تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ: فَرُوجٌ حَرِيزٌ. [راجع: ۳۷۵]

ریشی کپڑا مردوں کے لیے حرام نہ ہوا ہو گا یا آپ نے اس قبا کو بطور حفاظت اپنے اوپر ڈال لیا ہو گا، یہ پہننا نہیں ہے جیسے کوئی کسی کو دینا چاہتا ہو اس کے بعد ریشی کپڑا مردوں پر حرام ہو گیا۔

۱۳- باب البرانس

۵۸۰۲- وقال لي مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ نُسَاصٍ أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ.

۵۸۰۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ، وَلَا الْعَمَامَةَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبُرَانِسَ، وَلَا الْخِجَافَ، إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ)). [راجع: ۱۳۴]

۱۴- باب السراويل

۵۸۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ)). [راجع: ۱۷۴۰]

۵۸۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! احرام باندھنے کے بعد ہمیں کس چیز کے پہننے کا حکم ہے؟ فرمایا کہ قمیص نہ پہنوں نہ پاجامے، نہ عمامے، نہ برنس اور نہ موزے پہنوں۔ البتہ اگر کسی کے پاس چپل نہ ہوں تو وہ چمڑے کے ایسے موزے پہنے جو ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنوں جس میں زعفران اور ورس لگا ہوا ہو۔

باب عمامے کے بیان میں

(۵۸۰۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی، انہیں ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم قمیص نہ پہنے نہ عمامہ پہنے نہ پاجامہ نہ برنس اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں زعفران اور ورس لگا ہوا ہو اور نہ موزے پہنے البتہ اگر کسی کو چپل نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے۔ (پھر پہنے)

باب سر پر کپڑا ڈال کر سر چھپانا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور سربارک پر ایک سیاہ پٹی لگا ہوا عمامہ تھا اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے سر پر چادر کا کونا لپیٹ لیا تھا۔

(۵۸۰۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بہت سے مسلمان حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے لیکن نبی

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبِسَ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: ((لَا تَلْبِسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَاوِيلَ وَالْعِمَامَةَ وَالْبُرْنُسَ وَالْخُفَّافَ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبِسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبِسُوا شَيْئًا مِنَ الشَّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ)). [راجع: ۱۳۴]

۱۵- باب الْعِمَامَةِ

۵۸۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَلْبِسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبُرْنُسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ، إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ النِّعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

[راجع: ۱۳۴]

۱۶- باب التَّقْنَعِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءٌ، قَالَ أَنَسٌ: غَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

یہ روایت آگے موصول ذکر ہوگی۔

۵۸۰۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيَّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ رِجَالٌ مِنْ

کرم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ کیونکہ مجھے بھی امید ہے کہ مجھے (ہجرت کی) اجازت دی جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ کو بھی امید ہے؟ میرا باپ آپ پر قربان۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہنے کے خیال سے رک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو بھول کے پتے کھلا کر چار مہینے تک انہیں خوب تیار کرتے رہے۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم ایک دن دوپہر کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ سر ڈھکے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت عموماً آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آنحضور ﷺ پر قربان ہوں، آنحضور ﷺ ایسے وقت کسی وجہ ہی سے تشریف لا سکتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے مکان پر پہنچ کر اجازت چاہی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دی۔ آنحضور ﷺ اندر تشریف لائے اور اندر داخل ہوتے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے پاس اس وقت ہیں انہیں اٹھا دو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرا باپ آپ پر قربان ہو یا رسول اللہ ﷺ! یہ سب آپ کے گھر ہی کے افراد ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر یا رسول اللہ! مجھے رفاقت کا شرف حاصل رہے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ عرض کی یا رسول اللہ! میرے باپ آپ پر قربان ہوں ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن قیمت سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے بہت جلدی جلدی سامان سفر تیار کیا اور سفر کا ناشتہ ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے ایک ٹکڑے سے تھیلہ کے منہ کو باندھا۔ اسی وجہ سے انہیں ”ذات النطاق“ (پٹکے والی) کہنے لگے۔ پھر آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ٹور نامی پہاڑ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے اور تین دن تک اسی میں ٹھہرے رہے۔ عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ رات آپ حضرات کے پاس ہی گزارتے تھے۔

المُسْلِمِينَ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوْ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنْصَحِيَّتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ غُرُوةً: قَالَتْ عَائِشَةُ قَبِينَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِذَا لَهُ بِأَبِي وَأُمِّي وَاللَّهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأْذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)). قَالَ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَأِنِّي قَدْ أْذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ)) قَالَ: فَالصُّحْبَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَخَذَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِبْذَنِي رَاحِلَتِي هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِالْثَمَنِ)) قَالَتْ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحْتِ الْجَهَّازَ وَوَضَعْنَاهُمَا لَهُمَا سَفَرَةَ فِي جِرَابٍ فَقَطَعْتَ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوَسَّكَتَ بِهِ الْجِرَابَ وَلِذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقِ، ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: ثَوْرٌ، فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ بَيْتَ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ

وہ نوجوان ذہین اور سمجھدار تھے۔ صبح تڑکے میں وہاں سے چل دیتے تھے اور صبح ہوتے ہوتے مکہ کے قریش میں پہنچ جاتے تھے۔ جیسے رات میں مکہ ہی میں رہے ہوں۔ مکہ مکرمہ میں جو بات بھی ان حضرات کے خلاف ہوتی اسے محفوظ رکھتے اور جوں ہی رات کا اندھیرا اچھا جاتا غار ثور میں ان حضرات کے پاس پہنچ کر تمام تفصیلات کی اطلاع دیتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دودھ دینے والی بکریاں چراتے تھے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو ان بکریوں کو غار ثور کی طرف ہانک لاتے تھے۔ آپ حضرات بکریوں کے دودھ پر رات گزارتے اور صبح کی پو پھٹتے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو جاتے۔ ان تین راتوں میں انہوں نے ہر رات ایسا ہی کیا۔

غَلَامٌ شَابٌ لَقِنَ ثَقَفَ فَيْرَحُلٌ مِنْ عِنْدِهِمَا
سَحْرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَابَتٍ فَلَا
يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَغَاهُ حَتَّى
يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرٍ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ
وَيَرْغَى عَلَيْهِمَا غَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي
بَكْرٍ مُنَحَّةٌ مِنْ عَنَمٍ فَيْرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ
تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَسْتَانِ فِي
رِسْلَيْهَا حَتَّى يَنْعَقَ بِهَا غَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ
بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ
الليالي الثلاث. [راجع: ٤٧٦]

تشیخ باب اور حدیث میں یہ مطابقت ہے کہ آنحضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سر ڈھانک کر تشریف لائے۔ رومال سے سر ڈھانکنے کا یہ رواج عربوں میں آج تک موجود ہے، وہاں کی گرم آب و ہوا کے لیے یہ عمل ضروری ہے۔ اس حدیث میں ہجرت سے متعلق کئی امور بیان کئے گئے ہیں جن کی مزید تفصیلات واقعہ ہجرت میں اس حدیث کے ذیل میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

باب خود کا بیان

١٧ - باب المِغْفَر

(۵۸۰۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال (مکہ مکرمہ میں) داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔

٥٨٠٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ
لَمْعَقُورٌ. [راجع: ١٨٤٦]

تشیخ | اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر حج یا عمرہ نیت سے نہ ہو اور آدمی کسی کام کاج یا تجارت کے لیے مکہ شریف میں جائے تو بغیر احرام کے بھی داخل ہو سکتا ہے۔

باب دھاری دار چادروں، یمنی چادروں اور کملیوں کا

بیان۔ اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مشرکین مکہ کے مظالم کی) شکایت کی اس وقت آپ اپنی ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

١٨- باب البرود والجبر الشملة
وقال خباب: شكونا إلى النبي ﷺ وهو
متوسد برودة له.

معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر چادروں یا کملیوں وغیرہ کا استعمال درست ہے۔

۵۸۰۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، (۵۸۰۹) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام

مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر (یمین کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیے کی ایک چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آگیا اور اس نے آنحضرت ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے مونڈھے پر دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (ﷺ)! مجھے اس مال میں سے دیئے جانے کا حکم کیجئے جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

آنحضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ ایسے تھے کہ اس گنوار کی اس حرکت کا آپ نے کوئی خیال نہیں فرمایا بلکہ ہنس کر ٹال دیا اور اسے خیرات بھی مرحمت فرمادی۔ فداہ روحی ﷺ۔ اس وقت جسم مبارک پر چادر تھی۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت

تشریح

ہے۔

(۵۸۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئیں (جو اس نے خود بنی تھی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے وہ پردہ کیا تھا پھر بتلایا کہ یہ ایک اونچی چادر تھی جس کے کناروں پر حاشیہ ہوتا ہے۔ ان خاتون نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ چادر میں نے خاص آپ کے اوڑھنے کے لیے بنی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ چادر ان سے اس طرح لی گویا آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ اسے تہہ کے طور پر پہن کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ جماعت صحابہ میں سے ایک صاحب (عبد الرحمن بن عوف) نے اس چادر کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ مجھے عنایت فرمادیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ مجلس میں بیٹھے رہے پھر تشریف لے گئے اور اس چادر کو پلیٹ کر ان

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظٌ الْحَاشِيَةُ فَأَذْرَكَهُ أَغْرَابِيٌّ فَبَذَلَهُ بِرِدَائِهِ جَبْدَةً شَدِيدَةً، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْدَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ؟ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ صَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعِطَاءٍ.

[راجع: ۳۱۴۹]

۵۸۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَذَرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا. قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُو كَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لِإِزَارَةٌ فَحَسُنَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْسَيْتُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللَّهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَّأَهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ

صاحب کے پاس بھجوا دیا۔ صحابہ نے اس پر ان سے کہا تم نے اچھی بات نہیں کی کہ آنحضرت ﷺ سے وہ چادر مانگ لی۔ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کسی سائل کو محروم نہیں فرماتے۔ ان صاحب نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو صرف آنحضرت ﷺ سے یہ اس لیے مانگی ہے کہ جب میں مروں تو یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ وہ چادر اس صحابی کے کفن ہی میں استعمال ہوئی۔

تشریح یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اس حدیث سے نکلا کہ کفن کے لیے بزرگوں کا مستعمل لباس لے لینا جائز ہے۔ وہ خاتون کن قدر خوش نصیب تھی جس نے اپنے ہاتھوں سے آنحضرت ﷺ کے لیے وہ ادنیٰ چادر بہترین شکل میں تیار کی اور آپ نے اسے بخوشی قبول فرمایا پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی کیسے خوش نصیب ہیں جن کو یہ چادر کفن کے لیے نصیب ہوئی چونکہ اس حدیث میں آپ کے لیے ادنیٰ چادر کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

(۵۸۱۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے جنت میں ستر ہزار کی ایک جماعت داخل ہوگی ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ حضرت عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر سنبھالتے ہوئے اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! عکاشہ کو بھی انہیں میں سے بنادے۔ اس کے بعد قبیلہ انصار کے ایک صحابی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے بنادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے عکاشہ دعا کرا چکا۔

۵۸۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا تُصَيِّءُ وَجُوهَهُمْ إِضَاءَةُ الْقَمَرِ)) فَقَامَ عَكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمْرَةً عَلَيْهِ قَالَ: اذْعُ اللَّهُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَبَقَكَ عَكَاشَةُ)).

[طرفہ فی: ۶۵۴۲]

اب اس کا وقت نہیں رہا۔

تشریح اس روایت کا مطلب دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے اس میں یوں ہے کہ پہلے عکاشہ کھڑے ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ! دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھ کو ان ستر ہزار میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے لیے بھی دعا فرمائیے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے عکاشہ کے لیے دعا قبول ہو چکی۔ مطلب یہ تھا کہ دعا کی قبولیت کی گھڑی نکل چکی یہ کامیابی عکاشہ کی قسمت میں تھی ان کو حاصل ہو چکی۔

(۵۸۱۲) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرح کا کپڑا زیادہ پسند تھا بیان کیا کہ حبرہ کی سبز یمنی چادر۔

(۵۸۱۳) مجھ سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاذ دستوائی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر پسند تھی۔

(۵۸۱۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی نعش مبارک پر ایک سبز یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔

یہی سبز رنگ تھا جو عام اہل اسلام میں آج تک مقبول ہے جملہ احادیث باب میں کسی نہ کسی حالت میں آنحضرت ﷺ کا مختلف اوقات میں مختلف رنگوں کی چادروں کے استعمال کا ذکر ہے۔ باب اور احادیث مذکورہ میں یہی مطابقت ہے آگے اور تفصیلی ذکر آ رہا ہے۔

باب کملیوں اور اونی حاشیہ دار چادروں کے بیان میں

۱۹- باب الْأَكْسِيَّةِ وَالْحَمَائِصِ

کساء اونی کملی اگر وہ صرف پانچ ہاتھ کی ہو تو ایسی چادروں کو خمیصہ کہتے ہیں۔

(۵۸۱۵-۵۸۱۶) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے حضرت عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آخری مرض طاری ہوا تو آپ اپنی کملی چہرہ مبارک پر ڈالتے تھے اور جب سانس گھٹنے لگتا

۵۸۱۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ الْحَبْرَةُ. [طرفه في: ۵۸۱۳].

کیونکہ وہ میل خوری اور بہت مضبوط ہوتی ہے۔

۵۸۱۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحَبْرَةُ. [راجع: ۵۸۱۲]

۵۸۱۴- حَدَّثَنِي أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَوَفَّى سَجَّيَ بِرُؤْدِ حَبْرَةٍ.

ﷺ

تو چہرہ کھول لیتے اور اسی حالت میں فرماتے ”یسود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔“ آنحضرت ﷺ ان کے عمل بد سے (مسلمانوں کو) ڈرا رہے تھے۔

عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اعْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: وَهُوَ كَذَلِكَ ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

[راجع: ۴۳۵، ۴۳۶]

تفسیر یسود و نصاریٰ سے بڑھ کر کجبت وہ مسلمان ہیں جنہوں نے بزرگوں اور درویشوں کی قبور کو مزین کر کے دکانوں کی شکل دے رکھی ہے اور وہاں لوگوں سے سجدے کراتے ہیں اور عرض کرتے ہیں وہاں عرضیاں لٹکاتے نیازیں چڑھاتے ہیں۔ یہ لوگ قبر کے باہر سے یہ کام کرتے ہیں اور وہ بزرگ قبروں کے اندر سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ یہ سب بزرگ آنحضرت ﷺ کے نقش بردار اور آپ کی مرضی پر چلنے والے ہیں یہی قبروں کے پجاری عند اللہ مشرک اور ملعون ہیں خواہ یہ کیسے ہی نمازی و حاجی ہوں ہرگز تو ازاں قوم نباشی کہ فریبت حق را بہ سجودے و نبی را بہ درودے

(۵۸۱۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک نقش چادر میں نماز پڑھی اور اس کے نقش و نگار پر نماز ہی میں ایک نظر ڈالی۔ پھر سلام پھیر کر فرمایا کہ میری یہ چادر ابو جہم کو واپس دے دو۔ اس نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا اور ابو جہم کی سادی چادر لیتے آؤ۔ یہ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم بنی عدی بن کعب قبیلہ میں سے تھے۔

۵۸۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَغْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَغْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((ادْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي أَنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَاتَّوَنِي بِأَنْبِجَانِيَةِ أَبِي جَهْمٍ)) بِنُ حَذِيفَةَ بِنِ غَانِمٍ مِّنْ بَنِي عَدِيٍّ بِنِ كَعْبٍ.

[راجع: ۳۷۳]

(۵۸۱۸) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے ابورودہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی کملی (کساء) اور ایک موٹی ازار نکال کر دکھائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح ان ہی دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔

۵۸۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حَمِيدِ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْرَجَتِ الْبَيْتَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَيْنِ.

باب اشتمال الصماء کا بیان

۲۰- باب اشتمال الصماء

ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ یا پاؤں باہر نہ نکل سکیں، اسے عربی میں اشتمال الصماء کہتے ہیں۔

(۵۸۱۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن عبد الجید ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے خبیث بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور دو وقت نمازوں سے بھی آپ نے منع فرمایا نماز فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا جسم پر لپیٹ کر اور گھٹنے اوپر اٹھا کر اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کی شرمگاہ پر آسمان و زمین کے درمیان کوئی چیز نہ ہو۔ اور اشتمال صماء سے منع فرمایا۔

”صماء“ اس طرح چادر اوڑھنے کو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی طرف سے لے کر بائیں شانے پر ڈالا جائے اور پھر وہی کنارہ پیچھے سے لے کر داہنے شانے پر ڈال لیا جائے اور اس طرح چادر میں دونوں شانوں کو لپیٹ لیا جائے۔ اشتمال صماء کا مفہوم یہ ہے کہ صرف جسم پر ایک چادر ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو۔ اس صورت میں بیٹھے وقت ایک کنارہ اٹھانا پڑتا تھا اور اس سے شرمگاہ کھل جاتی تھی۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ جس کپڑے کو خریدنا ہو بس اسے چھو لے رات کو یا دن کو اور الٹ کر نہ دیکھنے کی شرط ہوئی ہو اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے بس بیچ پوری ہو گئی (یہی شرط ہوئی ہو) یہ دونوں شکل دھوکے سے خالی نہیں اسی لیے منع کیا گیا۔

(۵۸۲۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے پہناوے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص (خریدار) دوسرے (بیچنے والے) کے کپڑے کو رات یا دن میں کسی بھی وقت بس چھو دیتا (اور دیکھے بغیر صرف چھونے سے بیچ ہو جاتی) صرف چھونا ہی کافی تھا کھول کر دیکھا نہیں جاتا تھا۔ منابذہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی ملکیت کا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا اور دوسرا اپنا کپڑا پھینکتا اور بغیر دیکھے اور بغیر ماہمی رضامندی کے صرف اسی سے بیچ منعقد ہو جاتی

۵۸۱۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ، وَعَنِ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ، حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَأَنْ يَخْتَبِيَ بِالْتُّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ، وَأَنْ يَشْتِمَلَ الصَّمَاءَ. [راجع: ۳۶۸]

۵۸۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي غَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، نَهَى عَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمَلَامَسَةُ لَمَسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ، وَلَا يَقْلِبُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ ثَوْبَهُ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْنَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ،

اور دو کپڑے (جن سے آنحضور ﷺ نے منع فرمایا انہیں سے ایک) اشتمال صماء ہے۔ صماء کی صورت یہ تھی کہ اپنا کپڑا (ایک چادر) اپنے ایک شانے پر اس طرح ڈالاجاتا کہ ایک کنارہ سے (شرمگاہ) کھل جاتی اور کوئی دوسرا کپڑا وہاں نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے پہناوے کا طریقہ یہ تھا کہ بیٹھ کر اپنے ایک کپڑے سے کمر اور پنڈلی باندھ لیتے تھے اور شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

باب ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا

(۵۸۲۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہناوے سے منع فرمایا یہ کہ کوئی شخص ایک ہی کپڑے سے اپنی کمر اور پنڈلی کو ملا کر باندھ لے اور شرمگاہ پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو اور یہ کہ کوئی شخص ایک کپڑے کو اس طرح جسم پر لپیٹے کہ ایک طرف کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو اور آپ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔

عرب جاہلیت میں مجلس میں بیٹھے کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ بیٹھنے کی اس ہیئت میں عموماً شرمگاہ کھل جایا کرتی تھی کیونکہ جسم پر کپڑا صرف ایک ہی چادر کی صورت میں ہوتا تھا اور اسی سے کمر اور پنڈلی میں اور کرلیٹ کر دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیتے تھے۔ یہ صورت ایسی ہوتی تھی کہ شرمگاہ کی ستر کا اہتمام بالکل باقی نہیں رہتا تھا اور بیٹھنے والا بے دست و پا اپنی اسی ہیئت پر بیٹھنے پر مجبور تھا۔

(۵۸۲۲) مجھ سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مخلص نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ کوئی شخص ایک کپڑے سے پنڈلی اور کمر کو ملا لے اور شرمگاہ پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو۔

باب کالی کملی کا بیان

وَاللَّبْسَانِ اشْتِمَالِ الصَّمَاءِ، وَالصَّمَاءُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاقِبَيْهِ فَيَبْدُو أَحَدَ شِقَيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، وَاللَّبْسَةُ الْآخَرَى اخْتِيارُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

[راجع: ۳۶۷]

۲۱- باب الاختباء في ثوب واحد

۵۸۲۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ: أَنْ يَخْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَأَنْ يَشْتِمَلَ بِالْثَوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى أَحَدِ شِقَيْهِ، وَعَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ. [راجع: ۳۶۸]

عرب جاہلیت میں مجلس میں بیٹھے کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ بیٹھنے کی اس ہیئت میں عموماً شرمگاہ کھل جایا کرتی تھی کیونکہ جسم پر کپڑا صرف ایک ہی چادر کی صورت میں ہوتا تھا اور اسی سے کمر اور پنڈلی میں اور کرلیٹ کر دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیتے تھے۔ یہ صورت ایسی ہوتی تھی کہ شرمگاہ کی ستر کا اہتمام بالکل باقی نہیں رہتا تھا اور بیٹھنے والا بے دست و پا اپنی اسی ہیئت پر بیٹھنے پر مجبور تھا۔

۵۸۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ اشْتِمَالِ الصَّمَاءِ وَأَنْ يَخْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [راجع: ۳۶۷]

۲۲- باب الخميصة السوداء

(۵۸۲۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے سعید بن فلاں یعنی عمرو بن سعید بن عاص نے اور ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کپڑے لائے گئے جس میں ایک چھوٹی کالی کملی بھی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ چادر کے دی جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس بلاؤ۔ انہیں گود میں اٹھا کر لایا گیا (کیونکہ بچی تھیں) اور آنحضرت ﷺ نے وہ چادر اپنے ہاتھ میں لی اور انہیں پہنایا اور دعا دی کہ جیتی رہو۔ اس چادر میں ہرے اور زرد نقش و نگار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام خالد! یہ نقش و نگار ”سناہ“ ہیں۔ ”سناہ“ حبشی زبان میں خوب اچھے کے معنی میں آتا ہے۔

ام خالد حبش ہی میں پیدا ہوئی تھیں وہ حبشی زبان جاننے لگی تھیں، لہذا آنحضرت ﷺ نے اس سے خوش ہو کر حبشی زبان ہی میں اس کپڑے کی تعریف فرمائی۔

(۵۸۲۴) مجھ سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ انس اس بچہ کو دیکھتے رہو کوئی چیز اس کے پیٹ میں نہ جائے اور جا کر نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ لاؤ تاکہ آنحضرت ﷺ اپنا جھوٹا اس کے منہ میں ڈالیں۔ چنانچہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اس وقت ایک باغ میں تھے اور آپ کے جسم پر قبیلہ بنی حریث کی بنی ہوئی چادر (خمیصہ حریثیہ) تھی اور آپ اس سواری پر نشان لگا رہے تھے جس پر آپ فتح مکہ کے موقع پر سوار تھے۔

حریثی نسبت ہے حریث کی طرف۔ شاید اس نے یہ کملیاں بنانا شروع کی ہوں گی بعض روایتوں میں خیبری ہے۔ بعض میں جونی یہ بنی الجون کی طرف نسبت ہے۔ حافظ نے کہا جونی کملی اکثر یہاں ہوتی ہے، اسی سے ترجمہ باب کی مطابقت ہو گئی۔ کالی کملی رکھنے اور ڈھنے کے بت سے فوائد ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ کہ ایسی کملی رکھنے سے رسول کریم ﷺ کی یاد تازہ ہوتی ہے جو ہمارے لیے سب سے بڑی سعادت ہے اللہم ادرقنا آمین۔ حریثی حریث نامی کپڑا بنانے والے کی طرف نسبت ہے۔

۵۸۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ فَلَانَ - هُوَ عَمْرُو - بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أُمِّ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ بِشِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ، فَقَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُو هَذِهِ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ: ((اِئْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ)) فَأَتَيْتِ بِهَا تَحْمِلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلَقِي)) وَكَانَ فِيهَا عِلْمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاهُ)) وَسَنَاهُ بِالْحَبَشِيَّةِ، حَسَنٌ. [راجع: ۳۰۷۱]

۵۸۲۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سَلِيمٍ قَالَتْ لِي: يَا أَنَسُ انْظُرْ هَذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصْبِنُ شَيْئًا حَتَّى تَعْدُو بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ، فَعَدَوْتُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ فِي حَانِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حَرِيثِيَّةٌ، وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ.

[راجع: ۱۵۰۲]

تَشْرِيحُ

حریثی نسبت ہے حریث کی طرف۔ شاید اس نے یہ کملیاں بنانا شروع کی ہوں گی بعض روایتوں میں خیبری ہے۔ بعض میں جونی یہ بنی الجون کی طرف نسبت ہے۔ حافظ نے کہا جونی کملی اکثر یہاں ہوتی ہے، اسی سے ترجمہ باب کی مطابقت ہو گئی۔ کالی کملی رکھنے اور ڈھنے کے بت سے فوائد ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ کہ ایسی کملی رکھنے سے رسول کریم ﷺ کی یاد تازہ ہوتی ہے جو ہمارے لیے سب سے بڑی سعادت ہے اللہم ادرقنا آمین۔ حریثی حریث نامی کپڑا بنانے والے کی طرف نسبت ہے۔

۲۳- باب الْيَابِ الْخَضِرِ

۵۸۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْفَرُطِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهَا حِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرْنَتْهَا خَضِرَةً بِجِلْدِهَا، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدِهَا أَشَدَّ خَضِرَةً مِنْ ثَوْبِهَا، قَالَ: وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا لِي إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّي مِنْ هَذِهِ، وَأَخَذَتْ هَذِبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَتْ: كَذَبْتَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَأَنْفَضُهَا نَفْضَ الْأَدِيمِ، وَلَكِنَّهَا نَاشِئٌ تُرِيدُ رِفَاعَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَمْ تَجَلِي لَهُ أَوْ لَمْ تَصْلُحِي لَهُ حَتَّى يَذُوقَ مِنْ غُسَّيْلِكَ)) قَالَ: وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ فَقَالَ: ((بُنُوكَ هَؤُلَاءِ)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((هَذَا الَّذِي تَزْعُمِينَ مَا تَزْعُمِينَ؟ فَوَ اللَّهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغَرَابِ بِالْغَرَابِ)).

[راجع: ۲۶۳۹]

باب سبز رنگ کے کپڑے پہننا

(۵۸۲۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی نے، کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں رفاعہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ پھر ان سے عبد الرحمن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ خاتون سبز اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنے شوہر کی) شکایت کی اور اپنے جسم پر سبز نشانات (چوٹ کے) دکھائے پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو (جیسا کہ عادت ہے) عکرمہ نے بیان کیا کہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (آنحضرت ﷺ سے) کہا کہ کسی ایمان والی عورت کا میں نے اس سے زیادہ برا حال نہیں دیکھا ان کا جسم ان کے کپڑے سے بھی زیادہ برا ہو گیا ہے۔ بیان کیا کہ ان کے شوہر نے بھی سن لیا تھا کہ بیوی حضور اکرم ﷺ کے پاس گئی ہیں چنانچہ وہ بھی آگئے اور ان کے ساتھ ان کے دو بچے ان سے پہلی بیوی کے تھے ان کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم مجھے ان سے کوئی اور شکایت نہیں البتہ ان کے ساتھ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جس سے میرا کچھ نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنے کپڑے کا پلو پکڑ کر اشارہ کیا (یعنی ان کے شوہر کمزور ہیں) اس پر ان کے شوہر نے کہا یا رسول اللہ! واللہ یہ جھوٹ بولتی ہے میں تو اس کو (جماع کے وقت) چمڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ شریر ہے یہ مجھے پسند نہیں کرتی اور رفاعہ کے یہاں دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو تمہارے لیے وہ (رفاعہ) اس وقت تک حلال نہیں ہوں گے جب تک یہ (عبد الرحمن) دوسرے شوہر (تمہارا) مزانہ چکھ لیں۔ بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے عبد الرحمن کے ساتھ دو بچے بھی دیکھے تو دریافت فرمایا کیا یہ تمہارے بچے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا اس وجہ سے تم یہ باتیں سوچتی ہو۔

اللہ کی قسم یہ بچے ان سے اتنے ہی مشابہ ہیں جتنا کہ کوا کوے سے مشابہ ہوتا ہے۔

وہ خاتون ہرے رنگ کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی یہی باب سے مطابقت ہے۔ اس عورت نے اپنے خاوند کے نامرد ہونے کی شکایت کی تھی جس کے جواب کے لیے خاوند عبدالرحمن بن زبیر اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لائے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے بچوں کے بارے میں حضرت عبدالرحمن کی تصدیق کی اور عورت کی کذب بیانی محسوس فرما کر وہ فرمایا جو یہاں مذکور ہے۔ مسئلہ یہی ہے کہ مطلقہ بانہ عورت پہلے خاوند کے نکاح میں دوبارہ اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک وہ دوسرا خاوند اس سے خوب جماع نہ کر لے اور پھر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔

باب سفید کپڑے پہننا

(۵۸۲۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن بشر نے خبر دی، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو (جو فرشتے تھے) دیکھا وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے انہیں نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

[راجع: ۴۰۵۴]

گویا فرشتوں کا سفید کپڑوں میں نظر آنا، اس چیز کا ثبوت ہے کہ سفید کپڑوں کا لباس عبداللہ محبوب ہے۔

(۵۸۲۷) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے حسین نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے، ان سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابو اسود دلی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ ﷺ سو رہے تھے پھر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے پھر آپ نے فرمایا جس بندہ نے بھی کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور پھر اسی پر وہ مرا تو جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی ہو، آپ نے فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی ہو، میں نے پھر عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی ہو۔ فرمایا چاہے

۲۴- باب الثَّيَابِ الْبَيْضِ

۵۸۲۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ. حَدَّثَنَا مِسْعَرُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ قَالَ: رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

۵۸۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضٌ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَأِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَأِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ))

اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔ میں نے (حیرت کی وجہ سے پھر) عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بعد میں جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو آنحضرت ﷺ کے الفاظ ابوذر کے علی الرغم (وان رغم انف ابی ذر) ضرور بیان کرتے۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری نے کہا یہ صورت کہ (صرف کلمہ سے جنت میں داخل ہو گا) یہ اس وقت ہو گی جب موت کے وقت یا اس سے پہلے (گناہوں سے) توبہ کی اور کہا کہ لا الہ الا اللہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

تشیخ توبہ کی شرط حضرت امام بخاری نے ان کے لیے بیان کی ہے جو ان گناہوں کو گناہ نہ جان کر کریں ایسے لوگ بغیر توبہ کے ہرگز نہیں بخشے جائیں گے ہاں اگر گناہ جان کر نادم ہو کر مرا اگرچہ توبہ نہ کی پھر بھی کلمہ کی برکت سے بخشش کی امید ہے۔ چاہے سزا کے بعد ہی ہو کیونکہ اصل بنیاد نجات کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا اور اس کے مطابق عمل و عقیدہ درست کرنا ہے۔ محض طوطے کی طرح کلمہ پڑھ لینا بھی کافی نہیں ہے۔

باب ریشم پہننا اور مردوں کا اسے اپنے لیے بچھانا اور کس حد تک اس کا استعمال جائز ہے

(۵۸۲۸) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے قتادہ نے، کہا کہ میں نے ابو عثمان ندی سے سنا کہ ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا ہم اس وقت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے استعمال سے (مردوں کو) منع کیا ہے سوا اتنے کے اور آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دونوں انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔ ابو عثمان ندی نے بیان کیا کہ ہماری سمجھ میں آنحضور ﷺ کی مراد اس سے (کپڑے وغیرہ پر ریشم کے) پھول بوٹے بنانے سے تھی۔

(۵۸۲۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے عاصم نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا اس وقت ہم آذربائیجان میں تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا سوا اتنے کے اور اس کی وضاحت

سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغَمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ)) وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهُ إِذَا تَابَ وَنَدِمَ وَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غُفِرَ لَهُ. [راجع: ۱۲۳۷]

۲۵- باب لُبْسِ الْحَرِيرِ إِفْتِرَاشِهِ

لِلرَّجَالِ وَقَدَرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ

۵۸۲۸- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ الْهَدْيِيَّ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ، وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ، إِلَّا هَكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلَيَانِ الْإِنْبَهَامِ قَالَ: فِيمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَغْلَامَ. [أطرافه في: ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵].

۵۸۲۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا

نبی کریم ﷺ نے دو انگلیوں کے اشارے سے کی تھی۔ (زہیر) (راوی حدیث) نے بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اٹھا کر بتایا۔

(۵۸۳۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے تہی نے بیان کیا اور ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ ہم حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم جو شخص بھی پہنے گا اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا۔

ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ابو عثمان نے اپنی دو انگلیوں، شہادت اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

(۵۸۳۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک دیہاتی چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور کہا کہ میں نے صرف اسے اس لیے پھینکا ہے کہ میں اس شخص کو منع کر چکا ہوں (کہ چاندی کے برتن میں مجھے کھانا اور پانی نہ دیا کرو) لیکن وہ نہیں مانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سونا، چاندی، ریشم اور دبا ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے (مسلمانوں) کے لیے آخرت میں۔

(۵۸۳۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے پوچھا کیا یہ روایت نبی کریم ﷺ سے ہے؟ عبدالعزیز نے بیان کیا کہ قطعاً نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو مرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہن سکے گا۔

(۵۸۳۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ

وَصَفَّ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرَ
الْوُسْطَى وَالسَّبَابَةَ. [راجع: ۵۸۲۸]

۵۸۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،
عَنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: كُنَّا مَعَ
عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي
الدُّنْيَا إِلَّا مَنْ لَمْ يَلْبَسْ مِنْهُ شَيْءٌ فِي
الْآخِرَةِ)). [راجع: ۵۸۲۸]

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا
مُعَمَّرٌ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ وَأَشَارَ
أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبَّحَةِ وَالْوُسْطَى.

۵۸۳۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي
لَيْلَى قَالَ: كَانَ حَذِيفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى
فَاتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِصْطَةٍ فَرَمَاهُ
بِهِ وَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرِمْهُ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ
يَنْتَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الذَّهَبُ وَالْفِصْطَةُ
وَالْحَرِيرُ وَالذَّيْبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ. [راجع: ۵۴۲۶]

۵۸۳۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ. قَالَ:
سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ:
أَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: شَدِيدًا عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ: ((مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ
يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ)).

۵۸۳۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ:

سے سنا، انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔

(۵۸۳۴) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو ذبیان خلیفہ بن کعب نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔ اور ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے یزید نے کہ معاذ نے بیان کیا کہ مجھے ام عمرو بنت عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

(۵۸۳۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمران بن حطان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے ریشم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو حفص یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم تو وہی مرد پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ میں نے اس پر کہا کہ سچ کہا اور ابو حفص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات نسبت نہیں کر سکتے اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے اور ان سے عمران نے اور پوری حدیث بیان کی۔

سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)).

۵۸۳۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذُبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)). وَقَالَ لَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ قَالَ: مَعَاذَةُ: أَخْبَرْتَنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ.

[راجع: ۵۸۲۸]

۵۸۳۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُثَمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتْ: أَنْتَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ: فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: سَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حَفْصٍ يَعْني عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)). فَقُلْتُ: ضِدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُو حَفْصٍ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنِي عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيثَ. [راجع: ۵۸۲۸]

باب بغیر پہنے ریشم صرف چھوٹا جائز ہے۔ اور اس بارے میں زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اوپر مذکور ہے

(۵۸۳۶) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ میں پیش ہوا تو ہم اسے چھونے لگے اور اس کی (زری و ملائت پر) حیرت زدہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرت ہے۔ ہم نے عرض کیا جی ہاں فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی اچھے ہیں۔

باب مرد کے لیے ریشم کا کپڑا بطور فرش بچھنا منع ہے۔ عبیدہ نے کہا کہ یہ بچھنا بھی پہننے جیسا ہے

(۵۸۳۷) ہم سے علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن ابی نجیح سے سنا، انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتن میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا تھا اور ریشم اور دیباہ پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا تھا

معلوم ہوا کہ ریشمی فرش و فرش کا استعمال بھی مردوں کے لیے ناجائز ہے۔

باب مصر کا ریشمی کپڑا پہننا مرد کے لیے کیسا ہے۔

عاصم ابن کلیب نے بیان کیا کہ ان سے ابو بردہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا فسی کیا چیز ہے؟ بتلایا کہ یہ کپڑا تھا جو ہمارے یہاں (حجاز میں) شام یا مصر سے آتا تھا اس پر چوڑی ریشمی

۲۶- باب مَسُّ الْحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ

لُبْسٍ.

وَيُزَوَّى فِيهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۸۳۶- حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَهْدَيْ لِلنَّبِيِّ ﷺ ثَوْبٌ حَرِيرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَتَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا؟)) قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: ((مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا)). [راجع: ۳۲۴۹]

۲۷- باب افْتِرَاشِ الْحَرِيرِ

وَقَالَ عُثَيْدَةُ: هُوَ كَلْبَسِهِ.

۵۸۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَزْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِصَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَابِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. [راجع: ۵۴۲۶]

۲۸- باب لُبْسِ الْقَسِيِّ

وَقَالَ عَاصِمٌ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ مَا الْقَسِيَّةُ؟ قَالَ: ثِيَابٌ أَتَتْ مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ، مُضْلَعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ

دھاریاں پڑی ہوتی تھیں اور اس پر ترنج جیسے نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور ”میشرہ“ زین پوش وہ کپڑا کہلاتا تھا جسے عورتیں ریشم سے اپنے شوہروں کے لیے بناتی تھیں۔ یہ جھالردار چادر کی طرح ہوتی تھی وہ اسے زرد رنگ سے رنگ دیتی تھیں جیسے اوڑھنے کے رومال ہوتے ہیں اور جریر نے بیان کیا کہ ان سے زید نے بیان کیا کہ ”قسیہ“ وہ چو خانے کپڑے ہوتے تھے جو مصر سے منگوائے جاتے تھے اور اس میں ریشم ملا ہوا ہوتا تھا اور ”میشرہ“ درندوں کے چمڑے کے زین پوش۔ حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا کہ ”میشرہ“ کی تفسیر میں عاصم کی روایت کثرت طرق اور صحت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی ہے۔

(۵۸۳۸) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اشعث بن ابی شعثاء نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سرخ میشرہ اور قسی کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُنْجِ وَالْمَيْشِرَةِ كَانَتْ النِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَائِفِ: يُصَفَّرْنَ بِهَا. وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ زَيْدٍ فِي حَدِيثِهِ: الْقَسِيَّةُ ثِيَابٌ مُضْلَعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمَيْشِرَةُ جُلُودُ السَّبَاعِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمَيْشِرَةِ.

۵۸۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدٍ بْنُ مَقْرَنٍ عَنْ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ الثَّيَابِ الْخَمْرِ وَعَنِ الْقَسِيَّةِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

تطلانی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک زین پوش وہی منع ہے جس میں خالص ریشم ہو یا ریشم زیادہ ہو سوت کم ہو۔ اگر دونوں آدمے ہوں تو ایسے کپڑوں کا استعمال درست رکھا ہے کیونکہ اسے حریر نہیں کہہ سکتے آج کل ٹرو وغیرہ کا یہی حال ہے۔

باب خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت ہے

(۵۸۳۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کو، کیونکہ انہیں خارش ہو گئی تھی، ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔

معلوم ہوا کہ ایسی شدید تکلیف کے علاج کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے۔

باب ریشم عورتوں کے لیے جائز ہے

۲۹- باب مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ

الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ

۵۸۳۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي ثِيَابِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا. [راجع: ۲۹۱۹]

۳۰- باب الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

(۵۸۴۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن میسرہ نے اور ان سے زید بن وہب نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا حلہ عنایت فرمایا۔ میں اسے پہن کر نکلا تو میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے۔ چنانچہ میں نے اس کے ٹکڑے کر کے اپنی عزیز عورتوں میں بانٹ دیئے۔

(۵۸۴۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بہتر ہے کہ آپ اسے خرید لیں اور وفود سے ملاقات کے وقت اور جمعہ کے دن اسے زیب تن کیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے وہ پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ریشم کی دھاریوں والا ایک جوڑا حلہ بھیجا، ہدیہ کے طور پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے مجھے یہ جوڑا حلہ عنایت فرمایا ہے حالانکہ میں خود آپ سے اس کے بارے میں وہ بات سن چکا ہوں جو آپ نے فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ کپڑا اس لیے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا (عورتوں وغیرہ میں سے) کسی کو پہنادو۔

(۵۸۴۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زرد دھاری دار ریشمی جوڑا پہنے دیکھا۔

باب اس بیان میں کہ آنحضرت ﷺ کسی لباس یا فرش کے پابند نہ تھے جیسا مل جاتا اسی پر قناعت کرتے

۵۸۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غَدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَسَانِي النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةً سَيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. [راجع: ۲۶۱۴]

۵۸۴۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى حُلَّةً سَيَرَاءَ تَبَاغَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ، وَالْجُمُعَةِ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ))، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ حُلَّةً سَيَرَاءَ حَرِيرٍ كَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ: كَسَوْنِيهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهَا مَا قُلْتُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا)).

[راجع: ۸۸۶]

۵۸۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى عَلِيَّ أُمِّ كَلْثُومِ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بُرْدَ حَرِيرٍ سَيَرَاءَ.

۳۱- بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

يَتَجَوَّزُ مِنَ اللَّبَاسِ وَالْبُسْطِ

یعنی آپ کے مزاج میں خواہ مخواہ تکلف نہ تھا۔ باب کا مضمون یہاں سے نکلتا ہے کہ ایسے بورے پر آرام فرما رہتے تھے جس کا نشان آپ کے پہلو پر پڑ رہا تھا اور چڑے کا نکیہ سر کے نیچے تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ وہ مدعیان عمل ہائے غور کریں جن کی زندگی شاہانہ ٹھٹھاٹ سے گزرتی ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر سنت کا لیبل لگا کر لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سنت نبوی پر عمل کی توفیق بخشنے۔

۵۸۴۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَبِثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابَهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللَّهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذَلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا، وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلَامٌ، فَأَغْلَظْتُ لِي فَقُلْتُ لَهَا: وَإِنَّكَ لَهَنَّاكَ قَالَتْ: تَقُولُ هَذَا لِي وَأَبْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: إِنِّي أُحَدِّثُكَ أَنَّ نَعَصِي اللَّهِ وَرَسُولَهُ، وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي آذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا: فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِي أُمُورِنَا فَلَمْ يَنْبَقْ إِلَّا أَنْ تَدْخُلِي بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ، فَرَدَّدْتُ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

(۵۸۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبید بن حنین نے، ان سے ابن عباس سے عید بن حنین نے، ان سے عمر رضی اللہ عنہ سے ان عورتوں کے بارے میں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں اتفاق کر لیا تھا، پوچھنے کا ارادہ کرتا رہا لیکن ان کا رعب سامنے آجاتا تھا۔ ایک دن (مکہ کے راستہ میں) ایک منزل پر قیام کیا اور پہلو کے درختوں میں (وہ قضائے حاجت کے لیے) تشریف لے گئے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا انہوں نے بتلایا کہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں پھر کہا کہ جاہلیت میں ہم عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا (اور ان کے حقوق) مردوں پر بتائے تب ہم نے جانا کہ ان کے بھی ہم پر کچھ حقوق ہیں لیکن اب بھی ہم اپنے معاملات میں ان کا دخل بننا پسند نہیں کرتے تھے۔ میرے اور میری بیوی میں کچھ گفتگو ہو گئی اور اس نے تیز و تند جواب مجھے دیا تو میں نے اس سے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ اس نے کہا تم مجھے یہ کہتے ہو اور تمہاری بیٹی نبی کریم ﷺ کو بھی تکلیف پہنچاتی ہے۔ میں (اپنی بیٹی ام المؤمنین) حفصہ کے پاس آیا اور اس سے کہا میں تجھے تنبیہ کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے اس معاملہ میں سب سے پہلے میں ہی حفصہ کے یہاں گیا پھر میں حضرت ام سلمہ کے پاس آیا اور ان سے بھی یہی بات کہی لیکن انہوں نے کہا کہ حیرت ہے تم پر عمر! تم ہمارے تمام معاملات میں دخل ہو گئے ہو۔ صرف رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج کے معاملات میں دخل دینا باقی تھا۔ (سواب وہ بھی شروع کر دیا) انہوں نے میری بات رد

کر دی۔ قبیلہ انصار کے ایک صحابی تھے جب وہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں موجود نہ ہوتے اور میں حاضر ہوتا تو تمام خبریں ان سے آکر بیان کرتا تھا اور جب میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے غیر حاضر ہوتا اور وہ موجود ہوتے تو وہ آنحضرت ﷺ کے متعلق تمام خبریں مجھے آکر سناتے تھے۔ آپ کے چاروں طرف جتنے (بادشاہ وغیرہ) تھے ان سب سے آپ کے تعلقات ٹھیک تھے۔ صرف شام کے ملک غسان کا ہمیں خوف رہتا تھا کہ وہ کہیں ہم پر حملہ نہ کر دے۔ میں نے جو ہوش و حواس درست کئے تو وہی انصاری صحابی تھے اور کہہ رہے تھے کہ ایک حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی۔ کیا غسان چڑھ آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی بڑا حادثہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ میں جب (مدینہ) حاضر ہوا تو تمام ازواج کے جبروں سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اپنے بالا خانہ پر چلے گئے تھے اور بالا خانہ کے دروازہ پر ایک نوجوان پہرے دار موجود تھا میں نے اس کے پاس پہنچ کر اس سے کہا کہ میرے لیے حضور اکرم ﷺ سے اندر حاضر ہونے کی اجازت مانگ لو پھر میں اندر گیا تو آپ ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے اور آپ کے سر کے نیچے ایک چھوٹا سا چڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں اور ببول کے پتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے اپنی ان باتوں کا ذکر کیا جو میں نے حفصہ اور ام سلمہ سے کہی تھیں اور وہ بھی جو ام سلمہ نے میری بات رد کرتے ہوئے کہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔ آپ نے اس بالا خانہ میں انتیس دن تک قیام کیا پھر آپ وہاں سے نیچے اتر آئے۔

آنحضرت ﷺ اس واقعہ میں ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے چٹائی بھی ایسی کہ جسم مبارک پر اس کے نشانات عیاں تھے اسی سے باب کا مضمون نکلتا ہے کہ آپ کے بستر کا یہ حال تھا چڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں جن کی دباغت کے لیے کچھ ببول کے پتے رکھے ہوئے تھے جو جی ساری دنیا کو ترک دنیا کا سبق دینے کے لیے مبعوث ہوا اس کی پاکیزہ زندگی ایسی سادہ ہونی چاہیے۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرة بعدد کل ذرة آمین۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْنَاهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ، وَإِذَا غَبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مِنْ حَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اسْتَقَامَ لَهُ، فَلَمْ يَنْقُ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِيَنَا، فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّهُ قَدْ حَدَّثَ أَمْرًا، قُلْتُ لَهُ: وَمَا هُوَ أَجَاءَ الْفَسَانِيُّ؟ قَالَ: أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ، طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ فَجَنَّتْ فَإِذَا الْبُكَاءُ فِي حُجْرَتِ كُلِّهَا وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَعَلَى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِي، فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ قَدْ أَثَرُ فِي جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْقَفَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا لَيْفًا، وَإِذَا أَهْبَ مُعَلَّقَةً، وَقَرِظَ فَذَكَرْتُ الَّذِي قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِي رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ، فَصَحَّحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

[راجع: ۸۹]

ترجمہ

آنحضرت ﷺ اس واقعہ میں ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے چٹائی بھی ایسی کہ جسم مبارک پر اس کے نشانات عیاں تھے اسی سے باب کا مضمون نکلتا ہے کہ آپ کے بستر کا یہ حال تھا چڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں جن کی دباغت کے لیے کچھ ببول کے پتے رکھے ہوئے تھے جو جی ساری دنیا کو ترک دنیا کا سبق دینے کے لیے مبعوث ہوا اس کی پاکیزہ زندگی ایسی سادہ ہونی چاہیے۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرة بعدد کل ذرة آمین۔

۵۸۴۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفَتَنِ؟ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ كَمْ مِنَ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا غَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)). قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ لَعْنَتُهَا لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

۱۱۵ [راجع:]

۵۸۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ خَالِدِ بِنْتُ خَالِدٍ، قَالَتْ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنَاتِيبَ فِيهَا خَمِصَةٌ سَوْدَاءُ، قَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكُسُوهَا هَذِهِ الْخَمِصَةَ)). فَاسْتَكْتَفَتِ الْقَوْمُ قَالَ: ((انْتَوْنِي بَأُمِّ خَالِدٍ)) فَأَتَى بِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْبَسْنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِلْمِ الْخَمِصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُولُ: ((يَا أُمُّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاءٌ)) وَالسَّنَاءُ بِلِسَانِ

مطلب یہ ہے کہ ہندہ کو اپنا جسم چھپانے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں باریک اور عمدہ کپڑوں کی مذمت ہے جو عورتیں باریک کپڑے پہنتی ہیں اور اپنا جسم اوروں کو دکھلاتی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی یہی سزا ان کو دی جائے گی۔

باب جو شخص نیا کپڑا پہنے اسے کیا دعا

دی جائے

۵۸۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ خَالِدِ بِنْتُ خَالِدٍ، قَالَتْ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنَاتِيبَ فِيهَا خَمِصَةٌ سَوْدَاءُ، قَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكُسُوهَا هَذِهِ الْخَمِصَةَ)). فَاسْتَكْتَفَتِ الْقَوْمُ قَالَ: ((انْتَوْنِي بَأُمِّ خَالِدٍ)) فَأَتَى بِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْبَسْنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِلْمِ الْخَمِصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُولُ: ((يَا أُمُّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاءٌ)) وَالسَّنَاءُ بِلِسَانِ

۳۲- بَاب مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبَسَ ثَوْبًا

جَدِيدًا

۵۸۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ خَالِدِ بِنْتُ خَالِدٍ، قَالَتْ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنَاتِيبَ فِيهَا خَمِصَةٌ سَوْدَاءُ، قَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكُسُوهَا هَذِهِ الْخَمِصَةَ)). فَاسْتَكْتَفَتِ الْقَوْمُ قَالَ: ((انْتَوْنِي بَأُمِّ خَالِدٍ)) فَأَتَى بِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْبَسْنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِلْمِ الْخَمِصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُولُ: ((يَا أُمُّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاءٌ)) وَالسَّنَاءُ بِلِسَانِ

دیتی ہے۔ اسحاق بن سعید نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے گھر کی ایک عورت نے بیان کیا کہ انہوں نے وہ چادر حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھی تھی۔

[راجع: ۳۰۷۱] **شیخ** نیا کپڑا پہننے والے کو یہ دعا دینا مسنون ہے کہ خدا تم کو یہ کپڑا مبارک کرے تم یہ کپڑا خوب پرانا کر کے پھاڑو یعنی تمہاری عمر دراز ہو۔

باب مردوں کے لیے زعفران کے رنگ کا استعمال منع ہے
(یعنی بدن یا کپڑے کو زعفران سے رنگنا)

(۵۸۴۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی مرد زعفران کے رنگ کا استعمال کرے۔

شیخ عبدالعزیز بن رفیع مشہور عالم ثقہ تابعین میں سے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ۱۷ سال کی عمر پائی۔ حدیث اور باب کا مطلب واضح ہے۔

باب زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا مردوں کے لیے سخت منع ہے

(۵۸۴۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا کہ کوئی محرم درس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہنے۔

باب سرخ کپڑا پہننے کے بیان میں

(۵۸۳۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے اور میں نے حضور اکرم کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز میں نے

الْحَبَشَةِ: الْحَسَنُ. قَالَ: إِسْحَاقُ: حَدَّثَنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهَا أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلَى أُمِّ خَالِدٍ.

۳۳- باب النَّهْيُ عَنِ التَّزْغِفِرِ

لِلرِّجَالِ

۵۸۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَغِفَرَ الرَّجُلُ.

۳۴- باب الثَّوْبِ الْمَوْغِفِرِ

۵۸۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرَسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ. [راجع: ۱۳۴]

درس ایک خوشبودار رنگین گھاس ہوتی ہے۔

۳۵- باب الثَّوْبِ الْأَخْمَرِ

۵۸۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْتَبُوعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

نہیں دیکھی۔

[راجعہ: ۳۵۵۱]

تشیع امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہ قول ہے کہ سرخ کپڑا پہننا مرد کے لیے درست ہے۔ بعضوں نے ناجائز کہا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ کم کا سرخ رنگ مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ امام شوکانی نے اہلحدیث کا مذہب یہ قرار دیا ہے کہ کم کے علاوہ دوسرا سرخ رنگ مردوں کے لیے درست ہے اور یہی صحیح ہے حدیث میں مذکورہ سرخ جوڑے سے یہ مراد ہے کہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔

۳۶- باب الْمِثْرَةِ الْحُمْرَةِ باب سرخ زین پوش کا کیا حکم ہے

قططانی نے کہا سرخ زین پوش سے وہی مراد ہے جو ریشمی ہو۔

۵۸۴۹- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ بْنِ مَقْرُونٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَنْعِ عِبَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّيْبِاجِ، وَالْفَقْسِيِّ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالْمِثْرَةِ الْحُمْرِ.

۵۸۴۹ (ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اشعث نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی عیادت کا، جنازہ کے پیچھے چلنے کا، چھینکنے والے کا جواب (برحکم اللہ سے) دینے کا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں ریشم، دبا، قسی، استبرق اور سرخ زین پوشوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا تھا۔

[راجعہ: ۱۲۳۹]

تشیع چار باتیں اس روایت میں وہ مذکور نہیں جن کے کرنے کا آپ نے حکم فرمایا وہ یہ ہیں دعوت قبول کرنا، سلام کو پھیلانا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم کو سچا کرنا۔ اسی طرح سات کام جو منع ہیں ان میں سے یہاں پانچ مذکور ہیں وہ یہ ہیں سونے کی انگوٹھی پہننا، چاندی کے برتنوں میں کھانا۔

۳۷- باب النِّعَالِ السَّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا باب صاف چمڑے کی جوتی پہننا

جس پر سے بال نکال لئے گئے ہوں یعنی تری کے جوتا پہننا۔

۵۸۵۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَعِيدِ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [راجعہ: ۳۰۶۰]

۵۸۵۰ (ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی مسلمہ نے، انہوں نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

تشیع اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس سے استدلال کیا کیونکہ جوتی عام طور پر دونوں طرح کی جوتی کو شامل ہے یعنی اس چمڑے کی جوتی کو جس پر بال ہوں اور اس کو بھی جس کے بال نکال دیئے گئے ہوں۔ پاک صاف ستھری جوتیوں میں نماز پڑھنا بلائک جائز درست ہے اور آنحضرت ﷺ کا اکثر یہ معمول تھا۔

۵۸۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، (ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قسبی نے بیان کیا، ان سے امام

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ غُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ: مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِينَ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السَّيِّئَةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبِغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهْلَ النَّاسِ إِذَا رَأَوْا الْهَيْلَالَ، وَلَمْ تُهَلِّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمَ الْقَرْيَةِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِينَ، وَأَمَّا النِّعَالُ السَّيِّئَةُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّذِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبِغُ بِهَا، فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَصْبِغَ بِهَا، وَأَمَّا الْهَيْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلِي حَتَّى تَنْبُتَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

[راجع: ۱۶۶]

مالک نے، ان سے سعید مقبری نے، ان سے عبید بن جریج نے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں آپ کو چار ایسی چیزیں کرتے دیکھتا ہوں جو میں نے آپ کے کسی ساتھی کو کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابن جریج! وہ کیا چیزیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (خانہ کعبہ کے) کسی کونے کو طواف میں ہاتھ نہیں لگاتے صرف دو ارکان یمانی (یعنی صرف رکن یمانی اور حجر اسود) کو چھوتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صاف زین کے چڑے کا جوتا پہنتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنا کپڑا زرد رنگ سے رنگتے ہیں یا زرد خضاب لگاتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ جب مکہ میں ہوتے ہیں تو سب لوگ تو ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر احرام باندھ لیتے ہیں لیکن آپ احرام نہیں باندھتے بلکہ ترویہ کے دن (۸ ذی الحجہ کو) احرام باندھتے ہیں۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خانہ کعبہ کے ارکان کے متعلق جو تم نے کہا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے دیکھا، صاف تری کے چڑے کے جوتوں کے متعلق جو تم نے پوچھا تو میں نے دیکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اسی چڑے کا جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور آپ اس کو پہنے ہوئے وضو کرتے تھے اس لیے میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسا ہی جوتا استعمال کروں۔ زرد رنگ کے متعلق تم نے جو کہا ہے تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس سے خضاب کرتے یا کپڑے رنگتے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اس زرد رنگ کو پسند کرتا ہوں اور رہا احرام باندھنے کا مسئلہ تو میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسی وقت احرام باندھتے جب اونٹ پر سوار ہو کر جانے لگتے۔

صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زرد رنگ کا خضاب داڑھی میں نہیں کیا لیکن آپ زرد خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اس کی زردی شاید بالوں میں بھی لگ جاتی ہو معلوم ہوا کہ زرد رنگ کا استعمال مردوں کو بھی درست ہے بشرطیکہ زعفران کا زرد رنگ نہ ہو۔ احرام ج ۸/ ذی الحجہ کو باندھنا مسنون ہے۔ حج قرآن والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اصلاح: روایت ہذا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رکن یمانی کو چھونا مذکور ہے اور رکن یمانی کو صرف چھونا ہی چاہیئے۔

چومنا بوسہ دینا صرف حجر اسود کے لیے ہے۔ ہمارے محترم بزرگ (حضرت حاجی محمد صدیق صاحب کراچی والے مراد ہیں) نے توجہ دلائی ہے کہ میں نے کسی جگہ رکن یمانی کے لیے بھی چومنا لکھ دیا ہے اللہ میرے سو کو معاف کرے کسی بھائی کو اس بخاری شریف میں کسی جگہ میرے قلم سے اگر رکن یمانی کو بوسہ دینے کا لفظ نظر آئے تو اس کی اصلاح کر کے وہاں صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگانا درج فرمائیں۔ (راز)

(۵۸۵۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو زعفران یا درس سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے جوتے نہ ملیں وہ موزے ہی پہن لیں لیکن ان کو ٹخنے کے نیچے تک کاٹ دیں۔

(۵۸۵۳) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے جابر بن زید نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس احرام باندھنے کے لیے تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے (اس کا کٹنا ضروری نہیں ہے) اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے ہی پہن لے لیکن ٹخنوں کے نیچے تک ان کو کاٹ ڈالے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں ہے۔

باب اس بیان میں کہ پہنتے وقت داہنے پاؤں میں جوتا پہنے (۵۸۵۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے اشعث بن سلیم نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ مسروق سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ طہارت میں کٹھا کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

۵۸۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ، أَوْ وَرْسٍ، وَقَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [راجع: ۱۳۴]

۵۸۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ)). [راجع: ۱۷۴۰]

۳۸- باب يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنَى

۵۸۵۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سَلِيمٍ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيْمُنَ فِي طَهْوَرِهِ وَتَرَجُلِهِ وَتَعْلَلِهِ. [راجع: ۱۶۷]

تَشْرِيحُ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہر کام میں آپ دائیں طرف کو پسند فرماتے مگر بعض کام مستثنیٰ ہیں جیسے جوتا اتارنا، مسجد سے باہر نکلنا یا پاخانہ جانا وغیرہ وغیرہ ان سے پہلے بایاں پیر استعمال کرنا ہے۔ اسلام میں دائیں اور بائیں میں کافی امتیاز برتا گیا

ہے۔ قرآن مجید نے اہل جنت کو اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والے اور اہل دوزخ کو اصحاب الشمال بائیں طرف والے کہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف مجھ کو بلکہ جملہ قارئین بخاری شریف کو روز محشر اصحاب الیمین میں داخلہ نصیب فرمائے، آمین۔

۳۹- باب يَنْزِعُ نَعْلَ الْيُسْرَى
باب اس بیان میں کہ پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارے بعد میں دائیں پیر کا

پہننے میں اس کے برعکس۔

(۵۸۵۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔

۵۸۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَعَلَّ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ. وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشَّمَالِ، لِنَتُكُنَّ الْيَمْنَى أَوَّلَهُمَا نَعْلٌ وَآخِرُهُمَا تَنْزِعُ)).

یہ اسلامی آداب ہیں جو بے شمار فوائد پر مشتمل ہیں۔ دائیں اور بائیں کا امتیاز ہدایت شرعی کے مطابق طوط رکھنا بہت ضروری ہے۔ احسن الہدی ہدی محمد ﷺ کا یہی مطلب ہے کہ بہترین طرز زندگی وہ ہے جس کا نمونہ جناب رسول کریم ﷺ نے پیش فرمایا ہے۔

باب اس بارے میں کہ صرف ایک پاؤں میں جوتا ہو۔

دوسرا پیرنگا ہو اس طرح چلنا منع ہے

(۵۸۵۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پاؤں نگا رکھے یا دونوں میں جوتا پہنے۔

۴۰- باب لَا يَمْشِي فِي

نَعْلٍ وَاحِدٍ

۵۸۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُخَفِّهَ أَوْ لِيُعْلِفَهُمَا جَمِيعًا)).

تفسیر: اس میں بڑی حکمت ہے اول تو یہ بد نمائی ہے کہ ایک پیر میں جوتا ہو دوسرا نگا ہو۔ دوسرے اس میں پیر اونچے نیچے ہو کر موج آجانے کا بھی خطرہ ہے۔ کٹنا لگ جانے کا خطرہ الگ ہے بہر حال فرمان رسول پاک ﷺ حکمت سے خالی نہیں ہے۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة۔

باب ہر چپل میں دو دو تسمہ ہونا اور ایک تسمہ

بھی کافی ہے

۴۱- باب قَبَالَانِ فِي نَعْلٍ وَمَنْ رَأَى

قَبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا

(۵۸۵۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے

۵۸۵۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ،

بیان کیا، ان سے قمارہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے چپل میں دو تسمے تھے۔

(۵۸۵۸) مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں عیسیٰ بن طہمان نے خبر دی، بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو جوتے لے کر ہمارے پاس باہر آئے جس میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے جوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قَبْلَانِ. ۵۸۵۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قَبْلَانِ فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ: هَذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۵۸۵۷]

تشیع | اسی آخری جملے سے باب کا دوسرا مضمون ثابت ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک علمائے ربانین میں سے ہیں۔ امام فقیہ حافظ حدیث زاہد پر بیگزگار ختی پختہ کار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر کی خصلتوں میں سے ایسی کوئی خصلت نہیں پیدا کی جو حضرت عبد اللہ بن مبارک کو نہ عطا فرمائی ہو۔ بغداد میں درس حدیث دیا۔ سنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ رب توفیٰ مسلما والحقنی بالصالحین، امین۔

باب لال چمڑے کا خیمہ بنانا

(۵۸۵۹) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد وہب بن عبد اللہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو آپ چمڑے کے ایک سرخ خیمہ میں تشریف رکھے ہوئے تھے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے وضو کا پانی لیے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے وضو کے پانی کو لے لینے میں ایک دوسرے کے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر کسی کو کچھ پانی مل جاتا ہے تو وہ اسے اپنے بدن پر لگا لیتا ہے اور جسے کچھ نہیں ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی کو لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

۴۲- باب الْقُبَّةِ الْحُمْرَاءِ مِنْ أَدَمَ ۵۸۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ حُمْرَاءِ مِنْ أَدَمَ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَتَدَرُونَ الْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.

[راجع: ۱۸۷]

تشیع | اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت و عقیدت کس درجہ تھی۔ آپ کے وضو کے گرے ہوئے پانی کو وہ کس سبقت کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۵۸۶۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۵۸۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ

نے خبر دی (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلوایا اور انہیں لال چڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔

مَالِكُ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أُرْسِلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْأَنْصَارِ، وَجَمَعَهُمْ فِي قَبْطٍ مِنْ أَدَمَ.

[راجع: ۳۱۴۶]

تشریح یہ وہ قصہ ہے جو غزوہ طائف میں گزر چکا ہے جب انصار نے کہا تھا کہ آپ مال غنیمت قریش کے لوگوں کو دے رہے ہیں ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ابھی تک ہماری تلواروں سے قریش کا خون نچک رہا ہے جس کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تم لوگ اس پر خوش نہیں ہو کہ اور لوگ اونٹ اور گھوڑے لے کر جائیں گے اور تم مجھ کو لے کر مدینہ لوٹو گے یا تم تو خزانہ کونین کے مالک ہو۔ اس پر انصار نے اپنی دل رضامندی کا اظہار کر کے آپ کو مطمئن کر دیا تھا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ آمین۔ یہاں بھی سرخ خیمے کا ذکر ہے۔ یہی باب کی وجہ مطابقت ہے۔

۴۳- باب الْجُلُوسِ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ

باب بورے یا اس جیسی کسی حقیر چیز پر بیٹھنا

(۵۸۶۱) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں چٹائی کا گھیرا بنا لیتے تھے اور ان گھیرے میں نماز پڑھتے تھے اور اسی چٹائی کو دن میں بچھاتے تھے اور اس پر بیٹھتے تھے پھر لوگ (رات کی نماز کے وقت) نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہونے لگے اور آنحضرت ﷺ کی نماز کی اقتداء کرنے لگے جب جمع زیادہ بڑھ گیا تو آنحضرت ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو! عمل اتنے ہی کیا کرو جتنی کہ تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا جب تک تم (عمل سے) نہ تھک جاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسند وہ عمل ہے جسے پابندی سے ہمیشہ کیا جائے، خواہ وہ کم ہی ہو۔

۵۸۶۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سلمة بن عبد الرحمن، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيرًا بِاللَّيْلِ، فَيُصَلِّي وَيَسْطِطُهُ بِالنَّهَارِ، فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَيَجْعَلُ النَّاسُ يُتَوَبُّونَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، حَتَّى تَكْثُرُوا فَأَقْبَلَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تَطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ مَا دَامَ وَإِنْ قُلُ)). [راجع: ۷۲۹]

تشریح بہترین عمل وہ ہے جس پر مواظبت کی جائے مثلاً تہجد یا اور کوئی نفل نماز ہے خواہ رکعات کم ہی ہوں مگر پیشگی کرنے سے کچھ خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔ آج کیا کل ترک کر دیا ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی وزن نہیں رکھتا۔ یہ حکم نفل عبادت کے لیے ہے۔ فرائض پر تو محافظت کرنا لازم ہی ہے۔ روایت میں چٹائی کا ذکر آیا ہے وجہ مطابقت باب اور حدیث میں یہی ہے۔

باب اگر کسی کپڑے میں سونے کی گھنڈی یا تکمہ لگا ہو

۴۴- باب الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ

(۵۸۶۲) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ ان سے ان کے والد حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئی ہیں اور آپ انہیں تقسیم فرما رہے ہیں۔ ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ چنانچہ ہم گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر ہی میں پایا۔ والد نے مجھ سے کہا بیٹے میرا نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ۔ میں نے اسے بہت بڑی توہین آمیز بات سمجھا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد کے لیے بلا کر تکلیف دوں) چنانچہ میں نے والد صاحب سے کہا کہ میں آپ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں! انہوں نے کہا کہ بیٹے ہاں۔ آپ کوئی جابر صفت انسان نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے بلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ آپ کے اوپر دیبا کی ایک قباحتی جس میں سونے کی گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا، مخرمہ اسے میں نے تمہارے لیے چھپا کے رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ قباحتیں عنایت فرمادی۔

باب سونے کی انگوٹھیاں مرد کو پہننا کیسا ہے

(۵۸۶۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اشعث بن سلیم نے کہا کہ میں نے معاویہ بن سويد بن مقرن سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں سے روکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھی سے یا راوی نے کہا کہ سونے کے چھلے سے، ریشم سے، استبرق سے، دیا سے، سرخ میوہ سے، قسی سے اور چاندی کے برتن سے منع فرمایا تھا اور ہمیں آپ نے سات چیزوں یعنی بیمار کی مزاج پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کا جواب دینے، سلام کے جواب دینے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے (کسی بات پر) قسم کھالینے والے کی قسم پوری کرانے اور مظلوم

۵۸۶۲- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَّةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا، فَادْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَدَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي: يَا بُنَيَّ اذْغِ لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَذْغُو لَكَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ. فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاكِ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ ((يَا مَخْرَمَةُ هَذَا خَبَانَاؤُكَ)) فَاعْطَاهُ إِثَادًا)).

[راجع: ۲۵۹۹]

۴۵- باب خواتیم الذهب

۵۸۶۳- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدٍ بْنِ مِقْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ سَبْعٍ: نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيرِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالذِّيْبَاكِ، وَالْمِثْرَةِ، وَالْحُمْرَاءِ، وَالْقَسِيِّ، وَأَيَّةِ الْفُصَّةِ، وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ.

کی مدد کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

[راجع: ۱۲۳۹]

(۵۸۶۴) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے نصر بن انس نے، ان سے بشیر بن نسیک نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے مردوں کو منع فرمایا تھا۔ اور عمرو نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے، انہوں نے نصر سے سنا اور انہوں نے بشیر سے سنا۔ آگے اسی طرح روایت بیان کی۔

۵۸۶۴ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ. وَقَالَ عَمْرُو: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيرًا مِثْلَهُ.

اس روایت سے واضح ہے کہ سونے کی انگوٹھی کا استعمال مردوں کے لیے قطعاً حرام ہے جو شخص حلال جانے اس پر کفر عائد ہوتا ہے لیکن عورتوں کے لیے سونے کا استعمال کرنا جائز ہے۔

(۵۸۶۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کا گنینہ ہتھیلی کی جانب رکھا پھر کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔

۵۸۶۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ وَرَقٍ أَوْ فِصَّةٍ.

[أطرافه في : ۵۸۶۶، ۵۸۶۷، ۵۸۷۳.]

[۷۲۹۸، ۵۹۵۱.]

سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ سونے کا استعمال مردوں کے لیے قطعاً حرام ہے جسے حلال جانے والے پر کفر عائد ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے لیے سونے کی اجازت ہے۔ آپ نے یہ انگوٹھی سونے کی حرمت سے پہلے بنوائی تھی بعد میں حرمت نازل ہونے پر اسے پھینک دیا گیا یعنی آپ نے اپنی انگلی سے اسے اتار دیا۔

باب مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا

۴۶ - باب خَاتِمِ الْفِصَّةِ

(۵۸۶۶) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے یا چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا گنینہ ہتھیلی کی طرف رکھا اور اس پر ”محمد رسول اللہ“ کے الفاظ کھدوائے پھر دوسرے لوگوں نے بھی

۵۸۶۶ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا غُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِصَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ وَنَقَشَ

اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اس طرح کی انگوٹھیاں بنوالی ہیں تو آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس انگوٹھی کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہنا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنا۔ آخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ انگوٹھی اریس کے کنوس میں گر گئی۔

فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَبَدَ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ، وَقَالَ: ((لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ فِصَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الْفِصَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَبَسَ الْخَاتِمَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِي بَنِي أَرِيْسَ.

[راجع: ۵۸۶۵]

اور باوجود تمام کوششوں کے مل نہ سکی۔

۴۷ - باب

مضون سابقہ کی مزید تشریح۔

(۵۸۶۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ (حرمت سے پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے پھر حرمت کا حکم آنے پر آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۵۸۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ: ((لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. [راجع: ۵۸۶۵]

اور چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں جن کی اب مردوں کے لیے بھی عام اجازت ہے۔

(۵۸۶۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوانی شروع کر دیں اور پہننے لگے تو آنحضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دیں اور دوسرے لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ اس روایت کی متابعت ابراہیم بن سعد، زیاد اور شعیب نے زہری سے کی ہے اور ابن مسافر نے زہری سے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ”خاتما من“

۵۸۶۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاتِمًا مِنْ وَرَقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرَقٍ وَلَبَسُوهَا، فَطَرَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَاتِمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، وَزَيْادُ وَشُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ ابْنُ مَسَافِرٍ

عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَرَى خَاتِمًا مِنْ وَرَقٍ. ورق: بیان کیا۔

تشریح یہاں ناخنیں سے نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حرمت سے پہلے سونے کی انگوٹھی بنائی تھی اور بعد میں حرمت معلوم ہونے سے اسی انگوٹھی کو آپ نے اتار دیا تھا اور اس کے بجائے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال شروع کیا تھا۔ یہاں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اس کو آپ نے اتار دیا تھا حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ روایت میں مذکور زہری اپنے دادا حضرت زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ کنیت ابو بکر نام محمد، عبد اللہ بن شہاب کے بیٹے بہت بڑے فقیہ اور محدث ہیں۔ رمضان سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

باب انگوٹھی میں نگینہ لگانا درست ہے

۴۸- باب فَصَّ الْخَاتِمِ

(۵۸۶۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن زریج نے خبر دی، کہا ہم کو حمید نے خبر دی، کہا انہوں نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات میں پڑھائی۔ پھر چہرہ مبارک ہماری طرف کیا، جیسے اب بھی میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ بہت سے لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہوں گے لیکن تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے ہو۔

۵۸۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: خَاتِمًا؟ قَالَ: آخِرَ لَيْلَةٍ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ خَاتِمِهِ قَالَ: ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَرَوْا لَوْ أَنَّ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمُوهَا)). [راجع: ۵۷۲]

حدیث میں انگوٹھی کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے انگوٹھی کی چمک سے اس کے نگینہ کی چمک مراد ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں ہے۔

(۵۸۷۰) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا کہ میں نے حمید سے سنا، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا۔

۵۸۷۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا مُعَمَّرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ خَاتِمَهُ مِنْ فِصَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۶۵]

اس میں انگوٹھی اور اس کے نگینے کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

باب لوہے کی انگوٹھی کا بیان

۴۹- باب خَاتِمِ الْحَدِيدِ

(۵۸۷۱) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے

۵۸۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا الْعَزِيزُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ

أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُولُ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: جِئْتُ أَهْبُ نَفْسِي، فَقَامَتْ طَوِيلًا فَتَنَظَّرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مَقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ: زَوَّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ: ((عِنْدَكَ شَيْءٌ تَصَدَّقُهَا؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((انْظُرْ))، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ: ((أَذْهَبُ فَأَلْتَمَسُ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ))، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ: لَا وَاللَّهِ وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ. وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِذَاءٌ، فَقَالَ: أَصَدَّقُهَا إِزَارِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِزَارُكَ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ)) فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدَعِيَ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: سُورَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُورٍ عَدَدَهَا قَالَ: ((قَدْ مَلَكَتْكِهَا بِمَا مَلَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

حضرت سهلؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں اپنے آپ کو بہہ کرنے آئی ہوں، دیر تک وہ عورت کھڑی رہی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا اور پھر سر جھکا لیا جب دیر تک وہ وہیں کھڑی رہیں تو ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کیا اگر آنحضرت ﷺ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جو میری انہیں دے سکے، انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ لو۔ وہ گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ واللہ! مجھے کچھ نہیں ملا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تلاش کرو، لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ وہ مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ وہ ایک تمہ پنے ہوئے تھے اور ان کے جسم پر (کرتے کی جگہ) چادر بھی نہیں تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں انہیں اپنا تمہ میر میں دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا تمہ یہ پن لیں گی تو تمہارے لیے کچھ باقی نہیں رہے گا اور اگر تم اسے پن لو گے تو ان کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔ وہ صاحب اس کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے پھر جب آنحضرت ﷺ نے انہیں جاتے دیکھا تو آپ نے انہیں بلوایا اور فرمایا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے سورتوں کو شمار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے اس عورت کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کے عوض میں دے دیا جو تمہیں یاد ہے۔

تشیخ ان حالات میں آنحضرت ﷺ نے اس مرد کی حاجت ساتھ ہی انتہائی ناداری دیکھ کر آخر میں قرآن مجید کی جو سورتیں اسے یاد تھیں وہ سورتیں اس عورت کو یاد کرا دینے ہی کو مقرر کر دے دیا۔ ایسے حالات میں اور ہو بھی کیا سکتا تھا۔ ان حالات میں اب بھی یہی حکم ہے، اس شخص سے آنحضرت ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی کا ذکر فرمایا تھا اس وجہ سے اس حدیث کو اس باب میں لایا گیا ہے۔

باب انگوٹھی پر نقش کرنا

(۵۸۷۲) ہم سے عبد اللہ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی

۵۰۔ باب نقش الخاتم

۵۸۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عجم کے کچھ لوگوں (شاہان عجم) کے پاس خط لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ عجم کے لوگ کوئی خط اس وقت تک نہیں قبول کرتے جب تک اس پر مہرنہ لگی ہوئی ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ جس پر یہ کندہ تھا ”محمد رسول اللہ“ گویا اس وقت آنحضرت ﷺ کی انگلی یا آپ کی ہتھیلی میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

أَنَسَ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ - أَوْ أَنَاثٍ - مِنَ الْأَعَاجِمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ، فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةِ نَفْسُهُ مُحَمَّدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَأَنِّي بَرَيْصٍ - أَوْ بَصِيصٍ - الْخَاتَمِ فِي إِصْبَعِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ فِي كَفِّهِ.

[راجع: ۱۶۵]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی پر نقش تھا۔

(۵۸۷۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن نمیر نے خبر دی، انہیں عبید اللہ عمری نے، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں وفات تک رہی۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہتی تھی لیکن ان کے زمانہ میں وہ اریس کے کنویں میں گر گئی اس کا نقش ”محمد رسول اللہ“ تھا۔

۵۸۷۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ وَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ، بَعْدَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدَ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ بَعْدَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ بَعْدَ فِي بَنِي أَرَيْسٍ نَفْسُهُ: مُحَمَّدَ رَسُولَ اللَّهِ.

[راجع: ۵۷۶۵]

پھر اس کنویں میں تلاش بسیار کے باوجود وہ انگوٹھی نہ مل سکی۔ معلوم ہوا کہ انگوٹھی کے ہمینہ پر اپنا نام نقش کرانا جائز درست ہے باب کا یہی مفہوم ہے۔

باب انگوٹھی چھنگلیا میں پہنی چاہیے

(۵۸۷۴) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا کہ ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اس پر لفظ (محمد رسول اللہ) کندہ کرایا ہے اس لیے انگوٹھی پر کوئی شخص یہ نقش نہ کندہ کرائے۔ انس نے بیان کیا کہ جیسے اس انگوٹھی کی چمک آنحضرت

۵۱- باب الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ

۵۸۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا الْوَارِثُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا قَالَ: ((إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَفْسُنَا فِيهِ نَفْسًا فَلَا يَنْقُشُ عَلَيْهِ أَحَدٌ)) قَالَ: فَإِنِّي لَأَرَى بِرِيقِهِ فِي خِنْصَرِهِ.

[راجع: ۶۵]

ﷺ کی چھٹکلیا میں اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

یہ حکم حیات نبوی میں نافذ تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کے نام مبارک سے کسی کو دھوکا نہ دے سکے۔ اب یہ خطرہ نہیں ہے اس لیے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نقش کرایا جاسکتا ہے۔

باب انگوٹھی کسی ضرورت سے مثلاً مہر کرنے کے لیے

یا اہل کتاب وغیرہ کو خطوط لکھنے

کے لیے بنانا

۵۲- باب اتَّخَذَ الْخَاتَمَ لِيُخْتَمَ بِهِ

الشَّيْءُ، أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ
وغيرہم۔

(۵۸۷۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے روم (کے بادشاہ کو) خط لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ کے خط پر مہر نہ ہوئی تو وہ خط نہیں پڑھتے۔ چنانچہ آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر لفظ ”محمد رسول اللہ“ کندہ کرایا۔ جیسے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

۵۸۷۵- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُكْتَبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَؤُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ مَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ.

[راجع: ۶۵]

باب انگوٹھی کا نگینہ اندر ہتھیلی

کی طرف رکھنا

۵۳- باب مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِي

بَطْنِ كَفِّهِ

(۵۸۷۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پہننے میں آپ اس کا رنگ اندر کی طرف رکھتے تھے۔ آپ کی دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنالیں تو حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا میں نے بھی سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی (حرمت نازل ہونے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ اب میں اسے نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور لوگوں نے بھی اپنی سونے کی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ جویریہ نے بیان کیا کہ مجھے یہی یاد ہے کہ نافع نے ”داہنے ہاتھ میں“ بیان کیا۔

۵۸۷۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبَسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَفَعِي الْمُنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ، وَإِنِّي لَا أَلْبَسُهُ)) فَتَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ. قَالَ جُوَيْرِيَةُ: وَلَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ: فِي يَدِهِ الْيُمْنَى.

[راجع: ۵۸۶۵]

تشیخ کہ آپ اگلوٹھی پہنتے تھے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ نافع بن سرجس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں، حدیث کے بہت ہی بڑے فاضل ہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ جب میں نافع کے واسطے سے حدیث سن لیتا ہوں تو بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں۔ مؤطا میں زیادہ تر روایات حضرت نافع ہی کے واسطے سے مروی ہیں۔

۵۴۔ باب قول النبی ﷺ ((لَا يَنْقُشُ عَلَى خَاتَمِهِ))
باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ کوئی شخص اپنی اگلوٹھی پر لفظ ”محمد رسول اللہ“ کا نقش نہ کھدوائے

(۵۸۷۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے چاندی کی ایک اگلوٹھی بنوائی اور اس پر یہ نقش کھدوایا ”محمد رسول اللہ“ اور لوگوں سے کہہ دیا کہ میں نے چاندی کی ایک اگلوٹھی بنوا کر اس پر محمد رسول اللہ نقش کروایا ہے۔ اس لیے اب کوئی شخص یہ نقش اپنی اگلوٹھی پر نہ کھدوائے۔

۵۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَيَّ نَقْشَهُ)).

[راجع: ۶۵]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد چاندی کی اگلوٹھی پہن سکتے ہیں اور سونے کی اگلوٹھی عورتیں پہن سکتی ہیں۔

۵۵۔ باب هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ؟
باب اگلوٹھی کا کاندہ تین سطروں میں کرنا

(۵۸۷۸) مجھ سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد عبداللہ بن شثی نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھ کو زکوٰۃ کے مسائل لکھوا دیئے اور اگلوٹھی (مہر) کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر میں ”محمد“ دوسری سطر میں ”رسول“ اور تیسری سطر میں ”اللہ“۔

۵۸۷۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتَخْلَفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ. [راجع: ۱۴۴۸]

(۵۸۷۹) حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل نے اتنا اور روایت کیا، کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ انصاری نے، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے، ان سے ثمامہ بن عبداللہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اگلوٹھی وفات تک آپ کے

۵۸۷۹۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَزَادَنِي أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ، وَفِي

ہاتھ میں رہی۔ آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو وہ اریس کے کنویں پر ایک مرتبہ بیٹھے، بیان کیا کہ پھر انگوٹھی نکالی اور اسے الٹے پلٹنے لگے کہ اتنے میں وہ (کنویں میں) گر گئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم تین دن تک اسے ڈھونڈتے رہے اور کنویں کا سارا پانی بھی کھینچ ڈالا لیکن وہ انگوٹھی نہیں ملی۔

تین سطروں میں نقش مبارک اس طرح سے تھا محمد رسول اللہ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

باب عورتوں کے لیے (سوئے کی) انگوٹھی پہننا جائز ہے اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی انگوٹھیاں تھیں

(۵۸۸۰) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو حسن بن مسلم نے خبر دی، انہیں طاؤس نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں عید الفطر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی اور ابن وہب نے جریج سے یہ لفظ بڑھائے کہ پھر آنحضرت ﷺ عورتوں کے مجمع کی طرف گئے (اور صدقہ کی ترغیب دلائی) تو عورتیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چھلے دار انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

ثابت ہوا کہ عہد رسالت میں عورتوں میں انگوٹھی پہننے کا عام دستور تھا۔

باب زیور کے ہار اور خوشبو یا مشک کے ہار عورتیں پہن

سکتی ہیں

(۵۸۸۱) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (آبادی سے باہر) گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی دوسری نفل

يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بَنِي أَرِيسٍ قَالَ: فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَغْتَبُ بِهِ، فَسَقَطَ قَالَ: فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَتَنَزَّحَ الْبَنِيُّ فَلَمْ نَجِدْهُ.

۵۶ - باب الخاتم للنساء.

وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ خَوَاتِيمٌ ذَهَبٌ.

۵۸۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَحَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ. [راجع: ۹۸]

۵۷ - باب القلائد والسجّاب للنساء، يَعْنِي: قَلَادَةً مِنْ طِيبٍ وَسُكٍّ.

۵۸۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَ وَلَا بَعْدَ ثُمَّ

نماز نہیں پڑھی پھر آپ عورتوں کے مجمع کی طرف آئے اور انہیں صدقہ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ عورتیں اپنی بالیاں اور خوشبو اور مشک کے ہار صدقہ میں دینے لگیں۔

اتى النساء فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتْ
الْمَرْأَةُ تَصَدِّقُ بِخُرُصِهَا وَسَخَابِهَا.

[راجع: ۹۸]

مشیح معلوم ہوا کہ عید گاہ میں عورتوں کا جانا عمد نبوی میں عام طور پر معمول تھا بلکہ آپ نے اس قدر تاکید کی تھی کہ حیض والی بھی نکلیں جو صرف دعائیں شریک ہوں۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو آج اس کو معیوب جانتے ہیں حالانکہ آج کل قدم قدم پر پولیس کا انتظام ہوتا ہے اور کوئی بدمزگی نہیں ہوتی پھر بھی بعض الناس مختلف جیلوں بہانوں سے اس کی تاویل کرتے رہتے اور لوگوں کو عورتوں کے روکنے کا حکم کرتے رہتے ہیں۔ روایت میں عورتوں کا صدقہ میں بالیاں اور ہار دینا مذکور ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

باب ایک عورت کا کسی دوسری عورت سے ہار عاریتاً لینا

۵۸- باب اسْتِعَارَةِ الْقَلَانِدِ

(۵۸۸۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر (جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عاریت پر لیا تھا) گم ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا اسی دوران میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگ بلا وضو تھے چونکہ پانی بھی موجود نہیں تھا، اس لیے سب نے بلا وضو نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نمیر نے یہ اضافہ کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ہار انہوں نے حضرت اسماء سے عاریتاً لیا تھا۔

۵۸۸۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَلَكْتُ فَلَاذَةً لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلَبِهَا رَجُلًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ وَلَيْسُوا عَلَى وَضُوءٍ، وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلُّوا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وَضُوءٍ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيْمُمِ. زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ.

[راجع: ۳۳۴]

باب عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کا بیان

۵۹- باب الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

بالی سے مراد کان کا زیور ہے جو مختلف اقسام کے عورتیں کانوں میں استعمال کرتی رہتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور حلق کی طرف بڑھنے لگے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَأَرَأَيْتَهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَخَلْقِهِنَّ

(۵۸۸۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم

۵۸۸۳- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَدِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

ﷺ نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھائیں نہ اس کے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم فرمایا تو وہ اپنی بالیاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈالنے لگیں۔

حدیث میں بالیاں صدقہ میں دینے کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمد نبوی میں مستورات نماز عید میں عام مسلمانوں کے ساتھ عید گاہ میں شرکت کیا کرتی تھیں۔

باب بچوں کے گلوں میں ہار لٹکانا جائز ہے

(۵۸۸۴) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی، کہا ہم سے ورقاء بن عمر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی یزید نے، ان سے نافع بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آنحضرت ﷺ واپس ہوئے تو میں پھر آپ کے ساتھ واپس ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا بچہ کہاں ہے۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ آ رہے تھے اور ان کی گردن میں (خوشبو دار لونگ وغیرہ کا) ہار پڑا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس طرح پھیلایا کہ (آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگانے کے لیے) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ہاتھ پھیلایا اور وہ آنحضرت ﷺ سے لپٹ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کرو اور ان سے بھی محبت کرو جو اس سے محبت رکھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کوئی شخص بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ مجھے پیارا نہیں تھا۔

تشریح فی الواقع آل رسول ﷺ سے محبت رکھنا شان ایمان ہے۔ یا اللہ! میرے دل میں بھی تیرے پیارے رسول ﷺ اور آپ کے آل و اولاد سے محبت پیدا کر۔

ومن مذهبى حب النبى وآله والناس فيما يعشقون مذاهب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے گلے میں ہار تھا اسی سے باب کا مضمون نکلا ہے نابالغ بچوں کے لیے ایسے ہار وغیرہ پنانا جائز ہے۔

باب عورتوں کا چال ڈھال اختیار کرنے والے مرد اور

۶۱- باب الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ

عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ رَكَعَتَيْنِ لَمْ يَصَلَّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطُهَا. [راجع: ۹۸]

۶۰- باب السَّخَابِ لِلصَّبِيَّانِ

۵۸۸۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عُيَيْدٍ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَوْقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ، فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ: ((أَيْنَ لَكُغُ؟)) ثَلَاثًا ((ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ)) فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْسِيهِ وَفِي غُنْفِهِ السَّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَقَالَ الْحَسَنُ، بِيَدِهِ هَكَذَا، فَاتَّزَمَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَأَجِبْهُ وَأَحِبُّ مِنْ يُحِبُّهُ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا قَالَ. [راجع: ۲۱، ۲۲]

وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ

مردوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتیں عند اللہ

ملعون ہیں

(۵۸۸۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں۔ غندر کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

۵۸۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. تَابِعَهُ عُمَرُو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

[صرفہ فی ۵۸۸۶، ۶۸۳۴]

جسے ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا۔

تشریح آج اس فیشن کے زمانہ میں گھر گھر میں یہی معاملہ نظر آرہا ہے خاص طور پر کالج زدہ لڑکے لڑکیاں ان بیماریوں میں عموماً مبتلا ہیں اور ایک جدید لعنتی ہی ازم رواج پکڑ رہا ہے جس میں لڑکے اور لڑکیاں عجیب و غریب شکل و صورت بنا کر بالکل ہونق بنے ہوئے نظر آتے ہیں شریعت اسلامی میں ان تکلفات کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

باب زنانوں اور بیچڑوں کو جو عورتوں کی چال ڈھال اختیار

کرتے ہیں گھر سے نکال دینا

(۵۸۸۶) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عنث مردوں پر اور مردوں کی چال چلن اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی اور فرمایا کہ ان زنانہ بننے والے مردوں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فلاں بیچڑے کو نکالا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں بیچڑے کو نکالا تھا۔

(۵۸۸۷) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی، انہیں زبیر بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ گھر

۶۲- باب إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِينَ

بِالنِّسَاءِ مِنَ النِّبُوتِ

۵۸۸۶- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُعْنَثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ: ((أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ)) قَالَ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فَلَانًا.

۵۸۸۷- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَيْبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ

میں ایک منٹ بھی تھا، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا عبداللہ! اگر کل تمہیں طائف پر فتح حاصل ہو جائے تو میں تمہیں بنت غیلان (بادیہ نامی) کو دکھاؤں گا وہ جب سامنے آتی ہے تو (اس کے موٹاپے کی وجہ سے) چار سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب یہ شخص تم لوگوں کے پاس نہ آیا کرے۔ ابو عبداللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ سامنے سے چار سلوٹوں کا مطلب یہ ہے کہ (موٹے ہونے کی وجہ سے) اس کے پیٹ میں چار سلوٹیں پڑی ہوتی ہیں اور جب وہ سامنے آتی ہے تو وہ دکھائی دیتی ہیں اور آٹھ سلوٹوں سے پیچھے پھرتی ہے کا مفہوم ہے (آگے کی) ان چاروں سلوٹوں کے کنارے کیونکہ یہ دونوں پلوؤں کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر وہ مل جاتی ہیں اور حدیث میں بثمان کا لفظ ہے حالانکہ از روئے قاعدہ نحو کے بثمانیہ ہونا تھا کیونکہ مراد آٹھ اطراف یعنی کنارے ہیں اور اطراف طرف کی جمع ہے اور طرف کا لفظ مذکر ہے۔ مگر چونکہ اطراف کا لفظ مذکور نہ تھا اس لیے بثمان بھی کننا درست ہوا۔

کیونکہ جب میز کی تمیز مذکور نہ ہو تو عدد میں تذکیر و تانیث دونوں درست ہیں۔

باب مونچھوں کا کتر وانا

اور حضرت عمر (یا ابن عمر) رضی اللہ عنہ اتنی مونچھ کترتے تھے کہ کھال کی سپیدی دکھائی دیتی اور مونچھ اور داڑھی کے بیچ میں (ٹھڈی پر) جو بال ہوتے یعنی متفقہ اس کے بال کتر وادالتے۔

(۵۸۸۸) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے حنظلہ بن ابی ہانی نے، ان سے نافع نے بیان کیا، (مصنف حضرت امام بخاری نے) کہا کہ اس حدیث کو ہمارے اصحاب نے مکی سے روایت کیا، انہوں نے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مونچھ کے بال کتر وانا پیدا نشی سنت ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي
الْبَيْتِ مُحَنَّتٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي أُمِّ
سَلَمَةَ : يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتِحَ لَكُمْ غَدَا
الطَائِفُ فَإِنِّي أَذُوكَ عَلَى بَنَتِ غِيلَانَ فَإِنَّهَا
تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُذِيرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلُنَّ
هَؤُلَاءِ عَلَيَّكُمْ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: اللَّهُ تَقْبِلُ
بِأَرْبَعٍ وَتُذِيرُ بِغَنِيٍّ أَرْبَعٍ عَكْنَ بَطْنِهَا فَهِيَ
تُقْبِلُ بِهِنَّ، وَقَوْلُهُ وَتُذِيرُ بِثَمَانٍ: يَغْنِي
أَطْرَافَ هَذِهِ الْعَكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ
بِالْجَنَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ، وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ:
وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَّةٍ وَوَاحِدِ الْأَطْرَافِ وَهُوَ
ذَكَرَ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَّةٍ أَطْرَافٍ.

[راجع: ۴۳۲۴]

۶۳- باب قَصُّ الشَّارِبِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُخْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ
إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ، وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَغْنِي بَيْنَ
الشَّارِبِ وَاللَّحْيَةِ.

۵۸۸۸- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ
حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ)).

[طرفه فی : ۵۸۹۰]

کیونکہ مونچھ بڑھانے سے آدمی بد صورت اور میب ہو جاتا ہے جیسے ریچھ کی شکل اور کھانا کھاتے وقت تمام مونچھ کے بال

کھانے میں مل جاتے ہیں اور یہ ایک طرح کی غلاظت ہے مگر آج کل فیشن پرستوں نے اسی رچبھ کے فیشن کو اپنا کر اپنا خلیہ درندوں سے ملا دیا ہے۔

۵۸۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ : حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةَ الْفِطْرَةِ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِثَانُ، وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَتَنَفُّ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ. [طرفاہ فی : ۵۸۹۱، ۶۲۹۷]۔

(۵۸۸۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ زہری نے ہم سے بیان کیا (سفیان نے کہا) ہم سے زہری نے سعید بن مسیب سے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (نبی کریم ﷺ سے) روایت کیا کہ پانچ چیزیں (فرمایا کہ) پانچ چیزیں ختنہ کرنا، موئے زیر ناف مونڈنا، بغل کے بال نوچنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کم کرنا پیدائشی سنتوں میں سے ہیں۔

مونچھ اتنی کم کرنا کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہی سنت ہے اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے دیگر خصال فطرت یہی ہے ہر ایک کے فوائد بہت کچھ ہیں جن کی تفصیل کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔

باب ناخن ترشوانے کا بیان

۶۴- باب تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ

نووی نے کہا ناخن ترشوانے میں مستحب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلیا تک کترائے اس کے بعد اگوشا بائیں ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اگوشے تک کترائے اور پاؤں میں دائیں چھنگلیا سے اگوشے تک کترائے اور بائیں میں اگوشے سے چھنگلیا تک، نووی کے اس قول کی کوئی سند معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دائیں طرف سے شروع کرنے کی سند لے سکتے ہیں اور کلمے کی انگلی سے شروع کرنا اس لیے مستحب ہو سکتا ہے کہ وہ سب انگلیوں سے بہتر ہے۔ تشدد میں اس سے اشارہ کرتے ہیں۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ خاص جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔

۵۸۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَلِيمَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((مِنْ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ)). [راجع: ۵۸۸۸]

(۵۸۹۰) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حنظلہ سے سنا، انہوں نے نافع سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موئے زیر ناف مونڈنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کترنا پیدائشی سنتیں ہیں۔

۵۸۹۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِثَانُ، وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَتَنَفُّ الْإِبْطِ)).

(۵۸۹۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ختنہ کرنا، زیر ناف مونڈنا، مونچھ کترنا، ناخن ترشوانا اور بغل کے بال نوچنا پیدائشی سنتیں ہیں۔

[راجع: ۵۸۸۹]

تشیخ ان کے خلاف کرنا فطرت سے بغاوت کرنا ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت ہر دو جگہ ملتی ہے مگر جس نے فطرت کو اپنایا وہ بھلائی ہی بھلائی میں رہے گا۔

۵۸۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْنَالٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَوَفُّوْا اللَّحَى، وَأَخْفُوا الشُّوَارِبَ)).
 (۵۸۹۳) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے، انہوں نے کہا ہم سے عمر بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کتر دو۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اغْتَمَرَ قَبِضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.
 (طرفہ فی: ۵۸۹۳).
 بعض لوگوں نے اس سے داڑھی کٹوانے کی دلیل لی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ اول تو یہ خاص حج سے متعلق ہے۔ دوسرے ایک صحابی کا فعل ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر حجت نہیں ہے لہذا صحیح یہی ہوا کہ داڑھی کے بال نہ کٹوائے جائیں، واللہ اعلم بالصواب۔

۶۵- باب إِغْفَاءِ اللَّحَى بِالْكَلِّ قَيْتِي نَهَ لَكَ.

۵۸۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَهُ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْهَكُوا الشُّوَارِبَ وَأَغْفُوا اللَّحَى)). [راجع: ۵۸۹۲]
 (۵۸۹۳) مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں عبدہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عمر نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مونچھیں خوب کتر والیا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

تشیخ داڑھی رکھنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ مبارک ہیں جو لوگ اپنا حلیہ سنت نبوی کے مطابق بنائیں۔ آج کی دنیا میں مردوں کو داڑھی سے اس قدر نفرت ہو گئی ہے کہ بیشتر تعداد میں یہی عادت جز پکڑ چکی ہے حالانکہ حکمت اور سائنس کی رو سے بھی مردوں کے لیے داڑھی کا رکھنا بہت ہی مفید ہے۔ کتب متعلقہ ملاحظہ ہوں۔ مومنوں کے لیے یہی کافی ہے کہ ان کے محبوب رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔

باب بڑھاپے کا بیان

۶۶- باب مَا يُذَكَّرُ فِي الشَّيْبِ
 ۵۸۹۴- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ
 (۵۸۹۴) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا

کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے خضاب استعمال کیا تھا۔ بولے کہ آنحضرت ﷺ کے بال ہی بہت کم سفید ہوئے تھے۔

سیرین، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَخْضَبَ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ: لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيلًا.

[راجع: ۳۵۵۰]

انیس یا میں یا پدرہ۔۔۔۔۔ نامکمل۔

(۵۸۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے خضاب کے متعلق سوال کیا گیا تو احوال نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو خضاب کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اگر میں آپ کی داڑھی کے سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

۵۸۹۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَأَلَ أَنَسٌ عَنْ خَضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَغْدُ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ. [راجع: ۳۵۵۰]

(۵۸۹۶) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسراہیل نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبد اللہ بن مویب نے بیان کیا کہ میرے گھروالوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ لے کر بھیجا (راوی حدیث) اسراہیل راوی نے تین انگلیاں بند کر لیں یعنی وہ اتنی چھوٹی پیالی تھی اس پیالی میں بالوں کا ایک گچھا تھا جس میں نبی کریم ﷺ کے بالوں میں سے کچھ بال تھے۔ عثمان نے کہا جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ اپنا برتن پانی کابی بی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔ (وہ اس میں آنحضرت ﷺ کے بال ڈبو دیتیں) عثمان نے کہا کہ میں نے ٹکلی کو دیکھا (جس میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے) تو سرخ سرخ بال دکھائی دیئے۔

۵۸۹۶ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: أُرْسِلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ، وَقَبْضِ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعٍ مِنْ قُصَّةٍ فِيهَا شَعْرٌ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطْلَعْتُ فِي الْجَبَلِ فَرَأَيْتُ شَعْرَاتٍ خُمْرًا. [طرفاه فی: ۵۸۹۷، ۵۸۹۸]

تشیخ ترجمہ باب میں سے نکلتا ہے بڑھاپے میں پہلے بال سرخ ہوتے ہیں پھر سفید ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر فی الواقع موئے مبارک ہوں تو ان سے برکت لینا جائز ہے مگر اعتقاد یہی رہنا چاہیے کہ یہ برکت بھی اللہ کے ہی حکم سے ملے گی بغیر حکم الہی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک: ۱)

(۵۸۹۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبد اللہ بن مویب نے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے چند بال نکال کر دکھائے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

۵۸۹۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَلَامٌ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَخْضُوبًا. [راجع: ۵۸۹۶]

۵۸۹۸- وقال لنا أبو نعیم: حَدَّثَنَا نَصِيرُ
بْنُ الْأَشْعَثِ، عَنْ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ
(۵۸۹۸) اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے نصیر بن ابی
الاشعث نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن مowہب نے کہ حضرت ام
سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال دکھایا
جو سرخ تھا۔ [راجع: ۵۸۹۶]

شرح یونس کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان پر مندی اور وسم کا خضاب تھا۔ امام احمد کی روایت میں بھی یوں ہی ہے لیکن امام
مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے خضاب نہیں کیا البتہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے
خضاب کیا ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بال سرخ اس لیے معلوم ہوئے کہ آپ ان پر زرد خوشبو لگایا کرتے تھے۔ (وحیدی)۔

باب خضاب کا بیان

۶۷- باب الخضاب

۵۸۹۹- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،
(۵۸۹۹) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے
سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابو
سلمہ اور سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
بیان کیا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کے خلاف کرو یعنی
خضاب کیا کرو۔

[راجع: ۳۴۶۲]

شرح لال یا زرد خضاب کرنا یا مندی اور وسم کا خضاب جس سے بالوں میں کالک اور سرخی آتی ہے جائز ہے لیکن بالکل کالا
خضاب کرنا ممنوع ہے، کہتے ہیں کالا خضاب پہلے فرعون نے کیا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرات شیخین مندی اور وسم کا
خضاب کیا کرتے تھے۔ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام کی نیشن یعنی قومیت ایک مستقل چیز ہے جو مسلمان کی خاص وضع قطع شکل
صورت لباس وغیرہ میں داخل ہے۔ یہودیوں وغیرہ کی مخالفت کرنے کا مفہوم یہی ہے۔

باب گھونگھریا لے بالوں کا بیان

۶۸- باب الجعد

۵۹۰۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي
مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ
الرُّخْمَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَابِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، وَلَيْسَ
بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأَدَمِ وَلَيْسَ
بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى
رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِينَ
(۵۹۰۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام
مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے اور
ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے ان سے سنا کہ وہ
بیان کر رہے تھے کہ رسول کریم ﷺ بہت لمبے نہیں تھے اور نہ آپ
چھوٹے قد کے ہی تھے (بلکہ آپ کا بیچ والا قد تھا) نہ آپ بالکل سفید
بھورے تھے اور نہ گندم گوں ہی تھے، آپ کے بال گھونگھریا لے
الجھے ہوئے نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنایا دس سال آپ نے

(نبوت کے بعد) مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ منورہ میں اور تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ وفات کے وقت آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

(۵۹۰۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، کہا میں نے براءؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سرخ حلہ میں نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا (امام بخاری نے کہا کہ) مجھ سے میرے بعض اصحاب نے امام مالک سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے سر کے بال شانہ مبارک کے قریب تک تھے۔ ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براءؓ کو ایک مرتبہ سے زیادہ یہ حدیث بیان کرتے سنا جب بھی وہ یہ حدیث بیان کرتے تو مسکراتے۔ اس روایت کی متابعت شعبہ نے کی کہ آنحضرت ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لو تک تھے۔

(۵۹۰۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کعبہ کے پاس مجھے دکھایا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں گندمی رنگ، گندمی رنگ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، ان کے شانوں تک لمبے لمبے بال ہیں ایسے بال والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، انہوں نے بالوں میں کنگھا کر رکھا ہے اور اس کی وجہ سے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے ہیں یا دو آدمیوں کے شانوں کا سہارا لئے ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں پھر اچانک میں نے ایک انجھے ہوئے گھوٹکھریالے بال والے شخص کو دیکھا، دائیں آنکھ سے کانٹا تھا گویا انگور ہے جو ابھرا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کانٹا کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

یہ سارے مناظر آپ نے خواب میں دیکھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھوٹکھریالے بالوں والا دیکھا اسی سے باب کا مقصد ثابت ہوتا ہے۔

وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ. [راجع: ۳۵۴۷]

۵۹۰۱ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةِ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي: عَنْ مَالِكٍ إِنَّ جُمُتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ. تَابَعَهُ شُعْبَةُ شَعْرَهُ يَبْلُغُ شِخْمَهُ أَذُنِهِ. [راجع: ۳۵۵۱]

۵۹۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ آدَمِ الرُّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنَ اللَّمَمِ قَدْ رَجَلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَكِنًا عَلَى رَجْلَيْنِ - أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجْلَيْنِ - يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطِطٍ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهَا عَيْنَةُ طَائِفَةٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ الدَّجَالُ.)) [راجع: ۳۴۴۰]

تَشْرِيحُ

(۵۹۰۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

(۵۹۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے (سر کے) بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

(۵۹۰۵) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے بال درمیانہ تھے، نہ بالکل سیدھے لکے ہوئے اور نہ گھونگھریالے اور وہ کانوں اور مونڈھوں کے بیچ تک تھے۔

(۵۹۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ بھرے ہوئے تھے میں نے آنحضرت ﷺ کے بعد آپ جیسا (خوبصورت کوئی آدمی) نہیں دیکھا آپ کے سر کے بال میانہ تھے نہ گھونگھریالے اور نہ بالکل سیدھے لکے ہوئے۔

(۵۹۰۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ چہرہ حسین و جمیل تھا، میں نے آپ جیسا خوبصورت کوئی نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں، آپ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

(۵۹۰۸-۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہانی

۵۹۰۳۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَانٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرَهُ مِنْكَبَيْهِ.

[طرفہ فی : ۵۹۰۴]

۵۹۰۴۔۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرَ رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْكَبَيْهِ.

[راجع : ۵۹۰۳]

۵۹۰۵۔۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا لَيْسَ بِالسَّيْطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أَذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ.

[طرفہ فی : ۵۹۰۶]

۵۹۰۶۔۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ، مِثْلَهُ وَكَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا لَا جَعْدًا وَلَا سَيْطًا.

[راجع : ۵۹۰۵]

۵۹۰۷۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنُ الْوَجْهِ لَمْ أَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

[أطرافه فی : ۵۹۰۸، ۵۹۱۰، ۵۹۱۱]

۵۹۰۸، ۵۹۰۹۔۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ

نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یا ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بھرے ہوئے قدموں والے تھے۔ نہایت ہی حسین و جمیل۔ آپ جیسا خوبصورت میں نے آپ کے بعد کسی کو نہیں دیکھا۔

(۵۹۱۰) اور ہشام نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم اور ہتھیلیاں بھری ہوئی اور گداز تھیں۔

(۱۲-۵۹۱۱) اور ابو ہلال نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ یا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے آپ جیسا پھر میں نے کوئی خوبصورت آدمی نہیں دیکھا۔

(۵۹۱۳) ہم سے محمد بن ثقی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے اور ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا اور کسی نے کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ”کافر“ لکھا ہو گا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے تو نہیں سنا البتہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا ہو تو اپنے صاحب (خود آنحضرت ﷺ) کو دیکھو (کہ آپ بالکل ان کے ہم شکل ہیں) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے ہیں بال گھونگھریالے جیسے اس وقت بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس نالے وادی ازرق نامی میں لپک کہتے ہوئے اتر رہے ہیں ان کے سرخ اونٹ کی نیل کی رسی کھجور کی چھال کی ہے۔

باب خطمی (یا گوند وغیرہ) سے بالوں کو جمانا

عَلَيْ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيٍّ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - أَوْ عَنْ رَجُلٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخَمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. [راجع: ۵۹۰۷]

۵۹۱۰- وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ الشَّشْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَيْنِ. [راجع: ۵۹۰۷]

۵۹۱۱، ۵۹۱۲- وَقَالَ أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخَمَ الْكَفَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ شَبِيهَا لَهُ.

[راجع: ۵۹۰۷]

۵۹۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَالَ فَقَالَ: إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالًا ذَاكَ، وَلَكِنَّهُ قَالَ: ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَاَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعَدَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا أَنْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلْبِي)).

[راجع: ۱۵۵۵]

(۵۹۱۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ جو شخص سر کے بالوں کو گوند لے (وہ حج یا عمرے سے فارغ ہو کر سر منڈائے) اور جیسے احرام میں بالوں کو جمالیتے ہیں غیر احرام میں نہ جماؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نے تو آنحضرت ﷺ کو بال جماتے دیکھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گویا آنحضرت ﷺ کا واقعہ بیان کر کے اپنے والد کا رد کیا کہ انہوں نے تلبد سے منع کیا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے تلبد کی، بہر حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب نہ تھا بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ غیر احرام میں احرام والوں کی مشابہت کر کے تلبد نہ کرو۔

(۵۹۱۵) مجھ سے حبان بن موسیٰ اور احمد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ نے اپنے بال جمائے تھے اور احرام کے وقت یوں آپ لبیک کہہ رہے تھے۔ ”لبیک اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملك لا شریک لک“ ان کلمات کے اوپر اور کچھ آپ نہیں بڑھاتے تھے۔

(۵۹۱۶) مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ لوگ عمرہ کر کے احرام کھول چکے ہیں حالانکہ آپ نے احرام نہیں کھولا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیونکہ میں نے اپنے سر کے بال جمالیے ہیں اور اپنی ہڈی (قربانی کے جانور) کے گلے میں قلابہ ڈال دیا ہے۔ اس لیے جب تک میری قربانی کا نحر نہ ہو لے میں احرام نہیں کھول سکتا۔

۵۹۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَنْ صَفَرَ فَلْيَخْلِقْ، وَلَا تَشْبِهُوا بِالْتَلْبِيدِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَلْبِدًا. [راجع: ۱۵۴۰]

۵۹۱۵- حَدَّثَنِي حَبَابُ بْنُ مُوسَى، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَهْلُ مَلْبِدًا يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالْبِعْثَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ)) لَا يَزِيدُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ. [راجع: ۱۵۴۰]

۵۹۱۶- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي، وَقَلَدْتُ هَذِيهِ فَلَا أَجِلَ حَتَّى أَنْحَرَ)).

روایت میں بال جمائے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

۷۰- باب الْفَرْقِ

۵۹۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْتَدْلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُسْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدُ. [راجع: ۳۵۵۸]

تشیخ

باب (سر میں پیچوں بیچ بالوں میں) مانگ نکالنا (۵۹۱۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو اگر کسی مسئلہ میں کوئی حکم معلوم نہ ہوتا تو آپ اس میں اہل کتاب کے عمل کو اپناتے تھے۔ اہل کتاب اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اہل کتاب کی موافقت میں) پہلے سر کے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے لیکن بعد میں آپ بیچ میں سے مانگ نکالنے لگے۔

ٹھکانے سے سر کے بال مسنون طریقہ پر رکھنا ہر طرح سے بہتر ہے مگر آج کل جو فیشن کی وبا چلی ہے خاص طور پر پی ازم بال رکھ کر صورت کو بگاڑنے کا جو فیشن چل پڑا ہے یہ حد درجہ گناہ اور خلقت الہی کو بگاڑنا اور کفار کے ساتھ مشابہت رکھنا ہے۔ نوجوانان اسلام کو ایسی غلط روش کے خلاف جہاد کی سخت ضرورت ہے۔ ایسا فیشن طرد فیروں کی نظر میں بھی معیوب ہے، اس لیے مسلمانوں کو ہرگز اسے اختیار نہ کرنا چاہیئے۔

۵۹۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: عَنْ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحَرَّمٌ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہردو احادیث میں باب کی مطابقت ظاہر ہے۔

۷۱- باب الذَّوَائِبِ

یعنی بالوں کی ٹہیں۔

۵۹۱۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ غُنَيْسَةَ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا

باب گیسوؤں کے بیان میں

(۵۹۱۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے فضل بن غنیمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے خبر دی، کہا ہم کو ابوالبشر

جعفر نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے قریبہ بن سعید نے کہا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری، رسول اللہ ﷺ کے لیے اس رات انہیں کے ہاں باری تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ رات کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ نے میرے سر کے بالوں کی ایک لٹ پکڑی اور مجھے اپنی داہنی طرف کر دیا۔

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کہ میری چوٹی پکڑ کر یا میرا سر پکڑ کر آپ نے مجھے اپنے داہنے جانب کر دیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گیسو والے تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بال پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ اس لیے کہ ان کا بائیں طرف کھڑا ہونا غلط تھا۔ ایسی حالت میں مقتدی کو امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔ بدعتی قبر پرست پیر زادوں کا سجادہ نشینوں کی طرح گیسو رکھ کر ان کو کاندھوں سے بھی نیچے تک لٹکانا اور ریاکاری کے لیے اپنے کو پیر درویش ظاہر کرنا یہ وہ بدترین حرکت ہے جس سے اہل اسلام کو سخت پرہیز کی ضرورت ہے۔ بلکہ ایسے پیروں اور فقیروں اور مکاروں کے جال میں ہرگز نہ آنا چاہیے۔

اے بااٹیس آدم روئے ہست پس ہر دست نہ باید داد دست

۷۲- باب الْقَزَعِ باب قزع یعنی کچھ سرمندانا کچھ بال رکھنے کے بیان میں

اسی کو عربی میں قزع کہتے ہیں۔ قطلانی نے کہا یہ مرد اور عورت اور لڑکے سب کے لیے مکروہ ہے اس میں یہود کی مشابہت ہے۔

(۵۹۲۰) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ مجھے خالد بن یزید نے خبر دی، کہا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبید اللہ بن حفص نے خبر دی، انہیں عمرو بن نافع نے خبر دی، انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع نے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے ”قزع“ سے منع فرمایا۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے؟ پھر عبید اللہ نے ہمیں اشارہ سے بتایا کہ نافع نے کہا کہ

أَبُو بَشَرٍ. وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَشَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَتُّ لَيْلَةٍ عِنْدَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، خَالَتِي وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلِهَا قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِذَائِبِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشَرٍ، بِهِذَا وَقَالَ: بِلِذَائِبِي أَوْ بِرَأْسِي. [راجع: ۱۱۷]

۵۹۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي غَبِيْدُ اللَّهِ بْنُ حَفْصٍ، أَنَّ عَمْرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ؟ قَالَ غَبِيْدُ اللَّهِ: قُلْتُ

بچہ کا سر منڈاتے وقت کچھ بال یہاں چھوڑ دے اور کچھ بال وہاں چھوڑ دے۔ (تو اسے قزع کہتے ہیں) اسے عبید اللہ نے پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کر کے ہمیں اس کی صورت بتائی۔ عبید اللہ نے اس کی تفسیروں بیان کی یعنی پیشانی پر کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں اور سر کے دونوں کونوں پر کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں پھر عبید اللہ سے پوچھا گیا کہ اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟ فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ نافع نے صرف لڑکے کا لفظ کہا تھا۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن نافع سے دوبارہ اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کی کپٹی یا گدی پر چوٹی کے بال اگر چھوڑ دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ”قزع“ یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دیئے جائیں اور باقی سب منڈوائے جائیں اسی طرح سر کے اس جانب میں اور اس جانب میں۔

(۵۹۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ بن شقی بن عبد اللہ بن انس بن مالک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قزع“ سے منع فرمایا تھا۔

باب عورت کا اپنے ہاتھ سے اپنے خاوند کو

خوشبو لگانا

(۵۹۲۲) مجھ سے احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن قاسم نے خبر دی، انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے احرام میں رہنے کے لیے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور میں نے اسی طرح (دسویں تاریخ کو) منیٰ میں طواف زیارت کرنے

وَمَا الْقَرْعُ؟ فَأَشَارَ لَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ قَالَ: إِذَا حَلَقَ الصَّبِيَّ وَتَرَكَ هَهُنَا شَعْرَةً وَهَهُنَا وَهَهُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ، وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ قِيلَ لِعُيَيْدِ اللَّهِ. فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ: لَا أَذْرِي هَكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ قَالَ عُيَيْدُ اللَّهِ: وَعَاوَذْتُهُ فَقَالَ: أَمَّا الْقِصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ، فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلَكِنَّ الْقَرْعَ أَنْ يُتْرِكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعْرٌ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ غَيْرُهُ، وَكَذَلِكَ شِقُّ رَأْسِهِ هَذَا وَهَذَا. [طرفہ فی: ۵۹۲۱].

بال چھوڑنے کو قزع کہتے ہیں۔

۵۹۲۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ بْنُ مَالِكٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ نَهَى عَنِ الْقَرْعِ. [راجع: ۵۹۲۰]

۷۳- باب تطيب المرأة زوجها

بیدنیہا

۵۹۲۲- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحْرَمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمَنَى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ.

(راجع: ۱۵۳۹)

سے پہلے اپنے ہاتھ سے آپ کو خوشبو لگائی۔

باب سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا

(۵۹۲۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے انہیں عبد الرحمن بن اسود نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو سب سے عمدہ خوشبو لگائی کرتی تھی۔ یہاں تک کہ خوشبو کی چمک میں آپ کے سر اور آپ کی داڑھی میں دیکھتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کو خوشبو بہت ہی محبوب تھی۔ اس لیے کہ عالم بالا سے آپ کا تعلق ہر وقت رہتا تھا خاص طور پر حضرت جبرئیل علیہ السلام بکثرت حاضر ہوتے رہتے تھے اس لیے آپ کا پاک صاف معطر رہنا ضروری تھا۔ ﷺ

باب کنگھا کرنا

(۵۹۲۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ کے دیوار کے ایک سوراخ سے گھر کے اندر دیکھا آنحضرت ﷺ اس وقت اپنا سر کنگھے سے کھجلا رہے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا ارے اذن لینا تو اس کے لیے ہے کہ آدمی کی نظر (کسی کے) ستر پر نہ پڑے۔

جب بغیر اجازت دیکھ لیا تو پھر اذن کی کیا ضرورت رہی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانکے اور گھر والا کچھ پھینک کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو گھر والے کو کچھ تاوان نہ دینا ہو گا مگر یہ دور اسلامی کی باتیں ہیں انفرادی طور پر کسی کا ایسا کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

باب حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

(۵۹۲۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عمرو بن زبیر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں حالت حیض کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھا کرتی تھی۔

۷۴- باب الطيب في الرأس واللحية

۵۹۲۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَيَبِصَ الطَّيْبُ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ.

۷۵- باب الاغتشاط

۵۹۲۴- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ مِنْ حُجْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَحْكُ رَأْسَهُ بِالْمِذْرَى فَقَالَ: ((لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قَبْلِ الْأَبْصَارِ)). [طرفاء في: ۶۲۴، ۶۹۰]

کتاب التَّحَنُّنِ

۷۶- باب تَرْجِيلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

۵۹۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَرْجُلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح یہ حدیث بیان کی۔

باب بالوں میں کنگھا کرنا

(۵۹۲۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث بن سلیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ہر کام میں جہاں تک ممکن ہو تاواہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے، کنگھا کرنے اور وضو کرنے میں بھی۔

باب مشک کا بیان

(۵۹۲۷) مجھ سے عبد اللہ بن محمد ہمدانی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن المسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوا روزہ کے کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے۔

روزہ ایسا عمل ہے کہ آدمی اس میں خالص خدا کے ڈر سے کھانے پینے اور شہوت رانی سے باز رہتا ہے اور دوسرا کوئی آدمی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا اس لیے اس کا ثواب بھی بڑا ہے ایسے پاک عمل کی تشبیہ مشک سے دی گئی یہی مشک کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ مجتہد اعظم حضرت امام بخاری کا یہ اجتہاد بالکل درست ہے۔

باب خوشبو لگانا مستحب ہے

(۵۹۲۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت عمدہ لے

- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ مَقْلَةً. [راجع: ۲۹۵]

۷۷- باب التزجیل والتیمن فیہ

۵۹۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَلِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيْمُنُ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرْجُلِهِ وَوُضُوئِهِ. [راجع: ۱۶۸]

آپ دائیں طرف سے شروع کرتے تھے۔

۷۸- باب مَا يُذَكَّرُ فِي الْمَسْكِ

اس کا پاک ہونا۔

۵۹۲۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ)). [راجع: ۱۸۹۴]

روزہ ایسا عمل ہے کہ آدمی اس میں خالص خدا کے ڈر سے کھانے پینے اور شہوت رانی سے باز رہتا ہے اور دوسرا کوئی آدمی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا اس لیے اس کا ثواب بھی بڑا ہے ایسے پاک عمل کی تشبیہ مشک سے دی گئی یہی مشک کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ مجتہد اعظم حضرت امام بخاری کا یہ اجتہاد بالکل درست ہے۔

۷۹- باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطَّيْبِ

۵۹۲۸- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَطِيبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ إِخْرَامِهِ بِأَطْيَبِ

عمدہ خوشبو جو مل سکتی تھی، وہ لگائی۔

باب خوشبو کا پھیر دینا منع ہے

(۵۹۲۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عروہ بن ثابت انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ (جب ان کو خوشبو (ہدیہ کی جاتی تو) آپ وہ واپس نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے کہ نبی کریم ﷺ بھی خوشبو کو واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

باب ذریہ کا بیان

(۵۹۳۰) ہم سے عثمان بن اثیم نے بیان کیا یا محمد بن یحییٰ دلی نے، انہیں عثمان بن اثیم نے (امام بخاری کو شک ہے) ان سے ابن جریج نے انہوں نے کہا مجھ کو عمر بن عبد اللہ بن عروہ بن زہیر نے خبر دی، انہوں نے عروہ اور قاسم دونوں سے سنا، وہ دونوں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کھولنے اور احرام باندھنے کے وقت اپنے ہاتھ سے ذریہ (ایک قسم کی مرکب) خوشبو لگائی تھی۔

باب حسن کے لیے جو عورتیں دانت کشاؤہ کرائیں

(۵۹۳۱) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے لیے گودنے والیوں، گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور دانتوں کے درمیان کشاؤگی پیدا کرنے والیوں پر، جو اللہ کی خلقت کو بدلیں ان سب پر لعنت بھیجی ہے، میں بھی کیوں نہ ان لوگوں پر لعنت کروں جن پر رسول کریم ﷺ

مَا أَجِدُ. [راجع: ۱۵۳۹]

۸۰- باب مَنْ لَمْ يَرُدِّ الطِّيبَ

۵۹۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا غَزْوَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ. [راجع: ۲۵۸۲]

۸۱- باب الذَّرِيرَةِ

جو ایک قسم کی مرکب خوشبو ہوتی ہے۔

۵۹۳۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَهْنَمٍ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَزْوَةَ، سَمِعَ غَزْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيَّ بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ. [راجع: ۱۵۳۹]

۸۲- باب الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

۵۹۳۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى، مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ: هُوَ مَا آتَاكُمْ

الرَّسُولُ فَخُذُوهُ - اِلٰی - فَاَنْتَهُوْا۔
نے لعنت کی ہے اور اس کی دلیل کہ آنحضرت ﷺ کی لعنت خود

قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت وما اتکم الرسول فخذوه ہے۔ [راجع: ۴۸۸۶]

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں فرمایا کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ تم کو دیں تو تم اسے تسلیم کر لو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارشادات نبوی کو جن کا دوسرا نام حدیث ہے تسلیم کرنا فرض ہے۔ اس سے گروہ مکررین حدیث نبوی کا رد ہوا جو حدیث نبوی کا انکار کر کے قرآن کو اپنی خواہش کے مطابق بنانا چاہتے ہیں، اللہ اس گمراہ فرقے سے محفوظ رکھے۔ اس دور آزادی میں ایسے لوگوں نے کافی فتنہ برپا کیا ہوا ہے جو عامۃ المسلمین کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں، ان میں بعض لوگ تین وقت کی نماز بعض دو وقت کی نمازوں کے قائل ہیں اور نماز کو بھی اپنی خواہش کے مطابق غلط سلا ڈھال لیا ہے۔
ہداهم اللہ۔

۸۳- باب وصل فی الشعر باب بالوں میں الگ سے بناوٹی چٹیا لگانا اور دوسرے بال جوڑنا

(۵۹۳۲) ہم سے اسماعیل بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن بن عوف اور انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے حج کے سال میں سنا وہ مدینہ منورہ میں منبر پر یہ فرما رہے تھے انہوں نے بالوں کی ایک چوٹی جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھی لے کر کہا کہاں ہیں تمہارے علماء میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ اس طرح بال بنانے سے منع فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیئے۔

(۵۹۳۳) اور ابن ابی شیبہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن محمد نے بیان کیا، ان سے فلح نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والیوں پر اور لگوانے والیوں پر اور گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔

(۵۹۳۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے حسن بن اسلم بن

۵۹۳۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سَفْيَانَ عَامَ حَجِّ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: وَتَنَاولَ قِصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ يَبْدُ حَرَسِيٍّ أَتَيْنَ غُلَمًاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ: ((إِنَّمَا هَلَكْتَ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذُوا هَذِهِ نِسَاؤَهُمْ)). [راجع: ۳۴۶۸]

۵۹۳۳- وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)).

۵۹۳۴- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ

نیاق سے سنا، وہ صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے، اس کے گھر والوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں مصنوعی بال لگا دیں۔ اس لئے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی ابان بن صالح سے، انہوں نے حسن بن مسلم سے، انہوں نے صفیہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(۵۹۳۵) مجھ سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میری والدہ صفیہ بنت شیبہ نے بیان کیا، ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا شوہر مجھ پر اس کے معاملہ میں زور دیتا ہے۔ کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جڑوانے والیوں کو برا کہا۔ ان پر لعنت بھیجی۔

(۵۹۳۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کی بیوی فاطمہ نے، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

(۵۹۳۷) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عبید اللہ عمری نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مُسْلِمٌ بْنُ يَنَاقٍ، يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَطَ شَعْرُهَا، فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)).

تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ. [راجع: ۵۲۰۵]

۵۹۳۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أَنْكَحْتُ ابْنَتِي ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَجِثِّي بِهَا أَفَاصِلُ رَأْسِهَا؟ فَسَبَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

[طرفہ فی: ۵۹۳۶، ۵۹۴۱].

۵۹۳۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ، عَنْ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. [راجع: ۵۹۳۵]

۵۹۳۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

فرمایا اللہ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں پر، جڑوانے والیوں پر، گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ نافع نے کہا کہ ”گودنا کبھی مسوڑے پر بھی گودا جاتا ہے۔“

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)).
قَالَ نَافِعٌ: الْوَشْمُ فِي اللَّتَةِ.

[أطرافه في: ٥٩٤٠، ٥٩٤٢، ٥٩٤٧].

(۵۹۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکال کے کہا کہ یہ یہودیوں کے سوا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے زور یعنی فریبی فرمایا یعنی جو بالوں میں جوڑ لگائے تو ایسا آدمی مرد ہو یا عورت وہ مکار ہے جو اپنے مکرو فریب پر اس طور پر پردہ ڈالتا ہے۔

۵۹۳۸- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدَمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كَبَّةً مِنْ شَعْرِ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَاهُ الزُّورَ بَعْثِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعْرِ. [راجع: ٣٤٦٨]

۸۴- باب الْمُتَمَصَّاتِ

باب چہرے پر سے روئیں اکھاڑنے والیوں کا بیان

(۵۹۳۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوبصورتی کے لیے گودنے والیوں، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، ان سب پر لعنت بھیجی تو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور کتاب اللہ میں اس پر لعنت موجود ہے۔ ام یعقوب نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے پورا قرآن مجید پڑھا اور کہیں بھی ایسی کوئی آیت مجھے نہیں ملی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر تم نے پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم کو یہ آیت معلوم نہیں وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا یعنی ”اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے بھی تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔“

۵۹۳۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: لَعَنَ عَبْدُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَمَصَّاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغْيِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوبَ: مَا هَذَا؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ: وَاللَّهُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللُّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ: وَاللَّهُ لَئِنْ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾.

[راجع: ٤٨٨٦]

۸۵- باب الْمَوْصُولَةِ

باب جس عورت کے بالوں میں دوسرے کے بال جوڑے

جائیں

(۵۹۳۰) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ان سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

(۵۹۳۱) ہم سے امام حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اسماء بنت ابوبکر صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میری لڑکی کو خسرے کا بخار ہو گیا اور اس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں تو کیا اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگایا جائے، دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

آج کل تو مصنوعی داڑھیاں تک چل گئی ہیں بعض ملکوں میں امام، خطیب یہ استعمال کرتے سنے گئے ہیں ایسے لوگوں کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے جو احکام اسلام کی اس قدر تحقیر کرتے ہیں۔

(۵۹۳۲) مجھ سے یونس بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، یا (راوی نے اس طرح بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا گودنے والی، گدوانے والی، مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

(۵۹۳۳) مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں منصور

۵۹۴۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. [راجع: ۵۹۳۷]

۵۹۴۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ قَالَتْ: سَأَلْتُ إِمْرَأَةَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَأَمْرَقَ بَشَرُهَا، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفَاصِلَ فِيهِ؟ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)). [راجع: ۵۹۳۵]

۵۹۴۲- حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ ذَكْوَانَ، حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ النَّبِيَّ ﷺ: ((الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ)) يَغْنِي لَعَنَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۵۹۳۷]

۵۹۴۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ

نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، لعنت بھیجی ہے پھر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔

مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَمَصِّمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْخُسْنِ الْمُغْيِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟

[راجع: ۴۸۸۶]

یہاں بس آیت ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) کی طرف اشارہ ہے

باب گودنے والی کے بارے میں

۸۶- باب الْوَاشِمَةِ

(۵۹۴۴) مجھ سے یحییٰ بن ابی بشیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور آنحضرت ﷺ نے گودنے سے منع فرمایا۔

۵۹۴۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)). وَنَهَى عَنِ الْوَاشِمِ.

جو لوگ نظر لگنے کو غلط جانتے ہیں وہ بے وقوف ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نظر میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اثر رکھے ہیں سمریزم کا جادو صرف نظر کے اثر سے ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا وہی حق ہے۔ اب جس قدر فلسفہ کی ترقی ہوتی جاتی ہے اسی قدر معلوم ہوتا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو چودہ سو برس پہلے لایا گیا تھا وہ برحق ہے دیکھو اگلے حکیم یہ سمجھتے تھے کہ تارے آسمان میں گڑے ہوتے ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت ﴿كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ (الانبیاء: ۳۳) کی تاویل کرتے تھے اب نئے فلسفہ سے معلوم ہوا کہ ان حکیموں کا خیال غلط تھا تارے کھلی فضا میں پھر رہے ہیں اسی طرح سے ﴿وَأَسْلَفْنَا نَوْابِغَ﴾ (الحجر: ۲۲) کا مطلب اگلے حکیم نہیں سمجھتے تھے، اب معلوم ہوا کہ ہوائیں زبردست کا مادہ اڑ کر مادہ درخت میں جاتا ہے گویا ہوائیں مادہ درختوں کو حاملہ بناتی ہیں۔ نوافح کے یہی معنی ہیں حاملہ کرنے والیاں۔ قرآن میں شراب قلیل ویشرب کو حرام کر دیا گیا اس کو جس فرمایا (اگلے حکیم کہتے تھے تھوڑی شراب کو کیوں حرام کیا اس سے نشہ نہیں ہوتا بلکہ قوت ہوتی ہے اب یہ غلط نکلے کیونکہ تھوڑی شراب پیتے ہی آدم کو اپنے اوپر قدرت نہیں رہتی وہ زیادہ پی لیتا ہے اور اپنے تئیں خراب کرتا ہے۔ قرآن مجید میں چار بیویوں تک کی اور ضرورت کے وقت طلاق دینے کی اجازت ہوئی اب تمام ملک کے عقلاء تسلیم کرتے جاتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو حکم دیا گیا وہی قرین مصلحت ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنی اپنی قوموں میں اسی کو رواج دیں۔ وفس علی هذا (از حضرت مولانا وحید الزماں صاحب رحمہ اللہ)

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن عابس سے منصور کی حدیث ذکر کی جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تو

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ: ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ

عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے بھی منصور کی حدیث کی طرح ام یعقوب سے سنا ہے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتی تھیں۔

(۵۹۳۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اور سود لینے والے اور دینے والے گودنے والی اور گدوانے والی (پر لعنت بھیجی)

مِنْ أُمَّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَ حَدِيثٍ مَنُصُورٍ. [راجع: ۵۷۴۰]

۵۹۴۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَاجِلِ الرُّبَا وَمُوكِلِهِ، وَالْوَأْشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ.

[راجع: ۲۰۸۶]

باب گدوانے والی عورت کی برائی کا بیان

(۵۹۳۶) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو گودنے کا کام کرتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے (اور اس وقت موجود صحابہ سے) کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی نے کچھ نبی کریم ﷺ سے گودنے کے متعلق سنا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا امیر المؤمنین! میں نے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا سنا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ گودنے کا کام نہ کرو اور نہ گدواؤ۔

(۵۹۳۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ نے خبر دی، کہا مجھ کو خبر دی نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

(۵۹۳۸) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود

۸۷- باب الْمُسْتَوْشِمَةِ

۵۹۴۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَمَّارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَى عُمَرَ بِامْرَأَةٍ تَشِمْ فَقَامَ فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ مِنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا سَمِعْتُ. قَالَ: مَا سَمِعْتُ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ: ((لَا تَشِمْ وَلَا تَسْتَوْشِمَنَّ)).

۵۹۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

[راجع: ۵۹۳۷]

۵۹۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنُصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ

ﷺ نے کہ گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر، بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے پھر میں بھی کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔

اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْخُسْنِ الْمُغْيِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ٤٨٤٦]

تشیع آیت شریف ﴿وَمَا أَلْعَنُ الْوَسْوَءَ فَخَذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ٤٨) کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ تم کو حکم فرمائیں اسے بجالاؤ اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اس کے تحت اجمالی طور پر سارے اوامر اور نواہی داخل ہیں آج کا فیشن جو مردوں اور عورتوں نے اپنایا ہے جو عریانیت کا مرقع ہے وہ سب اس لعنت کے تحت داخل ہے۔

سند میں مذکور علقمہ بن وقاص لیثی ہیں جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے، عبدالمک بن مروان کے عہد میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کتاب اللہ میں مذکور ہونے سے وہ آیت مراد ہے جس میں ہے ﴿وَمَا أَلْعَنُ الْوَسْوَءَ فَخَذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ یعنی جو رسول کریم ﷺ جو ہدایت تم کو دیں اسے قبول کرلو اور جن کاموں سے آپ منع فرمائیں ان سے رک جاؤ۔ اس میں جملہ اوامر اور نواہی داخل ہیں حدیث میں مذکورہ نواہی بھی اسی آیت کے ذیل میں ہیں۔

باب تصویریں بنانے کے بیان میں

۸۸- باب التّصاویر

(۵۹۴۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتابیاں مورتیں ہوں۔ اور لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی ہے۔

۵۹۴۹- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرٌ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ۳۲۲۵]

تشیع بعضوں نے کہا فرشتوں سے حضرت جبریل و حضرت میکائیل علیہم السلام مراد ہیں مگر اس صورت میں یہ امر خاص ہو گا آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ سے کیونکہ آپ کی وفات پر وحی، اترنا موقوف ہو گیا اور ان فرشتوں کا آنا بھی۔ وہ فرشتے مراد نہیں ہیں جو ہر آدمی پر معین ہیں یا جو فرشتے مامور بکار حکم الہی سے بھیجے جاتے ہیں۔ مورت سے مراد جاندار کی مورت ہے۔ ایک انجری صاحب نے مجھ سے اعتراض کیا کہ جب کتا رکھنے سے فرشتے پاس نہیں آتے تو ہم ایک کتا ہمیشہ اپنے پاس رکھیں گے تاکہ موت کا فرشتہ ہمارے پاس آئی نہ سکے۔ میں نے ان کو جواب دیا اگر تم ایسا ہی کرو گے تو تمہاری جان نکالنے کے لیے وہ فرشتہ آئے گا جو کتوں کی جان نکالتا

ہے، اس پر وہ لاجواب ہو گئے۔ لیث بن سعد کی روایت کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔

۸۹- باب عَذَابِ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

زیادہ عذاب ہوگا

(۵۹۵۰) ہم سے حمیدی عبد اللہ بن زبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعش نے بیان کیا اور ان سے مسلم بن صبیح نے بیان کیا کہ ہم مسروق بن اجدع کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے۔ مسروق نے ان کے گھر کے ساتبان میں تصویریں دیکھیں تو کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کے پاس قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہوگا۔

(۵۹۵۱) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ یہ صورتیں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا ہے اب اس میں جان بھی ڈالو۔

مراد وہ صورتیں ہیں جو پوجنے کے لیے بنائی جائیں ایسی صورتیں بنانے والے تو کافر ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اگر پوجنے کے لیے نہ بنائیں تب بھی جاندار کی مورت بنانا کبیرہ گناہ ہے، اس کو سخت عذاب ہوگا۔ جانہ اشیاء کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے مگر جاندار کا فوٹو کھینچنا بھی ناجائز ہے۔

باب تصویروں کو توڑنے کے بیان میں

(۵۹۵۲) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، ان سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عمران بن حطان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں جب بھی کوئی چیز ایسی ملتی جس پر صلیب کی مورت بنی ہو (جیسے نصاریٰ رکھتے ہیں) تو اس کو توڑ ڈالتے۔

۵۹۵۰- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ لَرَأَى فِي صُفْتِهِ نَمَائِلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ)).

۵۹۵۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)). [طرفه في : ۷۰۵۸].

۹۰- باب نَقْضِ الصُّوَرِ

۵۹۵۲- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانٍ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِبٌ إِلَّا نَفَضَهُ.

تشریح حالانکہ صلیب جاندار چیز نہیں ہے مگر نصاریٰ خصوصاً رومن کیتھولک صلیب کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ اس کو جہاں پاتے توڑ ڈالتے، اللہ کے سوا جو چیز پوجی جائے اس کا یہی حکم ہے، اس کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دینا چاہیے تاکہ دنیا میں شرک نہ پھیلے۔ صلیب پر تعزیر کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ صلیب تو ایک پیغمبر کے واقعہ کی تصویر ہے اور تعزیر میں تو یہ بات بھی نہیں ہے وہ صرف ایک مقبرہ کی مثل ہوتی ہے لیکن عوام اس کی پرستش کرتے ہیں، اس کے سامنے جھکتے ہیں، اس پر نذر دنیا چڑھاتے ہیں، اسی طرح سدے علم وغیرہ ان سب کا توڑ پھینکنا ضروری ہے۔ اسلامی شریعت میں اللہ کے سوا کسی کی پوجا جائز نہیں ہے جن بزرگوں اور اولیاء کی قبور مثل مساجد بنا کر پرستش گاہ بنی ہوئی ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو بلند قبر دیکھیں اس کو برابر کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں ابول سیاح اسدی کو بھی یہی حکم دیا تھا۔

۵۹۵۳- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ فَرَأَى أَعْلَاهَا مُصَوَّرًا يُصَوِّرُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((وَمَنْ أَظْلَمَ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً))، ثُمَّ دَعَا بَتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَعَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مُنْتَهَى الْحِيلَةِ.

(۵۹۵۳) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے، کہا ہم سے عمارہ نے، کہا ہم سے ابو زرعة نے، کہا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کرے، ایک چیونٹی پیدا کرے۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے۔ جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا ابو ہریرہ! کیا (بغل) تک دھونے کے بارے میں تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے جہاں تک زیور پہنا جاسکتا ہے وہاں تک دھویا ہے۔

[طرفہ فی : ۷۵۵۹]

تشریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گویا اس حدیث سے یہ استنباط کیا جس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ سفید پیشانی، سفید ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے اٹھیں گے تو جہاں تک وضو میں اعضاء زیادہ دھوئے جائیں گے وہیں تک سفیدی پہنچے گی یا اس آیت سے استنباط کیا ﴿يَخْلُقْنَ فِيهَا أَشَادٍ مِنْ ذَهَبٍ﴾ (الکہف: ۳۱) یعنی جنت میں اہل جنت کو سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ کا نام عبدالرحمن بن سحر ہے۔ غزوہ خیبر کے سال اسلام لائے، خدمت نبوی میں ہر وقت حاضر رہتے۔ مدینہ میں سنہ ۵۹ھ بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔ ۵۲۷۴ احادیث نبوی کے حافظ تھے۔

باب اگر مورتیں پاؤں کے تلے روندی جائیں تو ان کے

۹۱- باب مَا وَطِئَ

رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے

مِنْ التَّصَاوِيرِ

(۵۹۵۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان

بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن قاسم سے سنا، ان

۵۹۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

دنوں مدینہ منورہ میں ان سے بڑھ کر عالم فاضل نیک کوئی آدمی نہیں تھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (قاسم بن ابی بکر) سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول کریم ﷺ سفر (غزوہ تبوک) سے تشریف لائے تو میں نے اپنے گھر کے سامان پر ایک پردہ لٹکادیا تھا، اس پر تصویریں تھیں جب آپ نے دیکھا تو اسے کھینچ کے پھینک دیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ لوگ گرفتار ہوں گے جو اللہ کی مخلوق کی طرح خود بھی بناتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے پھاڑ کر اس پردہ کی ایک یاد دو تو شک ہو گئی۔

[راجع: ۲۴۷۹]

تشریح یا ایک یا دو ٹکڑے بنا لئے دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ان پر بیٹھا کرتے تھے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان پر آرام فرمایا کرتے تھے، باب کا مطلب اسی سے ظاہر ہے۔ حضرت علی بن عبد اللہ مدینی حضرت امام بخاری کے استاد محترم حافظ حدیث ہیں۔ امام نسائی نے سچ کہا کہ ان کی پیدائش ہی خدمت حدیث کے لیے ہوئی تھی۔ ذی قعدہ سنہ ۲۳۲ھ میں بعمر سنہ ۷۳ سال انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ۔

(۵۹۵۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ سفر سے آئے اور میں نے پردہ لٹک رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، آنحضرت ﷺ نے مجھے اس کے اتار لینے کا حکم دیا تو میں نے اسے اتار لیا۔

(۵۹۵۶) اور میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

۵۹۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ ذُرْنُوكًا فِيهِ تَمَائِيلٌ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ. [راجع: ۲۴۷۹]

۵۹۵۶- وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. [راجع: ۲۵۰]

اللہ پاک نے میاں بیوی کے متعلق فرمایا ﴿هُنَّ لِيَاثٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِيَاثٌ لَهُنَّ﴾ (البقرة: ۱۸۷) وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو جب عورت مرد کے اختلاط کی کیفیت یہ ہے تو میاں بیوی کے ایک برتن سے مل کر غسل کر لینا کون سی تعجب کی بات ہے۔

۹۲- باب مِنْ كَرَةِ الْقُعُودِ عَلَى الصُّورِ
باب اس شخص کی دلیل جس نے تو شک اور تکیہ اور فرش پر جب اس پر تصویریں بنی ہوئی ہوں بیٹھنا مکروہ رکھا ہے

تشریح بظاہر باب کی حدیث اگلی حدیث کے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ اگلی حدیث میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ کر گدا بنا ڈالا تو تصویریں بھی پھٹ گئی ہوں گی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ اس پر بیٹھتے ہوں۔ آپ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

۵۹۵۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، (۵۹۵۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے

بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے ایک گدا خرید جس پر تصویریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ (اسے دیکھ کر) دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے جو غلطی کی ہے اس سے میں اللہ سے معافی مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ گدا کس لیے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے اور اس پر ٹیک لگانے کے لیے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان مورت کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ اور فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں مورت ہو۔

(۵۹۵۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے بکیر بن عبد اللہ نے، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے زید بن خالد بنیہ نے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو طلحہ بنیہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔ بسر نے بیان کیا کہ (اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد) پھر زید بنیہ بیمار پڑے تو ہم ان کی مزاج پرسی کے لیے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازہ پر ایک پردہ پڑا ہوا ہے جس پر تصویر ہے۔ میں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ربیب عبید اللہ بن اسود سے کہا کیا زید بن خالد بنیہ نے ہمیں اس سے پہلے ایک مرتبہ تصویروں کے متعلق حدیث سنائی تھی۔ عبید اللہ نے کہا کہ کیا تم نے سنا نہیں تھا، حدیث بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو مورت کپڑے میں ہو وہ جائز ہے (بشرطیکہ غیر زنی روح کی ہو) اور عبد اللہ بن وہب نے کہا، انہیں عمرو نے خبر دی وہ ابن حارث ہیں، ان سے بکیر نے بیان کیا، ان سے بسر نے بیان کیا، ان سے زید نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو طلحہ بنیہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ لِقَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: ((مَا هَذِهِ النُّمْرُقَةُ؟)) قُلْتُ: لِيَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتُوسِدَهَا قَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّوَرُ)).

[راجع: ۲۱۰۵]

۵۹۵۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ)) قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَيْ زَيْدٌ فَعَدَنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ لِعَبِيدِ اللَّهِ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنْ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ عَبِيدُ اللَّهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلَّا رَفَعْنَا لِي ثَوْبٌ. وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۲۲۵]

تشیخ عبد اللہ بن وہب کی روایت باب بد الخلق میں موصلاً گزر چکی ہے۔ نووی نے کہا احادیث میں جمع کرنا ضروری ہے اس لیے اس حدیث میں جس میں الادھما فی ثوب ہے یہ معنی کریں گے کہ کپڑے کی وہ نقشی تصویریں جائز ہیں جو غیر ذی روح کی ہوں جیسے درخت وغیرہ بلکہ غیر ذی روح کی تصویر تو مطلقاً جائز ہے خواہ کپڑے یا کاغذ میں منقوش ہو یا مجسم ہو پھر خاص نقش کا استثناء اس کا کوئی معنی نہ ہو گا۔ ابن عربی نے کہا مجسم تصویر ذی روح کی تو بالاتفاق حرام ہے اور نقشی تصویر اور عکسی فوٹو کی تصاویر میں چار قول ہیں ایک یہ کہ مطلقاً جائز ہے دوسرے یہ کہ مطلقاً منع ہے اور ذی روح تصویروں کے لیے وہ جس طرح بھی تیار کی جائیں یہی قول رائج ہے۔ تیسرا قول یہ کہ اگر گردن تک کی ہو یا اتنے بدن کی جس سے وہ ذی روح جی نہیں سکتا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ چوتھے یہ کہ اگر فرش یا کتبہ پر ہو جس میں اس کی اہانت ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر معلق ہو (جیسے کہ آج کل فوٹو بطور برکت و حسن لٹکائے جاتے ہیں) تو یہ ہرگز جائز نہیں ہے لیکن لڑکیاں جو گڑیا بنا کر کھیلتی ہیں وہ بالاتفاق درست ہیں۔ (وحیدی)

باب جہاں تصویر ہو وہاں نماز پڑھنی

مکروہ ہے

(۵۹۵۹) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا۔ اسے انہوں نے گھر کے ایک کنارے پر لٹکادیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ پردہ نکال ڈال، اس کی مورت اس نماز میں میرے سامنے آتی ہیں۔ اور دل اچاٹ ہوتا ہے۔

باب فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے

جس میں مورتیں ہوں

(۵۹۶۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ ایک وقت پر جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے یہاں آنے کا وعدہ کیا لیکن آنے میں دیر ہوئی۔ اس وقت پر نہیں آئے تو آنحضرت ﷺ سخت پریشان ہوئے پھر آپ باہر نکلے تو جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم (فرشتے) کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جس میں مورت یا کتا ہو۔

۹۳- باب كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي

التَّصَاوِيرِ

۵۹۵۹- حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَمِيطِي عَنْي فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي)).

[راجع: ۳۷۴]

۹۴- باب لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا

فِيهِ صُورَةٌ

۵۹۶۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْرِيلَ فَرَأَتْ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ: ((إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ)).

[راجع: ۳۲۲۷]

تشیخ دوسری روایت میں یوں ہے جب وقت گزر گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا نہ اس کے فرشتوں کا پھر دیکھا تو چارپائی کے تلے ایک کتے کا پلا پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! یہ پلا کب آیا انہوں نے کہا کہ مجھ کو اللہ کی قسم خبر نہیں آخر اسے وہاں سے نکالا۔

۹۵- باب مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

باب جس گھر میں مورتیں ہوں وہاں نہ جانا

(۵۹۶۱) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں مورتیں تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں آپ کے چہرے سے ناراضگی پہچان گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ سے اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ہی اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان مورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اب ان میں جان بھی ڈالو اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں مورت ہوتی ہے اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں داخل ہوتے۔

تشیخ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ جاندار چیزوں کی مورتوں والے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ بظاہر یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک پردہ لٹکایا تھا اس میں مورتیں تھیں آنحضرت ﷺ ادھر نماز پڑھ رہے تھے اور تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ شاید پردہ پر بے جان چیزوں کی مورتیں ہوں اور باب کی حدیث کا تعلق جاندار کی مورتوں سے ہے۔

۹۶- باب مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

باب مورت بنانے والے پر لعنت ہونا

(۵۹۶۲) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد (وہب بن عبد اللہ) نے کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنا لگاتا تھا پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے خون نکلنے کی

۵۹۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيفَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اشْتَرَى غُلَامًا حَجَامًا فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ

اجرت، کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے سود لینے والے، دینے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور مورت بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

باب جو مورت بنائے گا اس پر قیامت کے دن زور ڈالا جائے گا کہ اسے زندہ بھی کرے حالانکہ وہ زندہ نہیں کر سکتا ہے

(۵۹۶۳) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے نصر بن مالک سے سنا، وہ قتادہ سے بیان کرتے تھے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا لوگ ان سے مختلف مسائل پوچھ رہے تھے۔ جب تک ان سے خاص طور سے پوچھا نہ جاتا وہ نبی کریم ﷺ کا حوالہ نہیں دیتے تھے پھر انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں مورت بنائے گا قیامت کے دن اس پر زور ڈالا جائے گا کہ اسے وہ زندہ بھی کرے حالانکہ وہ اسے زندہ نہیں کر سکتا۔

باب جانور پر کسی کو اپنے پیچھے بٹھالینا

(۵۹۶۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو صفوان نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدا کی بنی ہوئی کملی پڑی ہوئی تھی آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اسی پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

اس میں اشارہ ہے کہ جب آدمی اپنی سواری پر بیٹھے تو گویا وہ سواری کا لباس بن جاتا ہے۔ اگر جانور طاقتور ہو تو دو یا تین تک ایک جانور پر سواری کر سکتے ہیں مگر کمزور پر نہیں۔

باب ایک جانور سواری پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

(۵۹۶۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان

الذم ولعن الکلب، وکسب النبی ولعن آکل الربا وموکلہ والواشیمۃ والمسنو شیمۃ والمصور. [راجع: ۲۰۸۶]

۹۷- باب مَنْ صَوَّرَ صُورَةَ كُلِّفَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفَخَ فِيهَا الرُّوحَ،

وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

۵۹۶۳- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: سَمِعْتُ النَّضَرَ بْنَ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى سَيْلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةَ فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفَخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)).

[راجع: ۲۲۲۵]

۹۸- باب الْإِرْتَادِفِ عَلَى الدَّابَّةِ

۵۹۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكْفَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ لَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أَسَمَةَ وَرَاءَهُ.

تشیخ

۹۹- باب الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۵۹۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ

کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے (فتح مکہ کے موقع پر) تو بنی عبدالمطلب کی اولاد نے (جو مکہ میں تھی) آپ کا استقبال کیا۔ (یہ سب بچے ہی تھے) آپ نے ازراہ محبت ایک بچے کو اپنے سامنے اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

اس وقت آپ اونٹ پر سوار تھے جس حدیث میں تین آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا منع آیا ہے وہ حدیث ضعیف ہے یا محمول ہے اس حالت پر جب جانور کمزور و ناتواں ہو۔ نووی نے کہا کہ جب جانور طاقت والا ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اس پر تین آدمیوں کا سوار ہونا درست ہے جن دو بچوں کو آپ نے سواری پر بٹھایا تھا وہ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل اور قثم تھے۔

۱۰۰- باب حَمَلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ: صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَنْدَرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

باب جانور کے مالک کا دوسرے کو سواری پر اپنے آگے بٹھانا جائز ہے بعض نے کہا ہے کہ جانور کے مالک کو جانور پر آگے بیٹھنے کی اجازت دے تو جائز ہے۔

۵۹۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: ذَكَرَ الْأَشْرُ الثَّلَاثَةَ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَقَدْ حَمَلَ قُثَمُ بْنُ يَدِيهِ وَالْفَضْلُ خَلْفَهُ، أَوْ قُثَمُ خَلْفَهُ وَالْفَضْلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ خَيْرٌ؟ [راجع: ۱۷۹۸]

۵۹۶۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے کہ عکرمہ کے سامنے یہ ذکر آیا کہ تین آدمی جو ایک جانور پر چڑھیں ان میں کون بہت برا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ قثم بن عباس کو اپنی سواری پر آگے اور فضل بن عباس کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ یا قثم پیچھے تھے اور فضل آگے تھے (رضی اللہ عنہم) اب تم ان میں سے کسے برا کو گے اور کسے اچھا۔

یہ کہنا کہ آگے والا برا ہے یا پیچ والا یا پیچھے والا یہ سب غلط ہے۔ ایک سواری پر تین آدمیوں کو ایک ساتھ بٹھانے کی ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ہو۔ اب یہ حالات پر موقوف ہے کہ کس جانور پر کتنے آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی جانور ایک شخص کا بھی بوجھ نہیں اٹھا سکتا تو ایک کا بیٹھنا بھی اس پر منع ہے۔

۱۰۱- باب إِزْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ

باب ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے ایک سواری پر بیٹھ سکتا ہے

۵۹۶۷- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

(۵۹۶۷) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ : ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ : ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ : ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، قَالَ : ((حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ فَقَالَ : ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوهُ؟)) قُلْتُ : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ : ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

[راجع: ۲۸۵۶]

کہ میں نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ اسی حالت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا یا معاذ! میں بولا یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا یا معاذ! میں بولا یا رسول اللہ! حاضر ہوں آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا یا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کے اپنے بندوں پر کیا حق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حق یہ ہیں کہ بندے خاص اس کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ جب کہ وہ یہ کام کر لیں۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ کرے۔

حق سے سنت اللہ مراد ہے یعنی اللہ نے یہی قانون بنا دیا ہے کہ اہل توحید بخشے جائیں خواہ جلد یا بدیر اور اہل شرک داخل جہنم کئے جائیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں۔ اس لیے مشرکین پر جنت قطعاً حرام کر دی گئی ہے کتنے نام نوا مسلمان بھی افعال شرکیہ میں گرفتار ہیں وہ بھی اسی قانون کے تحت ہوں گے۔

باب جانور پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا

جائز ہے

(۵۹۶۸) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ابی اسحاق نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر سے واپس

۱۰۲- باب إِرْذَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ

الرَّجُلِ

۵۹۶۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَبَّاحٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَادٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

آ رہے تھے اور میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور وہ چل رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی بعض بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے تھیں کہ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی، میں نے کہا عورت کی خبر گیری کرو پھر میں اتر پڑا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری ماں ہیں پھر میں نے کجاوہ مضبوط باندھا اور آنحضرت ﷺ سوار ہو گئے پھر جب مدینہ منورہ کے قریب ہوئے یا (راوی نے بیان کیا کہ) مدینہ منورہ دیکھا تو فرمایا ہم واپس ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے والے ہیں، اسی کو پوجنے والے ہیں، اپنے مالک کی تعریف کرنے والے ہیں۔

باب چت لیٹ کر ایک پاؤں کا دو سرے پاؤں پر رکھنا
بعضوں نے اسے مکروہ سمجھا ہے امام بخاری نے یہ باب لاکران کارد کیا ہے اور مخالفت کی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے، وہ منسوخ ہے۔
(۵۹۶۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عباد بن تمیم نے، ان سے ان کے چچا (عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ) نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں (چت) لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ ایک پاؤں کو دو سرے پاؤں پر اٹھا کر رکھے ہوئے تھے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّي لَرَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيرُ، وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةُ، فَتَزَلْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَهَا أُمُّكُمْ)) فَشَدَذْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِينَةَ قَالَ: ((آيُونَ تَابُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)). [راجع: ۳۷۱]

۱۰۳- باب الإسْتِغْفَاءِ، وَوَضْعِ الرَّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى

۵۹۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

[راجع: ۴۷۵]

۷۸- کتاب الأدب

کتاب اخلاق کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت اور آداب کے طریقے مراد ہیں۔

۱- باب الْبِرِّ وَالصَّلَةِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا﴾ [العنکبوت : ۸]

باب احسان اور رشتہ ناطہ پروری کی فضیلت اور اللہ پاک کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے

قرآن مجید کی ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں عبادت الہی کے ساتھ والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بعد بندوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے جنت کو والدین کے قدموں کے تلے بتایا گیا ہے اور والدین کو ستانا ان کی نافرمانی کرنا ان کی خدمت سے جی چرانا گناہ کبیرہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے وصیت نامے میں جو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اور خاص طور پر حکم دیا تھا کہ ولا تعفن والدیک وان امراک ان تخرج من اهلك ومالک اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تم کو تمہارے اہل و عیال سے یا تمہارے مال سے تم کو جدا کر دیں۔

۵۹۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ غَيْرَارٍ، أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِي يَقُولُ : أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ : أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ : ((الصَّلَاةُ عَلَى وَفْتِهَا)) قَالَ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ بِرُ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) قَالَ : حَدَّثَنِي بِهِمْ وَلَوْ اسْتَزِدُّهُ لَزَادَنِي. [راجع : ۵۲۷]

(۵۹۷۰) ہم سے ابو الولید ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے ولید بن عیزار نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابو عمرو شیبانی سے سنا، کہا کہ ہمیں اس گھر والے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ان کاموں کے متعلق بیان کیا اور اگر میں اسی طرح سوال کرتا رہتا تو آپ جواب دیتے رہتے۔

باب رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟

(۵۹۷۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن ققاع بن شبرمہ نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں

۲- باب مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟

۵۹۷۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَفَّاعِ بْنِ شَبْرَمَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ : ((أُمُّكَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟

نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا باپ ہے۔ ابن شبرمہ اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو زرہ نے اسی کے مطابق بیان کیا۔

معلوم ہوا کہ ماں کا درجہ باپ سے تین حصہ زیادہ ہے کیونکہ صنف نازک ہے، اسے اپنے جوان بیٹے کا بڑا سہارا ہے لہذا وہ بہت ہی بڑا حق رکھتی ہے۔

باب والدین کی اجازت کے بغیر کسی کو جہاد کے لیے نہ جانا

چاہیے

(۵۹۷۲) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان اور شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حبیب نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب نے، انہیں ابو عباس نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے ماں باپ موجود ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جہاد کرو۔

یعنی انہیں کی خدمت میں کوشش کرتے رہو تم کو اس سے جہاد کا ثواب ملے گا۔ مراد وہی جہاد ہے جو فرض کفایہ ہے کیونکہ فرض کفایہ دوسرے لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا مگر اس کے ماں باپ کی خدمت اس کے سوا کون کرے گا۔ اگر جہاد فرض عین ہو جائے اس وقت والدین کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

باب کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی گلوچ نہ دے

۴- باب لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

یعنی گالی نہ دوائے کہ وہ کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور اس کے جواب میں اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے۔

(۵۹۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے گا تو اس کا ثواب ملے گا۔

قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبُوكَ)). وَقَالَ ابْنُ شُبْرَمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ. . مِثْلَهُ.

۳- باب لَا يُجَاهِدُ إِلَّا

بِإِذْنِ الْآبَوَيْنِ

۵۹۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ ح قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَجَاهِدُ؟ قَالَ: ((أَلَيْكَ أَبَوَانِ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)).

[راجع: ۳۰۰۴]

تَشْرِيحُ

۵۹۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ

ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔

الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ)).
اسی لیے کہا گیا ہے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیں سنے
باب جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا
اس کی دعا قبول ہوتی ہے

۵- باب إِجَابَةِ دُعَاءِ

مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

(۵۹۷۴) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی، انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا اور انہوں نے مڑ کر پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ اب بعض نے بعض سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کئے ہیں ان میں ایسے کام کو دھیان میں لاؤ جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو تاکہ اللہ سے اس کے ذریعہ دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین تھے اور بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آکر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک دن چارے کی تلاش نے مجھے بہت دور لے جاؤ الا چنانچہ میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں دوہا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سرہانے کھرا ہو گیا میں یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں سونے میں جگاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے (دعا قبول کی اور) ان کے

۵۹۷۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرَ يَتِمَّاشُونَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَاَنْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَاطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجَهَا فَقَالَ أَحَدُهُم: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صَبِيَّةٌ صَغِيرَةٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بِدَأْتُ بِوَالِدَيْهِ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ نَأَى بِي الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجَنْتُ بِالْجَلَابِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أَوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصَّبِيَّةِ قَبْلَهُمَا، وَالصَّبِيَّةُ يَتَضَاعَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَذَأِبُهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ

لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک بچا زاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لیا پھر اس کے پاس انہیں لے کر گیا پھر جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مرکومت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا سے باز رہا) پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی (چٹان کو ہٹا کر) پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔ تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے اس بچے ہوئے دھان کو بوتارہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کا چرواہا کر لیا (پھر جب وہ آیا تو) میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے اور چرواہا لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ اس گائے اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو (چٹان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی جس سے وہ باہر آ گئے۔

أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ، وَقَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ عَمُّ أُحِبُّهَا كَأَشَدَّ مَا يُحِبُّ الرَّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتَيْتَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقَيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا، فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرْزُ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَرْزَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَطْلُمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَيَّ، ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيَهَا فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ، فَخَذْتُ ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَاَنْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ)).

[راجع: ۲۲۱۵]

تفسیر: اس حدیث سے نیک کاموں کو بوقت دعا بطور وسیلہ پیش کرنا جائز ثابت ہوا۔ آیت ﴿وَاصْفُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ (المائدہ: ۳۵) کا یہی مطلب ہے۔ نیک لوگوں کا وسیلہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہوں تو ان سے دعا کرائی جائے، مردوں کا وسیلہ بالکل بے ثبوت چیز ہے جس سے پرہیز کرنا فرض ہے۔

باب والدین کی نافرمانی بہت ہی بڑے گناہوں میں سے ہے (۵۹۷۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مسیب نے، ان سے وراذ نے اور ان سے حضرت مغیرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اور (والدین کے حقوق) نہ دینا اور ناحق ان سے مطالبات کرنا بھی حرام قرار دیا ہے، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور قیل و قال (فضول باتیں) کثرت سوال اور مال کی بربادی کو بھی ناپسند کیا ہے۔

[راجع: ۸۴۴]

(۵۹۷۶) مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد واسطی نے بیان کیا، ان سے جریری نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر نے اور ان سے ان کے والدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ آنحضرت ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ خاموش نہیں ہوں گے۔

(۵۹۷۷) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار کا ذکر کیا (انہوں نے کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبار کے متعلق پوچھا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کی (ناحق)

۶- باب عَفْوُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكِبَائِرِ ۵۹۷۵- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ وَرَازٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عَفْوَ الْأُمَّهَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ وَرَازٍ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قَيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)).

۵۹۷۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ))، وَكَانَ مِنْكِنَا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)). فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ: لَا يَسْكُتُ.

[راجع: ۲۶۵۴]

۵۹۷۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْكِبَائِرَ أَوْ سِئَلَ عَنِ الْكِبَائِرِ فَقَالَ: ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ)) فَقَالَ:

جان لینا والدین کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتا دوں؟ فرمایا کہ جھوٹی بات یا فرمایا کہ جھوٹی شہادت (سب سے بڑا گناہ ہے) شعبہ نے بیان کیا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جھوٹی گواہی فرمایا تھا۔

باب والد کافر یا مشرک ہو تب بھی اس کے ساتھ نیک

سلوک کرنا

(۵۹۷۸) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ میری والدہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین یعنی اللہ پاک تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔

یہ قرآن پاک کی وہ زبردست آیت کریمہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو جوڑتی ہے اور باہمی جھگڑوں کو کالعدم قرار دیتی ہے۔ مسلمانوں کی جنگ جارحانہ نہیں بلکہ صرف مدافعتی ہوتی ہے۔ صاف ارشاد باری ہے۔ ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (الانفال: ۶۱) اگر تمہارے مخالفین تم سے بجائے جنگ کے صلح کے خواہاں ہوں تو تم بھی فوراً صلح کے لیے جھک جاؤ کیونکہ اللہ کے ہاں جنگ بہر حال ناپسند ہے۔

باب اگر خاوند والی مسلمان عورت اپنی کافر ماں کے ساتھ

نیک سلوک کرے

(۵۹۷۹) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میری والدہ مشرکہ تھیں وہ نبی کریم ﷺ کے قریش کے ساتھ صلح کے زمانہ میں اپنے والد کے ساتھ (مدینہ منورہ) آئیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے

((أَلَا أَنْبَكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قَالَ: ((قَوْلُ الْمَرْزُورِ - أَوْ قَالَ - شَهَادَةُ الزُّورِ))، قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ))۔

۷- باب صِلَةِ لِلْوَالِدِ

المُشْرِكِ

۵۹۷۸- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَنِي أَسْمَاءُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَتَنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾۔

[راجع: ۲۶۲۰]

۸- باب صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمِّهَا وَلَهَا

زَوْجٍ

۵۹۷۹- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ، وَمُدَّتْهُمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ ﷺ مَعَ أَبِيهَا

ان کے متعلق پوچھا کہ میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے الگ ہیں (کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

(۵۹۸۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے اسے بتایا کہ وہ یعنی نبی کریم ﷺ ہمیں نماز، صدقہ، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

باب کافرو مشرک بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

(۵۹۸۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سیراء کا (ایک ریشمی) حلہ لکے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفود آئیں تو اسے پہنا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس اسی قسم کے کئی حلے آئے تو آنحضرت ﷺ نے اس میں سے ایک حلہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اسے کیسے پہن سکتا ہوں جبکہ آنحضرت ﷺ اس کے متعلق پہلے ممانعت فرما چکے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا کسی دوسرے کو پہنا دو چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ مکرمہ میں تھے اور اسلام نہیں لائے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو وہ حلہ بھیج دیا۔ اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ مشرک بھائی کے ساتھ بھی صلہ رحمی کی جاسکتی ہے۔ اسلام نیکی میں عمومیت کا سبق دیتا ہے جو اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے وہ جانوروں تک کے ساتھ بھی نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ: ((نَعَمْ صِلِي أُمْلَكَ)).

[راجع: ۲۶۲۰]

۵۹۸۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرْقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: فَمَا يَأْمُرُكُمْ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالْعَفَافِ، وَالصَّلَاةِ. [راجع: ۷]

۹- باب صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ

۵۹۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ خُلَّةَ سِيرَاءَ تَبَاغَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْتِغِ هَذِهِ وَالنَّبَسَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ، مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)) فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِخُلَّةٍ فَقَالَ: كَيْفَ أَلْبَسَهَا وَقَدْ قُلْتُ فِيهَا مَا قُلْتُ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا، وَلَكِنْ تَبِعَهَا أَوْ تَكْسُوهَا)) فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

[راجع: ۸۸۶]

تشریح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو وہ حلہ بھیج دیا۔ اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ مشرک بھائی کے ساتھ بھی صلہ رحمی کی جاسکتی ہے۔ اسلام نیکی میں عمومیت کا سبق دیتا ہے جو اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے وہ جانوروں تک کے ساتھ بھی نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

باب ناطہ والوں سے صلہ رحمی کی فضیلت

(۵۹۸۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن عثمان نے خبر دی، کہا کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔

(۵۹۸۳) (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عبد الرحمن بن بشر نے بیان کیا، ان سے ہز بن اسد بصری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابن عثمان بن عبد اللہ بن مویہ اور ان کے والد عثمان بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے، اسے کیا ہو گیا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں ہو کیا گیا ہے اچھی اس کو ضرورت ہے پکارہ اس لیے پوچھتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔ (بس یہ اعمال تجھ کو جنت میں لے جائیں گے۔) چل اب نکلیں چھوڑ دے۔ راوی نے کہا شاید اس وقت آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔

معلوم ہوا کہ جنت حاصل کرنے کے لیے حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے ورنہ جنت کا خواب دیکھنے والوں کے لیے جنت ہی ایک خواب بن کر رہ جائے گی۔

باب قطع رحمی کرنے والے کا گناہ

(۵۹۸۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

۱۰- باب فَضْلِ صَلَاةِ الرَّجَمِ

۵۹۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ، سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرَنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ ح.

[راجع: ۱۳۹۶]

۵۹۸۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا بِهِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرَنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ ((الْقَوْمُ: مَا لَهُ مَا لَهُ؟)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَبْ مَا لَهُ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّجَمَ ذَرْهًا)) قَالَ: كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

[راجع: ۱۳۹۶]

تَشْرِيحُ

۱۱- باب إِنْ أَمِ الْقَاطِعِ

۵۹۸۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)).

باب ناطہ والوں سے نیک سلوک کرنا رزق میں فراخی کا

ذریعہ بنتا ہے

(۵۹۸۵) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔

اس عمل سے رشتہ داروں کی نیک دعائیں اسے حاصل ہو کر موجب برکات ہوں گی۔

(۵۹۸۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔

باب جو شخص ناطہ جوڑے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاپ

رکھے گا

(۵۹۸۷) مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے چچا سعید بن یسار سے سنا، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ لوں گا جو تم سے اپنے آپ کو توڑ لے؟

۱۲- باب مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ

بِصِلَةِ الرَّحِمِ

۵۹۸۵- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)).

۵۹۸۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)).

[راجع: ۲۰۶۷]

۱۳- باب مَنْ وَصَلَ

وَصَلَّهَ اللَّهُ

۵۹۸۷- حَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتْ الرَّحِمُ: هَذَا مَقَامُ الْعَانِدِ بِكَ مِنْ الْقَطِيعَةِ قَالَ: نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أُصِلَ مِنْ وَصْلِكَ وَأُفْطَعَ مِنْ قَطْعِكَ؟ قَالَتْ:

رحم نے کہا کیوں نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ تجھ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتُقْطَعُوا اَرْحَامُكُمْ﴾۔ (سورہ محمد) یعنی کچھ عجیب نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم ملک میں فساد برپا کرو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔

(۵۹۸۸) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحم کا تعلق رحمٰن سے جڑا ہوا ہے پس جو کوئی اس سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے اللہ پاک نے فرمایا کہ میں بھی اس کو اپنے سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔

(۵۹۸۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے، انہوں نے کہا مجھ کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، انہوں نے یزید بن رومان سے، انہوں نے عروہ سے، ام المومنین انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) شاخ ہے جو شخص اس سے ملے میں اس سے ملتا ہوں اور جو اس سے قطع تعلق کرے میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رحم کو قطع کرنے والا اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑنے والا مانا گیا ہے۔ بہت سے نام نہاد دیندار اپنے گنہگار بھائیوں سے بالکل غیر متعلق ہو جاتے ہیں اور اسے تقویٰ جانتے ہیں جو بالکل خیال باطل ہے۔

باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا ناطہ اگر قائم رکھ کر تروتازہ رکھا جائے (یعنی ناطہ کی رعایت کی جائے) تو دوسرا بھی ناطہ کو تروتازہ رکھے گا

مطلب یہ کہ ناطہ پروری دونوں طرف سے ہونی چاہیئے اگر وہ ناطہ داری کا خیال رکھیں گے تو میں بھی اس کا خیال رکھوں گا۔

(۵۹۹۰) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان

بلی یا رب، قَالَ : فَهَوَ لَكَ) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((فَاقْرَؤُوا اِنْ شِئْتُمْ)) فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتُقْطَعُوا اَرْحَامُكُمْ))۔

[راجع: ۴۰۳۰]

۵۹۸۸- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ اللَّهُ: مَنْ وَصَلَكَ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتُهُ)).

۵۹۸۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرَّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ غُرُوَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ)).

۵۹۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي

کیا، ان سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فلاں کی اولاد (یعنی ابوسفیان بن حکم بن عاص یا ابولسب کی) یہ عمرو بن عباس نے کہا کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں اس وہم پر سفید جگہ خالی تھی (یعنی تحریر نہ تھی) میرے عزیز نہیں ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو ولی ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیزگار ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ بھی نہ ہو) عنبسہ بن عبد الواحد نے بیان بن بشر سے انہوں نے قیس سے انہوں نے عمرو بن عاص سے اتنا بڑھایا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ البتہ ان سے میرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ ترکھیں گے تو میں بھی ترکھوں گا یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑوں گا۔

باب ناطہ جوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف بدلہ ادا کر دے

(۵۹۹۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر بن خلیفہ نے، ان سے مجاہد بن جبیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سفیان سے، کہا کہ اعمش نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں بیان کی لیکن حسن اور فطر نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا فرمایا کہ کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔

کمال اس کا نام جو حدیث میں مذکور ہوا۔ رشتہ دار اگر نہ ملے تو تم اس سے ملنے میں سبقت کرو بعد میں وہ تمہارا ولی حمیم **شیخ** گاڑھا دوست بن جائے گا جیسے کہ تجربہ شہد ہے۔ حضرت اعمش بن سلیمان سنہ ۶۰ھ میں سرزمین رے میں پیدا ہوئے پھر کوفہ میں لائے گئے علم حدیث میں بہت مشہور ہیں۔ اکثر کوفیوں کی روایت کا مدار ان ہی پر ہے۔ سنہ ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ آمین۔

حَارِمٌ، أَنَّ عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ : ((إِنَّ آلَ أَبِي))، قَالَ عَمْرُو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ : ((بَيَاضٌ)) ((لَيْسُوا بِأَوْلِيَانِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ)) . زَادَ عُنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَّانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ((وَلَكِنْ لَهُمْ رَحْمٌ أَلْبَلَهَا بِلَالِهَا)) يَغْنِي أَصْلَهَا بِصَلَتِهَا . قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : بِلَالَهَا كَذَا وَقَعَ وَبِلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِلَالَهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا .

کیونکہ تالی دونوں ہاتھوں سے جتی ہے۔

۱۵- باب لَيْسَ الْوَاصِلُ

بِالْمُكَافِيَةِ

بلکہ برائی کرنے والے سے بھلائی کرے۔

۵۹۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، وَفَطَرَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيَانُ : لَمْ يَرْفَعَهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَرَفَعَهُ الْحَسَنُ وَفَطَرُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيَةِ، وَلَكِنْ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَتُهُ وَصَلَتْهَا)) .

۱۶- باب مَنْ وَصَلَ رَحِمَةً فِي

الشَّرْكَ ثُمَّ أَسْلَمَ

۵۹۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّنُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ)) وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّنُ؟ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ: أَتَحَنَّنُ؟ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: التَّحَنُّنُ: التَّبَرُّرُ، وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.

[راجع: ۱۴۳۶]

باب جس نے کفر کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر اسلام لایا تو اس کا ثواب قائم رہے گا

(۵۹۹۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حکیم بن حزام نے خبر دی، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ کا ان کاموں کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں میں عبادت سمجھ کر زمانہ جاہلیت میں کرتا تھا مثلاً صلہ رحمی، غلام کی آزادی، صدقہ، کیا مجھے ان پر ثواب ملے گا؟ حضرت حکیم بن زبیر نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تم ان تمام اعمال خیر کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے کر چکے ہو۔ اور بعضوں نے ابو الیمان سے بجائے اتحنن کے اتحنن (تاء کے ساتھ) روایت کیا ہے اور معمر اور صالح اور ابن مسافر نے بھی اتحنن روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا اتحنن تحنن سے نکلا ہے اس کے معنی مثل اور عبادت کرنا۔ ہشام نے بھی اپنے والد عروہ سے ان لوگوں کی متابعت کی ہے۔

لشعبي حضرت حکیم بن حزام قریشی اموی حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں اور واقعہ فیل سے سو سال پہلے پیدا ہوئے۔ کفر اور اسلام ہر دو زمانوں میں معزز بن کر رہے۔ سنہ ۵۴ھ میں ہجر ۱۲۰ سال وفات پائی۔ کفر اور اسلام ہر دو میں ساٹھ ساٹھ سال ہوئے۔ بہت ہی عاقل فاضل پرہیزگار تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

۱۷- باب مَنْ تَرَكَ صِيبَةً غَيْرِهِ حَتَّى

تَلْعَبَ بِهِ، أَوْ قَبْلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

باب دو سرے کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھیلے اور اس کو

بوسہ دینا یا اس سے ہنسنا

باب کی حدیث میں بوسہ کا ذکر نہیں ہے مگر حضرت امام بخاری نے شاید دو سری روایتوں کی طرف اشارہ کیا یا مزاح پر بوسہ کو قیاس کیا ہے۔

(۵۹۹۳) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں خالد بن سعید نے، انہیں ان کے والد نے، ان سے حضرت ام خالد بنت سعید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں ایک زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”سنہ سنہ“ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ یہ حبشی زبان میں ”اچھا“ کے معنی ہیں ہے۔ ام

۵۹۹۳- حَدَّثَنَا حَبَّانٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَنَةِ سَنَةٍ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ، قَالَتْ: فَذَهَبَتْ أَلْعَبُ

خالد نے بیان کیا کہ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خاتم نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھیلنے دو پھر آپ نے فرمایا کہ تم ایک زمانہ تک زندہ رہو گی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر خوب طویل کرے، تمہاری زندگی دراز ہو۔ عبد اللہ نے بیان کیا چنانچہ انہوں نے بہت ہی طویل عمر پائی اور ان کی طول عمر کے چرچے ہونے لگے۔

بِخَاتَمِ النَّبُوَّةِ فَوَزَّرَنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعَهَا)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْلِي وَأَخْلَقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلَقِي)). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ يَغْنِي مِنْ بَقَائِهَا.

[راجع: ۳۰۷۱]

حضرت ام خالد، خالد بن سعید بن عاص اموی کی ماں ہیں۔ حبش میں پیدا ہوئی پھر مدینہ لائی گئی بعد بلوغت حضرت زبیر بن عوام سے ان کی پہلی شادی ہوئی (رضی اللہ عنہا)۔

تشیع

۱۸- باب رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْيِيلِهِ

باب بچے کے ساتھ رحم و شفقت کرنا، اسے بوسہ دینا اور گلے سے لگانا۔ ثابت بنیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اپنے صاحبزادے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور انہیں بوسہ دیا اور اسے سونگھا۔

وَمُعَانَقَتِهِ وَقَالَ ثَابِتٌ: عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ

یہ اثر حضرت امام بخاری نے کتاب الجنائز میں وصل کیا ہے۔

(۵۹۹۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابو نعیم نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں موجود تھا ان سے ایک شخص نے (حالت احرام میں) مجھ کے مارنے کے متعلق پوچھا کہ اس کا کیا کفارہ ہو گا؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا کہ تم کہل کے ہو؟ اس نے بتایا کہ عراق کا، فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو، (مجھ کی جان لینے کے تاوان کا مسئلہ پوچھتا ہے) حالانکہ اس کے ملک والوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسہ کو (بے تکلف قتل کر ڈالا) میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ یہ دونوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۵۹۹۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبُعُوضِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: انْظُرُوا إِلَيَّ هَذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبُعُوضِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)).

[راجع: ۳۷۵۳]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بیشتر کوفہ کے باشندے تھے جنہوں نے بار بار خطوط لکھ لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلایا تھا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا مگر وقت آنے پر وہ سب دشمنوں سے مل گئے اور میدان کر بلا میں وہ سب کچھ

تشیع

ہوا جو دنیا کو معلوم ہے، سچ ہے

(۵۹۹۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک عورت اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں، وہ مانگنے آئی تھی۔ میرے پاس سے سوا ایک کھجور کے اسے اور کچھ نہ ملا۔ میں نے اسے وہ کھجور دے دی اور اس نے وہ کھجور اپنی دونوں لڑکیوں کو تقسیم کر دی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

اس حدیث سے بچوں کا پالنا محبت شفقت سے ان کو رکھنا بہت بڑا نیک کام ثابت ہوا جو ایسا کرنے والے کو دوزخ سے دور کر دے گا۔

(۵۹۹۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن سلیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا ہم کو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص (جو بچی تھیں) وہ آپ کے شانہ مبارک پر تھیں پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی جب آپ رکوع کرتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

اس میں آنحضرت ﷺ کی کمال شفقت کا بیان ہے جو آپ نے ایک معصوم بچی پر فرمائی یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ (ﷺ)

(۵۹۹۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی

۵۹۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْنَا قَالَتْ : جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ : ((مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ ابْنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)).

[راجع: ۱۴۱۸]

۵۹۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبَرِيِّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا. [راجع: ۵۱۶]

۵۹۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ : إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ

طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ : ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)).

مزید تشریح حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

(۵۹۹۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

۵۹۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصَّبِيَّانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ أَمْلِكُ لَكَ إِنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)).

(۵۹۹۹) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے، کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگالیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہو سکتی ہے۔

۵۹۹۹- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلَصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَتُرَوْنَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحُهُ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلَدِهَا)).

تَشْرِيحُ | غالباً یہ اس عورت کا گم شدہ بچہ تھا جو اسے مل گیا اور اس کو اس نے اس محبت کے ساتھ اپنے پیٹ سے چمٹالیا۔

باب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے

۱۹- باب جعلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةً

بنائے ہیں

جزء

(۶۰۰۰) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور

۶۰۰۰- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((جَعَلَ اللهُ

اپنے پاس ان میں سے نانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچہ کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے اس بچہ کو تکلیف نہ پہنچے۔

گھوڑی کا اپنے بچہ پر اس درجہ رحم کرنا بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہے مگر کتنے لوگ دنیا میں ایسے ہیں کہ وہ رحم و کرم کرنا مطلق نہیں جانتے بلکہ ہر وقت ظلم پر اڑے رہتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ جلد ہی وہ اپنے مظالم کی سزا بھگتیں گے قانون قدرت یہی ہے ﴿فَقُلْعُ ذَايُورِ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۳۵)

۲۰۔ باب قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةً أَنْ

يَأْكُلُ مَعَهُ

۶۰۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْبٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لَكَ بَيْتًا وَهُوَ خَلْقَكَ» ثُمَّ قَالَ: «أَيُّ؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ» قَالَ: «ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «أَنْ تُزَاوِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ» وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «هُوَ الَّذِي لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ» [الفورقان: ۶۸].

[راجع: ۴۴۷۷]

معلوم ہوا کہ شرک اکبر اکبر ہے اور دوسرے مذکورہ کبیرہ گناہ ہیں اگر ان کا مرتکب بغیر توبہ مہر جائے تو اسے دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں شرک کی حالت میں مرنے والا ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے خواہ وہ نام نہاد مسلمان ہی ہوں کیونکہ قبروں کو سجدہ کرتا ہے، مردوں کو پکارتا اور ان سے حاجات طلب کرتا ہے تو وہ کافہ کا مسلمان ہے وہ مسلمان بھی مشرک ہے۔

باب بچے کو گود میں بٹھلانا

۶۰۰۲۔ ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے

۲۱۔ باب وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

۶۰۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ (عبداللہ بن زبیر) کو اپنی گود میں بٹھلایا اور کھوڑ چبا کر اس کے منہ میں دی، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا۔

باب بچے کو ران پر بٹھانا

(۶۰۰۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عارم محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو تمیمہ سے سنا، وہ ابو عثمان ہندی سے بیان کرتے تھے اور ابو عثمان ہندی نے کہا کہ ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی ایک ران پر بٹھاتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو دوسری ران پر بٹھلاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے، اے اللہ! ان دونوں پر رحم کر کہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں اور علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیبی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان ہندی نے اسی حدیث کو بیان کیا۔ سلیمان تیبی نے کہا جب ابو تمیمہ نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی ابو عثمان ہندی سے تو میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ میں نے ابو عثمان سے بہت سی احادیث سنی ہیں پر یہ حدیث کیوں نہیں سنی پھر میں نے اپنی احادیث کی کتاب دیکھی تو اس میں یہ حدیث ابو عثمان ہندی سے لکھی ہوئی تھی۔

تشریح اس وقت میراثک دور ہو گیا۔ حضرت اسامہ کی ماں کا نام ام ایمن ہے جو آپ کے والد حضرت عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس نے آنحضرت ﷺ کی پرورش میں بڑا حصہ بھی لیا تھا۔ اسامہ آپ کے آزاد کردہ بہت ہی محبوب مثل بیٹے کے تھے وفات نبوی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ سنہ ۵۴ھ میں وفات پائی (بخاری)

باب صحبت کا حق یاد رکھنا ایمان کی نشانی ہے

۲۳- باب حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

تشریح یعنی جس شخص سے بہت دنوں تک دوستی رہی ہو وضع دار آدمی کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں سے بھی سلوک کرتے رہنا چاہیے۔ یہ بہت ہی بڑی دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ انتقال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف یاد رکھتے بلکہ ان کی سیلیوں کو تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی عمر میں آنحضرت

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ صَبِيًّا فِي حَجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَقَالَ عَلَيْهِ فِدَا بَمَاءٍ فَاتَّبَعَهُ. [راجع: ۲۲۲]

۲۲- باب وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

۶۰۰۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْهَدْيِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيَقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ ارْزُقْهُمَا فَإِنِّي أَرْزُقُهُمَا)).

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانٌ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ التَّيْمِيُّ : فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ، قُلْتُ: حَدِّثْ بِهِ كَذًا وَكَذًا، فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ. [راجع: ۳۷۳۵]

ﷺ کے نکاح میں آئیں اور آپ کی عمر شریف اس وقت پچیس سال کی تھی۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ آنحضرت ﷺ کی ساری اولاد سوائے ابراہیم کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن سے ہے۔ نبوت کے دسویں سال ۶۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا (رضی اللہ عنہا)

(۶۰۰۴) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کی مجھ سے شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں۔ (رشک کی وجہ یہ تھی) کہ آنحضرت ﷺ کو میں کثرت سے ان کا ذکر کرتے سنتی تھی اور آنحضرت ﷺ کو ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک خولدار موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنادیں۔ آنحضرت ﷺ کبھی بکری ذبح کرتے پھر اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیلیوں کو حصہ بھیجتے تھے۔

باب یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت کا بیان

(۶۰۰۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کے اشارہ سے (قرب کو) بتایا۔

بتائی اور بیوہ عورتوں کی خبر گیری کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے اس میں جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساحلی انصاری ہیں ان کا نام حزن تھا آنحضرت ﷺ نے اسے ہٹا کر سہل نام رکھا۔ سنہ ۹ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے یہ مدینہ میں آخری صحابی ہیں (رحمہم)

باب بیوہ عورتوں کی پرورش کرنے والے کا ثواب

(۶۰۰۶) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم تابعی اس حدیث کو مرسلۃ روایت کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یواؤں اور مسکینوں

۶۰۰۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غُرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ: مَا غُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكْتُ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَذْبُحُ الشَّاةَ ثُمَّ يَهْدِي فِي خَلْتِهَا مِنْهَا.

[راجع: ۳۸۱۶]

۲۴ - باب فَضْلِ مَنْ يُعُولُ يَتِيمًا

۶۰۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا))، وَقَالَ يَصْبَغُهُ السَّبَابَةُ وَالْوُسْطَى. [راجع: ۵۳۰۴]

۲۵ - باب السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ

۶۰۰۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّاعِي عَلَى

الْأَزْمَلَةَ وَالْمُسْكِينَ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ). [راجع: ۵۳۵۳]

کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔

حضرت صفوان بن سلیم مشہور تابعی ہیں بہت ہی نیک بندے تھے۔ بادشاہ تک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ کثرتِ بھروسے سے

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید دہلی نے، ان سے ابن مطیع کے مولیٰ ابو الغیث نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔

۲۶- باب السَّاعِي عَلَى الْمُسْكِينِ
۶۰۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((السَّاعِي عَلَى الْأَزْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))، وَأَحْسَبُهُ قَالَ: يَشْكُ الْقَعْنَبِيُّ: ((كَالْقَائِمِ لَا يَفْتَرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يَفْطِرُ)). [راجع: ۵۳۵۳]

باب مسکین اور محتاجوں کی پرورش کرنے والا
(۶۰۰۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو الغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ عبد اللہ قعنبی کو اس میں شک ہے۔ امام مالک نے اس حدیث میں یہ بھی کہا تھا ”اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جو نماز میں کھڑا رہتا ہے تھکتا ہی نہیں اور اس شخص کے برابر جو روزے برابر رکھے چلا جاتا ہے۔ افطار ہی نہیں کرتا ہے۔

۲۷- باب رَحْمَةِ النَّاسِ بِالْبَهَائِمِ
۶۰۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنُّ أَنَا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلْنَا عَنْ تَرْكِنَا فَبِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرَنَا، وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ))

باب انسانوں اور جانوروں سب پر رحم کرنا
(۶۰۰۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے، ان سے ابو سلیمان مالک بن الحویرث نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ بیس دنوں تک رہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آرہے ہوں گے اور آنحضرت ﷺ نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے ہم نے آنحضرت ﷺ کو سارا حال سنا دیا۔

آپ بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے ملک والوں کو دین سکھاؤ اور بتاؤ اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

بڑا بشرطیکہ علم و عمل میں بھی بڑا ہو ورنہ کوئی چھوٹا اگر سب سے بڑا عالم ہے تو وہی امامت کا حق دار ہے۔

(۶۰۰۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوبکر کے غلام سی نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص راستہ میں چل رہا تھا کہ اسے شدت کی پیاس لگی اسے ایک کنواں ملا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو وہاں ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے تری کو چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ کتا بھی اتنا ہی زیادہ پیاسا معلوم ہو رہا ہے جتنا میں تھا۔ چنانچہ وہ پھر کنوئیں میں اتر ا اور اپنے جوتے میں پانی بھرا اور منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت کر دی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ہر تازہ کلیجے والے پر نیکی کرنے میں ثواب ملتا ہے۔

رحمت خداوندی کا کرشمہ ہے کہ صرف کتے کو پانی پلانے سے وہ شخص مغفرت کا حق دار ہو گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ حقیر سی نیکی کو بھی چھوٹا نہ جانتا چاہیے نہ معلوم اللہ پاک کس نیکی سے خوش ہو جائے اور وہ سب گناہ معاف فرمادے۔

(۶۰۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھتے ہی ایک دیہاتی نے کہا اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ جب محمد

وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذَنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لِيُؤْمَكُم أَكْبَرُكُمْ)).

[راجع: ۶۲۸]

۶۰۰۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بَنِيًا فَتَزَلَّ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي، فَتَزَلَّ الْبَنَى فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِيَمِينِهِ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ))، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ)). [راجع: ۱۷۳]

شُعَيْبُ

۶۰۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَغْرَابِي وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا،

فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: ((لَقَدْ حَجَرْتُ وَأَسَعَا)). يُرِيدُ رَحْمَةً اللَّهِ.

ﷺ نے سلام پھیرا تو دیہاتی سے فرمایا کہ تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا آپ کی مراد اللہ کی رحمت سے تھی۔

اس دیہاتی کی دعا غیر مناسب تھی کہ اس نے رحمت الہی کو مخصوص کر دیا جو عام ہے۔

۶۰۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادُّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالْسَّهْرِ وَالْحُمَى)).

۶۰۱۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے کہا کہ میں نے انہیں یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ ایسی کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کی یہی شان ہونی چاہیے مگر آج یہ چیز بالکل نایاب ہے۔

نہیں دستیاب اب دوا لیے مسلمان کہ ہو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

۶۰۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ)). [راجع: ۲۳۲۰]

۶۰۱۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

اس میں زراعت کرنے والوں کے لیے بہت ہی بڑی بشارت ہے نیز باغبانوں کے لیے بھی خوشخبری ہے دعا ہے کہ اللہ پاک اس بشارت کا حق دار ہم سب کو بنائے۔ آمین۔

۶۰۱۳- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ)). [طرفه بي: ۷۳۷۶]

۶۰۱۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے یاں سودا نقدی ہے۔

۲۸- باب النِّصَاةِ بِالْجَارِ وَقَوْلِ

باب پڑوسی کے حقوق کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ نساء میں

فرمان اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ارشاد ”مُخْتَلَا فُخُورًا“ تک (۶۰۱۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھے ابو بکر بن محمد نے خبر دی، انہیں عمرہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

پڑوسی کا بہت ہی برا حق ہے مگر بہت کم لوگ اس مسئلہ پر عمل کرتے ہیں۔

(۶۰۱۵) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

باب اس شخص کا گناہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے امن میں نہ رہتا ہو۔ قرآن مجید میں جو لفظ یوبقہن ہے اس کے معنی ان کو ہلاک کر ڈالے۔ موبقاً کے معنی ہلاکت۔

(۶۰۱۶) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ابو شریح نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ اس حدیث کو شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور حمید بن اسود اور عثمان بن عمر اور ابو بکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے یوں روایت کیا ہے،

اللہ تعالیٰ: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا-إِلَى قَوْلِهِ-مُخْتَلَا فُخُورًا﴾
۶۰۱۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورُّهُ)).

۶۰۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورُّهُ)).

۲۹- بَابِ إِنْ مَنَ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ

بَوَائِقُهُ

يُوبِقُهُنَّ: يُهْلِكُهُنَّ. مَوْبِقًا: مَهْلِكًا.

۶۰۱۶- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ)) قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى. وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ: وَغُمَّانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ

انہوں نے مقبری سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

باب کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کے دینے کو
حقیر نہ سمجھے

(۶۰۱۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا وہ سعید مقبری ہیں، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! تم میں کوئی عورت اپنی کسی پڑوسن کے لیے کسی بھی چیز کو (ہدیہ میں) دینے کے لیے حقیر نہ سمجھے خواہ کبری کا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔

باب جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے
پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے

(۶۰۱۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

معلوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ پڑوسی کو دکھ نہ دیا جائے۔ مہمان کی عزت کی جائے، زبان کو قابو میں رکھا جائے، ورنہ ایمان کی خیر متانی چاہیے۔

(۶۰۱۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول

عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۳۰۔ باب لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً

لِجَارَتِهَا

۶۰۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ الْمُقْبَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِّجَارَتِهَا، وَلَوْ فَرَسَنَ شَاةً)).

[راجع: ۲۵۶۶]

۳۱۔ باب مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَةً

۶۰۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِ جَارَةً وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقِلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنُفْ)). [راجع: ۵۱۸۵]

۶۰۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمُقْبَرِيُّ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَذْنَايَ، وَأَبْصَرْتُ عَيْنَايَ حِينَ

اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھایا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔

باب پڑوسیوں میں کون سا پڑوسی

مقدم ہے؟

(۶۰۲۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو عمران نے خبر دی، کہا کہ میں نے طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری دو پڑوسنیں ہیں (اگر ہدیہ ایک ہو تو) میں ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تم سے (تمہارے دروازے سے) زیادہ قریب ہو۔

باب ہر نیک کام صدقہ ہے

(۶۰۲۱) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔

(۶۰۲۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی

تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قِيلَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضَّيْفَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ)).

[طرفاء فی: ۶۱۳۵، ۶۱۴۷۶]۔

۳۲- باب حَقَّ الْجَوَارِ فِي قُرْبِ

الْأَبْوَابِ

۶۰۲۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عِمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَبِأَيِّ أَيهِمَا أَهْدِي قَالَ: ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا)). [راجع: ۲۲۵۹]

۳۳- باب كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

۶۰۲۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

۶۰۲۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ

کریم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) جو میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کہا کہ نہ کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ پھر بھلائی کی طرف لوگوں کو رغبت دلائے یا ”امر بالمعروف“ کا کرنا عرض کیا اور اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر برائی سے رکاوٹ ہے کہ یہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔

باب خوش کلامی کا ثواب۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک بات کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے (۶۰۲۳) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی، انہیں خیمہ نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے جنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ دو مرتبہ آنحضرت ﷺ کے جنم سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنم سے بچو۔ خواہ آدمی کھجور ہی (کسی کو) صدقہ کر کے ہو سکے اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کر کے ہی۔

باب ہر کام میں نرمی اور عمدہ اخلاق اچھی چیز ہے

(۶۰۲۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعید نے بیان کیا، ان سے صلح نے، ان سے ابن

النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ))
قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ: ((فَيَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ يَنْهَى عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ)).

[راجع: ۱۴۴۵]

۳۴- باب طیب الکلام

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)).

۶۰۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو، عَنْ خَيْمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ: النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ، قَالَ شُعْبَةُ: أَمَا مَوْتَيْنِ فَلَا أَشْكُ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ۱۴۱۳]

جنم سے نجات حاصل کرے۔

۳۵- باب الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

۶۰۲۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ

شہاب نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیکم (تمہیں موت آئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مضموم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ وعلیکم السام واللعنة (یعنی تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملامت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)

ابن شہاب، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهَمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرُّفُقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۲۹۳۵]

(۶۰۲۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ صحابہ کرام ان کی طرف دوڑے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پیشاب کو مت روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوایا اور وہ پیشاب کی جگہ پر بہا دیا گیا۔

۶۰۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَغْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَزِرُمُوهُ)) ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

اخلاق محمدی کا ایک نمونہ اس حدیث سے ہی ظاہر ہے کہ دہاتی نے مسجد کے کونے میں پیشاب کر دیا مگر آپ نے اسے روکنے کے بجائے اس پر پانی ڈالوا دیا بعد میں بڑی نرمی سے اسے سمجھا دیا۔ (ﷺ)

باب ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان

کی مدد کرنا

(۶۰۲۶) ہم سے محمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ برید بن ابی بردہ نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابو بردہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو قہنی کی طرح کر لیا۔

۳۶- باب تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ

بَعْضًا

۶۰۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَيْتَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. [راجع: ۴۸۱]

۶۰۲۷- وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِ فَقَالَ: (اشْفَعُوا فَلْتُنْجِرُوا، وَلْيَقْضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ)).

(۶۰۲۷) اور ایسا ہوا کہ آنحضور ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے آکر سوال کیا یا وہ کوئی ضرورت پوری کرانی چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم خاموش کیوں بیٹھے رہتے ہو بلکہ اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی اجر ملے اور اللہ جو چاہے گا اپنے نبی کی زبان پر جاری کرے گا (تم اپنا ثواب کیوں کھوؤ)

[راجع: ۱۴۳۲]

حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری مکہ میں مسلمان ہوئے۔ ہجرت حبشہ میں شرکت کی، فتح خیبر کے وقت خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنایا، خلافت عثمانی میں وہاں سے معزول ہو کر کوفہ جا رہے تھے، سنہ ۵۲ھ میں مکہ میں وفات پائی۔

الحمد للہ کہ آج ۱۳/ شعبان سنہ ۱۳۹۵ھ کو بوقت چاشت اس پارے کی تسوید سے فارغ ہوا

الحمد لله رب العالمين

راقم خادم نبوی۔ محمد داؤد رازین عبداللہ السلفی الدھلوی مقیم مسجد الہدیٰ ۳۱۲۱ اجیری گیٹ دہلی نمبر ۲



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پچیسواں پارہ

باب

اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء میں فرمان کہ جو کوئی سفارش کرے نیک کام کے لئے اس کو بھی اس میں سے ثواب کا ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی سفارش کرے برے کام میں اس کو بھی ایک حصہ اس کے عذاب سے ملے گا اور ہر چیز پر اللہ نگہبان ہے ”کفل“ کے معنی اس آیت میں حصہ کے ہیں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ ”جہشی زبان میں کفلین“ کے معنی دواجر کے ہیں۔

باب ۳۷-

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا﴾ [النساء : ۸۵]
کِفْلٌ : نَصِيبٌ : قَالَ أَبُو مُوسَى كِفْلَيْنِ : أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

شفاعة حسنة سے مومنوں کے لئے دعائے خیر اور سب سے بد دعا کرنا بھی مراد ہے۔ مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت لوگوں کی باہمی شفاعت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عادل نے کہا ہے کہ اکثر لفظ کفل کا استعمال محل شر میں ہوتا ہے۔ اور لفظ نصب کا استعمال محل خیر میں ہوتا ہے۔

(۶۰۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی مانگنے والا یا ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے کہ لوگو! تم سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی ثواب ملے اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے گا فیصلہ کرائے گا۔

۶۰۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا آتَاهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: ((اشْفَعُوا فَلْتُجْرُوا، وَلْيَقْضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ)). [راجع: ۱۴۳۲]

آیت اور حدیث میں نیک کام کی سفارش کرنے کی ترغیب ہے، ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے مگر سفارش کرنے والے کو اجر ضرور مل جائے گا۔ دوسری روایت میں یہ مضمون یوں ادا ہوا ہے۔ الدال علی الخیر کفاعله خیر کے لئے رغبت دلانے والے کو بھی اتنی ہی ثواب ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا۔ کاش خواص اگر اس پر توجہ دیں تو بہت سے دینی امور اور

امدادی کام انجام دیئے جاسکتے ہیں۔ مگر بہت کم خواص اس پر توجہ دیتے ہیں۔ یا اللہ! تیری مدد اور نصرت کے بھروسے سے بخاری شریف کے اس پارے نمبر ۲۵ کے لئے قلم ہاتھ میں لی ہے۔ پروردگار اپنی مہربانی سے اس کو بھی پورا کرنے کی سعادت عطا فرما اور اس کی اشاعت کے لئے غیب سے مدد کرتا کہ میں اسے اشاعت میں لا کر تیرے حبیب حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی کی تبلیغ و اشاعت کا ثواب عظیم حاصل کر سکوں آمین یا رب العالمین (ناچیز محمد داؤد راز نزہل الحال جامع اہل حدیث بنگلور ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ)

باب آنحضرت ﷺ سخت گو اور بد زبان نہ تھے۔ فاحش بکنے والا اور متفحش لوگوں کو ہنسانے کے لئے بد زبانی کرنے والا ہے
حیائی کی باتیں کرنے والا۔

۳۸- باب لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ
فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

۶۰۲۹) ہم سے حفص بن عمر بن حارث ابو عمرو خوش نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، انہوں نے ابوہریرہ بن شقیق بن سلمہ سے سنا، انہوں نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (دوسری سند) امام بخاری نے کما قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق بن سلمہ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص کوفہ تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ بد گو نہ تھے اور نہ آپ بد زبان تھے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

۶۰۳۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے یہاں آئے اور کہا ”السام علیکم“ (تم پر موت آئے) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر بھی موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو اور اس کا غضب تم پر نازل ہو۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا (ٹھہرو) عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیے سختی اور بد زبانی سے بچنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، حضور آپ نے ان کی بات نہیں سنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے

۶۰۲۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلِيمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا)). [راجع: ۳۵۵۹]

۶۰۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودَ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمْ اللَّهُ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكَ بِالرَّفْقِ وَإِيَّاكَ وَالْعُنْفَ وَالْفَحْشَ)) قَالَتْ : أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟

انہیں میرا جواب نہیں سنا، میں نے ان کی بات انہیں پر لوثادی اور ان کے حق میں میری بددعا قبول ہو جائے گی۔ لیکن میرے حق میں ان کی بددعا قبول ہی نہ ہوگی۔

پیغمبر اسلام ﷺ سے عداوت یہودیوں کی فطرت ثانیہ تھی اور آج تک ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۶۰۳۱) ہم سے اصعب بن فرج نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو ابو یحییٰ فلح بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہلال بن اسامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ گالی دیتے تھے نہ بدگو تھے اور نہ بدخو تھے اور نہ لعنت ملامت کرتے تھے۔ اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے اتنا فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيَسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ لِي)). [راجع: ۲۹۳۵]

۶۰۳۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَعُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَسَمَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا وَلَا لِحَاشًا وَلَا لَعَنًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَغْتَبَةِ: ((مَا لَهُ تَوْبٌ جَبِينُهُ؟)). [طرفہ فی: ۶۰۴۶]۔

قال الخطابي هذا الدعاء يحتمل وجهين ان يعجز بوجهه فيصيب التراب جبينه والذكر ان يكون له دعاء بالطاعة فيصلي فيتراب جبينه و قال الد اودي هذه كلمة جرت على لسان العرب ولا يراد حقيقتها (عيني) يعني يه دعا به احتال بهي ركهتي ه كه ده فخص حمره كه بل كمينها جائه اور اس كى پيشانى كو مٹى لگه يا اس كه حق ميں نيك دعا بهي هو سكتى ه كه وه نماز پڑھے اور نماز ميں بحالت سجده اس كى پيشانى كو مٹى لگه۔ داؤدى نه كها كه به ايسا كلمه ه جو اهل عرب كى زبان پر عموماً جارى رها ه اور اس كى حقيقت مراد ميں لى جلا كرتى۔

(۶۰۳۲) ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سواہ نے بیان کیا، کہا ہم سے روح ابن قاسم نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ براہے فلاں قبیلہ کا بھائی۔ یا (آپ نے فرمایا) کہ براہے فلاں قبیلہ کا بیٹا۔ پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آ بیٹھا تو آپ اس کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ وہ شخص جب چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ نے اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے، جب آپ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ!

۶۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَيْسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَأَاهُ قَالَ: بَنَسْ أَخُو الْعَشِيرَةِ، أَوْ بَنَسْ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ لِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ لِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ مَتَى عَهْدِي لِحَاشًا؟ إِنَّ شَرَّ

النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنَازِلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَوَكَّلَ
النَّاسِ اتِّقَاءَ شُرُوفِهِ)).

تم نے مجھے بدگو کب پایا۔ اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ
بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ

دیں۔

[طرفاء فی: ۶۰۵۴، ۶۱۳۱]۔

ان جملہ احادیث میں رسول کریم ﷺ کی خوش اخلاقی کا ذکر ہے جس کا تعلق نہ صرف مسلمانوں بلکہ یہودیوں کے ساتھ بھی
کیا تھا۔ آپ نے خاص دشمنوں کے ساتھ بھی بد خلقی کو پسند نہیں فرمایا جیسا کہ حدیث عائشہؓ سے ظاہر ہے۔ یہی آپ کا
ہتھیار تھا جس سے سارا عرب آپ کے زیر نگیں ہو گیا۔ مگر صد افسوس کہ مسلمانوں نے گویا خوش خلقی کو بالکل فراموش کر دیا الا ماشاء
اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں خود آپس ہی میں اس قدر سر پھٹول رہتی ہے کہ خدا کی پناہ، کاش مسلمان ان احادیث پاک کا
بغور مطالعہ کریں، یہ آنے والا نقص بعد میں مرتد ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں قیدی ہو کر آیا تھا۔ اس طرح اس کے بارے
میں حضور ﷺ کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

باب خوش خلقی اور سخاوت کا بیان اور بخل کا برا و ناپسندیدہ
ہونا

۳۹- باب حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ
وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی
تھے اور رمضان کے مہینے میں تو اور سب دنوں سے زیادہ سخاوت
کرتے تھے۔ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کی پیغمبری کی
خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی انس سے کہا کہ وادی مکہ کی طرف جاؤ
اور اس شخص کی باتیں سن کر آ۔ جب وہ واپس آئے تو ابوذر سے کہا
کہ میں نے دیکھا کہ وہ صاحب تواضع اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ
النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ وَقَالَ
أَبُو ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ
لَأُخْبِرَهُ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاسْمَعْ
مِنْ قَوْلِهِ، فَرَجَعَ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ
الْأَخْلَاقِ.

(۶۰۳۳) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید
نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سخی اور سب
سے زیادہ ہمدار تھے۔ ایک رات مدینہ والے (شر کے باہر شور سن کر)
گھبرا گئے۔ (کہ شاید دشمن نے حملہ کیا ہے) سب لوگ اس شور کی
طرف بڑھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ آواز کی طرف بڑھنے والوں میں
سب سے آگے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ کوئی ڈر کی بات نہیں،
کوئی ڈر کی بات نہیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ابو طلحہ کے (مندوب
نائب) گھوڑے کی نیکی پیٹھ پر سوار تھے، اس پر کوئی زین نہیں تھی اور
گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے

۶۰۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا
حَمَادٌ، هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ
قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ
النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ
الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قَبْلَ
الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ
النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَنْ
تُرَاعَوْا لَنْ تُرَاعُوا)) وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي
طَلْحَةَ عَزِيٍّ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ
فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ)).

[راجع: ۲۶۲۷]

کو سمندر پایا۔ یا فرمایا کہ یہ تیز دوڑنے میں سمندر کی طرح تھا۔

تشریح اصول فضا کی جو آدمی کو کسب اور ریاضت اور محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں تین ہیں عفت اور شجاعت اور سخاوت اور حسن و جمال یہ فضیلت وہی ہے تو آپ کی ذات مجموعہ کمالات فطری اور کسبی تھی، بے شک جس کا نام نامی ہی محمد ہو (ﷺ) اسے اوصاف محمودہ کا مجموعہ ہونا ہی چاہیے۔ آپ از سر تا پا اوصاف حمیدہ و اخلاق فاضلہ کے جامع تھے، شجاعت اور سخاوت میں اس قدر بڑھے ہوئے کہ آپ کی نظیر کوئی شخص اولاد آدم میں پیدا نہیں ہوا سچ ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خواباں ہمہ دارند تو تہا داری

(ﷺ) حضرت ابو طلحہ کا نام زید بن سہل انصاری ہے۔ یہ حضرت انسؓ کی ماں کے خاوند ہیں۔

۶۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا سِئَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لَا. (۶۰۳۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، ان سے ابن منکدر نے بیان کیا، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے اس کے دینے سے انکار کیا ہو۔

یہ آپ کی مروت کا حال تھا بلکہ اگر ہوتی تو اس وقت دے دیا ورنہ اس سے وعدہ فرماتے کہ عقریب تجھ کو یہ دے دوں گا، ﷺ ولا يلزم من ذلك ان لا يقولها اعتدا كما في قوله تعالى قلت لا اجدا ما احملكم عليه (فتح) یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے نہ ہونے کی صورت میں معذرت کے طور پر بھی ایسا نہ فرماتے جیسا کہ آیت مذکورہ میں ہے کہ آپ نے ایک موقع پر کچھ لوگوں سے فرمایا تھا کہ میرے پاس اس وقت تمہاری سواری کا جانور نہیں ہے۔

۶۰۳۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ يَقُولُ: ((إِنْ خِيَارَكُمُ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا)). (۶۰۳۵) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ ہم سے باتیں کر رہے تھے اسی دوران انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بد گو تھے نہ بد زبانی کرتے تھے (کہ منہ سے گالیاں نکالیں) بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

[راجع: ۲۳۵۹]

۶۰۳۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: أَتَذَرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَمْلَةٌ فَقَالَ سَهْلٌ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ، (۶۰۳۶) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ”بردہ“ لے کر آئیں پھر حضرت سہل نے موجودہ لوگوں سے کہا تمہیں معلوم ہے، کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بردہ شملہ کو کہتے ہیں۔ سہلؓ نے کہا کہ ہاں لنگی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا

ہے تو اس خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں یہ لنگی آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ لنگی ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ نے پن لیا۔ صحابہ میں سے ایک صحابی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بدن پر وہ لنگی دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بڑی عمدہ لنگی ہے، آپ مجھے اس کو عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو، جب آنحضرت ﷺ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ لنگی بدل کر تمہ کر کے عبدالرحمن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت سے کہا کہ تم نے آنحضرت ﷺ سے لنگی مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ تم نے دیکھ لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے لنگی آنحضرت ﷺ سے مانگی، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا کہ میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ آنحضرت ﷺ اسے پن چکے تھے میری غرض یہ تھی کہ میں اس لنگی میں کفن دیا جاؤں گا۔

[راجع: ۱۲۷۷]

تشبیح یہ بہت بڑے رئیس التجار بزرگ صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے، انہوں نے اس لنگی کا سوال اپنا کفن بنانے کے لئے کیا تھا، چنانچہ یہ اسی کفن میں دفن ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جو بچے بزرگان دین باخدا ہوں ان کے ملبوسات سے اس طور

پر برکت حاصل کرنا درست ہے۔ اللھم ارزقنا آمین۔

(۶۰۳۷) ہم سے ابوایمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور دین کا علم دنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہرج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا قتل خون ریزی۔

۶۰۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْإِمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقَارِبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّعْ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ)) قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: ((الْقَتْلُ، الْقَتْلُ)).

[راجع: ۸۵]

مرا یہ کہ ایک حکومت دوسری حکومت پر چڑھے گی، لڑائیوں کا میدان گرم ہو گا اور لوگ دنیاوی دھندوں میں پھنس کر قرآن و

حدیث کا علم حاصل کرنا چھوڑ دیں گے۔ ہر شخص کو دولت جوڑنے کا خیال ہو گا اور بس۔

۶۰۳۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، سَمِعَ سَلَامَ بْنَ مِسْكِينٍ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أَوْ لَا لِمَ صَنَعْتُ وَلَا مَالًا صَنَعْتُ؟

(۶۰۳۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے سلام بن مسکین سے سنا، کہا کہ میں نے ثابت سے سنا، کہا کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

[راجع: ۲۷۶۸]

دس سال کی مدت کافی طویل ہوتی ہے مگر اس ساری مدت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی نہیں ڈانٹا نہ دھمکایا نہ کبھی آپ نے ان سے سخت کلامی فرمائی۔ یہ آپ کے حسن اخلاق کی دلیل ہے اور حقیقت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی شخص نرم دل خوش اخلاق پیدا نہیں ہوا۔ اللہ پاک اس پیارے رسول پر ہزار ہا ہزار درود و سلام نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

باب آدمی اپنے گھر میں کیا

کرتا رہے

۶۰۳۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ مَهْنَةً أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. [راجع: ۶۷۶]

(۶۰۳۹) ہم سے حفص بن غمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا آنحضرت ﷺ اپنے گھر کے کام کاج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ بازار سے سودا لے آتے اور اپنا جوتا آپ ٹانگ لیتے گویا امت کے لئے آپ سبق دے رہے تھے کہ آپ کاج ہما کاج انسان کا رویہ ہونا چاہیئے۔ المہنة بكسر الميم وفتحها وانكر الال مع الكسر وفسر ها بخدمه اهلہ (فتح الباری) یعنی لفظ مہنہ میم کے زیر اور زیر ہر دو کے ساتھ جائز ہے اور گھروالوں کی خدمت پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

باب نیک آدمی کی محبت اللہ پاک لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے

۶۰۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

(۶۰۴۰) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے، ان سے ابن جریج نے، کہا مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب اللہ

۴۱- باب المِيقَةِ مِنَ اللَّهِ

کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ تمام آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اسکے بعد وہ زمین میں بھی (بندگان خدا کا) مقبول اور محبوب بن جاتا ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا نَادَىٰ جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَأَجِبَهُ، فَيَجِبُهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ لِمَنِ أَهْلُ السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَأَجِيبُوهُ، فَيَجِيبُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)). [راجع: ۳۲۰۹]

یہاں صرف ندا کا لفظ ہے اس لئے یہاں وہ تاویل بھی نہیں چل سکتی جو معتزلہ وغیرہ نے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے میں درخت میں کلام کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی پس ان لوگوں کا مذہب باطل ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے گویا خدا ان کے نزدیک گوٹکا ہے۔ استغفر اللہ ونعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ روایت میں مقبولان خدا کے لئے عام محبت کا ذکر ہے مگر یہ محبت اللہ کے بندوں ہی کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ ابو جہل اور ابوسب جیسے بد بخت پھر بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

باب اللہ کی محبت رکھنے کی فضیلت

۴۲- باب الْحُبِّ فِي اللَّهِ

(۶۰۴۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک وہ اگر کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ کے لئے کرے اور اس کو آگ میں ڈالاجانا اچھا لگے پر ایمان کے بعد جب اللہ نے اسے کفر سے چھڑا دیا پھر کافر ہو جانا اسے پسند نہ ہو اور جب تک اللہ اور اس کے رسول سے اسے ان کے سوا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔

۶۰۴۱- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهَ، وَحَتَّى أَنْ يُقَدَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)). [راجع: ۱۶]

اس حدیث سے مقلدین جاہلین کو نصیحت لینی چاہیے جب تک اللہ اور رسول کی محبت تمام جہانوں کے لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایمان پورا نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور رسول کی محبت تمام جہان سے زیادہ ہونی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد پر جان و مال قربان کرے، جہاں قرآن کی آیت یا حدیث صحیح مل جائے، بس اب کسی امام یا مجتہد کا قول نہ ڈھونڈے۔ اللہ اور رسول کے ارشاد کو سب پر مقدم رکھے۔ تب جا کر ایمان کامل حاصل ہو گا۔ اللھم ارزقنا آمین

حتى يكون الله ورسوله الخ معناه ان من استكمل الايمان علم ان حق الله ورسوله اكده عليه من حق ابيه وامه وولده وجميع الناس الخ (فتح الباری) اللہ و رسول کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایمان کامل کر لیا وہ جان گیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کا حق اس کے ذمہ اس کے باپ اور ماں اور اولاد اور بیوی اور سب لوگوں کے حقوق سے بہت ہی زیادہ بڑھ کر ہے اور اللہ و رسول کی محبت کی علامت یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی حمایت کی جائے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو جواب دیا جائے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے

اخلاق فاضلہ جیسے اخلاق پیدا کئے جائیں۔

۴۳- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ - إِلَىٰ قَوْلِهِ - فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

۶۰۴۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ وَقَالَ: ((لَمْ يَضْرِبْ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَخْلِ، ثُمَّ لَعَلَهُ يَعَانِقُهَا)) وَقَالَ التَّوْرِيُّ: وَوَهَيْبٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ ((جَلَدَ الْعَبْدُ)). [راجع: ۳۳۷۷]

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حجرات میں فرمانا کہ ”اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم کا مذاق نہ بنائے اسے حقیر نہ جانا جائے کیا معلوم شاید وہ ان سے اللہ کے نزدیک بہتر ہو۔ فاولئک ہم الظالمون تک۔“

(۶۰۴۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کی ریح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کس طرح ایک شخص اپنی بیوی کو زور سے مارتا ہے جیسے اونٹ، حالانکہ اس کی پوری امید ہے کہ شام میں اسے وہ گلے لگائے گا۔ اور ثوری، وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے بیان کیا کہ (جانور کی طرح) کے بجائے لفظ غلام کی طرح کا استعمال کیا۔

گوز آنا ایک فطری امر ہے جو ہر انسان کے لئے لازم ہے، پھر ہنسا انتہائی حماقت ہے۔ اکثر چھوٹے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گوز کی آواز سن کر ہنستے اور مذاق بنا لیتے ہیں۔ یہ حرکت انتہائی مذموم ہے۔ ایسے ہی اپنی عورت کو جانوروں کی طرح بے تحاشا مارنا کسی بد عقل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

۶۰۴۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَتَذَرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((لَإِنْ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، أَتَذَرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَذَرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ: لِإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ

(۶۰۴۳) مجھ سے محمد بن قسطلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عاصم بن محمد بن زید نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے میرے والد اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر منیٰ میں فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا تو یہ حرمت والا دن ہے ”تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے فرمایا یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ پھر فرمایا بلاشبہ اللہ نے تم پر تمہارا (ایک دوسرے کا) خون، مال اور عزت اسی طرح حرام کیا ہے جیسے اس دن کو

وَأَعْرَضَكُمْ عَنْكُمْ يَوْمَئِذٍ هَذَا فِي
 اس نے تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں حرمت والا
 بنایا ہے۔

[راجع: ۱۷۴۲]

تشیع حدیث کا مضمون کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ایک مومن کی عزت فی الواقع بڑی اہم چیز ہے گویا اس کی عزت اور حرمت مکہ شہر جیسا مقام رکھتی ہے پس اس کی بے عزتی کرنا مکہ شریف کی بے عزتی کرنے کے برابر ہے۔ مومن کا خون نا حق کعبہ شریف کے ڈھا دینے کے برابر ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں اہل اسلام کی باہمی حالت پر صد درجہ افسوس ہوتا ہے۔ اس مقام پر بخاری شریف کا مطالعہ فرمانے والے نیک دل مسلمانوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہجرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ بے شک کعبہ ایک معزز گھر ہے اس کی تقدیس میں کوئی شبہ نہیں مگر ایک مومن و مسلمان کی عزت و حرمت بھی بہت بری چیز ہے اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے والا کعبہ شریف کو ڈھا دینے والے کے برابر ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَاصْلَحُوا بَيْنَا وَبَيْنَكُمْ مسلمان مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس آپس میں اگر کچھ ناچاقی بھی ہو جائے تو ان کی صلح صفائی کرا دیا کرو۔ ایک حدیث میں آپس کی صلح صفائی کرا دینے کو نفل نمازوں اور روزوں سے بھی بڑھ کر نیک عمل بتلایا گیا ہے۔ پس مطالعہ فرمانے والے بھائیوں بنوں کا اہم ترین فرض ہے کہ وہ آپس میں میل محبت رکھیں اور اگر آپس میں کچھ ناراضگی بھی پیدا ہو جائے تو اسے رفع دفع کر دیا کریں مومن جنتی بندوں کی قرآن میں یہ علامت بتلائی گئی ہے کہ وہ غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں سے ان کی غلطیوں کو معاف کر دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ نماز روزہ کے مسائل پر توجہ دینا جتنا ضروری ہے اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ ایسے مسائل پر بھی توجہ دی جائے اور آپس میں زیادہ سے زیادہ میل محبت، اخوت، بھائی چارہ بڑھایا جائے۔ حسد، کینہ دلوں میں رکھنا سچے مسلمانوں کی شان نہیں۔

اخوت کی جاگیر، محبت کی فراوانی یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمان

۴-۴ باب مَا يُنْهَى مِنَ السَّبَابِ وَاللَّعْنِ باب گلی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت

۶۰۴۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَإِتْبَالُهُ كُفْرٌ)) تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۶۰۴۴- ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، کہا میں نے ابو وائل سے سنا اور وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں سلیمان کی متابعت کی ہے۔

[راجع: ۴۸]

۶۰۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَوَارِثِ، عَنْ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدَّبَلِيِّ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ

۶۰۴۵- ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابو الاسود دہلی نے بیان کیا اور ان

سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافریا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافریا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔

(۶۰۳۶) ہم سے محمد بن شان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلح بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو نہیں تھے، نہ آپ لعنت ملامت کرنے والے تھے اور نہ گالی دیتے تھے، آپ کو بہت غصہ آیا تو صرف اتنا کہہ دیتے، اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

[راجع: ۶۰۳۱] آپ کا یہ فرمانا بھی بطریق بد دعا کے اثر نہ کرتا کیونکہ آپ نے اللہ پاک سے یہ عرض کر لیا تھا۔ یارب! اگر میں کسی کو برا کہہ دوں تو اس کے لئے اس میں بہتری ہی کیجیو۔

(۶۰۳۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو قلابہ نے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اصحاب شجر بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے، انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے (کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں نصرانی ہوں، یہودی ہوں) تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کہ اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خود کشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہو گا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کے خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔

اللہ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلَا يَزِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ)). [راجع: ۳۵۰۸]

۶۰۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا لَعَانًا وَلَا سَبًّا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمُتَعَبَةِ ((مَا لَهُ تَرَبَّ جَبِينُهُ؟)).

[راجع: ۶۰۳۱] آپ کا یہ فرمانا بھی بطریق بد دعا کے اثر نہ کرتا کیونکہ آپ نے اللہ پاک سے یہ عرض کر لیا تھا۔ یارب! اگر میں کسی کو برا کہہ دوں تو اس کے لئے اس میں بہتری ہی کیجیو۔

۶۰۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنَمَانُ بْنُ عُمرَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ خَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِيمَا الدُّنْيَا عَذَبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ۱۳۶۳]

حضرت ثابت بن ضحاک ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک درخت کے نیچے سے رسول کریم ﷺ کے دست مبارک پر جہاد کی بیعت کی تھی جس کا ذکر سورہ فتح میں ہے کہ اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جو درخت کے لئے برضا و رغبت جہاد کی بیعت آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر کر رہے تھے حدیث کا مضمون ظاہر ہے۔

(۶۰۴۸) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی ایک صاحب کو غصہ آگیا اور بہت زیادہ آیا، ان کا چہرہ پھول گیا اور رنگ بدل گیا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس وقت فرمایا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ غصہ کرنے والا شخص) اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک صاحب نے جا کر غصہ ہونے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا اور کہا شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ وہ کہنے لگا کیا مجھ کو دیوانہ بنایا ہے کیا مجھ کو کوئی روگ ہو گیا ہے جا اپنا راستہ لے۔

[راجع: ۳۲۸۲]

یہ شخص منافق تھا یا کافر تھا جس نے ایسا گستاخانہ جواب دیا یا کوئی اکھڑی دیا تھا وہ کلمہ جو آپ بتلانا چاہتے تھے وہ اللہم انی اعوذ بک

من الشیطان الرجیم تھا (قطبانی)

(۶۰۴۹) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی کریم ﷺ لوگوں کو لیلۃ القدر کی بشارت دینے کے لئے حجرے سے باہر تشریف لائے، لیکن مسلمانوں کے دو آدمی اس وقت آپس میں کسی بات پر لڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں (لیلۃ القدر) کے متعلق بتانے کے لئے نکلا تھا لیکن فلاں فلاں آپس میں لڑنے لگے اور (میرے علم سے) وہ اٹھالی گئی۔ ممکن ہے کہ یہی تمہارے لئے اچھا ہو۔ اب تم اسے ۲۹ رمضان اور ۲۷ رمضان اور ۲۵ رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔

ان کے علاوہ دیگر طاق راتوں میں کبھی کبھی لیلۃ القدر کا امکان ہو سکتا ہے جیسا کہ دوسری روایات میں آیا ہے۔

(۶۰۵۰) مجھ سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے معمر نے اور ان سے حضرت ابوذرؓ نے، معمر نے بیان کیا کہ میں نے

۶۰۴۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرْدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاسْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ لَفَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لِأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ)) فَاَنْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: ((تَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ)) فَقَالَ: أَتَرَى يَهِي بَأْسُ؟ أَمْ جُنُونٌ أَنَا أَذْهَبُ؟

۶۰۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ حَدَّثَنِي عَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاخَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاخَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنِّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَاتِمِسُوهَا فِي النَّاسِيعَةِ وَالسَّابِغَةِ وَالْخَامِسَةِ)). [راجع: ۴۹]

۶۰۵۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْمَعْرُورِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْذَا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْذَا، فَقُلْتُ

ابو ذرؓ کے جسم پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ایک ویسی ہی چادر تھی، میں نے عرض کیا اگر اپنے غلام کی چادر لے لیں اور اسے بھی پسین لیں تو ایک رنگ کا جوڑا ہو جائے غلام کو دوسرا کپڑا دے دیں۔ حضرت ابو ذرؓ نے اس پر کہا کہ مجھ میں اور ایک صاحب (بلالؓ) میں تکرار ہو گئی تھی تو ان کی ماں عجمی تھیں، میں نے اس بارے میں ان کو طعنہ دے دیا انہوں نے جا کر یہ بات نبی کریم ﷺ سے کہہ دی۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت کیا تم نے اسے اس کی ماں کی وجہ سے طعنہ دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی جاہلیت کی بو باقی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس بڑھاپے میں بھی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھو یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ جس کی ماتحتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہئے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھائے اور جو وہ پئے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کے لئے نہ کہے، جو اس کے بس میں نہ ہو اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لئے کہنا ہی پڑے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔

اس کے بعد حضرت ابو ذرؓ نے تاحیات یہ عمل بنا لیا کہ جو خود پہنتے وہی اپنے غلاموں کو پہناتے جس کا ایک نمونہ یہاں مذکور ہے ایسے لوگ آج کل کہاں ہیں جو اپنے نوکروں خادموں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں الا ماشاء اللہ۔

باب کسی آدمی کی نسبت یہ کہنا کہ لمبا یا ٹھگنا ہے بشرطیکہ

اس کی تحقیر کی نیت نہ ہو غیبت نہیں ہے اور

آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا ذوالیدین یعنی لمبے ہاتھوں والا کیا کہتا ہے، اس طرح ہر بات جس سے عیب بیان کرنا مقصود نہ ہو جائز ہے۔

(۶۰۵۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا اس کے بعد آپ مسجد کے آگے کے

لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبَسْتَهُ كَأَنَّ خُلَّةَ فَأَغْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَلَبَسْتُ مِنْهَا لَذَكَرْنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي: ((أَسَابَيْتَ فَلَانًا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَفَلَبَسْتَ مِنْ أُمِّهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّكَ أَمَرُوا لِيكَ جَاهِلِيَّةً)) قُلْتُ: عَلَى حِينٍ سَاعَتِي هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السَّنِ قَالَ: ((نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ۳۰]

۴۵ - باب مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ

نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لَا يَرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ)).

۶۰۵۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا

يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى

حصہ یعنی والان میں ایک لکڑی پر سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا، حاضرین میں حضرت ابو بکر اور عمر بھی موجود تھے مگر آپ کے دبدبے کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے آپس میں صحابہ نے کہا کہ شاید نماز میں رکعات کم ہو گئیں ہیں اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ظہر کی نماز چار کے بجائے صرف دو ہی رکعات پڑھائیں ہیں۔ حاضرین میں ایک صحابی تھے جنہیں آپ ”ذوالیدین“ (لبے ہاتھوں والا) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! نماز کی رکعات کم ہو گئیں ہیں یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعات کم ہوئیں ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں، چنانچہ آپ نے یاد کر کے فرمایا کہ ذوالیدین نے صحیح کہا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعات اور پڑھائیں پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ (سو) میں گئے، نماز کے سجدہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں گئے پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کی۔

بس اس کے بعد قعدہ نہیں کیا نہ دوسرا سلام پھیرا جیسا کہ بعض کیا کرتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بھولے سے اگر نماز میں بات کر لے یا یہ سمجھ کر نماز پوری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی مگر بعض لوگ اس کے بھی خلاف کرتے ہیں۔ حدیث میں ایک شخص کو لبے ہاتھوں والا کہا گیا سو ایسا ذکر جائز ہے بشرطیکہ اس کی تحقیر کرنا مقصود نہ ہو اگر کوئی کہے کہ ذوالیدین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ ہمارے ہو گیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ذوالیدین ایک عامی آدمی تھا ایسے لوگ بے تکلفی برت جاتے ہیں لیکن مقرب لوگ بہت ڈرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرتے اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والے اور بڑی محنت اٹھانے والے تھے (ﷺ)

۴۶- باب الغیۃ

باب غیبت کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ”اور تم میں بعض بعض کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : هُوَلَا يَغْتَبُ بَعْضُكُمُ بَعْضًا أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مِمَّا فَكَرَهُتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ [الحجرات : ۱۲]۔

غیبت یہ کہ پیچھے کسی بھائی کی ایسی عیب جوئی کرے جو اس کو ناگوار ہو یہ غیبت کرنا بدترین گناہ ہے قال ابن الاثیر فی النہایۃ الغیبۃ ان تذکر الانسان فی غیبہ بسوء وان کان فیہ (فتح)

تشیخ

(۶۰۵۲) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بنی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمر، نے بیان کیا، انہوں نے مجاہد سے سنا، وہ طاؤس سے بیان کرتے تھے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہیں ہیں بلکہ یہ (ایک قبر کا مردہ) اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (یا پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا) اور یہ (دوسری قبر والا مردہ) چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک ہری شاخ منگائی اور اسے دو ٹکڑوں میں پھاڑ کر دونوں قبروں پر گاڑ دیا اس کے بعد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں اس وقت تک شاید ان دونوں کا عذاب ہلکا رہے۔

۶۰۵۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بَاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَنْتَسِرَا)).

[راجع: ۲۱۶]

یہ ہری نشی گاڑنے کا عمل آپ کے ساتھ خاص تھا۔ اس لئے کہ آپ کو قبروں والوں کا صحیح حال معلوم ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہونا بھی آپ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ آج کوئی نہیں جان سکتا کہ قبر والا کس حال میں ہے، لہذا کوئی اگر نشی گاڑے تو وہ بے کار ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

تشیخ

باب نبی کریم ﷺ کا فرمانا انصار کے سب گھروں میں فلانا گھرانہ بہتر ہے

۴۷- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ

اس باب سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ کسی شخص کی یا قوم کی فضیلت بیان کرنا اس کو دوسرے اشخاص یا اقوام پر ترجیح دینا غیبت میں داخل نہیں ہے۔

(۶۰۵۳) ہم سے قیسہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔

۶۰۵۳- حَدَّثَنَا قُسَيْمَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ)).

[راجع: ۳۷۸۹]

باب مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی کا ہو، ان کی غیبت درست ہونا

۴۸- باب مَا يَجُوزُ مِنْ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرَّيْبِ

تاکہ دوسرے مسلمان ان کے شر سے بچے رہیں۔

۶۰۵۴- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ،
أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ
سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((اإِذْنُوا لَهُ
بَنَسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ، أَوْ ابْنُ الْعَشِيرَةِ))
فَلَمَّا دَخَلَ الْآنَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ قُلْتُ الَّذِي قُلْتُ: ثُمَّ أَلْتَمَسْتُ لَهُ
الْكَلَامَ؟ قَالَ: ((أَيُّ عَائِشَةَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ
مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتَّقَاءَ
لُحْشِهِ)). [راجع: ۶۰۳۲]

(۶۰۵۴) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو
سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہوں نے محمد بن منکدر سے سنا، انہوں
نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ
نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو، فلاں قبیلہ کا یہ برا آدمی ہے۔ جب
وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو اس کے
متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔
آپ نے فرمایا، عائشہ! وہ آدمی ہے بدترین جسے اس کی بد کلامی کے ڈر
سے لوگ چھوڑ دیں۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ برا آدمی ہے مگر میں تو برا نہیں ہوں مجھے تو اپنی نیک عادت کے مطابق ہر برے بھلے آدمی کے ساتھ نیک خو
ہی برتنی ہوگی۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۴۹- باب النَّمِيمَةِ مِنَ الْكِبَائِرِ

باب چغل خوری کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

وہی نقل مکروہ بقصد الفساد الخ (قہطلانی) یعنی فساد کرانے کیلئے کسی کی برائی کسی اور کے سامنے نقل کرنا۔ چغل خور
ایک ساعت میں اتنا فساد پھیلا سکتا ہے کہ کوئی جادوگر اتنا فساد ایک مہینے میں بھی نہیں کرا سکتا، اسلئے یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۶۰۵۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن
عبدالرحمن نے خبر دی، انہیں منصور بن معمر نے، انہیں مجاہد نے اور
ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ
منورہ کے کسی باغ سے تشریف لائے تو آپ نے دو (مردہ) انسانوں کی
آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا پھر آنحضرت
ﷺ نے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے
انہیں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخص پیشاب کے
چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی
ایک ہری شاخ منگوائی اور اسے دو حصوں میں توڑا اور ایک ٹکڑا ایک
کی قبر پر اور دوسرا دوسری کی قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا شاید کہ ان کے

۶۰۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبِيدَةُ
بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَنْصُورٍ،
عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ
النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ
صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ
((يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرَةٍ، وَإِنَّهُ
لَكَبِيرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ،
وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) ثُمَّ دَعَا
بِحَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكَسْرَتَيْنِ أَوْ اثْنَتَيْنِ
فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ

عذاب میں اس وقت تک کے لئے کمی کردی جائے، جب تک یہ سوکھ نہ جائیں۔

هَذَا فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَسَاءَلَا)). [راجع: ۲۱۶]

اس روایت میں بڑے گناہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن پر حد مقرر ہے، جیسے زنا، چوری وغیرہ اس لئے ترجمہ باب کے خلاف نہ ہو گا، ترجمہ باب میں کبیرہ سے لغوی معنی بڑا گناہ مراد ہے کہتے ہیں کہ رادرخت یا ہری ٹہنی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اس کی برکت سے صاحب قبر پر تخفیف ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ آپ ہی کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے یہ نہیں ہے۔

باب چغل خوری کی برائی کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نون میں فرمایا عیب جو، چغل خور اور سورہ ہمزہ میں فرمایا ہر عیب جو آوازے کسنے والے کی خرابی ہے، یسمز ویلمز اور یعیب سب کے معنی ایک ہیں۔ یعنی عیب بیان کرتا ہے طعنے مارتا ہے۔

۵۰۔ باب مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿هَمَزًا مَشَاءَ بَنِمِيمٍ﴾ - وَبَلَّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٌ يَهْمَزُ وَيَلْمِزُ يَعِيبُ.

۶۰۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ خُذِيفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ خُذِيفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)).

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا لگاتا ہے۔ اس پر حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے بتلایا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

تَشْرِیحُ وہ شخص جو نبی باتیں حضرت عثمان تک پہنچایا کرتا تھا۔ اس پر حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ان کو سنائی، قاضی عیاض نے کہا کہ قنات اور نمام کا ایک ہی معنی ہے بعض نے فرق کیا کہ نمام تو وہ ہے کہ جو قضیہ کے وقت موجود ہو پھر جا کر دوسروں کے سامنے اس کی چغلی کرے اور قنات وہ ہے جو بغیر دیکھے محض سن کر چغل خوری کرے، بہر حال قنات اور نمام دونوں حدیث بالا کی وعید میں داخل ہیں۔ وقال الليث السمرة من يغتابك بالغيب واللزمة من يغتابك في وجهك يعني همزة وہ لوگ جو پیٹھ پیچھے تیری برائی کرے اور لزمہ وہ جو سامنے برائی کریں (خ)

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حج میں فرمانا ”اور اے ایمان والو!

جھوٹ بات بولنے سے پرہیز کرتے رہو۔“

۶۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ

۵۱۔ باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

۶۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ

فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ احمد بن یونس نے کہا یہ حدیث میں نے سنی تو تھی مگر میں اس کی سند بھول گیا تھا جو مجھ کو ایک شخص (ابن ابی ذئب) نے بتلا دی۔ [راجع: ۱۹۰۳]

یعنی جب جھوٹ فریب بری باتیں نہ چھوڑیں تو روزہ محض فائدہ ہو گا، اللہ کو ہماری فائدہ کشی کی ضرورت نہیں ہے وہ تو یہ جانتا ہے کہ ہم روزہ رکھ کر بری باتوں اور بری عادتوں سے پرہیز کریں اور نفسانی خواہشوں کو عقل سلیم اور شرع مستقیم کے تابع کر دیں۔

۵۲- باب مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ
۶۰۵۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَجِدُ مِنَ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بَوَجْهِهِ، وَهَوْلَاءَ بَوَجْهِهِ)). [راجع: ۳۴۹۴]

باب منہ دیکھی بات کرنے والے (دو غلے) کے بارے میں
(۶۰۵۸) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو صالح نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس شخص کو سب سے بدتر پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہے۔

ہر جگہ گئی لٹی بات کہتا ہے۔ دو رخا آدمی وہ ہے کہ ہر فریق سے ملا رہے، جس کی صحبت میں جائے ان کی سی کہے۔ یعنی رکابی مذہب والا (یا مسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام) قال القرطبي انما كان ذو الوجهين شر الناس لان حاله حال المنافق (فتح) یعنی منہ دیکھی بات کرنے والا بدترین آدمی ہے اس لئے کہ اس کا منافق جیسا حال ہے۔

۵۳- باب مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ
کی نسبت کی ہو اس سے بیان کرے

اراد البخاری بالترجمة بيان جواز النقل على وجه النصيحة لكون النبي صلى الله عليه وسلم لم ينكر على ابن مسعود نقله مانقل كل عقيب من محول المنقول عنه ثم حكم عنه (فتح) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ باب سے خیر خواہی کے طور پر ایسی بات کو نقل کرنے کا جواز ثابت کرتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا نقل کرنا یہاں مذکور ہے۔

۶۰۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللَّهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ

(۶۰۵۹) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعش نے، انہیں ابو وائل نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ کو اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہو کر اس شخص کی یہ بات آپ کو سنائی تو آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذا دی گئی، لیکن انہوں نے صبر کیا۔

بِهَذَا وَجْهَ اللَّهِ، فَاتَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ لَمَعَمَرٍ وَجْهَهُ وَقَالَ: ((رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا لَمَعَمَرٍ)). [راجع: ۳۱۵۰]

یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اس کا نام معتب بن قشیر تھا، اس نے آنحضرت ﷺ کی دیانت امانت پر حملہ کیا حالانکہ آپ سے بڑھ کر امین و دیانت دار انسان کوئی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا جس کی امانت کے کفار مکہ بھی قائل تھے جو آپ کو صادق اور امین کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

باب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے

۵۴۔ باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

کمداح مدح سے تعال کا مصدر ہے جو دو آدمیوں کا ایک دوسرے کی جاوے جا تعریف کرنے پر بولا جاتا ہے، من ترا حاتی بگویم تو مرانا ہی بگو۔ شریعت نے ایسی مدح سے روکا ہے۔

(۶۰۶۰) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں بہت مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اسے ہلاک کر دیا یا (یہ فرمایا کہ) تم نے اس شخص کی کمر کو توڑ دیا۔

۶۰۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيقُهُ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ: ((أَهْلَكْتُمْ - أَوْ قَطَعْتُمْ - ظَهَرَ الرَّجُلِ)).

[راجع: ۲۶۶۳]

حافظ نے کہا مجھ کو ان دونوں شخصوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن امام احمد اور بخاری کی روایت "ادب المفرد" سے معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا محسن بن اورح تھا اور جس کی تعریف کی تھی شاید وہ عبد اللہ بن ذوالجراحین ہو گا

(وحیدی)

(۶۰۶۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے ان کی مبالغہ سے تعریف کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ افسوس تم نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا، اگر تمہارے لئے کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یہ کہنا چاہیے کہ میں اس کے متعلق ایسا خیال کرتا ہوں، باقی علم اللہ کو ہے وہ ایسا ہے۔ اگر اس کو یہ معلوم ہو

۶۰۶۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّيَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) يَقُولُهُ مِرَارًا: ((إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ

وَحَسْبِيُہُ اللّٰہُ، وَلَا يُزَكِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا)) کہ وہ ایسا ہی ہے اور یوں نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہی ہے۔
 قَالَ وَهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ وَنَلَّكَ۔
 تیری خرابی تو نے اس کی گردن کاٹ ڈالی یعنی لفظ و یحک کے بجائے
 [راجع: ۲۱۶۲]

لفظ و یحک کلمہ رحمت ہے اور و یلک کلمہ عذاب ہے، مطلب یہ ہو گا کہ جس کے لئے و یحک بولا جائے تو معنی یہ ہو گا
 تَشْرِیح کہ افسوس تجھ پر اللہ رحم کرے اور جس پر لفظ و یلک بولیں گے تو معنی یہ ہو گا کہ افسوس اللہ تجھ پر عذاب کرے۔ تعریف
 میں اسی طرح جو میں مبالغہ کرنا بیہودہ شاعروں اور خوشامدی لوگوں کا کام ہے ایسی تعریف سے وہ شخص جس کی تعریف کرو پھول کر
 مغرور بن جاتا ہے اور جہل مرکب میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔

۵۵- باب مَنْ أَتَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا يَغْلَمُ
 باب اگر کسی کو اپنے کسی بھائی مسلمان کا جتنا حال معلوم ہو
 اتنی ہی (بلا مبالغہ) تعریف کرے تو یہ جائز ہے۔

وَقَالَ سَعْدٌ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ
 لَأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ
 الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ
 سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی شخص
 کے متعلق جو زمین پر چلتا پھرتا ہو، یہ کہتے نہیں سنا کہ یہ جنتی ہے سوا
 عبد اللہ بن سلامؓ کے۔

تَشْرِیح آپ سے ایسی بشارت تو بہت سے لوگوں کے لئے ثابت ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یسود میں یہ بشارت سوائے حضرت
 عبد اللہ بن سلام کے اور کسی کو نہیں دی ورنہ عشرہ مبشرہ اور بہت صحابہ کے لئے آپ کی بشارت موجود ہیں۔ صرف
 حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی و حضرت علیؓ کو آپ نے بارہا فرمایا کہ تم جنتی ہو۔ عشرہ مبشرہ مشہور ہیں۔

۶۰۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
 سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ
 سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا
 رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدٍ
 شِقِيهِ قَالَ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ))۔
 ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
 بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے
 سالم نے اور ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ رسول
 اللہ ﷺ کو ازار لٹکانے کے بارے میں جو کچھ فرمانا تھا جب آپ نے
 فرمایا تو ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا تمہارا ایک طرف
 سے لٹکنے لگتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ تم ان تکبر کرنے والوں میں سے
 نہیں ہو۔

[راجع: ۳۶۶۵]

تَشْرِیح ٹخنوں سے نیچے تک بند پاجامہ لٹکانا مرد کے لئے برا ہے کیونکہ یہ تکبر کی نشانی ہے۔ گاہے کسی کا یہ بند یوں ہی بغیر خیال تکبر کے
 لٹک جائے تو امر دیگر ہے مگر اس عادت سے بچنا لازم ہے۔

۵۶- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:
 باب اللہ تعالیٰ کا سورہ نحل میں فرمانا ”اللہ تعالیٰ تمہیں
 الصَّافِیْنَ اور احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں

فحش، منکر اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو“ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ یونس میں فرمان ”بلاشبہ تمہاری سرکشی اور ظلم تمہارے ہی جانوں پر آئے گی“ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ حج میں فرمان ”پھر اس پر ظلم کیا گیا تو اللہ اس کی یقیناً مدد کرے گا۔“ اور اس باب میں فساد بھڑکانے کی برائی کا بھی بیان ہے مسلمان پر ہو یا کافر پر۔

شیخ | یہ مطلب حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے جادو کی حدیث ذیل سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب میں فرمایا تھا کہ اللہ نے اب مجھ کو تو تندرست کر دیا۔ اب میں نے فساد بھڑکانا اور شور پھیلانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ لبید بن اعمش نے جادو کیا تھا وہ کافر تھا میں اسے شہرت دوں تو خطرہ ہے کہ لوگ لبید کو پکڑیں سزا دیں خواہ مخواہ شورش پیدا ہو۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی امن پسندی ظاہر ہے۔

(۶۰۶۳) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ایک دن فرمایا، عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا اور اس نے وہ بات مجھے بتلا دی، دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ جو میرے سر کے پاس تھا ان صاحب (آنحضرت ﷺ) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعمش نے۔ پوچھا، کس چیز میں کیا ہے؟ جواب دیا کہ زکھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس کے اندر کنگھی ہے اور کتان کے تار ہیں۔ اور یہ ذروان کے کنویں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا، اس کے باغ کے درختوں کے پتے

ذی القربیٰ ونہی عن الفحشاء والمنکر
والنہی یعظکم لعلکم تذكرون ﴿١﴾ وقولہ:
﴿لَئِنَّمَا بَغِيكُم عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ﴾ وقولہ:
﴿لَمْ يَغِي عَلَيْهِ لِيَنْصُرْنَهُ اللَّهُ﴾ وترك إثارة
الشّرّ على مسلم أو كافر.

۶۰۶۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَكَثَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا
يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ
عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ: ((يَا عَائِشَةُ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَقْنَانِي فِي أَمْرِ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ،
أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلِي،
وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلِي
لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ:
مَطْبُوبٌ، يَغْنِي مَسْحُورًا، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟
قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمٍ، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ:
فِي جُفٍّ طَلَعَتْ ذَكَرٌ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ
تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بَنَرٍ ذُرْوَانٍ))، فَجَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَذِهِ
الْبَنَرُ الَّتِي أَرَيْتُهَا كَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلٍهَا
وَرُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةٌ

سانپوں کے پھن جیسے ڈراؤنے معلوم ہوتے ہیں اور اس کا پانی مہندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے وہ جادو نکالا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہیں، ان کی مراد یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کو شرت کیوں نہ دی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے اور میں ان لوگوں میں خواہ مخواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لبید بن اعمم یہود کے حلیف بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا۔

[راجع: ۳۱۷۵]

(اصل میں کتان الی کو کہتے ہیں اس کے درخت کا پوست لے کر اس میں ریشم کی طرح کا تار نکالتے ہیں یہاں وہی تار مراد ہیں) باب کے آخری جملہ کا مقصد اسی سے نکلتا ہے کہ آپ نے ایک کافر کے اوپر حقیقت کے باوجود برائی کو نہیں لادا بلکہ مبرو و شکر سے کام لیا اور اس برائی کو دبا دیا۔ شورش کو بند کر دیا۔ (ﷺ)

باب حسد اور پیٹھ پیچھے برائی کی ممانعت اور اللہ تعالیٰ کا سورہ فلق میں فرمان ”اور حسد کرنے والے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ جب وہ حسد کرے۔“

۵۷- باب مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاْسُدِ

وَالْتَدَابُرِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

تحاسد اور تدابر دونوں جانب سے ہو یا ایک کی طرف سے ہر حال برا ہے آیت کا مفہوم یہی ہے اور اس لئے یہاں امام عالی مقام نے ایک آیت کو نقل کیا ہے (فتح)

(۶۰۶۴) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں، لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، بغض نہ رکھو، بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۰۶۴- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْخَبَرِ، وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَدَابُرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)).

[راجع: ۵۱۴۳]

شیخ | اللہ پاک ہر مسلمان کو اس ارشاد نبوی پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔ تحسسوا اور تجسسو ہر دو میں ایک تا حذف ہو گئی ہے، خطابی نے اس کا مطلب بتایا کہ لوگوں کے عیوب کی تلاش نہ کرو، تحسسو کا مادہ حاسہ ہے مطلق تلاش کے لئے بھی یہ مستعمل ہے جیسے آیت سورہ یوسف میں حضرت یعقوب کا قول نقل ہوا ہے، ﴿اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يَوْسُفَ وَآخِيهِ﴾ (یوسف: ۸۷)

جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ ظن سے بدگمانی مراد ہے۔ یعنی بغیر تحقیق کئے دل میں بدگمانی بٹھالینا یہ سچے مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

(۶۰۶۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ایک بھائی کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔

۶۰۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَجُلُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)). [طرفہ فی: ۶۰۶۶]۔

تشیع اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کا یہ وہ مقدس وعظ ہے جو اس قاتل ہے کہ ہر وقت یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اس صورت میں یقیناً امت کا بیڑا پار ہو سکے گا۔ اللہ سب کو ایسی ہمت عطا کرے آمین۔

باب سورہ حجرات میں اللہ کا فرمان اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور کسی کے عیوب کی ڈھونڈ ٹٹول نہ کرو۔ آخر آیت تک۔

۵۸- باب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا

(۶۰۶۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسری نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاء پر بھاء نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۰۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)). [راجع: ۵۱۴۳]

نہجش یہ ہے کہ ایک چیز کا خریدنا منظور نہ ہو لیکن دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ سے اس کی قیمت بڑھائے۔ اسی طرح کوئی بھائی کسی شے کا بھاء کر رہا ہے تو تم اس میں دخل اندازی مت کرو۔

باب گمان سے کوئی بات کہنا

۵۹- باب مَا يَكُونُ مِنَ الظَّنِّ

(۶۰۶۷) ہم سے سعید بن عفیرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے

۶۰۶۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرَةَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے ہیں۔ لیث بن سعد نے بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی منافق تھے۔

غُرُوءَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَغْرِفَانِ مِنِّي شَيْئًا)). قَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ. [طرفہ فی : ۶۸ : ۶۰].

حافظ نے کہا کہ ان دونوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔

(۶۰۶۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے یہی حدیث نقل کی اور (اس میں یوں ہے کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا، عائشہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں فلاں لوگ ہم جس دین پر ہیں اس کو نہیں پہچانتے۔

۶۰۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهِذَا، وَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَغْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ)).

[راجع : ۶۷ : ۶۰]

زبانہ نبوی میں منافقین کی ایک جماعت بہت ہی خطرناک تھی جو اوپر سے مسلمان بننے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کا برا چاہتے ایسے بد بختوں نے ہمیشہ اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے، ایسے لوگ آج کل بھی بہت ہیں۔ اللہ اعلم۔

باب مومن کے کسی عیب کو چھپانا

(۶۰۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، ان سے ان کے بھتیجے ابن شہاب نے، ان سے ابن شہاب (محمد بن مسلم) نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوا گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی گناہ (کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔

۶۰- باب سَتْرَ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ
۶۰۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافِي، إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ)).

(۶۰۷۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے صفوان بن محرز سے، ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے آنحضرت ﷺ سے کتنا پھوسی کے باب

۶۰۷۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَرَّرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ

میں کیا سنا ہے؟ (یعنی سرگوشی کے باب میں) انہوں نے کہا آنحضرتؐ فرماتے تھے (قیامت کے دن تم مسلمانوں) میں سے ایک شخص (جو گنہگار ہو گا) اپنے پروردگار سے نزدیک ہو جائے گا۔ پروردگار اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور فرمائے گا تو نے (فلاں دن دنیا میں) یہ یہ برے کام کئے تھے، وہ عرض کرے گا۔ بے شک (پروردگار مجھ سے خطائیں ہوئی ہیں پر تو غفور رحیم ہے) غرض (سارے گناہوں کا) اس سے (پہلے) اقرار کرالے گا پھر فرمائے گا دیکھ میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپائے رکھے تو آج میں ان کا گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔

اللہ کا ایک نام ستیر بھی ہے، یعنی گناہوں کا چھپا لینے والا، دنیا اور آخرت میں وہ بہت سے بندوں کے گناہوں کو چھپا لیتا ہے۔ بعون اللہ منم۔ آمین۔

مثلاً مشہور ہے کہ ایک تو چوری کرے اوپر سے سینہ زوری کرے۔ اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چھپا کر رکھے، شرمندہ ہو، اللہ سے توبہ کرے، نہ یہ کہ ایک ایک سے کتا پھرے کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے، یہ تو بے حیائی اور بے باکی ہے۔ یہ حدیث بھی ان احادیث صفات میں سے ہے۔ اس میں اللہ کے لئے کشف بازو ثابت کیا گیا ہے، جیسے سمع اور بصر اور ید اور عین اور وجہ وغیرہ۔ اہل حدیث اس کی تاویل نہیں کرتے اور یہی مسلک حق ہے، تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ کشف سے حجاب رحمت مراد ہے یعنی اللہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں چھپا لے گا مگر یہ تاویل کرنا ٹھیک نہیں ہے، کشف کے معنی بازو کے ہیں۔

باب غرور گھمنڈ تکبر کی برائی۔

اور مجاہد نے کہا کہ (سورۃ حجر میں) ”فانی عطفہ“ سے مغرور مراد ہے، ”عطفہ“ یعنی گھمنڈ سے گردن موڑنے والا۔

(۶۰۷۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے معبد بن خالد قیس نے بیان کیا، ان سے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت والوں کی خبر نہ دوں۔ ہر کمزور و تواضع کرنے والا اگر وہ (اللہ کا نام لے کر) قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں۔ ہر تند خو، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر۔

(۶۰۷۲) اور محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی، کہا ہم سے انس بن مالک نے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: ((يَذْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَصْغَ كَنْفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: عَلِمْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَقْرَأُ ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ)).

[راجع: ۲۴۴۱]

اللہ کا ایک نام ستیر بھی ہے، یعنی گناہوں کا چھپا لینے والا، دنیا اور آخرت میں وہ بہت سے بندوں کے گناہوں کو چھپا لیتا ہے۔ بعون اللہ منم۔ آمین۔

مثلاً مشہور ہے کہ ایک تو چوری کرے اوپر سے سینہ زوری کرے۔ اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چھپا کر رکھے، شرمندہ ہو، اللہ سے توبہ کرے، نہ یہ کہ ایک ایک سے کتا پھرے کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے، یہ تو بے حیائی اور بے باکی ہے۔ یہ حدیث بھی ان احادیث صفات میں سے ہے۔ اس میں اللہ کے لئے کشف بازو ثابت کیا گیا ہے، جیسے سمع اور بصر اور ید اور عین اور وجہ وغیرہ۔ اہل حدیث اس کی تاویل نہیں کرتے اور یہی مسلک حق ہے، تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ کشف سے حجاب رحمت مراد ہے یعنی اللہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں چھپا لے گا مگر یہ تاویل کرنا ٹھیک نہیں ہے، کشف کے معنی بازو کے ہیں۔

۶۱- باب الکِبَرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «فَانِي عِطْفِهِ» مُسْتَكْبِرًا فِي نَفْسِهِ. عِطْفِهِ. رَقَبَتِهِ.

۶۰۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخَزَاعِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِابْتِرَاءِ أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ غَتُلٍ جَوَاطِئُ مُسْتَكْبِرٍ)). [راجع: ۴۹۱۸]

۶۰۷۲- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ

کرم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں میں سے آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنے کسی بھی کام کے لئے جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی تھی۔

بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتْ الْأُمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَسْلُبُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. [راجع: ۳۵۰۳]

آپ اس کے ساتھ چلے جاتے انکار نہ کرتے۔

۶۲- باب الْهَجْرَةِ

وَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجِلُّ لَوْجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ)).

باب ترک ملاقات کرنے کا بیان اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ (اس میں ملاپ کرنے کی تاکید ہے)

یہاں دنیاوی جھگڑوں کی بنا پر ترک ملاقات مراد ہے۔ ویسے فساق فجار اور اہل بدعت سے ترک ملاقات کرنا جب تک وہ توبہ نہ کریں درست ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی حضرت مولانا ضیاء الدین سنائی کی عیادت کو گئے جو سخت بیمار تھے اور اطلاع کرائی۔ مولانا نے فرمایا کہ میں بدعتی فقیروں سے نہیں ملتا ہوں چونکہ حضرت سلطان المشائخ کبھی کبھی سماع میں شریک رہتے اور مولانا اس کو بدعت اور ناجائز سمجھتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے کہا مولانا سے عرض کرو میں نے سماع سے توبہ کر لی ہے۔ یہ سنتے ہی مولانا نے فرمایا میرے سر کا عمامہ اتار کر بچھا دو اور سلطان المشائخ سے کہو کہ اس پر پاؤں رکھتے ہوئے تشریف لاویں معلوم ہوا کہ اللہ والے علمائے دین نے ہمیشہ بدعتیوں سے ترک ملاقات کیا ہے اور حدیث الحب لله والبغض لله کا یہی مفہوم ہے۔ واللہ اعلم (وحیدی)

(۶۰۷۳-۶۰۷۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے، کہا مجھ سے عوف بن مالک بن طفیل نے بیان کیا، وہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھتیجے تھے، انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی چیز بھیجی یا خیرات کی تو عبد اللہ بن زبیر جو ان کے بھانجے تھے کہنے لگے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہیے نہیں تو اللہ کی قسم میں ان کے لئے حجر کا حکم جاری کروں گا۔ ام المؤمنین نے کہا کیا اس نے یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ فرمایا پھر میں اللہ سے نذر کرتی ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اب کبھی نہیں بولوں گی۔ اس کے بعد جب ان کے قطع تعلق پر عرصہ گزر گیا۔ تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے ان سے سفارش کی گئی (کہ انہیں معاف فرمادیں) ام المؤمنین نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اس کے بارے میں کوئی سفارش نہیں مانوں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ جب یہ قطع تعلق عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے

۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعِ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ، وَاللَّهُ لَتَنْتَهَيْنِ عَائِشَةُ أَوْ لَأُخْرِجَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: أَهْوَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَتْ: هُوَ اللَّهُ عَلَيَّ نَذَرٌ أَنْ لَا أَكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتْ الْهَجْرَةُ، فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ لَا أَشْفَعُ فِيهِ أَبَدًا، وَلَا أَتَحَنُّ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى

ابن الزبیر کَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ عَبْدَ يَغُوثَ، وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشِدْكُمَا بِاللهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَجِلُّ لَهَا أَنْ تَنْزِلَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ مُشْتَمِلَيْنِ بَارِدِيَّتَهُمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَدْخُلْ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوا، قَالُوا: كُلُّنَا قَالَتْ: نَعَمْ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَأَعْتَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ، وَقِيلَتْ مِنْهُ وَيُقُولَانِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهَجْرَةِ، فَإِنَّهُ لَا يَجِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِيرَةِ وَالتَّخْرِيجِ طَفِقَتْ تَذْكُرُهُمَا وَتَبْكِي وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ، وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتْ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ لِي نَذْرَهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا.

لئے بہت تکلیف دہ ہو گیا تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما سے اس سلسلے میں بات کی وہ دونوں بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل کرا دو کیونکہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی کو توڑنے کی قسم کھائیں چنانچہ مسور اور عبدالرحمن دونوں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس میں ساتھ لے کر آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آجاؤ۔ انہوں نے عرض کیا ہم سب؟ کہا ہاں سب آجاؤ۔ ام المؤمنین کو اس کا علم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب یہ اندر گئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پردہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے (کہ) معاف کر دیں، یہ ام المؤمنین کے بھانجے تھے) مسور اور عبدالرحمن بھی ام المؤمنین کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بولیں اور انہیں معاف کر دیں؟ ان حضرات نے یہ بھی عرض کیا کہ جیسا کہ تم کو معلوم ہے نبی ﷺ نے تعلق توڑنے سے منع کیا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ والی حدیث یاد دلانے لگے اور یہ کہ اس میں نقصان ہے تو ام المؤمنین بھی انہیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو قسم کھالی ہے؟ اور قسم کا معاملہ سخت ہے لیکن یہ بزرگ لوگ برابر کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات کر لی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے۔ اس کے بعد جب بھی آپ یہ قسم یاد کرتیں تو رونے لگیں اور آپ کا دہپہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

(حجر کے معنی یہ کہ حاکم کسی شخص کو کم عقل یا ناقابل سمجھ کر یہ حکم دے دے کہ اس کا کوئی تصرف بیع و غیرہ نافذ نہ ہو گا) اسی حدیث سے بہت سے مسائل کا ثبوت نکلتا ہے اور یہ بھی کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات پردہ کے ساتھ غیر

محرم مردوں سے بوقت ضرورت بات کر لیتی تھیں اور پردہ کے ساتھ ان لوگوں کو گھریں بلا لیتی تھیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دو بگڑے ہوئے دلوں کو جوڑنے کے لئے ہر مناسب تدبیر کرنی چاہئے اور یہ بھی کہ غلط قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑنا ہی ضروری ہے۔ وغیرہ وغیرہ فہرچہا منہ کانت تادہبا لہ و ہذا من باب اباحۃ الہجران لمن عصی۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ترک تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے تعلیم و تادیب کے لئے تھا اور عامیوں سے ایسا ترک تعلق مباح ہے۔

۶۰۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَجُلُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ)). (راجع: ۶۰۶۵)

۶۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّثَمِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجُلُ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ، يَلْتَقِيَانِ فَيُغْرِضُ هَذَا وَيُغْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)).

۶۰۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّثَمِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجُلُ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ، يَلْتَقِيَانِ فَيُغْرِضُ هَذَا وَيُغْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)).

(۶۰۷۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا انہیں امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالک رحمہ اللہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ تک بات چیت بند کرے۔

(۶۰۷۷) ہم سے عبدالرحمن بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عطاء بن یزید لثمی نے اور انہیں حضرت ابویوب انصاری رحمہ اللہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے ملاقات چھوڑے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

اس کے بعد اگر وہ فریق ثانی بات چیت نہ کرے سلام کا جواب نہ دے تو وہ گنہگار رہے گا اور یہ شخص گناہ سے بچ جائے گا۔

کشیح قرآن کی آیت ادفع بالی ہی احسن کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچاقی کو احسن طریق پر ختم کر دینا ہی بہتر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ آیت یاد رکھنے کی توفیق دے۔

۶۳۔ باب مَا يَجُوزُ مِنَ الْهَجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

وَقَالَ كَتَبَ حِينَ تَخْلَفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِينَ لَيْلَةً.

باب نافرمانی کرنے والے سے تعلق توڑنے کا جواز

حضرت کعب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (غزوہ تبوک میں) شریک نہیں ہوئے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا تھا اور آپ نے پچاس دن کا تذکرہ کیا

اگر کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو تو (توبہ کرنے تک) اس کی ملاقات چھوڑ دینا جائز ہے۔

(۶۰۷۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عیدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کس طرح سے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تم خوش ہوتی ہو کہتی ہو، ہاں محمد کے رب کی قسم، اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں، ابراہیم کے رب کی قسم۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، جی ہاں آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے میں صرف آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔

[راجع: ۵۲۲۸]

تشیخ بلی دل سے آپ کی محبت نہیں جاتی۔ ترجمہ باب سے مطابقت یوں ہوئی کہ جب حدیث سے بے گناہ بخار رہنا جائز ہوا تو گناہ کی وجہ سے بخار رہنا بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

باب کیا اپنے ساتھی کی ملاقات کے لئے ہر دن جاسکتا ہے یا صبح اور شام ہی کے اوقات میں جائے

(۶۰۷۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں معمر نے، ان سے زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا پیرو پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس صبح و شام تشریف نہ لاتے ہوں، ایک دن ابو بکر رضی اللہ عنہ (والد ماجد) کے گھر میں بھری دوپہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں، یہ ایسا وقت تھا کہ اس وقت ہمارے یہاں آنحضرت ﷺ کے آنے کا معمول نہیں تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کا تشریف لانا کسی خاص وجہ ہی سے ہو سکتا ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے مکہ چھوڑنے کی اجازت مل گئی ہے۔

۶۰۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكَ وَرِضَاكَ)). قَالَتْ: قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِنَّكَ إِذَا كُنْتَ رَاضِيَةً قُلْتُ: بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتَ سَاخِطَةً قُلْتُ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ أَجَلٌ لَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

۶۰۷۹ - باب هل يزور صاحبه كل يوم، أو بكرة وعشيا؟

۶۰۷۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ أَغْفِلْ أَبَوِي إِلَّا وَهْمًا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرْ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَةً، فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ، قَالَ قَائِلٌ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ؟ قَالَ: ((إِنِّي قَدْ أُوذِنْتُ بِالْخُرُوجِ)). [راجع: ۴۷۶]

تشریح اس کے بعد ہجرت کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ خاص اس مقصد کے لئے کھلا پلا کر تیار کر رکھے تھے، رات کے اندھیرے میں آپ دونوں سوار ہو کر ایک غلام فہید کو ساتھ لے کر گھر سے نکل پڑے اور رات کو غار ثور میں قیام فرمایا جہاں تین رات آپ قیام پذیر رہے، یہاں سے بعد میں چل کر مدینہ پہنچے۔ یہ ہجرت کا واقعہ اسلام میں اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ سنہ ہجری اسی سے شروع کیا گیا۔

۶۵- باب الزیارة

باب ملاقات کے لئے جانا اور جو لوگوں سے ملاقات کے لئے

گیا اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا تو یہ جائز ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے ان کے ہاں گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا

(۶۰۸۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں انس بن سیرین نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ انصار کے گھرانہ میں ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا، جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کے حکم سے ایک چٹائی پر پانی چھڑکا گیا اور آنحضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لئے دعا کی۔

وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عَنْدَهُمْ، وَزَارَ سَلَمَانَ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ.

۶۰۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ زَارَ أَهْلَ بَيْتِ فِي الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عَنْدَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَنَضَحَ لَهُ عَلَى بَسَاطٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

[راجع: ۶۷۰]

تشریح یہ عثمان بن مالک کا گھر تھا بعض نے کہا کہ ام سلمہ کا گھر تھا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے۔

۶۶- باب مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ

باب جب دوسرے ملک کے وفود ملاقات کو آئیں تو ان کے لئے اپنے آپ کو آراستہ کرنا

(۶۰۸۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے، کہا کہ مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے پوچھا کہ استبرق کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ دیبا سے بنا ہوا دیبا اور کھرورا کپڑا پھر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو استبرق کا جوڑا پہنے ہوئے دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اسے لے کر حاضر ہوئے

۶۰۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ : قَالَ لِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : مَا الْإِسْتَبْرَقُ؟ قُلْتُ : مَا غُلَظَ مِنَ الدِّيَبِاجِ وَحُشِنَ مِنْهُ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ : رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ خُلَةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسے آپ خرید لیں اور وفد جب آپ سے ملاقات کے لئے آئیں تو ان کی ملاقات کے وقت اسے پن لیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ریشم تو وہی پن سکتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو خیر اس بات پر ایک مدت گزر گئی پھر ایسا ہوا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے خود انہیں ایک جوڑا بھیجا تو وہ اسے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آنحضرت ﷺ نے یہ جوڑا میرے لئے بھیجا ہے، حالانکہ اس کے بارے میں آپ اس سے پہلے ایسا ارشاد فرما چکے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ (بیچ کر) مال حاصل کرو۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی حدیث کی وجہ سے کپڑے میں (ریشم کے) تیل بوتلوں کو بھی مکروہ جانتے تھے۔

باب کسی سے بھائی چارہ اور دوستی کا اقرار کرنا۔ اور ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان اور ابو درداء کو بھائی بھائی بنا دیا تھا اور عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارگی کرائی تھی۔

(۶۰۸۲) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبد الرحمن بن عوف ہمارے یہاں آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان میں اور سعد بن ربیع میں بھائی چارگی کرائی تو پھر (جب عبد الرحمن بن عوف نے نکاح کیا تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب ولیمہ کر خواہ ایک بکری کا ہو۔

(۶۰۸۳) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان احوں نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا تم کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں معاہدہ (حلف) کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْتَرِ هَذِهِ فَالْبَسْنَهَا لِيُفَدِيَ النَّاسَ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خِلَافَ لَهُ)) فَمَضَى لِي ذَلِكَ مَا مَضَى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَيْهِ بِخَلْبَةٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِهَذِهِ وَقَدْ قُلْتُ فِي مِثْلِهَا مَا قُلْتُ قَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا)) فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الْقُوبِ لِهَذَا الْحَدِيثِ. [راجع: ۸۸۶]

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

۶۷- باب الإخاء والحلف

وَقَالَ أَبُو جَحِيفَةَ: أَخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ.

۶۰۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ۲۰۴۹]

۶۰۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: قُلْتُ لَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَبْلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ))؟ فَقَالَ:

قَدْ خَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ
فی ذاری۔ [راجع: ۲۲۹۴]

اور انصار کے درمیان میرے گھر میں حلف کرائی تھی۔
حلف یہ کہ قول قرار کر کے کسی اور قوم میں شریک ہو جانا جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا اب بھی البتہ ضرورت کے اوقات میں مسلمان اگر دوسری طاقتوں سے معاہدہ کریں تو ظاہر ہے کہ جائز ہو گا۔

۶۸- باب التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ
وَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَسْرَ إِلَيَّ
النَّبِيُّ ﷺ فَضَحِكْتُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
إِنَّ اللَّهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى.

باب مسکراتا اور ہنسنا اور فاطمہ علیہا السلام نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چپکے سے مجھ سے ایک بات کہی تو میں ہنس دی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات وفات نبوی سے کچھ پہلے کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶۰۸۴- حَدَّثَنَا جَبَّارُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
رِفَاعَةَ الْفَرَزْطِيِّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَّاقَهَا،
فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ
فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،
إِنِّي كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ
تَطْلِيقَاتٍ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا
مِثْلُ هَذِهِ الْهَدْيَةِ، لِهَدْيَةٍ أَخَذْتُهَا مِنْ
جَلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ
ﷺ وَابْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْعَاصِ جَالِسٌ بِنَابِ
الْحُجْرَةِ، لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ ينادي أَبَا
بَكْرٍ أَلَا تَنْجُرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَمَا يَزِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ
تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ، لَا حَتَّى تَذُوقِي

(۶۰۸۴) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق رجعی نہیں دی۔ اس کے بعد ان سے عبد الرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، لیکن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میں رفاعہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر مجھ سے عبد الرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، لیکن اللہ کی قسم ان کے پاس تو پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں۔ (مراد یہ کہ وہ نامرد ہیں) اور انہوں نے اپنی چادر کا پلو پکڑ کر بتایا (راوی نے بیان کیا کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن العاص کے لڑکے خالد حجرہ کے دروازے پر تھے اور اندر داخل ہونے کی اجازت کے منتظر تھے۔ خالد بن سعید اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر کہنے لگے کہ آپ اس عورت کو ڈانتے نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کس طرح کی بات کہتی ہے اور حضور اکرم ﷺ نے تبسم کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ پھر فرمایا غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب

تک تم انکا (عبدالرحمن رضی اللہ عنہ) کا مزا نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔

(۶۰۸۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے، ان سے محمد بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس آپ کی کئی بیویاں جو قریش سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے خرچ دینے کے لئے تقاضا کر رہی تھیں اور پکار پکار کر باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ جلدی سے بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور وہ داخل ہوئے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ آپ کو خوش رکھے، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قریان ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان پر مجھے حیرت ہوئی، جو ابھی میرے پاس تقاضا کر رہی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے، پھر عورتوں کو مخاطب کر کے انہوں نے کہا، اپنی جانوں کی دشمن! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان بھی تمہیں راستے پر آتا ہوا دیکھے گا تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جائے گا۔

[راجع: ۲۶۳۹]

۶۰۸۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ خَطَّابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنَ الْقُرَيْشِ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرُنَهُ غَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ: أَضْحَكَكَ اللَّهُ سُبْحَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي فَقَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّائِي كُنَّ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ)). فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهْبَنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَ فَقَالَ: يَا عَدُوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهْنِئْنَ وَلَمْ تَهْبَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَ: إِنَّكَ أَفْظُ وَأَغْلَطُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)).

[راجع: ۳۲۹۴]

تفسیر: اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت عظمیٰ پر روشنی پڑتی ہے کہ شیطان بھی ان سے ڈرتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سائے سے بھاگتا ہے۔ اب یہ اشکال نہ ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی افضلیت رسول کریم ﷺ پر نکلتی ہے کیونکہ یہ ایک خاص معاملہ ہے، چور ڈاکو جتنا کو تو اَل سے ڈرتے ہیں اتنا خود بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

(۶۰۸۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابو العباس سائب نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے (فتح مکہ کے بعد) تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم یہاں سے کل واپس ہوں گے۔ آپ کے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اسے فتح نہ کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو کل صبح لڑائی کرو۔ بیان کیا کہ دوسرے دن صبح کو صحابہ نے گھسان کی لڑائی لڑی اور بکثرت صحابہ زخمی ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس ہوں گے، بیان کیا کہ اب سب لوگ خاموش رہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ ہنس پڑے۔ حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے پوری سند خبر کے لفظ کے ساتھ بیان کی۔

[راجع: ۴۳۲۵]

باب کا مطلب فضحک رسول اللہ ﷺ سے نکلا کہ آپ ہنس دیئے۔

(۶۰۸۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں توتاہ ہو گیا اپنی بیوی کے ساتھ رمضان میں (روزہ کی حالت میں) ہم بستر پر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کرو۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو مینے کے روزے رکھو۔ انہوں نے عرض کیا اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اتنا بھی میرے پاس نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر کھجور کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ ”عرق“ ایک طرح کا (نوٹلو گرام کا) ایک پیانہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پوچھنے والا کہاں ہے؟ لو اسے صدقہ کر دینا۔ انہوں نے عرض کی مجھ سے جو زیادہ محتاج

۶۰۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالطَّائِفِ قَالَ: ((إِنَّا قَالِفُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ: لَا نَبْرُحُ أَوْ نَفْتَحَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَاغِدُوا عَلَى الْقِتَالِ)) قَالَ: فَغَدَوْا فَقاتَلُوهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا وَكَثُرَ لِيَهُمُ الْجَرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا قَالِفُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) قَالَ: فَسَكَنُوا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْخَمِيدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ كُلُّهُ بِالْخَبَرِ.

۶۰۸۷- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ خُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكْتُ، وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي لِي رَمَضَانَ، قَالَ: ((أَعْيَقَ رَقَبَةً)) قَالَ: لَيْسَ لِي قَالَ: ((لَصُمَّ شَهْرَتَيْنِ مُتَابَعَيْنِ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمِ سِتِينَ مِسْكِينًا)) قَالَ: لَا أَجِدُ قَاتِيَّ يَغْرِقُ فِيهِ تَمْرًا قَالَ إِبْرَاهِيمُ: الْفَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟ تَصَدَّقْ بِهَا)) قَالَ عَلَى أَفْقَرِ مِنِّي وَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتِ أَفْقَرُ مِنَّا؟ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى

بَدَتْ نَوَاجِدُهُ قَالَ : ((فَأَنْتُمْ إِذَا)).

[راجع: ۱۹۳۶]

ہو اسے دلوں؟ اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک کھل گئے، اس کے بعد فرمایا، اچھا پھر تو تم میاں بیوی ہی اسے کھالو۔

اس حدیث میں بھی آپ کے ہنسنے کا ذکر ہے۔

۶۰۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْثِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدُ نَجْرَانِي غُلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَذْرَكَ أَغْرَابِي فَجَبَدَ بِرِدَائِهِ جَبْدَةً شَدِيدَةً، قَالَ أَنَسٌ: فَتَنَظَّرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْدَتِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرَّ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَانْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعِطَاءٍ.

[راجع: ۳۱۴۹]

(۶۰۸۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ کے جسم پر ایک نجرانی چادر تھی، جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ اتنے میں ایک دہماتی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے کو دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس پر نشان پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دیئے جانے کا حکم فرمائیے۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا دیئے پھر آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

سبحان اللہ قرآن اس خلق کے کیا کوئی بادشاہ ایسا کر سکتا ہے۔ یہ حدیث صاف آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ (ﷺ)

(۶۰۸۹) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ادریس نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا آنحضرت ﷺ نے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے۔

۶۰۸۹- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مِنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِهِ.

[راجع: ۳۰۲۰]

(۶۰۹۰) میں نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر چم کر نہیں بیٹھ پاتا تو آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور دعا کی کہ اے اللہ! اسے ثبات فرمایا اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنا۔

۶۰۹۰- وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)). [راجع: ۳۰۳۵]

تشریح یہ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے ایک بت خانہ ڈھانے کے لئے بھیجا تھا، اس وقت انہوں نے گھوڑے پر اپنے نہ جم سکنے کی دعا کی درخواست کی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی، روایت میں آنحضرت ﷺ کے بننے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

۶۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا اخْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ)) فَضَحِكْتُ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أَتَخْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَبِمَ شَبَهَ الْوَلَدُ؟)). [راجع: ۱۳۰]

۶۰۹۱) ہم سے محمد بن قثیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہیں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے، انہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ حق سے نہیں شرماتا، کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب عورت پانی دیکھے (تو اس پر غسل واجب ہے) اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہیں اور عرض کیا، کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر بیچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے۔

تشریح عورت کے ہاں بھی منی پیدا ہوتی ہے پھر احتلام کیوں ناممکن ہے۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ہنسی آگئی اور آنحضرت ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا ایسے مواقع پر ہنسی آجانا یہ فطری عادت ہے جو مذموم نہیں ہے۔

۶۰۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو، أَنَّ أَبَا النُّضَرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَحْجِمًا قَطُّ ضَاحِكًا، حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَسَمَّى.

۶۰۹۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عمرو نے خبر دی، ان سے ابوالنضر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کھل کر کبھی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو، آپ صرف مسکراتے تھے۔

[راجع: ۴۸۲۸]

۶۰۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ،

۶۰۹۳) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے،

آنحضرت ﷺ اس وقت مدینہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، انہوں نے عرض کیا بارش کا قطر پڑ گیا ہے، آپ اپنے رب سے بارش کی دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا کہیں ہمیں بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر آپ نے بارش کی دعا کی، اتنے میں بادل اٹھا اور بعض کھڑے بعض کی طرف بڑھے اور بارش ہونے لگی، یہاں تک کہ مدینہ کے نالے بننے لگے۔ اگلے جمعہ تک اسی طرح بارش ہوتی رہی سلسلہ ٹوٹا ہی نہ تھا چنانچہ وہی صاحب یا کوئی دوسرے (اگلے جمعہ کو) کھڑے ہوئے، آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور انہوں نے عرض کیا ہم ڈوب گئے، اپنے رب سے دعا کریں کہ اب بارش بند کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے چاروں طرف بارش ہو، ہم پر نہ ہو۔ دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا، چنانچہ مدینہ منورہ سے بادل چھٹنے لگے، بامیں اور دائیں، ہمارے چاروں طرف دوسرے مقامات پر بارش ہونے لگی اور ہمارے یہاں بارش یکدم بند ہو گئی۔ یہ اللہ نے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کا معجزہ اور اپنے پیغمبر ﷺ کی کرامت اور دعا کی قبولیت بتلائی۔

[راجع: ۹۳۲]

روایت میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا جو ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے دیگر مذکورہ احادیث میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا کسی نہ کسی طرح ذکر ہے مگر آپ کا ہنسا صرف تبسم کے طور پر ہوتا تھا عوام کی طرح آپ نہیں ہنستے تھے (ﷺ)

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ حجرات میں ارشاد فرمانا ”اے لوگو جو

ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ

رہو“ اور جھوٹ بولنے کی ممانعت کا بیان

(۶۰۹۴) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابو واہل نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ

﴿يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يُخْطَبُ بِالْمَدِينَةِ﴾
فَقَالَ: فَحِطَّ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقَى رَبُّكَ، فَظَرَّ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقَى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ، ثُمَّ مُطِرُوا حَتَّى سَأَلْتُ مَنَاعِبُ الْمَدِينَةِ، فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تَفْلُعُ، ثُمَّ قَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - وَالنَّبِيُّ ﷺ يُخْطَبُ فَقَالَ: غَرَفْنَا فَادْعُ رَبُّكَ يَخْبِسْنَهَا عَنَّا، فَضَحَكَ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِينَةِ يَمِينًا وَشِمَالًا يُنْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُنْطَرُ فِيهَا شَيْءٌ يُرِيهِمُ اللَّهُ كَرَامَةً نَبِيِّهِ ﷺ وَاجَابَةً دَعْوَتِهِ.

تَشْبِيحُ

۶۰۹۶ - باب قول الله تعالى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ.

۶۰۹۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصَّدَقَ يَهْدِي إِلَى الْبَرِّ وَإِنَّ الْبَرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صَدِيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ

يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا)).

برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

اسی لئے فرمایا انما الاعمال بخواتیمہا عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو، ہر بخاری شریف کے پڑھنے والے کو اور مجھ ناچیز گنہگار بندے کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے، توحید و سنت و کلمہ طیبہ پر خاتمہ ہو۔ امید ہے کہ اس مقام پر جملہ قارئین کرام آمین کہیں گے آمین۔ یا رب العالمین!

۶۰۹۵- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ)).

۶۰۹۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابی سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر نے، ان سے ان کے والد مالک بن ابی عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

یہ عملی منافق ہے پھر بھی معاملہ خطرناک ہے برے خصائل سے ہر مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

۶۰۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ أَتَانِي قَالَا أَلَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْقِي شِدْقَهُ فَكَذَابُ يَكْذِبُ بِالْكَذِبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

۶۰۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا، ان سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس گذشتہ رات خواب میں دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جڑا چیرا جا رہا تھا وہ بڑا ہی جھوٹا تھا، جو ایک بات کو لیتا اور ساری دنیا میں پھیلا دیتا تھا، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔

[راجع: ۸۴۵]

جھوٹے مسئلہ بنانے والے، بدعات محدثات کو رواج دینے والے، جھوٹی روایات بیان کرنے والے نام نماہ علماء و خطباء سب اس وعید شدید کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ الامن عصمه الله۔

باب اچھے چال چلن کے بارے میں

۷۰- باب فِي الْهَدْيِ الصَّالِحِ

اچھا چال چلن وہ ہے جو بالکل سنت نبی کے مطابق ہو۔

۶۰۹۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ أَحَدَكُمْ الْأَعْمَشُ

۶۰۹۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم راہویہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا کیا تم سے اعمش نے یہ بیان کیا کہ میں نے شقیق

سے سنا، کہا میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ بلاشبہ سب لوگوں سے اپنی چال ڈھال اور وضع اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتے اور اس کے بعد دوبارہ اپنے گھر واپس آنے تک ان کا یہی حال رہتا ہے لیکن جب وہ اکیلے گھر میں رہتے تو معلوم نہیں کیا کرتے رہتے ہیں۔

[راجع: ۳۷۶۲]

ابو اسامہ نے کہا ہاں۔

(۶۰۹۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مخارق نے، انہوں نے کہا میں نے طارق سے سنا، کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بلاشبہ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ چال چلن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا، قَالَ: سَمِعْتُ حَذِيفَةَ يَقُولُ: إِنَّ أَشْبَهَ دَلًّا وَسَمَنًا وَهَذِيئًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَأَبْنُ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَذْرِي وَمَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا.

۶۰۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُخَارِقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ.

[طرفہ فی: ۷۲۷۷]

اقبال مرحوم نے اس حدیث کے مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔

بہ مصطفیٰ برسال خویش را کہ دیں ہمہ اوست دگر باد ز سیدی تمام بولسی است

دین یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بہ قدم چلا جائے اس کے علاوہ ابولہب کا دین ہے وہ دین محمدی نہیں ہے۔

باب تکلیف پر صبر کرنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورہ رعد میں فرمایا ”بلاشبہ صبر کرنے والے بے حد اپنا ثواب پائیں گے۔“

۷۱- باب الصَّبْرِ عَلَى الْأَذَى

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

(۶۰۹۹) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید تظان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی تکلیف برداشت کرنے والی، جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ نہیں ہے۔ لوگ اس کے لئے اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔

۶۰۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ - أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ - أَصْبَرَ عَلَى أَذَى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)).

دنیا میں سب سے بڑا اہتمام وہ ہے جو عیسائیوں نے اللہ کے ذمہ لگایا ہے کہ حضرت مریم اللہ کی جو رو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے

بیٹے ہیں۔ لیکن اللہ اتنا بردبار ہے کہ وہ اس اہتمام کو ان ظالموں کے لئے تنگی و ترشی کا سبب نہیں بناتا بلکہ ان کو زیادہ ہی دیتا ہے۔ سچ ہے۔ اللہ الصمد۔

(۶۱۰۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ان سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (جنگ حنین) میں کچھ مال تقسیم کیا جیسا کہ آپ ہمیشہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنا مقصود نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے کہوں گا۔ چنانچہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے، میں نے چپکے سے یہ بات آپ سے کہی۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی یہ بات بڑی ناگوار گزری اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور آپ غصہ ہو گئے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں نے آنحضرت ﷺ کو اس بات کی خبر نہ دی ہوتی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

پس میں بھی صبر کروں گا۔ اعتراض کرنے والا معتب بن قشیر نامی منافق تھا یہ نہایت ہی خراب بات اسی نے کہی تھی مگر آنحضرت ﷺ نے صبر کیا اور اس کی بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

باب غصہ میں جن پر غصہ ہے ان کو

مخاطب نہ کرنا

(۶۱۰۱) ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کا نہ کرنا اچھا جانا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کے بعد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے پرہیز

۶۱۰۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ : سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُولُ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعَضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ : وَاللَّهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ قُلْتُ : أَمَا أَنَا لِأَقُولَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ : ((قَدْ أَوْدَى مُوسَى بِأَكْثَرٍ مِنْ ذَلِكَ فَصَبْرًا)).

[راجع: ۳۱۵۰]

۷۲- باب مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ

بِالْعِتَابِ

۶۱۰۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ : صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرُخِصَ فِيهِ فَتَنَزَّ عَنْهُ قَوْمٌ فَلَبَّغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ لِحَمْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ : ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ؟ فَوَ

اللہ اِنِّیْ لَاعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشِیَّةً))۔ کرتے ہیں، جو میں کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں اللہ کو ان سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

تشریح ترجمہ باب اس جگہ سے نکلا کہ آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے نہیں فرمایا بلکہ یہ میخذ غائب ارشاد ہوا کہ بعض لوگوں کا یہ حال ہے، اس حدیث سے یہ نکلا کہ اتباع سنت نبویؐ یہی تقویٰ اور یہی خدا ترسی ہے اور جو شخص یہ سمجھے کہ آنحضرتؐ کا کوئی فعل یا کوئی قول خلاف تقویٰ تھا یا اس کے خلاف کوئی فعل یا قول افضل ہے وہ عظیم غلطی پر ہے۔ اس حدیث میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ کو ان سے زیادہ پہچانتا ہوں تو آنحضرتؐ نے جو صفات الہی بیان کی ہیں مثلاً اترنا چڑھنا ہنسنا تعجب کرنا آنا جانا آواز سے بات کرنا یہ سب صفات برحق ہیں اور تاویل کرنے والے غلطی پر ہیں کیونکہ ان کا علم آنحضرتؐ کے علم کے مقابلہ پر صفر کے قریب ہے اور ارشاد نبویؐ برحق ہے۔

۶۱۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُاَنَّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاَللّٰهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَاَللّٰهِ: هُوَ ابْنُ أَبِي غُنْبَةَ مَوْلَى اَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِذْرِهَا، لِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ۔

(۶۱۰۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے، کہا میں نے عبد اللہ بن عتبہ سے سنا، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

[راجع: ۳۵۶۲]

گو مروت اور شرم کی وجہ سے آپ زبان سے کچھ نہ فرماتے اسی لئے آپ نے شرم کو ایمان کا ایک جزو قرار دیا جس کا عکس یہ ہے کہ بے شرم آدمی کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

۷۳- بَابُ مَنْ كَفَرَ أَخَاهُ مِنْ غَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

باب جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو جس میں کفر کی وجہ نہ ہو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے

۶۱۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُفْمَانُ بْنُ عُمرٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اَللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدَهُمَا))۔ وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ يَزِيدٍ، سَمِعَ

(۶۱۰۳) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی (یا محمد بن بشار) اور احمد بن سعید دارمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو کہتا ہے کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے بیان کیا کہ ان سے عبد اللہ بن یزید نے کہا، انہوں نے ابو سلمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی کریم

أَبَا سَلَمَةَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. ﷺ سے۔

[راجع: ۶۱۰۳]

تفسیر جس کو کافر کہا وہ واقعہ میں کافر ہے تب تو وہ کافر ہے اور جب وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ اسی لئے اہل حدیث نے تکفیر میں بڑی احتیاط برتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لیکن متاخرین فقہاء اپنی کتابوں میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے ہیں، صاحب در مختار نے بڑی جرأت سے یہ فتویٰ درج کر دیا۔ فللعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفہ یعنی جو حضرت امام ابو حنیفہ کے کسی قول کو رد کر دے اس پر اتنی لعنت ہو جتنے دنیا میں ذرات ہیں۔ کہنے اس اصول کے موافق تو سارے ائمہ ذہین ملعون ٹھہرے جنہوں نے بہت سے مسائل میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو رد کیا ہے۔ خود حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں نے کتنے ہی مسائل میں حضرت امام سے اختلاف کیا ہے تو کیا صاحب در مختار کے نزدیک وہ بھی سب ملعون اور مطرود تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ایسے لوگوں نے پیغمبر سمجھ لیا ہے یا آیت اتخذوا احبارہم و دہبانہم کے تحت ان کو خدا بنا لیا ہے، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک عالم دین تھے، ان سے کتنے ہی مسائل میں خطا ہوئی وہ معصوم نہیں تھے۔ ۱۲۱، حدیث سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو بلا تحقیق محض گمان کی بنا پر مسلمانوں کو مشرک یا کافر کہہ دیتے ہیں۔ (وحیدی)

۶۱۰۴- ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

۶۱۰۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرٍ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)).

۶۱۰۵- ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے، ان سے ثابت بن ضحاک رحمہ اللہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹ موٹ قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے، جس کی اس نے قسم کھائی ہے اور جس نے کسی چیز سے خود کشی کر لی تو اسے جہنم میں اسی سے عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت بھیجتا اسے قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے۔

۶۱۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِعِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ غَلَبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ۱۳۶۳]

کسی مذہب پر قسم کھانا مثلاً یوں کہا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی یا نصرانی وغیرہ ہو جاؤں یہ بہت بری قسم ہے۔

اعاذنا الله منه.

باب اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر کسی کو کافر کہایا تاوانستہ تو وہ کافر ہو گا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے

۷۴- باب مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَوَلًّا أَوْ جَاهِلًا وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبٍ

: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يَذْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). متعلق کہا کہ وہ منافق ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر! تو کیا جانے اللہ تعالیٰ نے تو بدر والوں کو عرش پر سے دیکھا اور فرمادیا کہ میں نے تم کو بخش دیا۔

حاطب کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پوشیدہ طور پر مکہ والوں کو جنگ سے آگاہ کر دیا تھا اس پر یہ اشارہ ہے۔
شیخ جنگ بدر ماہ رمضان ۲ھ میں مقام بدر پر برپا ہوئی، ابو جہل ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا جب مدینہ کے قریب آگیا تو مسلمانوں کو ان کے ٹپاک ارادے کی خبر ہوئی چنانچہ رسول کریم ﷺ صرف ۳۱۳ فدائیوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ ۳۱۳ میں صرف ۱۳ تلواریں تھیں اور راشن و سواریوں کا کوئی انتظام نہ تھا اور مکہ والے ایک ہزار مسلح فوج کے ساتھ ہر طرح سے لیس ہو کر آئے تھے۔ اس جنگ میں ۲۲ مسلمان شہید ہوئے کفار کے ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی قید ہوئے۔ ابو جہل جیسا ظالم اس جنگ میں دو نو عمر مسلمان بچوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ بدر مکہ سے سات منزل دور اور مدینہ سے تین منزل ہے، مفصل حالات کتب تواریخ و تفاسیر میں ملاحظہ ہوں بخاری میں بھی کتاب الغزوات میں تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

۶۱۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقْرَةَ قَالَ: فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةَ خَفِيفَةٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَنَسْقِي بَنَوَاضِحَنَا وَإِنَّا مُعَاذًا صَلَّيْنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَرَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ أَفَتَأْتَانِ أَنتَ؟)) ثَلَاثًا ((اقْرَأْ وَالشَّمْسُ وَضَحَاهَا، وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَنَحْوَهُمَا)).

۶۱۰۶ - ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید نے خبر دی، کہا ہم کو سلیم نے خبر دی، عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم میں آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ انہوں نے (ایک مرتبہ) نماز میں سورۃ بقرہ پڑھی۔ اس پر ایک صاحب جماعت سے الگ ہو گئے اور ہلکی نماز پڑھی۔ جب اس کے متعلق معاذ کو معلوم ہوا تو کہا وہ منافق ہے۔ معاذ کی یہ بات جب ان کو معلوم ہوئی تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ محنت کا کام کرتے ہیں اور اپنی اونٹنیوں کو خود پانی پلاتے ہیں حضرت معاذ نے کل رات ہمیں نماز پڑھائی اور سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ اس لئے میں نماز توڑ کر الگ ہو گیا، اس پر وہ کہتے ہیں کہ میں منافق ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہو، تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا (جب امام ہو تو) سورہ اقرآء، والشمس، وضحہا اور سبح اسم ربک الاعلیٰ جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

[راجع: ۷۰۰]

امان مساجد یہ حدیث پیش نظر رکھیں چاہیے۔ اللہ توفیق دے آمین۔

۶۱۰۷ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا خبر دی، کہا ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو المغیرہ نے

نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس نے لات و عزیٰ کی (یا دوسرے بتوں کی قسم) کھائی تو اسے لالہ الا اللہ پڑھنا چاہیے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو اکیلے تو اسے بطور کفارہ صدقہ دینا چاہیے۔

لات و عزیٰ بتوں کی قسم وہی لوگ کھا سکتے ہیں جو ان کو معبود جانتے ہوں گے، لہذا اگر کوئی مسلمان ایسی قسم کھا بیٹھے تو لازم ہے کہ وہ دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرے۔ غیر اللہ میں سب داخل ہیں بت ہوں یا اوتار یا پیغمبر یا شہید یا ولی یا فرشتے کسی بھی بت یا حجر وغیرہ کی قسم کھانے والا دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید ایمان کے لئے نامور ہے۔

(۶۱۰۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے انہیں پکار کر کہا، آگاہ ہو، یقیناً اللہ پاک تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ، پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے، ورنہ چپ رہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اگر کسی کی زبان سے غیر اللہ کی قسم نکل گئی تو اسے کلمہ توحید پڑھ کر پھر ایمان کی تجدید کرنا چاہیے اگر کوئی عداوت کسی پیر یا بت کی عظمت مثل عظمت الہی کے جان کر ان کے نام کی قسم کھائے گا تو وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا ایک حدیث میں جو الفلح و ایہ ان صدق کے لفظ آئے ہیں۔ یہ حدیث پہلے کی ہے۔ لہذا یہاں قسم کا جواز منسوخ ہے۔

باب خلاف شرع کام پر غصہ اور سختی کرنا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ برأت میں

”کفار اور منافقین سے جماد کر

اور ان پر سختی کر۔“

(۶۱۰۹) ہم سے بسرہ بن صفوان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے قاسم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ

الزہری، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرَكَ فَلْيَصِدَّقْ)). [راجع: ۴۸۶۰]

۶۱۰۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمُ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ وَالْإِلَهِ فَلْيَصْنُتْ)). [راجع: ۲۶۷۹]

۷۵ - بَاب مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ

وَالشَّدَّةُ لِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ

اللَّهُ تَعَالَى: ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ

وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾.

۶۱۰۹ - حَدَّثَنَا بُسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُورٌ فَتَلَوْنَ وَجْهَهُ ثُمَّ تَنَاولَ السِّتْرَ فَهَنَكَهُ وَقَالَتْ:

نے پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

(۶۱۱۰) ہم جے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں صبح کی نماز جماعت سے فلاں امام کی وجہ سے نہیں پڑھتا کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس دن ان امام صاحب کو نصیحت کرنے میں آنحضرت ﷺ کو میں نے جتنا غصہ میں دیکھا ایسا میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (نماز باجماعت پڑھنے سے) لوگوں کو دور کرنے والے ہیں، پس جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے مختصر پڑھائے، کیونکہ نمازیوں میں کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام کاج والا۔

لذا سب کا لحاظ ضروری ہے۔ ائمہ حضرات کو اس میں بہت ہی بڑا سبق ہے کاش امام حضرات ان پر توجہ دے کر اس حدیث کو ہمہ وقت اپنے ذہن میں رکھیں اور اس پر عمل کریں۔

(۶۱۱۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے مسجد میں قبلہ کی جانب منہ کا تھوک دیکھا۔ پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور غصہ ہوئے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے نہ تھوکے۔

(۶۱۱۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم کو ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں زید بن خالد جہنی نے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے لفظ (راستہ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّورَ)). [راجع: ۲۴۷۹]

۶۱۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَخْخَرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ، يَمُوتُ بِطَيْلٍ بَنَّا قَالَ: لِمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُتَفَرِّقِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [راجع: ۹۰]

۶۱۱۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَبِيُّ صَلَّيْ بِالنَّاسِ رَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّطَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ حَيَّالٌ وَجْهَهُ فَلَا يَتَخَمَّنُ حَيَّالٌ وَجْهَهُ فِي الصَّلَاةِ)).

[راجع: ۴۰۶]

۶۱۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُتَنَبِّعِ، عَنْ

میں گری پڑی چیز جسے کسی نے اٹھالیا ہو) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا سال بھر تک لوگوں سے پوچھتے رہو پھر اس کا سر بندھن اور طرف پچپان کے رکھ اور خرچ کر ڈال۔ پھر اگر اس کے بعد اس کا مالک آجائے تو وہ چیز اسے واپس کر دے۔ پوچھایا رسول اللہ! بھولی بھٹکی بکری کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لا کیونکہ وہ تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیے کی ہوگی۔ پوچھایا رسول اللہ! اور کھویا ہوا اونٹ؟ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ ناراض ہو گئے اور آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے، یا راوی نے یوں کہا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا تمہیں اس اونٹ سے کیا غرض ہے اس کے ساتھ تو اس کے پاؤں ہیں اور اس کا پانی ہے وہ کبھی نہ کبھی اپنے مالک کو پالے گا۔

(۶۱۳) اور کمی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمر بن عبید اللہ کے غلام سالم ابوالفضل نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی شاخوں یا پورے سے ایک مکان چھوٹے سے حجرے کی طرح بنالیا تھا۔ وہاں آکر آپ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، چند لوگ بھی وہاں آگئے اور انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر سب لوگ دوسری رات بھی آگئے اور ٹھہرے رہے لیکن آپ گھر ہی میں رہے اور باہر ان کے پاس تشریف نہیں لائے۔ لوگ آواز بلند کرنے لگے اور دروازے پر کنکریاں ماریں تو آنحضرت ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا تم چاہتے ہو کہ ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہو تاکہ تم پر فرض ہو جائے (اس وقت مشکل ہو) دیکھو تم نفل نمازیں اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو۔ کیونکہ فرض نمازوں کے سوا آدمی کی بہترین نفل نماز وہ ہے

زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ اللَّقْطَةِ؟ فَقَالَ: ((عَرَفَهَا سَنَةً، ثُمَّ اعْرِفْ وَكَأَنَّهَا وَعِفَاصُهَا ثُمَّ اسْتَفِيقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَذِّهَا إِلَيْهِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّبِّ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: فَفَضِبْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى اخْمَرَتْ وَجَنَّتَاهُ أَوْ اخْمَرَ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا))۔ [راجع: ۹۱]

۶۱۳- وقال المكي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ أَبُو النُّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اخْتَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُجَيْرَةَ مُخَصَّفَةً - أَوْ حَصِيرًا - فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيهَا فَتَبَعَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ وَجَاؤُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاؤُوا لَيْلَةً، فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ لَوْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغَضَّبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَمَا زَالَ بِكُمْ صَبِيغُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَكْتَبُ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنْ خَيْرَ صَلَاةٍ الْمَرْءِ

جو گھر میں پڑھی جائے۔

فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ)).

[راجع: ۷۳۱]

شرح حدیث میں تو آنحضرت ﷺ کا ایک ناروا سوال پر غصہ کرنا مذکور ہے، یہی باب سے مطابقت ہے گھر میں نماز پڑھنے سے نفل نمازیں مراد ہیں۔ فرض نماز کا محل مساجد ہیں بلا عذر شرعی فرض نماز گھر میں پڑھے وہ بہت سے ثواب سے محروم رہ گیا۔ صحابہ کا آپ کو آواز دینا اطلاعاً مکان پر کنکری پھینک کر آپ کو بلانا، نماز تہجد آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کے شوق میں تھا۔ کھوئے ہوئے اونٹ کے بارے میں آپ کا حکم عرب کے ماحول کے مطابق تھا۔

۷۶- باب الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ لِقَوْلِ
اللَّهِ تَعَالَى :

باب غصہ سے پرہیز کرنا اللہ تعالیٰ کے فرمان (سورہ شوریٰ)
کی وجہ سے اور سورہ آل عمران میں فرمایا

اور (اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں) جو کبیرہ گناہوں سے اور بے شرعی سے پرہیز کرتے ہیں اور جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں خوشحال اور تنگ دستی میں اور غصہ کو پی لے جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مخلص بندوں کو پسند کرتا ہے۔

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ، وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ
وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

(۶۱۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔ بے قابو نہ ہو جائے۔

۶۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

(۶۱۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے سلیمان بن صرد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا، ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ کہہ لے۔ صحابہ نے اس سے

۶۱۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ: اسْتَبْرَأَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغَضَّبًا قَدْ احْمَرَّتْ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَا عَلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))

فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ
 ﷺ قَالَ: إِنِّي لَنْسْتُ بِمَجْنُونٍ.
 کہا کہ سنتے نہیں، حضور اکرم ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ
 کیا میں دیوانہ ہوں؟

[راجع: ۳۲۸۲]

یہ بھی اس نے غصہ کی حالت میں کہا بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد سن لیا ہے، پھر اس نے یہ
 کلمہ پڑھ لیا۔

۶۱۱۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَوْسُفَ،
 أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ هُوَ ابْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ أَبِي
 حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ:
 أَوْصِنِي قَالَ: ((لَا تَغْضَبَنَّ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا
 قَالَ: ((لَا تَغْضَبَنَّ)).
 ۶۱۱۶) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بکر نے خبر دی جو
 ابن عیاش ہیں، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ
 مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا
 کہ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ
 غصہ نہ ہوا کہ

شاید یہ شخص بڑا غصہ والا ہو گا۔ تو اس کو یہی نصیحت سب پر مقدم کی پس حسب حال نصیحت کرنا سنت نبوی ہے جیسا کہ ہر
 حکیم پر فرض ہے کہ مرض کے حسب حال دوا تجویز کرے۔

باب حیا اور شرم کا بیان

۷۷- باب الْحَيَاءِ

۶۱۱۷- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ
 قَنَادَةَ، عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ:
 سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ
 النَّبِيُّ ﷺ: ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ))
 فَقَالَ بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوبٌ لِي الْحِكْمَةُ
 إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ
 سَكِينَةً، فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أَخَذْتُكَ عَنْ
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَحَدَّثَنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ؟
 ۶۱۱۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
 بیان کیا، ان سے قنادہ نے ان سے ابوالسوار عدوی نے بیان کیا، کہا کہ
 میں نے عمران بن حصین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ
 نے فرمایا حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔ اس پر بشیر بن کعب نے کہا
 کہ حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا سے وقار حاصل ہوتا ہے،
 حیا سے سکینت حاصل ہوتی ہے۔ عمران نے ان سے کہا میں تجھ سے
 رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی (دوورقی) کتب کی
 باتیں مجھ کو سناتا ہے۔

حالانکہ بشیر بن کعب نے حکیموں کی کتب سے حدیث کی تائید کی تھی مگر عمران نے اس کو بھی پسند نہیں کیا کیونکہ حدیث یا
 آیت سننے کے بعد پھر اوروں کا کلام سننے کی ضرورت نہیں، جب آفتاب آگیا تو مشعل یا چراغ کی کیا ضرورت ہے۔ اس
 حدیث سے ان بعض لوگوں کو نصیحت لینی چاہیے جو حدیث کا معارضہ کسی امام یا مجتہد کے قول سے کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے
 ایسے ہی مقلدین کے بارے میں بعد افسوس کہا ہے فما یکون جو ابہم یوم یقوم الناس لرب العالمین قیامت کے دن ایسے لوگ جب
 بارگاہ الہی میں کھڑے ہوں گے اور سوال ہو گا کہ تم نے میرے رسول کا ارشاد سن کر فلاں امام کا قول کیوں اختیار کیا تو ایسے لوگ اللہ
 پاک کو کیا جواب دیں گے دیکھو۔ حجة الله البالغة اردو، صفحہ: ۲۳۰۔

(۶۱۱۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک شخص پر سے ہوا جو اپنے بھائی پر حیاء کی وجہ سے ناراض ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو، گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کہ حیاء ایمان میں سے ہے۔

(۶۱۱۹) ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قنادہ نے، انہیں انس بن مالک نے، ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ ہے، میں نے ابوسعید سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر وہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے۔

باب جب حیاء نہ ہو تو

جو چاہو کرو۔

(۶۱۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے ربعی بن خراش نے بیان کیا، ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرو۔

باب شریعت کی باتیں پوچھنے میں

شرم نہ کرنا چاہیئے۔

(۶۱۲۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان

۶۱۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ يَقُولُ: إِنَّكَ لَتَسْتَخْصِي حَتَّى كَأَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعُهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)). [راجع: ۲۴]

۶۱۱۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحِجْفِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَنَادَةَ، عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عُتْبَةَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْغُلَازِ فِي خِدْرِهِا.

[راجع: ۳۵۶۲]

۷۸- باب إِذَا لَمْ تَسْتَخْ فَاصْنَعْ مَا

شِئْتَ.

۶۱۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأَوَّلَى إِذَا لَمْ تَسْتَخْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)). [راجع: ۳۴۸۳]

۷۹- باب مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ

لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ

۶۱۲۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ

سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے حیاء نہیں کرتا کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر عورت منی کی تری دیکھے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔

زَيْنَبُ ابْنَةُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا اخْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ (إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ). [راجع: ۱۳۰]

تشریح یہ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں، ان کے والد حضرت ابو سلمہ تھے جن کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد مخزومی ہے اور کنیت ابو سلمہ ہے۔ یہ رسول کریم ﷺ کے حقیقی چھوٹے زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام بھہ بنت عبدالمطلب ہے اور ابو سلمہ نبی ﷺ کے دودھ شریک بھی ہیں۔ ان کی بیوی ام سلمہ نے ان کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی تھی مگر مکہ واپس آ گئے جب دوبارہ مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو ان کے بچے سلمہ کو دو خیال والوں نے چھین لیا اور حضرت ام سلمہ کو ان کے سیکے والوں نے جبراً روک لیا۔ ابو سلمہ دل مسوس کر بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں مدینہ چلے گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک سال تک برابر روتی رہی اور روزانہ اس جگہ آکر بیٹھ جاتی جہاں شوہر سے الگ کی گئی تھیں، ان کی اس بے قراری اور گریہ و زاری نے سبک دل عزیزوں کو بھی رحم پر مجبور کر دیا اور انہوں نے ان کو ان کے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ یہ اکیلی مدینہ منورہ کو چل کھڑی ہوئیں، جنگ احد میں ابو سلمہ سخت زخمی ہو گئے اور جمادی الآخر ۳ھ میں ان زخموں کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میرے اہل و عیال کی اچھی طرح نگہداشت کیجیو یہ دعا مقبول ہوئی اور ابو سلمہ کے اہل و عیال کو رسول اللہ ﷺ جیسا سرپرست عطا ہوا اور حضرت ام سلمہ کو ام المؤمنین کا لقب و منصب عطا کیا گیا۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں کی رسول کریم ﷺ نے ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ عمر بن ابو سلمہ سے سعید بن مسیب، ابو امامہ بن سہل اور عروہ ابن زہیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ حدیث کی روایت کرتے ہیں اور حضرت علی ان کو فارس اور بحرین کا حاکم مقرر کرتے ہیں۔ ابو سلمہ کی بیٹی زینب اپنے زمانہ کی سب عورتوں سے زیادہ فقیہ تھیں، یہ بچہ ہی تھیں کہ ایک دن کھیلتے کھیلتے یہ رسول کریم ﷺ کے پاس آ گئیں آپ غسل فرما رہے تھے آپ نے پیار سے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، چہرے کی تازگی بڑھاپے میں بھی جوانی جیسی قائم رہی۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۸۳ سال کی عمر میں ۶۰ھ میں ہوا۔

(۶۱۲۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دثار نے، کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مومن کی مثال اس سرسبز درخت کی ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے۔ صحابہ نے کہا کہ یہ فلاں درخت ہے۔ یہ فلاں درخت ہے۔ میرے دل میں آیا کہ کہوں کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن چونکہ میں نوجوان تھا، اس لئے مجھ کو بولتے ہوئے حیا آئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ اور اسی سند سے شعبہ سے روایت ہے کہ کہا

۶۱۲۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دَثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضِرَاءَ، لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَنْحَاثُ)) فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَجَرَةٌ كَذَا هِيَ شَجَرَةٌ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). وَعَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا

ہم سے ضبیہ بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ پھر میں نے اس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو مجھے اتنا اتنا مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

حضرت امام بخاری نے اسی روایت سے باب کا مطلب نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی اس شرم کو پسند نہ کیا جو دین کی بات بتلانے میں انہوں نے کی۔ بے عمل شرم کرنا غلط ہے۔

(۶۱۲۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے مرحوم بن عبد العزیز نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں نے ثابت سے سنا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے نکاح کے لئے پیش کیا اور عرض کیا، کیا آنحضرت ﷺ کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے؟ اس پر انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بولیں، وہ کتنی بے حیا تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم سے تو اچھی تھیں انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے نکاح کے لئے پیش کیا۔

یہ سعادت کہاں ملتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کسی عورت کو اپنی زوجیت کے لئے پسند فرمائیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ

آسانی کرو، سختی نہ کرو، آپ ﷺ

لوگوں پر تخفیف اور آسانی کو پسند فرمایا کرتے تھے

اللہ پاک ہمارے علماء اور فقہاء کو بھی اس اسوۂ نبوی پر عمل درآمد کی توفیق بخشے جنہوں نے ملت اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے امت کو بہت سی مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔

(۶۱۲۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سعید بن ابی بردہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) اور معاذ بن جبل کو (مین) بھیجا تو ان سے فرمایا کہ (لوگوں کے لئے) آسانیاں پیدا کرنا، تنگی میں نہ ڈالنا، انہیں خوش خبری سنانا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں اتفاق سے کام کرنا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم ایسی

خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَزَادَ حَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ قُلْتُهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ۶۱]

۶۱۲۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ، سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ لِي؟ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ عَرَضْتَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

[راجع: ۵۱۲۰]

۸۰۔ باب قول النبي ﷺ:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا)) وَكَانَ يُحِبُّ

التَّخْفِيفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

۶۱۲۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا: ((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُفْخَرُوا وَتَطَاوَعَا)) قَالَ أَبُو مُوسَى: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ بِصُنْعِ فِيهَا شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ

سرزمین میں جا رہے ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے اور اسے ”تبع“ کہا جاتا ہے اور جو سے شراب بنائی جاتی ہے اور اسے ”مزر“ کہا جاتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

الْبُتْعُ وَشَرَابُ مِنَ الشَّعِيرِ يُقَالُ لَهُ : الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))۔ [راجع: ۲۲۶۱]

کوئی شراب ہو جو نشہ کرے وہ حرام ہے۔

(۶۱۲۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آسانی پیدا کرو، تنگی نہ پیدا کرو، لوگوں کو تسلی اور تشفی دو نفرت نہ دلاؤ۔

۶۱۲۵- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنْفِرُوا))۔

(۶۱۲۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان چیزوں کو اختیار فرمایا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا، البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرمت و حد کو توڑتا تو آنحضرت ﷺ ان سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لئے بدلہ لیتے۔

۶۱۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِفْمًا، فَإِنْ كَانَ إِفْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا أَنْتَقِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُتْهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا اللَّهُ۔

[راجع: ۳۵۶۰]

بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ جو کام گناہ ہوتا ہے اس کے لئے آپ کو کیسے اختیار دیا جاتا، شاید یہ مراد ہو کہ کافروں کی طرف سے ایسا اختیار دیا جاتا۔

(۶۱۲۷) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ازرق بن قیس نے کہ اہواز نامی ایرانی شہر میں ہم ایک نہر کے کنارے تھے جو خشک پڑی تھی، پھر ابو برزہ اسلمی صحابی گھوڑے پر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور گھوڑا چھوڑ دیا۔ گھوڑا بھاگنے لگا تو آپ نے نماز توڑ دی اور اس کا پیچھا کیا، آخر اس کے قریب پہنچے اور اسے پکڑ لیا۔ پھر واپس آکر نماز قضا کر دی وہاں ایک شخص خارجی تھا، وہ کہنے لگا کہ اس بوڑھے کو دیکھو اس نے

۶۱۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنَّا عَلَى شَاطِئِهِ، نَهْرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ، فَأَنْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَذْرَكَهَا، فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ

گھوڑے کے لئے نماز توڑ ڈالی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر آئے اور کہا جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں، کسی نے مجھ کو ملامت نہیں کی اور انہوں نے کہا کہ میرا گھر یہاں سے دور ہے، اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو بھاگنے دیتا تو اپنے گھر رات تک بھی نہ پہنچ پاتا اور انہوں نے بیان کیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اور میں نے آنحضرت ﷺ کو آسان صورتوں کو اختیار کرتے دیکھا ہے۔

(۶۱۲۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کی طرف مارنے کو بڑھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے اس جگہ پر پانی کا ایک ڈول بھرا ہوا بہا دو، کیونکہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں، ایسی حالت میں وہاں کی مٹی نکالنی ضروری تھی یہ حدیث پہلے کئی بار گزر چکی ہے۔ اس سے اخلاق نبوی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم الف مرة بعد دکل ذرة

باب لوگوں کے ساتھ فراخی سے پیش آنا

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو، لیکن اس کی وجہ سے اپنے دین کو زخمی نہ کرنا اور اس باب میں اہل و عیال کے ساتھ ہنسی مذاق دل لگی کرنے کا بھی بیان ہے۔

(۶۱۲۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالتیاح نے، کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہم بچوں سے بھی دل لگی کرتے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر نامی سے (مزاحاً) فرماتے ”یا ابا عمیر ما فعل النعیر“ اے ابو عمیر! تیری نعیر

لہ رَأَى فَأَقْبَلَ يَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ لَوْسٍ، فَأَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مِنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّ مِنْ لِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَوَكَّعْتُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ فَرَأَى مِنْ تَبَسُّمِهِ. [راجع: ۱۲۱۱]

۶۱۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُقْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَغْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَخَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقْفُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دَعُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذُنُوبًا مِنْ مَاءٍ - أَوْ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ - فَإِنَّمَا يَعِثُثُ مُبْسِرِينَ وَلَمْ تَبْنَعُوا مُعَسِّرِينَ)). [راجع: ۲۲۰]

۸۱- باب الانبساطِ إِلَى النَّاسِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: خَالِطِ النَّاسَ، وَدِينَكَ لَا تَكْلِمْنَهُ، وَالِدُعَابَةَ مَعَ الْأَهْلِ.

۶۱۲۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَحَالَطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ النُّعَيْرُ؟

نامی چڑیا تو بخیر ہے؟

[طرفہ فی: ۶۲۰۳]

تشیخ ابو عمیرہ ہی بچہ تھا جو بچپن میں مر گیا تھا اور ام سلیم نے اس کے مرنے کی خبر اس کے والد ابو طلحہ سے چھپا کر رکھی تھی یہاں تک کہ انہوں نے کھانا کھایا ام سلیم سے صحبت کی۔ اس وقت ام سلیم نے کہا کہ بچہ مر گیا ہے اس کو دفن کر دو اسی مبرو شکر کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے اسی رات ام سلیم کے بطن میں حمل ٹھہرا دیا اور بہترین بدل عطا فرمایا۔

۶۱۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِأَلْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبٌ يَلْعَنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيَسْرِبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَنَ مَعِيَ.

(۶۱۳۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی، میری بہت سی سیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، جب آنحضرت اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر آنحضرت ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

اسی حدیث سے بچیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنا بالاتفاق جائز رکھا گیا ہے اور گڑیوں کو ان مورتوں میں سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے جن کا بنانا حرام ہے۔

باب لوگوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آنا

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دوست دشمن سب کے ساتھ انسانیت اور اخلاق سے اور محبت سے پیش آنا یہ نفاق نہیں ہے، نفاق یہ ہے کہ مثلاً ان سے کسے میں دل سے آپ سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ دل میں ان کی عداوت ہوتی ہے۔

(۶۱۳۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے ابن المنکدر نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اندر بلاو، یہ اپنی قوم کا بہت ہی برا آدمی ہے، جب وہ شخص اندر آگیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے ابھی اس کے متعلق کیا فرمایا تھا اور پھر اتنی نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عائشہ اللہ کے نزدیک ایک مرتبہ کے اعتبار

۸۲- باب الْمَدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ : إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وَجْهِهِ أَقْوَامٍ وَإِنْ قُلُوبُنَا لَتَلْعَنُهُمْ.

۶۱۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: ((اإِذْنُوا لَهُ فَبَسَّ ابْنُ الْعَشِيرَةِ، أَوْ بَسَّ أَخُو الْعَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتُ مَا قُلْتُ ثُمَّ أَلَنْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ: ((أَيُّ عَائِشَةَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ

وَدَعَا النَّاسَ بِإِقْتَاءِ فُحْشِهِ)۔

[راجع: ۶۰۳۲]

۶۱۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَيْتَ لَهُ أَفْيِيَةً مِنْ دِيبَاجٍ مُزْرَرَةٍ بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِي أَنْاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةٍ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)) قَالَ أَيُّوبُ: بِثَوْبِهِ أَنَّهُ يُرِيدُهُ إِيَّاهُ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ. وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمُسَوَّرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَفْيِيَةً. [راجع: ۲۵۹۹]

سے وہ شخص سب سے برا ہے جسے لوگ اس کی بد خلقی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

(۶۱۳۲) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن علیہ نے خبر دی، کہا ہم کو ایوب نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں دیا کی چند قبائیں آئیں، ان میں سونے کے ٹن لگے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ قبائیں اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیں اور ایک مخرمہ کے لئے باقی رکھی، جب مخرمہ آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے لئے چھپا رکھی تھی۔ ایوب نے کہا یعنی اپنے کپڑے میں چھپا رکھی تھی آپ مخرمہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے تنکے یا گھنڈی کو دکھلا رہے تھے کیونکہ وہ ذرا سخت مزاج آدمی تھے۔

اس حدیث کو حماد بن زید نے بھی ایوب کے واسطے سے روایت کیا مرسلات میں اور حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس چند قبائیں تحفہ میں آئیں پھر ایسی ہی حدیث بیان کی۔

اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ حماد بن زید اور ابن علیہ کی روایتیں بظاہر مرسل ہیں مگر فی الحقیقت موصول ہیں کیونکہ حاتم بن وردان کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اس کو مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے جو صحابی ہیں۔

باب مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں

دُسا جاسکتا

اور معاویہ بن سفیان نے کہا آدمی تجربہ اٹھا کر دانا بنتا ہے۔

یعنی مسلمان کو جب ایک بار کسی چیز کا تجربہ ہو جاتا ہے اس سے نقصان اٹھاتا ہے تو پھر دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا ہوشیار رہتا ہے، بقول دودھ کا جلا ہوا چھاپچھ کو بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

(۶۱۳۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ

۸۳- باب لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ

جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ،

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ، لَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ.

۶۱۳۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ

ڈنگ نہیں لگ سکتا۔

وَاحِدٍ مَّوْتِنٍ))۔

ایک ہی بار دھوکا کھاتا ہے پھر ہوشیار رہتا ہے۔ سچ کہا گیا ہے کہ ~

آدمی بنتا ہے لاکھوں ٹھوکریں کھانے کے بعد رنگ لاتی ہے حتا پھر یہ پس جانے کے بعد

باب مہمان کے حق کے بیان میں

۸۴- باب حَقِّ الصَّيْفِ

(۶۱۳۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے، کہا ہم سے حسین نے، ان سے یحییٰ بن ابی بکر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، کیا یہ میری خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے رہتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو، عبادت بھی کر اور سو بھی روزے بھی رکھ اور بلا روزے بھی رہ، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لئے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، امید ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہو گی، تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو، کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے، اس طرح زندگی بھر کا روزہ ہو گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سختی چاہی تو آپ نے میرے اوپر سختی کر دی، میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہر ہفتے تین روزہ رکھا کر، بیان کیا کہ میں نے اور سختی چاہی اور آپ نے میرے اوپر اور سختی کر دی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھ۔ میں نے پوچھا، اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ ایک دن افطار گویا آدھی عمر کے روزے۔

۶۱۳۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَبِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ))، قُلْتُ: بَلَى قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ، وَصُمْ وَأَفِطِرْ، فَإِنَّ لِبَاسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِرِزْقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِرِزْقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمْرٌ، وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ))، قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ مِنْ كُلِّ جَمْعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ قُلْتُ: أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ)) قُلْتُ: وَمَا صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ؟ قَالَ: ((بِصَفِّ الدَّهْرِ))۔

[راجع: ۱۱۳۱]

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو ملکی اور بھیمی دونوں طاقتیں دے کر مجبور مرکب پیدا فرمایا ہے۔ اگر ایک قوت کو بالکل تباہ کر کے انسان فرشتہ بن جائے تو گویا وہ اپنی فطرت بگاڑتا ہے۔ فضائے قدرت یہ ہے کہ آدمی کو آدمی ہی رہنا چاہیے، عبادت الہی بھی ہو اور دنیا کے حظوظ بھی جائز حد کے اندر حاصل کیے جائیں۔ یہی سنت نبوی ہے

کہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور عبادت بھی کی جائے۔ رات کو آرام بھی کیا جائے اور عبادت بھی کی جائے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے نکاح کے بارے میں خاص طور سے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری امت سے خارج ہے۔ اس سے مجبور رہنے والے نام نہاد پیروں کو سبق لینا چاہیے۔

۸۵- باب إِكْرَامِ الصَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ: باب مہمان کی عزت اور خود اس کی خدمت کرنا اور اللہ
إِيَّاهُ. بِنَفْسِهِ وَقَوْلِهِ: ﴿وَصَيْفٌ إِبْرَاهِيمَ
الْمَكْرُمِينَ﴾. [الذاریات: ۲۳]

(۶۱۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں سعید بن ابی سعید مقبری نے، انہیں ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہیے۔ اس کی خاطر داری بس ایک دن اور رات کی ہے اور مہمانی تین دن اور راتوں کی۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے۔

۶۱۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْكَنْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ صَيفَهُ جَانِزَتَهُ يَوْمَ وَلِيَّةٍ وَالصَّيَافَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَجِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَيَّ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ)) [راجع: ۶۰۱۹]

بلکہ حد درجہ تین دن تین رات اس کے پاس کھانا کھائے پھر اپنا انتظام خود کر لے۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے اسی طرح بیان کیا اور یہ لفظ زیادہ کئے کہ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات کہنی چاہیے ورنہ اسے چپ رہنا چاہیے۔

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ مِثْلَهُ وَزَادَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنَمْ)).

اسی لئے کہا گیا ہے کہ پہلے قول پیچھے بول۔ سوچ سمجھ کر بولنا بڑی دانش مندی ہے۔

(۶۱۳۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو،

۶۱۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَيفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنَمْ)).

خَيْرًا أَوْ لَيَسُمَنَّ)). [راجع: ۵۱۸۵]

۶۱۳۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَبْعُنَا فَتَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا لِمَا تَرَى فِيهِ لَقَال لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلصَّيْفِ فَأَقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخَذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الصَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ)). [راجع: ۲۴۶۱]

تشریح

اس پر لازم ہے کہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔
(۶۱۳۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ہمیں (تبلیغ وغیرہ کے لئے) بھیجتے ہیں اور راستے میں ہم بعض قبیلوں کے گاؤں میں قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ کا اس سلسلے میں کیا ارشاد ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر ہم سے فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کے پاس جا کر اترو اور وہ جیسا دستور ہے مہمانی کے طور پر تم کو کچھ دیں تو اسے منظور کر لو اگر نہ دیں تو مہمانی کا حق قاعدے کے موافق ان سے وصول کر لو۔

اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں عرب کے مروجہ دستور کے تحت تھا جب مسافروں کے لئے دوران سفر میں جہاں مسافر قیام کرتا وہاں والوں کو ان کے کھلانے پلانے کا انتظام کرنا ضروری تھا۔ آج ہوٹلوں کا دور ہے مگر حدیث کا منشاء آج بھی واجب العمل ہے کہ مہمانوں کی خبر گیری کرنا ضروری ہے۔ مولوی عبدالحق بن فضل اللہ غزنوی جو امام شوکانی کے بلا واسطہ شاگرد تھے اور مترجم (وحید الزماں) نے صغریٰ میں ان سے تلمذ کیا ہے، بڑے ہی قبیح سنت اور حق پرست تھے۔ مولانا موصوف کا قاعدہ تھا کہ کسی کے ہاں جاتے تو تین دن سے زیادہ ہرگز نہ کھاتے بلکہ تین دن کے بعد اپنا انتظام خود کرتے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

۶۱۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقِلْ خَيْرًا أَوْ لَيَسُمَنَّ)).

[راجع: ۵۱۸۵]

تشریح

(۶۱۳۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے۔

اس حدیث میں جو صفات حسنہ مذکور ہوئی ہیں وہ اتنی اہم ہیں کہ ان سے محروم رہنے والے آدمی کو ایمان سے محروم کہا جا سکتا ہے۔ مہمان کا اکرام کرنا، صلہ رحمی کرنا، زبان قابو میں رکھنا یہ بڑی ہی اونچی خوبیاں ہیں جو ہر مومن مسلمان کے اندر ہونی ضروری ہیں، ورنہ خالی نماز روزہ بے وزن ہو کر رہ جائیں گے۔ آج کل کتنے ہی نمازی مدعیان دین ہیں جو محض لفافہ ہیں اندر کچھ نہیں ہے۔ بے مغز سٹھلی بے کار محض ہوتی ہے، کتنے نام نہاد علماء و حفاظ بھی ایسے ہوتے ہیں جو محض دُعا و نمود کے طلب گار ہوتے

ہیں۔ الامشاء اللہ۔

۸۶- باب صُنْعِ الطَّعَامِ، وَالتَّكْلُفِ

لِلضَّيْفِ

۶۱۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جَحْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَخَى النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَرَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُبْدَلَةً فَقَالَ لَهَا : مَا شَأْنُكَ؟ قَالَتْ : أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَبَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ : كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ : مَا أَنَا بِكُلٍّ حَتَّى تَأْكُلَ، فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ : نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ : نَمْ. فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ : قُمْ الْآنَ قَالَ : فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ : إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَاتَى النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((صَدَقَ سَلْمَانُ)). أَبُو جَحْفَةَ وَهَبُ السُّوَائِي يُقَالُ : وَهَبُ الْخَيْرِ.

[راجع: ۱۹۶۸]

باب مہمان کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرنا

(۶۱۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو العیسیٰ (عتبہ بن عبد اللہ) نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان فارسی اور ابو درداء رضی اللہ عنہما کو بھائی بھائی بنا دیا۔ ایک مرتبہ سلمان ابو درداء رضی اللہ عنہما کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تو ام درداء رضی اللہ عنہا کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ وہ بولیں تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر ابو درداء تشریف لائے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کھائیے، میں روزے سے ہوں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بولے کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ بھی نہ کھائیں۔ چنانچہ ابو درداء نے بھی کھایا رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے کی تیاری کرنے لگے۔ سلمان نے کہا کہ سو جائیے، پھر جب آخر رات ہوئی تو ابو درداء نے کہا اب اٹھئے، بیان کیا کہ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلاشبہ تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، پس سارے حق داروں کے حقوق ادا کرو۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا ہے۔ ابو جحیفہ کا نام وہب السوائی ہے، جسے وہب الخیر بھی کہتے ہیں۔

عورت بے چاری میلی کپلی بیٹھی ہوئی تھی، حضرت سلمان کے پوچھنے پر اسے کہنا پڑا کہ میرے خاوند جب مجھ سے مخاطب ہی نہیں ہوتے تو میں بناؤ سنگار کر کے کیا کروں۔ آخر حضرت سلمان کے سمجھانے سے ابو درداء نے اپنی حالت کو بدلا۔ روایت میں حضرت سلمان کے لئے کھانا تیار کرنے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

باب مہمان کے سامنے غصہ اور رنج

۸۷- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ

وَالْحَزَّاعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

۶۱۴۰- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ: لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: ذُوقْ أَضْيَافَكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفْرُغُ مِنْ قِرَائِهِمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ، فَاَنْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَنَّهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ: اطْعَمُوا فَقَالُوا: أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوا قَالُوا: مَا نَحْنُ بِكَائِلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اقْبَلُوا عَنَّا قِرَائَتَكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَنَلْفَيْنَ مِنْهُ، فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ تَحَيَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَاخْبَرُوهُ فَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَتُ ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ أَفَسَمَنْتَ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ، فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوا: صَدَقَ أَنَا بِهِ قَالَ: فَإِنَّمَا أَنْتَ تَتَمَوَّنِي وَاللَّهُ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ الْآخَرُونَ: وَاللَّهُ لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ قَالَ: لَمْ أَرِ لِي الشَّرَّ كَاللَّيْلَةِ وَيَلْكُمُ مَا أَنْتُمْ لِمَ لَا تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَائَتَكُمْ، هَاتِ طَعَامَكَ لَجَاءَهُ فَرَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ الْأُولَى لِلشَّيْطَانِ فَآكَلُوا وَأَكَلُوا.

کا ظاہر کرنا مکروہ ہے

(۶۱۴۰) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید الجریری نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان ہندی نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی میزبانی کی اور عبدالرحمن سے کہا کہ مہمانوں کا پوری طرح خیال رکھنا کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں گا، میرے آنے سے پہلے انہیں کھانا کھلا دینا۔ چنانچہ عبدالرحمن کھانا مہمانوں کے پاس لائے اور کہا کہ کھانا کھائیے۔ انہوں نے پوچھا کہ ہمارے گھر کے مالک کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ لوگ کھانا کھالیں۔ مہمانوں نے کہا کہ جب تک ہمارے میزبان نہ آجائیں ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہماری درخواست قبول کر لیجئے کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنے تک اگر آپ لوگ کھانے سے فارغ نہیں ہو گئے تو ہمیں ان کی خفگی کا سامنا ہو گا۔ انہوں نے اس پر بھی انکار کیا۔ میں جانتا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لئے جب وہ آئے میں ان سے بچنے لگا۔ انہوں نے پوچھا، تم لوگوں نے کیا کیا؟ گھر والوں نے انہیں بتایا تو انہوں نے عبدالرحمن کو پکارا! میں خاموش رہا۔ پھر انہوں نے پکارا! عبدالرحمن! میں اس مرتبہ بھی خاموش رہا۔ پھر انہوں نے کہا ارے پاجی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو باہر آ جا، میں باہر نکلا اور عرض کیا کہ آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں۔ مہمانوں نے بھی کہا عبدالرحمن سچ کہہ رہا ہے۔ وہ کھانا ہمارے پاس لائے تھے۔ آخر والد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگوں نے میرا انتظار کیا، اللہ کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ اللہ کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں ہم بھی نہ کھائیں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی میں نے ایسی خراب بات کبھی نہیں دیکھی۔ مہمانو! تم لوگ ہماری میزبانی سے کیوں انکار کرتے ہو۔ خیر عبدالرحمن کھانا لا، وہ کھانا لائے تو آپ نے اس پر اپنا

[راجع: ۶۰۲]

ہاتھ رکھ کر کہا، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، پہلی حالت (کھانا نہ کھانے کی قسم) شیطان کی طرف سے تھی۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا اور ان کے ساتھ مہمانوں نے بھی کھایا۔

تشریح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آخر انسان تھے، مہمانوں کو بھوکا دیکھ کر گھر والوں پر خفگی کا اظہار کرنے لگے، مہمانوں نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو وہ بھی کھانے سے قسم کھا بیٹھے۔ آخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اپنی قسم توڑ کر کھانا کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا، قسم کھانے کو آپ نے شیطان کی طرف سے قرار دیا۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے، کیوں کہ آپ نے مہمانوں کے سامنے جو عبدالرحمنؓ پر غصہ کیا تھا اور قسم کھالی تھی اس کو شیطان کا اغوا قرار دیا۔

۸۸- باب قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ لَا أَكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ.

فِيهِ حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۶۱۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي غُثَمَانَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ بِأَصْيَافٍ لَهُ، فَأَمَسَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ أُمِّي اخْتَبَسْتُ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ أَصْيَافِكَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: أَوْ مَا عَشَيْتُهُمْ فَقَالَتْ: عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فُلَبَّى فَعَضِبَ أَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَخَلَفَ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ. فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ: يَا غُثَرُ، فَخَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَخَلَفَ الضَّيْفُ أَوْ الْأَصْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ كَانَ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً، إِلَّا رَبَّأَ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ: يَا أُخْتُ بَنِي

مجموعہ سے محمد بن قسطلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان ابن طرفان نے، ان سے ابو عثمان نمدی نے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا ایک مہمان یا کئی مہمان لے کر گھر آئے۔ پھر آپ شام ہی سے نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے، جب وہ لوٹ کر آئے تو میری والدہ نے کہا کہ آج اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ کہاں رہ گئے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور انہوں نے (گھر والوں کو) برا بھلا کہا اور دکھ کا اظہار کیا اور قسم کھالی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں تو دُر کے مارے چھپ گیا تو آپ نے پکارا کہ اے پاجی! کدھر ہے تو ادھر آ۔ میری والدہ نے بھی قسم کھالی کہ اگر وہ کھانا نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گی۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ آخر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ غصہ کرنا شیطان کا کام تھا، پھر آپ نے کھانا منگوایا اور خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھایا (اس کھانے میں یہ برکت ہوئی) جب یہ لوگ ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے کھانا اور بھی بڑھ جاتا تھا۔ ابو بکر

ﷺ نے کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہو رہا ہے، کھانا تو اور بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب یہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ جب ہم نے کھانا کھایا بھی نہیں تھا۔ پھر سب نے کھایا اور اس میں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اس کھانے میں سے کھایا۔

[راجع: ۶۰۲]

تشریح حضرت صدیق اکبر ﷺ کی زوجہ ام رومان بنی فراس قبیلے سے تھیں ان کا نام زینب تھا۔ حضرت امام بخاری کا نشانے باب یہ ہے کہ گاہے کوئی ایسا موقع ہو کہ میزبان سے مہمان ایسا لفظ کہہ دے کہ آپ جب تک ساتھ میں نہ کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو اخلاقاً ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور برعکس میزبان کے لئے بھی یہی بات ہے، بہر حال میزبان کا فرض ہے کہ حتی الامکان مہمان کا اکرام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے اور مہمان کا فرض ہے کہ میزبان کے گھر زیادہ ٹھہر کر اس کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنے۔ یہ اسلامی آداب و اخلاق و تمدن و معاشرت کی باتیں ہیں، اللہ پاک ہر موقع پر ان کو معمول بنانے کی توفیق بخشے آمین۔

۸۹- باب إِكْرَامِ الْكَبِيرِ، وَيَنْدَأُ
الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

(۴۳-۶۱۴۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا وہ ابن زید ہیں، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے انصار کے غلام بشر بن یسار نے، ان سے رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حمزہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سہل اور محبہ بن مسعود خیبر سے آئے اور کجور کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، عبد اللہ بن سہل وہیں قتل کر دیئے گئے۔ پھر عبد الرحمن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول ساتھی (عبد اللہ بن سہل) کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ پہلے عبد الرحمن نے بولنا چاہا جو سب سے چھوٹے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کرو۔ (ابن سعید نے اس کا مقدمہ یہ) بیان کیا کہ جو بڑا ہے وہ گفتگو کرے، پھر انہوں نے اپنے ساتھی کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے ۵۰ آدمی قسم کھالیں کہ عبد اللہ کو یہودیوں نے مارا ہے تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے خود تو اسے دیکھا نہیں تھا (پھر اس کے متعلق قسم کیسے کھا سکتے ہیں؟) آنحضرت ﷺ

۶۱۴۲، ۶۱۴۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحِبَّةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَخُوَيْصَةَ وَمُحِبَّةَ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَبِرَ الْكَبِيرُ)) قَالَ يَحْيَى: لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَسْتَحِقُّونَ قَبِيلَكُمْ - أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ - بِإِيمَانٍ خَمْسِينَ

نے فرمایا پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسم کھلا کر تم سے چھٹکارا پا لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسم کا کیا بھروسہ) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن سہل کے وارثوں کو دیت خود اپنی سر سے ادا کر دی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان اونٹوں میں سے (جو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیت میں دیئے تھے) ایک اونٹنی کو میں نے پکڑا وہ تھان میں گھس گئی، اس نے ایک لات مجھ کو لگائی۔ اور لیث نے کہا مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے بشیر نے اور ان سے سہل نے، یحییٰ نے یہاں بیان کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ بشیر نے ”مع رافع بن خدیج“ کے الفاظ کہے تھے۔ اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے بشیر نے اور انہوں نے صرف سہل سے روایت کی۔

مِنْكُمْ) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَرَ لَمْ نَرَهُ قَالَ : ((فَتَبَرُّكُمْ يَهُودُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ قَوْدَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَبْلِهِ. قَالَ سَهْلٌ: فَأَذْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ لَقَدْ خَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضْتَنِي بِرِجْلِهَا قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بَشِيرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيَى : حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ بَشِيرٍ، عَنْ سَهْلٍ وَخَدَةَ.

[راجع: ۲۷۰۲]

اس میں رافع کا نام نہیں ہے۔

لشیرج حدیث میں قسامت کا ذکر ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ کسی مقتول سے متعلق عینی شہادت نہ ہو تو اس کی قوم کے پچاس آدمی اپنے خیال میں قاتل کا نام لے کر قسمیں کھائیں گے کہ واللہ وہی قاتل ہے تو وہ دیت کے حق دار ہو جائیں گے، یہی قسامت ہے۔ حدیث میں ہر امر میں بڑوں کو مقدم رکھنے کا حکم ہے، باب سے یہی تعلق ہے۔ شریعت اسلامی میں قتل ناحق کا معاملہ کتنا اہم ہے اس سے یہی ظاہر ہوا۔

(۶۱۴۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے اس درخت کا نام بتاؤ، جس کی مثال مسلمان کی سی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑا کرتے۔ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے کہنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ مجلس میں حضرات ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما جیسے اکابر بھی موجود تھے۔ پھر جب ان دونوں بزرگوں نے کچھ نہیں کہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ جب میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے عرض کیا کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں یہ کھجور کا درخت ہے، انہوں نے کہا پھر تم نے کہا کیوں

۶۱۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مِثْلَهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ يَأْذَنُ رَبُّهَا وَلَا تَحْتُ وَرَقَهَا))، فَوَقَعَ لِي نَفْسِي النَّخْلَةَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ. وَتَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ لِي نَفْسِي النَّخْلَةَ قَالَ

نہیں؟ اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو میرے لئے اتنا مال اور اسباب ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (میں نے عرض کیا) صرف اس وجہ سے میں نے نہیں کہا کہ جب میں نے آپ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ کو خاموش دیکھا تو میں نے آپ بزرگوں کے سامنے بات کرنا برا جانا۔

: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: مَا مَنَعَنِي إِلَّا أَنِّي لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمُمَا فَكَرِهْتُ.

[راجع: ۶۱]

تفسیر کجور کے درخت میں یہ خاصیت ہے کہ قحط کے زمانے میں بھی جبکہ اور درخت سوکھ جاتے ہیں یہ خوب میوہ دیتا ہے اور یہ بہر حال مفید رہتا ہے۔ عربوں کا بہت بڑا سرمایہ یہی درخت ہے، جس کا پھل غذائیت سے بھرپور اور بے حد مقوی اور نفع بخش ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بہت سی قسم کی کجوریں پیدا ہوتی ہیں جن میں مجوہ نامی کجور بہت ہی تریاق ہے۔ حدیث سے بیوں کو مقدم رکھنا ثابت ہوا، مگر کوئی موقع مناسب ہو اور چھوٹے لوگ بیوں کی خاموشی دیکھ کر کچ بات کہہ دیں تو یہ معیوب نہیں ہو گا۔

باب شعر، رجز اور حدیٰ خوانی کا جائز ہونا

اور جو چیزیں اس میں ناپسند ہیں ان کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ شعراء میں فرمایا، شاعروں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ وہ باتیں کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔ سوا ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے عمل صالح کئے اور اللہ کا کثرت سے ذکر کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو انہوں نے اس کا بدلہ لیا اور ظلم کرنے والوں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (فی کل واد یہیمون) کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک لغو بے ہودہ بات میں گھستے ہیں۔

۹۰۔ باب مَا یَجُوزُ مِنَ الشَّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحَدَّاءِ وَمَا یُكْرَهُ مِنْهُ وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

هُوَ الشُّعْرَاءُ بَيِّعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿۱﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي كُلِّ لَغْوٍ يَخُوضُونَ.

تفسیر رجز وہ شعر جو میدان جنگ میں پڑھے جاتے ہیں اپنی بہادری جتانے کے لئے اور حدی وہ موزوں کلام جو اونٹوں کو سنایا جاتا ہے تاکہ وہ گرم ہو جائیں اور خوب چلیں یہ حدی خوانی عرب میں ایسی رائج ہے کہ اونٹ اسے سن کر مست ہو جاتے اور کوسوں بغیر تھکنے کے چلے جاتے ہیں۔ آج کے دور میں ان اونٹوں کی جگہ ملک عرب میں بھی کاروں، بسوں نے لی ہے الا ماشاء اللہ۔ آیت میں ان شعروں کے جواز پر اشارہ ہے جو اسلام کی برتری اور کفار کے جواب میں کہے جائیں۔ حضرت حسان ایسے ہی شاعر تھے جن کو دربار رسالت کے شاعر ہونے کا فخر حاصل ہے۔

(۶۱۴۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو ابو بکر بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں مروان بن حکم نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن اسود بن عبد یفوث نے خبر دی، انہیں ابی بن کعب

۶۱۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ

رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے۔

الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَهُوثَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبِي بَنِي
كَغَبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ
مِنَ الشُّعْرِ حِكْمَةً)).

معلوم ہوا کہ پر از حکمت و دانش و اسلامیات کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

(۶۱۴۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے
بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، انہوں نے کہا کہ میں نے جندب
بن عبد اللہ بجلی سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ چل رہے تھے
کہ آپ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ گر پڑے، اس سے آپ کی انگلی
سے خون بننے لگا، تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

۶۱۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،
عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبًا
يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ
حَجَرٌ فَغَرَّ فَدَمِيتُ إِنْصَبْعُهُ فَقَالَ:

هَلْ أَنْتَ إِلَّا إِنْصَبْعُ دَمِيتِ
وَلِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتِ

[راجع: ۲۸۰۲]

تو تو اک انگلی ہے اور کیا ہے جو زخمی ہو گئی
کیا ہوا اگر راہ مولیٰ میں تو زخمی ہو گئی

یہ کلام رجز ہے شعر نہیں آپ نے خود کوئی شعر نہیں بنایا۔ ہاں دوسرے شاعروں کے عمدہ شعر کبھی آپ نے پڑھے ہیں۔
[شرح] صدق اللہ تعالیٰ و ما علمناه الشعر و ما ينبغي له۔

(۶۱۴۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان
سے عبد الملک نے، انہوں نے کہا ہم سے ابو سلمہ نے اور ان سے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شعراء کے کلام
میں سے سچا کلمہ لبید کا مصرع ہے جو یہ ہے کہ! ”اللہ کے سوا جو کچھ
ہے سب معدوم و فنا ہونے والا ہے۔“ امیہ بن ابی الصلت شاعر تو
قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔

۶۱۴۷- حَدَّثَنَا بَشَارٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ
مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ،
حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ
قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ)): أَلَا كُلُّ شَيْءٍ
مَا خَلَآ اللَّهُ بَاطِلٌ وَكَأَذْ أَمِيَّةُ بْنُ أَبِي
الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ. [راجع: ۳۸۴۱]

لبید عرب کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے کلام میں توحید کی خوبیاں اور بت پرستی کی مذمت بھری ہوئی ہے معلوم ہوا کہ
اچھا شعر خواہ کسی غیر مسلم ہی کا کیوں نہ ہو اس کی تحسین جائز ہے۔ مرد باید کہ گیر داند رکوش و رنشت است پند بردیوار۔
اور اس کا دوسرا مصرع یہ ہے۔ وکل نعیم لا محالة زائل۔ یعنی ہر ایک نعمت ضرور ضرور ختم ہونے والی ہے مگر جنت کی نعمتیں۔

(۶۱۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن
اسماعیل نے، ان سے برید ابن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع
رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں گئے اور ہم نے
رات میں سفر کیا، اتنے میں مسلمانوں کے آدمی نے عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ

۶۱۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا
حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ أَبِي
عَبِيدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَمَسَرْنَا لَيْلًا

سے کہا کہ اپنے کچھ شعر اشعار سناؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ عامر شاعر تھے۔ وہ لوگوں کو اپنی حدی سناتے لگے۔ ”اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔ ہم تجھ پر فدا ہوں، ہم نے جو کچھ پہلے گناہ کئے ان کو تو معاف کر دے اور جب (دشمن سے) ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون نازل فرما۔ جب ہمیں جنگ کے لئے بلایا جاتا ہے، تو ہم موجود ہو جاتے ہیں اور دشمن نے بھی پکار کر ہم سے نجات چاہی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون اونٹوں کو ہانک رہا ہے جو حدی گا رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ عامر بن اکوع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ پاک اس پر رحم کرے۔ ایک صحابی یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اب تو عامر شہید ہوئے، کاش اور چند روز آپ ہم کو عامر سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم خیر آئے اور اس کو گھیر لیا اس گھراؤ میں ہم شدید فاقوں میں مبتلا ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ نے خیر والوں پر ہم کو فتح عطا فرمائی جس دن ان پر فتح ہوئی اس کی شام کو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلائی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ یہ آگ کیسی ہے، کس کام کے لئے تم لوگوں نے یہ آگ جلائی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ گوشت پکانے کے لئے۔ اس پر آپ نے دریافت فرمایا کس چیز کے گوشت کے لئے؟ صحابہ نے کہا کہ بستی کے پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، گوشت کو برتنوں میں سے پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم گوشت تو پھینک دیں گے، مگر برتن توڑنے کے بجائے اگر دھو لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھایوں ہی کر لو۔ جب لوگوں نے جنگ کی صف بندی کر لی تو عامر (ابن اکوع شاعر) نے اپنی تلوار سے ایک یہودی پر وار کیا، ان کی تلوار چھوٹی تھی اس کی نوک پلٹ کر خود ان کے گھٹنوں پر لگی اور اس کی وجہ سے ان کی شہادت ہو گئی۔ جب لوگ واپس آنے لگے تو سلمہ (عامر کے بھائی) نے بیان کیا کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ میرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ
أَلَا تَسْمِعُنَا هُنَيْهَةَ بَيْتِكَ قَالَ : وَكَانَ عَامِرٌ
رَجُلًا شَاعِرًا فَتَرَنَّنَ يَخْذُلُوا بِالْقَوْمِ يَقُولُ :

اللَّهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ لِدَاءِ لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا
وَكَبَّتِ الْأَقْدَامُ إِنْ لَا قَيْنَا
نَا إِذَا صَبَحَ بَنَّا أَتَيْنَا
وَأَلْقَيْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَبِالصَّبَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ))
قَالُوا : عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ : ((يَرْحَمُهُ
اللَّهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : وَجَبَتْ يَا
نَبِيَّ اللَّهِ لَوْ لَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ : فَأَتَيْنَا خَيْرَ
فَحَاصِرِنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ
شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا
أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فَتَحَتْ عَلَيْهِمْ
أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((مَا هَذِهِ النَّيْرَانُ عَلَى أَيْ شَيْءٍ
تُوقِدُون؟)) قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ : ((عَلَى
أَيْ لَحْمٍ؟)) قَالُوا : عَلَى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَهْرِقُوهَا
وَاكْسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَزْ نُهْرِيقُهَا وَنَفْسِلُهَا قَالَ : ((أَوْ ذَاكَ)) فَلَمَّا
تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قَصِيرٌ
فَتَنَاولَ بِهِ يَهُودِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعَ ذُبَابٌ
سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُجْبَةً عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، فَلَمَّا

دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے۔ (کیونکہ ان کی موت خود ان کی تلوار سے ہوئی ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ میں نے عرض کیا، فلاں فلاں، اور اسید بن حضیر انصاری نے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جس نے یہ بات کہی اس نے جھوٹ کہا ہے انہیں تو دو ہراجر ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ وہ عابد بھی تھا اور مجاہد بھی (تو عبادت اور جماد دونوں کا ثواب اس نے پایا) عامر کی طرح تو بہت کم بہادر عرب میں پیدا ہوئے ہیں (وہ ایسا بہادر اور نیک آدمی تھا)

قُلُّوْا فَاِنَّ سَلَمَةَ: رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجِبًا فَقَالَ لِي: ((مَا لَكَ)) فَقُلْتُ: فِدَى لَكَ اَبِيْ وَاُمِّي وَزَعَمُوْا اَنْ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، قَالَ: ((مَنْ قَالَهُ)) قُلْتُ قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَاَسْتَدُّ بَنُ الْخَضِرِ الْاَنْصَارِيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، اِنْ لَّهُ لَا جَزَاءَ)) وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ اِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قُلْ غَرِبِيْ نَشَأُ بِهَا مِثْلَهُ.

[راجع: ۲۴۷۷]

تشریح عامر کے لئے جو لفظ آپ نے استعمال فرمائے وہ ان کی شہادت کی پیش گوئی تھی، کیونکہ جس کے لئے آپ لفظ ”یوحمہ اللہ“ فرما دیتے وہ ضرور شہید ہو جاتا یہ آپ کا ایک معجزہ تھا۔ اسی سے لوگوں نے لفظ مرحوم نکالا ہے، جو فوت شدہ مسلمانوں پر بولا جاتا ہے اور روایت میں حدیٰ خوانی اور رجز وغیرہ کا ذکر ہے، باب سے یہی مناسبت ہے۔ اشعار مذکورہ کا ترجمہ حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کے لفظوں میں یہ ہے۔

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شہ عالی صفات! تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوٰۃ
تجھ پہ صدقہ جب تک دنیا میں ہم زندہ رہیں بخش دے ہم کو، لڑائی میں عطا فرما ثبات
اپنی رحمت ہم پہ نازل کر شہ والا صفات جب وہ ناحق پیچھے سنتے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی ہے نجات چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی نجات

حدیٰ ایک خاص لہجہ کا گانا جس کو سن کر تمہکا ہوا اونٹ تازہ دم ہو کر مست ہو جاتا ہے (اکمال، صفحہ: ۳۶۸) اس سے رزمیہ نظموں کا جواز نکلتا ہے۔

یہاں مذکورہ احادیث میں کچھ جنگ خیر کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور یہ ہمارے محترم کاتب صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے پچھلے صفحات میں اردو کو اتنا خفی کر دیا کہ صفحات کے مطابق عربی اردو میں کافی تفاوت واقع ہو گیا اور یہ آخری صفحات خالی رہ گئے یہاں مرقومہ احادیث کا ترجمہ پچھلے صفحات پر چلا گیا۔ امید کہ اس سلسلہ میں قارئین کرام ہم کو معذور تصور فرماتے ہوئے ان خالی صفحات پر جنگ خیر کی تفصیلات معلوم کر کے محفوظ ہوں گے جنگ خیر صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوئی۔ جس کے موقع پر اللہ پاک نے آیت و عذکم اللہ مغانم کثیرۃ (الف: ۲۰) نازل فرما کر بعد کی ہونے والی فتوحات پر اشارہ فرما دیا اس لئے مناسب ہو گا کہ صلح حدیبیہ ہی سے آپ مطالعہ فرما کر جنگ خیر کی تفصیلات معلوم کریں یہ مذکورہ ذیل تفصیلات ہمارے بزرگ ترین استاذ حضرت قاضی سلیمان صاحب سلمان رحمہ اللہ کی قلم حقیقت رقم سے مطالعہ فرما رہے ہیں۔ حضرت مرحوم یوں شروع فرما رہے ہیں:

صلح حدیبیہ (۶ ہجری مقدس) اس سال نبی ﷺ نے اپنا ایک خواب مسلمانوں کو سنایا فرمایا ”میں نے دیکھا گویا میں اور سلمان مکہ پہنچ گئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں“ اس خواب کے سننے سے غریب الوطن مسلمانوں کو اس شوق نے جو بیت

اللہ کے طواف کا ان کے دل میں تھا بے چین کر دیا اور انہوں نے اسی سال نبی ﷺ کو سفر مکہ کے لئے آمادہ کر لیا، مدینہ سے مسلمانوں نے سلمان جنگ ساتھ نہیں لیا۔ بلکہ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے اور سفر بھی ذیقعدہ کے مہینہ میں کیا جس میں عرب قدیم رواج کی پابندی سے جنگ ہرگز نہ کیا کرتے تھے اور جس میں ہر ایک دشمن کو بلا روک ٹوک مکہ میں آنے کی اجازت ہوا کرتی تھی۔ جب مکہ ۱۹ میل رہ گیا تو نبی ﷺ نے مقام حدیبیہ سے قریش کے پاس اپنے آنے کی اطلاع بھیج دی اور آگے بڑھنے کی اجازت بھی ان سے چاہی۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کا اسلامی تاریخ میں ذوالنورین لقب ہے، سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ان کے جانے کے بعد لشکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل یا قید کر دیا ہے۔ اس لئے نبی ﷺ نے اس بے سروسامانی میں جمعیت سے جان نثاری کی بیعت لی کہ اگر لڑنا بھی پڑا تو ثابت قدم رہیں گے۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ قرآن مجید میں ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذبا یعونک تحت الشجرۃ اس بیعت میں نبی ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ قرار دیا اور ان کی جانب سے اپنے داہنے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت کا حال سن کر قریش ڈر گئے اور ان کے سردار یکے بعد دیگرے حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ عروہ بن مسعود جو قریش کی جانب سے آیا اس نے قریش کو واپس جا کر کہا (یہ عروہ جو آج قریش کا سفیر بن کر آیا تھا، چند سال کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا تھا، اور اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے سفیر اسلام بن کر گیا تھا۔

اے قوم! مجھے بارہا نجاشی (بادشاہ حبش) قیصر (بادشاہ قسطنطنیہ) کسریٰ (بادشاہ ایران) کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے مگر مجھے کوئی بھی ایسا بادشاہ نظر نہ آیا جس کی عظمت اس کے دربار والوں کے دل میں ایسی ہو جیسے اصحاب محمد کے دل میں محمد کی ہے (ﷺ) محمد ﷺ تھوکتا ہے تو اس کا آب دہن زمین پر گرے نہیں پاتا۔ کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی پر گرتا ہے اور وہ شخص اس آب دہن کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب محمد (ﷺ) کوئی حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے سب مبادرت کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو آب مستعمل وضو کے لئے ایسے گرے پڑتے ہیں گویا لڑائی ہو پڑے گی۔ جب وہ کلام کرتا ہے تو سب کے سب چپ ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محمد (ﷺ) کا اتنا ادب ہے کہ وہ اس کے سامنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ میری رائے ہے کہ ان سے صلح کر لو جس طرح بھی بنے۔ سوچ سمجھ کر قریش صلح پر آمادہ ہوئے۔ صلح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط طے ہوئیں۔

(۱) دس سال تک باہمی صلح رہے گی، جانبین کی آمد و رفت میں کسی کو روک ٹوک نہ ہوگی (۲) جو قبائل چاہیں، قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کی جانب شامل ہو جائیں۔ دوست دار قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہوگی۔ اس وقت ہتھیار ان کے جسم پر نہ ہوں گے گو سفر میں ساتھ ہوں (۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو نبی ﷺ اس شخص کو قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دیں گے، لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اسے واپس نہ کریں گے۔

آخری شرط سن کر تمام مسلمان بجز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا اٹھے، عرفاروق رضی اللہ عنہ اس بارے میں زیادہ پر جوش تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے ہنس کر اس شرط کو بھی منظور فرمایا۔ معاہدہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ انہوں نے شروع میں لکھا، بسم اللہ الرحمن الرحیم سبیل جو قریش کی طرف سے مختار معاہدہ تھا، بولا، بخدا ہم نہیں جانتے کہ الرحمن کسے کہتے ہیں باسمک اللہم لکھو۔ نبی ﷺ نے وہی لکھ دینے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر لکھا یہ معاہدہ ”محمد رسول اللہ“ اور قریش کے درمیان منعقد ہوا ہے۔ سبیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی درخواست پر محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری عن مسور بن مخرمہ باب الشروط فی الجہاد) یہی سبیل جو آج اسم مبارک محمد کے ساتھ رسول لکھنے پر اعتراض کرتا ہے چند سال کے بعد دلی شوق اور انگ سے مسلمان ہو گیا۔ انتقال نبوی کے بعد مکہ مکرمہ میں اس نے اسلام کی حقانیت پر ایسی زبردست تقریر کی تھی، جو ہزاروں مسلمانوں کے لئے استحکام اور تازگی ایمان کا باعث ٹھہری تھی، بے شک یہ اسلام کا عجیب اثر ہے کہ وہ جانی اور دلی دشمنوں کو دم بھر میں اپنا فدا کی بنا لیتا ہے۔

معہدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر کوئی شخص آئندہ مسلمان نہ ہوگا، لیکن یہ شرط ابھی طے ہی ہوئی تھی اور عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا، دونوں طرف سے معہدہ پر دستخط بھی نہ ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو (جو اہل مکہ کی طرف سے معہدہ پر دستخط کرنے کا اختیار رکھتا تھا) کے سامنے ابو جندل اسی جلسہ میں پہنچ گیا اور ابو جندل مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا، قریش نے اسے قید کر رکھا تھا اور اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت ہی بھاگ کر لشکر اسلامی میں پہنچا تھا۔ سہیل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالہ کیا جائے۔

عہد نامہ کب واجب العمل ہوتا ہے: نبی ﷺ نے فرمایا کہ عہد نامے کے مکمل ہو جانے پر اس کے خلاف نہ ہوگا، یعنی جب تک عہد نامہ مکمل نہ ہو جائے اس کی شرائط پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سہیل نے بگڑ کر کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا اور ابو جندل قریش کے سپرد کر دیا گیا۔ قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں اس کی مشکلیں باندھیں، پاؤں میں زنجیر ڈالی اور کٹھن کٹھن لے گئے۔ نبی ﷺ نے جاتے وقت اس قدر فرما دیا تھا کہ ابو جندل! خدا تیری کٹھن کے لئے کوئی سبیل نکال دے گا۔ ابو جندل کی ذلت اور قریش کا ظلم دیکھ کر مسلمانوں کے اندر جوش اور طیش تو پیدا ہوا، مگر نبی ﷺ کا حکم سمجھ کر ضبط و صبر کئے رہے۔ نبی ﷺ حدیبیہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اسی (۸۰) آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت جب مسلمان نماز میں مصروف تھے اس ارادے سے اترے کہ مسلمانوں کو نماز میں قتل کر دیں یہ سب گرفتار کر لئے گئے اور آنحضرت ﷺ نے انہیں ازراہ رحم دلی و عفو چھوڑ دیا۔

حملہ آور اعداء کو معافی: اسی واقعہ پر قرآن مجید میں اس آیت کا نزول ہوا۔ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (سورۃ الفتح آیت: ۲۳) خدا وہ ہے جس نے وادی مکہ میں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ بھی (ان پر قابو پانے کے بعد) ان سے روک دیئے۔

الغرض یہ سفر بہت خیر و برکت کا موجب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے معاندین کے ساتھ معہدہ کرنے میں فیاضی، حزم، دور بینی اور حملہ آور دشمنوں کی معافی میں عفو اور رحمۃ اللعالمین کے انوار کا ظہور دکھایا، حدیبیہ ہی سے مدینہ منورہ کو واپس تشریف لے گئے۔ اسی معہدہ کے بعد سورۃ الفتح کا نزول حدیبیہ میں ہوا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ معہدہ ہمارے لئے فتح ہے؟ فرمایا ہاں! ابو جندل نے زندان مکہ میں پہنچ کر دین حق کی تبلیغ شروع کر دی، جو کوئی اس کی نگرانی پر مامور ہوتا، وہ اسے توحید کی خوبیاں سناتا، اللہ کی عظمت و جلالت بیان کر کے ایمان کی ہدایت کرتا۔ خدا کی قدرت کہ ابو جندل اپنے سچے ارادے اور سعی میں کامیاب ہو جاتا اور وہ شخص مسلمان ہو جاتا۔ قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کر دیتے، اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام اسی قید خانہ میں کرتے۔ الغرض اس طرح ایک ابو جندل کے قید ہو کر مکہ پہنچ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر قریباً تین سو اشخاص مسلمان ہو گئے۔ ابو جندل کی طرح ایک شخص ابو بصیر تھا وہ مسلمان ہو کر مدینہ پہنچا، قریش نے اسے بھی واپس لانے کے لئے دو شخص نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجے، آنحضرت ﷺ نے ابو بصیر کو ان کے سپرد کر دیا۔ راستہ میں ابو بصیر نے ان میں سے ایک کو دھوکا دے کر مار دیا، دوسرا نبی ﷺ کی خدمت میں اطلاع دینے کے لئے گیا۔ اس کے پیچھے ہی ابو بصیر پہنچا، نبی ﷺ نے اسے فساد انگیز فرمایا اس عتاب سے خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھی بھاگا۔ قریش نے ابو جندل اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو مکہ سے نکال دیا۔ ابو جندل کو چونکہ مدینہ آنے کی اجازت نہ تھی، اس لئے اس نے مکہ سے شام کے راستہ پر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا، جو قافلہ قریش کا آتا جاتا اسے لوٹ لیتا (کیونکہ قریش فریق جنگ تھے) ابو بصیر بھی اسی سے جلا۔

ایک دفعہ ابو العاص بن ربیع کا قافلہ بھی شام سے آیا۔ ابو جندل وغیرہ ابو العاص سے واقف تھے، سیدہ زینب بنت رسولؐ کا اس سے

نکاح ہوا تھا (گو ابو العاص کے مشرک رہنے سے افتراق ہو چکا تھا)۔ ابو جندل نے قافلہ لوٹ لیا۔ مگر کسی جان کا نقصان نہ ہوا۔ اس لئے کہ ابو العاص ان میں تھا۔ ابو العاص وہاں سے سیدھا مدینہ آیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وساطت سے ماجرہ کی اطلاع نبی ﷺ تک پہنچائی۔ نبی ﷺ نے معاملہ صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا۔ صحابہ نے ابو العاص کی تائید میں فیصلہ کیا۔ جب ابو جندل کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سارا اسباب رسی اور مہار شتر تک ابو العاص کو واپس کر دیا، ابو العاص مکہ پہنچا۔ سب لوگوں کا رویہ پیسہ اسباب ادا کیا۔ پھر منادی کرائی کہ اگر کسی کا کوئی حق مجھ پر رہ گیا ہو تو بتا دے۔ سب نے کہا تو بڑا امین ہے۔ ابو العاص نے کہا اب میں جاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر اس سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو لوگ الزام لگاتے کہ ہمارا مال مار کر مسلمان ہو گیا ہے۔ نبی ﷺ نے ابو جندل اور اس کے ساتھیوں کو بھی اب مدینہ منورہ بلا لیا تھا تاکہ وہ قریش کو نہ لوٹ سکیں۔

اب قریش گھبرائے کہ ہم نے کیوں عہد نامے میں ان ایمان والوں کو واپس لینے کی شرط درج کرائی پھر انہوں نے مکہ کے چند منتخب شخصوں کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عہد نامہ کی اس شرط سے دستبردار ہوتے ہیں۔ ان نو مسلمانوں کو اپنے پاس واپس بلا لیجئے۔ نبی ﷺ نے معاہدہ کے خلاف کرنا پسند نہ فرمایا۔ اس وقت عام مسلمان بھی سمجھ گئے کہ معاہدہ کی وہ شرط جو بظاہر ہم کو ناگوار تھی اس کا منظور کر لینا کس قدر مفید ثابت ہوا۔

ابو جندل کے حال سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے! ابو جندل کے قصہ سے ہر شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم کا مادہ رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی صداقت کیسی الہی طاقت کے ساتھ پھیل رہی تھی اور کس طرح طالبان حق کے دل میں قبضہ کر رہی تھی کہ وطن کی دوری، اقارب کی جدائی، قید، ذلت، بھوک، پیاس، خوف و طمع، تلوار، پھانسی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ ان کو اسلام سے نہ روک سکتا تھا۔

صلح کا حقیقی فائدہ: امام زہری نے معاہدہ کی دفعہ اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جانبین سے آمد و رفت کی روک ٹوک کے اٹھ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے اور اس طرح ان کو اسلام کی حقیقت اور صداقت معلوم کرنے کے مواقع ملے اور اسی وجہ سے اس سال اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے پیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا طواف کعبہ کے لئے جانا اور اس کے نتائج (۷ ہجری مقدس ۹) معاہدہ حدیبیہ کی شرط دوم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ کا رسول دو ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر مکہ پہنچا۔ مکہ والوں نے نبی ﷺ کو مکہ آنے سے تو نہ روکا لیکن خود گھروں کو مقفل کر کے کوہ ابوقیس کی چوٹی پر جس کے نیچے مکہ آباد ہے چلے گئے، پہاڑ پر سے مسلمانوں کے کام دیکھتے رہے۔ خدا کا نبی ﷺ تین دن تک کے لئے مکہ میں رہا اور پھر ساری جمعیت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلا گیا۔ ان منکروں پر مسلمانوں کے سچے جوش، سادہ اور مؤثر طریق عبادت کا اور ان کی اعلیٰ دیانت و امانت کا (کہ خالی شدہ شہر میں کسی کا ایک پانی کا بھی نقصان نہ ہوا تھا) عجیب اثر ہوا، جس نے سینکڑوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔

جنگ خیبر۔ (محرم ۶ھ): خیبر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام کا نام ہے، یہ یہودیوں کی خالص آبادی کا قصبہ تھا۔ آبادی کے گردا گرد مضبوط قلعے بنائے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ کو سفر حدیبیہ سے پہنچے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن (ایک ماہ سے کم) ہوئے تھے کہ یہ سننے میں آیا کہ خیبر کے یہودی پھر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں اور جنگ احزاب کی ناکامی کا بدلہ لینے اور اپنی کھوئی ہوئی جنگی عزت و قوت کو ملک بھر میں بحال کرنے کے لئے ایک خونخوار جنگ کی تیاری کر چکے ہیں۔ انہوں نے قبیلہ غطفان کے چار ہزار جنگجو ہادروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور معاہدہ یہ تھا کہ اگر مدینہ فتح ہو گیا تو پید او اور خیبر کا نصف حصہ ہمیشہ بنو غطفان کو دیتے رہیں گے۔

مسلمان محاصرہ کی سختی کو جو پچھلے سال ہی جنگ احزاب میں انہیں اٹھانی پڑی تھی، ہنوز نہیں بھولے تھے۔ اس لئے سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ حملہ آور دشمن کو آگے بڑھ کر لینا چاہیے۔

نبی ﷺ نے اس غزوہ میں صرف انہی صحابہ کو ہم رکاب چلنے کی اجازت دی تھی جو لقد رضی اللہ عنہ المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبہم کی بشارت سے ممتاز تھے اور جن کو وعدہ کم اللہ مغانم کثیرہ تاحذوہا۔ کا ثرودہ مل چکا تھا۔ ان کی تعداد چودہ سو تھی جن میں سے دو سو اسب سوار تھے۔

مقدمہ لشکر کے سردار عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ اور میمنہ لشکر کے سردار عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ سردار میسرہ کوئی اور صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ صحابہ عورتیں بھی شامل لشکر تھیں، جو بیماروں اور زخمیوں کی خبر گیری اور تیمارداری کے لئے ساتھ ہولی تھیں۔

لشکر اسلام آبادی خیبر کے متصل رات کے وقت پہنچ گیا تھا لیکن نبی ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ لڑائی رات کو شروع نہ کرتے تھے اور نہ شب خون ڈالا کرتے تھے۔ اس لئے لشکر اسلام نے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔ معرکہ کے لئے اس مقام کا انتخاب مرد جنگ آزما خباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ یہ میدان اہل خیبر اور بنو غطفان کے درمیان پڑتا تھا۔ اس تدبیر کا فائدہ یہ ہوا کہ جب بنو غطفان یہودیوں کی مدد کے لئے نکلے تو انہوں نے لشکر اسلام کو سد راہ پایا اور اس لئے چپ چاپ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ لشکر کا بڑا کیمپ اسی جگہ رہے گا اور حملہ آور فوج کے دستے کیمپ سے جایا کریں گے۔ لشکر کے اندر فوراً مسجد تیار کر لی گئی تھی اور جنگ کے دوش بدوش تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کیمپ کے ذمہ دار افر تھے۔ قصبہ خیبر کے قلعے جو آبادی کے دائیں بائیں واقع تھے شمار میں دس تھے، جس کے اندر دس ہزار جنگی مرد رہتے تھے، ہم ان کو تین حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں (۱) قلعہ ناعم (۲) قلعہ نطاۃ (۳) حصن صعب بن معاذ۔ یہ چاروں حصوں نطاۃ کے نام سے نامزد تھے (۴) حصن ابی (۵) حصن قوص طبری (۶) حصن وطیح (۷) حصن سلام۔ جسے حصن بنی الحقیق بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں حصوں کئیہ کے نام سے نامزد تھے۔

محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حملہ آور فوج کا سردار بنایا گیا اور انہوں نے قلعہ نطاۃ پر جنگ کا آغاز کر دیا۔ نبی ﷺ خود بھی حملہ آور فوج میں شامل ہوئے تھے، باقی ماندہ فوجی کیمپ زیر نگرانی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھا۔

محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پانچ روز تک برابر حملہ کرتے رہے لیکن قلعہ فتح نہ ہوا، پانچویں یا چھٹے روز کا ذکر ہے کہ محمود رضی اللہ عنہ میدان جنگ کی گرمی سے ذرا ستانے کے لئے پائین قلعہ دیوار کے سایہ میں لیٹ گئے۔ کنانہ بن الحقیق یہودی نے انہیں غافل دیکھ کر ایک پھران کے سر پر دے مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ فوج کی کمان محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی نے سنبھالی اور شام تک کمال شجاعت و دلادری سے لڑتے رہے۔ محمد بن مسلمہ کی رائے ہوئی کہ یہودیوں کے نخلستان کو کاٹا جائے کیونکہ ان لوگوں کو ایک ایک درخت ایک ایک بچہ کے برابر پیارا ہے۔ اس تدبیر سے اہل قلعہ پر اثر ڈالا جاسکے گا۔ اس تدبیر پر عمل شروع ہو گیا تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر التماس کیا کہ یہ علاقہ یقیناً مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہونے والا ہے پھر ہم اسے اپنے ہاتھوں کیوں خراب کریں۔ نبی ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس نخلستان کاٹنے کا حکم اتنا ہی بھیج دیا۔ شام کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی مظلومانہ شہادت کا قصہ خود ہی نبی ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا، نبی ﷺ نے فرمایا لا عینین (اولیائین) الروایۃ غدار رجل یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علیہ کل فوج کا نشان اس شخص کو دیا جائے گا (یا وہ شخص نشان ہاتھ میں لے گا) جس سے خدا تعالیٰ اور رسول اللہ محبت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ یہ ایسی تعریف تھی، جسے سن کر فوج کے بڑے بڑے بہادر اگلے دن کی کمان ملنے کے آرزو مند ہو گئے۔

اس رات پاسبانی لشکر کی خدمت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔ انہوں نے گردآوری کرتے ہوئے ایک یہودی کو گرفتار کیا اور اسی وقت نبی ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت ﷺ نماز تہجد میں تھے، جب فارغ ہوئے تو یہودی سے گفتگو فرمائی۔ یہودی نے کہا کہ اگر اسے اور اس کے زن و بچہ کو جو قلعہ کے اندر ہیں امان عطا ہو تو وہ بہت سے جنگی راز بتا سکتا ہے۔ یہ وعدہ اس سے کر لیا گیا۔ یہودی نے بتایا کہ نطاۃ کے یہودی آج کی رات اپنے زن و بچہ کو قلعہ شن میں بھیج رہے ہیں اور نقد و جنس کو قلعہ نطاۃ کے اندر دفن کر رہے ہیں۔ مجھے وہ مقام معلوم ہے۔ جب مسلمان قلعہ نطاۃ لے لیں گے تو میں وہ جگہ بتا دوں گا۔ بتایا کہ قلعہ شن کے یہ خانوں میں قلعہ شکنی کے بہت سے آلات منجیق وغیرہ موجود ہیں۔ جب مسلمان قلعہ شن فتح کر لیں گے تو میں وہ یہ خانے بھی سب بتا دوں گا۔ صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں آشوب چشم ہے اور آنکھوں میں درد بھی ہوتا رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے تو نبی ﷺ نے لب مبارک جناب علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو لگا دیا۔ اسی وقت آنکھیں کھل گئیں نہ آشوب کی سرخی باقی تھی اور نہ درد کی تکلیف۔ پھر فرمایا علی! جاؤ راہ خدا میں جہاد کرو، پہلے اسلام کی دعوت دو، بعد میں جنگ کرو۔ علی! اگر تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جائے تو یہ کام بھاری قیمتوں کے حاصل ہو جانے سے بہتر ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ ناعم پر جنگ کی طرح ڈالی۔ مقابلہ کے لئے قلعہ کا مشہور سردار مرحب میدان میں نکلا۔ یہ اپنے آپ کو ہزار ہمداروں کے برابر کہا کرتا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ رجز پڑھنا شروع کر دیا۔ قد علمت خیبر انی مرحب۔ شاکي السلاح بطل معرب۔ اذ القلوب اقبلت تلعب! ”خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار سجانے والا ہمدار تجربہ کار مرحب ہوں۔ جب لوگوں کے ہوش مارے جاتے ہیں تو میں ہمداری دکھاتا ہوں“

اس کے مقابلہ کے لئے عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ نکلے۔ وہ بھی اپنا رجز پڑھتے جاتے تھے۔

قد علمت خیبر انی عامر۔ شاکي السلاح بطل مقامر۔ خیبر جانتا ہے کہ ہتھیار چلانے میں استاد نہر آزمائش ہوں۔ میرا نام عامر ہے۔“ مرحب نے ان پر تلوار سے وار کیا۔ عامر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھال پر روکا اور مرحب کے حصہ زیریں پر وار چلایا۔ مگر ان کی تلوار جو لمبائی میں چھوٹی تھی، ان ہی کے گھٹنے پر لگی، جس کے صدمہ سے بالآخر شہید ہو گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلے۔ رجز حیدری سے میدان گونج اٹھا۔

اذا الذي سمتي امي حيدره۔ اكيلكم بالسيف كيل السندره۔ کلیت باغات شديد قسوره ”میں ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر غضبناک رکھا ہے، میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کروں گا۔ میں شیر بہر حملہ آور ہنرمیدان ہوں۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ مرحب کے خود آہنی کو کاٹا ہوا عمامہ کو قطع کرتا سر کے دو ٹکڑے بناتا ہوا گردن تک جا پہنچا۔ مرحب کا بھائی یا سر نکلا اسے زہیر بن العوام نے خاک میں سلا دیا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عام حملہ سے قلعہ ناعم فتح ہو گیا۔ اسی روز قلعہ صعب کو حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے محاصرہ سے تیسرے دن بعد فتح کر لیا۔ حباب بن المنذر انصاری السلمي رضی اللہ عنہ ابو عمرو کنیت اور ذوالرائے لقب تھا۔ غزوہ بدر میں ۳۳ سال کے تھے، میدان جنگ بدر کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال فرمایا، قلعہ صعب سے مسلمانوں کو جو، کھجور، چھوہارے، مکھن، روغن، زیتون، جربی اور پارچہ جات کی مقدار کثیر ملی۔ فوج میں قلت رسد سے جو تکلیف ہو رہی تھی وہ رفع ہو گئی۔ اس قلعہ کے آلات قلعہ شکن بھی برآمد ہوئے، جس کی خبر یہودی جاسوس دے چکا تھا۔ اس سے اگلے روز قلعہ نطاۃ فتح ہو گیا۔ اب قلعہ الریر جو ایک ایک پہاڑی ٹیلہ پر واقع تھا اور اپنے پانی زہیر کے نام سے موسوم تھا، پر حملہ کیا گیا۔ دو روز کے بعد ایک یہودی لشکر اسلام میں آیا۔ اس نے کہا یہ قلعہ تو مینہ بھر تک بھی تم فتح نہ کر سکو گے میں ایک راز بتاتا ہوں۔ اس قلعہ کے اندر پانی ایک زیر زمین نالہ کی راہ سے جاتا ہے اگر پانی کا راستہ بند کر دیا جائے تو فتح ممکن ہے۔ مسلمانوں نے پانی پر قبضہ کر لیا۔

اب اہل قلعہ، قلعہ سے نکل کر کھلے میدان میں آکر لڑے اور مسلمانوں نے انہیں شکست دے کر قلعہ کو فتح کر لیا۔ پھر حصن ابی پر حملہ شروع ہوا۔ اس قلعہ والوں نے سخت مدافعت کی، ان میں سے ایک شخص جس کا نام غزوٰن تھا، مبارزت کے لئے باہر نکلا۔ حباب بنیشہ مقابلہ کو گئے اس کا بازو راست کٹ گیا۔ وہ قلعہ کو بھاگا، حباب بنیشہ نے تعاقب کیا اور اس کی زگ پاشنہ کو بھی کٹ ڈالا، وہ گر پڑا اور پھر قتل کیا گیا۔

قلعہ سے ایک اور یہودی نکلا، جس کا مقابلہ ایک مسلمان نے کیا۔ مگر مسلمان اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔ اب ابو دجانہ بنیشہ نکلے۔ انہوں نے جلتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں کٹ دیئے اور پھر قتل کر ڈالا۔

یہود پر رعب طاری ہو گیا اور باہر نکلنے سے رک گئے۔ ابو دجانہ بنیشہ آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا۔ تکبیر کہتے ہوئے قلعہ کی دیوار پر جا چڑھے۔ قلعہ فتح کر لیا۔ اہل قلعہ بھاگ گئے اس قلعہ سے بکریاں اور کپڑے اور اسباب بہت ساملا۔

اب مسلمانوں نے حصن البربر پر حملہ کر دیا۔ یہاں کے قلعہ نشینوں نے مسلمانوں پر اتنے تیر برسائے اور اتنے پتھر گرائے کہ مسلمانوں کو بھی مقابلہ میں متحینق کا استعمال کرنا پڑا۔ متحینق وہی تھے جو حصن صعب سے غنیمت میں ملے تھے۔ متحینقوں سے قلعہ کی دیواریں گرائی گئیں اور قلعہ فتح ہو گیا۔ (اس عظیم فتح کے بعد بہت سے اکابر نے اسلام قبول کر لیا) انہیں ایمان لانے والوں میں خالد بن ولید تھے، جو جنگ احد میں کافروں کے رسالہ کے افسر تھے اور مسلمانوں کو انہوں نے سخت نقصان پہنچایا۔

یہی وہ خالد بنیشہ ہیں جنہوں نے اسلامی جزل ہونے کی حیثیت میں مسیلہ کذاب کو شکست دی، تمام عراق اور نصف شام کا ملک فتح کیا تھا۔ مسلمانوں کے ایسے جانی دشمن اور ایسے جانناز اعلیٰ سپاہی کا خود بخود مسلمان ہو جانا اسلام کی سچائی کا معجزہ ہے۔

عمرو بن عاص بنیشہ کا اسلام لانا ۸ھ: انہی اسلام لانے والوں میں عمرو بن العاص تھے، قریش نے ان ہی کو مسلمانوں سے عداوت اور بیرونی معاملات میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کی وجہ سے اس ڈیپوٹیشن کا سردار بنایا تھا جو شاہ حبشہ کے پاس گیا تھا تاکہ وہ حبشہ میں گئے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دے۔ انہیں عمرو بن عاص بنیشہ نے حضرت عمر بنیشہ کے زمانہ خلافت میں ملک مصر کو فتح کیا تھا۔ ایسے مدبر و ماہر سیاست اور فاتح ممالک کا مسلمان ہو جانا بھی اسلام کا اعجاز ہے۔

انہی اسلام لانے والوں میں عثمان بن طلحہ بھی تھے۔ جو کعبہ کے اعلیٰ مہتمم و کلید بردار تھے جب یہ نامی سردار (جن کی شرافت حسب و نسب سارے عرب میں مسلمہ تھی) نبی ﷺ کی خدمت میں جا پہنچا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے دو ٹکڑے ہم کو دے ڈالے۔ (منتخب از رحمۃ اللعالمین۔ جلد اول)

قارئین کرام بخاری شریف نے بیشتر احادیث کی روایت کرنے والی خاتون ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نامی واسم گرامی پڑھا ہو گا مگر ایسے بہت کم ہوں گے جو حضرت صدیقہ کے حالات سے واقفیت رکھتے ہوں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ حالات زندگی درج کر دیئے جائیں اللہ پاک ایمان والوں کی ماں رسول کریم ﷺ کی حرم محترم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روح پاک پر ہماری طرف سے بے شمار سلام اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

نہال کی طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ام ہارون بنت عامر بن عمر بن عبد الشمس بن عبد مناف بن کنانہ بن عبد مناف بن کنانہ بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

آپ کا نسب نامہ حضور سرور کائنات سے باپ کی طرف سے آنحویں اور ماں کی طرف سے بارہویں پشت میں کنانہ سے جاتا ہے

اس طرح سے آپ باپ کی طرف سے قریشی اور ماں کی طرف سے کنانی ہیں۔

لقب و خطاب: آپ کا نام عائشہ، لقب حمیرا اور صدیقہ اور خطاب ام المؤمنین، کنیت ام عبداللہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی جس کے نام سے وہ اپنی کنیت مقرر کرتیں اور کنیت سے کسی کا پکارا جانا عرب میں چونکہ عزت کی نشانی سمجھی جاتی تھی، اس لئے آپ نے حضور ﷺ کے مشورہ سے اپنی بہن اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لی تھی۔

تاریخ ولادت: آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ تو معلوم نہیں، لیکن اس قدر ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے پانچویں اور ہجرت نبوی سے نو سال پہلے پیدا ہوئی تھیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے جب آپ کا حضور سرور کائنات سے نکاح ہوا تو اس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی اور مدینہ منورہ پہنچ کر اہل عرب میں جب آپ کا شانہ نبوی میں داخل ہوئیں تو آپ کی عمر نو سال کی تھی۔

رضاعت: شرفائے عرب کے دستور کے موافق آپ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ (اسد الغلابہ میں وائل کی ماں لکھا ہے لیکن صحیح بخاری باب الرضاعت میں بیوی لکھا ہے اور یہی صحیح ہے) ایک دفعہ وائل کے بھائی اقلع یعنی آپ کے رضاعی چچا آپ سے ملنے کو آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں، اجازت نہیں دے سکتی۔ جس وقت حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور ﷺ، دودھ تو عورت پلاتی ہے مرد نہیں پلاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے چچا ہیں۔ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

بچپن: آپ کے والدین آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ اس لئے دنیا میں آنکھ کھولتے ہی توحید کی صدا ان کے کان میں پہنچنے لگی اور شرک و کفر کی آلودگی سے بالکل پاک رہیں۔ ہونہار بڑا کے چکنے چکنے پات، آپ بچپن ہی میں فہم و ذکا، قد و قامت اور صورت و سیرت میں ممتاز تھیں۔ اعضاء مضبوط اور جسم توانا تھا، عام بچوں کی طرح بچپن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھیل کود کی بہت دلدادہ تھیں، گزٹیوں سے کھیلنا اور جھولے جھولنا آپ کے دو مرغوب ترین کھیل تھے، محلہ کی تمام لڑکیاں آپ کے گھر میں جمع ہو جاتیں اور کھیل کود میں ان کے اشاروں پر چلتیں۔ وہ آپ کے سامنے ایسی مرعوب و مؤدب رہتیں، گویا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی سردار ہیں۔ والدین اس چھوٹی سی عمر میں آپ کی فراست و رعب دیکھ کر خوش ہوتے اور انہیں بعض اوقات خیال گزرتا کہ یہ کسی دن ضرور معزز و ممتاز ہوگی۔ سچ ہے۔

بالائے سرش زہو شمندی سے تافت ستارہ بلندی

آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ بچپن کی ذرا ذرا سی باتیں بتفصیل آپ کو یاد تھیں اور انہیں اس طرح بیان فرما دیا کرتی تھیں گویا کہ ابھی سامنے واقع ہو رہی تھیں۔

شاہوی: نبوت کے دسویں سال ماہ رمضان المبارک میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمائیں۔ ان کی جدائی کا حضور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کفار مکہ حضور ﷺ کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھتے تھے۔ ان کی کلفتوں اور اذیتوں کو بھلانے اور دل و جان کو تسکین دینے والی، تہائی کی مونیں بیوی جب اس دنیا سے رخصت ہو گئیں تو حضور ﷺ بے حد طول رہنے لگے۔ آپ کو مغموم دیکھ کر مشہور صحابی عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے ایک دن عرض کیا یا رسول اللہ! حضور ﷺ کسی عورت سے نکاح کر لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کس عورت سے؟ عرض کیا، کنواری اور بڑھ دوڑوں موجود ہیں، جس سے حکم ہو،

اس کے متعلق سلسلہ جنبانی کی جائے۔ فرمایا کون کون؟ عرض کیا بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں، جو حضور پر ایمان لا چکی ہیں اور کنواری حضرت ابوبکر صدیق کی، جو حضور ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں، بیٹی عاتشہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہتر ان دونوں کی بابت سلسلہ جنبانی کرو۔ حضور ﷺ کی رضا حاصل کر کے خولہ خوشی خوشی حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور ام رومان سے اس کا تذکرہ کیا۔ ام رومان نے کہا عاتشہ کے والد کو آ لینے دو، وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر آئے تو یہ مژدہ آپ کو سنایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اگر حضور کی مرضی ہے تو اس میں مجھے کیا عذر ہے، لیکن حضور ﷺ تو میرے بھائی ہیں، عاتشہ کا نکاح حضور ﷺ سے کیونکر ہوتا ہے؟ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں دستور تھا کہ جس طرح کے بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز نہ تھا، اسی طرح منہ بولے بھائی کی لڑکی کو بھی اپنے لئے حرام سمجھتے تھے)

خولہ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اعتراض کیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر میرے دینی بھائی ہیں نہ کہ گئے بھائی اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ وہاں کیا عذر تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ احادیث میں ہے کہ نکاح سے پہلے حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی چیز حضور ﷺ کے سامنے پیش کر رہا ہے، حضور نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ حضور کی بیوی ہیں۔ حضور ﷺ نے کھول کر دیکھا تو عاتشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

نکاح کے وقت حضرت عاتشہؓ کی عمر ۶ سال کی تھی۔ نکاح کی رسم بڑے سادہ طریق سے عمل میں آئی۔ وہ اپنی ہم سن سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ ان کے والد نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔ حضرت عاتشہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح ہو گیا اور مجھے خبر تک نہ تھی، آخر آہستہ آہستہ میری والدہ نے مجھے اس امر کی اطلاع دے دی۔

فضائل: آپ میں چند ایک ایسی خصوصیتیں تھیں، جو دوسری اہمات المؤمنین کو حاصل نہ تھیں اور وہ یہ ہیں: (۱) حضور ﷺ کی صرف آپ ہی ایک ایسی بیوی تھیں، جو کنواری حضور کے نکاح میں آئیں، فرشتے نے آپ کی صورت خواب میں حضور ﷺ کے سامنے پیش کی (۲) آپ پیدائش ہی سے شرک و کفر کی آلودگی سے پاک رہیں (۳) آپ کے والدین مہاجر تھے (۴) آپ کی برأت میں قرآن شریف کی آیات نازل ہوئیں (۵) آپ ہی کے لحاف میں حضور ﷺ کو کبھی بار دھوی ہوئی، کسی اور بیوی کے لحاف میں نہیں ہوئی (۶) آپ ہی کے حجرے میں اور آپ ہی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے حضور ﷺ نے وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

وفات: ۸۵: ہجری مقدس ماہ رمضان میں آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور چند روز تک بیمار رہیں، وصیت کی کہ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ اس حجرہ میں دفن نہ کیجیو، بلکہ دیگر ازواج النبی کے ساتھ مجھ کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ رات ہی کو دفن کر دی جاؤں اور صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔ ۱۷ رمضان المبارک کی شب کو وفات پائی، جنازہ حسب وصیت رات ہی کے وقت اٹھایا گیا۔ لیکن مردوں اور عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ رات کے وقت کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو ان دنوں حاکم مدینہ تھے، نماز جنازہ پڑھائی۔ بھتیجیوں اور بھانجیوں نے قبر میں اتارا اور وہ شیعہ رشد و ہدایت دنیا کی نظروں سے نہاں ہو گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ): اپنی کنیت ہی سے ایسے مشہور ہوئے کہ ان کا صحیح نام دریافت کرنا مشکل ہے، کوئی کہتا ہے عبد اللہ بن عامر نام تھا۔ کوئی کہتا ہے عمیر بن عامر، کوئی کہتا ہے بریر بن عسکر، کوئی کہتا ہے سکین بن دوسہ، کوئی کہتا ہے عبد اللہ بن عبد شمس، کوئی کہتا ہے عامر، کوئی کہتا ہے عبد نہم، کوئی کہتا ہے عبد غنم۔ کوئی کہتا ہے عبد شمس، کوئی کہتا ہے عبد عمرو بن غنیم، کوئی کہتا ہے مردوس بن عامر۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ جاہلیت میں ان میں سے کوئی نام ہو گا۔ اسلامی نام عبد اللہ یا عبد الرحمن ہے۔ ازدی دوسی ہیں، آپ کے پاس

ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جس کو ساتھ رکھتے تھے اس لئے کنیت ابو ہریرہ ہو گئی۔ جنگ خیبر کے زمانہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ پھر ہر وقت حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ سب سے زیادہ حدیثیں انہی کی روایت کردہ ہیں۔ ۵۷۵ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ (ماخوذ)

(۶۱۴۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک سفر کے موقع پر) اپنی عورتوں کے پاس آئے جو اونٹوں پر سوار جاری تھیں، ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا انس کی والدہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، افسوس، انجشہ! شیعوں کو آہستگی سے لے چل۔ ابو قلابہ نے کہا کہ آنحضرت نے عورتوں سے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال فرمایا کہ اگر تم میں کوئی شخص استعمال کرے تو تم اس پر عیب جوئی کرو۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ شیعوں کو نرمی سے لے چل۔

۶۱۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةَ رُؤْيَاكَ سَوْفًا بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَتَكَلَّمْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمْتُ بِبَعْضِكُمْ لَعَبَسْتُهَا عَلَيْهِ. قَوْلُهُ: سَوْفًا بِالْقَوَارِيرِ. [أطرافه في: ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۰۹، ۶۲۱۱، ۶۲۱۰.]

شیعوں سے مراد عورتیں تھیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں، انجشہ نامی غلام اونٹوں کا چلانے والا بڑا خوش آواز تھا۔ اس کے گانے سے اونٹ مست ہو کر خوب بھاگ رہے تھے۔ آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں عورتیں گرنے جائیں، اس لئے فرمایا آہستہ لے چل۔ نکتہ چینی اس طور پر کہ عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی اور ان کو شیشے کی طرح نازک قرار دیا مگر یہ تشبیہ بہت عمدہ تھی۔ فی الحقیقت عورتیں ایسی ہی نازک ہوتی ہیں۔ صنف نازک پر یہ رحمۃ للعالمین کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے ان کی کمزوری و نزاکت کا مردوں کو قدم قدم پر احساس کرایا۔

باب مشرکوں کی ہجو کرنا درست ہے

(۶۱۵۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انھیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کا اور میرا خاندان تو ایک ہی ہے (پھر تو میں بھی اس ہجو میں شریک ہو جاؤں گا) حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہجو سے آپ کو اس طرح صاف نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آلے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجلس

۹۱- باب هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ ۶۱۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَكَيْفَ بِنِسْبِهِ؟)) فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسْلُتَكَ مِنْهُمْ كَمَا تَسْلُ الشُّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ. وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسْبُ ثَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَا

تَسْبَهُ لِإِنِّهِ كَانَ يُنَافِعُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. میں برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ حسان کو برا بھلا نہ کہو، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا۔ [راجع: ۳۵۳۱]

مشرکوں کی ہجو کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی طرف داری کرتا تھا۔ اس روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک نفسی اور دین داری اور پرہیز گاری معلوم ہوتی ہے۔ آپ کس درجہ کی پاک نفس اور فرشتہ خصلت تھیں۔ چونکہ حسان رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف داری کی تھی اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ایذا کا جو ان کی طرف سے پہنچی تھی کچھ خیال نہ کیا اور ان کو برا کہنے سے منع فرمایا۔ اللہ پاک مسلمانوں کو بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی نیک فطرت عطا فرمائے کہ وہ باہمی طور پر ایک دوسرے کی برائیاں کرنے سے باز رہیں۔ (آمین)

(۶۱۵۱) ہم سے اصبح بن فرج نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انھیں ابن شہاب نے، انھیں ہشیم بن ابی سان نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حالات اور قصص کے تحت رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے ایک بھائی نے کوئی بری بات نہیں کہی۔ آپ کا اشارہ ابن رواحہ کی طرف تھا (اپنے اشعار میں) انہوں نے یوں کہا تھا: ”اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اس وقت جب فجر کی روشنی پھوٹ کر پھیل جاتی ہے۔ ہمیں انہوں نے گمراہی کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا۔ پس ہمارے دل اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ ضرور واقع ہو گا۔ آپ رات اس طرح گزارتے ہیں کہ ان کا پلو بستر سے جدا رہتا ہے (یعنی جاگ کر) جب کہ کافروں کے بوجھ سے ان کی خواب گاہیں بوجھل ہوئی رہتی ہیں۔“ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا اور محمد بن ولید زبیدی نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے اور عبد الرحمن اعرج سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا۔

۶۱۵۱- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ هَاشِمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ أَخَا لَكُمْ لَا يَقُولُ: الرَّفَثُ)) يَعْنِي بِذَلِكَ ابْنُ رَوَاحَةَ قَالَ:

فِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَغْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنْ مَا قَالَ وَاقِعٌ يَبِيتُ يُجَالِي جَنْبَهُ عَنْ لَوَاشِيهِ إِذَا اسْتَفْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهُ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[راجع: ۱۱۵۵]

حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے اشعار میں ان کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ایک پیغمبر خدا کا پڑھتا ہے اس کی کتاب اور سنا ہے ہمیں جب صبح کی پو پھٹتی ہے ہم تو اندھے تھے اسی نے راستہ بتا دیا بات ہے یقینی دل میں جا کر سمجھتی ہے کافروں کی خواب گاہ کو نیند بھاری کرتی ہے رات کو رکھتا ہے پلو اپنے بستر سے الگ

پہلے شعر میں آنحضرت ﷺ کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے پس آپ علم اور عمل ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہیں۔

(۶۱۵۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے، انہوں نے حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر کہہ رہے تھے کہ اے ابو ہریرہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

۶۱۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهَدُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللَّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. [راجع: ۴۵۳]

میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے۔

(۶۱۵۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کی بھو کرو۔ (یعنی مشرکین قریش کی) یا آنحضرت ﷺ نے (ہاجہم کے الفاظ فرمائے) حضرت جبرئیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔

۶۱۵۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِحَسَّانَ: ((هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكُمْ)). [راجع: ۳۲۱۳]

تفسیر

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حمایت اسلام اور مذمت کفر میں نظم و نثر میں بولنا، اس بارے میں کتابیں مضامین لکھنا عین باعث رضائے خدا و رسول ہے۔ نیز جو نام نہاد مسلمان قرآن و حدیث کی توہین و تحقیر کریں۔ جیسا کہ آج کل مکررین حدیث کا گروہ کرتا رہتا ہے ان کا جواب دینا اور ان کی مذمت کرنا ضروری ہے۔ جن علماے سوء نے شرع اسلامی کو مسخ کرنے میں اپنا پورا زور تقفہ خرچ کر ڈالا ہے ان کا صحیح تعارف کرا کے مسلمانوں کو ان کے کذب سے مطلع کرنا بھی اسی ذیل میں ہے جس کی مثل میں مجدد اسلام استاد اللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم کے اس ارشاد گرامی کو پیش کرنا ہی کافی ہے۔ حضرت مرحوم ایسے علماء سوء کی بھو میں فرماتے ہیں۔ فان شئت ان تژی النموذج اليهود فانظر الى علماء السوء من الذين يطلبون الدنيا وقد اعتادوا تقليد السلف واعرضوا عن نصوص الكتاب والسنة وتمسكوا بتعمق عالم وتشدهد واعراضه واستحسانه فاعرضوا عن كلام الشارع المعصوم وتمسكوا باحادیث موضوعه تاويلات فاسدة كانهم هم (الفوز الكبير، ص: ۳۶ و ۲۷) عربی بر حاشیہ سفر السعادت مطبوعہ مصر "یعنی مسلمانو! اگر تم یہود کا نمونہ اپنے لوگوں میں دیکھنا چاہو تو تم دنیا کے طالب برے علماء کو دیکھ لو کہ سلف کی تقلید ان کی خو ہو گئی ہے اور انہوں

نے قرآن و حدیث کی نصوص سے منہ موڑ لیا ہے اور کسی عالم کے تعقّب اور اس کے تشدد و استحسان کو اپنی دستلوچیز بنالیا ہے پس انہوں نے معصوم و بے خطا صاحب شرع ﷺ کے کلام سے روگردانی کر لی ہے اور جھوٹی بیانیوں، روایتوں اور ناقص اور کھوٹی تلمیحوں کو اپنے لئے سند ٹھہرایا ہے۔ گویا یہ برے علماء وہی یہودیوں کے علماء کے نمونے ہیں۔“

۹۲- باب مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ

باب شعر و شاعری میں اس طرح اوقات صرف کرنا منع ہے کہ آدمی اللہ کی یاد اور علم حاصل کرنے اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے سے باز رہ جائے۔

الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشَّعْرُ
حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ
رات دن آدمی شعر گوئی میں مشغول رہے۔

(۶۱۵۴) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حنظلہ نے خبر دی، انہیں سالم نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔

۶۱۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،
أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
(لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا، خَيْرٌ
لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)).

مرا وہ گندی شاعری ہے۔ جس کا تعلق عشقِ فسق سے یا کسی بے جا مدح و ذم سے ہے۔

(۶۱۵۵) ہم سے عمر بن حصّ بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو صالح سے سنا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔

۶۱۵۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا
صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ
رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ
شِعْرًا)).

پیٹ بھر جانے سے یہی مطلب ہے کہ سوا شعروں کے اس کو اور کچھ یاد نہ ہو۔ نہ قرآن یاد لے نہ حدیث دیکھے۔ رات دن شعر گوئی کی دھن میں مست رہے جیسا کہ اکثر شعرائے عصر کا ماحول ہے الا ماشاء اللہ۔ وہ داعینِ حضرات بھی ذرا غور کریں جو قرآن و حدیث کی جگہ سارا وعظ شعر و شاعری سے بھر دیتے ہیں۔ یوں گاہے گاہے حمد و نعت کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تیرے ہاتھ کو مٹی لگے یا تجھ کو زخم پہنچے، تیرے حلق میں بیماری ہو۔

۹۳- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ

((تَوَبَّتْ يَمِينُكَ)) ((وَعَفَوَى حَقْلِي))

اصل میں عرب لوگ یہ لفظ منخوس عورت کے لیے کہتے ہیں اور یہ کلمات غصے اور پیار دونوں وقت کہے جاتے ہیں۔ ان سے بددعا دینا مقصود نہیں ہے۔ خاص طور پر حضور پیار ہی کے لئے ان کو استعمال فرماتے تھے۔

۶۱۵۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قیس کے بھائی افلح (میرے رضاعی چچا نے) مجھ سے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے میں اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ کیونکہ ابو قیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو القیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، دودھ تو ان کی بیوی نے پلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو، کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں، تمہارے ہاتھ میں مٹی لگے۔ عروہ نے کہا کہ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہی سمجھو۔

(۶۱۵۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حکم بن عتیہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (حج سے) واپسی کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازہ پر رنجیدہ کھڑی ہیں کیونکہ وہ حائضہ ہو گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ عقری حلفی۔ یہ قریش کا مخلورہ ہے۔ اب تم ہمیں روکو گی! پھر دریافت فرمایا کیا تم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کر لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ پھر چلو۔

معلوم ہوا کہ ایسی مجبوری میں طواف وداع کی جگہ طواف افاضہ کلی ہو سکتا ہے۔ طواف افاضہ دس ذی الحجہ کو اور طواف وداع مکہ سے واپسی کے دن ہوتا ہے۔

باب زعموا کہنے کا بیان

زعموا کا کہنا بعض لوگوں نے مکروہ جانا ہے کیونکہ یہ لفظ اکثر ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں کہنے والے کو اپنی بات کی چٹائی کا یقین نہ ہو۔ عرب میں مثل ہے کہ لفظ زعموا بولنا جھوٹ پر سوار ہونا ہے۔ زعموا کا معنی انہوں نے گمان کیا یہ لفظ جملہ شک کے

اللیث، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقَعْنَسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَذْنُ لَهُ، حَتَّى اسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ أَخَا أَبِي الْقَعْنَسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقَعْنَسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرُّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَتُهُ قَالَ: ((أَذْنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلُكَ تَرَبَّتَ يَمِينُكَ)) قَالَ عُرْوَةُ: فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: حَرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ۲۶۴۴]

۶۱۵۷- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ خِبَالِهَا كَيِّبَةً حَزْبَةً لَأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ: ((عَقْرَى حَلْقِي - لَعْنَةُ قُرَيْشٍ - إِنَّكَ لَحَابِسَتُنَا)) ثُمَّ قَالَ: ((أَكُنْتُ أَلْفَضْتُ يَوْمَ النُّحْرِ -)) يَعْنِي الطَّوْفَ - قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((فَانْفِرِي إِذَا)). [راجع: ۲۹۰۴]

۹۴- باب مَا جَاءَ فِي زَعْمُوا

زعموا کا کہنا بعض لوگوں نے مکروہ جانا ہے کیونکہ یہ لفظ اکثر ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں کہنے والے کو اپنی بات کی چٹائی کا یقین نہ ہو۔ عرب میں مثل ہے کہ لفظ زعموا بولنا جھوٹ پر سوار ہونا ہے۔ زعموا کا معنی انہوں نے گمان کیا یہ لفظ جملہ شک کے

کے لئے بولا جاتا ہے مگر بعض دفعہ اس میں یقین بھی غالب ہوتا ہے اس لئے یہ لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔

۶۱۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرْثَةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيَةَ بِنْتَ أَبَا طَالِبٍ تَقُولُ : ذَهَبَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَلَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِيَةَ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيَةَ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى لِمَا بِي رَكَعَاتٍ مُتَلَحِّظًا لِي فَوَبَّ وَاحِدٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجْرَتْهُ فَلَانُ بْنُ هَبِيرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ يَا أُمُّ هَانِيَةَ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِيَةَ وَذَلِكَ ضَحَى.

[راجع: ۲۸۰]

(۶۱۵۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے عمر بن عبد اللہ کے غلام ابوالنضر نے، ان سے ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابو مرثہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کر دیا ہے۔ میں نے سلام کیا تو آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ام ہانی! مرحبا ہو۔ جب آپ غسل کر چکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعات پڑھیں۔ آپ اس وقت ایک کپڑے میں جسم مبارک کو لپیٹے ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کا خیال ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جسے میں نے امان دے رکھی ہے۔ یعنی فلاں بن ہبیرہ کو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ام ہانی جسے تم نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی۔ ام ہانی نے بیان کیا کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔

ترجمہ باب میل سے نکلا کہ ام ہانی نے زعم ابن امی کہا تو لفظ زعموا کہنا جائز ہوا۔ فلاں سے مراد حارث بن ہشام یا عبد اللہ بن ابی ربیعہ یا زہیر بن ابی امیہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی اسٹیٹ میں اگر مسلمان عورت بھی کسی کافر کو ذی بنا کر پناہ دے دے تو قانون اس کی پناہ کو لاگو کیا جائے گا کیونکہ اس بارے میں عورت بھی ایک مسلمان مرد جتنا ہی حق رکھتی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو کوئی حق نہیں دیا گیا اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے۔

باب لفظ ویلک یعنی تجھ پر افسوس ہے کہنا

درست ہے۔

۹۵- باب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ

وَيْلَكَ.

(۶۱۵۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے لئے ایک اونٹنی ہانکے لئے جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو کر جا۔ انہوں نے

۶۱۵۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا))، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ،

کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوار ہو جا، افسوس (ویلک) دوسری یا تیسری مرتبہ یہ فرمایا۔ (۶۱۶۰) مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو الزناد سے، وہ اعرج سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہٹکائے جا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ تو اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے دوسری بار یا تیسری بار فرمایا کہ تیری خرابی ہو، تو سوار ہو جا۔

قربانی کے لئے جو اونٹ نذر کر دیا جائے اس پر سفر ج کے لئے سواری کی جاسکتی ہے وہ شخص ایسے اونٹ کو لے کر پیدل سفر کر رہا تھا اور بار بار کہنے پر بھی سوار نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر آپ نے لفظ ویلک بول کر اس کو اونٹ پر سوار کرایا۔ معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر لفظ ویلک بول سکتے ہیں یعنی تجھ پر افسوس ہے۔

(۶۱۶۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور اس حدیث کو حماد نے ایوب سختیانی سے اور ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک حبشی غلام تھا۔ ان کا نام انجشہ تھا وہ حدی پڑھ رہا تھا۔ (جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، افسوس (ویلک) اے انجشہ شیعوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔

[راجع: ۱۶۴۹]

شیعوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا کیونکہ وہ بھی شیعہ کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں۔

(۶۱۶۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔ تین مرتبہ (یہ فرمایا) اگر تمہیں کسی کی تعریف ہی کرنی پڑ جائے تو یہ کہئے کہ فلاں کے متعلق

قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ:

((ارْكَبْهَا وَتِلْكَ)). [راجع: ۱۶۹۰]

۶۱۶۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَتِلْكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي

الثَّالِثَةِ. [راجع: ۱۶۸۹]

۶۱۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ اسْمُودُ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ يَخْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ)).

[راجع: ۱۶۴۹]

۶۱۶۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((وَتِلْكَ قَطْعَةُ عُنُقٍ عَيْكَ فَلَا مَن كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا

میرا یہ خیال ہے۔ اگر وہ بات اس کے متعلق جانتا ہو اور اللہ اس کا نگران ہے میں تو اللہ کے مقابلے میں کسی کو نیک نہیں کہہ سکتا۔ یعنی یوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اللہ کے علم میں بھی نیک ہے۔

[راجع: ۲۶۶۲]

مُحَالَّةٌ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فَلَانًا وَاللَّهُ حَسْبِيهِ
وَلَا أَرْكُمِي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَغْلُمُ)).

کیونکہ اس کو اللہ کے علم کی خبر نہیں ہے۔

۶۱۶۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكِ
عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : بَيْنَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ
قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ : رَجُلٌ مِنْ
بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْدِلْ قَالَ:
(وَيْلَكَ مَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ يَغْدِلْ)) فَقَالَ
عُمَرُ: انْذَنْ يَ فَلَا ضَرْبَ عُقْفَةٍ قَالَ: ((لَا
إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَخْفِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ
صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمُرُّونَ
مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ
إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ
إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ
إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ
إِلَى قُدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، سَبَقَ
الْفَرْثُ وَالذَّمُّ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ
مِنَ النَّاسِ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِخْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ
قُدْذِي الْمَرَاةِ، أَوْ مِثْلِ الْبَضْعَةِ تَذَرُ)) قَالَ
أَبُو سَعِيدٍ : أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ
عَلِيٍّ، حِينَ قَاتَلَهُمْ فَاتَّعَسَ فِي الْقَتْلِ
فَأَتَى بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ

(۶۱۶۳) مجھ سے عبدالرحمن بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے، ان سے زہری نے، ان سے ابوسلمہ اور ضحاک نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کچھ تقسیم کر رہے تھے۔ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخوئصرہ نے کہا یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، آنحضرت ﷺ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس کے کچھ (قبیلہ والے) ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ تم ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو معمولی سمجھو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزے کو معمولی سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تیر کے پھل میں دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ اس کی لکڑی پر دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ پھر اس کے دندانوں میں دیکھا جائے اور اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا پھر اس کے پر میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ (یعنی شکار کے جسم کو پار کرنے کا کوئی نشان) تیر لید اور خون کو پار کر کے نکل چکا ہو گا۔ یہ لوگ اس وقت پیدا ہوں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ (ایک خلیفہ پر متفق نہ ہوں گے) ان کی نشانی ان کا ایک مرد (سردار لشکر) ہو گا۔ جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہو گا یا (فرمایا کہ) گوشت کے لو تھڑے کی طرح تھل تھل بل رہا ہو گا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب انہوں نے ان خارجیوں سے

(نہروان میں) جنگ کی تھی۔ مقتولین میں تلاش کی گئی تو ایک شخص انہیں صفات کا لایا گیا جو حضور اکرم ﷺ نے بیان کی تھیں۔ اس کا ایک ہاتھ پستان کی طرح کا تھا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۳۴۴]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا جب تک اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔ محبت رسول آپ کی سنت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگ اہل دنیا کچھ بھی کہیں مگر حدیث شریف نہ چھوٹے ہر وقت حدیث سے تعلق رہے۔ سفر ہو یا حضر، صبح ہو یا شام حدیث کا مطالعہ حدیث پر عمل کرنے کا شوق غالب رہے، حدیث کی کتاب سے محبت رہے، حدیث پر چلنے والوں سے الفت رہے۔ حدیث کو شائع کرنے والوں سے محبت کا شیوہ رہے۔ زندگی حدیث پر، موت حدیث پر، ہر وقت بغل میں حدیث ہی تنہا رہے۔ یا اللہ! ہمارے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو۔ یہی قرآن پاک ثانی کی خدمت اور صحیح بخاری کا ترجمہ ہمارے پاس ہے اور تیرے فضل سے بخاری کے ساتھ صحیح مسلم کی خدمت بھی ہے جو تیرے پاس لے کر آئیں گے۔ تو ہی یا اللہ رحیم کریم اور قبول کرنے والا ہے۔ (راز)

(۶۱۶۴) ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو امام اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی، بیان کیا ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں توجاہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، افسوس (کیا بات ہوئی؟) انہوں نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس غلام ہے ہی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ کہا کہ اتنا بھی میں اپنے پاس نہیں پاتا۔ اس کے بعد کھجور کا ایک ٹوکرا آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا کسی اور کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! سارے مدینہ کے دونوں طباہوں یعنی دونوں کناروں میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ آنحضرت ﷺ اس پر اتنا ہنس دیئے کہ آپ کے آگے کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ فرمایا کہ جاؤ تم ہی لے لو۔ اوزاعی کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے

۶۱۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ: ((وَيْحَكَ)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((أَعْتَقَ رَقَبَةً)) قَالَ: مَا أَجِدُهَا قَالَ: ((فَصُمُّ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمُ سِتِينَ مَسْكِينًا)) قَالَ: مَا أَجِدُ فَأَتَى بِعَرَقٍ فَقَالَ: ((خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْلَى غَيْرِ أَهْلِي فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طَنْبِي الْمَدِينَةِ أَخَوْجُ مِنِّي فَصَحَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أُنْيَابُهُ قَالَ: ((خُذْهُ)). تَابَعَهُ يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبِئَلَىكَ.

[راجع: ۱۹۳۶]

بھی زہری سے روایت کیا اور عبدالرحمن بن خالد نے زہری سے اس حدیث میں بجائے لفظ ویحک کے لفظ ویلک روایت کیا ہے (معنی دونوں کے ایک ہی ہیں)

(۶۱۶۵) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیش نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ ایک دیہاتی نے کہا، یا رسول اللہ! ہجرت کے بارے میں مجھے کچھ بتائیے (اس کی نیت ہجرت کی تھی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تجھ پر افسوس! ہجرت کو تو نے کیا سمجھا ہے یہ بہت مشکل ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ پھر سات سمندر پار عمل کرتے رہو۔ اللہ تمہارے کسی عمل کے ثواب کو ضائع نہ کرے گا۔

۶۱۶۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّخْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْرَابِيًّا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْهَجْرَةِ؟ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ إِنْ شَأْنُ الْهَجْرَةِ شَدِيدَةٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَبْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

دینی فرائض ادا کرتے رہو ہجرت کا خیال چھوڑ دو۔

(۶۱۶۶) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے ان کے والد سے سنا اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، افسوس (ویلکم یا ویحکم) شعبہ نے بیان کیا کہ شک ان کے شیخ (واقد بن محمد کو) تھا۔ میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اور نصر نے شعبہ سے بیان کیا ”ویلکم“ اور عمر بن محمد نے اپنے والد سے ”ویلکم یا ویحکم“ کے لفظ نقل کئے ہیں۔

۶۱۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَبِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلَكُمْ)) - أَوْ وَيْحَكُمْ - قَالَ شُعْبَةُ: شَكُّ هُوَ ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). وَقَالَ النَّضَرُ: عَنْ شُعْبَةَ: وَيْحَكُمْ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ: وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ. [راجع: ۱۷۴۲]

مطلب ایک ہی ہے۔ باہمی قتل و غارت اسلامی شیوہ نہیں بلکہ یہ شیوہ کفار ہے اللہ ہم کو اس پر غور کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

(۶۱۶۷) ہم سے عمرو ابن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ

۶۱۶۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس نے کہ ایک بدوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھایا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اس قیامت کے لئے کیا تیاری کر لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اس کے لئے تو کوئی تیاری نہیں کی ہے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پھر تم قیامت کے دن ان کے ساتھ ہو، جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا؟ فرمایا کہ ہاں۔ ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ پھر مغیرہ کے ایک غلام وہاں سے گزرے وہ میرے ہم عمر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا آنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔

هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ: ((وَيْلَكَ وَمَا أَغْدَذْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَغْدَذْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أَحْبَبُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: ((إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتِ)) فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَفَرَحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ: ((إِنْ أُخِرَ هَذَا، فَلَنْ يَذْرُكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)). وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۶۸۸]

یعنی تم سب لوگ دنیا سے گزر جاؤ گے۔ موت بھی ایک قیامت ہی ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے من مات فقد قامت قیامتہ باقی رہا قیامت کبریٰ یعنی آسمان زمین کا پھٹنا۔ اس کے وقت کو ہجر اللہ کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ بھی نہیں جانتے تھے ان جملہ مذکورہ روایات میں لفظ ویلک یا ویحک استعمال ہوا ہے۔ اسی لئے ان کو یہاں نقل کیا گیا ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قتادہ سے کہ میں نے انس سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

باب اللہ عزوجل کی محبت کس کو کہتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا کہ ”اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔“

۹۶- باب علامة حب الله عزوجل
لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾. [آل عمران: ۳۱].

بغیر اطاعت رسول ﷺ محبت الہی کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔

(۶۱۶۸) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابوالاکل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

۶۱۶۸- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). [طرفه في: ۶۱۶۹].

(۶۱۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالاکل نے اور

۶۱۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ:

ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہو سکا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ اس روایت کی متابعت جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابو عوانہ نے اعمش سے کی، ان سے ابوداؤد نے، ان سے عبداللہ بن مسعود نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

مجت بھی ایک عظیم بڑا وسیلہ نجات ہے۔ مگر محبت کے ساتھ اطاعت نبوی اور عمل بھی مطابق سنت ہونا ضروری ہے۔

مسلم سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۶۱۷۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن اس سے مل نہیں سکا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ سفیان کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابو معاویہ اور محمد بن عبید نے کی ہے۔

(۶۱۷۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان مروزی نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں عمرو بن مرہ نے، انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

یہی حال مجھ ناچیز کا بھی ہے اللہ مجھ کو بھی اس حدیث کا مصداق بنائے آمین۔ امام ابو نعیم نے اس حدیث کے سب طریقوں

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). تَابَعَهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۶۱۶۸]

۶۱۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَكِنَّا يَلْحَقُ بِهِمْ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)).

تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

۶۱۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مَا أَعَدَدْتُ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتْ)).

[راجع: ۳۶۸۸]

کو کتب الجہنم میں جمع کیا ہے۔ میں صحابہ کے قریب اس کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بڑی خوشخبری ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت اور جملہ صحابہ کرام اور اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ یا اللہ! ہم اپنے دلوں میں تیری اور تیرے حبیب اور صحابہ کرام کے بعد جس قدر حضرت امام بخاری کی محبت دلوں میں رکھتے ہیں وہ تجھ کو خوب معلوم ہے پس قیامت کے دن ہم کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں شرف حضور عطا فرماتا، آمین یا رب العالمین۔ نیز میرے اہل بیت اور جملہ شائقین عظام، معاونین کرام کو بھی یہ شرف بخش دیجیو۔ آمین۔

باب کسی کا کسی کو یوں کہنا

چل دور ہو

(۶۱۷۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم بن زریر نے بیان کیا، کہا میں نے ابورجاء سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا، میں نے اس وقت اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے، وہ کیا ہے؟ وہ بولا ”الدرخ“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چل دور ہو جا۔

(۶۱۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے۔ بہت سے دوسرے صحابہ بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ وہ چند بچوں کے ساتھ بنی مغالہ کے قلعہ کے پاس کھیل رہا ہے۔ ان دنوں ابن صیاد بلوغ کے قریب تھا۔ آنحضرت ﷺ کی آمد کا اسے احساس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے یعنی (عربوں کے) رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر اسے دفع کر دیا اور فرمایا، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ پھر ابن صیاد سے آپ نے پوچھا، تم کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے معاملہ

۹۷- باب قول الرجل للرجل:

اخشأ

۶۱۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرْبٍ، سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِابْنِ صَيَّادٍ: ((قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَيْفًا فَمَا هُوَ؟)) قَالَ: الدُّخُّ قَالَ: ((اخشأ)).

۶۱۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَمَانِ فِي أَطْمِ بَنِي مُعَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَرَضَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ)) ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

کو مشتبہ کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے لئے ایک بات اپنے دل میں چھپا رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ وہ ”الدرخ“ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دور ہو، اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ اسے قتل کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر یہ وہی (دجال) ہے تو اس پر غالب نہیں ہوا جاسکتا اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اسے قتل کرنے میں کوئی خیر نہیں۔

(۶۱۷۴) سالم نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اس کھجور کے باغ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ باغ میں پہنچے تو آپ نے کھجور کی ٹہنیوں میں چھپنا شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ صیاد کی کوئی بات سنیں۔ ابن صیاد ایک مٹھی چادر کے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے آنحضرت ﷺ کو کھجور کے تنوں سے چھپ کر آتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے بتادیا کہ اے صاف! (یہ اس کا نام تھا) محمدؐ آرہے ہیں۔ چنانچہ وہ متنبہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اسے متنبہ نہ کرتی تو بات صاف ہو جاتی۔

(۶۱۷۵) سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں اس کی تمہیں ایک ایسی نشانی بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ کا نام نہیں ہے۔

((خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ هُوَ الدَّرْخُ؟ قَالَ: ((أَخْسَأُ فَلَنْ تَعْدُو قَدْرَكَ)) قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذَنُ لِي بِهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلِّطْ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). [راجع: ۱۳۵۴]

۶۱۷۴- قَالَ سَالِمٌ: فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يُؤْمَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَطَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَقِي بِجُدُوعِ النَّخْلِ، وَهُوَ يَخْتَلِ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يُرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ - أَوْ زَمْزَمَةٌ - فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقِي بِجُدُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لَابْنِ صَيَّادٍ: أَيُّ صَافٍ، وَهُوَ اسْمُهُ، هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنَ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكْتُهُ بَيْنَ)). [راجع: ۱۱۵۵]

۶۱۷۵- قَالَ سَالِمٌ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ: ((إِنِّي أَنْذِرُكُمْوَهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي مَسْأُولٌ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ غَوْرٌ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ)).

اس روایت میں آپ سے لفظ احسا دور ہو کا استعمال مذکور ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے۔

باب کسی شخص کا مرحبا کہنا

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا مرحبا میری بیٹی۔ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا، مرحبا، ام ہانی۔

(۶۱۷۶) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح یزید بن حمید نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرحبا ان لوگوں کو جو آج پہنچے تو وہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ (خوشی سے مسلمان ہو گئے ورنہ مارے جاتے شرمندہ ہوتے) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیع کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر لوگ حاکم ہیں اس لئے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں (جن میں لوٹ کھسوٹ نہیں ہوتی) آپ کچھ ایسی جچی تلی بات بتا دیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت پہنچائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چار چیزیں ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کا پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرو اور دباء، حتم، نقیر اور مزفت میں نہ پیو۔

ہر دو احادیث میں لفظ مرحبا بزبان رسالت مآب ﷺ مذکور ہے، دباء کدو کی تو نبی، حتم سبز لاکھی مرتبان، نقیر لکڑی کے کڑیے ہوئے برتن، مزفت رال لگے ہوئے برتنوں کو کہا گیا ہے۔ یہ برتن عموماً شراب رکھنے کے لئے مستعمل تھے جن میں نشہ اور بڑھ جاتا تھا اس لئے شراب کی حرمت کے ساتھ ان کو ان برتنوں سے بھی بند کر دیا گیا۔ ایسے حالات آج بھی ہوں تو یہ برتن کام میں انا منع ہیں ورنہ نہیں۔

باب لوگوں کو انکے باپ کا نام لے کر قیامت کے دن بلایا جانا

(۶۱۷۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان

۹۸- باب قَوْلِ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: ((مَرْحَبًا يَا بِنْتِي)) وَقَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ جَنَّتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا يَا هَانِيءَ)).

۶۱۷۶- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْتِيَّاحِ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِينَ جَاءُوا غَيْرَ خَزَائِيَا، وَلَا نَدَامَى)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّا خِيٌّ مِنْ رِبْعَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرٌ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرِ فَصَلِّ نَدْخُلُ بِهِ الْخَنَةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ: ((أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ: أَقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَأَتُوا الزَّكَاةَ، وَصُومُوا رَمَضَانَ، وَأَعْطُوا خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمَزْفَتِ)).

[راجع: ۵۳]

۹۹- باب مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

۶۱۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،

نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عہد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکار دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغا بازی کا نشان ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَادِرُ يُرْفَعُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ غَدَرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ)).

[راجع: ۳۱۸۸]

(۶۱۷۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ ثقفی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عہد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغا بازی کا نشان ہے۔

۶۱۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: هَذِهِ غَدَرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ)).

[راجع: ۳۱۸۸]

یہ بہت ہی ذلت و رسوائی کا موجب ہو گا کہ اس طرح اس کی دغا بازی کو میدان محشر میں مشتہر کیا جائے گا اور جملہ نیک لوگ اس پر تھو تھو کریں گے۔

باب آدمی کو یہ کہنا چاہیے کہ میرا نفس پلید ہو گیا

۱۰۰- باب لَا يَقُلْ خَبْتُ نَفْسِي

کیونکہ پلید برفظ ہے جو کافروں سے خاص ہے مسلمان پلید نہیں ہو سکتا۔

(۶۱۷۹) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔

۶۱۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبْتُ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ، لَقِسْتُ نَفْسِي)).

(۶۱۸۰) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں، وہ زہری سے، وہ ابو امامہ بن سہل سے، وہ اپنے باپ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا لیکن یوں کہہ سکتا ہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔ اس حدیث کو عقیل نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

۶۱۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبْتُ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ، لَقِسْتُ نَفْسِي)). تَابَعَهُ عُقَيْلٌ.

باب زمانہ کو برا کہنا منع ہے

۱۰۱- باب لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

تَشْرِیْحُ کیونکہ زمانہ خود کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ پاک ہی کرتا ہے تو زمانہ کو برا کہنا گویا اللہ پاک ہی کو برا کہنا ہے۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جھٹ کہہ بیٹھتے ہیں کہ زمانہ برا ہے ایسا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۶۱۸۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ : قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((قَالَ اللَّهُ : يَسُبُّ بَنُو آدَمَ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)) . [راجع: ۴۸۲۶]

(۶۱۸۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن ہیں۔

تَشْرِیْحُ حدیث میں لفظ ید وارد ہوا ہے جس کے ظاہری معنی پر ایمان و یقین لانا واجب ہے۔ تفصیل اللہ کے حوالہ ہے۔ تاویل کرنا طریقہ سلف کے خلاف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو تاویل ہم کریں وہ خدا کی مراد کے خلاف ہو پس ترجیح نصوص کو ہے نہ تاویل کو (تاریخ اہل حدیث، ص: ۲۸۳)

۶۱۸۲- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا تَسْمُوا الْعَنْبَ الْكَرْمَ، وَلَا تَقُولُوا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ)) . [طرفہ فی: ۶۱۸۳]

(۶۱۸۲) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انگور عنب کو ”کرم“ نہ کہو اور یہ نہ کہو کہ ہائے زمانہ کی نامرادی۔ کیونکہ زمانہ تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

عرب لوگ اسے کرم اس لئے کہتے کہ ان کے خیال میں شراب نوشی سے سخاوت اور بزرگی پیدا ہوتی تھی اسی لئے یہ لفظ اس طور پر استعمال کرنا منع قرار پایا۔

۱۰۲- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)) . وَقَدْ قَالَ : ((إِنَّمَا الْمَفْلِسُ الَّذِي يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) كَقَوْلِهِ : إِنَّمَا الصُّرْعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهِ : لَا مُلْكَ إِلَّا لِلَّهِ فَوَصَفَهُ بِأَنْبِيَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوكَ أَيْضًا فَقَالَ : هَؤُلَاءِ الْمُلُوكُ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا [النمل: ۳۴]

باب نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا کہ ”کرم“ تو مومن کا دل ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو گا۔ اور جیسے آپ نے فرمایا کہ حقیقی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے یا خدا کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے یعنی اور سب کی حکومتیں فنا ہو جانے والی ہیں آخر میں اسی کی حکومت باقی رہ جائے گی باوجود اس کے پھر اللہ پاک نے اپنے کلام میں سورہ سبا میں یوں فرمایا بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو لوٹ کھسوٹ کر خراب کر دیتے ہیں۔

۶۱۸۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَيَقُولُونَ الْكَرَمُ إِنَّمَا الْكَرَمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)).

[راجع: ۶۱۸۲]

(۶۱۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگ (انگور کو) ”کرم“ کہتے ہیں، کرم تو مومن کا دل ہے۔

تشریح اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے دل کے سوا اور کسی چیز مثلاً انگور وغیرہ کو کرم نہ کہنا چاہیے۔ ان حدیثوں کے لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ انما کا کلمہ عربی میں حصر کے لئے آتا ہے تو جب یہ فرمایا کہ انما الکرم قلب المومن تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قلب مومن کے سوا اور کسی چیز کو کرم کہنا درست نہیں ہے۔

۱۰۳- باب قَوْلِ الرَّجُلِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فِيهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب کسی شخص کا کہنا کہ ”میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں، اس میں زبیر نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے (۶۱۸۴) ہم سے مسد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عبد اللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کا لفظ کہتے نہیں سنا، سوا سعد بن ابی وقاص کے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ تیرا ماراے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، میرا خیال ہے کہ یہ غزوہ احد کے موقع پر فرمایا۔

[راجع: ۲۹۰۵]

تشریح یہ حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں جن کے لئے آنحضرت ﷺ نے لفظ فدا کا ابی و امی فرمائے، یہ حضرت سعد کی انتہائی خوش قسمتی کی دلیل ہے۔ مدینہ منورہ میں بطور یادگار ایک تیرا یا ابی ایک گھرانہ میں محفوظ رکھا ہے جسے میں نے خود دیکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ تیر تھا جو حضرت سعد کے ہاتھ میں تھا اور جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد سے یہ لفظ فرمائے تھے واللہ اعلم بالصواب اس تیر کے خول پر یہ حدیث مذکورہ کندہ ہے۔ (راز)

۱۰۴- باب قَوْلِ الرَّجُلِ: جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: فَدَيْنَاكَ يَا أَبَانَا وَأُمَّهَاتَنَا.

باب کسی کا یہ کہنا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا ہم نے آپ پر اپنے باپوں اور ماؤں کو قربان کیا

تشریح جمع کے صیغہ میں باپ کے باپ یعنی وادا وادی وانا نانی وغیرہ سب مراد ہیں۔ یہ بھی طرز کلام ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ (۶۱۸۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن

۶۱۸۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ابو طلحہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مدینہ منورہ کے لئے) روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے تھیں، راستہ میں کسی جگہ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور آنحضرت ﷺ اور ام المؤمنین گر گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے ابو طلحہ نے اپنی سواری سے فوراً اپنے کو گرا دیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! (ﷺ) اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کیا آپ کو کوئی چوٹ آئی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، البتہ عورت کو دیکھو۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر ام المؤمنین کی طرف بڑھے اور اپنا کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ کھڑی ہو گئیں اور آنحضرت ﷺ اور ام المؤمنین کے لئے ابو طلحہ نے پالان مضبوط باندھا۔ اب آپ نے سوار ہو کر پھر سفر شروع کیا، جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے (یا یوں کہا کہ مدینہ دکھائی دینے لگا) تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ہم لوٹنے والے ہیں تو یہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اس کی حمد بیان کرتے ہوئے“ آنحضرت ﷺ اسے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ازراہ تعظیم لفظ جعلنی اللہ ہدای (اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے) بولا۔ جس کو آپ نے ناپسند نہیں فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ خیریت سے واپسی پر آپ نے آنہون تائبون الخ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ اب بھی سفر سے وطن بخیریت واپسی پر ان الفاظ کا ورد کرنا مسنون ہے۔ خاص طور پر حاجی لوگ جب وطن پہنچیں تو یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے شریا بہستی میں داخل ہوں۔

باب اللہ پاک کو کون سے نام زیادہ پسند ہیں
اور کسی شخص کا کسی کو یوں کہنا بیٹا

(یعنی پیار سے گو وہ اس کا بیٹا نہ ہو)

(۶۱۸۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، ان سے ابن المنکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک صاحب کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو

بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرَدِّفَهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ، فَصُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: أَحْسِبُ افْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: ((لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ)) فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لهُمَا عَلَى رَاحِلَتَيْهِمَا فَرَكَبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ. [راجع: ۳۷۱]

۱۰۵- باب أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ يَا
بُنَيَّ

۶۱۸۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَلَدَ لِرَجُلٍ

مِنَا غُلَامٍ فَمَسَّمَاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ
أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمَّ ابْنَكَ عَبْدَ
الرَّحْمَنِ)).

[راجع: ۳۱۱۴]

انہوں نے اس کا نام ”قاسم“ رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو
ابو القاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابو القاسم آنحضرت ﷺ کی
کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لئے ایسا کریں گے۔ ان
صاحب نے اس کی خبر آرت ﷺ کو دی، تو آنحضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمن رکھ لے۔

حیات نبوی میں کسی کو ابو القاسم سے پکارنا باعث اشتباہ تھا کیونکہ ابو القاسم خود آنحضرت ﷺ ہی تھے۔ لہذا آپ نے ہر کسی کو
کنیت ابو القاسم رکھنے سے منع فرمایا تاکہ اشتباہ نہ ہو۔ آپ کے بعد یہ کنیت رکھنا علماء نے جائز رکھا ہے۔ عبداللہ،
عبدالرحمن اللہ کے نزدیک بڑے پیارے نام ہیں کیونکہ ان میں اللہ کی طرف نسبت ہے جو بندے کی بندگی کو ظاہر کرتی ہے۔ باب کا
مضمون صریحاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ احب الاسماء الى الله عبد الله و عبد الرحمن۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ میرے نام پر نام رکھو، لیکن
میری کنیت نہ رکھو۔ یہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے
روایت کیا ہے

۱۰۶- باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ:

((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا

بِكُنْيَتِي)). قَالَ أَنَسٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۶۱۸۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ،

حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَلَدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَمَسَّمَاهُ

الْقَاسِمَ فَقَالُوا: لَا نَكْنِيهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمُّوا

بِاسْمِي، وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي)).

[راجع: ۳۱۱۴]

(۶۱۸۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، کہا
ہم سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو
انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ جب تک ہم
آنحضرت ﷺ سے نہ پوچھ لیں۔ ہم اس نام پر تمہاری کنیت نہیں
ہونے دیں گے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو
لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔

(۶۱۸۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد
بن سیرین نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو القاسم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ
رکھو۔

۶۱۸۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

سُفْيَانٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو

الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا

بِكُنْيَتِي)). [راجع: ۱۱۰]

آپ کی حیات طیبہ میں یہ ممانعت تھی تاکہ اشتباہ نہ ہو۔

(۶۱۸۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن المکندر سے سنا کہ کہا کہ میں نے

۶۱۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،

حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم میں سے ایک آدمی کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ نے کہا کہ ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ تیری آنکھ اس کنیت سے پکار کر ٹھنڈی کریں گے۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمن رکھ لو۔

الْمُنْكَدِرِ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَدَ لِرَجُلٍ مِّنَا غُلَامًا فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا : لَا نَكْنِيكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عِيًّا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((سَمَّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ)). [راجع: ۳۱۱۴]

تشریح اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ ممانعت آپ کی حیات تک تھی کیونکہ اس وقت ابوالقاسم کنیت رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے پکارا یا ابوالقاسم۔ آپ اس پر متوجہ ہو گئے تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا اس وقت آپ نے اشتباہ کو روکنے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا۔

باب ”حزن“ نام رکھنا

۱۰۷- باب اسم الحزن

جو عربی میں دشوار گزار اور سخت زمین کو کہتے ہیں۔

(۶۱۹۰) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے والد (حزن بن ابی وہب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حزن (بمعنی سختی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سہل (بمعنی نرمی) ہو، پھر انہوں نے کہا کہ میرا نام میرے والد رکھ گئے ہیں اسے میں نہیں بدلوں گا۔ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ چنانچہ ہمارے خاندان میں بعد تک ہمیشہ سختی اور مصیبت کا دور رہا۔

۶۱۹۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ : حَزْنٌ قَالَ : ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ : لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّيْتُهُ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ : فَمَا زَالَتْ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ مَحْمُودٌ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِهَذَا.

[طرفہ فی ۶۱۹۳].

تشریح یہ سزا تھی اس بات کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ قبول نہیں کیا اور حزن بمعنی سختی قساوت کی جگہ سہل بمعنی نرمی نام پسند نہیں کیا اور یہ نہ جانا کہ نام کا اثر مسمیٰ میں ضرور ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسا غلط نام والدین اگر رکھ دیں تو وہ نام بعد میں بدل کر اچھا نام رکھ دینا چاہیے۔ اکثر عوام اپنے بچوں کا نام غلط طرز رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بہتر نام وہ ہے جس میں اللہ پاک کی طرف عبدیت پائی جائے جیسے عبد اللہ عبدالرحمن وغیرہ۔ انبیاء کرام کے نام پر نام رکھ دینا بھی جائز درست ہے جیسے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یحییٰ، موسیٰ وغیرہ وغیرہ۔ بعض لوگ شرکیہ نام رکھ دیتے ہیں وہ بہت ہی غلط ہوتے ہیں جیسے عبدالنبی عبدالرسول غلام خیلانی وغیرہ وغیرہ۔ سہل حزن کی ضد ہے۔ یعنی نرم اور ہموار زمین۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ بڑا آدمی اگر کوئی مفید مشورہ دے تو اسے

قبول کر لینا بہتر ہے خواہ وہ آباء و اجداد کی رسموں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتا ہو۔ ماں باپ کے طور طریقے وہیں تک قابل عمل ہوتے ہیں جو شریعت اسلامی کے موافق ہوں ورنہ ماں باپ کی اندھی تقلید کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین میں سے ہیں۔ خلافت فاروقی کے دوسرے سال یہ پیدا ہوئے اور خلافت ولید بن عبدالملک ۹۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے والد حضرت مسیب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی۔ مسیب ہی کے باپ کا نام حزن تھا۔ حزن بن ذبیب بن عمر القرظی الحزوی جو مہاجرین میں سے تھے اور جاہلیت میں اشراف قرظی میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

باب کسی برے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا

۱۰۸- باب تَحْوِيلِ الْأَسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

(۶۱۹۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بنیہ نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے بچہ کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کسی چیز میں جو سامنے تھی مصروف ہو گئے (اور بچہ کی طرف توجہ ہٹ گئی) ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بچہ کے متعلق حکم دیا اور آنحضرت ﷺ کی ران سے اسے اٹھالیا گیا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ متوجہ ہوئے تو فرمایا، بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا۔ اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بلکہ اس کا نام ”منذر“ ہے۔ چنانچہ اسی دن آنحضور ﷺ نے ان کا یہی نام منذر رکھا۔

۶۱۹۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي اسِيدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخْذِهِ، وَأَبُو اسِيدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشْيءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو اسِيدٍ بَابْنِهِ فَأَحْتَمَلَ مِنْ فَخْذِ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الصَّبِيُّ؟)) فَقَالَ أَبُو اسِيدٍ: قَلْبَنَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ: فَلَانٌ. قَالَ: ((وَلَكِنْ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ)) فَسَمَاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

منذر گنہگاروں کو عذاب الہی سے ڈرانے والا۔

(۶۱۹۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں شعبہ نے، انہیں عطاء بن ابی میمونہ سے، انہیں ابو رافع نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا نام ”برہ“ تھا، کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔

۶۱۹۲- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَتْ اسْمَهَا بَرَّةً فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ.

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ زینب بنت جحش ام المؤمنین کا نام رکھا گیا تھا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ادب المفرد میں نکالا

کہ جویریہ کا بھی پہلے نام برہ رکھا گیا تھا تب آپ نے بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ لفظ برہ بہت نیکو کار کے معنی میں ہے۔ یہ آپ ﷺ کو پسند نہیں آیا کیونکہ اس میں خود پسندی کی جھلک آتی تھی۔ لفظ زینب کے معنی مونے جسم والی عورت۔ حضرت زینب اسم با مسمیٰ تھیں رضی اللہ عنہا۔

۶۱۹۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرٍ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزَنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: اسْمِي حَزَنٌ قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: مَا أَنَا بِمُغَيَّرٍ اسْمًا سَمَائِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: لَمَّا زَالَتْ فِينَا الْحَزُونَةُ بَعْدُ.

(۶۱۹۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہ مجھ کو عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی، کہا کہ میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے دادا ”حزن“ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا نام حزن ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم تو سہل ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے باپ کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں سختی اور مصیبت ہی رہی۔ حزنونہ سے

صعوت مراد ہے۔

[راجعہ: ۶۱۹۰]

یہ سزا تھی اس کی جو ان کے دادا نے آنحضرت ﷺ کا رکھا ہوا نام قبول نہیں کیا جس میں سرا سر خیر و برکت تھی مگر ان کو اپنے باپ دادا کا رکھا ہوا نام حزن ہی پسند رہا اور اسی وجہ سے بعد کی نسلیں بھی مصیبت ہی میں مبتلا رہیں۔ انسان کی زندگی پر نام کا بڑا اثر پڑتا ہے اس لئے بچے کا نام عمدہ سے عمدہ رکھنا چاہیے۔

۱۰۹- بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِبْرَاهِيمَ، يَعْنِي ابْنَهُ.

جس نے انبیاء کے نام پر نام رکھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بوسہ دیا۔

تو آنحضرت ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ کا یہ بچہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ماہ ذی الحجہ ۱۰ھ میں ۱۸ ماہ کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو بقیع غرقہ میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۶۱۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قُلْتُ لَابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيٌّ بَعْدَهُ.

(۶۱۹۴) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد بجلی نے، کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا۔ تم نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ بیان کیا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی تھی اور اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد ہوتی تو آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نہ ظلی نہ بروزی جیسا کہ آج کل کے دجالہ کہتے ہیں۔ خدا ہم اللہ۔ اب قیامت تک صرف آپ ہی کی نبوت رہے گی۔ کوئی

اگر نیا مدعی نبوت کھڑا ہو گا تو وہ دجال ہے، جھوٹا ہے، اسلام سے خارج ہے۔ لو قد رآلہ ان یكون بعدہ نبی لعاش ولكنہ خاتم النبیین۔

(۶۱۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انھیں عدی بن ثابت نے کہا کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا۔ بیان کیا کہ جب آپؐ کے فرزند ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہو گئی ہے۔

(۶۱۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور تمہارے درمیان (علوم دین کو) تقسیم کرتا ہوں۔ اور اس روایت کو انسؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

(۶۱۹۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حصین نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے نام پر نام رکھو لیکن تم میری کنیت نہ اختیار کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور جس نے قصداً میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔

تشیخ یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے کہ شیطان آپ کی صورت میں نظر نہیں آسکتا تاکہ وہ آپ کا نام لے کر خواب میں کسی سے کوئی جھوٹ نہ بول سکے۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا یقیناً جان لیتا ہے کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ ہی کو دیکھا ہے اور یہ امر دیکھنے والے پر کسی نہ کسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی وعید اس کے لئے ہے جو خواہ مخواہ جھوٹ موٹ کہے۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے یا کوئی جھوٹی بات گھڑ کر آپ کے ذمہ لگائے۔ پس جھوٹی احادیث گھڑنے والے زندہ دوزخی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہم امین۔

(۶۱۹۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان

۶۱۹۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ مُرَضِعًا فِي الْجَنَّةِ)). [راجع: ۱۳۸۲]

۶۱۹۶- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ)). وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۱۱۴]

۶۱۹۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ لَقَدْ رَأَى، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَمَثُلُ صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ۱۱۰]

۶۱۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا

کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بریدہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ بن شداد نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر اسے مجھے دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ کی بڑی اولاد تھی۔

(۶۱۹۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے، کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے، کہا ہم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس دن سورج گرہن ہوا تھا۔ اس کو ابو بکرہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

لوگوں نے گمان کیا کہ یہ گمن حضرت ابراہیم کی وفات پر ہوا ہے مگر آنحضرت ﷺ نے صاف فرما دیا کہ چاند اور سورج کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گمن نہیں ہوتے بلکہ یہ قدرت الہی کے نشانات ہیں وہ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو یہ نشانات دکھاتا ہے۔ ایسے مواقع پر اللہ کو یاد کرو، نماز پڑھو، صدقہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ جدید علمی تحقیقات نے اس سلسلہ میں جو کچھ معلومات کی ہیں وہ بھی سب حدیث کے مطابق قدرت کی نشانیاں ہی ہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پارہ نمبر ۴ میں یہ حدیث مفصل ہے جس میں تفصیلات بالا ساری مذکور ہیں۔

باب بچے کا نام ولید رکھنا

۱۱۰- باب تَسْمِیَةِ الْوَلَدِ

حضرت امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جس حدیث میں ولید نام رکھنے کی نہی آئی ہے وہ سخت ضعیف قابل حجت نہیں ہے۔ حدیث ذیل میں ایک مسلمان کا نام ولید مذکور ہے۔ آپ نے خود اسی نام سے اس کا ذکر فرمایا۔ اسی سے

جواز ثابت ہوا۔

(۶۲۰۰) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو یہ دعا کی۔ ”اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ میں دیگر موجود کمزور مسلمانوں کو نجات دے دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے کفاروں کو سخت پکڑ۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط نازل فرما۔

۶۲۰۰- أَخْبَرَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعِفِينَ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سَيِّئًا

کَسْبِي يُؤَسِّفُ)). [راجع: ۲۹۷]

یہ تینوں حضرات مذکورین مغیرہ مخدومی کے خاندان سے ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے۔ کفار نے ان کو ہجرت سے روک کر مقید کر دیا تھا۔ ولید بن ولید حضرت خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ سلمہ بن ہشام ابو جہل کے بھائی ہیں جو قدیم الاسلام ہیں اور عیاش بن ابی ربیعہ ماں کی طرف سے ابو جہل کے بھائی ہیں۔ مضر قبیلہ قریش سے ایک قبیلہ تھا جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے بددعا فرمائی تھی۔ اس حدیث سے ولید نام رکھنا جائز ثابت ہوا۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

۱۱۱- باب مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَتَقَصَّ

باب جس نے اپنے کسی ساتھی کو اس کے نام میں سے کوئی

مِنْ اَسْمِهِ حَرَّفَا

اور ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا اباہر!

وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ : ((يَا أَبَا هُرَ))

حالانکہ ان کا نام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھا۔

(۶۲۰۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا اور ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ وہ چیزیں دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے۔

۶۲۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يُفْرِئُكَ السَّلَامَ)) قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا نَرَى.

[راجع: ۳۲۱۷]

روایت میں حضرت عائشہ کا نام تخفیف کے ساتھ صرف عائشہ مذکور ہوا ہے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

(۶۲۰۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا مسافروں کے سامان کے ساتھ تھیں اور نبی کریم ﷺ کے غلام انجشہ عورتوں کے اونٹ کو ہانک رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انجش! ڈر اس طرح آہستگی سے لے چل جیسے شیثوں کو لے کر جاتا ہے۔

۶۲۰۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سَلِيمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامٌ النَّبِيِّ ﷺ يَسُوقُ بِهِنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَا أَنْجَشُ، رُوَيْدَكَ سَوْفَكَ بِالْقَوَارِيرِ)).

[راجع: ۶۱۴۹]

انجشہ آنحضرت ﷺ کے غلام کالے رنگ والے تھے۔ گانے میں آواز بہت غضب کی حسین تھی جسے سن کر اونٹ بھی

شَرَحَ

مست ہو جاتے تھے۔ آپ نے مستورات کو پیشے سے تشبیہ دی۔ نزاکت کی بنا پر اور انجشہ کو سواری تیز چلانے سے روکا کہ کمین تیزی میں کوئی عورت سواری سے گر نہ جائے۔ انجشہ کو صرف انجش سے آپ نے ذکر فرمایا باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

باب بچہ کی کنیت رکھنا اس سے پہلے کہ

۱۱۲- باب الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ

وہ صاحب اولاد ہو

يُولَدُ لِلرَّجُلِ

(۶۲۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے اور ان سے انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے، میرا ایک بھائی ابو عمیر نامی تھا۔ بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ بچہ کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحا فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النعیر اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کا وقت ہو جاتا اور آنحضرت ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے۔ آپ اس بستر کو بچھانے کا حکم دیتے جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہوتے، چنانچہ اسے جھاڑ کر اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

۶۲۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِي أَخٌ يَقَالُ لَهُ: أَبُو عَمِيرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ، فَطِيمٌ، وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: ((يَا أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ النُّعَيْرُ؟)) نَفَرًا كَانَ يَلْعَبُ بِهِ قَرِيبًا خَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبَسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيَكْنَسُ وَيَنْصَحُ، ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا

[راجع: ۶۱۲۹]

آپ نے اس بچے کی کنیت ابو عمیر، عمیر کا باپ رکھ دی حالانکہ وہ خود بچہ تھا اور عمیر اس کا کوئی بچہ نہ تھا اس طرح پہلے ہی سے بچے کی کنیت رکھ دینا عربوں کا عام دستور تھا۔ نعیر نامی چڑیا سے یہ بچہ کھیلا کرتا تھا اسی لئے آپ نے مزاحیہ فرمایا۔ صلی

اللہ علیہ الف الف مرة بعدد کل ذرة آمین یا رب العالمین (ران)

باب ایک کنیت ہوتے ہوئے دوسری ابو تراب کنیت رکھنا

جائز ہے

۱۱۳- باب التَّكْنِيَةِ بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ

كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

(۶۲۰۴) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت ”ابو تراب“ سب سے زیادہ پیاری تھی اور اس کنیت سے انہیں پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ یہ کنیت ابو تراب خود رسول کریم ﷺ نے رکھی تھی۔ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہو کر وہ باہر چلے آئے اور مسجد کی دیوار کے پاس لیٹ گئے۔ آنحضرت ﷺ ان کے پیچھے آئے اور فرمایا کہ یہ تو دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔ جب

۶۲۰۴- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءٍ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لِأَبُو تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا، وَمَا سَمَاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ غَاظَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَفَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّبِعُهُ فَقَالَ: هُوَ

آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ مٹی سے بھر چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے (پیار سے) فرمانے لگے ”ابو تراب“ اٹھ جاؤ۔

ذَا مُضْطَجِعٌ لِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ
وَأَمَلًا ظَهَرَهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ
التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ: ((اجْلِسْ يَا أَبَا
تُرَابٍ)). [راجع: ۴۴۱]

تشریح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی کنیت ابو الحسن مشہور تھی مگر بعد میں جب خود آنحضرت ﷺ نے ازراہ محبت آپ کو ابو تراب کنیت سے پکارا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی سے زیادہ خوش ہونے لگے۔ اس طرح دو دو کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو محبت تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ خود بنفسہ ان کو راضی کر کے گھر لانے کے لئے تشریف لے گئے جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر وہ باہر چلے گئے تھے۔ ایسی باہمی خفگی میاں بیوی میں بسا اوقات ہو جاتی ہے جو معیوب نہیں ہے۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمر میں کافی مٹی لگ گئی تھی۔ اس لئے آپ نے پیار سے ان کو ابو تراب (مٹی کا باوا) کنیت سے یاد فرمایا (ﷺ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چار سال اور نو ماہ ہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ بروز ہفتہ ایک خارجی ابن مسلم نامی کے حملہ سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون رضی اللہ وارضاه۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان ۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ سے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ انا للہ الخ غفر اللہ لہا (آمین)۔

باب اللہ کو جو نام بہت ہی زیادہ ناپسند ہیں ان کا بیان

(۶۲۰۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہو گا جو اپنا نام ملک الاملاک (شمنشاہ) رکھے۔

۱۱۴- باب أَبْغَضِ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ
۶۲۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((أَخْتَنِي الْأَسْمَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ
رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكُ الْأَمَلَاكِ)).

[طرفہ فی: ۶۲۰۶]۔

لفظ اخنی کے معنی بہت ہی بدترین، بہت ہی گندہ نام یہ ہے کہ لوگ کسی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھیں۔ ایسے نام والے قیامت کے دن بدترین لوگ ہوں گے۔

(۶۲۰۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام۔ اور کبھی سفیان نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ روایت اس طرح بیان کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین ناموں (جمع کے صیغہ کے ساتھ) میں اس کا نام ہو گا جو ”ملک الاملاک“ اپنا نام رکھے گا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ابو الزناد کے

تشریح ۶۲۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً قَالَ: أَخْنَعُ اسْمٌ عِنْدَ
اللَّهِ، وَقَالَ سُفْيَانٌ، غَيْرُ مَرَّةٍ أَخْنَعُ
الْأَسْمَاءُ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى بِمَلِكِ
الْأَمَلَاكِ. قَالَ سُفْيَانٌ: يَقُولُ غَيْرُهُ تَفْسِيرُهُ
شَاهَان شَاه. [راجع: ۶۲۰۵]

غیر نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے ”شاہان شاہ“

تَنْجِیحُ فی الحقیقت شہنشاہ پروردگار ہے۔ بندے شہنشاہ نہیں ہو سکتے جو لوگ اپنے کو شہنشاہ کہلاتے ہیں اللہ کے نزدیک وہ نہایت ہی حقیر اور گندے بندے ہیں، اسی لئے آج کے جمہوری دور میں اب کوئی شہنشاہ نہیں رہا۔ اللہ نے سب کو نابود کر دیا۔ آج سب ایک سطح پر ہیں مگر آج کل ان کی جگہ ممبران پارلیمنٹ و اسمبلی نے لے رکھی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

باب مشرک کی کنیت کا بیان

۱۱۵- باب کُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

وَقَالَ مِسْوَرٌ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ)).
اور مسور بن مخزوم نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ مشرک شخص کو اس کی کنیت سے یاد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ابوطالب کا بیٹا کہا۔ ابوطالب کنیت تھی اور وہ مشرک رہ کر مرے تھے۔ روایت ذیل میں ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی منافق کو اس کی کنیت ابوالجہاب سے ذکر فرمایا۔

(۶۲۰۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن ابی شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور انھیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدا کا بنا ہوا ایک کپڑا بچھا ہوا تھا، اسامہ آپ کے پیچھے سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی حارث بن الخزرج قبل وقعة بدر، لیے تشریف لے جا رہے تھے، یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے یہ دونوں روانہ ہوئے اور راستے میں ایک مجلس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ عبد اللہ نے ابھی تک اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اس مجلس میں کچھ مسلمان بھی تھے۔ بتوں کی پرستش کرنے والے کچھ مشرکین بھی تھے اور کچھ یہودی بھی تھے۔ مسلمان شرکاء میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر (آنحضور کی) سواری کا غبار اڑ کر پڑا تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی چادر ناک پر رکھ

۶۲۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَذَكِيَّةٌ، وَأَسَامَةُ وَرَاءَهُ يَعُوذُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي حَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَسَارَا حَتَّى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي إِزِيدٍ فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودَ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةً الدَّابَّةِ، خَمَرَ ابْنُ أَبِي أَنْفَةَ بِرِدَائِهِ وَقَالَ:

لی اور کہنے لگا کہ ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے (قریب پہنچنے کے بعد) انھیں سلام کیا اور کھڑے ہو گئے۔ پھر سواری سے اتر کر انھیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن مجید کی آیتیں انھیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ بھلے آدمی جو کلام تم نے پڑھا اس سے بہتر کلام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ واقعی یہ حق ہے مگر ہماری مجلسوں میں آکر اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔ جو تمہارے پاس جائے بس اس کو یہ قصے سنا دیا کرو۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں بھی تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ اس معاملہ پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں کا جھگڑا ہو گیا اور قریب تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھا دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ انھیں خاموش کرتے رہے آخر جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر بیٹھے اور روانہ ہوئے۔ جب سعد بن عبادہ کے یہاں پہنچے تو ان سے فرمایا کہ اے سعد! تم نے نہیں سنا آج ابو حباب نے کس طرح باتیں کی ہیں۔ آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ باتیں کہی ہیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بولے، میرا باپ آپ پر صدقے ہو یا رسول اللہ! آپ اسے معاف فرمادیں اور اس سے درگزر فرمائیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کو سچا کلام دے کر یہاں بھیجا جو آپ پر اتارا۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اس شہر (مدینہ منورہ) کے باشندے اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے (عبد اللہ بن ابی کو) شاہی تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ باندھ دیں لیکن اللہ نے سچا کلام دے کر آپ کو یہاں بھیج دیا اور یہ تجویز موقوف رہی تو وہ اس کی وجہ سے چڑ گیا اور جو کچھ آپ نے آج ملاحظہ کیا، وہ اسی جلن کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو معاف کر دیا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ مشرکین اور اہل کتاب سے جیسا کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا، درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کیا

لَا تُغَيِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاعْشِنَا فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نَحِبُ ذَلِكَ فَاسْتَبُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ، حَتَّى كَادُوا يَتَنَازَرُونَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَابْتُهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّ سَعْدٍ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟)) يُرِيدُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَالَ كَذًا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَيُّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي أَنْتَ أَغْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ، فَوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ، وَلَقَدْ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوَجَّهَ وَيُعَصَّبَ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَغْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ، كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ((وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ”تم ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے (اذیت دہ باتیں) سنو گے“ دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا بہت سے اہل کتاب خواہش رکھتے ہیں الخ۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ انہیں معاف کرنے کے لئے اللہ کے حکم کے مطابق توجیہ کیا کرتے تھے۔ بالآخر آپ کو (جنگ کی) اجازت دی گئی۔ جب آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر کیا اور اللہ کے حکم سے اس میں کفار کے بڑے بڑے بہادر اور قریش کے سردار قتل کئے گئے تو آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ فتح مند اور غنیمت کا مال لئے ہوئے واپس ہوئے، ان کے ساتھ کفار قریش کے کتنے ہی بہادر سردار قید بھی کر کے لائے تو اس وقت عبد اللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے بت پرست مشرک ساتھی کہنے لگے کہ اب ان کا کام جم گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لو، اس وقت انھوں نے اسلام پر بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے (مگردل میں نفاق رہا)

سند میں عروہ بن زبیر فقہائے سبعہ مدینہ سے ہیں جن کے اسماء گرامی اس نظم میں ہیں۔

اذا قيل من في العلم سبعة ابهر روايتهم ليست عن العلم خارجه

فقل هم عبيد الله عروة قاسم سعيد ابوبكر سليمان خارجه.

یہ ساتوں بزرگ مدینہ طیبہ میں ایک ہی زمانے میں تھے۔ اکثر ان میں سے ۹۴ھ میں فوت ہوئے تو اس سال کا نام ہی عام الفقہاء پڑ گیا آخر باری باری ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ تک سب رخصت ہو گئے۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

(۶۲۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن حارث بن نوفل نے اور ان سے حضرت عباس بن عبد المطلب نے کہ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے جناب ابوطالب کو ان کی وفات کے بعد کوئی فائدہ پہنچایا، وہ آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے لوگوں پر غصہ ہوا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ دوزخ میں اس جگہ پر ہیں جہاں ٹخنوں تک آگ ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے کے طبقے میں رہتے۔ جہاں اور مشرک رہیں گے۔

الْكِتَابِ)) [آل عمران : ۱۸۶] الْآيَةُ وَقَالَ: «وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ» [البقرة : ۱۰۹] فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ حَتَّى أَذِنَ لَهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدْرًا فَقَتَلَ اللَّهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ، فَقَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصْحَابَهُ مَنْصُورِينَ غَانِمِينَ مَعَهُمْ أُسَارَى مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولَ: وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَبْدَةُ الْأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ قَبَائِعُوهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَمُوا. [راجع: ۲۹۸۷]

تشیخ

۶۲۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَفَعَتْ أَبَا طَالِبٍ بَشْيٌ؟ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ هُوَ فِي ضَخْصَخٍ مِنَ النَّارِ، لَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[راجع: ۳۸۸۳]

باب تعریض کے طور پر بات کہنے میں

جھوٹ سے بچاؤ ہے

اور اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو طلحہ کے ایک بچے ابو عمیر نامی کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے (اپنی بیوی سے) پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی جان کو سکون ہے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ چین سے ہو گا۔ ابو طلحہ اس کلام کا مطلب یہ سمجھے کہ ام سلیم سچی ہے۔

(۶۲۰۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ثابت بنانی نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، راستہ میں حدی خواں نے حدی پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چل، تجھ پر افسوس۔

(۶۲۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے بیان کیا، ان سے انس و ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ انجشہ نامی غلام عورتوں کی سواریوں کو حدی پڑھتا لے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا، انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ لے چل۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ مراد عورتیں تھیں۔

(۶۲۱۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک حدی خواں تھے انجشہ نامی تھے ان کی آواز بڑی اچھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، انجشہ آہستہ چال اختیار کر، ان شیشوں کو مت توڑ۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مراد کمزور عورتیں تھیں۔ (کہ سواری سے گرنے جائیں۔)

۱۱۶- باب الْمَعَارِضُ مُنْذُوحةً

عَنِ الْكَذِبِ

وَقَالَ إِسْحَاقُ، سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ ابْنُ لَاطِي طَلْحَةَ فَقَالَ: كَيْفَ الْغَلَامُ؟ قَالَتْ أُمُّ سَلِيمٍ، هَذَا نَفْسُهُ، وَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ قَدْ اسْتَرَاخَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

۶۲۰۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتِ الثَّنَائِي، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَحَدَّثَ الْحَادِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْلُقْ يَا أَنْجَشَةُ وَيَحَكَ بِالْقَوَارِيرِ)). [راجع: ۶۱۴۹]

۶۲۱۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ غَلَامٌ يَحْدُوهُمْ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُوَيْدُكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْفَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: يَعْنِي النِّسَاءَ.

[راجع: ۶۱۴۹]

۶۲۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَانٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَادٍ يُقَالُ لَهُ، أَنْجَشَةُ، وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُوَيْدُكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ)) قَالَ قَتَادَةُ: يَعْنِي ضَعْفَةَ

النِّسَاءَ. [راجع: ۶۱۴۹]

(۶۲۱۲) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ مدینہ منورہ پر (ایک رات نامعلوم آواز کی وجہ سے) ڈر طاری ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پھر (واپس آکر) فرمایا، ہمیں تو کوئی (خوف کی) چیز نظر نہ آئی۔ البتہ یہ گھوڑا تو گویا دریا تھا۔

باب کسی شخص کا کسی چیز کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں اور مقصد یہ ہو کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت ﷺ نے دو قبر والوں کے حق میں فرمایا کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیئے جاتے اور حالانکہ وہ بڑا گناہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب آنحضرت ﷺ نے بڑے کو فرمایا کہ بڑا نہیں تو سلب شی عن نفسه کیا اور یہی مقصود باب ہے کہ شے کو لیس بشی کہنا۔ اظہار تعجب کے لئے اردو میں بھی یہ محاورہ مستعمل ہے۔

(۶۲۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھ کو یحییٰ بن عروہ نے خبر دی، انھوں نے عروہ سے سنا، کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان کی (پیشین گوئیوں کی) کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لیکن وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات سچی بات ہوتی ہے جسے جن فرشتوں سے سن کر اڑا لیتا ہے اور پھر اسے اپنے ولی (کاہن) کے کان میں مرغ کی آواز کی طرح ڈالتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس (ایک سچی بات میں) سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ [راجع: ۳۲۱۰]

باب آسمان کی طرف نظر اٹھانا

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ عاشیہ میں فرمایا ”کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اس کی پیدائش کی گئی ہے اور آسمان کی طرف کہ کیسے وہ بلند کیا

۶۲۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَرْغٌ لِرَكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)). [راجع: ۲۶۲۷]

۱۱۷- باب قول الرجل للشيء ليس بشيء وهو ينوي أنه ليس بحق وقال ابن عباس، قال النبي ﷺ: ((يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ))

۶۲۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكَاهِنِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَلَّكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُأُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ، فَيَخْطِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ)). [راجع: ۳۲۱۰]

۱۱۸- باب رفع البصر إلى السماء وقوله تعالى: ﴿أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾

گیا ہے۔“ اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

(۶۲۱۴) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے کہ میں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے جابر بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میرے پاس وحی آنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ ایک دن میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو میں نے پھر اس فرشتہ کو دیکھا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

[الغاشیة : ۱۷]، وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

۶۲۱۴- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((ثُمَّ فُتِرَ عَنِّي الْوَحْيُ، فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)). [راجع: ۴]

یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو آج آپ کو بایں شکل نظر آئے۔

(۶۲۱۵) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ مجھے شریک نے خبر دی، انھیں کرب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات میمونہ (خالہ) کے گھر گزاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رات وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوا یا اس کا بعض حصہ رہ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ ”بلاشبہ آسمان کی اور زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے بدلتے رہنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔“

۶۲۱۵- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ [آل عمران : ۱۹۰]. [راجع: ۱۱۷]

رات کو اٹھنے والے خوش نصیبوں کے لئے نظارہ آسمانی کو دیکھنا اور ان آیات کو بغور پڑھنا بہت بڑی نعمت ہے۔

باب کچھ پانی میں لکڑی

مارنا

(۶۲۱۶) ہم سے مسدد نے کہا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عثمان بن غیاث نے، کہا ہم سے ابو عثمان ممدی نے بیان کیا اور

۱۱۹- باب نَكَتِ الْعُودِ فِي الْمَاءِ

وَالطِّينِ

۶۲۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ،

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَلَذَهَبَتْ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحَتْ لَهُ وَبَشَّرَتْهُ بِالْجَنَّةِ فَاسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحَتْ لَهُ وَبَشَّرَتْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَكِنًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تَصِيْبُهُ - أَوْ تَكُونُ -)) فَلَذَهَبَتْ فَإِذَا عُثْمَانُ فَفَتَحَتْ لَهُ وَبَشَّرَتْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرَتْهُ بِالَّذِي قَالَ قَالَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ.

[راجع: ۳۶۷۴]

ان سے ابو موسیٰ اشعری نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ اس کو پانی اور کچڑ میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک صاحب نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دے اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دے۔ میں گیا تو وہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے، میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنائی پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلویا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دے اس مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کے لئے بھی دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلویا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا دروازہ کھول دے اور جنت کی خوشخبری سنا دے، ان آزمائشوں کے ساتھ جس سے (دنیا میں) انھیں دو چار ہونا پڑے گا۔ میں گیا تو وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے لیے بھی میں نے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوش خبری سنائی اور وہ بات بھی بتا دی جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا خیر اللہ مددگار ہے۔

تشریح اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آخر خلافت میں بڑی مصیبت پیش آئی لیکن انھوں نے صبر کیا اور شہید ہوئے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے دروازہ سب سے پہلے کھولا گیا۔ پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ اسلام لانے پر آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا لقب صدیق اور کنیت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن رہی۔ وفات ۶۳ سال کی عمر میں ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ میں بخار سے واقع ہوئی۔ ۷ تاریخ جمادی الثانی سے آپ کو بخار آنا شروع ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔ عمر رضی اللہ عنہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لولو فیروز ایرانی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال کی تھی ۲ ذی الحجہ ۲۳ھ میں بدھ کے دن انتقال فرمایا رضی اللہ وارضاه۔ آپ کی مدت خلافت ساڑھے دس سال سے کچھ زیادہ ہے۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں کچھ منافقوں نے بغاوت کی۔ آخر آپ کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ان ظالموں نے بہت بری طرح سے شہید کر دیا۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ (مُتَسَمِّم)

باب کسی شخص کا زمین پر

کسی چیز کو مارنا

۱۲۰۔ باب الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْءَ

يَبْدُو فِي الْأَرْضِ.

(۶۲۱۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان و منصور نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس کو آپ زمین پر مار رہے تھے پھر آپ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا طے نہ ہو چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا، پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کر لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص جس ٹھکانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو ایسی ہی توفیق دی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن شریف کے سورۃ واللہ میں ہے کہ جس نے اللہ خیرات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا، آخر تک۔

باب تعجب کے وقت اللہ اکبر اور

سبحان اللہ کہنا

(۶۲۱۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھیں زہری نے، ان سے ہند بن حارث نے بیان کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا، سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے! جو ان حجرہ والیوں کو جگائے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ اور ابن ابی ثور نے بیان کیا، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر!

عمر رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کی خبر پر تعجب کیا جس نے کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ غفر اللہ لہ (آمین)

(۶۲۱۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے

۶۲۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةٍ لَفَجَلٍ يَنْكُتُ الْأَرْضَ بِعُودٍ فَقَالَ: ((لَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)) فَقَالُوا: أَفَلَا تَتَكَلَّمُ؟ قَالَ: ((اغْمَلُوا فِكُلُّ مَيْسَرٍ هَؤُلَاءِ مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى)) [الليل : ۵] الآية.

[راجع: ۱۳۶۲]

۱۲۱- باب التَّعْجِبِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ

التَّعْجِبِ

۶۲۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَقِظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ؟)) يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ ((حَتَّى يُصَلِّيَنَّ رَبُّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةً فِي الْآخِرَةِ)) وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ. [راجع: ۱۱۵]

۶۲۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا

خبر دی، انھیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے امام زین العابدین علی بن حسین نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا نے انھیں خبر دی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملنے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کئے ہوئے تھے۔ عشاء کے وقت تھوڑی دیر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں اور واپس لوٹنے کے لئے انھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انھیں چھوڑ آنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جہاں آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا، تو ادھر سے دو انصاری صحابی گزرے اور آنحضرت ﷺ کو سلام کیا اور آگے بڑھ گئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا میری بیوی ہیں۔ ان دونوں صحابہ نے عرض کیا۔ سبحان اللہ یا رسول اللہ۔ ان پر بڑا شاق گزرا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے، اس لئے مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی شبہ نہ ڈال دے۔

ایسے مواقع پر کسی پیدا ہونے والی غلط فہمی کو پہلے ہی دفع کر دینا بھی سنت نبوی ہے جو بہت ہی باعث ثواب ہے۔

باب انگلیوں سے پتھریا کنکری پھینکنے کی ممانعت

(۶۲۲۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انھوں نے عقبہ بن صہبان ازدی سے سنا، وہ عبد اللہ بن مغفل مزنی سے نقل کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ نہ شکار مار سکتی ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے، البتہ آنکھ پھوڑ سکتی ہے اور دانت توڑ سکتی ہے۔

شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُصَيْنٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْفَوَائِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَفَذَا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُصَيْنٍ)) قَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا)). [راجع: ۲۰۳۵]

۱۲۲- باب النهي عن الخذف

۶۲۲۰- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَعَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ)).

[راجع: ۴۸۴۱]

باب چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا

(۶۲۲۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو اصحاب چھینکے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کا جواب یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں۔ آنحضرت ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس نے الحمد للہ کہا تھا (اس لئے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔ چھینکنے والے کو الحمد للہ ضرور کہنا چاہئے اور سننے والوں کو یرحمک اللہ۔ (سے جواب دینا اسلامی تہذیب ہے)

باب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کا جواب الفاظ یرحمک

اللہ سے دینا چاہئے

یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔

(۶۲۲۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث بن سلیم نے کہ میں نے معاویہ بن سويد بن مقرن سے سنا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات کاموں سے روکا تھا، ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی مزاج پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب دینے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھا لینے والے کی قسم پوری کرنے میں مدد دینے کا حکم دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں سات کاموں سے روکا تھا، سونے کی انگوٹھی سے، یا بیان کیا کہ سونے کے چھلے سے، ریشم اور دبا اور سندس (دبا سے باریک ریشمی کپڑا) پہننے سے اور ریشمی زین سے۔

باب چھینک اچھی ہے اور جمالی میں

۱۲۳- باب الْحَمْدُ لِلْعَاطِسِ

۶۲۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: غَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّمَتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: ((هَذَا حَمْدُ اللَّهِ، وَهَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ)).

[طرفہ فی: ۶۲۲۵]

۱۲۴- باب تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا

حَمَدَ اللَّهَ

۶۲۲۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدٍ بْنَ مُقَرِّنٍ، عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِبَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ - أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ -، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالذِّيْبَاجِ، وَالسُّنْدُسِ، وَالْمَيَاوِرِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

۱۲۵- باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ

الْغَطَّاسُ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

برائی ہے

چھینک چستی اور ہوشیاری اور صفائی دماغ اور صحت کی دلیل ہے۔ برخلاف اس کے جمائی سستی کاہلی اور ثقل اور احتلائے معدہ کی دلیل ہے۔

(۶۲۲۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان پر جو اسے سنے، حق ہے کہ اس کا جواب یرحمک اللہ سے دے۔ لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب وہ منہ کھول کر ہاہا کہتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

۶۲۲۳- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْغَطَّاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا غَطَّسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَحَقَّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمَّتَهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيُرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ: هَا ضَحِكُ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)).

[راجع: ۳۲۸۹]

باب چھینکنے والے کا کس طرح

جواب دیا جائے؟

(۶۲۲۴) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، انھیں عبد اللہ بن دینار نے خبر دی، وہ ابوصالح نے اور انھیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی (راوی کو شبہ تھا) ”یرحمک اللہ“ کہے۔ جب ساتھی یرحمک اللہ کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا ”یہدیکم اللہ ویصلح بالکم“

۱۲۶- باب إِذَا غَطَّسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ؟

۶۲۲۴- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا غَطَّسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ - أَوْ صَاحِبُهُ- يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُمُ)).

اللہ تمہیں سیدھے راستے پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے۔

باب جب چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کے لئے

یرحمک اللہ بھی نہ کہا جائے

(۶۲۲۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

۱۲۷- باب لَا يُشَمَّتُ الْغَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ

۶۲۲۵- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ،

بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیبی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں نے چھینکا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک کی چھینک پر یرحمک اللہ کہا اور دوسرے کی چھینک پر نہیں کہا۔ اس پر دوسرا شخص بولا کہ یا رسول اللہ، آپ نے ان کی چھینک پر یرحمک اللہ فرمایا۔ لیکن میری چھینک پر نہیں فرمایا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا۔

باب جب جمائی آئے تو چاہیے کہ
منہ پر ہاتھ رکھ لے

(۶۲۲۶) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ بعض دفعہ صحت کی علامت ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو وہ الحمد للہ کہے لیکن جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنی قوت و طاقت کے مطابق اسے روکے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمْتُ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَمْتُ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّنِي؟ ((إِنْ هَذَا حَمِدَ اللَّهَ وَلَمْ تَحْمِدِ اللَّهَ)).

[راجع: ۶۲۲۱]

۱۲۸- باب إِذَا تَنَآوَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ

عَلَى فِيهِ

۶۲۲۶- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ اللَّهَ بِعَبْ أَلْعَطَاسِ، وَيَكْرَهُ التَّنَآوُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمَكَ اللَّهُ، وَأَمَّا التَّنَآوُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَنَآوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا تَنَآوَبَ صَحَّكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)). [راجع: ۳۲۸۹]

وہ تو نبی آدم کا دشمن ہے وہ آدمی کی سستی اور کاہلی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

۷۹- کتاب الاستعدادان

کتاب اجازت لینے کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب سلام کے شروع ہونے کا بیان

۱- باب بَدْءِ السَّلَامِ

امام بخاری نے استیذان کے متصل سلام کا باب باندھا اس میں اشارہ ہے کہ جو سلام نہ کرے اسے اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ (قطلانی)

(۶۲۲۷) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا، ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ جب انھیں پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں، سلام کرو اور سنو کہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم! فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ، انھوں نے آدم کے سلام پر ”ورحمۃ اللہ“ بڑھا دیا۔ پس جو شخص بھی جنت میں جائے گا حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا۔ اس کے بعد سے پھر خلقت کا قد و قامت کم ہوتا گیا۔ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا۔

۶۲۲۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُونَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحْيَوْنَكَ، فَإِنَّهَا تَحْيِيَّتُكَ وَتَحْيَةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَرَاذَوْهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ لِكُلِّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ)).

[راجع: ۳۳۲۶]

تسبیح ممکن ہے کہ آئندہ اور کم ہو جائے یہ زیادتی اور کمی ہزاروں برس میں ہوتی ہے۔ انسان اس کو کیا دیکھ سکتا ہے۔ جو لوگ اس قسم کی احادیث میں شبہ کرتے ہیں ان کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت آدم کی صحیح تاریخ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے تو معلوم نہیں کہ حضرت آدم کو کتنے برس گزر چکے ہیں۔ نہ یہ معلوم ہے کہ آئندہ دنیا کتنے برس اور رہے گی اس لئے قد و قامت کا کم ہو جانا قابل انکار نہیں۔ خلق اللہ آدم علی صورتہ کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ سکتی ہے یعنی آدم کی اس صورت رجو اللہ کے

علم میں تھی۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ بدائش سے اسی صورت پر تھے جس صورت پر ہمیشہ رہے یعنی یہ نہیں ہوا کہ پیدا ہوتے وقت وہ چھوٹے بچے ہوں پھر بڑے ہوئے ہوں جیسے ۱۱۱ کی اولاد میں ہوتا ہے۔ بعض نے ضمیر کو اللہ کی طرف لٹایا ہے مگر یہ آیت لیس کمثلہ شئی کے خلاف ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب و امنا باللہ و برسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ نور میں یہ فرمانا

۲- باب قول اللہ تعالیٰ :

”اے ایمان والو! تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ حاصل کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو۔ پھر اگر ان میں تمہیں کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو تو بھی ان میں نہ داخل ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو (بلا خفی) واپس لوٹ آیا کرو۔ یہی تمہارے حق میں زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ (جن میں) کوئی رہتا نہ ہو اور ان میں تمہارا کچھ مال ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔“ اور سعید بن ابی الحسن نے (اپنے بھائی) حسن بصری سے کہا کہ عجمی عورتیں سینہ اور سر کھولے رہتی ہیں۔ تو حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سے اپنی نگاہ پھیر لو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔“ قواد نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کے لئے جائز نہیں ہے (اس سے حفاظت کریں) اور آپ کہہ دیجئے ایمان والیوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنے سنگار ظاہر نہ ہونے دیں۔ ”حائثہ الاعین“ سے مراد اس چیز کی طرف دیکھنا ہے۔ جس سے منع کیا گیا ہے۔ زہری نے نابالغ لڑکیوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں کہا کہ ان کی بھی کسی ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرنی چاہئے جسے دیکھنے سے شہوت نفسانی پیدا ہو سکتی ہو۔ خواہ وہ لڑکی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ عطاء نے ان لوندیوں کی طرف نظر کرنے کو مکروہ کہا ہے، جو مکہ میں بیچی جاتی ہیں۔ ہاں اگر انھیں خریدنے کا ارادہ ہو تو جائز ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾ [النور، الآيات : ۲۷، ۲۸، ۲۹] وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُؤُوسَهُنَّ قَالَ: اصْرِفْ بَصْرَكَ عَنْهُنَّ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ [النور : ۳۰] وَقَالَ قَتَادَةُ : عَمَّا لَا يَجِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور : ۳۱] حَائِثَةُ الْأَعْيُنِ مِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا نَهَى عَنْهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : فِي النَّظَرِ إِلَى الْبَيِّ لَمْ تَحْضَنْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ صَغِيرَةً، وَكَرِهَ عَطَاءُ النَّظَرَ إِلَى الْحَوَارِيِّ. يُبَغْنَ

بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ أَنْ يَشْتَرِيَ.

۶۲۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلِمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَدَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجْزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَنَعَمَ وَضِيئَةً تَسْتَفِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَمَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَذْكَتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ۱۵۱۳]

(الحمد للہ اب مکہ میں ایسے بازار ختم ہو چکے ہیں)

(۶۲۲۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انھیں سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ حضور اکرم ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں قبیلہ خنعم کی ایک خوبصورت عورت بھی آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا، یا رسول اللہ حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے، جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہو جائے گا۔

حدیث کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔

(۶۲۲۹) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو عامر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو! صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری یہ مجلس تو بہت ضروری ہیں، ہم وہیں روزمرہ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو یعنی راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا، راستے کا حق کیا ہے یا

۶۲۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطَّرِيقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بَدُّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا؟ فَقَالَ: ((إِذَا آتَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلَسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)). قَالُوا:

رسول اللہ! فرمایا (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا، راہ گیروں کو نہ ستانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

باب سلام کے بیان میں

سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ پاک نے سورہ نساء میں فرمایا اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بڑھ کر اچھا جواب دو یا (کم از کم) اتنا ہی جواب دو۔

السلام علیکم کے معنی ہوئے کہ اللہ پاک تم کو محفوظ رکھے ہر بلا سے بچائے۔ یہ بہترین دعا ہے جو ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو ملاقات پر پیش کرتا ہے۔ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے مصافحہ کے معنی دونوں کا اپنے دائیں ہاتھوں کو ملانا اس میں صرف دایاں ہاتھ استعمال ہونا چاہئے۔

(۶۲۳۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے شقیق نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (ابتداء اسلام میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے ”سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے، سلام ہو جبریل پر، سلام ہو میکائیل پر، سلام ہو فلاں پر، پھر (ایک مرتبہ) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ ہی سلام ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ الخ پڑھا کرے۔ کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان وزمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی۔ ”اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمداً عبده ورسوله“ اس کے بعد اسے اختیار ہے جو دعا چاہے پڑھے۔

(مگر یہ درود شریف پڑھنے کے بعد ہے۔)

وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). [راجع: ۲۴۶۵]

۳۔ باب السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ

اللَّهِ تَعَالَى

﴿وَإِذَا حُيِّنْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: ۸۶]

۶۲۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ، السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فَلَانٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ: أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدَ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ)).

[راجع: ۸۳۱]

باب تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے
(۶۲۳۱) ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے۔

باب سوار پہلے پیدل کو سلام کرے
(۶۲۳۲) ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی، انہوں نے عبد الرحمن بن زید کے غلام ثابت سے سنا، اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

باب چلنے والا پہلے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے
(۶۲۳۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی، انہیں ثابت نے خبر دی جو عبد الرحمن بن زید کے غلام ہیں۔ اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو اور چھوٹی جماعت پہلے بڑی جماعت کو سلام کرے۔

باب کم عمر والا پہلے بڑی عمر والے کو سلام کرے

۴- باب تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ
۶۲۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [أطرافه في: ۳۴-۶۲۳۲].

۵- باب تَسْلِيمِ الرَّائِبِ عَلَى الْمَاشِي
۶۲۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الرَّائِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ۶۲۳۱]

۶- باب تَسْلِيمِ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ
۶۲۳۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ، وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّائِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ۶۲۳۱]

۷- باب تَسْلِيمِ الصَّغِيرِ عَلَى الْكَبِيرِ

(۶۲۳۴) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم، عن عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

۶۲۳۴- وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سَلِيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ۶۲۳۱]

تشریح | ابراہیم بن طہمان کے اثر کو حضرت امام بخاری نے اب المفرد میں وصل کیا ہے اور ابو نعیم اور بیہقی نے وصل کیا ہے اور کرمانی نے غلطی کی جو یہ کہا کہ امام بخاری نے یہ حدیث ابراہیم بن طہمان سے بہ طریق مذکورہ سنی ہوگی اس لئے وقال ابراہیم کہا کیونکہ امام بخاری نے ابراہیم بن طہمان کا زمانہ نہیں پایا تو کرمانی کا یہ کہنا غلط ہے۔

باب سلام کو زیادہ سے زیادہ رواج دینا

(۶۲۳۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے، ان سے اشعث بن ابی الشعاء نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی مزاج پرسی کرنے کا، جنازے کے پیچھے چلنے کا، چھینکنے والے کے جواب دینے کا۔ کمزور کی مدد کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، افشاء سلام (سلام کا جواب دینے اور بکثرت سلام کرنے کا، قسم (حق) کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا۔ اور آنحضرت ﷺ نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے ہمیں منع فرمایا تھا۔ میشر (ریشم کی زین) پر سوار ہونے سے، ریشم اور دیبا پہننے، قسی (ریشمی کپڑا) اور استبرق پہننے سے (منع فرمایا تھا)۔

۸- باب إفشاء السلام

۶۲۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ بْنِ مَقْرِنٍ، عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِطْنَةِ، وَنَهَانَا عَنْ تَخْتُمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَّاتِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالذَّبِيحِ، وَالْقَسِيِّ، وَالْإِسْتَبْرَقِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

یہ ساتی شرعی آداب ہیں جن کا ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔

باب پہچان ہو یا نہ ہو ہر ایک مسلمان کو

سلام کرنا

(۶۲۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابو الخیر نے،

۹- باب السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ

الْمَعْرِفَةِ

۶۲۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ، عَنْ أَبِي

ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اسلام کی کون سی حالت افضل ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ (مخلوق خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کرو، اسے بھی جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے۔

الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ ((تَطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ، وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ)).

[راجع: ۱۲]

ان احادیث کو روزانہ معمول بنانا بھی بے حد ضروری ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ توفیق بخشے آمین۔

(۶۲۳۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیشی نے اور ان سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق کاٹے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام پہلے کرے۔ اور سفیان نے کہا کہ انہوں نے یہ حدیث زہری سے تین مرتبہ سنی ہے۔

۶۲۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجُلُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)). وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ۶۰۷۷]

۱۰- باب آية الحِجَابِ

باب پردہ کی آیت کے بارے میں

(۶۲۳۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انھیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی۔ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے باقی دس سالوں میں آپ کی خدمت کی اور میں پردہ کے حکم کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کب نازل ہوا تھا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ پردہ کے حکم کا نزول سب سے پہلے اس رات ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ پہلی خلوت کی تھی۔ آنحضرت ان کے دولہا تھے اور آپ نے صحابہ کو دعوت ولیمہ پر بلایا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے لیکن چند آدمی آپ کے پاس بیٹھے رہ گئے اور بہت دیر تک

۶۲۳۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنُ عَشَرَ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَخَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ وَكُنْتُ أَغْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ وَقَدْ كَانَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِي مَبْتَنِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَرْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ

وہیں ٹھہرے رہے۔ آنحضرت ﷺ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلا گیا تاکہ وہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آنحضرت چلتے رہے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلتا رہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے سمجھا کہ وہ لوگ اب چلے گئے ہیں۔ اس لئے واپس تشریف لائے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ واپس آیا لیکن آپ جب زینب رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ وہاں سے لوٹ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ گیا۔ جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک پہنچے تو آپ نے سمجھا کہ وہ لوگ نکل چکے ہوں گے۔ پھر آپ لوٹ کر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو واقعی وہ لوگ جا چکے تھے۔ پھر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لگا لیا۔

[راجع: ۴۷۹۱]

ایسے موقع پر صاحب خانہ کی ضرورت کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔

(۶۲۳۹) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان سے ابو مجلز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے اور کھانا کھایا پھر بیٹھ کے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح اظہار کیا گویا آپ کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ کھڑے نہیں ہوئے جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ تو کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہونے پر قوم کے جن لوگوں کو کھڑا ہونا تھا وہ بھی کھڑے ہو گئے لیکن بعض لوگ اب بھی بیٹھے رہے اور جب آنحضرت ﷺ اندر داخل ہونے کے لئے تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے (آپ واپس ہو گئے) اور پھر جب وہ لوگ بھی کھڑے ہوئے اور چلے گئے تو میں نے آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے میرے اور

مِنْهُمْ رَهْطًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَطَالُوا الْمَكْثَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوا فَمَشَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى جَاءَ عَتَبَةُ حُجْرَةَ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوا فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةُ حُجْرَةَ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنَّ قَدْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَأَنْزَلَ آيَةَ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا.

۶۲۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا، ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتِيهًا لِلْفَيْحِ، فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ، وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبِرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ [الأحزاب: ۵۳]

اپنے درمیان پردہ ڈال لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”اے ایمان والو! نبی کے گھر میں نہ داخل ہو“ آخر تک۔

الایۃ: [راجع: ۴۷۹۱]

بعض نسخوں میں یہاں یہ عبارت اور زائد ہے۔ قال ابو عبد اللہ فیہ من الفقہ انہ لم یستأذ نہم حین قام و خرج و فیہ انہ تہینا للقیام و ہو یرید ان یقوموا۔ حضرت امام بخاری نے کہا اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے ان سے اجازت نہیں لی اور یہ بھی نکلا کہ آپ نے ان کے سامنے اٹھنے کی تیاری کی۔

آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی اٹھ جائیں تو معلوم ہوا کہ جب لوگ بیکار بیٹھے رہیں اور صاحب خانہ تنگ ہو جائے تو ان کی بغیر اجازت اٹھ کر چلے جانا یا ان کو اٹھانے کے لئے اٹھنے کی تیاری کرنا درست ہے۔

۶۲۴۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: اخْبُجْ نِسَاءَكَ قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ، وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتْ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ: عَرَفْتُكَ يَا سَوْدَةُ جَرِصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ. [راجع: ۱۴۶]

۶۲۴۰) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب نے خبر دی، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ آنحضور ﷺ ازواج مطہرات کا پردہ کرائیں۔ بیان کیا کہ آنحضور نے ایسا نہیں کیا اور ازواج مطہرات رفع حاجت کے لئے صرف رات ہی کے وقت نکلتی تھیں (اس وقت گھروں میں بیت الخلاء نہیں تھے) ایک مرتبہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا باہر گئی ہوئی تھیں۔ ان کا قد لمبا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا۔ اس وقت وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا سودہ میں نے آپ کو پہچان لیا یہ انھوں نے اس لیے کہا کیونکہ وہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بڑے متمنی تھے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل کی۔

تَشْرِیحُ اس حدیث سے یہ نکلا کہ ازواج مطہرات کے لئے جس پردے کا حکم دیا گیا وہ یہ تھا کہ گھر سے باہر ہی نہ نکلیں یا نکلیں تو محافہ یا محمل وغیرہ میں کہ ان کا جہیز بھی معلوم نہ ہو سکے مگر یہ پردہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے خاص تھا۔ دوسری مسلمان عورتوں کو ایسا حکم نہ تھا وہ پردے کے ساتھ برابر باہر نکلا کرتی تھیں۔

باب اذن لینے کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے ۶۲۴۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے زہری نے بیان کیا (سفیان نے کہا کہ) میں نے یہ حدیث زہری سے سن کر اس طرح یاد کی ہے کہ جیسے تو اس وقت یہاں موجود ہو اور ان سے سل بن سعد نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے

۱۱- باب الاستئذان من أجل البصر

۶۲۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَفِظْتُهُ كَمَا أَنْكَرَ هَهُنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُنْحٍ فِي حُجْرٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کسی حجرہ میں سوراخ سے دیکھا، آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا (اندر داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اسلئے کہ (اندر کی کوئی ذاتی چیز) نہ دیکھی جائے۔

(۶۲۴۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی بکر نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو آنحضرت ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل یا بہت سے پھل لے کر بڑھے، گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان صاحب کی طرف اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔

[راجع: ۵۹۲۴]

۶۲۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِمَشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتَلِ الرَّجُلُ لِيَطْعَنَهُ.

[طرفہ فی: ۶۸۸۹، ۶۹۰۰].

گویا آپ وہ پھل انھیں چبھو دیں گے۔

۱۲- باب زَنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ
۶۲۴۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ أَرِ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّوْنِ، أَذْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَرِزْنَا الْغَيْنِ النَّظْرُ، وَزَنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمْنَى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يَصْدَقُ ذَلِكَ كُلُّهُ أَوْ يَكْذِبُهُ)). [طرفہ فی: ۶۶۱۲].

باب شرمگاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کے زنا کا بیان

(۶۲۴۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن طاووس نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ صغیرہ گناہوں سے مشابہ میں نے اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (حضرت ابو ہریرہ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ مراد ہیں) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انھیں ابن طاووس نے، انھیں ابن عباس کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے کوئی چیز صغیرہ گناہوں سے مشابہ اس حدیث کے مقابلہ میں نہیں دیکھی جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لامحالہ دو چار ہو گا پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹھا دیتی ہے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ نفس میں زنا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اب اگر شرمگاہ سے زنا کیا تو زنا کا گناہ لکھا گیا اور اگر خدا کے ڈر سے زنا سے باز رہا تو خواہش غلط اور جھوٹ ہو گئی اس صورت میں معافی ہو جائے گی۔

باب سلام اور اجازت تین مرتبہ ہونی چاہئے

(۶۲۴۴) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، انھیں عبداللہ بن ثنی نے خبر دی، ان سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو سلام کرتے (اور جواب نہ ملتا) تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے اور جب آپ کوئی بات فرماتے تو (زیادہ سے زیادہ) تین مرتبہ اسے دہراتے۔

(۶۲۴۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن خصیفہ نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا، اس لئے واپس چلا آیا (جب عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انھوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تمہیں اس حدیث کی صحت کے لئے کوئی گواہ لانا ہو گا۔ (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کو سوا) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے اور کوئی نہیں کھڑا ہو گا۔ ابو سعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ اور

۱۳- باب التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا

۶۲۴۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

[راجع: ۹۴]

۶۲۴۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَدْعُورٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ فَقَالَ: مَا مَعَكَ؟ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ))، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ: وَاللَّهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ

بہذا۔ ابن المبارک نے بیان کیا کہ مجھ کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا مجھ سے یزید بن خنیفہ نے بیان کیا، انھوں نے بسر بن سعید سے، کہا میں نے ابو سعید بن ہشیر سے سنا پھر یہی حدیث نقل کی۔ [راجع: ۲۰۶۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گواہی کے بعد فوراً حدیث کو تسلیم کر لیا۔ مومن کی شان یہی ہونی چاہئے رضی اللہ عنہ وارضاه۔ پس بسر کا سماع ابو سعید سے ثابت ہوا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک راوی کی روایت بھی جب وہ ثقہ ہو جت ہے اور قیاس کو اس کے مقابل ترک کر دیں گے۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت زائد ہے۔ قال ابو عبد اللہ اراد عمر انتثبت الثبت لان لا یجیز خبر الواحد یعنی امام بخاری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ابو موسیٰ سے گواہ لائے کو کہا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی اور زیادہ مضبوطی ہو جائے یہ سب نہیں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک صحابی کی روایت کردہ حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

۱۴- باب إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ؟ وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هُوَ إِذْنُهُ)).

باب اگر کوئی شخص بلانے پر آیا ہو تو کیا اسے بھی اندر داخل ہونے کے لئے اذن لینا چاہئے یا نہیں سعید نے قتادہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو رافع نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی (بلانا) اس کے لئے اجازت ہے۔

اب پھر اذن لینے کی ضرورت نہیں۔ باب کی حدیث میں باوجود دعوت کے اذن لینے کا ذکر ہے۔ دونوں میں تطبیق یوں ہے اگر بلائے ہی کوئی چلا جائے تب نئے اذن کی ضرورت نہیں ورنہ اذن لینا چاہئے۔

۶۲۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبْنَا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: ((أَبَا هُرَيْرَةَ الْحَقُّ أَهْلُ الصُّفَةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ))، قَالَ: فَاتَيْنَهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا.

۶۲۴۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْفَرِ، أَخْبَرَنَا

[راجع: ۵۳۷۵]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب بچوں کو سلام کرنا

۶۲۴۷- ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعبہ

۱۵- باب التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

۶۲۴۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْفَرِ، أَخْبَرَنَا

نے خبر دی، انھیں سيارنے، انہوں نے ثابت بنانی سے روایت کی، انھیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبِيَّانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ.

باب مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا

اور عورتوں کا مردوں کو

۱۶- باب تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى

النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

حديث کی رو سے تو یہ جائز نکلتا ہے مگر فقہاء یہ کہتے ہیں کہ جوان عورتوں کو مردوں کا یا جوان مردوں کو جوان عورتوں کا سلام کرنا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائے۔ میں (وحید الزماں) میں لکھتا ہوں کہ فتنہ کے خیال سے شرعی حکم بدل نہیں سکتا۔ جب کلام جائز ہے تو سلام کا منع ہونا عجیب بات ہے۔ حدیث میں فقرا السلام علی من عرف و علی من لم تعرف ہے جو مرد عورت سب کو شامل ہے۔

(۶۲۳۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے، ان سے انکے والد نے اور ان سے سلؓ نے کہ ہم جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی کس لئے؟ فرمایا کہ ہماری ایک بڑھیا تھیں جو مقام بضاعہ جایا کرتی تھیں۔ ابن سلمہ نے کہا کہ بضاعہ مدینہ منورہ کا بھجور کا ایک باغ تھا۔ پھر وہاں سے چقدر لاتی تھیں اور اسے ہانڈی میں ڈالتی تھیں اور جو کچھ دانے پس کر (اس میں ملائی تھیں) جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو انھیں سلام کرنے آتے اور وہ یہ چقدر کی جڑیں آٹا ملی ہوئی دعوت ہمارے سامنے رکھتی تھیں، ہم اس وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے اور قیلولہ یا دوپہر کا کھانا ہم جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

(۶۲۳۹) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انھیں زہری نے، انھیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا علیہ السلام ورحمۃ اللہ آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ام المؤمنین کا اشارہ آنحضرت ﷺ کی طرف تھا۔ معمر کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور یونس اور

۶۲۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ: كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ: وَلِمَ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَيَّ بِضَاعَةٍ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلُ بِالْمَدِينَةِ، فَتَأْخُذُ مِنْ أَصُولِ السَّلِقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قَدَرٍ وَتُكْرِكِرُ حَبَاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتَقْدُمُهُ إِلَيْنَا فنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [راجع: ۹۳۸]

۶۲۴۹- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ)) قَالَتْ: قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَرَى مَا لَا تَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

نعمان نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ یونس اور نعمان کی روایتوں میں وبر کاتہ کا لفظ زیادہ ہے۔

تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ يُونُسُ وَالنُّعْمَانُ : عَنْ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ. [راجع: ۳۲۱۷]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس دجیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے تھے اور دجیہ مرد تھے تو ان کا حکم بھی مرد کا ہوا اور حدیث سے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو سلام کرنا ثابت ہوا خواہ وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں مگر پردہ ضروری ہے۔

۱۷- باب إِذَا قَالَ : مَنْ ذَا؟ فَقَالَ : أَنَا؟

باب اگر گھروالا پوچھے کہ کون ہے اس کے جواب میں کوئی کہے کہ میں ہوں اور نام نہ لے

(۶۲۵۰) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کون ہیں؟ میں نے کہا ”میں“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”میں“ ”میں“ جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

۶۲۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِي دَيْنٌ كَانَ عَلَى أَبِي فَلَدَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: ((أَنَا)) كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. [راجع: ۲۱۲۷]

کیونکہ بعض وقت صرف آواز سے صاحب خانہ پہچان نہیں سکتا کہ کون ہے اس لئے جواب میں اپنا نام بیان کرنا چاہئے۔

باب جواب میں صرف علیک السلام کہنا

۱۸- باب مَنْ رَدَّ فَقَالَ : عَلَيْكَ

السَّلَامُ

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ”وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اور ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا) فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو جواب دیا۔ ”السلام علیک ورحمۃ اللہ“ (سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)).

یہ دونوں حدیثیں اوپر موصول گزر چکی ہیں۔ ان کو لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بڑھا کر کہنا بہتر ہے۔ گو صرف علیک السلام بھی کہنا درست ہے۔

۶۲۵۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا غُنَيْدٌ زُهْرِيٌّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ

(۶۲۵۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن نمیر نے خبر دی، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ مسجد کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہو

کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وعلیک السلام“ واپس اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور نماز پڑھی۔ پھر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک السلام۔ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور اس نے پھر نماز پڑھی۔ پھر واپس آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام۔ واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ ان صاحب نے دوسری مرتبہ، یا اس کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نماز پڑھنی سکھا دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہو کرو تو پہلے پوری طرح وضو کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کو، اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ، جب سجدہ پوری طرح کر لو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ یہی عمل اپنی ہر رکعت میں کرو۔ اور ابو اسامہ راوی نے دوسرے سجدہ کے بعد یوں کہا پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جا۔

فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ فِي الْآيَةِ: أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا عَلَّمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ فِي الْأَخِيرِ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

[راجع: ۷۰۷]

تو اس میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں۔ اس شخص کا نام غلام بن رافع تھا یہ نماز جلدی جلدی ادا کر رہا تھا۔ آپ نے نماز آہستہ سے پڑھنے کی تعلیم فرمائی۔ حدیث میں لفظ وعلیک السلام مذکور ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ ابو اسامہ راوی کے اثر کو خود حضرت امام نے کتاب الایمان والنذور میں وصل کیا ہے۔

(۶۲۵۲) ہم سے ابن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر سر سجدہ سے اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا۔

۶۲۵۲- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا)).

[راجع: ۷۰۷]

یعنی اس میں جلسہ استراحت کا ذکر ہے جسے کرنا مسنون ہے۔

۱۹- باب إِذَا قَالَ فَلَانُ يُقْرِئُكَ

السَّلَامَ

۶۲۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ جَبْرِيلَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

[راجع: ۳۲۱۷]

باب اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نے تجھ کو سلام کہا ہے تو وہ کیا کہے

(۶۲۵۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عامر سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ”وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے سلامتی اور اس کی رحمت نازل ہو۔

باب کی مطابقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے ہے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ جس کو خود حضرت جبریل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسی پاک خاتون پر ہماری طرف سے بھی بہت سے سلام پہنچائے اور حشر میں ان کی دعائیں ہم کو نصیب کرے آمین۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ۶۳ سال کی عمر طویل پائی اور ۷ رمضان ۵۷ھ میں مدینہ المنورہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما آمین۔

باب ایسی مجلس والوں کو سلام کرنا جس میں مسلمان اور

مشرک سب شامل ہوں

۲۰- باب التَّسْلِيمِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ

أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

سلام کرنے والا مسلمانوں کی نیت کرے بعض نے کہا کہ وہ کہے السلام علی من اتبع الهدی۔

(۶۲۵۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انھیں معمر نے، انھیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک فمٹلی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان بت پرست مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس

۶۲۵۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَاثٌ تَحْتَهُ قُطَيْفَةٌ لَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ وَرَاءَهُ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةُ الْأَوْثَانُ وَالْيَهُودُ وَلِيَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ

ابْنُ سُلُوْلٍ، وَلَمَّا الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّائِبَةِ خَمَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَنْفَةَ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَيِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلِّمْ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَتَنَزَّلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنُ سُلُوْلٍ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ لِمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَيْنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نَحِبُ ذَلِكَ فَاسْتَبَ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاتَبُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يَخْفِضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ دَابَّةً حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((أَيُّ سَعْدٍ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حَبَابٍ؟)) يُرِيدُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَنْفَةَ قَالَ: كَذًا وَكَذَا، قَالَ: اغْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاصْفَحْ، فَوَلَّى اللَّهُ لَقَدْ أَغْطَاكَ اللَّهُ الَّذِي أَغْطَاكَ، وَلَقَدْ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يَتَوَجَّهَ فَيَقْصِبُونَهُ بِالْعَصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَغْطَاكَ شَرَقَ بِذَلِكَ، فَلَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ.

میں عبد اللہ بن رواحہ بھی موجود تھے۔ جب مجلس پر سواری کا گرد پڑا تو عبد اللہ نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا کہ ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کر انھیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول بولا، میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں اگر وہ چیز حق ہے جو تم کہتے ہو تو ہماری مجلسوں میں آکر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو، اپنے گھر جاؤ اور ہم سے جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر ابن رواحہ نے کہا آنحضرت ﷺ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں اس بات پر تو تو میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ کوئی ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ انھیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، سعد تم نے نہیں سنا کہ ابو حباب نے آج کیا بات کہی ہے۔ آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسے معاف کر دیجئے اور درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرمانا تھا۔ اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور شامی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

اس حدیث سے جہاں باب کا مضمون واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے وہاں آنحضرت ﷺ کی کمال دانائی، دور اندیشی، عفو، حلم کی بھی ایک شاندار تفصیل ہے کہ آپ نے ایک انتہائی گستاخ کو دامن عفو میں لے لیا اور عبد اللہ بن ابی جیسے خفیہ دشمن اسلام کی حرکت شنیعہ کو معاف فرما دیا۔ اللہ پاک ایسے پیارے رسول پر ہزار ہا ہزار ان گنت درود و سلام نازل فرمائے آمین۔ اس میں

آج کے ٹھیکہ داران اسلام کے لئے بھی درس عبرت ہے جو ہر وقت شعلہ جوالہ بن کر اپنے علم و فضل کی دھاک بٹھانے کے لئے اخلاق نبوی کا عملاً مضحکہ اڑاتے رہتے ہیں اور ذرا سی خلاف مزاج بات پا کر غیظ و غضب کا مظاہرہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اکثر مقلدین جلدین کا یہی حال ہے الا ماشاء اللہ۔ اللہ پاک ان مذہب کے ٹھیکہ داروں کو اپنا مقلد سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

باب جس نے گناہ کرنے والے کو سلام نہیں کیا

اور اس وقت تک اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا جب تک اس کا توبہ کرنا ظاہر نہیں ہو گیا اور کتنے دنوں تک گنہگار کا توبہ کرنا ظاہر ہوتا ہے؟ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو

یہ بھی ایک موقع ہے، ہو الحب لله والبغض لله کو ظاہر کرتا ہے۔

(۶۲۵۵) ہم سے ابن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب وہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا تھا اور یہ اندازہ لگاتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے جواب سلام میں ہونٹ مبارک ہلائے یا نہیں، آخر پچاس دن گزر گئے اور آنحضرت ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کے قبول کئے جانے کا نماز فجر کے بعد اعلان کیا۔

۲۱- باب مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنْ اقْتَرَفَ ذَنْبًا وَمَنْ لَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتَّى تَتَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلَى مَتَى تَتَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي؟ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو : لَا تُسَلِّمُوا عَلَى شَرِّبَةِ الْخَمْرِ.

۶۲۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ حَزَنَ شَفَتَيْهِ بَرْدُ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ حَتَّى كَمَلْتُ خَمْسُونَ لَيْلَةً، وَأَذَنَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى الْفَجْرَ.

[راجع: ۲۷۵۷]

یہ ایک عظیم واقعہ تھا جس سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ متسم ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کی اس دعوت جہاد کی اہمیت کے پیش نظر کعب بن مالک جیسے نیک و صالح فدائی اسلام کے لئے یہ تساہل مناسب نہ تھا وہ جیسے عظیم المرتبت تھے ان کی کوتاہی کو بھی وہی درجہ دیا گیا اور انھوں نے جس صبر و شکر و پامردی کے ساتھ اس امتحان میں کامیابی حاصل کی وہ بھی لائق صد تحریک ہے اب یہ امر امام و خلیفہ کی دور اندیشی پر موقوف ہے کہ وہ کسی بھی ایسی لغزش کے مرتکب کو کس حد تک قاتل سرزنش سمجھتا ہے۔ یہ ہر کس و ٹاکس کا مقام نہیں ہے فافہم ولا تکن من القاصرین۔

باب ذمیوں کے سلام کا جواب

کس طرح دیا جائے؟

۲۲- باب كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ

الذِّمَّةِ السَّلَامُ؟

(۶۲۵۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھیں زہری نے، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی، اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ”السام علیک“ (تمہیں موت آئے) میں ان کی بات سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا ”علیکم السام واللعة“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ ”وعلیکم“ (اور تمہیں بھی)

۶۲۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهَمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۲۹۳۵]

(۶۲۵۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انھیں عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی ”السام علیک“ کہے تو تم اس کے جواب میں صرف ”وعلیک“ (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔

۶۲۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمُ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: وَعَلَيْكُمْ)).

(۶۲۵۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انھیں عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہو۔

۶۲۵۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)).

[طرفہ فی: ۶۹۲۶]

یہ بھی ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے جب کہ یہودی نے صاف لفظوں میں بددعا کے الفاظ سلام کی جگہ استعمال کئے تھے۔ آج کے دور میں غیر مسلم اگر کوئی اچھے لفظوں میں دعا سلام کرتا ہے تو اس کا جواب بھی اچھا ہی دینا چاہئے واذ احیینم بنحیۃ فحیو ابا حسن منها اور دوا میں عام حکم ہے۔

باب جس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایسے

۲۳- باب مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ

مَنْ يُخَذِّرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ
لِيَسْتَبِينَ أَمْرَهُ

فخص کا مکتوب پکڑ لیا جس میں مسلمانوں کے خلاف کوئی
بات لکھی گئی ہو تو یہ جائز ہے۔

مگر یہ بھی بحکم خلیفہ اسلام ہو جب کہ اس کو ایسے شخص کا حال معلوم ہو جائے۔

۶۲۵۹- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَهْيَا،
حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ حَدَّثَنِي خُصَيْنُ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُيَيْنَةَ،
عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ
وَأَبَا مَرْثَدَةَ الْقُتَيْبِيِّ وَكُلُّنَا فَارِسَ فَقَالَ:
(«انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاجٍ فَإِنَّ بِهَا
امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ
خَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ»)
قَالَ: فَأَذَرَكْنَاهَا تَسِيرَ عَلَيَّ جَمَلٍ لَهَا
حَتَّى قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكَ؟
قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ فَأَنْخَنَّا بِهَا فَأَبْتَغَيْنَا
فِي رَحْلِهَا، فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ:
صَاحِبَايَ: مَا نَرَى كِتَابًا قَالَ: قُلْتُ لَقَدْ
عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُخَلْفُ بِهِ لِيُخْرِجَنِي
الْكِتَابَ أَوْ لَأَجْرُكَ قَالَ: فَلَمَّا رَأَتْ
الْجَدَّ مِنِّي أَهْوَتْ بِبَيْدَا إِلَى خُجْرَتِهَا وَهِيَ
مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ، فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ:
فَلْيُطْلَقْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكَ يَا خَاطِبُ

(۶۲۵۹) ہم سے یوسف بن یہیا نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن
ادریس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمن نے بیان کیا،
ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی نے اور ان
سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زبیر بن
عوام اور ابو مرثدہ غنوی کو بھیجا۔ ہم سب گھوڑ سوار تھے۔ آنحضرت
ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور جب ”روضہ خاج“ (کہہ اور مدینہ کے
درمیان ایک مقام) پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے
گی، اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین کے
پاس بھیجا گیا ہے (اسے لے آؤ) بیان کیا کہ ہم نے اس عورت کو پایا،
وہ اپنے اونٹ پر جارہی تھی اور وہیں پر ملی (جمل) آنحضرت ﷺ نے
بتایا تھا۔ بیان کیا کہ ہم نے اس سے کہا کہ خط جو تم ساتھ لے جا رہی ہو
وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے
اس کے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے کجاوہ میں تلاشی لی لیکن ہمیں کوئی
چیز نہیں ملی۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں کوئی خط تو نظر آتا
نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، مجھے یقین ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے
غلط بات نہیں کہی ہے۔ قسم ہے اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، تم
خط نکالو ورنہ میں تمہیں ننگا کر دوں گا۔ بیان کیا کہ جب اس عورت
نے دیکھا کہ میں واقعی اس معاملہ میں سنجیدہ ہوں تو اس نے ازار
باندھنے کی جگہ کی طرف ہاتھ بڑھایا، وہ ایک چادر ازار کے طور پر
باندھے ہوئے تھی اور خط نکالا۔ بیان کیا کہ ہم اسے لے کر رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا،
حاطب تم نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے کہا کہ میں اب بھی اللہ اور اس
کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے اندر کوئی تغیر و تبدیلی نہیں آئی

ہے، میرا مقصد (خط بھیجنے سے) صرف یہ تھا کہ (قریش پر آپ کی فوج کشی کی اطلاع دوں اور اس طرح) میرا ان لوگوں پر احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے اللہ میرے اہل اور مال کی طرف سے (ان سے) مدافعت کرائے۔ آپ کے جتنے (مہاجر) صحابہ ہیں ان کے مکہ مکہ میں ایسے افراد ہیں جن کے ذریعہ اللہ ان کے مال اور ان کے گھر والوں کی حفاظت کرائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انھوں نے سچ کہہ دیا ہے اب تم لوگ ان کے بارے میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہ کہو۔ بیان کیا کہ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عمر! تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر کی لڑائی میں شریک صحابہ کی زندگی پر مطلع تھا اور اس کے باوجود کہا کہ تم جو چاہو کرو، تمہارے لئے جنت لکھ دی گئی ہے۔ بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور عرض کی، اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

[راجع: ۳۰۷]

تشیخ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی صاف گوئی نے سارا معاملہ صاف کر دیا اور حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت رسول کریم ﷺ نے ان کو شرف محلی عطا فرما کر اور ایک اہم ترین دلیل پیش فرما کر حضرت عمر اور دیگر اہل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطمئن فرما دیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مفتی جب تک کسی معاملہ کے ہر پہلو پر گہری نظر نہ ڈال لے اس کو فتویٰ لکھنا مناسب نہیں ہے۔

باب اہل کتاب کو کس طرح خط

لکھا جائے

(۶۲۶۰) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انھیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، انھیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انھیں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہر قل نے قریش کے چند افراد کے ساتھ انھیں بھی بلا بھیجا۔ یہ لوگ شام تجارت کی غرض سے گئے تھے۔ سب لوگ ہر قل کے پاس آئے۔ پھر انھوں نے واقعہ بیان کیا کہ

عَلَى مَا صَنَعْتُمْ؟ قَالَ: مَا بِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَا غَيْرُ ذَلِكَ. أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هَذَا إِلَّا وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، قَالَ: ((صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا)) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَذَعْنِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ: فَقَالَ ((يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا حِثَّمْتُمْ فَقَدْ وَجَّهَتْ لَكُمْ الْجَنَّةَ)) قَالَ: فَذَمَعْتُ عَيْنَا عُمَرَ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَكْثَمُ.

۲۴- باب كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ

إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ؟

۶۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا يَجْتَارُوا بِالشَّامِ، فَاتَوَّاهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ:

پھر ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا اور وہ پڑھا گیا۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے (ﷺ) ہر قل عظیم روم کی طرف سلام ہو ان پر جنہوں نے ہدایت کی اتباع کی۔ اما بعد!

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ فِيهِ ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامَ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ)). [راجع: ۷]

تشریح خط لکھنے کا یہ وہ دستور نبوی ہے جو بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ کاتب اور مکتوب کو کس کس طرح قلم چلانی چاہئے۔ یہ جملہ ہدایات اس سے واضح ہیں مگر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ وفقنا اللہ لما یحب و یرضی امین۔

باب ۲۵۔ باب بَمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

(۶۲۶۱) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیع نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ انہوں نے لکڑی کا ایک لٹھالیا اور اس میں سوراخ کر کے ایک ہزار دینار اور خط رکھ دیا۔ وہ خط ان کی طرف سے ان کے ساتھی (قرض خواہ) کی طرف تھا۔ اور عمر بن ابی سلمہ نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے لکڑی کے ایک ٹکڑے میں سوراخ کیا اور مال اس کے اندر رکھ دیا اور ان کے پاس ایک خط لکھا، فلاں کی طرف سے فلاں کو ملے۔

۶۲۶۱- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَفَقَّرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَجَرُ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيفَةً مِنْ فَلَانٍ إِلَى فَلَانٍ)). [راجع: ۱۴۹۸]

تشریح چونکہ قرض دار انتہائی امانت دار اور وعدہ وفا مرد مومن تھا۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور امانت اور مکتوب ہر دو قرض خواہ کو بحیرت وصول ہو گئے، ایسے مردان حق آج عطا ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ جعلنا اللہ منهم امین۔

باب ۲۶۔ باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ))

(۶۲۶۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ قریظہ کے یہودی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث بنانے پر تیار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا

۶۲۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ تَزَلُّوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ))

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((قُومُوا إِلَيَّ سَيِّدُكُمْ - أَوْ قَالَ - خَيْرُكُمْ)) فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَيَّ حُكْمُكُمْ)) قَالَ: ((لِيَأْنِي أَخُكُمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْتَبَى ذُرَارِيُّهُمْ)) فَقَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتُ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أَفَهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ مِنْ قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ إِلَيَّ حُكْمُكُمْ. [راجع: ٤٠٤٣]

بھیجا۔ جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کے لینے کو اٹھو یا یوں فرمایا کہ اپنے میں سب سے بہتر کو لینے کے لئے اٹھو۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی قریظہ کے لوگ تمہارے فیصلے پر راضی ہو کر (قلعہ سے) اتر آئے ہیں (اب تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جو جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے وہی فیصلہ کیا جس فیصلہ کو فرشتہ لے کر آیا تھا۔ ابو عبد اللہ (مصنف) نے بیان کیا کہ مجھے میرے بعض اصحاب نے ابو الولید کے واسطے سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کا قول (علی کے بجائے بصلہ) ”الی“ حکمک نقل کیا ہے۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا بعض میرے ساتھیوں نے ابو الولید سے یوں نقل کیا الی حکمک یعنی بجائے علی حکمک کے۔ ابو سعید خدری نے یوں ہی کہا بجائے علی کے الی نقل کیا۔ حق یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے، اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اٹھ کر ان کو سواری سے اتارو اور تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لا تقوموا کما یقوم الاعاجم جیسے غبی لوگ اپنے بڑے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

باب مصافحہ کا بیان

۲۷- باب الْمَصَافَحَةِ

تشریح لفظ مصافحہ صغ سے ہے جس کے معنی ہتھیلی کے ہیں۔ پس ایک آدمی کا سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے آدمی کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے جو مسنون ہے یہ ہر دو جانب سے سیدھے ہاتھوں کے ملانے سے ہوتا ہے۔ بایاں ہاتھ ملانے کا یہاں کوئی عمل نہیں ہے جو لوگ دایاں اور بایاں دونوں ہاتھ ملاتے ہیں۔ ان کو لفظ مصافحہ کی حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تشدد سکھلایا تو میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان تھیں اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ اٹھ کر بڑی تیزی سے میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور (توبہ کے قبول ہونے پر) مجھے مبارک باد دی۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: عَلَّمَنِي النَّبِيُّ ﷺ الشَّهْدَ وَكَفَى بَيْنَ كَفْيِهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهْزِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي.

(۶۲۶۳) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم نے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا

۶۲۶۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لَأَنَسٍ:

مصافحہ کا دستور نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور تھا۔

(۶۲۶۳) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حیوہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

باب دونوں ہاتھ پکڑنا اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا

(۶۲۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن غبرہ ابو معمر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشدد سکھایا، اس وقت میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا (اس طرح سکھایا) جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده ورسوله۔ آنحضرت ﷺ اس وقت حیات تھے۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم (خطاب کا صیغہ کے بجائے) اس طرح پڑھنے لگے۔ ”السلام علی النبی“ یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو۔

مصافحہ ایک ہاتھ سے مننون ہے یا دونوں ہاتھوں سے، اس کے لئے ہم محدث کبیر حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب مبارک پوری رحمہ اللہ کی قلم مبارک سے کچھ تفصیلات پیش کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے آپ کے رسالہ المقالة الحثی کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا جس طرح اہل حدیث مصافحہ کرتے ہیں، احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہایت صاف طور پر

اَکَانَتْ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۶۲۶۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [راجع: ۳۶۹۴]

۲۸- باب الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافَحَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ. ۶۲۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَفَى بَيْنَ كَفَيْهِ التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانِيَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: السَّلَامُ، يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۸۳۱]

تَشَهُّدٌ

ثابت ہے اس کے ثبوت میں ذرا بھی شک نہیں ہے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا جس طرح اس زمانہ کے حنفیہ میں رائج ہے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے اثر سے اور نہ کسی تابعی کے قول و فعل سے اور ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) سے بھی کسی امام کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا بسند منقول نہیں اور فقہائے حنفیہ نے تشبیہ اور تمثیل کے پیرایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ ”عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے فقہ کی کاشت کی اور زراعت لگائی اور علقمہ رحمہ اللہ نے اس میں آپاشی کی اور اس کو سینچا اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اس کو کاٹا اور حماد رحمہ اللہ نے مالش کی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کے غلہ کو چکی میں پیسا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس کے آنے کو گوندھا اور امام محمد رحمہ اللہ نے اس کی روٹی پکائی اور باقی تمام لوگ (یعنی مقلدین احناف) اس روٹی سے کھا رہے ہیں۔“ سو واضح ہو کہ ان کا کاشت کرنے والے، زراعت لگانے والے، آپاشی کرنے والے، کاٹنے والے، مالش کرنے والے، آٹا پینے والے، آٹا گوندھنے والے اور روٹی پکانے والے میں سے بھی کسی کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا ثابت نہیں۔

حنفیہ کے نزدیک جو نہایت مستند اور معتبر کتابیں ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے، ان میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ کتب حنفیہ میں طبقہ اولیٰ کی کتابیں امام محمد کی تصنیفات (مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، زیادات) ہیں۔ جن کے مسائل مسائل اصول اور مسائل ظاہر الروایت سے تعبیر کئے جاتے ہیں اور امام محمد رحمہ اللہ کی ان تصنیفات میں آخری تصنیف بقول علامہ ابن الممام جامع صغیر ہے امام محمد رحمہ اللہ کی اس آخری تصنیف کی جلات شان کا پتہ بھی اچھی طرح تم کو اس سے لگ سکتا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جو امام محمد رحمہ اللہ کے استاد ہیں اس کتاب کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ نہ حضریں اس کو جدا کرتے اور نہ سفر میں۔ اس آخری تصنیف میں بھی امام محمد رحمہ اللہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ بلکہ صرف اس قدر لکھا ہے لا باس بالمصافحۃ یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقہائے حنفیہ کے طبقہ ثانیہ میں علامہ قاضی خان بہت بڑے پایہ کے فقیہ ہیں۔ آپ کی ضخیم کتاب جو فتاویٰ قاضی خان کے نام سے مشہور ہے۔ عند الحنفیہ نہایت مستند ہے۔ قاضی صاحب نے اپنی اس کتاب کے ہر باب میں بے شمار مسائل جزئیہ کو درج فرمایا ہے لیکن آپ نے بھی اس کتاب میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو نہیں لکھا ہے بلکہ مصافحہ کے متعلق صرف وہی لکھا ہے جو امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں لکھا ہے۔ کتب معتبرہ حنفیہ میں ہدایہ ایک درسی اور ایسی مقبول اور مستند و معتد کتاب ہے کہ اس کی مدح میں فقہائے حنفیہ اس شعر کو پڑھتے ہیں۔

ان الہدایۃ کالقرآن قد نسخت ما صنفوا قبلہا فی الشرع من کتب

یعنی ہدایہ نے قرآن مجید کی طرح تمام ان کتابوں کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے لوگوں نے تصنیف کی تھیں اس کتاب میں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے بلکہ اس میں صرف اس قدر لکھا ہے ولا باس بالمصافحۃ لانہ ہوا المتوارث وقال علیہ السلام من صافح اخاه المسلم وحرک بدہ تاثر ذنوبہ انتہی یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ وہ ایک قدیم سنت ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کرے اور اپنے ہاتھ کو ہلاوے تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور ہدایہ کے شروح بنانیہ۔ عنایہ۔ کفایہ۔ نتائج الافکار۔ تکرملہ۔ فتح القدیر وغیرہ میں بھی اس امر کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے مسنون یا مستحب اور کتب معتبرہ حنفیہ شرح وقایہ بھی درسی کتاب ہے اور قریب قریب ہدایہ کے مقبول و مستند ہے۔ اس میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ اس میں بھی صرف اس قدر لکھا ہے کہ مصافحہ کرنا جائز ہے اور اس کتاب کے شروح و حواشی معبرہ ذخیرۃ العقبی وغیرہ میں بھی اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہونا چاہئے۔ اب آؤ ذرا ان متون ثلاثہ معتبرہ کو دیکھیں جن پر فقہائے متاخرین کا اعتماد (اعلم ان المتأخرین قد اعتمدوا علی المتون الثلاثہ الوقایۃ و مختصر القدوری و الكنز کذا فی النافع الكبير) ہے۔ یعنی وقایہ۔ کنز۔ قدوری۔ سو واضح رہے کہ ان متون میں بھی دونوں

ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ المختصر مذہب حنفی کی جتنی کتابیں مستند و معتبر ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے ان میں سے کسی میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا نہیں لکھا ہے نہ ان میں یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسنون یا مستحب ہے۔

اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ فقہ حنفی میں درمختار ایک مشہور و معروف کتاب ہے اور اس میں لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے تو ان کو یہ جواب دینا چاہئے کہ کسی کتاب کا مشہور و معروف ہونا اور بات ہے اور اس کا مستند و معتبر ہونا اور بات۔ درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتمد ہونا لازم نہیں دیکھو فقہ حنفی میں خلاصہ کیدانی کیسی مشہور کتاب ہے بالخصوص بلاد ماوراء النہر میں کہ وہاں تو لوگ اسے ازبر یاد کرتے ہیں۔ مگر ساتھ اس شہرت کے باوجود محققین حنفیہ کے نزدیک بالکل غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہے پس درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتمد ہونا ضرور نہیں ہے اور ساتھ اس کے فقہائے حنفیہ نے اس امر کی صاف تصریح (مقدمة عمدة الرعاية حاشیة شرح وقایة میں ہے لا يجوز الافناء من الكتب المختصرة كالنهر و شرح الكنز للنعیمی والد المختار شرح تنویر الابصار انتہی) کی ہے کہ درمختار وغیرہ کتب مختصرہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ درمختار میں یہ مسئلہ (یعنی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا سنت ہونا) کس کتاب سے نقل کیا گیا ہے اور جس کتاب سے نقل کیا گیا ہے وہ کتاب کیسی ہے معتبر ہے یا غیر معتبر۔ پس واضح ہو کہ درمختار میں یہ مسئلہ قنیہ سے نقل (درمختار میں ہے و فی القنیة السنة فی المصافحة بکلتا یدیه و تمامہ فیما علقہ علی الملتفی انتہی) کیا گیا ہے اور عند الحنفیہ قنیہ معتبر نہیں ہے۔ (دیکھو مقدمہ عمدة الرعاية ۱۲) اس کتاب کا مصنف اعتقاداً معتزلی تھا اور فروع میں حنفی۔ اس کی تمام کتابیں قنیہ وغیرہ بقرع فقہائے حنفیہ نا معتبر و غیر مستند ہیں اور صاحب قنیہ نے اس مسئلہ کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ درمختار میں یہ مسئلہ قنیہ سے نقل کیا گیا ہے اور فقہائے حنفیہ کے نزدیک قنیہ غیر معتبر و غیر مستند ہے اور قنیہ میں اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے سنت ہونے کے ثبوت میں درمختار کا نام لینا ناواقف لوگوں کا کام ہے اور درمختار کے مثل بعض اور کتب حنفیہ متأخرین میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے مسنون ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن وہ نہ کتب معتبرہ مذکورہ بالا کی طرح معتبر و مستند ہیں اور نہ ان میں معتبر و مستند کتاب سے یہ دعویٰ منقول ہے اور نہ ان میں اس کی کوئی دلیل لکھی ہے۔ غالب یہ ہے کہ اسی قنیہ سے بواسطہ یا بلاواسطہ یہ دعویٰ نقل کیا گیا ہے۔ یہ سب باتیں جب تم سن چکے تو اب ہمارے اس زمانہ کے احتاف کا منبع دیکھو۔ ان لوگوں نے اس مسئلہ میں تحقیق سے کچھ بھی کام نہیں لیا اور جن احادیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو بالکل نظر انداز کیا بلکہ اپنی ان تمام مستند کتابوں کو بھی نظر انداز کیا جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے اور اڑے تو کس پر درمختار وغیرہ پر اور اڑے تو ایسا کہ ایک ہاتھ کے مصافحہ کو غیر مسنون ٹھہرا دیا اور بعض جہال و متعصبین نے تو اس قدر تشدد کیا کہ اپنی جہالت اور تعصب کے جوش میں آکر ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت نادرست اور بدعت ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس پر بھی تسکین نہ ہوئی تو اس سنت نبویہ کو نصاریٰ کا کام ٹھہرا کر اور اس سنت کے عالمین کو برے لقب سے یاد کر کے اپنے جہالت اور تعصب بھرے ہوئے دل کو ٹھنڈا کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون و ہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الودود۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت میں

پہلی روایت: حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ تہذیب شرح مؤطا میں لکھتے ہیں۔ حد ثنا عبد الوارث بن سفیان قال ثنا قاسم بن اصبح ثنا ابن

وضاح قال ثنا یعقوب بن کعب قال ثنا مبشر بن اسماعیل عن حسان بن نوح عن عبید اللہ بن بسر قال ترونی یدی ہذہ صافحت بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر الحدیث یعنی عبید اللہ بن بسر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے

ہو۔ میں نے اسی ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے اور ذکر کیا حدیث کو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے بصراحت ثابت ہوا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے۔

دوسری روایت: عن انس بن مالک قال صافحت بكفى هذه كف رسول الله صلى الله عليه وسلم فما مسست خزا ولا حبروا اليه من كف صلى الله عليه وسلم۔ یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی اس ایک ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ کسی خزکو اور نہ کسی ریشمی کپڑے کو مس کیا۔ یہ حدیث مسلسل بالمصافحہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس حدیث کی سند میں جتنے راوی واقع ہیں ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اپنے استاد سے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا تھا۔ اس حدیث کو علامہ محمد عابد سندى رحمہ اللہ نے ”حصر الشارد“ میں اور علامہ شوکانی نے اتحاف الاکابر میں اور بہت سے محدثین نے اپنے سلسلات میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی اسناد کے کئی طریق ہیں۔ بعض طریق اگرچہ قابل احتجاج و استشاد نہیں مگر بعض طریق قابل استشاد ضرور ہیں اور ہم نے اس روایت کو احتجاجاً پیش نہیں کیا ہے بلکہ استشاداً اور اسی طرح تیسری روایت بھی استشاداً ہی ذکر کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ ان دونوں روایتوں میں اگرچہ دابنہ ہاتھ کی تصریح نہیں ہے لیکن ان روایتوں میں جو آگے آتی ہیں دابنہ ہاتھ کی تصریح موجود ہے اور مصافحہ کے دابنہ ہی ہاتھ سے مسنون ہونے کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی شانہ کله فی طہوره و ترجمہ و تنعله متفق علیہ کذا فی المشکوۃ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں حتیٰ الوسع دابنہ کو محبوب رکھتے وضو کرنے میں اور سبکدوشی کرنے اور جو تا پہننے میں۔ اس حدیث کے عموم میں مصافحہ بھی داخل ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں اس کی تصریح کی ہے۔

تیسری روایت: عن ابی امامۃ تمام التحیۃ الاخذ بالید والمصافحۃ بالیمنی رواہ الحاکم فی الکنی کذا فی کنز العمال (ص: ۳۱ / ج: ۵) یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلام کی تمامی ہاتھ کا پکڑنا اور مصافحہ دابنہ ہاتھ سے ہے۔ روایت کیا اس کو حاکم نے کتاب الکنی میں۔ اس روایت سے بھی صراحۃً معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے یعنی دابنہ ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہئے۔

چوتھی روایت: صحیح ابوعوانہ میں عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ فلما جعل الله الاسلام في قلبي اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله بسط يدك لا بايعك فبسط يمينه فقبضت يدي فقال مالك يا عمرو! فقلت اردت ان اشتري فقال تشتري ما اذ قلت يغفر لي فقال ما علمت يا عمرو ان الاسلام يهدم ما كان قبله الحديث۔ یعنی عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اسلام ڈالا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! اپنے ہاتھ (مبارک) کو بڑھائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے دابنہ ہاتھ کو بڑھایا پھر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کس بات کی شرط کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا اس بات کی کہ میری مغفرت کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خبر نہیں کہ اسلام کے پہلے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کو اسلام نیست و نابود کر دیتا ہے اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر اس میں بجائے بسط يدك کے بسط يمينك واقع ہوا ہے۔ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی دابنہ ہاتھ سے) مصافحہ کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ اگر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ضروری یا مسنون ہوتا تو آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بڑھاتے اور واضح ہو کہ اس حدیث کے موافق بیعت کے وقت دابنہ ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی عادت بھی برابر جاری رہی ہے۔ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ، ص: ۸۷ / ج: ۱ میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ بسط يمينك اى افتتاحها و مدھا لاضع يميني عليها كما هو العادة البيعة یعنی اپنے دابنہ ہاتھ کو بڑھائیے تاکہ میں اپنے دابنہ ہاتھ کو آپ کے دابنہ ہاتھ پر رکھوں

جیسا کہ بیعت میں عادت ہے۔ جب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کرنا مسنون ہے تو اسی سے ملاقات کے وقت بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوا کیونکہ مصافحہ ملاقات اور مصافحہ بیعت دونوں کی حقیقت ایک ہے ان دونوں مصافحہ کی حقیقت میں شریعت سے کچھ فرق ثابت نہیں ہے کما تقدیم بیانہ۔

پانچویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص: ۵۶۸ میں ہے۔ حد ثنا عبد اللہ حد سی ابی ثنا ابو سعید و عفان قالا ثنا ربيعة بن کلثوم حد ثنی ابی قال سمعت ابا غادیه يقول بايعة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو سعيد فقلت له يمينك قال نعم قالا جمعيا في الحديث و خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم العقبة الحديث. یعنی ربیعہ بن کلثوم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابو غادیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پس میں نے ابو غادیہ سے کہا کیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ روایت صحیح ہے اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے) مصافحہ کا مسنون ہونا بصرحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مسنون ہونا ثابت ہوا۔ کما مر۔

چھٹی روایت: صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے و كان بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها علي يده فقال هذه لعثمان الحديث یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعة الرضوان ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اس لئے کہ آپ کا داہنا ہاتھ تو بجائے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تھا اور دوسرا خود آپ کا۔ فطکر۔

ساتویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص: ۷۱۷/ج: ۳ میں ہے عن حبان ابی النصر قال دخلت مع والته بن الاسقع علي ابی اسود الجرضي في مرضه الذي مات فيه فسلم عليه وجلس فاخذ ابو الاسود يمين والته فمسح بها عينيه ووجهه لبيعة بها رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث. یعنی حبان کہتے ہیں کہ میں والثہ کے ساتھ ابو الاسود کے پاس ان کے مرض الموت میں گیا۔ پس والثہ نے ان کو سلام کیا اور بیٹھے پس ابو الاسود نے والثہ کے داہنے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو اپنی دونوں آنکھوں اور منہ سے لگایا اس واسطے کہ والثہ نے اپنے اسی داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اس روایت سے بھی داہنے ہاتھ سے مصافحہ بیعت کا مسنون ہونا بصرحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

آٹھویں روایت: صحیح ابو عوانہ میں ہے حد ثنا اسحاق بن سيار قال حد ثنا عبيد الله قال انبا سفين عن زياد بن علاقة قال سمعت جريرا يحدث حين مات المغيرة بن شعبه خطب الناس فقال اوصيكم بتقوى الله وحده لا شريك له والسكينة والوقار فاني بايعة رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى هذه على الاسلام واشترط على النصح لكل مسلم فارب الكعبة اني لكم ناصح اجمعين واستغفر ونزل يعني زياد بن علاقة سے روایت ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ نے انتقال کیا تو جریر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور کہا (اے لوگو!) میں تم کو اللہ وحدہ لا شریک لہ سے ڈرنے اور سکون اور وقار کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اس ایک ہاتھ سے اسلام پر بیعت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہر مسلمان کے واسطے خیر خواہی کرنے کی شرط کی ہے پس رب کعبہ کی قسم ہے! میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں اور استغفار کیا اور اترے اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

نویں روایت: سنن ابن ماجہ میں ہے عن عقبہ بن صہبان قال سمعت عثمان بن عفان يقول ماتت ولا تمنيت ولا مست ذکری یعنی منذ بايعت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني عقبه بن صہبان روایت کرتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دامن ہاتھ سے بیعت کی ہے تب سے میں نے نہ تعنی کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ اپنے دامن ہاتھ سے اپنے ذکر کو چھوا۔ اس روایت سے بھی مصنفہ ملاقات کا ایک ہاتھ یعنی دامن سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

دسویں روایت: کنز العمال، ص: ۸۲ / ج: ۱ میں ہے عن انس قال بايعت النبي صلى الله عليه وسلم يدي هذه على السمع والطاعة فيما استطعت (ابن جریر) یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنے اس ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن جریر نے۔ اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصنفہ ملاقات کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

گیارہویں روایت: کنز العمال میں ہے عن عبد الله بن حكيم قال بايعت عمر بیدی هذه على السمع والطاعة فيما استطعت (ابن سعد) یعنی عبد اللہ بن حکم روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اپنے ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن سعد نے۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہاتھ سے مصنفہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے اور اسی سے مصنفہ ملاقات کا بھی ایک ہاتھ سے مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کما مر۔ واضح ہو کہ دسویں اور گیارہویں روایت میں اگرچہ دامن ہاتھ کی تصریح نہیں ہے۔ مگر روایات مذکورہ بالا بتاتی ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں ایک ہاتھ سے مراد دامن ہاتھ ہے و نیز واضح ہو کہ بیعت کی روایات مذکورہ میں بعض روایتیں استشہاداً پیش کی گئی ہیں۔ نیز واضح ہو کہ مصنفہ بیعت کے ایک ہاتھ سے مسنون ہونے کے بارے میں اور بھی بہت سی روایات مرفوعہ و موقوفہ آئی ہیں اور جس قدر یہاں نقل کی گئی ہیں وہ اثبات مطلوب کے واسطے کافی و دانی ہیں۔

بارہویں روایت: کتاب الترغیب والترہیب میں ہے عن سلمان الفارسی عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان المسلم اذا لقي اخاه فاخذ بيده نحاتت عنهما ذنوبهما كما يتحات الورق عن الشجر اليابسة في يوم ريح عاصف رواه الطبرانی باسناد حسن۔ یعنی سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت ہوا کے دن سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصنفہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس میں لفظ ید بصیغہ واحد ہے اور صیغہ واحد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ مصنفہ کی جن جن احادیث میں لفظ ید واقع ہوا ہے بصیغہ واحد ہی واقع ہوا ہے۔ مصنفہ کی کسی حدیث میں لفظ ید بصیغہ تثنیہ نہیں واقع ہوا ہے۔ و من ادعی خلافہ فعليه البيان پس اس قسم کی تمام احادیث ہمارے مدعا کی مثبت ہیں۔

تیرہویں روایت: جامع ترمذی میں ہے عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفرلهما قبل ان يتفرقا قال الترمذی هذا حديث حسن غريب یعنی براء بن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں پس مصنفہ کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں ان دونوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث سے اور اس کے سوا تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصنفہ کا ذکر ہے اور ید اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ کا مصنفہ ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث سے دونوں ہاتھ کے مصنفہ کا

ثبوت نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ اہل لغت اور شرح حدیث نے مصافحہ کے جو معنی لکھے ہیں وہ دونوں ہاتھ کے مصافحہ پر صادق نہیں آتے اور ایک ہاتھ کے مصافحہ پر جس طرح اہل حدیث میں مروج ہے بخوبی صادق آتے ہیں۔ اب پہلے مصافحہ کے معنی سنو۔ علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفی رحمہ اللہ تاج العروس شرح قاموس میں لکھتے ہیں۔ الرجل یصافح الرجل اذا وضع صفيح كفه في صفيح كفه و صفيحا كفيهما وجهها هما و منه حديث المصافحة عند اللقاء وهي مفاعلة من صفيح الكف بالـ و اقبال الوجه على الوجه كذا في اللسان والاساس والتهديب فلا يلتفت الى من زعم ان المصافحة غير عربي انتهى ملا علی رحمہ اللہ قاری حنفی مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں : المصافحة هي الافضاء بصفحة اليد الى صفحة اليد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں ہی مفاعلة من الصفحة والمراد بها الافضاء بصفحة اليد الى صفحة اليد ابن الاثير رحمہ اللہ نمایہ میں لکھتے ہیں۔ ومنه حديث المصافحة عند اللقاء وهي مفاعلة من الصافي صفيح الكف بالكف و اقبال الوجه على الوجه۔ ان عبارات کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ مصافحہ کے معنی ہیں بطن کف کو بطن کف سے ملانا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ پشت کف کو پشت کف سے یا بطن کف پشت کف سے ملانے کو مصافحہ نہیں کہیں گے۔ جب تم مصافحہ کے معنی معلوم کر چکے تو سنو کہ مصافحہ کے معنی کا مصافحہ مروجہ عند اہل الحدیث پر صادق آتا تو ظاہر رہا ہے رہا دونوں ہاتھ سے مصافحہ سو اس کی دو صورت ہیں، ایک یہ کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ کے بطن کف کو دوسرے کے داہنے ہاتھ کے پشت کف سے ملائے۔ اس صورت کا مصافحہ اس زمانہ کے اکثر احناف میں مروج ہے اور اس کے ثبوت میں حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ کی یہ روایت علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کفی بین کفیه التّشہد پیش کی جاتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے اور بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ایک کے دونوں ہاتھ بطور مقراض کے ہوں۔ اس مقراضی صورت کا مصافحہ اس زمانے کے بعض احناف میں رائج ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں فقط داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملانے پر مصافحہ کے معنی صادق آتے ہیں اور باقی زائد ہے جس کو مصافحہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ رہی دوسری صورت سو اولاً اس کو پہلی صورت کے قائلین کی دلیل مذکور باطل کرتی ہے ثانیاً یہ مقراضی مصافحہ ایک مصافحہ نہیں ہے بلکہ دو مصافحہ ہے کیونکہ داہنے ہاتھ کا بطن کف داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر مصافحہ کی تعریف (الافضاء بصفحة اليد الى صفحة اليد) صادق آتی ہے لہذا یہ ایک مصافحہ ہوا اور بائیں ہاتھ کا بطن کف بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر بھی مصافحہ کی تعریف صادق آتی ہے۔ لہذا یہ بھی ایک مصافحہ ہوا پس مقراضی مصافحہ میں بلاشبہ دو مصافحہ ہوتے ہیں اور اگرچہ مصافحہ کے جو معنی اہل لغت نے بیان کئے ہیں شرع نے اس سے دوسرے معنی کی طرف نقل نہیں کیا ہے لیکن شرع نے مصافحہ کے لئے داہنے ہاتھ کو ضرور متعین کیا ہے۔ جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ بنا علیہ اس مقراضی مصافحہ میں بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملانا ہے ہمارے اتنے بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ براء بن عازب کی حدیث مذکور سے نیز تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ مذکور ہے اور یہ اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ففکرو و تدبر۔ ہم نے ایک ہاتھ کے مصافحہ کی سنیت کے اثبات میں تیرہ روایتیں پیش کی ہیں ان کے سوا اور بھی روایتیں ہیں لیکن اس قدر اثبات مطلوب کے لئے کافی و وافی ہیں۔ اب ہم ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماء و فقہاء کے چند اقوال بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماء و فقہاء کے اقوال

علامہ ابن عابد ابن شامی رحمہ اللہ حنفی کا قول : آپ رد المحتار حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں قوله (فان لم یقدر) ای علی تقبیلہ

الا بالا یذاء أو مطلقا یضع يد به عليه ثم یقبلهما أو یضع إحدى هما والاولی ان تكون الیمنى لانها المستعملة فیما فیہ شرف ولما نقل عن

البحر العمیق من ان الحجر یمین الله یمصالح بها عباده والمصافحة بالیمنى انتہی یعنی اگر حجر اسود کے چومنے پر قدرت نہ ہو یا قدرت ہو مگر ایذا کے ساتھ تو ان دونوں صورتوں میں طواف کرنے والا حجر اسود پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھے پھر ہاتھوں کو چومے یا صرف ایک ہاتھ رکھے اور اوٹی یہ ہے کہ حجر اسود پر داہنے ہاتھ رکھے اس واسطے کہ داہنا ہی ہاتھ شریف کاسوں میں مستعمل ہوتا ہے اور اس واسطے کہ بحر عمیق سے نقل کیا گیا ہے کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اس سے اس کے بندے مصافحہ کرتے ہیں اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ حنفی کا قول : آپ بتا یہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں :- واتفق العلماء علی انه يستحب تقديم الیمنى فی کل ما هو من باب التکریم کالوضوء والغسل ولبس الثوب والنعل والخف والسرایل ودخول المسجد والسواک والاکتحال و تقليم الاظفار وقص الشارب ونف الابط وحلق الراس والسلام من الصلوة والخروج من الخلاء والاکل والشرب والمصافحة واستلام الحجر والاخذ والعطاء وغير ذلك مما هو فی معناه ويستحب تقديم اليسار فی ضد ذلك انتہی۔ یعنی علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تمام ان امور میں جو باب تکریم سے ہیں داہنے کا مقدم کرنا مستحب ہے جیسے وضو اور غسل کرنا اور کپڑا اور جوتا اور موزہ اور پائجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون اور لب کے بال تراشنا اور بغل کے بال اکھڑنا اور سر مونڈنا اور نماز سے سلام پھیرنا اور پانخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود کا بوسہ لینا اور دینا وغیرہ اور ان کاسوں میں جو ان امور کے خلاف ہیں بائیں کا مقدم کرنا مستحب ہے۔

علامہ ضیاء الدین حنفی نقشبندی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی کتاب لوامع العقول شرح رموز الحدیث میں لکھتے ہیں :- والظاهر من اد اب الشریعة تعین الیمنى من الجانبین لحصول السنة کذلک فلا تحصل بالیسری فی الیسری ولا فی الیمنى انتہی ذکرہ تحت حدیث اذا التقی المسلمان فتصافحا وحمد الله الحدیث۔ یعنی آداب شریعت سے ظاہر یہی ہے کہ مصافحہ کے مسنون ہونے کے لئے دونوں جانب سے داہنا ہاتھ متعین ہے پس اگر دونوں جانب سے بایاں ہاتھ ملایا گیا یا ایک جانب سے داہنا اور ایک طرف سے بایاں تو مصافحہ مسنون نہیں ہو گا۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی کتاب الروض المنیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں۔ ولا تحصل السنة الا بوضع الیمنى فی الیمنى حیث لا عذر انتہی یعنی مصافحہ مسنون نہیں ہو گا مگر اسی صورت سے کہ داہنے ہاتھ کو داہنے ہاتھ میں رکھا جائے جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

علامہ عزیزی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی کتاب السراج المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث لقاء حاج کی شرح میں لکھتے ہیں اذا لقی الحاج ای عند قدمه من جهة فسلم علیه وصافحه ای ضعیف یدک الیمنى فی یدہ الیمنى انتہی۔ یعنی جب تو حاجی سے ملاقات کرے یعنی حج سے آنے کے وقت تو اس پر سلام کر اور اس سے مصافحہ کر یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو اس کے داہنے ہاتھ میں رکھ۔

علامہ ابن ارسلان رحمہ اللہ کا قول : علامہ علقمی رحمہ اللہ اپنی کتاب الکوکب المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث اذا التقی المسلمان فتصافحا الخ کے تحت میں لکھتے ہیں قال ابن ارسلان ولا تحصل هذه السنة الا بان يقع بشرة احد الکفین علی الاخر انتہی یعنی مصافحہ کی سنت حاصل نہیں ہو گی مگر اسی طور سے کہ ایک ہتھیلی کا بشرہ دوسری ہتھیلی کے بشرہ پر رکھا جائے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا قول : آپ المنہج القویم شرح مسائل التعلیم میں لکھتے ہیں۔ یسن التیامن بالوضوء لانه صلی الله

علیہ وسلم کان یحب الیامن فی نشانه کله مما هو من باب التکریم کتسریح شعر و طهور و اکتحال و حلق و نتف ابط و قص شارب و لبس نوحول و ثوب و تغلیم ظفر و مصافحه و اخذه عطاء و یکره ترک الیامن انتھی اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو علامہ عینی کی عبارت کا حاصل ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کا قول : علامہ عبد اللہ بن سلیمان البیہقی الزیری نے اپنے رسالہ مصافحہ میں لکھتے ہیں قال النووی یرتفع ان نکون المصافحة بالیمنى و هو الفضل انتھی۔ یعنی نووی نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا مستحب ہے اور یہی افضل ہے۔ اب ہم آخر میں جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (جو پیران پیر کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا ایک عالم ارادت مند ہے) کا قول نقل کر کے پہلے باب کو ختم کرتے ہیں۔

جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی بے نظیر کتاب غیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ فصل فیما یرتفع فعلہ بیمینہ وما یرتفع فعلہ بشمالہ یرتفع لہ تناول الاشیاء بیمینہ والاکل والشرب والمصافحة والبداءة بها فی الوضوء والانتعال و لبس الثیاب و کلک ید فی الد خول الی المواضع المبارکة کا لمساجد و المشاهد والمنازل والدور برجلہ الیمنى واما الشمال فللعل الاشیاء المستقذرة وازالة الدرن والامستشار و الاستنجاء و تنقیہ الانف و غسل النجاسات کلھا الا ان یشق ذ لک او یعتذر کالمشلول والمقطوع یساره فیفعلہ بیمینہ انتھی۔ یعنی یہ فصل ہے ان امور کے بیان میں جن کا داہنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے اور ان امور کے بیان میں جن کا بائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔ مسلمان کے لئے چیزوں کو لینا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا داہنے ہاتھ سے مستحب ہے اور وضو کرنے میں اور جوتے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور اسی طرح متبرک مقامات جیسے مسجد اور مجلس اور منزل اور گھر میں داخل ہونے میں داہنے پیر سے شروع کرنا چاہئے اور لیکن بایاں ہاتھ سوان چیزوں کے کرنے کے لئے ہے جو مستقر ہیں اور میل کے دور کرنے کے لئے ہے جیسے ناک جھاڑنا اور استنجا کرنا اور ناک صاف کرنا اور تمام نجاستوں کا دھونا مگر جس صورت میں بائیں ہاتھ سے ان کاموں کا کرنا دشوار ہو یا نہ ہو سکے جیسے وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ شل ہو گیا ہو یا وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا ہو تو اس صورت میں ان کاموں کو (مجبوراً) داہنے ہاتھ سے کرے۔

کہاں ہیں سلسلہ قادریہ کے مریدان اور کدھر ہیں حضرت پیران پیر کے ارادت مندان اپنے پیرو دہنگیر کے اس قول کو بغور و عبرت ملاحظہ فرمائیں اور اگر اپنی ارادت اور عقیدت میں سچے ہیں تو اس کے مطابق عمل کریں اور ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت یا اس کے عاملین کے نسبت اپنی زبان سے جو ملامت الفاظ نکالے ہوں ان کو ندامت کے ساتھ واپس لیں۔ واللہ الہادی الی الحق۔

دو ہاتھ سے مصافحہ والوں کی دلیل اور اس کا جواب

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کفی بین کفہ التمشہد۔ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم ایسی حالت میں دی کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ اس دلیل کا جواب یہ ہے۔

قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ (و کفی بین کفہ) میں لفظ کفہ سے ظاہر یہ ہے کہ ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ حالت تعلیم تشہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی رسول اللہ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی کیونکہ کفی میں لفظ کف مفرد ہے اور مفرد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے کف کو بیضہ تشہید اور اپنے کف کو بیضہ مفرد ذکر کرنا بھی ظاہر دلیل اسی امر کی ہے کہ لفظ کفی سے ابن مسعود کی ایک ہی ہتھیلی مراد ہے نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگر دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں متبرک

ہتھیلیوں میں ہوتیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرور اس کی تصریح کرتے اور اہتمام اور اعتناء کے ساتھ بلکہ فخر کے ساتھ فرماتے۔ و کفای بین کفہ یعنی میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں۔ اس صورت میں و کفای بین کفہ کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غرض و کفای بین کفہ سے اس حالت اور وضع کا ہٹانا ہے جس حالت اور وضع کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تشدد کی تعلیم دی تھی پس اگر تعلیم تشدد کے وقت حالت یہ تھی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ و کفای بین کفہ فرماتے کیونکہ خاص اس حالت پر لفظ و کفای بین کفہ صراحتاً و نصاً دلالت نہیں کرتا ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول مذکور میں کفای سے ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی تو ظاہر ہے کہ اس دلیل سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ والوں کا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ اس طرح کے مصافحہ کے قائل نہیں بلکہ اس مصافحہ کے قائل ہیں جس میں دونوں جانب سے دو دو ہتھیلیاں ملائی جائیں پس جو ان لوگوں کا دعویٰ ہے وہ اس دلیل سے ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے وہ ان کا دعویٰ نہیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ وجہ ادخال ہذا الحدیث (ای حدیث عبد اللہ بن ہشام) فی المصافحة ان الاخذ باليد يستلزم التقاء صفحة اليد بصفحة اليد غالباً و من ثم الفردها بترجمة تلي هذه الجواز وقوع الاخذ باليد من غير حصول المصافحة اور علامہ قطلانی ارشاد الساری میں لکھتے ہیں و لما كان الاخذ باليد يجوز ان يقع من غير حصول المصافحة الفرده بهذا الباب ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کا پکڑنا ہو سکتا ہے کہ بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ایک علیحدہ باب منعقد کیا اور مولوی عبدالحی صاحب حنفی رحمہ اللہ مجموعہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں و آنچه در صحیح بخاری در باب مذکور از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی است علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کفای بین کفہ التشهد کما يعلمنی السورة من القرآن التحیات لله و الصلوات الطیبات الحدیث۔ پس ظاہر آئست کہ مصافحہ متوارثہ کہ بقوت ثلاثی مسنون است نبودہ بلکہ طریقہ تعلیمیہ بودہ کہ اکابر بوقت اہتمام تعلیم چیزے از ہر دو دست یا یک دست اصغر گرفتہ تعلیم می سازند یعنی صحیح بخاری میں جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشدد سکھایا اس حالت میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی سو ظاہر یہ ہے کہ یہ مصافحہ متوارثہ جو بوقت ملاقات مسنون ہے نہیں تھا بلکہ طریقہ تعلیمیہ تھا کہ اکابر کسی چیز کے اہتمام تعلیم کے وقت دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے اصغر کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرتے ہیں اور مولوی صاحب موصوف کے علاوہ اجلہ فقہائے حنفیہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے دونوں کفوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو پکڑنا مزید اہتمام و تاکید تعلیم کے لئے تھا اور ان لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ علی سبیل المصافحہ تھا۔ ہدایہ میں ہے والاخذ بهذا (ای بتشہد ابن مسعود) اولی من الاخذ بتشہد ابن عباس رضی اللہ عنہ لان فیہ الامر واقلة الاستحباب والالف واللام وهما للاستفراق و زیادة الواوھی لتجدید الکلام کما فی القسم و تاکید التعلیم انتھی۔ علامہ ابن المہام رحمہ اللہ فتح القدر میں لکھتے ہیں قوله و تاکید التعلیم یعنی بہ اخذہ بیدہ زیادة التکید لیس فی تشہد ابن عباس انتھی۔ حافظ زیلعی رحمہ اللہ تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ ومنها (ای من ترجیح تشہد ابن مسعود علی تشہد ابن عباس) انه قال فیہ علمنی التشهد و کفای بین کفہ و لم یقل ذلک فی غیرہ فدل علی مزید الاعتناء والاهتمام بہ انتھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ درایہ میں لکھتے ہیں واما تاکید التعلیم ففی تشہد ابن عباس ایضا عند منسلم فسلم للمصنف الثان و بقى الثان الا ان یرید بتاکید التعلیم قوله کفای بین کفہ فہی زائدة له انتھی۔ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔ و تاکید التعلیم فانه روی عن محمد بن الحسن انه قال اخذ ابو یوسف بیدی و علمنی التشهد و قال اخذ ابو حنیفہ بیدی فعلمنی التشهد و قال حماد اخذ علقمة بیدی و علمنی التشهد و قال علقمة اخذ ابن مسعود اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی و علمنی التشهد الخ۔ ان عبارات سے صاف واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو اپنے دونوں کفوں میں پکڑنا مزید اہتمام تعلیم کے

لئے تھا اور علی سبیل المصافحہ نہیں تھا اور وہاں واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرنا متعدد احادیث سے ثابت ہے از آنجلہ مسند احمد بن حنبل، ص: ۸۷/ ج: ۵ کی ایک یہ روایت ہے۔ حد ثنا عبد اللہ حد ثنی ابی ثنا اسماعیل ثنا سلیمان بن المغیرۃ عن حمید بن ہلال عن ابی قتادۃ و ابی الدہماء قالا کانا یکثر ان السفر نحو هذا البيت قالا اتینا علی رجل من اهل البادية فقال البدوی اخذ رسول اللہ بیدی فجعل یمعلمنی مما علمہ اللہ تبارک و تعالیٰ انک لن تدع شیئا اتقاء اللہ جل و عزالا اعطاک اللہ خیرا منه۔ یعنی ابو قتادہ اور ابوالدہماء کہتے ہیں کہ ہم دونوں ایک بدوی شخص کے پاس آئے تو اس بدوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پس مجھے تعلیم کرنے لگے ان باتوں کی جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی اور فرمایا کہ جب تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کسی چیز کو چھوڑ دے گا تو ضرور اللہ تعالیٰ اس چیز سے بہتر کوئی چیز تجھے عطا کرے گا۔

اگر کوئی کہے کہ صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے اس واسطے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے۔ باب الاخذ بالیدین وصافح حماد بن زید ابن المبارک بید یہ یعنی باب دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کے بیان میں اور حماد بن زید نے ابن المبارک سے اپنے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ پھر بعد اس کے امام بخاری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو ذکر کیا ہے۔ پس جب صحیح بخاری میں امام بخاری کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے تو اس کے قابل قبول و قابل عمل ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ بخاری کے اس باب میں تین امر مذکور ہیں ایک امام بخاری کی تبویب یعنی امام بخاری کا یہ قول کہ ”باب دونوں ہاتھ کے پکڑنے کے بیان میں“ دوسرے حماد بن زید کا اثر۔ تیسرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور۔ امام بخاری کی مجرد تبویب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثابت نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ مصنفین کی تبویب ان کا دعویٰ ہوتا ہے جو بلا دلیل کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اس کے علاوہ مجرد دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ کے پکڑنے سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا حصول ضروری نہیں ہے اور حماد بن زید کے اثر سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ دیکھو پانچویں دلیل کا جواب رہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سو اس سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تم کو اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ پس یہ کہنا کہ دونوں ہاتھ کا مصافحہ صحیح بخاری سے ثابت ہے صاف دھوکا دینا اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کے اس باب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثبوت تین امر پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری کے نسخ متفق ہوں یعنی ایسا نہ ہو کہ بعض نسخوں میں بالیدین بصیغہ تشبیہ ہو اور بعض نسخوں میں بالید بصیغہ واحد ہو۔ دوسرے یہ کہ اخذ بالیدین سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود و مصافحہ بالیدین ہو۔ تیسرے یہ کہ ایام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ مقصود کسی حدیث مرفوعہ سے ثابت بھی ہو۔ اگر یہ تینوں امر ثابت ہیں تو بلاشبہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہو گا۔ والا فلا۔ لیکن واضح رہے کہ ان تینوں امروں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری رضی اللہ عنہ کے نسخ متفق نہیں ہیں بعض میں بالیدین بصیغہ تشبیہ واقع ہوا ہے اور بعض میں بالید بصیغہ واحد واقع ہوا ہے چنانچہ ابوذر اور مستملی کے نسخ میں بصیغہ واحد ہی واقع ہے دیکھو شرح بخاری بلکہ بعض نسخوں میں بالیمین واقع ہوا ہے۔ اور اخذ بالیدین سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود مصافحہ بالیدین ہونا بھی ثابت نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ شرح صحیح بخاری نے صاف تصریح کر دی ہے کہ چونکہ ہو سکتا ہے کہ اخذ بالیدین بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے بخاری نے اس کے لئے ایک علیحدہ باب بلفظ باب الاخذ بالیدین معتقد کیا اور بالفرض امام بخاری کا یہ مقصود ہو بھی تو یہ مقصود کسی حدیث مرفوعہ صحیح صریح سے ہرگز ثابت نہیں۔ پس یہ کہنا کہ ”صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے۔“ سرا سر غلط ہے۔

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ نصاریٰ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں پس ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت

ہوتی ہے اور نصاریٰ اور یہود کی مخالفت کرنے کا حکم ہے اس لئے دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہرگز جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ جب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اور کسی حدیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کے بارے میں نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا نہ کسی قوم کی مشابہت سے ناجائز ہو سکتا ہے اور نہ کسی کے قول و فعل سے مکروہ ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے مسنون ہی رہے گا اور ایسے امر مسنون کو کسی قوم کی مشابہت کی وجہ سے یا کسی کے قول و فعل سے ناجائز ٹھہرانا مسلمان کا کام نہیں ہے اور یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا بلاشبہ حکم آیا ہے مگر انہیں امور میں جن کا مسنون ہونا قرآن یا سنت سے ثابت نہیں یا ان امور میں جن کا جائز یا مسنون ہونا پہلے سے ثابت تھا مگر پھر خود آنحضرت ﷺ نے ان امور میں یہود یا نصاریٰ یا کسی اور قوم کی مخالفت کرنے کا حکم فرمادیا اور اس بارے میں ایسا حکم کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حضرت حماد بن زید کے اثر کا جواب: یہ دلیل دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کی دلیل نہیں ہے ہاں متدل کی ناواقفی اور نا فہمی کی البتہ دلیل ہے۔ اولاً اس وجہ سے کہ متدل نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک کو تابعی بتایا ہے حالانکہ یہ دونوں شخص تابعی نہیں تھے بلکہ اتباع تابعین سے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کو طبقہ ثامنہ میں لکھا ہے اور طبقہ ثامنہ اتباع تابعین کا طبقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب۔ پس متدل کا ان دونوں بزرگوں کو تابعی لکھنا سرا سر ناواقفی ہے۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ تابعین اور اتباع تابعین کے اقوال و افعال بالاتفاق حجت نہیں ہیں۔ کما تقرد فی مقررہ۔ پس دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے پر مجرد حماد بن زید کے فعل سے احتجاج کرنا متدل کی ناواقفی ہے ثالثاً اس وجہ سے کہ حماد بن زید کے فعل کے خلاف ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے بارے میں متعدد حدیثیں موجود ہیں دیکھو پہلا باب۔ پس باوجود موجود ہونے احادیث متعددہ کے حماد بن زید کے فعل بلا دلیل کو پیش کرنا اور پھر یہ لکھنا کہ ”جو لوگ دو ہاتھ سے مصافحہ کو خلاف سنت کہتے ہیں تاوقتیکہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی کوئی حدیث پیش نہ کریں الخ صاف اور کھلی ناواقفی اور بے خبری ہے۔ رابعاً اس وجہ سے کہ ابو اسماعیل بن ابراہیم کی روایت سے حماد بن زید کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا تو ثابت ہوتا ہے مگر عبداللہ بن مبارک کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ پس اس روایت کو اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا کہ دونوں جانب سے دونوں ہاتھ ملانا سنت ہے صاف نا فہمی ہے۔

اور واضح رہے کہ متدل کا ایک حماد بن زید کا فعل (اور وہ بھی ایک مرتبہ کا فعل) پیش کر کے یہ لکھنا کہ ”اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے زمانہ خیر القرون میں عمل درآمد تھا اور صحابہ کے دیکھنے والے یعنی حضرات تابعین بھی دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے۔“ محض جھوٹ ہے اور عوام اہل اسلام کو صاف مغالطہ دینا ہے اور اگر غور و تدبر سے کام لیا جائے تو ایسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دونوں ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا جاتا تھا اور اس پر ہرگز عمل درآمد نہیں تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اگر عام طور پر تمام لوگ دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہوتے تو اس تقدیر پر ابو اسماعیل کا حماد بن زید کے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی خبر دینا اور کسی کو کہ بجکی وغیرہ جیسے لوگوں کو محض بے فائدہ ٹھہرنا ہے۔ اور لفظ کلنا کا زیادہ کرنا بھی بالکل لغو اور بے سود ہوتا ہے پس صاف معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا رواج تھا اور اسی پر عمل درآمد تھا اور جب ابو اسماعیل نے حماد بن زید کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان کو یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی اس وجہ سے لوگوں کو اس کی خبر دی۔ اس تقدیر پر اس خبر کا مفید ہونا ظاہر ہے اور لفظ کلنا کو بڑھانے کا بھی فائدہ اس تقدیر پر مخفی نہیں ہے۔ فندبر (مزید تفصیلات کے لئے المقالة الخفی کا مطالعہ فرمائیے)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چھیسواں پارہ

۲۹- باب الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ باب معانقہ یعنی گلے ملنے کے بیان میں اور ایک آدمی کا

کَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ دوسرے سے پوچھنا کیوں آج صبح آپ کا مزاج کیسا ہے

تَشْرِیحِ سلام کے ساتھ لفظ مصافحہ اور معانقہ ہر دو استعمال ہوتے ہیں مصافحہ سلام کرنے والے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو آپس میں ملائیں۔ یغفر اللہ لنا ولكم سے ایک دوسرے کو دعا پیش کریں۔ مصافحہ صرف ایک سیدھے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ معانقہ گلے سے گلا ملانا۔ اہل عرب کا یہی طریقہ ہے جسے اسلام نے بھی مستحب قرار دیا کیونکہ ان سب کا مقصد واحد محبت و خلوص بڑھانا ہے اور محبت اور خلوص میں خلاصہ اسلام ہے کیف اصبحت کہہ کر مزاج پر سی کرنا اور جواب میں بحمد اللہ بارہا کہنا یہی امر مستحب ہے یہی وہ تہذیب ہے جس پر اسلام کو ناز ہے۔ صد افسوس ان مسلمانوں پر جو اسلام کی سیدھی سادھی پر خلوص تہذیب کو چھوڑ کر غیروں کی غلط تہذیب اختیار کر کے اپنا دین و ایمان خراب کرتے ہیں۔ الحمد للہ آج بخاری شریف کے پارہ نمبر ۲۶ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لیا ہے اللہ پاک خیریت کے ساتھ اسے بھی درجہ تکمیل کو پہنچا کر قبول فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو میرے اور میری آل اولاد اور جملہ احباب و معاونین کرام کے لئے ترقی دارین کا وسیلہ بنائے آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

باب کی حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے (جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امام حسن کو گلے لگایا مگر (دوسری سند سے) کیونکہ ایک ہی سند سے حدیث کو مکرر لانا حضرت امام بخاری کی عادت کے خلاف ہے) پر اس کا موقع نہیں ملا اور باب خالی رہ گیا۔ بعض نسخوں میں لفظ المعانقۃ کے بعد واؤ نہیں ہے اس صورت میں قول الرجل کیف اصبحت علیحدہ باب ہو گا اور یہ باب حدیث سے خالی ہو گا۔ اب معانقہ کا حکم یہ ہے کہ وہ جائز نہیں ہے مگر جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے معانقہ درست ہے کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب حبش سے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ لیکن ذہبی نے میزان میں اس حدیث کی سند کو داعی کہا ہے۔ البتہ آدمی اپنے بچے کو پیار کے طور پر گلے لگا سکتا ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے امام حسن کو لگایا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور امام احمد نے حضرت ابوداؤد سے نقل کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو اپنے سے چٹایا اس کی سند میں ایک شخص مبسم ہے۔ طبرانی نے معجم اوسط میں اس سے روایت کی ہے کہ صحابہ ملاقات کے وقت جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے اور ترمذی نے نکالا کہ زید بن حارثہ جب مدینہ میں آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا پیار کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ بہر حال سفر سے جو لوٹ کر آئے اس سے معانقہ کرنا درست ہے لیکن عیدین وغیرہ میں معانقہ کا جو مصافحہ لوگوں میں معمول ہو گیا ہے اسی طرح صبح یا عصر یا جمعہ کے بعد اس کی شریعت سے کوئی اصل نہیں اور اکثر علماء نے اسے مکروہ قرار دیا۔ (وحیدی) اخرج سفیان بن عیینہ فی جامعہ عن الالجلی عن الشعبي ان جعفر الما

قدم تلقاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل جعفرًا بين عينيه واخرج الترمذی فی معجم الصحابة من حديث عائشة لما قدم جعفرًا استقبله رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل ما بين عينيه اخرج الترمذی عن عائشة قالت قدم زيد بن حارثة المدينة و رسول الله صلى الله عليه وسلم فی بيتی ففرع الباب قام اليه النبي صلى الله عليه وسلم عريانا يجر ثوبه فاعتنقه وقبله قال الترمذی حديث حسن۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے واپس آکر دربار رسالت میں تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے (ازراہ شفقت) حضرت جعفر کی پیشانی کو چوما اسی طرح جب حضرت زید بن حارثہ مدینہ آئے تو آنحضرت ﷺ ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کو چوما ہر حال اس طرح معانقہ جائز ہے مگر مریدین جو مکالمہ بیرون کے ہاتھ بیرون کو بوسہ دیتے ہیں اور ان کے قدموں میں سر رکھتے ہیں یہ کھلا ہوا شرک ہے، ایسی حرکات سے ہر موحّد مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

(۶۲۶۶) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو بشر بن شعیب نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، کہا مجھ کو عبد اللہ بن کعب نے خبر دی اور ان کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مرض الموت میں) نبی کریم ﷺ کے پاس سے نکلے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے یہاں سے نکلے، یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! حضور اکرم ﷺ نے صبح کیسی گزاری ہے؟ انہوں نے کہا کہ بچہ اللہ آپ کو سکون رہا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر کہا۔ کیا تم آنحضرت ﷺ کو دیکھتے نہیں ہو۔ (واللہ) تین دن کے بعد تمہیں لاٹھی کا بندہ بننا پڑے گا۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرض میں آپ وفات پا جائیں گے۔ میں بنی عبد المطلب کے چروں پر موت کے آثار کو خوب پہچانتا ہوں، اس لئے ہمارے ساتھ تم آپ کے پاس چلو۔ تاکہ پوچھا جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت کس کے ہاتھ میں رہے گی اگر وہ ہمیں لوگوں کو ملتی ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر دوسروں کے پاس جائے گی تو ہم عرض کریں گے تاکہ آنحضرت ﷺ ہمارے بارے میں کچھ وصیت کر دیں۔ حضرت علی

۶۲۶۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِنًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللَّهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا، وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَيُوفِي فِي وَجَعِهِ، وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وَجْهِهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ، فَادْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسْأَلْهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا آمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا، قَالَ عَلِيٌّ: وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ
أَبَدًا، وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَبَدًا.
[راجع: ٤٤٤٧]

ﷺ نے کہا کہ واللہ! اگر ہم نے آنحضرت ﷺ سے خلافت کی درخواست کی اور آنحضرت ﷺ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی نہیں دیں گے میں تو آنحضرت ﷺ سے کبھی نہیں پوچھوں گا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہو۔

تشریح حدیث اور باب میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر مزاج پوچھا اور انہوں نے بحمد اللہ بارئاً کہہ کر جواب دیا اور اس حدیث میں بہت سے امور تشریح طلب ہیں۔ امر خلافت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ بالکل بجا تھا۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے بتلادیا کہ خلافت جس ترتیب سے قائم ہوئی وہی ترتیب عند اللہ محبوب اور مقدر تھی اللہ پاک چاروں خلفائے راشدین کی ارواح طیبات کو ہماری طرف سے بہت سلام پیش فرمائے آمین ثم آمین۔

روایت میں لفظ عبد العشاء سے مراد یہ ہے کہ کوئی اور خلیفہ ہو جائے گا تم کو اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ لفظ کالفظی ترجمہ لاٹھی کا غلام ہے مگر مطلب یہی ہے کہ کوئی غیر قریشی تم پر حکومت کرے گا تم اس کے ماتحت ہو کر رہو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال دانش مندی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ اگر ملاقات کرنے پر آنحضرت ﷺ نے صاف فرمادیا کہ تم کو خلافت نہیں مل سکتی تو پھر تو قیامت تک لوگ ہم کو خلیفہ نہیں بنائیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس امر کو توکل علی اللہ پر چھوڑ دیا جائے، اگر اس مرتبہ ہم کو خلافت نہ ملی تو آئندہ کے لئے تو امید رہے گی۔ ایسا پوچھنے میں ایک طرح کی بدفالی اور آنحضرت ﷺ کو رنج دینا بھی تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے گوارا نہیں کیا اور اس میں خدا کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس وقت یہ مقدمہ گول مول رہے اور مسلمان اپنے صلاح اور مشورے سے جسے چاہیں خلیفہ بنالیں یہ طرز انتخاب آنحضرت ﷺ نے وہ قائم فرمایا جس کو اب سارے سیاست دان عین دانائی اور عقلمندی سمجھتے ہیں اور دنیا میں یہ پہلا طریقہ تھا کہ حکومت کا معاملہ رائے عامہ پر چھوڑا گیا جو آج ترقی پذیر لفظوں میں لفظ آزاد جمہوریہ سے بدل گیا ہے۔ خلافت کے معاملہ میں بعد میں جو کچھ ہوا کہ چاروں خلفائے راشدین اپنے اپنے وقتوں میں مسند خلافت کی زینت ہوئے یہ عین فضاء الہی کے مطابق ہوا اور بہت بہتر ہوا وکان عند اللہ قدرا مقدورا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وفیہم ان الخلافة لم تذكر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اصلاً لان العباس حلف انه یصیر مامورا لا امرا لما کان يعرف من توجیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بها الی غیرہ وفی سکوت علی دلیل علی علم علی بما قال العباس (فتح) یعنی اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہوا اس لئے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قسمیہ کہہ چکے تھے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آمر نہیں بلکہ مامور ہو کر رہیں گے اس لئے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی توجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غیر کی طرف محسوس کر چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سکوت ہی دلیل ہے کہ جو کچھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس سے واقف تھے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا نعرہ محض امت میں اشتقاق وافتراق کے لئے کھڑا کیا گیا جس میں زیادہ حصہ مسلمان نمایاں ہو دیوں کا تھا۔

۳۰۔ باب مَنْ أَجَابَ بَلَّيْكَ باب کوئی بلائے تو جواب میں لفظ بلیک (حاضر) اور سعدیک

وَسَعْدَيْكَ (آپ کی خدمت کے لئے مستعد) کہنا

۶۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے

بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آنحضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے فرمایا اے معاذ! میں نے کہا۔ ”لیک و سعدیک“ (حاضر ہوں) پھر آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ مجھے اسی طرح مخاطب کیا اس کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ (پھر خود ہی جواب دیا) کہ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کی ”لیک و سعدیک“ فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ جب وہ یہ کر لیں تو اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ یہ کہ انہیں عذاب نہ دے۔

ہم سے ہدیہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی حدیث مذکورہ بالا بیان کی۔

حدیث بڑا میں شرک کی انتہائی مذمت ہے اور توحید پر انتہائی بشارت بھی ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول لیک و سعدیک سے ثابت ہوتی ہے۔ اللہ پر حق ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ایسا وعدہ فرمایا ہے باقی اللہ پر واجب کوئی چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اس کی مرضی کے خلاف کوئی دم مارنے کا مجاز نہیں ہے اس لئے جو لوگ بحق فلان بحق فلان سے دعا کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا حق واجب نہیں ہے۔ یہاں حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔

(۶۲۶۸) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعشش نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا (کہا کہ) واللہ ہم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! مجھے پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی نہ بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے محفوظ رکھ

حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا، ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ أَنِ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟)) أَنِ لَا يَعْذِبُهُمْ)).

..... - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ بِهَذَا.

[راجع: ۲۸۵۶]

تَشْنِجُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا وَاللَّهُ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أَحَدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أَحْبَبُ أَنْ أُحَدِّثَ لِي ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةً أَوْ ثَلَاثَ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا))

لوں میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس طرح تقسیم کردوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا زیادہ جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا بیس ٹھہرے رہو ابوذر! یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹا جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور اکرم ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آگئی ہو۔ اس لئے میں نے (آنحضرت ﷺ کو دیکھنے کے لئے) جانا چاہا لیکن فوراً ہی آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد یاد آیا کہ یہاں سے نہ ہٹا۔ چنانچہ میں وہیں رک گیا (جب آپ تشریف لائے تو) میں نے عرض کی۔ میں نے آواز سنی تھی اور مجھے خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی پریشانی نہ پیش آجائے پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا اس لئے میں بیس ٹھہر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ میرے پاس آئے تھے اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔ (اعمش نے بیان کیا کہ) میں نے زید بن وہب سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس حدیث کے راوی ابوذر داء رضی اللہ عنہ ہیں؟ حضرت زید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث مجھ سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کی تھی۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوصلح نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اسی طرح بیان کیا اور ابو شہاب نے اعمش سے بیان کیا۔

وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَا كَثُرُونَ هُمُ إِلَّا قُلُونَ إِلَّا مِنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ قَالَ لِي: ((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ)) فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ غَرَضٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَبْرَحْ)) فَمَكُنْتُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ غَرَضٌ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ، فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ لِيُزِيدَ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدُّرْدَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ لِحَدِيثِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ. قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدُّرْدَاءِ نَحْوَهُ. وَقَالَ أَبُو شَهَابٍ: عَنْ الْأَعْمَشِ يَمُكُّتُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلَاثٍ.

[راجع: ۱۲۳۷]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ اور بیان کئے کہ اگر سونا احد پھاڑ کے برابر بھی ہو تو میں یہ پسند نہیں کروں گا میرے پاس

تین دن سے زیادہ رہے۔

تشریح حدیث میں کئی ایک اصولی باتیں مذکور ہیں مثلاً جو شخص خالص توحید والا شرک سے بچنے والا ہے وہ کسی بھی کبیرہ گناہ کی وجہ سے دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ پاک توحید کی برکت سے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کا ایک ایسا طرز عمل مذکور ہے جو ہمیشہ اہل دنیا کے لئے مشعل راہ رہے گا آپ دنیا میں اولین انسان ہیں جنہوں نے سرمایہ داری و دولت پرستی پر اپنے قول و عمل سے ایسی کاری ضرب لگائی کہ آج ساری دنیا اسی ڈگر پر چل پڑی ہے جیسا کہ اقبال مرحوم نے کہا ہے۔

گیا دور سرمایہ داری گیا دکھا کر تماشہ مداری گیا

۳۱- باب لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ
باب کوئی شخص کسی دوسرے بیٹھے ہوئے مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے

(۶۲۶۹) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، اُن سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود وہاں بیٹھ جائے۔

۶۲۶۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ)). [راجع: ۹۱۱]

باب اللہ پاک کا سورۃ فتح میں فرمانا کہ اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی کر لو تو کشادگی کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کرے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو

۳۲- باب
﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانْشُرُوا﴾ [الجمعة: ۱۱].

تشریح بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص مجلس نبوی کے متعلق تھا مگر صحیح یہ ہے کہ حکم عام ہے۔ اس باب کو حضرت امام بخاری اس لئے لائے کہ پچھلے باب میں جو دوسرے کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت تھی وہ اس حالت میں ہے جب خالی جگہ ہوتے ہوئے کوئی ایسا کرے اگر جگہ کی تنگی نہیں ہے تو پھر اسلام میں بھی تنگی کا حکم نہیں ہے۔

(۶۲۷۰) ہم سے خالد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے، ان سے نافع اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے تاکہ دوسرا اس کی جگہ بیٹھے، البتہ (آنے والے کو مجلس میں) جگہ دے دیا کرو اور فراخی کر دیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ناپسند کرتے تھے کہ

۶۲۷۰- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ آخَرُ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ

يُجْلِسَ مَكَانَهُ. [راجع: ۹۱۱]

کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

مجلس کے آداب میں سے یہ اہم ترین ادب ہے جس کی تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے آیت باب بھی اسی پاک تعلیم پر مشتمل ہے۔ قلت لفظ ابن عمر علی فتادة كانوا يتنافسون في مجلس النبي صلى الله عليه وسلم اذا راوه مقبلاً فسبقوا عليهم فامرهم الله تعالى ان يوسع بعضهم لبعض (فتح) یعنی صحابہ کرام جب آنحضرت ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور جگہ پکڑنے کی کوشش کیا کرتے تھے اس پر ان کو مجلس میں کھل کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

۳۳- باب مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لَيَقُومَ النَّاسُ

باب جو اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر مجلس یا گھر میں کھڑا ہوا یا کھڑے ہونے کے لئے ارادہ کیا تاکہ دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جائیں تو یہ جائز ہے

تَنْبِيْهُ

جب کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کی ملاقات کو جائے تو تہذیب یہ ہے کہ اپنی غرض بیان کر کے اٹھ کھڑا ہو اگر گھر والے بیٹھے کے لئے کہیں تو بیٹھے یوں بے کار وقت ضائع کرنا اور وہاں بیٹھے رہ کر صاحب خانہ کا بھی وقت برباد کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ قربان جائیے جناب نبی کریم ﷺ پر کہ زندگی کے ہر ہر گوشہ پر آپ نے کیسی نظر سے کام لیا اور کتنے بہترین احکام صادر فرمائے ہیں۔ (ﷺ)

(۶۲۷۱) ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، وہ ابو مجلز (حق بن حمید) سے بیان کرتے تھے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں۔ لیکن لوگ (بے حد بیٹھے ہوئے تھے) پھر بھی کھڑے نہیں ہوئے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے جب آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے صحابہ کھڑے ہو گئے لیکن تین آدمی اب بھی باقی رہ گئے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اندر جانے کے لئے تشریف لائے لیکن وہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی چلے گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں آیا اور میں نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ (تین آدمی) بھی جا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے

۶۲۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ، طَعَمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمَّا يَقُومُوا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ، قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ، وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ، فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ انْطَلَقُوا، فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبَتْ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ - إِلَى

قَوْلُهُ - إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿۵۳﴾
 میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے ایمان والو! نبی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ ارشاد ہوا و ان ذالکم عند اللہ عظیمًا تک۔

تشریح اور ان کی خانگی ضروریات کے پیش نظر آداب کا تقاضا یہی ہے کہ دعوت سے فراغت کے بعد فوراً وہاں سے رخصت ہو جائیں حدیث مذکورہ میں ایسی ہی تفصیلات مذکور ہیں۔

۳۴- باب الإِجْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقَرْفُصَاءُ باب ہاتھ سے اجتناء کرنا اور اس کو قرفصا کہتے ہیں یعنی سرین زمین پر لگا کر بیٹھنا اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر جوڑ کر بیٹھنا جائز ہے اس کو قرفصا کہتے ہیں (عربی میں اس کو اجتناء کہتے ہیں) یعنی دونوں رانوں کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر حلقہ کرے رانوں کو پیٹ سے ملائے۔

۶۲۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَفَاءً الْكَعْبَةَ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هَكَذَا.

(۶۲۷۲) ہم سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا، کہا ہم کو ابراہیم بن منذر حزامی نے خبر دی، کہا ہم سے محمد بن فلح نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحن کعبہ میں دیکھا کہ آپ سرین پر بیٹھے ہوئے دونوں رانیں شکم مبارک سے ملائے ہوئے ہاتھوں سے پنڈلی پکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

۳۵- باب مَنْ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ وَقَالَ خَبَابٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ: أَلَا تَذَعُوا اللَّهَ؟ فَقَعَدَ.

باب اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر ٹیکا دے کر بیٹھنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے! (یہ سن کر) آپ سیدھے ہو بیٹھے۔

تشریح یہ حدیث باب علامات نبوة میں گزر چکی ہے۔ قال المهلب يجوز للعالم والمفتي والامام الاتكاء في مجلسه بحضرة الناس اولم يجده في بعض اعضائه او اراد ته يرتفق بذلك والا يكون ذالك في عامة مجلسه. (فتح) یعنی عالم اور مفتی کے لئے لوگوں کے سامنے مجلس میں کسی جسمانی درد یا بیماری کی وجہ سے تکیہ لگا کر بیٹھنا جائز ہے محض راحت کی وجہ سے بھی مگر عالم مجلسوں میں ایسا نہ ہونا چاہئے۔

۶۲۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:

(۶۲۷۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۶۲۷۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے اسی طرح مثال بیان کیا (اور یہ بھی بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ہاں اور جھوٹی بات بھی۔ آنحضرت ﷺ اسے اتنی مرتبہ بار بار دہراتے رہے کہ ہم نے کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے۔

یہ حدیث کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور دوسری احادیث میں بھی آپ کا نکتہ لگا کر بیٹھا منقول ہے جیسے ضمام بن ثعلبہ اور سمرہ کی احادیث میں ہے۔ جھوٹی بات کے لئے آپ کا یہ بار بار فرمانا اس کی برائی کو واضح کرنے کے لئے تھا۔

باب جو کسی ضرورت یا کسی غرض کی وجہ سے

تیز تیز چلے

(۶۲۷۵) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں عصر پڑھائی اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ چل کر آپ گھر میں داخل ہو گئے۔

یہ گھر میں داخل ہونا کسی ضرورت یا حاجت کی وجہ سے تھا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلدی جلدی چلنے پر تعجب ہوا آپ نے بتلایا کہ میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے بائٹ دینے کے لئے میں نے تیزی سے قدم اٹھائے تھے۔ خاک ہو ان معاذین کے منہ پر جو ایسے مہارش خدا رسیدہ بزرگ رسول کو دنیا داری کا الزام لگاتے ہیں۔ کبروت کلمۃ تخرج من الواہم ان یقولون الا کذباً۔

باب چارپائی یا تخت کا بیان

(۶۲۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعش نے، ان سے ابو الفضل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تخت کے وسط میں نماز پڑھتے تھے اور میں آنحضرت ﷺ اور قبلہ کے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَايِرِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الِإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)). [راجع: ۲۶۵۳]

۶۲۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ، وَكَانَ مُتَكِنًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قَلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. [راجع: ۲۶۵۴]

۳۶- باب مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ

لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

۶۲۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.

[راجع: ۸۵۱]

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلدی جلدی چلنے پر تعجب ہوا آپ نے بتلایا کہ میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے بائٹ دینے کے لئے میں نے تیزی سے قدم اٹھائے تھے۔ خاک ہو ان معاذین کے منہ پر جو ایسے مہارش خدا رسیدہ بزرگ رسول کو دنیا داری کا الزام لگاتے ہیں۔ کبروت کلمۃ تخرج من الواہم ان یقولون الا کذباً۔

۳۷- باب السَّرِيرِ

۶۲۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَسَطَ

درمیان لپٹی رہتی تھی مجھے کوئی ضرورت ہوتی لیکن مجھ کو کھڑے ہو کر آپ کے سامنے آنا برا معلوم ہوتا۔ البتہ آپ کی طرف رخ کر کے میں آہستہ سے کھسک جاتی تھی۔

السَّرِيرِ، وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقَبِيلَةِ، تَكُونُ لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُومَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُ أَنْسِلًا. [راجع: ۳۸۲]

قبلہ رخ میں عورت کا لیٹنا مصلیٰ کی نماز کو باطل نہیں کرتا۔

باب گاؤ تکیہ لگانا یا گدا بچھانا (جائز ہے)

(۶۲۷۷) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عون نے بیان کیا، ان سے خالد (بن عبد اللہ طحان) نے بیان کیا، ان سے خالد (حذاء) نے، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو الملیح عامر بن زید نے خبر دی، انہوں نے (ابو قلابہ) کو (خطاب کر کے) کہا کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے میں نے آپ کے لئے چڑے کا ایک گدا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھادیا۔ آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھے اور گدا میرے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ویسا ہی پڑا رہا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے لئے ہر مہینے میں تین دن کے (روزے) کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر پانچ دن رکھا کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا سات دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا نو دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا گیارہ دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ کوئی روزہ نہیں ہے۔ زندگی کے نصف ایام، ایک دن کا روزہ اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدا بچھانا اور اس پر بیٹھنا جائز ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۶۲۷۸) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے

۳۸- باب مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وَسَادَةٌ

۶۲۷۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي فَذَجَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وَسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشَنُوهَا لَيْفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتْ الْوَسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لِي: ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ))؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: حَسًّا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَسْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِخْدَى عَشْرَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الذَّهْرِ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

[راجع: ۱۱۳۱]

۶۲۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،

ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے کہ آپ ملک شام میں پہنچے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے اور ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ ملک شام گئے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ایک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جا بیٹھے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ کہا کہ اہل کوفہ سے۔ پوچھا کیا تمہارے یہاں (نفاق اور منافقین کے) بھیدوں کے جاننے والے وہ صحابی نہیں ہیں جن کے سوا کوئی اور ان سے واقف نہیں ہے۔ ان کا اشارہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں (یا یوں کہا کہ) تمہارے وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دی تھی۔ اشارہ عمار رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں مسواک اور گدے والے نہیں ہیں؟ ان کا اشارہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورہ ”واللیل اذا یغشی“ کس طرح پڑھتے تھے۔ علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ”والذکر والانثی“ پڑھتے تھے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ یہ لوگ کوفہ والے اپنے مسلسل عمل سے قریب تھا کہ مجھے شبہ میں ڈال دیتے حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خود اسے سنا تھا۔

تشیع ہر دو روایتوں میں رسول کریم ﷺ کے لئے گدا بچھایا جانا مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جن تین بزرگوں کے مختلف مناقب بیان کئے یعنی حضرت حذیفہ، حضرت عمار اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، حضرت ابو درداء کا اصل منشاء وہ تھا جو حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت سے متعلق ہے، ان کا عمل اسی قرأت پر تھا اور سب قرأت میں سے یہ بھی ایک قرأت ہے مگر مشہور عام اور مقبول انام قرأت وہ ہے جو جمہور قراء کے ہاں مقبول اور مروج ہے یعنی والذکر والانثی کی جگہ وما خلق الذکر والانثی مصحف عثمانی میں اس قرأت کو ترجیح حاصل ہے۔ السیاق یؤشد الی انہ اراد وصف کل واحد من الصحابة بما کان اختص به ان الفضل دون غیرہ من الصحابة (فتح) یعنی ہر صحابی کو فضل حاصل تھا اس کا اظہار مقصود تھا اور بس۔

باب جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

۳۹- باب الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

دن کے وقت دوپہر کے قریب یا اس کے بعد آرام کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں۔

۶۲۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے

بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد ساعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کھانا اور قیلولہ نماز جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

باب مسجد میں بھی قیلولہ کرنا جائز ہے

(۶۲۸۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام ”ابو تراب“ سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو اس نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا تو فرمایا کہ بیٹی تمہارے چچا کے لڑکے (اور شوہر) کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے کہا میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تھی وہ مجھ پر غصہ ہو کر باہر چلے گئے اور میرے یہاں (گھر میں) قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں۔ وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور گرد آلود ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ اس سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے، ابو تراب! (مٹی والے) اٹھو، ابو تراب! اٹھو۔

سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَعَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

[راجع: ۹۳۸]

۴۰ - باب الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۶۲۸۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تَرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ؟)) فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَعَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقُلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: ((انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟)) فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((قُمْ أَبَا تَرَابٍ قُمْ أَبَا تَرَابٍ)).

[راجع: ۴۴۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے پائے گئے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر عرب لوگ باپ کے چچا کو بھی چچا کہہ دیتے ہیں اسی بنا پر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابن عمک کے الفاظ استعمال فرمائے۔

باب اگر کوئی شخص کہیں ملاقات کو جائے اور دوپہر کو وہیں

آرام کرے تو یہ جائز ہے

(۶۲۸۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ

۴۱ - باب مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ

عِنْدَهُمْ

۶۲۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

انصاری نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ (ان کی والدہ) ام سلیم نبی کریم ﷺ کے لئے چڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور آنحضرت ﷺ ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ بیان کیا پھر جب آنحضرت ﷺ سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کا پینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لئے اور (پینہ کو) ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک خوشبو) میں اسے ملا لیا۔ بیان کیا ہے کہ پھر جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس سک (جس میں آنحضرت ﷺ کا پینہ ملا ہوا تھا) میں سے ان کے حنوط میں ملا دیا جائے۔ بیان کیا ہے کہ پھر ان کے حنوط میں اسے ملا یا گیا۔

حافظ نے کہا کہ یہ بال حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے لئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال اسی وقت لے لئے تھے جب آپ نے منیٰ میں سر منڈایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے بدن کا پینہ جمع کر رہی تھیں اتنے میں آنحضرت ﷺ جاگے تو فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کا پینہ خوشبو میں ڈالنے کے لئے جمع کرتی ہوں وہ خود بھی نہایت خوشبودار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم برکت کے لئے آپ کا پینہ اپنے بچوں کے واسطے جمع کرتی ہیں چنانچہ حنوط میں آنحضرت ﷺ کے بال اور پینہ ملا ہوا تھا ولا معارضة بین قولہا انہا کانت تجمعہ لاجل طیبۃ و بین قولہا للبرکۃ بل یحمل علی انہا کانت تفصل ذالک الامرین معا (فتح) یعنی یہ کام برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لئے کیا کرتی تھیں۔

(۶۲۸۳-۸۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہ کہا کہ مجھ سے امام مالک نے ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ عبد اللہ بن ابی طلحہ نے ان سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ قباء تشریف لے جاتے تھے تو ام حرام بنت طحان رضی اللہ عنہا کے گھر بھی جاتے تھے اور وہ آنحضرت ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں پھر آنحضرت ﷺ سو گئے اور بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سانے (خواب میں) پیش کئے گئے جو اس سمندر کے اوپر (کشتیوں میں) سوار ہوں گے (جنت میں وہ ایسے نظر آئے) جیسے بادشاہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْعًا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النَّطْعِ قَالَ: فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سَكٍّ قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسٌ بْنُ مَالِكٍ الْوَفَاةَ أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السَّكِّ قَالَ: فَجَعَلَ فِي حَنُوطِهِ.

حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَيَطْعِمُهُ، وَكَانَتْ تَحْتَ عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمْتُهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ مَا يَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

تخت پر ہوتے ہیں، یا بیان کیا کہ بادشاہوں کی طرح تخت پر۔ اسحاق کو ان لفظوں میں ذرا شبہ تھا (ام حرام رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ دعا کر دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے بنائے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی پھر آنحضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے جو اس سمندر کے اوپر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا مثل بادشاہوں کے تخت پر۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس گروہ کے سب سے پہلے لوگوں میں ہوگی چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے (معاویہ رضی اللہ عنہ کی شام پر گورنری کے زمانہ میں) سمندری سفر کیا اور خشکی پر اترنے کے بعد اپنی سواری سے گر پڑیں اور وفات پا گئیں۔

تشریح ہر دو روایتوں میں آنحضرت ﷺ کے قول کا باب کے مطابق کرنے کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ پہلی روایت میں آپ کے خوشبودار پسینے کا ذکر ہے صد بار قاتل تعریف ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو یہ بہترین خوشبو نصیب ہوئی۔ دوسری روایت میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس جنگ میں واپسی کے وقت اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئی تھیں۔ اس طرح پیش گوئی پوری ہوئی، اس سے سمندری سفر کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا، پر آج کل تو سمندری سفر بہت ضروری اور آسان بھی ہو گیا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

باب آسانی کے ساتھ آدمی جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ سکتا ہے
(۶۲۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیشی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا تھا۔ اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں اس طرح اجنباء کرنے سے کہ انسان کی شرم گاہ پر کوئی چیز نہ ہو اور ملامت اور منابذت سے۔ اس روایت کی

يَوْمَكُنْ تَبَجْ هَذَا الْبَحْرِ. مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ) - أَوْ قَالَ ((مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ)) شَكَ إِسْحَاقُ قُلْتُ: اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ قَنَامٍ، ثُمَّ اسْتَيْقِظَ يَضْحَكُ، قُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غُرَافَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَوْمَكُنْ تَبَجْ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ)) - قُلْتُ: اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ)) فَرَكِبَتْ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَائِيهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

[راجع: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

۴۲ - باب الْجُلُوسِ كَيْفَمَا تَيْسَّرُ
۶۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ، وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: إِحْتِمَاءِ الصَّمَاءِ، وَالْإِجْتِمَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَالْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةَ. تَابَعُهُ مَعْمَرُ

وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُتَابَعَتِ مَعْمَرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ اور عبد اللہ بن بدیل نے زہری سے کی بُدِيلَ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ۳۶۷] ہے۔

تشیع اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس میں ستر عورت کھلنے کا ڈر ہو تو اس سے یہ نکلا کہ یہ ڈر نہ ہو تو اس طرح بیٹھنا بھی جائز درست ہے۔ امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک چار زانو بیٹھے رہا کرتے تھے۔ معمر کی روایت کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں اور محمد بن ابی حفصہ کی روایت کو ابن عدی نے اور عبد اللہ بن بدیل کی روایت کو ذہلی نے زہرات میں وصل کیا ہے۔ ملامتہ کے بارے میں علامہ نووی نے شرح مسلم میں علماء سے تین صورتیں نقل کی ہیں ایک یہ کہ بیچنے والا ایک کپڑا لپٹا ہوا یا اندھیرے میں لے کر آئے اور خریدار اس کو چھوئے تو بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ تیرا چھوٹا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہے اور جب تو دیکھے تو تجھے اختیار نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ کہ چھوٹا خود بیچ قرار دیا جائے مثلاً مالک خریدار سے یہ کہے کہ جب تو چھوئے تو وہ مال تیرے ہاتھ بک گیا۔ تیسری صورت یہ کہ چھوٹے سے مجلس کا اختیار قطع کیا جائے اور تینوں صورتوں میں بیع باطل ہے۔ اسی طرح بیع مناذہ کے بھی تین معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کپڑے کا پھینکنا بیچ قرار دیا جائے یہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ دوسری یہ کہ پھینکنے سے اختیار قطع کیا جائے۔ تیسری یہ کہ پھینکنے سے کنکری کا پھینکنا مراد ہے۔ یعنی خریدنے والا بالغ کے حکم سے کسی مال پر کنکری پھینک دے تو وہ کنکری جس چیز پر پڑ جائے گی اس کا لینا ضروری ہو جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ یہ سب جاہلیت کے زمانے کی بیع ہیں جو جوئے میں داخل ہیں، اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے اور روایت ہذا میں دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ایک اشتمال صماء ہے جس کی یہ صورت جو بیان کی گئی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح سے لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صخرہ صماء کہتے ہیں یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شکاف نہ ہو سب طرف سے سخت اور یکساں ہو۔ بعض نے کہا کہ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی کسی بھی کپڑے سے اپنا سارا جسم ڈھانپ کر کسی ایک جانب سے کپڑے کو اٹھا دے تو اس کا ستر کھل جائے۔ غرض یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور دوسرا لباس اجنباء یہ ہے کہ جس سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو تو ایک ہی کپڑا سے گوٹ مار کر بیٹھے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ یعنی کمر سے جکڑے تو اگر شرمگاہ پر کپڑا ہے اور شرم گاہ ظاہر نہیں ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر شرمگاہ ظاہر ہو جاتی ہے تو ناجائز ہے۔

۴۳- باب مَنْ نَاجَى نَبِيَّ يَدِيْ

النَّاسِ وَلَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ

فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

۸۶-۸۷ (۲۸۸۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ و ضلع نے، کہا ہم سے فراس بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے، ان سے مسروق نے کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض و وفات میں) آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں، کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ

۶۲۸۶-۶۲۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تَعَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةً فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ

عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِي لَا وَاللَّهِ مَا تَخْفِي
مَشْيُهَا مِنْ مَشْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا
رَأَاهَا رَحَّبَ قَالَ : ((مَرْحَبًا بِانْتِ)) ثُمَّ
أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ
سَارَاهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى
خُزْنَهَا سَارَاهَا الثَّانِيَةَ، إِذَا هِيَ تَضْحَكُ
فَقُلْتُ لَهَا: أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصْلِكَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالسَّرِّ مِنْ بَيْنِنَا، ثُمَّ أَنْتِ
تَبْكِينَ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلْتُهَا
عَمَّا سَارَكَ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لَأَفْشِي عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتُ قُلْتُ
لَهَا: عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنَ
الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي قَالَتْ: أَمَّا الْآنَ، فَنَعَمْ.
فَأَخْبَرْتَنِي قَالَتْ: أَمَّا حِينَ سَارَنِي فِي الْأَمْرِ
الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي ((أَنْ جَبْرِيلَ كَانَ
يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ قَدْ
عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ
إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقِيَ اللَّهَ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي
نَعَمْ السَّلَفُ أَنَا لَكَ)) قَالَتْ: فَبَكَتُ
مُكَانِي الَّذِي رَأَيْتُ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي
سَارَنِي الثَّانِيَةَ قَالَ : ((يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنِ
أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةً نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةً
نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ)). [راجع: ۳۶۲۳]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ خدا کی قسم ان کی چال
رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی)
جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی!
مرحبا! پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں
بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور حضرت فاطمہؓ بہت
زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ
ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے
ان سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی
خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ اٹھے تو
میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا
تھا انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر
جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میرا جو
حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتادیں۔
انہوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب
آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ ”جبریل
ﷺ ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس
سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری
وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں
تمہارے لئے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں“ بیان کیا کہ اس وقت
میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آنحضرت
ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی،
فرمایا ”فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں
کی عورتوں کی سردار ہو گی“ یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی
سردار ہو گی۔“

سرگوشی سے اس لئے منع فرمایا کہ کسی تیسرے آدمی کو سوء ظن نہ پیدا ہو اگر مجلس میں اس خطرے کا احتمال نہ ہو تو سرگوشی
جائز بھی ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے رسول کریم ﷺ کا سرگوشی کرنا مذکور ہے۔

(۶۲۸۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عباد بن تیمم نے خبر دی، ان سے ان کے چچا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا آپ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

۶۲۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبَادُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاصْبَعًا إِخَذَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

[راجع: ۳۶۲۴]

باب کسی جگہ صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو اکیلا چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں

اور اللہ پاک نے (سورہ قد سمع اللہ: ۹، ۱۰ میں) فرمایا مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور ظلم اور پیغمبر کی نافرمانی پر سرگوشی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری پر۔۔۔۔۔ آخر آیت و علی اللہ فلیتوکل المومنون تک

اور اللہ نے اس سورت میں مزید فرمایا مسلمانو! جب تم پیغمبر سے سرگوشی کرو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ نکالا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے اگر تم کو خیرات کرنے کے لئے کچھ نہ ملے تو خیر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر آیت واللہ خبیر بما تعملون تک۔ (سورہ المجادلہ: ۱۳، ۱۴)

۴۵- باب لَا يَتَأَخَّرُ اثْنَانِ ذُوْنِ الثَّلَاثِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِنْفِ وَالْعُدْوَانِ وَمَغْصِبَةِ الرُّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المجادلة : ۱۰-۹] وقوله : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرُّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - إِلَى قَوْلِهِ - وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ [المجادلة : ۱۲، ۱۳].

تشریح یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہو گئی، کہتے ہیں کہ اس پر اولین عمل کرنے والے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کیا اور ان دونوں آیتوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ کانا پھوسی درست ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ گناہ اور ظلم کی بات کے لئے نہ ہو۔

(۶۲۸۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول

۶۲۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثنانِ دونِ)) اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔

دوسری روایت کسی کی محبت میں بیٹھے تو وہ امانت کی باتیں اپنے دل میں رکھے اور افشاء نہ کرے کہ ان سے اس بھائی کو **شبیخ** دکھ ہو۔

باب راز چھپانا

۴۶- باب حِفْظِ السِّرِّ

(۶۲۸۹) ہم سے عبد اللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا (ان کی والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی مجھ سے اس کے متعلق پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

۶۲۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَسْرَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ، وَلَقَدْ سَأَلْتَنِي أُمُّ سَلِيمٍ لَمَّا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

داری کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایک کام کے لئے بھیجا تھا جس کی وجہ سے میں اپنی والدہ کے پاس دیر میں پہنچا۔ والدہ نے تاخیر کی وجہ پوچھی میں نے کہا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے راز کی ایک بات ہے پھر حضرت والدہ نے بھی یہی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے راز کی بات کسی کے سامنے ظاہر نہ کیجئے مگر اس میں وہی راز مراد ہے جس کے ظاہر ہونے سے ایک مسلمان بھائی کو نقصان کا خوف ہو۔

باب جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو کانا پھوسی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

۴۷- باب إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَةِ وَالْمُنَاجَاةِ

(۶۲۹۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر تم آپس میں کانا پھوسی نہ کیا کرو۔ اس لئے لوگوں کو رنج ہو گا البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو مضائقہ نہیں۔

۶۲۹۰- حَدَّثَنَا غَنَمَانٌ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخَرِ، حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجَلُ أَنْ يُخْزِنَهُ)).

(۶۲۹۱) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ کچھ مال تقسیم فرمایا اس پر انصار کے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ کی

۶۲۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا

خوشنودی مقصود نہ تھی میں نے کہا کہ ہاں! اللہ کی قسم میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں گیا آنحضرت ﷺ اس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے آنحضرت ﷺ کے کان میں چپکے سے یہ بات کہی تو آپ غصہ ہو گئے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا (پس میں بھی صبر کروں گا)

[راجع: ۳۱۵۰]

تشیخ باب کا مطلب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے نکلا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس وقت آنحضرت ﷺ سے سرگوشی کی جب دوسرے کئی لوگ موجود تھے۔ یہ گستاخ منافق تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت تکلیفیں دی گئیں قارون نے ایک فاحشہ عورت کو بھڑکا کر آپ پر زنا کی تمتم لگائی، بنی اسرائیل نے آپ کو فتن کا عارضہ بتلایا کسی نے کہا کہ آپ نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا۔ ان الزامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا اللہ ان پر بہت بہت سلام پیش فرمائے۔ آمین۔

باب دیر تک سرگوشی کرنا

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ ”وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ تُوْنَجْوَىٰ نَاجِيَةً مِّنْ مَّصْنَدٍ مِّنْ نَّاجِيَةٍ فَوَصَّفَهُم بِهَا وَمَعْنَىٰ يَتَنَاجَوْنَ۔“

(۶۲۹۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز کی تکبیر کسی گئی اور ایک صحابی رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرتے رہے، پھر وہ دیر تک سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے صحابہ سونے لگے اس کے بعد آپ اٹھے اور نماز پڑھائی۔

باب سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے (نہ چراغ روشن کیا جائے)

(۶۲۹۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب سونے لگو تو گھر میں آگ

أُرِيدَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ قُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ لَا يَتَيْنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتِيَتُهُ وَهُوَ فِي مَلَأٍ فَسَارَزَتْهُ فَغَضِبَ، حَتَّى اخْمَرَ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ: ((رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى مُوسَى أَوْ ذِي بَأْسٍ مِّنْ هَذَا فَصَبْرٌ)).

۴۸- باب طُولِ النَّجْوَى

﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ﴾ [الأسراء: ۴۷] مَصْنَدٍ مِّنْ نَّاجِيَةٍ فَوَصَّفَهُم بِهَا وَمَعْنَىٰ يَتَنَاجَوْنَ.

۶۲۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقِيمَتِ الصَّلَاةَ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [راجع: ۶۴۲]

۴۹- باب لَا تُتْرَكَ النَّارُ فِي الْبَيْتِ

عند النوم

کیونکہ اس سے بعض دفعہ گھر میں آگ لگ کر نقصان عظیم ہو جاتا ہے۔
۶۲۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي

نہ چھوڑو۔

بُيُوتُكُمْ حِينَ تَنَامُونَ))۔

(۶۲۹۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے اس لئے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

۶۲۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِخْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحَدَّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَظْفِقُوهَا عَنْكُمْ))۔

(۶۲۹۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے کثیر بن شظیر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سوتے وقت) برتن ڈھک لیا کرو ورنہ دروازے بند کر لیا کرو اور چراغ بجھالیا کرو کیونکہ یہ چوہا بعض اوقات چراغ کی بتی بجھینچ لیتا ہے اور گھروالوں کو جلا دیتا ہے۔

۶۲۹۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ كَثِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَمَرُوا الْآيَةَ وَأَجِفُّوا الْأَبْوَابَ، وَأَظْفِقُوا الْمَصَابِيحَ، فَإِنَّ الْفَوَاسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَخْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ))۔ [راجع: ۳۲۸۰]

یہ معاشرتی زندگی کے ایسے پہلو ہیں جن پر عدم توجہی کے سبب بعض دفعہ ایسے لوگ سخت ترین تکلیف کے شکار ہو جاتے ہیں قرآن جائے اس پیارے رسول پر جنہوں نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے ہم کو بہترین ہدایات پیش فرمائی ہیں (ﷺ)

باب رات کے وقت دروازے بند کرنا

(۶۲۹۶) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات میں سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو اور مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو۔ حماد نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ ”اگرچہ ایک لکڑی سے ہی ہو“

۵۰۔ باب إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

۶۲۹۶- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَادٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَظْفِقُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْسَكُوا الْأَسْقِيَةَ، وَخَمَرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ)) قَالَ هَمَّامٌ، وَأَخْبَسُهُ ((وَلَوْ بَعُودًا))۔ [راجع: ۳۲۸۰]

باب بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا

۵۱۔ باب الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَتَنْفِ

لِإِنْبِط

نتیجہ ابجدیث کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے۔ حضرت امام بخاری کے ترجمہ باب سے بھی وجوب نکلتا ہے کیونکہ بڑا ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا انہوں نے لازم رکھا ہے۔ اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے کمانی نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ ختنے کی تقریب میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو استیذان کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اسے کتاب الاستیذان میں لائے۔ فافہم ولا تکن من القاصرین۔

(۶۲۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال بنانا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرنا اور ناخن کاٹنا۔

۶۲۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْذَاذُ، وَتَنْفُ الْإِظْمِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ)).

[راجع: ۵۸۸۹]

بعض روایات میں داڑھی بڑھانے کا بھی ذکر ہے یہ جملہ امور سنن ابراہیمی ہیں جن کی پابندی ان کے آل کے لئے ضروری ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ان پر عمل کی توفیق بخشے کہ وہ صحیح ترین فرزندان ملت ابراہیمی ثابت ہوں۔ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے ختنہ کو پیدائشی سنت فرمایا اور عمر کی کوئی قید نہیں لگائی تو معلوم ہوا کہ بڑی عمر میں بھی ختنہ ہے۔

(۶۲۹۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں ختنہ کرایا اور آپ نے قدم (تخفیف کے ساتھ) (کھاڑے) سے ختنہ کیا۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ نے بیان کیا اور ان سے ابو الزناد نے بالقدم (تشدید کے ساتھ بیان کیا)

۶۲۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اخْتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً، وَاخْتَنَ بِالْقَدَمِ)) مُحَقَّقَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ: بِالْقَدَمِ

(۶۲۹۹) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عباد بن موسیٰ نے خبر دی، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے سعید بن جبیر نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی؟ کہا کہ ان دنوں میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اس کا ختنہ

۶۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ، قَالَ: وَكَانُوا لَا يَخْتُونُونَ

نہ کرتے تھے۔

(۶۳۰۰) اور عبد اللہ ابن ادریس بن یزید نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، اس سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

الرَّجُلَ حَتَّى يُذْرِكَ. [طرفہ بی: ۶۳۰۰].

۶۳۰۰- وقال ابنُ إدريسَ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا خَتَنُهُ.

[راجع: ۶۲۹۹]

باب آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے وہ لھو میں داخل اور باطل ہے

۵۲- باب كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ

اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو اٹھیلیں اس کا کیا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ سے ہرکادینے کے لئے کھیل کود کی باتیں بول لیتے ہیں۔

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [لقمان ۶].

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس سے گنا مراد ہے حضرت ابن عباس اور حضرت جابر اور حضرت عمرہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت غنا اور مزامیر کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۳۰۱) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس نے قسم کھائی اور کہا کہ ”لات وعزیٰ کی قسم“ تو پھر وہ لالہ الا اللہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو اٹھیلیں تو اسے صدقہ کر دینا چاہئے۔

۶۳۰۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ فَلْيَصِدَّقْ)).

لہذا روپیہ پیسہ جو اٹھیلنے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ جو لوگ پیرو مرشد کی قسم کھاتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں قسم کھانا صرف اللہ کے نام سے ہو غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے من حلف بغير الله فقد اشرك اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے اسی طرح حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے۔ بعض نے پہلے امر کی توجیہ یہ کی ہے کہ جو اٹھیلنے کے لئے جو بلائے اس کو گھر آنے کی اجازت نہ دینی چاہئے اور دوسرے کی توجیہ یہ کی ہے کہ لات اور عزیٰ کی قسم کھانا بھی لھو الحدیث میں داخل ہے جو حرام ہے۔

باب عمارت بنانا کیسا ہے

۵۳- باب مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ قیامت کی

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ

أَشْرَاطُ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِغَاءُ النَّبِهِمْ فِي النَّبِيَّانِ))۔
 نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ موشی چرانے والے لوگ کوٹھیوں میں
 اکر نے لگیں گے یعنی بلند کوٹھیاں بنا کر فخر کرنے لگیں گے۔

تشیخ اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ بہت لمبی اونچی عمارتیں بنوانا مکروہ ہے اور اس باب میں ایک مرتبہ روایت بھی وارد ہے جس کو ابن ابی الدنیا نے نکالا کہ جب آدمی سات ہاتھ سے زیادہ اپنی عمارت اونچی کرتا ہے تو اس کو یوں پکارتے ہیں اوفاق تو کہاں جاتا ہے مگر اس حدیث کی سند ضعیف ہے دوسرے موقوف ہے۔ خباب کی صحیح حدیث میں جسے ترمذی وغیرہ نے نکالایوں ہے کہ آدمی کو ہر ایک خرچ کا ثواب ملتا ہے مگر عمارت کے خرچ کا ثواب نہیں ملتا۔ طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے تو اس کا پیسہ عمارت میں خرچ کراتا ہے مترجم (وحید الزماں) کہتا ہے مراد وہی عمارت ہے جو فخر اور تکبر کے لئے بے ضرورت بنائی جاتی ہے جیسے اکثر دنیا دار امیروں کی عادت ہے لیکن وہ عمارت دین کے کاموں کے لئے یا عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے بنائی جائے، مساجد، مدارس، سرائیں، یتیم خانے ان میں تو پھر ثواب ہو گا بلکہ جب تک ایسی مقدس عمارت باقی رہے گی برابر ان بنانے والوں کو ثواب ملتا رہے گا۔

۶۳۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ غَمَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَنَيْتُ بَيْدِي بَيْنَا يُكِنِّي مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ۔
 (۶۳۰۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق نے بیان کیا وہ سعید کے بیٹے ہیں، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک گھر بنایا تاکہ بارش سے حفاظت رہے اور دھوپ سے سایہ حاصل ہو اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے اس کام میں میری مدد نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے لائق گھر بنانا درست ہے۔

۶۳۰۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرُو: قَالَ ابْنُ غَمَرٍ: وَاللَّهِ مَا وَضَعْتُ لَبَنَةً عَلَى لَبَنَةٍ، وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مِنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ سُفْيَانُ لَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ، قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ بَنَى قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ: قَبْلَ أَنْ يَنِي۔
 (۶۳۰۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سفیان ثوری نے، ان سے عمرو بن نثار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نہ میں نے کوئی اینٹ کسی اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی باغ لگایا۔ سفیان نے بیان کیا کہ جب میں نے اس کا ذکر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض گھرانوں کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم انہوں نے گھر بنایا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا پھر یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر بنانے سے پہلے کی ہوگی۔

تشیخ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ تطبیق بالکل مناسب ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ بات گھر بنانے سے پہلے کی فرمودہ ہے بعد میں انہوں نے گھر بنایا جیسا کہ خود ان کے گھر والوں کا بیان ہے۔ ضرورت سے زیادہ مکان بنانا وبال جان ہے جیسا کہ آج کل لوگوں نے عمارات مشیدہ بنایا کر کھڑی کر دی ہیں۔ باغ لگانا افادہ کے لئے بہتر ہے۔

۸۰۔ کتاب الدعوات

کتاب دعاؤں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿شَرْح﴾ از آدم تا ایں دم خدائے پاک کے وجود برحق کو ماننے والی جتنی قومیں گزری ہیں یا موجود ہیں ان سب ہی میں ”دعا“ کا تصور و تخیل و تعامل موجود ہے۔ موحد قوموں نے ہر قسم کی نیک دعاؤں کا مرکز اللہ پاک رب العالمین کی ذات واحد کو قرار دیا اور مشرکین اقوام نے اس صحیح مرکز سے ہٹ کر اپنے دیوتاؤں، اولیاء، پیروں، شہیدوں، قبروں، بتوں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر دیا۔ تاہم اس قسم کے تمام لوگوں کا ”دعا“ کے تصور پر ایمان رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔ اسلام میں دعا کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے، پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ الدعاء من العبادۃ یعنی عبادت کا اصلی مغز دعا ہی ہے۔ اس لئے اسلام میں جن جن کاموں کو عبادت کا نام دیا گیا ہے ان سب کی بنیاد از اول تا آخر دعاؤں پر رکھی گئی ہے۔ نماز جو اسلام کا ستون ہے اور جس کے ادا کئے بغیر کسی مسلمان مکہ گو کو چارہ نہیں وہ از اول تا آخر دعاؤں کا ایک بہترین گل دستہ ہے۔ روزہ حج کا بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ میں بھی لینے والے کو دینے والے کے حق میں نیک دعا سکھلا کر بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا اصل مدعا جملہ عبادات سے دعا ہے چنانچہ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ الدعاء هو العبادۃ ثم قرا وقال ربکم ادعونی استجب لکم (رواہ احمد وغیرہ) یعنی دعا عبادت ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق دعاؤں میں وہ غضب کی قوت رکھی گئی ہے کہ ان سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی کہ علیکم عباد اللہ بالدعاء (رواہ الترمذی) یعنی اے اللہ کے بندو! بالضرور دعا کو اپنے لئے لازم کر لو۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا سمجھ لو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہے اور فرمایا کہ جس کے لئے دعا بکثرت کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا سمجھ لو اس کے لئے رحمت الہی کے دروازے کھل گئے اور بھی بہت سی روایات اس قسم کی موجود ہیں پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اللہ پاک سے ہر وقت دعا مانگنا اپنا عمل بنالیں۔ قبولیت دعا کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں کچھ تفصیلات ہیں۔ ان کو بھی سرسری نظر سے ملاحظہ فرمائیے تا کہ آپ کی دعا قبول ہو جائے۔

- (۱) دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام سے۔ اگر رزق حلال و صدق قتال و لباس طیب مہیا نہیں ہے تو دعا سے پہلے ان کو مہیا کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔
- (۲) قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ برحق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم ہو کہ اچو وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہوگی۔ رد نہیں کی جائے گی۔

- (۳) قبولیت دعا کے لئے دعا کے مضمون پر توجہ دینا بھی ضروری ہے اگر آپ قطع رحمی کے لئے ظلم و زیادتی کے لئے یا قانون قدرت کے برعکس کوئی مطالبہ اللہ کے سامنے رکھ رہے ہیں تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ اس قسم کی دعائیں بھی آپ کی قبول ہوں گی۔
- (۴) دعا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے، ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے بہت سی دعائیں فوراً اثر دکھاتی ہیں

بست سی کافی دیر کے بعد اثر پذیر ہوتی ہیں۔ بست سی دعائیں بظاہر قبول نہیں ہوتیں مگر ان کی برکات سے ہم کسی آنے والی بڑی آفت سے بچ جاتے ہیں اور بست سی دعائیں صرف آخرت کے لئے ذخیرہ بن کر رہ جاتی ہیں بہر حال دعا بشرائط ہلا کسی حال میں بھی بیکار نہیں جاتی۔

(۵) آنحضرت ﷺ نے آداب دعا میں بتلایا ہے کہ اللہ کے سامنے ہاتھوں کو ہتھیلیوں کا طرف سے پھیلا کر صدق دل سے سائل بن کر دعا مانگو۔ فرمایا۔ تمہارا رب کریم بست ہی حیا دار ہے اس کو شرم آتی ہے کہ اپنے قلم بندے کے ہاتھوں کو خالی ہاتھ واپس کر دے۔ آخر میں ہاتھوں کو چہرے پر مل لینا بھی آداب دعا سے ہے۔

(۶) پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرنا قبولیت کے لحاظ سے فوری اثر رکھتا ہے مزید یہ کہ فرشتے ساتھ میں آئین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے کو دعا دیتے ہیں کہ خدا تم کو بھی وہ چیز عطا کرے جو تم اپنے غائب بھائی کے لئے مانگ رہے ہو۔

(۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مظلوم کی دعا، حاجی کی دعا جب تک وہ واپس ہو، مجاہد کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد کو پہنچے، مریض کی دعا یہاں تک کہ وہ تندرست ہو، پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کیلئے دعائے خیر جو قبولیت میں فوری اثر رکھتی ہے۔

(۸) ایک دوسری روایت کی بنا پر تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ والدین کا اپنی اولاد کے حق میں دعا کرنا اور مظلوم کی بعض روایت کی بنا پر روزہ دار کی دعا اور امام عادل کی دعا بھی فوری اثر دکھلاتی ہے۔ مظلوم کی دعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بارگاہ احدیت سے آواز آتی ہے کہ مجھ کو قسم ہے اپنے جلال کی اور عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ اس میں کچھ وقت لگے۔

(۹) کشادگی، بے فکری، فارغ البالی کے اوقات میں دعاؤں میں مشغول رہنا کمال ہے ورنہ شدائد و مصائب میں تو سب ہی دعا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اولاد کے حق میں بددعا کرنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح اپنے لئے یا اپنے مال کے لئے بددعا نہ کرنی چاہئے۔

(۱۰) دعا کرنے سے پہلے پھر اپنے دل کا جائزہ لیجئے کہ اس میں سستی غفلت کا کوئی داغ وجہ تو نہیں ہے۔ دعا وہی قبول ہوتی ہے جو دل کی گہرائی سے صدق نیت سے حضور قلب و یقین کمال کے ساتھ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے پکارو!

میں تمہاری پکار قبول کروں گا

بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ بست جلد دوزخ میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔ اس حدیث کا بیان کہ ہر نبی کی ایک دعا ضرور ہی قبول ہوتی ہے۔

باب قوله تعالیٰ ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

إِنَّ إِلَهَيْنِ يُسْتَجِيرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

سَيَذْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذَاخِرِينَ ﴿غافر: ۶۰﴾

وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

اس آیت کو لاکر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ دعا بھی عبادت ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث وارد ہے جسے امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا کہ دعا بھی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ادعونی

استجب لکم دوسری روایت میں یوں ہے کہ دعائی عبادت کا مغز ہے۔ پس اب جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے سے دغا کرے تو وہ مشرک ہو گا کیونکہ اس نے غیر اللہ کی عبادت کی اور یہی شرک ہے۔

۶۳۰۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ)). [طرفہ بی : ۷۴۷۴].

(۶۳۰۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایک دعا حاصل ہوتی ہے (جو قبول کی جاتی ہے) اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔

۶۳۰۵ - قَالَ خَلِيفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا)) أَوْ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتَجِيبَ فَجَعَلَتْ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(۶۳۰۵) اور معتمر نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے کچھ چیزیں مانگیں یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا دی گئی جس چیز کی اس نے دعا مانگی پھر اسے قبول کیا گیا لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔

تَشْرِيحُ قَالَ ابْنُ بَطَالٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بَيَانُ فَضْلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. الْخَ يَعْنِي أَنَّ اس حدیث میں ہمارے نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے جو آپ کو تمام رسولوں پر حاصل ہے کہ آپ نے اس مخصوص دعا کے لئے اپنے نفس پر ساری امت اور اپنے اہل بیت کے لئے ایثار فرمایا۔ نووی نے کہا کہ اس میں آپ کی طرف سے امت پر کمال شفقت کا اظہار ہے اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص توحید پر مرادہ و دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اگرچہ وہ کبائر پر اصرار کرتا ہوا مر جائے۔ (فتح الباری)

باب استغفار کے لئے افضل دعا کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نوح میں فرمایا ”اپنے رب سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے تم ایسا کرو گے تو وہ آسمان کے دہانے کھول دے گا اور مال اور بیٹوں سے تم کو سرفراز کرے گا اور باغ عطا فرمائے گا اور نہریں عنایت کرے گا۔“ اور سورہ آل عمران میں فرمایا ”بہشت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ پاک کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشے اور وہ اپنے برے کاموں پر جان بوجھ کر ہٹ دھرمی نہیں کرتے ہیں۔“

(۶۳۰۶) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید

۲ - باب أَفْضَلِ الْإِسْتِغْفَارِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: «اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا. وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَيِّنٍ وَيَجْعَلَ لَكُمْ جَنَّاتٍ، وَيَجْعَلَ لَكُمْ أَنْهَارًا» [نوح: ۱۰].

«وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ» [آل عمران: ۱۳۵].

۶۳۰۶ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا ان سے بشیر بن کعب عدوی نے کہا کہ مجھ سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہ سید الاستغفار۔ (مغفرۃ انگلے کے سب کلمات کا سردار) یہ ہے کہ یوں کہے، اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

باب دن اور رات نبی کریم ﷺ

کا استغفار کرنا۔

آنحضرت ﷺ کا یہ استغفار اور توبہ کرنا اظہارِ عبودیت کے لئے تھا یا دنیا کی تعلیم کے لئے یا بر طریق تواضع یا اس لئے کہ آپ کی ترقی درجات ہر وقت ہوتی رہتی تو ہر مرتبہ اعلیٰ پر پہنچ کر مرتبہ اولیٰ سے استغفار کرتے۔ ستر بار سے مراد خاص عدد ہے یا بہت ہوتا۔ عربوں کی عادت ہے جب کوئی چیز بہت بار کی جاتی ہے تو اس کو ستر بار کہتے ہیں۔ امام مسلم کی روایت میں سو بار مذکور ہے۔

(۶۳۰۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ۔ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

باب توبہ کا بیان

عبدالوارث، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مَوْقِفًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ، قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِفٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

۳- باب استغفارِ النَّبِيِّ ﷺ فِي

الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

تَشْرِيحُ

۶۳۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

۴- باب التَّوْبَةِ

حضرت قتادہ نے کہا کہ ”توبوا الى الله توبة نصوحاً“ سورہ تحریم میں نصوح سے سچی اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنا مراد ہے۔

(۶۳۰۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشباب نے، ان سے اعمش نے، ان سے عمارہ بن عمیر نے، ان سے حارث بن سويد اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے دو احادیث (بیان کیں) ایک نبی کریم ﷺ سے اور دوسری خود اپنی طرف سے کہا کہ مومن اپنے گناہوں کو ایسا محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے اوپر نہ گر جائے اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری اور اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابوشباب نے ناک پر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس کی کیفیت بتائی پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی پر خطر جگہ پڑاؤ کیا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔ وہ سر رکھ کر سو گیا ہو اور جب بیدار ہوا ہو تو اس کی سواری غائب رہی ہو۔ آخر بھوک و پیاس یا جو کچھ اللہ نے چاہا اسے سخت لگ جائے وہ اپنے دل میں سوچے کہ مجھے اب گھر واپس چلا جانا چاہئے اور جب وہ واپس ہوا اور پھر سو گیا لیکن اس نیند سے جو سراٹھایا تو اس کی سواری وہاں کھانا پینا لئے ہوئے سامنے کھڑی ہے تو خیال کرو اس کو کس قدر خوشی ہو گی۔ ابوشباب کے ساتھ اس حدیث کو ابو عوانہ اور جریر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔ اور شعبہ اور ابو مسلم (عبید اللہ بن سعید) نے اس کو اعمش سے روایت کیا، انہوں نے ابراہیم تحریر سے، انہوں نے حارث بن سويد سے اور ابو معویہ نے یزید سے، اعمش نے بیان کیا، انہوں نے عمارہ سے انہوں نے اسود بن یزید سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم تحریر سے، انہوں نے حارث بن سويد سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

قَالَ قَتَادَةُ: تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا: الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ.

۶۳۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ، يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ)) فَقَالَ: بِهِ هَكَذَا قَالَ أَبُو شَهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَهُ أَفْرُحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مِنْزِلًا وَبِهِ مَهْلِكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ، أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَ: أَرْجِعْ إِلَى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ)).
تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَجَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ وَقَالَ شُعْبَةُ: وَأَبُو مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

۔

(۶۳۰۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ہدیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گیا ہو حالانکہ وہ ایک چٹیل میدان میں گم ہوا تھا۔

معلوم یہ ہوا کہ توبہ کرنے سے رحمت خداوندی کے خزانوں کے دہانے کھل جاتے ہیں توبہ کرنے والے کے سب گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے۔ خواہ اس نے جو اکیل کر برائیاں جمع کی ہوں یا شراب و کباب میں گناہوں کو اکٹھا کیا ہو یا چوری، بے ایمانی، یا ظلم و ستم یا جھوٹ و فریب میں گناہ کھائے ہوں وہ سب توبہ کرنے سے نیکیوں میں بدل جائیں گے اور خدا اس شخص سے خوش ہو جائے گا۔

باب دائیں کروٹ پر لیٹنا

۵- باب الضُّجْعِ عَلَى الشَّقِّ الْأَيْمَنِ

اس باب اور حدیث ذیل کی مناسبت بعض نے یہ بتائی ہے کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ جانا بھی مثل ایک ذکر یا دعا کے ہے جس میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ امام ابن حزم نے اس کو واجب کہا ہے۔ حافظ نے کہا اس باب کو لا کر امام بخاری نے ان دعاؤں کی تمہید کی جو سوتے وقت پڑھی جاتی ہیں اور جن کو آگے چل کر بیان کیا ہے۔

(۶۳۱۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ رات میں (تہجد کی) گیارہ رکعات پڑھتے تھے پھر جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو ہلکی رکعات (سنت فجر) پڑھتے۔ اس کے بعد آپ دائیں پہلو لیٹ جاتے آخر مؤذن آتا اور آنحضرت ﷺ کو اطلاع دیتا۔ تو آپ فجر کی نماز پڑھاتے۔

۶۳۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤَذِّنُهُ. [راجع: ۶۲۶]

رات سے بارہ مہینوں کی راتیں مراد ہیں رمضان کی راتوں میں نماز تراویح بھی تہجد ہی کی نماز ہے پس ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے رمضان میں نماز تراویح بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں پس ترجیح اسی کو حاصل ہے جو لوگ آٹھ رکعات

تراویح کو بدعت کہتے ہیں وہ سخت ترین غلطی میں مبتلا ہیں کہ سنت کو بدعت کہہ رہے ہیں تقلیدی ضد اور تعصب اتنی بڑی بیماری ہے کہ آدمی جس کی وجہ سے بالکل اندھا ہو جاتا ہے الامن ہداہ اللہ۔ فجر کی سنت پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹ جانا ہی سنت نبوی ہے بعض الناس اس سنت کو بھی بنظر تحقیر دیکھتے ہیں۔ اللہ ان کو نیک فہم دے آمین۔

باب وضو کر کے سونے کی فضیلت

(۶۳۱۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے منصور سے سنا، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو سونے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر پھر دائیں کروٹ لیٹ جا اور یہ دعا پڑھ۔ ”اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا۔ اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنے معاملات تیرے حوالے کر دیئے۔ خوف کی وجہ سے اور تیری (رحمت و ثواب کی) امید میں کوئی پناہ گاہ کوئی مخلص تیرے سوا نہیں میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا ہے“ اس کے بعد اگر تم مر گئے تو فطرت (دین اسلام پر مرو گے پس ان کلمات کو (رات کی) سب سے آخری بات بناؤ جنہیں تم اپنی زبان سے ادا کرو (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کی ”وہ رسولک الذی ارسلت“ کہنے میں کیا وجہ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میںیں ونبیک الذی ارسلت کہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ اثر ماورہ ادعیہ و اذکار میں از خود کی و بیشی کرنا درست نہیں ہے ان کو ہو مطابق اصل ہی پڑھنا ضروری ہے۔

باب سوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۶۳۱۲) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے، ان سے ربیع بن حراش نے اور ان سے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کہتے ”تیرے ہی نام کے ساتھ میں مردہ اور زندہ رہتا ہوں اور جب بیدار ہوتے تو کہتے اسی اللہ کے لئے تمام

۶- باب إِذَا بَاتَ طَاهِرًا

۶۳۱۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبِيدَةَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسَلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، وَرَغَبْتُ إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجِيَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مِتُّ مِتُّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْنِي آخِرَ مَا تَقُولُ؟)) فَقُلْتُ: اسْتَذْكِرْهُمْ وَرَسُولَكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ: ((لَا، بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)). [راجع: ۲۴۷]

۷- باب مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

۶۳۱۲- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا قَامَ، قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا

تقریفیں ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا۔ اس کے بعد کہ اس نے موت طاری کر دی تھی اور اسی کی طرف لوٹا ہے۔ قرآن شریف میں جو لفظ نشزہا ہے اس کا بھی یہی ہے کہ ہم اس کو نکال کر اٹھاتے ہیں۔

اسی طرح تمام انسانوں کو ہر دفن جگہوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اٹھائے گا۔

(۶۳۱۳) ہم سے سعید بن ربیع اور محمد بن عرعہ نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا، اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو وصیت کی اور فرمایا کہ جب بستر پر جانے لگو تو یہ دعا پڑھا کرو۔ ”اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا معاملہ تجھے سونپا اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رغبت ہے تیرے خوف کی وجہ سے، تجھ سے تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جنہیں تو نے بھیجا۔“ پھر اگر وہ مرا تو فطرت (اسلام) پر مرے گا۔

مطلی و مطالب کے لحاظ سے یہ دعا بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے طوطے کی رٹ سے کچھ نتیجہ نہ ہو گا۔

باب سوتے میں دایاں ہاتھ دائیں رخسار

کے نیچے رکھنا

(۶۳۱۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے، ان سے ربیع نے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔“ اور جب آپ بیدار ہوتے تو کہتے۔ ”تمام تقریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس

بَعْدَ مَا أَمَاتْنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)۔ تَنْشِيرُهَا: تَخْرِجُهَا.

[أطرافه في: ۶۳۱۴، ۶۳۲۴، ۷۳۹۴].

۶۳۱۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَبِيعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا وَحَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى رَجُلًا فَقَالَ: ((إِذَا أَرَدْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ اسْلُمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَأَلْبَجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنَّ مَتَّ، مَتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ)). [راجع: ۲۴۷]

۸- باب وَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى تَحْتَ

الْخَدِّ الْأَيْمَنِ

۶۳۱۴- حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأُحْيَا)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ

قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [راجع: ۶۳۱۲]

تھی اور تیری ہی طرف جاتا ہے۔“

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خواص صحابہ میں سے ہیں آپ کے راز و رموز کے امین تھے۔ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چالیس دن بعد ۳۵ھ میں مدائن میں فوت ہوئے رضی اللہ وارضاه آمین۔ کہتے ہیں النوم اخو الموت

اور قرآن میں بھی توفی کا لفظ سونے کے لئے آیا ہے فرمایا وهو الذي يتوفاكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم يبعثكم ليقضى الي اجل

مسمى ---- الآية۔

باب دائیں کروٹ پر سونا

(۶۳۱۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے علاء بن مسیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور پھر کہتے اللھم اسلمت نفسی الیک ووجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجات ظہری الیک رغبة ورهبة الیک لا ملجأ ولا منجأ منك الا الیک امت بکتا بک الذی انزلت وبنی بک الذی ارسلت۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر اس رات اگر اس کی وفات ہو گئی تو اس کی وفات فطرت پر ہوگی۔ قرآن مجید میں جو استرہوہم کا لفظ آیا ہے یہ بھی رہبت سے نکلا ہے (رحمت کے معنی ڈر کے ہیں) ملکوت کا معنی ملک یعنی سلطنت جیسے کہتے ہیں کہ رھبوت رحموت سے بہتر ہے یعنی ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔

۹- باب النُّومِ عَلَى الشَّقِّ الْأَيْمَنِ

۶۳۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شَقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلِيهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)). اسْتَرْهَبُوهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ، مَلَكُوتٌ مَثَلُ رَهْبُوتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحْمُوتٍ تَقُولُ: تَرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرْحَمَ.

چونکہ حدیث ہذا میں رھبہ کا لفظ آیا ہے حضرت امام بخاری نے اس کی مناسبت سے لفظ استرہوہم (سورۃ اعراف) کی بھی تفسیر کر دی ان جادو گروں نے جو حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر آئے تھے اپنے جادو سے سانپ بنا کر لوگوں کو ڈرانا چاہا و جاء و اسحر عظیم۔

باب اگر رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا دعا پڑھنی

۱۰- باب الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ

چاہئے

بِاللَّيْلِ

۶۳۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ
كَرِيبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ: بَثُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ غَسَلَ وَجْهَهُ
وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْفَرْتَةَ فَأَطْلَقَ
شَنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءًا بَيْنَ وَضُوءَيْنِ لَمْ
يُخَيَّرْ وَقَدْ أَتْلَعَ فَصَلَّى قُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ
كَرَاهِيَةً أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَرْقُبُهُ فَتَوَضَّأْتُ
فَقَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ
يَأْذُنِي فَأَذَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَتَمَامْتُ صَلَاتَهُ
ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ، فَنَامَ
حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَذَنَهُ بِلَالٌ
بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ يَقُولُ
فِي دُعَائِهِ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا،
وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا،
وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا،
وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا. وَأَمَامِي نُورًا،
وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا)) قَالَ
كَرِيبٌ: وَسَنِعَ فِي النَّائِبَةِ فَلَقِيتُ رَجُلًا
مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِ، فَذَكَرَ
عَصْبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشْرِي
وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

[راجع: ۱۱۷]

(۶۳۱۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے
عبد الرحمن ابن مہدی نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے سلمہ
بن کربیل نے، ان سے کریب نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
نے بیان کیا کہ میں میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے یہاں ایک رات سویا تو
نبی کریم ﷺ اٹھے اور آپ نے اپنی حوائج ضرورت پوری کرنے کے
بعد اپنا چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ اس کے بعد
آپ کھڑے ہو گئے اور مشکیزہ کے پاس گئے اور آپ نے اس کا منہ
کھولا پھر درمیانہ وضو کیا (نہ مبالغہ کے ساتھ نہ معمولی اور ہلکے قسم کا،
تین تین مرتبہ سے) کم دھویا۔ البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا۔ پھر آپ نے
نماز پڑھی۔ میں بھی کھڑا ہوا اور آپ کے پیچھے ہی رہا کیونکہ میں اسے
پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظار کر
رہا تھا۔ میں نے بھی وضو کر لیا تھا۔ آنحضور ﷺ جب کھڑے ہو کر نماز
پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا
کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ (کی اقتداء میں)
تیسرے رکعت نماز مکمل کی۔ اس کے بعد آپ سو گئے اور آپ کی سانس
میں آواز پیدا ہونے لگی۔ آنحضرت ﷺ جب سوتے تھے تو آپ کی
سانس میں آواز پیدا ہونے لگتی تھی۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے آپ
کو نماز کی اطلاع دی چنانچہ آپ نے (نیا وضو) کئے بغیر نماز پڑھی۔
آنحضرت ﷺ اپنی دعائیں یہ کہتے تھے ”اے اللہ! میرے دل میں نور
پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے
دائیں طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر
نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے
پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔ کریب (راوی حدیث) نے بیان
کیا کہ میرے پاس مزید سات لفظ محفوظ ہیں۔ پھر میں نے عباسؓ کے
ایک صاحب زادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے ان کے
متعلق بیان کیا کہ ”میرے ٹھٹھے، میرا گوشت، میرا خون، میرے بال
اور میرا جڑا ان سب میں نور بھر دے“ اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

یہی دعا ہے جو سنت فجر کے بعد لیٹے پر پڑھی جاتی ہے بڑی ہی بابرکت دعا ہے اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ایک کے سینے میں روشنی عنایت فرمائے آمین۔ (اس دعا کا صحیح محل یہ ہے کہ جب آدمی سنت فجر پڑھ لے تو مسجد کو جاتے ہوئے راستے میں یہ دعا پڑھے آج کل چونکہ سنتیں مساجد میں ادا کرنے کا عام رواج بن چکا ہے تو پھر سنتوں کے بعد لیٹ کر جب اٹھ بیٹھے تو پھر اس دعا کو پڑھے۔ لیٹے لیٹے اس دعا کو پڑھنے کے متعلق مجھے کوئی روایت نہیں مل سکی واللہ اعلم بالصواب، عبدالرشید تونسوی)

(۶۳۱۷) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے سلیمان بن ابی مسلم سے سنا، انہوں نے طاؤس سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے۔ ”اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان و زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے، تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، قیامت حق ہے، انبیاء حق ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! تیرے سپرد کیا، تجھ پر بھروسہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری طرف رجوع کیا، دشمنوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا، فیصلہ تیرے سپرد کیا، پس میری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر۔ وہ بھی جو میں نے چھپ کر کی ہیں اور وہ بھی جو کھل کر کی ہیں تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے، صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۶۳۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيَمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّئُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ)). [راجع: ۱۱۲۰]

باب سوتے وقت تکبیر و تسبیح

پڑھنا

(۶۳۱۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے حکم بن عیینہ نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے، ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پیسنے کی تکلیف کی

۱۱- باب التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ

الْمَنَامِ

۶۳۱۸- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

وجہ سے کہ ان کے مبارک ہاتھ کو صدمہ پہنچتا ہے تو نبی کہم ﷺ کی خدمت میں ایک خادم مانگنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ گھر میں موجود نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ہم اس وقت تک اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے میں کھڑا ہونے لگا تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو وہ چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لئے خادم سے بھی بہتر ہو۔ جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر کو، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ کو اور تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ کو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے اور شعبہ سے روایت ہے ان سے خالد نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا کہ سبحان اللہ چونتیس مرتبہ کو۔

مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی شراذی صاحبہ سے پوچھا میں نے سنا ہے کہ تم مجھ سے ملنے کو آئی تھی لیکن میں نہیں تھا کو کیا کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا حضرت اباجان میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس لونڈی و غلام آئے ہیں۔ ایک غلام یا لونڈی ہم کو بھی دے دیجئے کیونکہ آنا پینے یا پانی لانے میں مجھ کو سخت مشقت ہو رہی ہے، اس وقت آپ نے یہ وظیفہ بتلایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا صفہ والے لوگ بھوکے ہیں، ان غلاموں کو بیچ کر ان کے کھلانے کا انتظام کروں گا۔

باب سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا

اور تلاوت قرآن کرنا

(۶۳۱۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹتے تو اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور دونوں ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے۔

شَكَتَ مَا تَلَقَّى فِي يَدَيَا مِنَ الرُّوحِ فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضْجَعَنَا، فَذَهَبْتُ أَقْرُبُ فَقَالَ: ((مَكَانَكَ)) فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بُرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ؟ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا فَكَبَّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَسَبَّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَهَذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ))، وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: النَّسِيخُ أَرْبَعٌ ثَلَاثُونَ. [راجع: ۳۱۱۳]

۱۲- باب التَّعَوُّذِ وَالْفِرَاءَةِ

عِنْدَ الْمَنَامِ

۶۳۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتُ سُلَيْمٍ كَانَتْ إِذَا أَخَذَتْ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

[راجع: ۵۰۱۷]

(۶۳۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان

۶۳۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا

کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا ستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آگئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے ”میرے پالنے والے! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔“ اس کی روایت ابو ضرہ اور اسماعیل بن زکریا نے عبید اللہ کے حوالہ سے کی اور یحییٰ اور بشر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے سعید نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور اس کی روایت امام مالک اور ابن عجلان نے کی ہے۔ ان سے سعید نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس طرح روایت کی ہے۔

باب آدمی رات کے بعد صبح صادق کے پہلے دعا کرنے کی فضیلت

یہ بڑی فضیلت کا وقت ہے اور بندہ مومن کی دعا جو خالص نیت سے اس وقت کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تمام صلحاء اور اولیاء اللہ نے اس وقت کو دعا اور مناجات کے لئے اختیار کیا ہے اور ہر ایک دلی نے کچھ نہ کچھ قیام شب ضرور کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے تو اس پر ساری عمر مواظبت کی ہے جملہ الہامیہ کو لازم ہے کہ اس وقت ضرور قیام کریں اور تھوڑی بہت جو بھی ہو سکے عبادت بجالائیں اس کا استغفار بھی بڑی تاثیر رکھتا ہے یہ قبولیت عام خاص وقت ہوتی ہے۔

۶۳۲۱- حدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَسْتَوِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا

رُهِيزٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيُّ، عَنْ أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ، رَبِّي وَضَعْتُ جَنَبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَرْحَمَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ)). تَابَعَهُ أَبُو ضَمْرَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَ قَالَ يَحْيَى: وَبَشَرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفہ فی: ۷۳۹۳].

۱۴- باب الدعاء

نِصْفَ اللَّيْلِ

یہ بڑی فضیلت کا وقت ہے اور بندہ مومن کی دعا جو خالص نیت سے اس وقت کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تمام صلحاء اور اولیاء اللہ نے اس وقت کو دعا اور مناجات کے لئے اختیار کیا ہے اور ہر ایک دلی نے کچھ نہ کچھ قیام شب ضرور کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے تو اس پر ساری عمر مواظبت کی ہے جملہ الہامیہ کو لازم ہے کہ اس وقت ضرور قیام کریں اور تھوڑی بہت جو بھی ہو سکے عبادت بجالائیں اس کا استغفار بھی بڑی تاثیر رکھتا ہے یہ قبولیت عام خاص وقت ہوتی ہے۔

حِينَ يَنْفَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، يَقُولُ: مَنْ
يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ
مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ)).

کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں
اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی
بخشش کروں۔

[راجع: ۱۱۴۵]

تشیخ حدیث باب میں اللہ پاک رب العالمین کے آخر تہائی حصہ رات میں آسمان دنیا پر نزول کا ذکر ہے یعنی خود پروردگار اپنی
ذات سے نزول فرماتا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں خود ذات کی صراحت موجود ہے اب بعض لوگوں کی یہ تاویل کہ اس
کی رحمت اترتی ہے یا فرشتے اترتے ہیں یہ محض تاویل فاسد ہے۔ اور امام شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد
رشید حضرت علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس عقیدہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی مستقل کتاب النزول ہے اس میں آپ
نے مخالفین کے تمام اعتراضات اور شبہات کا جواب مفصل دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نزول بھی پروردگار کی ایک صفت ہے جس کو ہم
اور صفات کی طرح اپنے ظاہری معنی پر محمول رکھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور یہ نزول اس کا مخلوقات کی طرح نہیں
ہے اور یہ امر اس کے لئے قطعاً محال نہیں ہے کہ وہ بیک وقت عرش پر بھی ہو اور آسمان دنیا پر نزول بھی فرمائے ان اللہ علی کل شئی
قدیر۔ ایسے استحالات پیش کرنے والوں کی نگاہیں کمزور ہیں۔ ترجمہ باب میں نصف لیل کا ذکر تھا اور حدیث میں آخری ثلث لیل مذکور
ہے۔ اس کا جواب حافظ صاحب نے یوں دیا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی
طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو دارقطنی نے نکالا اس میں ثلث لیل مذکور ہے اور ابن بطلان نے کہا حضرت امام بخاری نے قرآن کی آیت
کو لیا جس میں نصف کا لفظ ہے یعنی قم اللیل الاقلیلا نصف اور اس کی متابعت سے باب میں نصف الایۃ کا لفظ ذکر کیا۔

۱۵- باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ
۶۳۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرَةَ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ:
(اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ
وَالْخَبَائِثِ)). [راجع: ۱۴۲]

باب بیت الخلاء جانے کے لئے کون سی دعا پڑھنی چاہئے
۶۳۲۲) ہم سے محمد بن عزرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان
سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ
جب بیت الخلاء جاتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث
والخبائث۔ ”اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیثوں کی برائی سے
تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

تشیخ مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کے اندر گھسنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے پاخانہ کے اندر ذکر الہی جائز نہیں ہے۔ خبث اور خبائث
کے الفاظ ہر گندے خیال اور گندی حرکتوں اور گندے جنوں، بھوتوں، بھوتیوں کو شامل ہیں۔ استاد السند حضرت شاہ ولی اللہ
محرث دہلوی فرماتے ہیں۔ قوله صلى الله عليه وسلم ان الحشوش محتضرة فاذا اتى احدكم الخلاء ليقبل اعوذ بالله من الخبث والخبائث
واذا اخرج من الخلاء قال غفرانك اقول يستحب ان يقول عند الدخول اللهم انى اعوذ بك الخ لان الحشوش محتضرة يحضرها
الشياطين لانهم يحبون النجاسة محتضرة كما ان يحضرها الجن والشياطين يرحمهم بنى آدم بالاذنى والفساد (حجة الله) خلاصہ یہ کہ
بیت الخلاء میں جنات حاضر ہوتے ہیں جو انسانوں کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں اس لیے ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب قرار دیا گیا۔

۱۶- باب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ
باب صبح کے وقت کیا دعا پڑھے

(۶۳۲۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے بشیر بن کعب نے اور ان سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے عمدہ استغفار یہ ہے۔ ”اے اللہ! تو میرا پالنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر قائم ہوں اور تیرے وعدہ پر۔ جہاں تک مجھ سے ممکن ہے۔ تیری نعمت کا طالب ہو کر تیری پناہ میں آتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، پس تو میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا گناہ اور کوئی نہیں معاف کرتا۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے برے کاموں سے۔ اگر کسی نے رات ہوتے ہی یہ کہہ لیا اور اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ یا (فرمایا کہ) وہ اہل جنت میں ہو گا اور اگر یہ دعا صبح کے وقت پڑھی اور اسی دن اس کی وفات ہو گئی تو بھی ایسا ہی ہو گا۔

(۶۳۲۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے ربیع بن حراش نے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے ”تیرے نام کے ساتھ اے اللہ! میں مرتا اور تیرے ہی نام سے جیتا ہوں“ اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو لوٹا ہے۔“

(۶۳۲۵) ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے منصور بن معمر نے، ان سے ربیع بن حراش نے، ان سے خرشہ بن الحر، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ رات میں اپنی خواب گاہ پر جاتے تو کہتے ”اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوتا ہوں“ اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو

۶۳۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الْأَسْتَغْفَارِ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَنْطَعْتُ، أُبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ وَأُبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاعْفُ عَنِّي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِينَ يُنْسَى فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ)).

[راجع: ۶۳۰۶]

۶۳۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ: ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا))، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [راجع: ۶۳۱۲]

۶۳۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ خَرِشَةَ بْنِ الْحَرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مُضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا))، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)).

[طرفہ فی : ۳۷۹۵]

جانا ہے۔

۱۷- باب الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ

۶۳۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: عَلَّمَنِي دُعَاءَ أَذْغَرِ بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: ((قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)). وَقَالَ عَمْرُو: عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۸۳۴]

باب نماز میں کون سی دعا پڑھے؟
(۶۳۲۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا، ان سے ابوالخیر مرثد بن عبد اللہ نے، ان سے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا کر ”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کرتا پس میری مغفرت کر، ایسی مغفرت جو تیرے پاس سے ہو اور مجھ پر رحم کر بلاشبہ تو بڑا مغفرت کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔“ اور عمرو بن حارث نے بھی اس حدیث کو یزید سے، انہوں نے ابوالخیر سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آخر تک۔

حضرت عمرو بن حارث کی روایت کو خود حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کتاب التوحید میں وصل کیا ہے قال ابطرس فی حدیث شیخ ابی بکر دلالة علی رد قوله من زعم انه لا يستحق اسم الايمان الامن لا خطيئة له الاذن لان الصديق من اكبر اهل الايمان وقد علمه النبي صلى الله عليه وسلم يقول اني ظلمت نفسي ظلمًا كثيرًا الخ وقال الكرمانی هذا الدعاء من الجوامع لان فيه الاعتراف بغاية التقصير وطلب غاية الانعام فالمغفرة ستر الذنوب ونحوها والرحمة ابصال الخيرات ففي الاول طلب الزحوة عن النار وفي الثاني طلب ادخال الجنة وهذا هو الفوز العظيم. (فتح الباری) یعنی حضرت ابوبکر والی حدیث میں اس شخص کے قول کی تردید ہے جو کہتا ہے کہ لفظ ایمان دار اسی پر بولا جا سکتا ہے مطلقاً گناہوں سے پاک و صاف ہو حالانکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون مومن ہو گا اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے ان کو یہ دعا سکھائی جو یہاں مذکور ہے جس میں اپنے نفس پر مظالم یعنی گناہوں کا ذکر ہے۔ کہانی نے کہا کہ اس دعا میں غایت تقصیر کے اعتراف کی تعلیم ہے اور غایت انعام کی طلب ہے کیونکہ مغفرت گناہوں کا چھپانا ہے اور رحمت سے مراد نیکیوں کا ایصال ہے پس اول میں دوزخ سے بچنا اور دوسری میں جنت میں داخلہ اور یہی ایک بڑی مراد ہے۔ اللہ ہر مسلمان کی یہ مراد پوری کرے۔ آمین۔

(۶۳۲۷) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن سعیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ”ولا تجهر بصلواتک ولا تخافت بها“ دعا کے بارے میں نازل ہوئی (کہ نہ بہت زور زور سے

۶۳۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سَعِيرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ «وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا أَنْزَلَتْ فِي الدُّعَاءِ.

[راجع: ۴۷۲۳]

اور نہ بالکل آہستہ آہستہ) بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرو۔

شیخ لفظ آمین بھی دعا ہے اسے سورۃ فاتحہ کے ختم پر جبری نمازوں میں بلند آواز سے کہنا سنت نبوی ہے جس پر تینوں اماموں کا عمل ہے یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔ مگر حنفیہ اس سے محروم ہیں ولا تعالفت بہا پر ان کو غور کر کے درمیان راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

(۶۳۲۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نماز میں یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک دن فرمایا کہ اللہ خود سلام ہے اس لئے جب تم نماز میں بیٹھو تو یہ پڑھا کرو۔ ”التحیات للہ“ ارشاد ”الصالحین“ تک اس لئے کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان و زمین میں موجود اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر صالح بندہ کو پہنچے گا۔ ”اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد اعبده و رسولہ۔ اس کے بعد ثنائیں اختیار ہے جو دعا چاہو پڑھو۔

۶۳۲۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ السَّلَامَ عَلَى فَلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ - إِلَى قَوْلِهِ - الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلُّ عَبْدٍ لِلَّهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الشَّاءِ مَا شَاءَ)).

[راجع: ۸۳۱]

باب نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان

۱۸- باب الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

شیخ حافظ نے کہا کہ یہ باب لا کر حضرت امام بخاری نے اس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے کہ نماز کے بعد دعا کرنا مشروع نہیں ہے اور دلیل دیتے ہیں مسلم کی حدیث سے کہ آنحضرت ﷺ نماز کی اس جگہ نہ ٹھہرتے مگر اتنا کہ اللھم انت السلام و منك السلام تبارک یا ذا الجلال والاکرام کہنے کے موافق یعنی یہ کہہ کر اٹھ جاتے حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ تھا کہ قبلہ رو ہو کر نماز کی سی حالت پر آپ اتنی ہی دیر ٹھہرتے لیکن صحابہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنے کی نفی اس سے نہیں نکلتی۔ شیخ ابن قیم نے کہا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ ہی کی طرف منہ کئے ہوئے دعا کرنا کسی صحیح یا حسن حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ آنحضرت ﷺ سے یہ منقول ہے نہ خلفائے راشدین سے۔ حافظ نے کہا ابن قیم کا یہ قول صحیح نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد یہ پڑھتے رہو۔ اللھم اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک تک۔ اور احمد اور ترمذی نے نکالا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ دعا کیا کرتے ”اللھم انی اعوذ بک من الکفر و الفقر و عذاب القبر اور سعد اور زید بن ارقم سے بھی اس باب میں روایتیں ہیں اور ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ دعا زیادہ مقبول ہے جو رات کو اور فرض نماز کے بعد ہو اور طبری نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ فرض نماز کے بعد دعا افضل ہے اس دعا سے جو نفل نماز کے بعد ہو اتنی جتنی فرض نماز نفل نماز سے افضل ہے۔ میں وحید الزماں کہتا ہوں کہ امام ابن قیم کا کلام صحیح ہے اور حافظ صاحب کا اعتراض ساقط ہے۔ اس وجہ سے کہ ان احادیث سے

فرض نماز کے بعد دعا کرنے کا جواز نکلتا ہے اور وہ ممکن ہے کہ تشدد کے بعد ہو یا قبلہ کی طرف منہ پھیر کر دوسری طرف منہ کرے اور امام ابن قیم نے جس کی نفی کی ہے وہ یہ ہے کہ قبلہ ہی کی طرف منہ کئے رہے اور دعا کرتا رہے جیسے ہمارے زمانے کے لوگوں نے عموماً یہ عادت کر لی ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد نماز ہی کی طرح بیٹھے بیٹھے اور قبلہ رخ کئے لمبی لمبی دعائیں کرتے رہتے ہیں اس کی اصل حدیث شریف ہے بالکل نہیں ہے اور تعجب تو ان جاہلوں پر ہوتا ہے جو ایسا کرنا لازم اور ضروری جانتے ہیں اور نہ کرنے والوں کو مطعون کرتے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے آمین۔ قال ابن بطلان فی هذه الاحادیث الترغیب علی الذکر ادبار الصلوات وان ذالک یوازى اتفاق المال فی سبیل اللہ کمال ہو ظاہر من جملة تدرکون به وسئل الامام الاوزاعی هل الصلوة افضل ام تلاوة القرآن فقال لیس شیء یعدل القرآن ولكن کان هدی السلف الذکر و فیها ان الذکر المذكور یلی الصلوة المکتوبة ولا یؤخر الی ان یصلی الراتبة لما تقدم والله اعلم (فتح الباری) ابن بطلان نے کہا کہ ان احادیث میں ہر نماز کے بعد ذکر اللہ کی ترغیب ہے اور یہ راہ اللہ مال خرچ کرنے کے برابر ہے جیسا کہ جملہ تدرکون بہ الخ سے ظاہر ہے اور امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ نماز کے بعد ذکر اذکار بہتر ہے یا تلاوت قرآن شریف؟ بولے تلاوت قرآن سے بہتر تو کوئی عمل ہے ہی نہیں مگر سلف کا طریقہ بعد نماز ذکر اذکار ہی کا تھا اور جو ذکر اذکار فرض نمازوں کے بعد ہی ہے نفل اور سنتوں کے بعد نہیں جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہوا ہے۔

(۶۳۲۹) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو زید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم کو ورقاء نے خبر دی، انہیں سہمی نے، انہیں ابو صالح ذکوان نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! مالدار لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت کی نعمتوں کو حاصل کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی جہاد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ اپنا زائد مال بھی (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے تم اپنے آگے کے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ اور اپنے پیچھے آنے والوں سے آگے نکل جاؤ اور کوئی شخص اتنا ثواب نہ حاصل کر سکے جتنا تم نے کیا ہو، سوا اس صورت کے جب کہ وہ بھی وہی عمل کرے جو تم کرو گے (اور وہ عمل یہ ہے) کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو، دس مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اس کی روایت عبید اللہ بن عمر نے سہمی اور رجاء بن حیوہ سے کی اور اس کی روایت جریر نے عبد العزیز بن رفیع سے کی، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت

۶۳۲۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ سَهْمِيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالذَّرَجَاتِ وَالنَّعِيمِ وَالْمَقِيمِ، قَالَ: ((كَيْفَ ذَلِكَ؟)) قَالَ: صَلُّوا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهِدُوا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوا مِنْ فُضُولِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ: ((أَفَلَا أَخْبَرُكُمْ بِأَمْرٍ تَذَرُكُونَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِي أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ إِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ، تُسَبِّحُونَ فِي ذِكْرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا)). تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ سَهْمِيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ سَهْمِيٍّ وَرَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۸۴۳]

۶۳۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيْبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا سَلَّمَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُغْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُسَيْبَ. [راجع: ۸۴۴]

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے۔ اور اس کی روایت سہیل نے اپنے والد سے کی، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔ (۶۳۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے مسیب بن رافع نے، ان سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولا وراڈ نے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کے لئے ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو نے دیا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو نے روک دیا اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار اور نصیبہ دار (کو تیری بارگاہ میں) اس کا مال نفع نہیں پہنچا سکتا۔ اور شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا۔

تَشْرِیح حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ قریشی اموی ہیں ان کی ماں ہندہ بنت عتبہ ہے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو شام کا گورنر بنا دیا تھا خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں بھی یہ شام کے حاکم رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ شام کے مستقل حاکم بن گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ۳۱ھ میں امر خلافت ان کے سپرد کر دیا۔ یہ شام کے چالیس سال تک حاکم رہے۔ ۸۰ برس کی عمر میں بعارضہ لقوہ ماہ رجب میں وفات پائی۔ بڑے ہی دانش مند سیاست دان۔ مرد آہنی تھے۔ ان کے دور حکومت میں اسلام کو دور دراز تک پھیلنے کے بہت سے مواقع ملے۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ توبہ میں فرمانا

۱۹- باب

”اور ان کے لئے دعا کیجئے۔“ اور جس نے اپنے آپ کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے لئے دعا کی اس کی فضیلت کا بیان۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! عبید ابوعامر کی مغفرت کر۔ اے اللہ! حضرت عبد اللہ بن قیس کے گناہ معاف کر

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ [التوبة: ۱۰۳] وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالْدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ. وَقَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي عَامِرٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ)).

تَشْرِیح اللهم اغفر لعبید ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو غزوہ اوٹاس میں مذکور ہو چکی ہے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر اس شخص کا رد کیا ہے جس نے اس کو مکروہ جانا ہے یعنی آدمی دوسرے کے لئے دعا کرے، اپنے تئیں چھوڑ دے۔

(۶۳۳۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے مسلم کے مولیٰ یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر گئے (راستہ میں) مسلمانوں میں سے کسی شخص نے کہا عامر! اپنی حدی سنو۔ وہ حدی پڑھنے لگے اور کہنے لگے۔ ”خدا کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے“ اس کے علاوہ دوسرے اشعار بھی انہوں نے پڑھے مجھے وہ یاد نہیں ہیں۔ (اوٹ حدی سن کر تیز چلنے لگے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سوار یوں کو کون ہکا رہا ہے، لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش ابھی آپ ان سے ہمیں اور فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر جب صف بندی ہوئی تو مسلمانوں نے کافروں سے جنگ کی اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی جو خود ان کے پاؤں پر لگ گئی اور ان کی موت ہو گئی۔ شام ہوئی تو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلائی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا یہ آگ کیسی ہے، اسے کیوں جلایا گیا ہے؟ صحابہ نے کہا کہ پالتو گدھوں (کا گوشت پکانے) کے لئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کچھ ہانڈیوں میں گوشت ہے اسے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اجازت ہو تو ایسا کیوں نہ کر لیں کہ ہانڈیوں میں جو کچھ ہے اسے پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا یہی کر لو۔

[راجع: ۲۴۷۷]

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے لئے آنحضرت ﷺ نے لفظ رحمہ اللہ کہہ کر دعا فرمائی ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دعا سے سمجھ گئے کہ حضرت عامر بن اکوع کی شہادت یقینی ہے۔ اسی لئے انہوں نے لفظ مذکورہ زبان سے نکالے آخر خود ان ہی کی تلوار سے ان کی شہادت ہو گئی وہ یقیناً شہید ہو گئے۔ یہ حدیث مفصل پہلے بھی گزر چکی ہے لوگوں نے خود کشی کا غلط گمان کیا تھا بعد میں آنحضرت ﷺ نے اس گمان کی تہلیل فرما کر حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اظہار فرمایا۔ راوی حدیث حضرت سلمہ بن اکوع کی کنیت ابو مسلم ہے اور شجرہ کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ بہت بڑے دلاور و بہادر تھے۔ مدینہ میں ۷۷ھ میں بعمر اسی سال فوت ہوئے۔

۶۳۳۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا

۶۳۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلْمَةَ، حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ الْأَكُوْعِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْنَا مِنْ هُنْهَاتِكَ لَفَتَرَلْ يَخْدُو بِهِمْ يَذْكُرُ (تَاللَّهِ لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا) وَذَكَرَ شَيْعَرًا، غَيْرَ هَذَا وَلَكِنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكُوْعِ قَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ)) وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ لَا مَتَعْنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَ الْقَوْمُ قَاتَلُوهُمْ فَاصِيبَ عَامِرٍ بِقَائِمَةٍ سَيْفٍ نَفْسِهِ فَمَاتَ، فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوا نَارًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا هَذِهِ النَّارُ عَلَى أَيْ شَيْءٍ تُوقَدُونَ؟)) قَالُوا: عَلَى حُمُرٍ إِنْسِيَةٍ فَقَالَ: ((أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَكَسِّرُوهَا)). قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَهْرِقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)).

سَلْمَةُ

بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، کہا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اگر کوئی شخص صدقہ لاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اے اللہ! فلاں کی آل اولاد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ میرے والد صدقہ لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! ابی اوفیٰ کی آل اولاد پر رحمتیں نازل فرما۔

(۶۳۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس نے کہ میں نے جریر بن عبد اللہ بجلی سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا مرد مجاہد ہے جو مجھ کو ذی الخلقہ بت سے آرام پہنچائے وہ ایک بت تھا جس کو جاہلیت میں لوگ پوجا کرتے تھے اور اس کو کعبہ کہا کرتے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں لیکن میں گھوڑے پر ٹھیک جم کر بیٹھ نہیں سکتا ہوں آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرما اور اس کو ہدایت کرنے والا اور نور ہدایت پانے والا بنا۔ جریر نے کہا کہ پھر میں اپنی قوم احمس کے پچاس آدمی لے کر نکلا اور ابی سفیان نے یوں نقل کیا کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر نکلا اور میں وہاں گیا اور اسے جلا دیا پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں آپ کے پاس نہیں آیا جب تک میں نے اسے جلے ہوئے خارش زدہ اونٹ کی طرح سیاہ نہ کر دیا۔ پس آپ نے قبیلہ احمس اور اس کے گھوڑوں کے لئے دعا فرمائی۔

(۶۳۳۴) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ انس آپ کا خادم ہے اس کے حق میں دعا فرمائیے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے، اس میں

شعبۃ، عن عمرو، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا آتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ : ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فَلَانٍ)) فَأَتَاهُ أَبِي فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)).

[راجع: ۱۴۹۷]

۶۳۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ : سَمِعْتُ جَرِيرًا قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَلَا تُرِيدُنِي مِنَ ذِي الْخَلْقَةِ؟)) وَهُوَ نَصَبٌ كَانُوا يَعْبُدُونَهُ يُسَمَّى : الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَلِّ لِي صَدْرِي وَقَالَ : ((اللَّهُمَّ بَنِّهْ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) قَالَ : فَخَرَجْتُ فِي خَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي وَرَبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ : فَأَنْطَلَقْتُ فِي غَضَبَةٍ مِنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَخْرَقْتُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ : وَاللَّهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرْتَحِمَهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَخْرَبِ فِدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا. [راجع: ۳۰۲۰]

۶۳۳۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَبِيعٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَلِيمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسُ خَادِمُكَ قَالَ ((اللَّهُمَّ اكْخِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)).

اسے برکت عطا فرمائیو۔

[راجع: ۱۹۸۲]

(۶۳۳۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک صحابی کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلادیں جو میں فلاں فلاں سورتوں سے بھول گیا تھا۔

۶۳۳۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلًّا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً اسْقَطْتُهَا فِي سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا))

[راجع: ۲۶۵۵]

(۶۳۳۶) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، کہا مجھ کو سلیمان بن مهران نے خبر دی، انہیں ابو داؤد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے کوئی چیز تقسیم فرمائی تو ایک شخص بولا کہ یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضا مقصود نہیں ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ اس پر غصہ ہوئے اور میں نے خفگی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھے اور آپ نے فرمایا کہ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی۔ لیکن انہوں نے صبر کیا۔

۶۳۳۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسَمًا فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ لِقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَهُ اللَّهُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: ((يُوحِمُ اللَّهُ مُوسَى لَقَدْ أَوْذَى بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبْرَ)). [راجع: ۳۱۵۰]

میں بھی ایسے بے جا الزامات پر مبرکوں گا۔ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اعتراض بھی بالکل باطل تھا۔ آنحضرت ﷺ مصالح ملی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور مستحقین و غیر مستحقین کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ کی تقسیم پر اعتراض کرنا کسی مومن مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس شخص کے جس کا دل نور ایمان سے محروم ہو۔ جملہ احکام اسلام کے لئے یہی قانون ہے۔

باب دعائیں سب سے یعنی قافیہ لگانا

مکروہ ہے

۲۰- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي

الدُّعَاءِ

(قال الأزهري هو الكلام المقفلي من غير مراعاة وزن) ازہری نے کہا کہ کلام مقفلی وہ ہے جس میں محض قافیہ بندی ہو وزن کی رعایت مد نظر نہ ہو۔

(۶۳۳۷) ہم سے یحییٰ بن محمد بن سکن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حبان بن ہلال ابو حسیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہارون مقری نے بیان کیا، کہا ہم سے زبیر بن خریٹ نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور

۶۳۳۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ السَّكَنِ، حَدَّثَنَا حَبَابُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَسِيبٍ، حَدَّثَنَا هَارُونُ الْمُقَرِّي، حَدَّثَنَا

ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگوں کو وعظ ہفتہ میں صرف ایک دن جمعہ کو کیا کر، اگر تم اس پر تیار نہ ہو تو دو مرتبہ اگر تم زیادہ ہی کرنا چاہتے ہو تو بس تین دن اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتانہ دینا ایسا نہ ہو کہ تم کچھ لوگوں کے پاس پہنچو، وہ اپنی باتوں میں مصروف ہوں اور تم پہنچتے ہی ان سے اپنی بات (بشکل وعظ) بیان کرنے لگو اور ان کی آپس کی گفتگو کو کاٹ دو کہ اس طرح وہ اکتا جائیں، بلکہ (ایسے مقام پر) تمہیں خاموش رہنا چاہئے۔ جب وہ تم سے کہیں تو پھر تم انہیں اپنی باتیں سناؤ۔ اس طرح کہ وہ بھی اس تقریر کے خواہش مند ہوں اور دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرتے رہنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے تھے۔

یعنی ہمیشہ اس سے پرہیز کرتے تھے۔ صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ سیدھی سادی دعا کیا کرتے بلا تکلف اور مختصر۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دعا اور طہارت میں مبالغہ کریں گے حد سے بڑھ جائیں گے، مومن کو چاہئے کہ سنت کی پیروی کرے اور مقفیٰ اور مسجع دعاؤں سے جو پچھلے لوگوں نے نکالی ہیں پرہیز رکھے۔ جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے بہ سند صحیح منقول ہیں وہ دنیا اور آخرت کے تمام مقاصد کے لئے کافی ہیں اب جو بعضی دعائیں ماثور مسجع ہیں جیسے اللھم منزل الكتاب مجرى السحاب هازم الاحزاب يا صدق الله وعده واعز جنده و نصر عبده وهزم الاحزاب وحده يا اعوذ بك من عين لا تدفع و من نفس لا تشبع و من قلب لا يخشع وہ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ یہ بلا قصد آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں اگر بلا قصد جمع ہو جائے تو قباحت نہیں ہے۔ عمدہ بطور تکلف ایسا کرنا منع ہے کیونکہ اس میں ریا نمود بھی ممکن ہے جو شرک خفی ہے الا ماشاء اللہ۔

۲۱- باب لِيَعْزِمَ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا

باب اللہ پاک سے اپنا مقصد قطعی طور سے مانگے اس لئے

کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے

(۶۳۳۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالعزیز بن صہیب نے خبر دی، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرنے تو اللہ سے قطعی طور پر مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

(۶۳۳۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک

الزُّبَيْرُ بْنُ الْحَرَيْثِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : حَدَّثَ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ آيَتْ فَمَرَّتَيْنِ، فَإِنْ أَكْثَرَتْ فَلثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا تُمِلُّ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلَا أَلْفَيْكَ تَأْتِي الْقَوْمَ، وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ، فَتَقْصُ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَمِلُّهُمْ، وَلَكِنْ أَنْصَبْتَ لِإِذَا أَمْرُكَ فَحَدَّثْتَهُمْ وَهُمْ يَشْتَهَوْنَهُ فَاَنْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهَدْتُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ يَعْنِي لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ لِاجْتِنَابِ.

یعنی ہمیشہ اس سے پرہیز کرتے تھے۔ صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ سیدھی سادی دعا کیا کرتے بلا تکلف اور مختصر۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دعا اور طہارت میں مبالغہ کریں گے حد سے بڑھ جائیں گے، مومن کو چاہئے کہ سنت کی پیروی کرے اور مقفیٰ اور مسجع دعاؤں سے جو پچھلے لوگوں نے نکالی ہیں پرہیز رکھے۔ جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے بہ سند صحیح منقول ہیں وہ دنیا اور آخرت کے تمام مقاصد کے لئے کافی ہیں اب جو بعضی دعائیں ماثور مسجع ہیں جیسے اللھم منزل الكتاب مجرى السحاب هازم الاحزاب يا صدق الله وعده واعز جنده و نصر عبده وهزم الاحزاب وحده يا اعوذ بك من عين لا تدفع و من نفس لا تشبع و من قلب لا يخشع وہ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ یہ بلا قصد آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں اگر بلا قصد جمع ہو جائے تو قباحت نہیں ہے۔ عمدہ بطور تکلف ایسا کرنا منع ہے کیونکہ اس میں ریا نمود بھی ممکن ہے جو شرک خفی ہے الا ماشاء اللہ۔

۲۱- باب لِيَعْزِمَ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا

باب اللہ پاک سے اپنا مقصد قطعی طور سے مانگے اس لئے

کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے

(۶۳۳۸) - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ: اللَّهُمَّ إِنِّ شِئْتُ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرَهَ لَهُ)). [طرفہ فی: ۷۴۷۷].

۶۳۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ،

نے، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ ”یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے۔ میری مغفرت کر دے“ بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْجَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنَّ شَيْئًا، لَيَعِزُّ الْمَسْأَلَةُ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)).

[طرفہ فی: ۷۴۷۷].

باب جب تک بندہ جلد بازی نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے

۲۲- باب يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

(۶۳۴۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبد الرحمن بن اذہر کے غلام ابو عبید نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

۶۳۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)).

تشریح قبولیت دعا کے لئے جلد بازی کرنا صحیح نہیں ہے۔ دعا اگر خلوص قلب کے ساتھ ہے اور شرائط و آداب دعا کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تو وہ جلد یا بدیر ضرور قبول ہوگی۔ بظاہر قبول نہ بھی ہو تو وہ ذخیرہ آخرت بنے گی حدیث يستجاب لاحدكم ما لم يعجل کا یہی مطلب ہے کہ دعا میں مشغول رہو تھک ہار کر دعا کا سلسلہ نہ کاٹ دو ناامیدی کو پاس نہ آنے دو اور دعا برابر کرتے رہو۔ اتم الحروف کی زندگی میں ایسے بہت سے مواقع آئے کہ ہر طرف سے ناامیدیوں نے گھیر لیا مگر دعا کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ آخر اللہ پاک کی رحمت نے دست گیری فرمائی اور دعا قبول ہوئی ایک آخری دعا اور ہے اور امید قوی ہے کہ وہ بھی ضرور قبول ہوگی یہ دعا تکمیل بخاری شریف اور خدمت مسلم شریف کے لئے ہے۔ حدیث کے باب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ناامیدی کا کلمہ منہ سے نہ نکالے اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے جب تک گناہ یا ناپلہ توڑنے کی دعا نہ کرے، دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس لئے آدمی کو لازم ہے کہ دعا سے کبھی اکتائے نہیں اگر بالفرض جو مطلب چاہتا تھا وہ پورا نہ ہوا تو یہ کیا کم ہے کہ دعا کا ثواب ملا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مومن کی دعا ضائع نہیں جاتی یا تو دنیا ہی میں قبول ہوتی ہے یا آخرت میں اس کا ثواب ملے گا اور دعا کے قبول ہونے میں دیر ہو تو جلدی نہ کرے ناامید نہ ہو جائے۔ بعض پیغمبروں کی دعا چالیس چالیس برس بعد قبول ہوئی ہے۔ ہر بات کا ایک وقت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے وہ وقت آنا چاہئے کل امر مرہون باوقاتھا مثل مشور ہے۔ اصل یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے لئے بڑی ضرورت اس چیز کی ہے کہ آدمی کا کھانا پینا پہننا رہنا سہنا سب حلال سے ہو حرام اور مشتبہ کلمات سے بچا رہے اس کے ساتھ باطہارت ہو کر رو۔ قبلہ خلوص دل سے دعا کرے اور اول اور آخرت اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کرے۔ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجے۔ (متفق علیہ) ان شرائط کے ساتھ جو دعا ہوگی وہ زود یا بدیر ضرور قبول کی جائے گی۔ نہ ہو اس سے مایوس امیدوار۔

باب دعائیں ہاتھوں کا اٹھانا

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اپنے ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں۔“

(۶۳۴۱) حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا اور عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید اور شریک بن ابی نمر نے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

حضرت خالد نے ایک غزوہ میں بنو خزیمہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا۔ حالانکہ وہ صبا صبا کہہ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ مگر حضرت خالد نہ سمجھ سکے اور ان کو قتل کر دیا جس پر رسول کریم ﷺ نے سخت خفگی کا اظہار فرمایا اور اللہ کے ساتھ اس سے بیزاری ظاہر فرمائی جو یہاں مذکور ہے۔

باب قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر دعا کرنا

(۶۳۴۲) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرما دیجئے کہ ہمارے لئے بارش برسائے (آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی) اور آسمان پر بادل چھا گیا اور بارش برسنے لگی، یہ حال ہو گیا کہ ہمارے لئے گھر تک پہنچنا مشکل تھا۔ یہ بارش اگلے جمعہ تک ہوتی رہی پھر وہی صحابی یا کوئی دوسرے صحابی اس دوسرے جمعہ کو کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ سے دعا فرمائیے کہ اب بارش بند کر دے، ہم تو ڈوب گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے چاروں طرف کی بستیوں کو سیراب کر اور ہم پر بارش بند کر دے۔ چنانچہ بادل ٹکڑے ہو کر مدینہ کے چاروں طرف بستیوں میں چلا گیا اور مدینہ والوں پر بارش رک گئی۔

۲۳- باب رَفَعَ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، دَعَا النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَأَيْتُ بَيَاضَ بِنَظِيرِهِ ﷺ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)).

۶۳۴۱- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَشَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمْرٍ، أَنَّ هَؤُلَاءِ رَأَوْا النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ بِنَظِيرِهِ ﷺ. [راجع: ۱۰۳۱]

تَشْرِيحُ حضرت خالد نے ایک غزوہ میں بنو خزیمہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا۔ حالانکہ وہ صبا صبا کہہ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ مگر حضرت خالد نہ سمجھ سکے اور ان کو قتل کر دیا جس پر رسول کریم ﷺ نے سخت خفگی کا اظہار فرمایا اور اللہ کے ساتھ اس سے بیزاری ظاہر فرمائی جو یہاں مذکور ہے۔

۲۴- باب الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

۶۳۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْغِ اللَّهُ أَنْ يَسْقِيَنَا؟ فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمَطَرْنَا حَتَّى مَا كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ نَزَلْ نُمَطِّرْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ، فَقَالَ: اذْغِ اللَّهُ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرَقْنَا فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلَا يُمَطِّرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ. [راجع: ۹۳۲]

شیخ **حالت خطبہ میں اس طور دعا فرمائی کہ آپ سامعین کی طرف منہ کئے ہوئے تھے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔**

۲۵- باب الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

شیخ

۶۳۴۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى هَذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فِدْعَاً وَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِذَاءَهُ. [راجع: ۱۰۰۵]

شیخ

باب قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا

خاص مواقع کے علاوہ آداب دعا سے یہ ہے کہ منہ قبلہ رخ ہو جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر میں کیا تھا وغیرہ۔
(۶۳۴۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عید گاہ میں استسقاء کی دعا کے لئے نکلے اور بارش کی دعا کی، پھر آپ قبلہ رخ ہو گئے اور اپنی چادر کو پلٹا۔

نماز استسقاء کتاب الصلوٰۃ سے معلوم کی جاسکتی ہے اس میں آخر میں چادر پلٹنے کا طریقہ دیکھا جاسکتا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم (حضرت انسؓ) کے لئے

لمبی عمر اور مال کی زیادتی کی دعا فرمائی

(۶۳۴۴) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حرث بن عمارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری والدہ (ام سلیم) نے کہا یا رسول اللہ! انسؓ آپ کا خادم ہے اس کے لئے دعا فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے ارا میں برکت عطا فرما۔

۲۶- باب دَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ

لِحَادِثِهِ بِطُولِ الْعُمُرِ، وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ

۶۳۴۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ اذْغُ اللَّهُ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)).

[راجع: ۱۹۸۲]

شیخ **آپ کی دعا کی برکت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی اور انتقال کے وقت ان کی اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔**

باب پریشانی کے وقت دعا کرنا

(۶۳۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابو العالیہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

۲۷- باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

۶۳۴۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے
”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت عظمت والا ہے اور بردبار ہے“
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور بڑے
بھاری عرش کا رب ہے۔“

يَذْغُو عِنْدَ الْكَرْبِ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ)).

[أطرافه في : ٦٣٤٦، ٧٤٢١، ٧٤٣١].

(٦٣٣٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی
کثیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن ابی عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے
قنادہ نے، ان سے ابو العالیہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت پریشانی میں یہ دعا
کیا کرتے تھے ”اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود
نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش کریم کا
رب ہے۔“ اور وہب نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان
سے قنادہ نے اس طرح بیان کیا۔

٦٣٤٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،
عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ قَنَادَةَ،
عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ:
((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ
الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)). وَقَالَ وَهْبٌ، حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ، عَنْ قَنَادَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ٦٣٤٥]

باب مصیبت کی سختی سے اللہ کی پناہ مانگنا

(٦٣٣٧) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے
سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے سی نے بیان کیا، ان سے
ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ
مصیبت کی سختی، تباہی تک پہنچ جانے، قضا و قدر کی برائی اور دشمنوں
کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے اور سفیان نے کہا کہ حدیث میں
تین صفات کا بیان تھا۔ ایک میں نے بھلا دی تھی اور مجھے یاد نہیں کہ
وہ ایک کون سی صفت ہے۔

٢٨- باب التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ
٦٣٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانٌ، حَدَّثَنِي سَمِيُّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَذَرَكِ الشَّقَاءَ،
وَسَوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. قَالَ
سُفْيَانٌ: الْحَدِيثُ ثَلَاثُ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً
لَا أَذْرِي أَيُّهِنَّ هِيَ. [طرفه في : ٦٦١٦].

اسماعیل کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ وہ چوتھی بات شمت اعداء کی تھی۔

باب نبی کریم ﷺ کا مرض الموت میں دعا کرنا کہ یا اللہ! مجھ
کو آخرت میں رفیق اعلیٰ (ملائکہ اور انبیاء) کے ساتھ ملا

٢٩- باب دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ ((اللَّهُمَّ
الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)).

(۶۳۴۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے بہت سے علم والوں کے سامنے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار نہیں تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی جاتی تو پہلے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے، اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ چاہیں دنیا میں رہیں یا جنت میں چلیں) چنانچہ جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے اور سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وقت آپ پر تھوڑی دیر کے لئے غشی طاری ہوئی۔ پھر جب آپ کو اس سے کچھ ہوش ہوا تو چھت کی طرف ٹٹکی باندھ کر دیکھنے لگے، پھر فرمایا ”اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔“ میں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت ﷺ اب ہمیں اختیار نہیں کر سکتے۔ میں سمجھ گئی کہ جو بات آنحضرت ﷺ صحت کے زمانہ میں بیان فرمایا کرتے تھے، یہ وہی بات ہے۔ بیان کیا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے زبان سے ادا فرمایا کہ ”اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔“

آپ کو بھی اختیار دیا گیا کہ آپ دنیا میں رہنا چاہیں تو کوہ احد آپ کے لئے سونے کا بنا دیا جائے گا مگر آپ نے آخرت کو پسند فرما کر ملا اعلیٰ کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرة)۔

باب موت اور زندگی کی دعا کے بارے میں

(۶۳۴۹) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا کہ میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے سات داغ (کسی بیماری کے علاج کے لئے) لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

شدت تکلیف کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بہر حال موت کی دعا مانگنا منع ہے۔ بلکہ طول عمر کی دعا کرنا بہتر ہے جس سے سعادت دارین حاصل ہو اسی لئے نیکو کار لمبی عمروں والے قیامت میں درجات کے اندر شہداء سے

۶۳۴۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: ((لَنْ يُقْبِضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ)). فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخْذِي غَشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةٌ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)) قُلْتُ: إِذَا لَا يَخْتَارُنَا، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ، قَالَتْ: فَكَأَنْتَ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمْتُ بِهَا: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)). [راجع: ۴۴۳۵]

۳۰- باب الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

۶۳۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَابًا وَقَدْ اكْتَوَى سَبْعًا، قَالَ: لَوْ لَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

[راجع: ۵۶۷۲]

تَشِيحٌ

بھی آگے بڑھ جائیں گے۔ جعلنا اللہ منهم امین۔

(۶۳۵۰) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا کہ میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے اپنے پیٹ پر سات داغ لگوا رکھے تھے، میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی ضرور دعا کر لیتا۔

(۶۳۵۱) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں عبدالعزیز بن صہیب نے بتایا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے ہونے لگی ہو، موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا ضروری ہی ہو جائے تو یہ کہے کہ اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھو اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھا لیجئے۔“

باب بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا۔

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔

(۶۳۵۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعد بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میری خالہ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ اس کے بعد میں آپ کی پشت کی طرف کھڑا ہو گیا اور میں نے مرنوبت دیکھی جو دونوں شانوں

۶۳۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدْ اكْتَوَى سَبْعًا فِي بَطْنِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَوْ لَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ، لَدَعَوْتُ بِهِ.

[راجع: ۵۶۷۲]

۶۳۵۱- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ الْمَوْتَ لِيُضْرَ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنَّيَا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَخِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). [راجع: ۵۶۷۱]

۳۱- باب الدُّعَاءِ لِلصَّبِيَّانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوسِهِمْ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى وَلَدَ لِي غُلَامٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَرَكَةِ.

۶۳۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجَعَ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَظَنَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ

کے درمیان میں تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنٹی ہوتی ہے یا جملہ کا انڈہ۔

زُرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ۱۹۰]

جملہ ایک پرندہ ہوتا ہے۔ بعض روایات میں زُرِّ الْحَجَلَةِ بہ تقدیم رائے مملہ برزائے مجملہ آیا ہے۔ یعنی چکور کے انڈہ کی طرح گولائی میں ہے کہ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے ترمذی نے جابر بن سرہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مہربوت دونوں مونڈھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر لال رسولی کی طرح تھی (لغات الحدیث)

(۶۳۵۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو عقیل (زہرہ بن معبد) نے کہ انہیں ان کے دادا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہما ساتھ لے کر بازار سے نکلتے یا بازار جاتے اور کھانے کی کوئی چیز خریدتے، پھر اگر عبد اللہ بن زہیر یا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ان سے ملاقات ہو جاتی تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس میں شریک کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ بعض دفعہ تو ایک اونٹ کے بوجھ کا پورا غلہ نفع میں آ جاتا اور وہ اسے گھر بھیج دیتے تھے۔

۶۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ، أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُولَانِ: أَشْرَكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعُثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ. [راجع: ۲۵۰۲]

ابو عقیل زہرہ بن معبد کے حق میں رسول کریم ﷺ نے دعائے برکت فرمائی تھی اسی کا یہ ثمرہ تھا جو یہاں بیان ہوا ہے۔ (۶۳۵۴) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے خبر دی، یہ محمود وہ بزرگ ہیں جن کے منہ میں رسول اللہ ﷺ نے جس وقت وہ بچے تھے، انہیں کے کنوئیں سے پانی لے کر کھلی کی تھی۔

۶۳۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بَنِيهِمْ.

[راجع: ۷۷]

وہ بچہ انتہائی خوش قسمت ہونا چاہئے جس کے منہ میں رسول کریم ﷺ کے منہ مبارک کی کھلی داخل ہو۔

(۶۳۵۵) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تو آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا اور اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر اسے ڈالا۔ کپڑے کو دھویا نہیں۔

۶۳۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ غُرُوقَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتِي الصَّبِيَّانَ فَيَدْعُو لَهُمَا فَأَتِي بِصَبِيٍّ قَالِ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [راجع: ۲۲۲]

یہ حضرت حسن یا حضرت حسین یا ام فلیس کے فرزند تھے۔ معلوم ہوا کہ شیر خوار بچے کے پیشاب پر پانی ڈال دینا کافی ہے۔

۶۳۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعْبَةَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ مَسَحَ عَيْنَهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ. [راجع: ۴۳۰۰]

(۶۳۵۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے خبر دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ یا منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت وتر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

تشریح وتر کے معنی تنہا اکیلا طاق کے ہیں اس کی ضد شفع یعنی جوڑا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے وتر کو کبھی سات رکعات کبھی پانچ رکعات کبھی تین کبھی ایک رکعت پڑھا ہے۔ حضرت ابویوب روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل رواہ ابو داؤد والنسائی و ابن ماجہ یعنی نماز وتر ہر مسلمان کے اوپر حق اور ثابت ہے بس جو چاہے وتر سات رکعات پڑھے جو چاہے پانچ رکعات پڑھے جو چاہے تین رکعات پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے۔ ابن عمر کی روایت سے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں الوتر رکعة من آخر الليل رواہ مسلم یعنی نماز وتر آخری رات میں ہے جو ایک رکعت ہے۔ آنحضرت ﷺ پانچ رکعت وتر پڑھنے کی صورت میں درمیان میں نہیں بلکہ صرف آخری رکعت میں قعدہ فرماتے تھے (رواہ مسلم) پس ایک رکعت وتر جائز درست بلکہ سنت نبوی ہے جو لوگ ایک رکعت وتر ادا کریں ان پر اعتراض کرنے والے خود غلطی پر ہیں، یوں تین پانچ سات تک پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث اور باب میں مطابقت اس سے ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ کے سر پر از راہ شفقت و دعا دست شفقت پھیرا تھا۔

۳۲- باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ باب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا

تشریح صحیح احادیث میں جو درود کے صفحے آئے ہیں وہ محدودے چند ہیں۔ جو صحن حصین میں جمع ہیں لیکن بعد کے لوگوں نے ہزاروں صفحے بڑے بڑے مبالغہ اور تک بندی کے ساتھ بنائے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہو گا بلکہ ڈر ہے کہ مواخذہ نہ ہو کیونکہ آپ نے دعا میں مبالغہ اور سجع و قافیہ لگانے کو منع فرمایا اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ماثورہ درودوں پر قناعت نہ کر کے ہزار ہائے درود ایجاد کئے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ وہی صفحے درود کے پڑھے جائیں جو حدیث سے ثابت ہیں اور جو مزہ اتباع سنت میں مومن کو آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں آتا۔ باقی درود شریف بکثرت پڑھنا ایسا پاکیزہ عمل ہے جس کی فضیلت میں بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے بلکہ جو شخص آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود نہ پڑھے اس کو بہت بڑا بخیل قرار دیا گیا ہے۔ جتہ المند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے القول الجمیل میں فرمایا ہے کہ بھاو جانا ما وجدنا یعنی ہم کو روحانی ترقیات جو نصیب ہوئی ہیں وہ بکثرت درود پڑھنے ہی سے حاصل ہوئی ہیں۔ اسی لئے بخاری شریف مترجم اردو کا پڑھنا بھی موجب صد برکت ہے کہ اس میں سطر سطر میں الفاظ ﷺ ہیں اور آنحضرت ﷺ پر درود شریف لکھی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اس عمل کو قبول کر کے مجھ حقیر سراپا تقصیر خادم کو روز قیامت میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب کرے اور میرے جملہ رفقاء کرام و معاونین عظام و شائقین کو بھی اللہ پاک درجات عالیہ بخشے آمین (راز)

۶۳۵۷- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

(۶۳۵۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سنا، کہا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (یعنی ایک عمدہ حدیث نہ سناؤں) نبی کریم ﷺ ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم آپ کو سلام کس طرح کریں، لیکن آپ پر درود ہم کس طرح بھیجیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کو۔ ”اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اپنی رحمت نازل کر اور آل محمد پر، جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔ اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔

(۶۳۵۸) ہم سے ابراہیم بن حمزہ زبیری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی حازم اور درودوی نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کو سلام اس طرح کیا جاتا ہے، لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا جاتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کہو اے اللہ! اپنی رحمت نازل کر حضرت محمد (ﷺ) پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل پر جس طرح برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔

باب کیا نبی کریم ﷺ کے سوا کسی اور پر درود بھیجا جاسکتا

ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں اپنے پیغمبر سے یوں فرمایا ”وصل علیہم ان صلاتک سکن لہم“ یعنی ان پر درود بھیج کیونکہ تیرے درود (دعا) سے ان کو تسلی ہوتی ہے۔

(۶۳۵۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے اور ان سے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے

بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: لَقِيتُ كَعْبُ بْنَ عَجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَقُولُوا: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ۳۳۷۰]

۶۳۵۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَزِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي؟ قَالَ: قُولُوا: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ)). [راجع: ۴۷۹۸]

۳۳ - باب هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ [التوبة: ۱۰۳]

۶۳۵۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ ابْنِ

بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص اپنی زکوٰۃ لے کر آتا تو آپ فرماتے ”اللهم صل علیہ“ (اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما) میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر اپنی رحمت نازل فرما۔

(۶۳۶۰) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن ابی بکر نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمرو بن سلیم زرقی نے بیان کیا کہ ہم کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو ”اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اور محمد اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر برکت نازل کر، جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی۔ بلاشبہ تو تعریف کیا گیا شان و عظمت والا ہے۔“

[راجع: ۳۳۶۹]

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو احادیث بیان کی ہیں ایک سے بلا استقلال غیر انبیاء پر اور دوسری سے تبعاً غیر انبیاء پر درود بھیجنے کا جواز نکالا ہے۔ بعض نے غیر انبیاء کے لئے بھی استقلال کو یوں کہنا درست رکھا ہے۔ اللهم صل علیہ اور حضرت امام بخاری کا بھی رجحان اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صلاۃ کے معنی رحمت کے بھی ہیں۔ تو اللهم صل علیہ کا مطلب یہ ہوا کہ یا اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے۔ اللهم اجعل صلواتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ بعض نے یوں کہنا بھی درست رکھا ہے کہ پہلے آنحضرت ﷺ پر درود شریف ہو بعد میں اور کو بھی شریک کیا جائے جیسے یوں کہنا۔ اللهم صلی علی محمد وعلی الحسن بن علی اور یحییٰ مختار ہے۔ درود شریف میں بعض نے تخصیص حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کلام کیا ہے کہ یوں کیوں نہ کہا اللهم صلی علی موسیٰ جواب یہ دیا گیا کہ حضرت موسیٰ پر تجلی جلالی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تجلی جمالی۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کو ترجیح دی گئی کہ آپ (ﷺ) کے لئے تجلی جمالی کا سوال ہو۔ ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ بڑا ہے کیونکہ آپ جدا انبیاء ہیں۔ حضرت موسیٰ کا یہ مقام نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے اور حضرت ابراہیم کو دنیا و آخرت میں جو رفعت و غلت حاصل ہوئی ہے وہ اور کو نہیں۔ لہذا آنحضرت ﷺ کے لئے بھی ایسی ہی رفعت و غلت کا سوال مناسب تھا جو یقیناً آنحضرت ﷺ کو بھی حاصل ہوا کیونکہ آج بھی آپ کے نام لینے والوں کی تعداد دنیا میں کروڑ ہا کروڑ تک پہنچ رہی ہے۔ اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ (امین)

۳۴۔ باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ اے اللہ! اگر مجھ سے کسی

((مَنْ آذَيْتَهُ فَأَجْعَلْ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً))

کو تکلیف پہنچی ہو تو اسے تو اس کے گناہوں کے لئے کفارہ

اور رحمت بنا دے

(۶۳۶۱) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، کہا کہ مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو تو اس کے لئے اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی بھر میں کبھی کسی مومن کو برا نہیں کہا۔ لہذا یہ ارشاد گرامی کمال تواضع اور اہل ایمان سے شفقت کی بنا پر فرمایا گیا۔ (ﷺ)

باب فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۲) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کئے اور جب بہت زیادہ کئے تو آنحضرت ﷺ کو ناگواری ہوئی، پھر آپ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا، آج تم مجھ سے جو بات بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔ اس وقت میں نے وائیں بائیں دیکھا تو تمام صحابہ سراپے کپڑوں میں لپیٹے ہوئے رو رہے تھے، ایک صاحب جن کا اگر کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف (طعنہ کے طور پر) منسوب کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! میرے باپ کون ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حذافہ۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا ہم اللہ سے راضی ہیں کہ ہمارا رب ہے، اسلام سے کہ وہ دین ہے، محمد ﷺ سے کہ وہ سچے رسول ہیں، ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آج کی طرح خیر و شر کے معاملہ میں میں نے کوئی دن نہیں دیکھا، میرے سامنے جنت اور دوزخ کی تصویر لائی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے اوپر دیکھا۔ قتادہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت (سورہ

۳۵- باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

۶۳۶۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَخْفَوهُ الْمَسْئَلَةُ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيِّنْتُهُ لَكُمْ)). فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَأَفَّ رَأْسَهُ فِي نَوْبِهِ يَنْكِحِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرَّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((حَذَافَةُ)) ثُمَّ أَنشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَأَنِّيَوْمٍ قَطُّ، إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ)). وَكَانَ قَتَادَةُ

ماندہ کی) اس آیت کا ذکر کیا کرتے تھے ”اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق نہ سوال کرو کہ اگر تمہارے سامنے ان کا جواب ظاہر ہو جائے تو تم کو برا لگے۔“

[راجع: ۹۳]

باب دشمنوں کے غالب آنے سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو، مطلب بن عبد اللہ بن حنظل کے غلام نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے یہاں کے لڑکوں میں سے کوئی بچہ تلاش کر جو میرا کام کر دیا کرے۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ جب بھی گھر ہوتے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ میں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا اکثر پڑھا کرتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ غم و الم سے، عاجزی و کمزوری سے اور بخل سے اور بزدلی سے اور قرض کے بوجھ سے اور انسانوں کے غلبہ سے۔“ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا رہا۔ پھر ہم خیبر سے واپس آئے اور آنحضرت ﷺ ام المؤمنین صفیہ بنت حبیبہ کے ساتھ واپس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے عبایا چادر سے پردہ کیا اور انہیں اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب ہم مقام صہبا پہنچے تو آپ نے ایک چرمی دسترخوان پر کچھ مالیدہ تیار کرا کے رکھوایا، پھر مجھے بھیجا اور میں کچھ صحابہ کو بلا لایا اور سب نے اسے کھایا، یہ آپ کی دعوت ولیمہ تھی۔ اس کے بعد آپ آگے بڑھے اور احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ جب مدینہ منورہ پہنچے تو فرمایا ”اے اللہ! میں اس شہر کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو اس طرح حرمت والا قرار دیتا

يَذْكُرُ عِنْدَ هَذَا الْحَدِيثِ هَذِهِ الْآيَةُ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ بُدِّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ﴾ [المائدة : ۱۰۱]۔

۳۶- باب التَّعَوُّذِ مِنْ غَلْبَةِ الرِّجَالِ
۶۳۶۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ: ((اتَّيَسَّرَ لَنَا غَلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي))؟ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرِدُّنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبَخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ))۔ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حَبِيبٍ، قَدْ حَارَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بَعَاءَةً أَوْ كِسَاءً ثُمَّ يُرِدُّهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصُّهْتَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي بَطْعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُهُ رِجَالًا فَآكَلُوا، وَكَانَ ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى بَدَأَ لَهُ أَحَدٌ قَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِينَا وَنُحِينُهُ)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ

ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا۔ اے اللہ! یہاں والوں کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت عطا فرما۔“

[راجع: ۳۷۱]

باب عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۴) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما سے سنا (موسیٰ نے) بیان کیا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ ان کی بیان کی ہوئی حدیث سے مختلف کسی نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہو، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

(۶۳۶۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے کہ سعد رضی اللہ عنہ پانچ باتوں کا حکم دیتے تھے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ذکر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ ان سے پناہ مانگنے کا حکم کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بجل اور بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ بدترین بڑھاپا مجھ پر آجائے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے، اس سے مراد دجال کا فتنہ ہے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔“

(۶۳۶۶) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو گا۔ لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی۔ پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں تھیں، پھر میں نے آپ سے واقعہ کا ذکر کیا۔ آنحضرت

لَهُمْ فِي مُدَّهِمْ وَصَاعِهِمْ))۔

۳۷- باب التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
۶۳۶۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدِ بِنْتَ خَالِدِ قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [راجع: ۱۳۷۶]

۶۳۶۵- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ مُصْعَبٍ، قَالَ: كَانَ سَعْدُ بْنُ يَامُرٍ بِخُمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَرُدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا - يَغْنِي فِتْنَةَ الدُّجَالِ - وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ۲۸۲۲]

۶۳۶۶- حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى عَجُوزَانِ مِنْ عَجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا لِي: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْنَاهُمَا، وَلَمْ أَنْعِمَ أَنْ أَصَدَّقَهُمَا فَخَرَجْنَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے صحیح کہا، قبر والوں کو عذاب ہو گا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے۔

قَالَ: ((صَدَقْنَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا)) فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

[راجع: ۱۰۴۹]

باب زندگی اور موت کے فتنوں سے

اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۷) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے۔“

باب گناہ اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۸) ہم سے معمر بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، بہت زیادہ بڑھاپے سے، گناہ سے، قرض سے اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے اور دوزخ کی آزمائش سے اور دوزخ کے عذاب سے اور مالدار کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔ اے اللہ! مجھ سے میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک صاف کر دیا اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنی دوری کر دے

۳۸- باب التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا

وَالْمَمَاتِ

۶۳۶۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)). [راجع: ۲۸۲۳]

۳۹- باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْتَمِ وَالْمَغْرَمِ

۶۳۶۸- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهَبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْتَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغَنَى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ التَّلَجِ وَالْبَرَدِ، وَتَقَّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِذْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ

جتنی مشرق اور مغرب میں دوری ہے۔

باب بزدلی اور سستی سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۹) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم و الم سے، عاجزی، سستی، بزدلی، بخل، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبہ سے۔“

باب بخل سے اللہ کی پناہ مانگنا۔ بخل (باء کے ضمہ اور خاء کے سکون) اور بخل (باء کے نصب اور خاء کے نصب کے ساتھ) ایک ہی ہیں جیسے حزن اور حزن

(۶۳۷۰) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے غندر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے مصعب بن سعد نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ان پانچ باتوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر میں پچا دیا جاؤں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔“

باب ناکارہ عمر سے اللہ کی پناہ مانگنا ”سورہ ہود میں جو لفظ

اراذلنا آیا ہے اس سے اسقاطنا یعنی کیسے پاپی لوگ مراد ہیں (۶۳۷۱) ہم سے اس حدیث کو ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) [راجع: ۸۳۲]

۴۰- باب الاستِعَاذَةِ مِنَ الْجَبَنِ وَالْكَسَلِ
۶۳۶۹- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجَبَنِ وَالْبَخْلِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلَبَةِ الرُّجَالِ)).

۴۱- باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ
الْبُخْلُ وَالْبَخْلُ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحَزَنِ وَالْحَزَنِ.

۶۳۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي غَنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهَؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَبَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَرُدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ۲۸۲۲]

۴۲- باب التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْدَلِ الْعُمُرِ
أَرَادْلُنَا: أَسْقَاطُنَا.

۶۳۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناکارہ بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بجل سے۔“

باب دعا سے وباء اور پریشانی دور

ہو جاتی ہے

(۶۳۷۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی ایسی ہی محبت پیدا کر دے جیسی تو نے مکہ کی محبت ہمارے دل میں پیدا کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے مد اور صلح میں برکت عطا فرما۔“

(۶۳۷۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میری اس بیماری نے مجھے موت سے قریب کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود مشاہدہ فرما رہے ہیں کہ بیماری نے مجھے کہاں پہنچا دیا ہے اور میرے پاس مال و دولت ہے اور سوا ایک لڑکی کے اس کا اور کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنی دولت کا دو تہائی صدقہ کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھی کا کر دوں؟ فرمایا کہ ایک تہائی بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھر اس اور یقین رکھو کہ تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے مقصود اللہ کی خوشنودی ہوئی تمہیں تو اس پر ثواب ملے گا، یہاں تک کہ اگر

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ)). [راجع: ۲۸۲۳]

۴۳- باب الدعاء يرفع الوباء

والوجع

۶۳۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَاهَا إِلَى الْجَحْفَةِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدَنَّا وَصَاعِنَا)). [راجع: ۱۸۸۹]

۶۳۷۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوَى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلِّغْ بِي مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَبِشَطْرِهِ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْتَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تَنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي أَمْرٍ أَتَى)) قُلْتُ: أَخْلَفُ بَعْدَ

تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ رکھو گے (تو اس پر بھی ثواب ملے گا) میں نے عرض کی کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم پیچھے چھوڑ دیے جاؤ اور پھر کوئی عمل کرو جس سے مقصود اللہ کی رضا ہو تو تمہارا مرتبہ بلند ہو گا اور امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور کچھ قومیں تم سے فائدہ اٹھائیں گی اور کچھ نقصان اٹھائیں گی۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو کامیاب فرما اور انہیں اٹلے پاؤں واپس نہ کر، البتہ افسوس سعد بن خولہ کا ہے۔ سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر افسوس کا اظہار اس وجہ سے کیا تھا کہ ان کا انتقال مکہ معظمہ میں ہو گیا تھا۔

باب ناکارہ عمر دنیا کی آزمائش اور دوزخ کی آزمائش سے

اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۷۴) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو حسین بن علی جعفی نے خبر دی، انہیں زائدہ بن قدامہ نے، انہیں عبد الملک بن عمیر نے، انہیں مصعب بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگو جن کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچوں، تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔“

(۶۳۷۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، ناکارہ عمر سے، بڑھاپے سے، قرض سے اور گناہ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے، دوزخ کی آزمائش سے، قبر کے

أَصْحَابِي؟ قَالَ ((إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ، فَتَعْمَلْ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزْدَدْتَ دَرَجَةً وَرَفَعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخْلَفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَنْصِرْ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَغْقَابِهِمْ))، لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ: رَفَى لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَنْ تُوفِّيَ بِمَكَّةَ.

۴۴- باب الاستِعَاذَةِ مِنْ أَرْدَلِ

الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ

۶۳۷۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتِ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهِنَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ۲۸۲۲]

۶۳۷۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ غُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْتَمِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ،

عذاب سے، مالدار کی بری آزمائش سے، محتاج کی بری آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے پاک کر دے، جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب میں ہے۔“

باب مالدار کی فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۷۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ان کی خالہ (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے، دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مالدار کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔“

مال و دولت کے فتنے کی مثال قارون کی ہے جسے اللہ نے مال کے گھمنڈ غرور کی وجہ سے زمین دوز کر دیا اور مال کی برکت کی مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے جو تاریخ اسلام میں قیامت تک کے لئے نام پا گئے رضی اللہ عنہ وارضاه۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا غنی بنائے۔ آمین۔

باب محتاج کی فتنہ سے پناہ مانگنا

(۶۳۷۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے اور مال داری کی بری آزمائش سے اور محتاج کی بری

وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الْكَلْبِ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يَنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ“۔ [راجع: ۸۳۲]

۴۵- باب الاستِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى

۶۳۷۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ))۔ [راجع: ۸۳۲]

۴۶- باب التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

۶۳۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب میں ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے گناہ سے اور قرض سے۔

الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِيْ بِمَاءِ الْتَلَجِ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِذْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْتَمِ وَالْمَغْرَمِ))۔

[راجع: ۸۳۲]

تشریح محتاجی اور قرض بہت ہی خطرناک عذاب ہیں۔ میری دن و رات یہ دعا ہے کہ اللہ مجھ کو اور میرے متعلقین اور شائقین بخاری شریف کو وقت آخر تک قرض اور محتاجی سے بچائے۔ خاص طور سے میرے جو مخلصین ادائیگی قرض کے لئے دعاؤں کی درخواست کرتے رہتے ہیں اللہ پاک ان سب کا قرض ادا کرانے اور مجھ کو بھی اس حالت میں موت دے کہ میں کسی کا ایک پیسے کا بھی مقروض نہ ہوں۔ قبل از موت اللہ سارا قرض ادا کر دے۔ آمین یا رب العالمین (راز)

باب برکت کے ساتھ مال کی زیادتی کے لئے

۴۷- باب الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ

دعا کرنا

الْبَرَكَةِ

(۷۹-۷۸)۔ ۷۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما۔ اور ہشام بن زید سے روایت ہے کہ انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سنا۔

۶۳۷۸، ۶۳۷۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سَلِيمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ اذْغُ اللَّهُ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أُعْطِيَتهُ)). وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِثْلَهُ. [طرفہ فی: ۶۳۸۱]۔

باب برکت کے ساتھ بہت اولاد

- باب الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ

کی دعا کرنا

الْبَرَكَةِ

(۸۱-۸۰)۔ ۷۳) ہم سے ابو زید سعید بن ربیع نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انھوں نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور!

۶۳۸۰، ۶۳۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ رَبِيعٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ

اُمّ سَلَمَہُ اَنْسَ خَادِمُكَ اِذْ غُ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ: اَنْسُ اَبَّہٗ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ((اللّٰهُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِکْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطٰیْتَهُ))۔ [راجع: ۱۹۸۲]

حضرت انسؓ کے حق میں دعائے نبوی قبول ہوئی۔ سو سال سے زائد عمر پائی اور انتقال کے وقت اولاد در اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

باب ۴۸ - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ

استاذ السند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ومنہا صلوة الاستخارة وكان اهل الجاهلية اذا عرضت لهم حاجة من سفر او نكاح او بيع استقسموا بالازلام فنهى عنه النبي صلى الله عليه وسلم لانه غير معتمد على اهل و انما هو محض اتفاق ولانه الفراء على الله بقوله امرني ربي ونهاني ربي فعوضهم من ذلك الاستخارة. في الامور تریاق مجرب لتحليل شبه الملائكة وضبط النبي صلى الله عليه وسلم آدابها ودعاء هافشرع رکعتین الخ۔ یعنی جاہلیت والوں کو سفریا شادی یا تجارت کی کوئی ضرورت پیش آئی تو وہ بتوں کے ہاتھوں میں دیئے ہوئے تیروں سے فال نکالا کرتے تھے۔ اہل اسلام کو ان حرکتوں سے روکا گیا کیونکہ یہ محض جھوٹ اور شرکیہ کام تھا۔ اس کے عوض رسول کریم ﷺ نے دعائے استخارہ کی تعلیم فرمائی جو تریاق مجرب ہے۔ اس کے لئے دو رکعات نماز استخارہ شروع قرار دی اور یہ دعا تعلیم فرمائی۔

(۶۳۸۲) ہم سے ابو مصعب مطرف بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ابی الموالم نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے ”اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں (استخارہ) تیری بھلائی سے، تو علم والا ہے، مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعا میں یہ الفاظ کہے ”فی عاجل امری و آجلہ“ تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے، میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے یا یہ الفاظ فرمائے ”فی عاجل امری و آجلہ“ تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور

۶۳۸۲ - حَدَّثَنَا مُطَرَفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْلَمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ : ((اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيَسْمِي حَاجَتَهُ))۔ [راجع: ۱۱۶۲]

میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں کیس بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کا بیان کر دینا چاہئے۔

تشریح جب کسی شخص کو ایک کام کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو یا دو باتوں یا دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں توباب کی حدیث کے موافق استخارہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خواب میں یا اور کسی طرح جو اس کے حق میں بہتر ہو گا اس پر کھول دے گا یا اسی کی توفیق دے گا۔ بس جو استخارہ بہ سند صحیح آنحضرت ﷺ سے منقول ہے وہ یہی ہے۔ باقی استخارے جو شیعہ امامیہ کیا کرتے ہیں۔ مثلاً تسبیح پر یا استخارہ ذات الرقاق ان کی اصل حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ استخارہ کرنا گویا اللہ سے طلب خیر کرنا اور مشورہ طلب کرنا ہے۔ قدرت کے اشارے ہوتے ہیں اور ان کی بنا پر اہل ایمان صاحبان فراسٹ اللہ کے اشاروں کو سمجھ کر ان کے مطابق قدم اٹھاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے دعائے مسنونہ جو یہاں مرقوم ہے بہترین دعا ہے اور بکثرت یوں پڑھنا اللہم خیر لی و اختر لی بھی استخارہ کے لئے بہترین عمل ہے۔

باب وضو کے وقت کی دعا کا بیان

(۶۳۸۳) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہ ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پانی مانگا، پھر آپ نے وضو کیا، پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔ ”اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔“ میں نے اس وقت آنحضرت ﷺ کی بغل کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے دعا کی۔ ”اے اللہ! قیامت کے دن اسے اپنی بہت سی انسانی مخلوق سے بلند مرتبہ عطا فرماؤ۔“

باب کسی بلند ٹیلے پر چڑھتے وقت کی دعا کا بیان

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا قرآن میں جو خیر عقبا آیا ہے تو عاقبت اور عقب کے ایک ہی معنی ہیں جن سے آخرت مراد ہے۔ (۶۳۸۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگو!

۴۹- باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

۶۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي عَامِرٍ)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطِئِهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)).

[راجع: ۲۸۸۴]

۵۰- باب الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقِبَةً

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ عَقِبِي عَاقِبَةُ وَعَقْبِي وَ عَاقِبَةُ وَاحِدٌ وَهُوَ الْآخِرَةُ

۶۳۸۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي بِنِ عَثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّهَا النَّاسُ ارْبِعُوا عَلَى

اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی ہرے یا غائب خدا کو نہیں پکارتے ہو تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت زیر لب کہہ رہا تھا۔ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عبد اللہ بن قیس کو ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، یا آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا) ثُمَّ أَتَى عَلِيًّا وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ : ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ - أَوْ قَالَ - أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)).

[راجع: ۲۹۹۲]

اس کلمہ میں سب کچھ اللہ ہی کے حوالہ کیا گیا ہے۔ لہذا جو شخص بھی اللہ پاک پر ایسا پختہ عقیدہ رکھے گا وہ یقیناً جنتی ہو گا۔ **نشیب** مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔ دعا میں حد سے زیادہ چلانا بھی کوئی امر مستحسن نہیں ہے۔ وادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً انہ لا یحب المعتدین۔

باب کسی نشیب میں اترتے وقت کی دعا

۵۱- باب الدُّعَاءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا.

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

فِيهِ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اس میں یوں ہے جب ہم بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نشیب میں اترتے تو تسبیح کہتے۔ باب کے اثبات کے لئے حدیث جابر ہی کو کافی سمجھا گیا۔

باب سفر میں جاتے وقت یا سفر سے واپسی کے وقت دعا کرنا

۵۲- باب الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا، أَوْ رَجَعَ

اس میں ایک حدیث یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے جو انہوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔

فِيهِ يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے سفر میں نکلنے وقت کی دعا اس باب میں بیان نہیں کی شاید ان کو کوئی حدیث اپنی شرط پر نہ ملی ہوگی۔ امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ جب آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو جاتے سفر کو جاتے وقت تو تین بار تکبیر کہتے پھر یہ آیت پڑھتے۔ ”سبحان الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنین۔“ حصن حصین میں یہ دعا منقول ہے۔ اللهم انا نسالک فی سفرنا هذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی اللهم هون علينا سفرنا هذا واطولنا بعده اللهم انت صاحب فی السفر والخلیفۃ فی الازل والولد اللهم انی اعوذ بک من وعشاء السفر وکابة المنظر وسوء المنقلب فی المال والاهل والولد۔

(۶۳۸۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس

۶۳۸۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ

ہوتے تو زمین سے ہر بلند چیز پر چڑھتے وقت تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔ پھر دعا کرتے ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ تھا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ لوٹتے ہیں ہم توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندہ کی مدد کی اور تمام لشکر کو شکست دی۔

عَلَى كُلِّ شَرْفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدُهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). [راجع: ۱۷۹۷]

تشریح بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ کی بلندی و بڑائی کو یاد رکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنا شان ایمانی ہے۔ ایسے عقیدہ و عمل والوں کو اللہ دنیا میں بھی بلندی دیتا ہے آیت کعب اللہ لا غلبن انا ورسلی (المجادلہ: ۲۱) میں وہی اشارہ ہے۔ لشکر کو شکست دینے کا اشارہ جنگ احزاب پر ہے جہاں کفار بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے مگر آخر میں غائب و خاسر ہوئے۔

باب شادی کرنے والے دو لہا کے لئے دعا دینا

۵۴- باب الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

(۶۳۸۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، ولیمہ کر، چاہے ایک بکری کا ہی ہو۔

۶۳۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: ((مَهَيْمٌ أَوْ مَهْ)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَئِكَ وَلَوْ بِشَاقٍ)). [راجع: ۲۰۴۹]

شادی کے موقع پر برکت کی دعائیں اشارہ ہے کہ شادی ہر دو کے لئے باعث برکت ہو۔ روزی رزق آل اولاد دین ایمان سب میں برکت مراد ہے۔

(۶۳۸۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میرے والد شہید ہوئے تو انہوں نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑی تھیں (راوی اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، جابر کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کنواری سے یا بیوی سے؟ میں نے کہا بیوی سے۔ فرمایا کسی لڑکی سے کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے

۶۳۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ سَبْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثِيْبًا؟)) قُلْتُ: ثِيْبًا قَالَ: ((هَلَا جَارِيَةً

ساتھ کھیلتی یا (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ) تم اسے ہنساتے وہ تمہیں ہنساتی۔ میں نے عرض کی، میرے والد (حضرت عبداللہ) شہید ہوئے اور سات یا نو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لئے میں نے پسند نہیں کیا کہ میں ان کے پاس انہی جیسی لڑکی لاؤں۔ چنانچہ میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان کی نگرانی کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ ابن عیینہ اور محمد بن مسلمہ نے عمرو سے روایت میں۔ ”اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے“ کے الفاظ نہیں کہے۔

شادی میں بھی جذبات سے زیادہ دور اندیشی کی ضرورت ہے۔ حضرت جابر کا یہ واقعہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اپنی بہنوں کی پرورش کرنا بھی ایک بڑی سعادت مندی ہے۔ اللہ ہر جوان کو ایسی توفیق بخشے آمین۔

باب جب مرد اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے (۶۳۸۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سالم نے، ان سے کعب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے۔ ”اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو کچھ تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔“ تو اگر اس صحبت سے کوئی اولاد مقدر میں ہوگی تو شیطان اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

عورت سے ملاپ کے وقت بھی مغلوب الشہوة نہ ہونا لازمی ہے کہ آدمی کی اولاد پر بھی اس کیفیت کا پورا پورا اثر پڑے گا اور وہ یقیناً شیطانی خصائل و اثرات سے محفوظ رہیں گے کیونکہ ماں باپ کے خصائل بھی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں الا ان یشاء اللہ۔

باب نبی کریم ﷺ کی یہ دعا اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر۔ آخر تک

(۶۳۸۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی

تَلَاَعِبَهَا . وَتَلَاَعِبَكَ ، وَتَضَاحِكُهَا وَتَضَاحِكُكَ)) قُلْتُ: هَلْكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ سَبْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ: ((فَبَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ)) لَمْ يَقُلْ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ. [راجع: ۴۴۳]

۵۴- باب مَا يَقُولُ : إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ۶۳۸۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يَقْدِرُ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ۱۴۱]

عورت سے ملاپ کے وقت بھی مغلوب الشہوة نہ ہونا لازمی ہے کہ آدمی کی اولاد پر بھی اس کیفیت کا پورا پورا اثر پڑے گا اور وہ یقیناً شیطانی خصائل و اثرات سے محفوظ رہیں گے کیونکہ ماں باپ کے خصائل بھی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں الا ان یشاء اللہ۔

۵۵- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً))

۶۳۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ رَبَّنَا

”اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی (حسنہ) عطا کر اور آخرت میں بھلائی (وَقَنَا عَذَابَ النَّارِ)۔ [راجع: ۴۵۲۲]

عطا کر اور ہمیں دوزخ سے بچا۔“

بڑی بھاری اہم دعا ہے کہ دنیا اور دین ہر دو کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی ہے۔ بلکہ دنیا کو آخرت پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دنیا کے سدھار ہی سے آخرت کا سدھار ہوگا۔

باب دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا

۶۳۹۰- ہم سے فروہ بن ابی المخرء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبیدہ بن حمید نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ہمیں یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جیسے لکھنا سکھاتے تھے۔ ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناکارہ عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔“

۵۶- باب التَّوَعُّدِ مِنَ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

۶۳۹۰- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عُيَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تَعْلَمُ الْكِتَابَةَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ تُرَدَّنِي إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ۲۸۲۲]

یہ دعا اس قابل ہے کہ اسے بغور پڑھا جائے اور مذکورہ کمزوریوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ ہر دعا کے معانی و مطالب و مقاصد سمجھنے کی ضرورت ہے۔ طوطے کی رٹ نہ ہونی چاہئے۔ یہی فلسفہ دعا ہے۔

باب دعائیں ایک ہی فقرہ بار بار عرض کرنا

۵۷- باب تَكْرِيرُ الدُّعَاءِ

اس باب میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ جو حدیث جادو کی لائے ہیں۔ اس سے باب کا مطلب نہیں نکلتا مگر انہوں نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انہوں نے طب اور باب بدء الخلق میں نکالا ہے۔ اور امام مسلم کی روایت میں یوں ہے آپ نے دعا کی پھر دعا کی پھر دعا کی اور اس باب میں صاف وہ روایت ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ اس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تین بار دعا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا۔

۶۳۹۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ، وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشْعَرْتُ أَنْ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ))

۶۳۹۱- ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ آنحضرت ﷺ سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی تھی، پھر آپ نے فرمایا، تمہیں معلوم ہے، اللہ نے مجھے وہ

بات بتادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس دو مرد آئے اور ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا، ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا، ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں۔ پوچھا وہ ہے کہاں؟ کہا کہ ذروان میں اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا واللہ! اس کا پانی تو مندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔ عیسیٰ بن یونس اور لیث نے ہشام سے اضافہ کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ برابر دعا کرتے رہے اور پھر پوری حدیث کو بیان کیا۔

[راجعہ: ۳۱۷۵]

اسوۂ نبوی سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو شرکی اشاعت سے بھی بچنا لازم ہے۔ اسے اچھانا، شہرت دینا اسوۂ نبی کے خلاف ہے۔ کاش مدعیان عمل بالنسہ ایسے امور کو بھی یاد رکھیں آمین۔

باب مشرکین کے لئے بددعا کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا، اے اللہ! میری مدد کر ایسے قحط کے ذریعہ جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا اور آپ نے بددعا کی ”اے اللہ! ابو جہل کو پکڑ لے“ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ دعا کی کہ ”اے اللہ! فلاں

فیہ؟)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعَ الرَّجُلُ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ: فِيمَا ذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجَفَّ طَلْعَةٌ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ((ذُرْوَانَ)) وَذُرْوَانُ بَنُو فِي بَنِي زُرَيْقٍ. قَالَتْ: فَأَنَا هَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نِفَاعَةُ الْجِنِّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رَوْسُ الشَّيَاطِينِ)) قَالَتْ: فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبَرِّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلَا أَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا)). زَادَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَاللَيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَجَرَ النَّبِيِّ ﷺ فِدْعَا وَدْعَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۵۸- باب الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ))، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْنِكَ بِأَبِي جَهْلٍ)) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ: ((اللَّهُمَّ ائْتِنَا فُلَانًا وَفُلَانًا)) حَتَّى أَنْزَلَ

اللہ عزَّ وَجَلَّ: هَلَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ؟
 فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔ ”یہاں تک کہ قرآن کی آیت
 لیس لک من الامر شیء نازل ہوئی۔

انسانی زندگی میں بعض مواقع ایسے بھی آ جاتے ہیں کہ انسان دشمنوں کے خلاف بددعا کرنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ قریش
 مکہ کی متواتر شرارتوں کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے وقتی طور پر مجبوراً یہ بددعا فرمائی جو قبول ہوئی اور اشرار قریش سب تباہ و
 برباد ہو گئے۔ سچ ہے۔

بہتر اس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کروں اجابت از در حق بہر استقبال می آید
 ۶۳۹۲- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْأَخْزَابِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَخْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)).
 ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی،
 انیس ابن ابی خالد نے، کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ
 رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے لئے بددعا کی۔ ”اے اللہ! کتاب کے
 نازل کرنے والے! حساب جلدی لینے والے! احزاب کو (شرکین کی
 جماعتوں کو، غزوۂ احزاب میں) شکست دے، انہیں شکست دے دے
 اور انہیں جھنجھوڑ دے۔

[راجع: ۲۹۳۳]

کفار عرب نے متحدہ محاذ لے کر اسلام کے خلاف زبردست یلغار کی تھی۔ اس کو جنگ احزاب یا جنگ خندق کہا گیا ہے۔ اللہ
 نے ان کی ایسی کروتروی کہ بعد میں جنگ کا یہ سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔

۶۳۹۳- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، قَتَلَ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَاشَ بْنَ رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَظْفِقِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَبِينًا كَسِينِي يُونُسَ)). [راجع: ۷۹۷]
 ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، اور ان سے
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
 سلم جب عشاء کی آخری رکعت میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ
 لمن حمدہ کہتے تھے تو دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ ”اے اللہ! عیاش بن
 ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے
 اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! کزرونا تو اس مومنوں کو
 نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ کو سخت کر دے۔ اے
 اللہ! وہاں ایسا قحط پیدا کر دے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں
 ہوا تھا۔“

ہجرت نبوی کے بعد کچھ کمزور مساکین مکہ میں رہ کر کفار مکہ کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے تھے ان ہی کے لئے آپ
 نے یہ دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور مظلوم اور ضعیف مسلمانوں کو ان کے شر سے نجات ملی۔ شرکین مکہ آخر میں مسلمان
 ہوئے اور بہت سے تباہ ہو گئے۔

(۶۳۹۴) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے عاصم نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہم بھیجی، جس میں شریک لوگوں کو قراء (یعنی قرآن مجید کے قاری) کہا جاتا تھا۔ ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی کسی چیز کا تاغم ہوا ہو جتنا آپ کو ان کی شہادت کا غم ہوا تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہینے تک ہجری نمازیں ان کے لئے بد دعا کی۔ آپ کہتے کہ عصبہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

(۶۳۹۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو کہتے السلام علیک (آپ کو موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا مقصد سمجھ گئیں اور جواب دیا کہ ”علیکم السلام واللعنة“ (تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹھہرو عائشہ! اللہ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے نہیں سنا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ میں انہیں کس طرح جواب دیتا ہوں۔ میں کہتا ہوں ”وعلیکم“

۶۳۹۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَاءُ فَأَصَابُوا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ: ((إِنَّ غُصْبَةَ عَصْوَا اللَّهِ وَرَسُولَهُ)). [راجع: ۱۰۰۱]

۶۳۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الْيَهُودُ يُسَلِّمُونَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُونَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَفَطِنْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ: عَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ))، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُولُونَ؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَرُدُّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ؟ فَأَقُولُ: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ۲۹۳۵]

یہودی اسلام کے ازلی دشمن ہیں مگر حبیب خدا ﷺ کے اخلاق فاضلہ دیکھنے کے آپ نے ان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بد دعا کو ناپسند فرمایا۔ انسانیت کی یہی معراج ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی اعتدال کا برتاؤ کیا جائے۔

(۶۳۹۶) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے انصاری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیدہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ خندق کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ان کی

۶۳۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ

قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہمیں (عصر کی نماز) صلاۃ وسطیٰ نہیں پڑھنے دی۔ جب تک کہ سورج غروب ہو گیا اور یہ عصر کی نماز تھی۔

((مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَيُوتَهُمْ نَارًا، كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ)) وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ.

[راجع: ۲۹۳۱]

نماز عصری صلوٰۃ وسطیٰ ہے، اس نماز کی بہت خصوصیت ہے جس میں بہت سے مصلح مقصود ہیں۔

۵۹۔ باب الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ باب مشرکین کی ہدایت کے لئے دعا کرنا

اس باب کا مضمون پچھلے باب کے مخالف نہ ہو گا کیونکہ اُس باب میں جو بددعا کا بیان ہے وہ اس حالت پر محمول ہے کہ مشرکوں کے ایمان لانے کی امید نہ رہی ہو اور یہ اس حالت میں ہے جبکہ ایمان لانے کی امید ہو یا ان کا دل ملانا مقصود ہو۔ بعض نے کہا مشرکوں کے لئے دعا کرنا آنحضرت ﷺ سے خاص تھا اوروں کے لئے درست نہیں لیکن ہدایت کی دعا تو اکثر لوگوں نے جائز رکھی ہے۔

۶۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ، وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَظَنُّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأَنْتَ بِهِمْ)). [راجع: ۲۹۳۷]

(۶۳۹۷) ہم سے علی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے کہا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قبیلہ دوس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہے، آپ ان کے لئے بددعا کیجئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آنحضرت ﷺ ان کے لئے بددعا ہی کریں گے لیکن آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ ”اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں (میرے پاس) بھیج دے۔“

پھر ایسا ہی ہوا قبیلہ دوس نے اسلام قبول کیا اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔

۶۰۔ باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ باب نبی کریم ﷺ کا یوں دعا کرنا کہ

”اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دے۔“

آپ ﷺ کا یہ فرمان بطور اظہار عبودیت کے ہے یا امت کی تعلیم کے لئے ورنہ آپ کو اللہ نے معصوم عن الخطاء قرار دیا ہے۔ برائے تواضع بھی ہو سکتا ہے۔

(۶۳۹۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن صباح نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے ابن ابی موسیٰ نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے ”میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی

۶۳۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، ابْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ

جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالا ارادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مذاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انہیں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے، تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“ اور عبید اللہ بن معاذ (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) نے بیان کیا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

دعا کے آخر میں لفظ انک علی کل شئی قدیر فرمانا اس چیز کا اظہار ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے یہی استغناء الہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی قہراتے ہیں اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کا اقرار اور اعتراف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی اتانیت کسی کے دل میں آئی تو پھر کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منبری رحمہ اللہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم اور حضرت محمد ﷺ کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو رائدہ درگاہ بنا دے۔ جل جلالہ۔ یہاں مشیت کا ذکر ہو رہا ہے، مشیت اور چیز ہے اور قانون اور چیز ہے۔ قوانین الہی کے بارے میں صاف ارشاد ہے۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا ولن تجد لسنة الله تحويلا۔ (فاطر: ۳۳) صدق الله تبارك و تعالیٰ۔

(۶۳۹۹) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عبد المجید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن ابی موسیٰ اور ابو بردہ نے اور میرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ کے حوالہ سے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ”اے اللہ! میری مغفرت فرما میری خطاؤں میں، میری نادانی میں اور میری کسی معاملہ میں زیادتی میں، ان باتوں میں جن کا تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر میرے ہنسی مذاح اور سنجیدگی میں اور میرے ارادہ میں اور یہ سب کچھ میری ہی طرف سے ہیں۔“

((رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَغْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَزْتُ وَمَا أَغْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) وَقَالَ عُيَيْنُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ، وَحَدَّثَنَا أَبِي وَقَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْذَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [طرفہ فی ۶۳۹۹]

سیرج
۶۳۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُيَيْنُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي بُرْذَةَ أَحْسَبُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو : ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَغْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطَايَا وَعَمْدِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي)).

باب اس قبولیت کی گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن

آتی ہے

(۶۴۰۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، انہیں ایوب نے خبر دی، انہیں محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان اس حال میں پالے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھلائی بھی وہ مانگے گا اللہ عنایت فرمائے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور ہم نے اس سے یہ سمجھا کہ آنحضور ﷺ اس گھڑی کے مختصر ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

تفسیر حجتہ المند حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں۔ ثم اختلفت الرواية في تعيينها فقليل هي ما بين ان يجلس الامام المنبر ان تقضى الصلوة لانها ساعة تفتح فيها ابواب السماء ويكون المومنين فيها راغبين الى الله فقد اجتمع فيها بركات السماء والارض الخ و قبل بعد العصر الى غيبوبة الشمس لانها وقت نزول القضاء و في بعض الكتب الالهية انما فيها خلق آدم (حجة الله) يعني اس گھڑی کی تعیین میں اختلاف ہے۔ یہ بھی ہے کہ یہ امام کے ممبر پر بیٹھے سے ختم نماز تک ہوتی ہے اس لئے کہ اس گھڑی میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس میں مومنوں کو اللہ کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے، پس اس میں آسمانی و زمینی برکات جمع کی جاتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عصر کے بعد سے غروب تک ہے، اس لئے کہ یہ قضائے الہی کے نزول کا وقت ہے اور بعض حوالوں کی بنا پر یہ آدم کی پیدائش کا وقت ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ یہود کے حق میں ہماری

(جوابی) دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن ان کی کوئی بددعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

(۶۴۰۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ”السلام علیکم“ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا ”وعلیکم“ لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ”السلام علیکم ولعنکم اللہ و غضب علیکم“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ٹھہر، عائشہ! نرم خوئی اختیار کر اور سختی اور بدکلامی سے ہمیشہ پرہیز کر۔ انہوں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ

۶۱- باب الدُّعَاءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي

فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

۶۴۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُؤَافَقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ خَيْرًا إِلَّا أُعْطَاهُ)) وَقَالَ بِيهِ ((قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزِيدُهَا)). [راجع: ۹۳۵]

۶۲- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُودِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِينَا)).

۶۴۰۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ اتُّوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ قَالَ: ((وَعَلَيْكُمْ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمْ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكَ بِالرُّفْقِ، وَإِيَّاكَ وَالْعَنَفَ أَوْ

الْفُحْشِ)) قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ يهودی کیا کہہ رہے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ؟ رَدَدَتْ عَلَيْهِمْ، فَيَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)). [راجع: ۲۹۳۵]

پھر ان کے کوئے کاٹنے سے کیا ہوتا ہے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ آج کے غاصب یودیوں کا بھی جو فلسطین پر قبضہ غاصبانہ کئے ہوئے ہیں، یہی انجام ہونے والا ہے (ان شاء اللہ)

باب (جری نمازوں میں) بالجر آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

۶۳- باب التَّأْمِينِ

(۶۳۰۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کو کیونکہ اس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۶۴۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ : حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمَّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُوَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[راجع: ۷۸۰]

جری نمازوں میں آیت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ پر بلند آواز سے آمین کہنا امت کے سوا و اعظم کا عمل ہے مگر برادران احناف کو اس سے اختلاف ہے اس سلسلہ میں مقتدائے الہدایت حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رضی اللہ عنہ کا ایک مقالہ پیش خدمت ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس مقالہ کو بغور مطالعہ فرماتے ہوئے حضرت مولانا مرحوم کے لئے اور مجھ ناچیز خادم کے لئے بھی دعائے خیر کریں گے۔

اہل حدیث کا مذہب ہے کہ جب امام اونچی قرأت پڑھے تو بعد ولا الضالین کے (امام) اور مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتی سمع من صلی من الصف الاول رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ و قال حتی یسمعها اهل الصف الاول۔ فیرتج بها المسجد (المنقی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے۔ ایسی کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر سب لوگ بیک آواز آمین کہتے تو تمام مسجد آواز سے گونج جاتی۔ اس مسئلہ نے اپنی قوت ثبوت کی وجہ سے بعض محققین علمائے حنفیہ کو بھی اپنا قائل بنا لیا۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی مرحوم شرح وقایہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ قد ثبت الجہر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باسانید متعدده یقوی بعضها بعضا فی سنن ابن ماجہ والنسائی و ابوداؤد و جامع الترمذی و صحیح ابن حبان و کتاب الام لشافعی و غیرہا و عن جماعة من اصحابہ بروایۃ ابن حبان فی کتاب الثقات و غیرہ و لهذا اشار بعض اصحابنا کابن الہمام فی فتح القدیر و تلمیذہ ابن امیر الحاج فی حلیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی الی قوة رواية (حاشیہ شرح وقایہ)

نبی اکرم ﷺ سے متعدد سندوں کے ساتھ آمین بالجر کہنا ثابت ہے وہ ایسی سندیں ہیں کہ ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں جو ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، صحیح ابن حبان، امام شافعی کی کتاب الام وغیرہ میں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے بھی ابن حبان کی

روایت سے ثابت ہے۔ اسی واسطے ہمارے بعض علماء مثلاً ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور ان کے شاگرد ابن امیر الحاج نے حلیۃ المصلیٰ شرح منیۃ المصلیٰ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آئین بالہر کا ثبوت باعتبار روایات کے قوی ہے (آخر میں یہی) شیخ ابن ہمام شارح ہدایہ فتح القدیر مسئلہ ہذا آئین بالہر میں بالکل الہجدیث کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں لو کان الی فی ہذا معنی لو افقت بان روایۃ الخفض یزاد بها عدم القرء الخفیف و روایۃ الجہر سمی فی درالصبت و قد بدل علی ہذا ما فی ابن ماجہ کان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا تلی غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حنی یسمعہا من یلیہ من الصف الاول فیر تج بہا المسجد (فتح القدیر نو لکشور ص ۷۱) ”اگر مجھے اس امر میں اختیار ہو یعنی میری رائے کوئی شے ہو تو میں اس میں موافقت کروں کہ جو روایت آہستہ والی ہے اس سے تو یہ مراد ہے کہ بہت زور سے نہ چلاتے تھے اور جرکی آواز سے مراد گونجتی ہوئی آواز ہے۔ میری اس توجیہ پر ابن ماجہ کی روایت دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے ایسی کہ پہلی صف والے سن لیتے تھے پھر دوسرے لوگوں کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔“

اظہار شکر: اہل حدیث کو فخر ہے کہ ان کے مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہو کر ائمہ سلف کے معمول بہ ہونے کے علاوہ صوفیائے کرام میں سے مولانا خدوم جہانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز بھی ان کی تائید میں ہیں۔ چنانچہ ان کی کتاب غنیۃ الطالبین کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ حضرت مدوح نے آئین رفع یدین کو کس وضاحت سے لکھا ہے۔

گدایاں را ازین معنی خبر نیست کہ سلطان جہاں پادشاہ است امروز

پس صوفیائے کرام کی خدمت میں عموماً اور خاندان قادریہ کی جناب میں خصوصاً بڑے ادب سے عرض ہے کہ وہ ان دونوں سنتوں کو رواج دینے میں دل و جان سے سعی کریں اور اگر خود نہ کریں تو ان کے رواج دینے والے اہل حدیث سے دلی محبت اور اخلاص رکھیں۔ کیونکہ۔

پائے سگ بوسیدہ مجنوں خلق گفت ایں چہ بود گفت مجنوں ایں گئے در کوئے لیلی رفتہ بود

حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم یہاں لکھتے ہیں کہ ہر دعا کے بعد دعا کرنے والے اور سننے والوں سب کو آمین کہنا مستحب ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے کہ یہودی جتنا سلام اور آمین پر تم سے جلتے ہیں اتنا کسی بات پر نہیں جلتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم آمین بہت کہا کرو۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض مسلمان بھی آمین سے جلتے گئے ہیں اور جب الہجدیث پکار کر نماز میں آمین کہتے ہیں تو وہ برا مانتے ہیں۔ لڑنے پر مستعد ہوتے ہیں، گویا یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں (وحیدی) اللہ پاک علمائے کرام کو سمجھ دے کہ آج کے نازک دور میں وہ امت کو ایسے اختلاف پر لڑنے بھگڑنے سے باز رہنے کی تلقین کریں آمین۔ اوپر والا مقالہ حضرت الاستاذ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی کتاب مسلک اہل حدیث کا اقتباس ہے (راز)۔

باب لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

۶۴۔ باب فَضْلِ التَّهْلِيلِ

(۶۴۰۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ تقیبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سہمی نے، ان سے ابو صالح نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کلمہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر

۶۴۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهْمِيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ. وَهُوَ

چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“ دن میں سو دفعہ پڑھا اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سونکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا شام تک کے لئے اور کوئی شخص اس دن اس سے بہتر کام کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا، سو اس کے جو اس سے زیادہ کرے۔

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ
كَانَتْ لَهُ عَذْلٌ عَشْرَ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ
مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيتَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ،
وَكَانَتْ لَهُ حِزْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ،
حَتَّى يُنْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلِ مِمَّا
جَاءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ)).

[راجع: ۲۳۹۳]

(۶۴۰۴) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن عمرو نے، کہا کہ ہم سے عمرو بن ابی زائدہ نے، ان سے ابو اسحاق سیبی نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس نے یہ کلمہ دس مرتبہ پڑھ لیا وہ ایسا ہو گا جیسے اس نے ایک عربی غلام آزاد کیا۔ اسی سند سے عمرو بن ابی زائدہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبد اللہ بن ابی السفر نے بیان کیا، ان سے شعبی نے، ان سے ربیع بن خثیم نے یہ مضمون تو میں نے ربیع بن خثیم سے پوچھا کہ تم نے کس سے یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ عمرو بن میمون اودی سے۔ پھر میں عمرو بن میمون کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ سے۔ ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، وہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے اور ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابو اسحاق سیبی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی۔ اور موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے داؤد بن ابی ہند نے، ان سے عامر شعبی نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور اسماعیل بن ابی خالد نے

۶۴۰۴ - قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ
أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو
بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ
أَغْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ عُمَرُ
بْنُ أَبِي زَائِدَةَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي
السُّفْرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خَثِيمٍ
مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ:
مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ
مَيْمُونٍ فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ: مِنْ
ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ:
مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ مِنْ أَبِي أَيُّوبَ
الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ
إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ
قَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا
وَهْبِيُّ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ غَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: عَنِ الشَّعْبِيِّ،

بیان کیا، ان سے شعبی نے، ان سے ربیع نے موقوفاً ان کا قول نقل کیا۔ اور آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن میسرہ نے بیان کیا، کہا میں نے ہلال بن یساف سے سنا، ان سے ربیع بن خثیم اور عمرو بن میمون دونوں نے اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ اور اعمش اور حصین دونوں نے ہلال سے بیان کیا، ان سے ربیع بن خثیم نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یہی حدیث روایت کی۔ اور ابو محمد حضری نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً اسی حدیث کو روایت کیا۔

عَنِ الرَّبِيعِ قَوْلُهُ. وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ. عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خَثِيمٍ، وَعَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَوْلُهُ. وَقَالَ الْأَعْمَشُ: وَحُصَيْنٌ. عَنِ هِلَالٍ، عَنِ الرَّبِيعِ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَوْلُهُ وَرَوَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تشییح

سند میں اسماعیل بن ابی خالد والا جو اثر نقل ہوا ہے اسے حسین مروزی نے زیادات زہد میں وصل کیا مگر زیادات میں پہلے یہ روایت موقوفاً ربیع سے نقل کی اس کے اخیر میں یہ ہے۔ شعبی نے کہا میں نے ربیع سے پوچھا تم نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا عمرو بن میمون سے۔ میں ان سے ملا اور پوچھا، انہوں نے کہا میں نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے سنا۔ میں ان سے ملا اور پوچھا تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ الخ بڑی فضیلت والا کلمہ ہے۔ بعض روایتوں میں ولہ الحمد کے بعد یحیٰ ویمیت اور بعض میں غیرک الخ کے لفظ زیادہ آئے ہیں۔ یہ کلمہ گنہگاروں کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ اگر روزانہ کم سے کم سو بار اس کلمہ کو پڑھ لیا کریں تو گناہوں سے کفارہ کے علاوہ توحید میں عقیدہ اس قدر مضبوط و پختہ ہو جائے گا کہ وہ شخص توحید کی برکت سے اپنے اندر ایک خاص ایمانی طاقت محسوس کرے گا۔ راقم الحروف خادم محمد داؤد راز نے اپنی حقیر عمر میں ایسے کئی بزرگوں کی زیارت کی ہے جن کی ایمانی طاقت کا میں اندازہ نہیں کر سکا۔ جن میں سے ایک بمبئی کے مشہور بزرگ مہاجر مکہ حضرت حاجی منشی علیم اللہ صاحب بھی تھے جو مکہ ہی کی سرزمین میں آرام کر رہے ہیں۔

غفر الله له وادخله جنة الفردوس۔ آمین۔

ابو محمد حضری کی روایت کو امام احمد اور جرانی نے وصل کیا ہے۔ بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابو عبد الله والصحيح قول عمرو يعني حضرت امام بخاری نے کہا کہ عمرو کی روایت صحیح ہے حالانکہ اوپر عمرو کی روایت کوئی نہیں گزری بلکہ عمر بن زائدہ کی ہے۔ حافظ ابو ذر نے کہا عمر بغیر داؤد کے صحیح ہے۔

باب سبحان اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

۶۵۔ باب فَضْلِ التَّسْبِيحِ

لفظ سبحان فعل محذوف کا مصدر ہے۔ فعل محذوف یہ ہے سبحت الله سبحانا جیسے لفظ حمت اللہ حمداً ہے۔

(۶۴۰۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سہمی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر

۶۴۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَهْمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ

ہی کیوں نہ ہوں۔

زَبَدِ الْبَحْرِ))۔

مسلم میں ابوذر سے نقل ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے محبوب ترین کلام پوچھا تو آپ نے بتلایا کہ ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ و بحمدہ یعنی اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام سبحان اللہ و بحمدہ ہے۔

۶۴۰۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ)).

(۶۳۰۶) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو زرہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں۔ سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ و بحمدہ

[طرفاہ فی : ۶۶۸۲، ۷۵۶۳]

یہ تسبیح بھی بڑا وزن رکھتی ہے حضرت امام بخاری نے جامع الصالح کو اس کلمہ پر ختم فرمایا ہے۔

۶۶- باب فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ باب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان

تَشْرِیح ذکر الہی کی فضیلت میں حضرت حجتہ النذ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ الاحفتم الملائکۃ و غشیتم الرحمة و قال صلی اللہ علیہ وسلم قال تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذ ا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیرمنہ و قال صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بخیر اعمالکم و از کاہا عند ملیکم و ارفعہا فی درجاتکم و خیر لکم من انفاق الذهب و الورد و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم و یضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ (حجۃ اللہ بالغۃ) یعنی رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جو بھی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت الہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور حدیث قدسی میں اللہ نے فرمایا کہ میں بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے نفس میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر بندہ کسی گروہ میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ایسے گروہ میں ذکر کرتا ہوں جو بہترین یعنی فرشتوں کا گروہ ہے اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تم کو بہترین عمل نہ بتلاؤں جو اللہ کے یہاں بہت پاکیزہ ہے اور درجہ میں بہت بلند ہے اور سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے بلکہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ صحابہ نے کہا ہاں ضرور بتلائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ”وہ اللہ کا ذکر ہے۔“

قرآن مجید میں اللہ نے اپنے بندگان خاص کا ذکر ان لفظوں میں فرمایا ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم ویفکرون فی خلق السموات و الارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ (آل عمران : ۱۹۱) یعنی اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں جو بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور لیٹے ہوئے ہر تیوں انسانی حالتوں میں اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ بلکہ آسمانوں اور زمینوں میں نظر عبرت ڈال کر کہتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا سارا کارخانہ بیکار محض نہیں ہے بلکہ اس میں تیری قدرت کے لاتعداد خزانے مخفی ہیں، تو پاک ہے، پس تو ہم کو موت کے اور دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔ اس آیت میں دیدہ و عبرت والوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ دیکھنے کو نور باطن چاہیے۔

(۶۴۰۷) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

۶۴۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)).

تسبیح اللہ کی یاد گویا نمود زندگی ہے اور اللہ کو بھول جانا گویا غفلت موت ہے۔ بعض نے کہا اللہ کی یاد نہ کرنے والوں سے کچھ نفع نقصان نہیں پہنچتا۔ قرآن مجید میں اللہ کا ذکر کرنے سے متعلق بہت سی آیات ہیں ایک جگہ فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔ (الاحزاب: ۴۱) اے ایمان والو! اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہئے۔ کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا یہ اللہ والوں کی شان ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ، کلام، ذکر، اذکار سب کا خلاصہ یہی ذکر اللہ ہے جس کے کلمات تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل بہترین ذرائع ہیں۔ تلاوت قرآن مجید و مطالعہ حدیث نبوی و کثرت درود شریف بھی سب ذکر اللہ ہی کی صورتیں ہیں۔ سب سے بڑا ذکر یہ ہے کہ جملہ ادا امر اور نواہی کے لئے اللہ کو یاد رکھے۔ ادا امر کو بجالائے نواہی سے پرہیز کر لے۔

ذاکرین کی مجلس کا یہ درجہ ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے علاوہ آنے والا شخص گو ان میں شریک نہ ہو، کسی کام یا مطلب سے ان کے پاس آکر بیٹھ گیا ہو، تو ان کے ذکر کی برکت سے وہ بھی بخش دیا گیا۔ اس حدیث سے اہل اللہ اور ذاکرین اللہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی گو کسی ضرورت سے گیا ہو ان کے فیض اور برکت سے محروم نہیں رہتا۔ اب افسوس ہے ان لوگوں پر جو پیغمبر رحمت کے ساتھ بیٹھنے والوں اور سفر اور حضر میں آپ کے ساتھ رہنے والے صحابہ کرام کو ہمیشہ سے محروم اور بد نصیب جانتے ہیں۔ یہ کم بخت خود ہی محروم ہوں گے۔ ایک بار کعب اسلمی خادم رسول کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ انہوں نے کہا جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ اور؟ انہوں نے کہا بس یہی۔ آپ نے فرمایا اچھا کثرت سجد سے میری مدد کر۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کثرة السجود) اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ درجہ رفاقت عطا کرے۔

(۶۴۰۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر ختم پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے۔۔۔۔ حالانکہ

۶۴۰۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ مَلَائِكَتَ يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَيَّ حَاجِبِكُمْ قَالَ: فَيَحْفُوهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّ وَجَلَّ

وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے۔۔۔۔۔ کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزو مند ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ

وَهُوَ أَغْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالُوا: يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَمَجِّدُونَكَ، قَالَ: فَيَقُولُونَ هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ، مَا رَأَوْكَ قَالَ: فَيَقُولُونَ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا وَأَتَكْفَرُ لَكَ تَسْبِيحًا، قَالَ: يَقُولُونَ فَمَا يَسْأَلُونِي؟ قَالَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُولُونَ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ: يَقُولُونَ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَيَمُوتُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: يَقُولُونَ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا قَالَ: يَقُولُونَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ: فَيَقُولُونَ فَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُولُونَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ: هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَنْتَقِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ)). رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔ اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا لیکن اس کو مرفوع نہیں کیا۔ اور سہیل نے بھی اس کو اپنے والد ابو صالح سے روایت کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔

مجلس ذکر سے قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا۔ قرآن و حدیث کی مجالس و عطا منعقد کرنا بھی مراد ہے قرآن پاک خود ذکر ہے۔

تَشْرِیح

۶۷- باب قَوْلٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللَّهِ

۶۴۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي بِنِ غَثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ فِي عَقَبَةٍ أَوْ قَالَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ: فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ: وَرَسُولُ اللَّهِ عَلَى بَعْلَتِهِ قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [راجع: ۲۹۹۲]

تَشْرِیح

لا حول گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے ولا قوۃ اور نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے الا باللہ مگر یہ سب کچھ محض اللہ کی مدد پر موقوف ہے۔ وہی انسان کے ہر حال کا مالک اور مختار ہے۔ اس کلمہ میں اللہ پاک کی عظمت و شان کا بیان ایک خاص انداز سے کیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اسے جو بھی پڑھے گا اور دل میں جگہ دے گا وہ یقیناً جنتی ہو گا۔ جعلنا اللہ منہم (امین)

باب اللہ پاک کے ایک کم سو

نام ہیں۔

۶۸- باب لِّلّٰهِ عِزٌّ وَجَلٌّ مِائَةٌ اِسْمٌ

غَيْرَ وَاحِدٍ

نَسِجَ

ترمذی میں اسم ذات اللہ کے علاوہ مندرجہ ذیل نناوے صفاتی نام آئے ہیں! الرحمن۔ الرحیم۔ الملک۔ القدوس۔ السلام۔ المومن۔ المہيمن۔ العزیز۔ الجبار۔ المتکبر۔ الخالق۔ الباری۔ المصور۔ الغفار۔ القہار۔ الوہاب۔ الرزاق۔ الفتاح۔ العلیم۔ القابض۔ الباسط۔ الخافض۔ الرافع۔ المعز۔ المذل۔ السميع۔ البصیر۔ الحکیم۔ العدل۔ اللطیف۔ الخیر۔ الحلیم۔ العظیم۔ الغفور۔ الشکور۔ العلی۔ الکبیر۔ الحفیظ۔ المقت۔ الحسیب۔ الجلیل۔ الکریم۔ الرقیب۔ المجیب۔ الواسع۔ الحکیم۔ الودود۔ المجید۔ الباعث۔ الشہید۔ الحق۔ الوکیل۔ القوی۔ المتین۔ الولی۔ الحمید۔ المحصى۔ المبدی۔ المعید۔ المحی۔ الممیت۔ الحی۔ القیوم۔ الواجد۔ الماجد۔ الاحد۔ الواحد۔ الصمد۔ القادر۔ المقتدر۔ المقدم۔ المؤخر۔ الاول۔ الآخر۔ الظاهر۔ الباطن۔ الوالی۔ المتعال۔ البز۔ الثواب۔ المنتقم۔ العفد۔ الرؤف۔ مالک الملک۔ ذوالجلال والاکرام۔ المقسط۔ الجامع۔ الغنی۔ المغنی۔ المانع۔ الضار۔ النافع۔ النور۔ الہادی۔ البدیع۔ الباقی۔ الوارث۔ الرشید۔ الصبور۔

یہ اللہ تعالیٰ کے وہ نام ہیں جن کے یاد کرنے پر جنت کی بشارت آئی ہے۔ تاہم اسماء حسنیٰ ان ۹۹ ناموں تک محدود نہیں بلکہ ان کے علاوہ خدا تعالیٰ کے اور نام بھی ہیں مثلاً القاهر۔ الغافر۔ الفاطر۔ السبحان۔ الحنان۔ المنان۔ الرب۔ المحیط۔ القدیر۔ الخلاق۔ الدائم۔ القائم۔ احکم الحاکمین۔ ارحم الراحمین وغیرہ۔

(۶۴۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث ابو الزناد سے یاد کی، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایتاً بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نناوے نام ہیں، ایک کم سو، جو شخص بھی انہیں یاد کر لے گا جنت میں جائے گا۔ اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

۶۴۱۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ قَالَ: اللَّهُ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وَتَرٌ يَجِبُ التَّوَتُّ. [راجع: ۲۷۳۶]

باب ٹھہر ٹھہر کر فاصلے سے وعظ و نصیحت کرنا

(۶۴۱۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمر بن شقیق نے بیان کیا، کہا کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے کہ یزید بن معاویہ (ایک بزرگ تابعی) آئے۔ ہم نے کہا، تشریف رکھئے لیکن انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، میں اندر جاؤں گا اور تمہارے ساتھ (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو باہر لاؤں گا۔ اگر وہ نہ آئے تو میں ہی تنہا آ جاؤں گا اور تمہارے ساتھ بیٹھوں گا۔ پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور وہ یزید بن معاویہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر ہمارے سامنے کھڑے ہوئے کہنے لگے میں جان گیا تھا کہ

۶۹ - باب الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

۶۴۱۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، قَالَ: كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللَّهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا: أَلَا تَجْلِسُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَذْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّي أَخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ، وَلَكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ
تَمَّ يَمَّا مَوْجُودَ هُوَ۔ پس میں جو نکلا تو اس وجہ سے کہ میں نے آنحضرت
ﷺ کو دیکھا آپ مقررہ دنوں میں ہم کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ (فاصلہ)

دے کر) آپ کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ کہیں ہم اکتانہ جائیں۔

[راجعہ: ۶۸]

کتاب الدعوات یہاں ختم ہے مناسب ہے کہ آداب دعا کے بارے میں کچھ تفصیل سے عرض کر دیا جائے۔

آدم تا ایں دم خدائے پاک کے وجود برحق کو ماننے والی جتنی قومیں گزری ہیں یا موجود ہیں ان سب میں دعا کا تصور و تخیل
و تعامل موجود ہے۔ موحد قوموں نے ہر قسم کی نیک دعاؤں کا مرکز اللہ پاک رب العالمین کی ذات واحد کو قرار دیا اور
مشرکین اقوام نے اس صحیح مرکز سے ہٹ کر اپنے دیوتاؤں، اولیاء، پیروں، شہیدوں، قبروں، بتوں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر دیا۔ تاہم
اس قسم کے تمام لوگوں کا دعا کے تصور پر ایمان رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔

اسلام میں دعا کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے، پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں الدعاء مع العبادۃ یعنی عبادت کا اصلی مغز
دعا ہی ہے۔ اس لئے اسلام میں جن جن کاموں کو عبادت کا نام دیا گیا ہے ان سب کی بنیاد از اول تا آخر دعاؤں پر رکھی گئی ہے۔ نماز جو
اسلام کا ستون ہے اور جس کے ادا کئے بغیر کسی مسلمان کو چارہ نہیں وہ از اول تا آخر دعاؤں کا ایک بہترین گل دستہ ہے۔ روزہ حج کا
بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ میں ----- زکوٰۃ دینے والے کے حق میں نیک دعا سکھلا کر بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا اصل مدعا جملہ عبادات سے
دعا ہے چنانچہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ الدعاء هو العبادۃ ثم قرا قال ربکم ادعونی استجب لکم (رواہ احمد وغیرہ) یعنی دعا
عبادت ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق دعاؤں میں وہ غضب کی قوت رکھی گئی ہے کہ ان سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ (موصوف مترجم
کا اشارہ شائد اس حدیث کی طرف ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر و قضا سے سبقت لے جاسکتی تو یہ دعا تھی لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو
موصوف نے لیا ہے اس میں تو واضح طور پر یہ بتایا جا رہا ہے کہ دعا میں بڑی تاثیر ہے جو کسی دوا میں بھی نہیں لیکن یہ تقدیر نہیں بدل
سکتی گویا یوں کہنے کے مومن کا آخری ہتھیار دعا ہے جو تریاق مجرب ہے اگر اس پر حاوی ہے تو صرف قدر و قضاء عبدالرشید تونسوی)

اس لئے نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی کہ فعلیکم عباد اللہ بالدعاء رواہ الترمذی یعنی اے اللہ کے بندو! بالضرور دعا کو اپنے
لئے لازم کر لو۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا سمجھ لو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہے اور فرمایا کہ جس کے
لئے دعا بکثرت کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا سمجھ لو اس کے لئے رحمت الہی کے دروازے کھل گئے اور بھی بہت سی روایات اس قسم کی
موجود ہیں۔ پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اللہ پاک سے ہر وقت دعا مانگنا اپنا عمل بنالیں۔ قبولیت دعا کے لئے قرآن و سنت کی روشنی
میں کچھ تفصیلات ہیں، اس مختصر مقالہ میں ان کو بھی سرسری نظر سے ملاحظہ فرمالیجئے تاکہ آپ کی دعا بالضرور قبول ہو جائے۔

(۱) دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام سے، اگر رزق حلال و

صدق مقبال و لباس طیب مینا نہیں ہے تو دعا سے پہلے ان کو مینا کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

(۲) قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ برحق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم

ہو کہ جو وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہوگی رد نہیں کی جائے گی۔

(۳) قبولیت دعا کے لئے دعا کے مضمون پر توجہ دینا بھی ضروری ہے۔ اگر آپ قطع رحمی کے لئے ظلم و زیادتی کے لئے یا

قانون قدرت کے برعکس کوئی مطالبہ اللہ کے سامنے رکھ رہے ہیں تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ اس قسم کی دعائیں بھی آپ کی قبول ہوں
گی۔

(۴) دعا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے، ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے، بہت سی دعائیں فوراً اثر

دکھاتی ہیں۔ بہت سی کلنی دیر کے بعد اثر پذیر ہوتی ہیں۔ بہت سی دعا بظاہر قبول نہیں ہوتیں مگر ان کی برکات سے ہم کسی آنے والی آفت سے بچ جاتے ہیں اور بہت سی دعائیں صرف آخرت کے لئے ذخیرہ بن کر رہ جاتی ہیں۔ بہر حال دعا ب شرائط بالا کسی حال میں بھی بیکار نہیں جاتی۔

(۵) آنحضرت ﷺ نے آداب دعا میں بتلایا ہے کہ اللہ کے سامنے ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پھیلا کر صدق دل سے سائل بن کر دعا مانگو فرمایا: ”تمہارا رب کریم بہت ہی حیا دار ہے اس کو شرم آتی ہے کہ اپنے مخلص بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے“ آخر میں ہاتھوں کو چہرے پر مل لینا بھی آداب دعا سے ہے۔ (آداب دعا سے ہے کہنے کی بجائے یوں کہا جائے کہ جائز ہے بغیر ملے اگر نیچے گرا دیے جائیں تب بھی آداب دعا میں شامل ہے۔ عبدالرشید تونسوی)

(۶) پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرنا قبولیت کے لحاظ سے فوری اثر رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ فرشتے ساتھ میں آمین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے کو دعا دیتے ہیں کہ خدا تم کو بھی وہ چیز عطا کرے جو تم اپنے غائب بھائی کے لئے مانگ رہے ہو۔

(۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مظلوم کی دعا، حاجی کی دعا جب تک وہ واپس ہو، مجاہد کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد کو پہنچے۔ مریض کی دعا یہاں تک کہ وہ تندرست ہو، پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کے لئے دعا کرے خیر جو قبولیت میں فوری اثر رکھتی ہے۔

(۸) ایک دوسری روایت کی بنا پر تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ والدین کا اپنی اولاد کے حق میں دعا کرنا، مظلوم کی دعا بعض روایت کی بنا پر روزہ دار کی دعا اور امام عادل کی دعا بھی فوری اثر دکھلاتی ہے۔ مظلوم کی دعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بارگاہ احدیت سے آواز آتی ہے کہ مجھ کو قسم ہے اپنے جلال کی اور عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ اس میں کچھ وقت لگے۔

(۹) کشادگی، بے فکری فارغ البالی کے اوقات میں دعاؤں میں مشغول رہنا کمال ہے، ورنہ شدائد و مصائب میں تو سب ہی دعا کرنے لگے جاتے ہیں اولاد کے حق میں بد دعا کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح اپنے لئے یا اپنے مال کے لئے بھی بد دعا نہ کرنی چاہئے۔

(۱۰) دعا کرنے سے پہلے پھر اپنے دل کا جائزہ لیجئے کہ اس میں سستی غفلت کا کوئی داغ و صہہ تو نہیں ہے۔ دعا وہی قبول ہوتی ہے جو دل کی گہرائی سے صدق نیت سے حضور قلب و یقین کامل کے ساتھ کی جائے۔

یہ چند باتیں بطور ضروری گذارشات کے ناظرین کے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ امید بلکہ یقین کامل ہے کہ بخاری شریف کا مطالعہ فرمانے والے بھائی یمن سب اپنے اس حقیر ترین خادم کو بھی اپنی دعا میں شریک رکھیں گے اور اگر کہیں بھول چوک نظر آئے تو اس سے مخلصانہ طور پر مطلع کریں گے، یا اپنے دامن عفو میں چھپالیں گے۔

۸۱- کتاب الرقاق

کتاب دل کو نرم کرنے
والی باتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱ - باب الصَّحَّةِ وَالْفَرَاغِ باب صحت اور فراغت کے بیان میں۔ اور آنحضرت ﷺ کا
وَلَا عِيشَ إِلَّا عِيشُ الْآخِرَةِ یہ فرمان کہ زندگی درحقیقت آخرت ہی کی زندگی ہے

شرح | اس کتاب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ احادیث جمع کی ہیں جنہیں پڑھ کر دل میں رقت اور نرمی پیدا ہوتی ہے۔ وفاق رقیقہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نرمی، رحم، شرمندگی، پتلا پن۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ”الرقاق والرقائق جمع رقیقہ“ وسمیت هذه الاحادیث بذالك لان في كل منها ما يحدث في القلب رقة“ قال اهل اللغة الرقة الرحمة و ضد الغلظ: ويقال للكثير الحياء رق وجهه استحياء۔ وقال الراغب: متى كانت الرقة في جسم و ضدها الصفاقة كنوب رقيق وثوب صفيق۔ ومتى كانت في نفس فضدها القسوة كرقیق القلب وقاسی القلب۔“ (فتح الباری) یعنی رقاق اور رقائق رقیقہ کی جمع ہے اور ان احادیث کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں ایسی باتیں ہیں جن سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں رقت یعنی رحم (نرمی، غیرت) اس کی ضد غلظ (تختی) ہے چنانچہ زیادہ غیرت مند شخص کے بارے میں کہتے ہیں حیا سے اس کا چہرہ شرم آلود ہو گیا۔ امام راغب فرماتے ہیں۔ رقت کا لفظ جب جسم پر بولا جاتا ہے تو اس کی ضد صفاقتہ (موٹاپن) آتی ہے، جیسے ثوب رقیق (پتلا کپڑا) اور ثوب صفيق (موٹا کپڑا) اور جب کسی ذات پر بولا جاتا ہے تو اس کی ضد قسوة (تختی) آتی ہے جیسے رقیق القلب (نرم دل) اور قاسی القلب (تخت دل)۔“

۶۴۱۲ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هَنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نِعْمَتَانِ مَغْبُورٌ فِيهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)). قَالَ عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هَنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

(۶۴۱۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن سعید نے خبر دی، وہ ابو ہند کے صاحب زادے ہیں، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔ عباس عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی ہند نے، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سلم سے اسی حدیث کی طرح۔

(۶۴۱۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں۔ پس تو انصار و مہاجرین میں صلاح کو باقی رکھ۔“

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۶۴۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اللَّهُمَّ لَا عِشَ إِلَّا عِشَةُ الْآخِرَةِ فَأُصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

[راجع: ۲۸۳۴]

(۶۴۱۴) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خندق کے موقع پر موجود تھے، آنحضرت ﷺ بھی خندق کھودتے جاتے تھے اور ہم مٹی کو اٹھاتے جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ ہمارے قریب سے گزرتے ہوئے فرماتے ”اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت کر۔“ اس روایت کی متابعت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

باب آخرت کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے

اس کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں فرمایا۔ ”بلاشبہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل کود کی طرح ہے اور زینت ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنے اور مال اولاد کو بڑھانے کی کوششوں کا نام ہے، اس کی مثال اس بارش کی ہے جس کے سبزہ نے کاشتکاروں کو بھا لیا ہے، پھر جب اس کھیتی میں ابھار آتا ہے تو تم دیکھو گے کہ وہ پک کر زرد ہو چکا ہے۔ پھر وہ دانہ نکلنے کے لئے روند ڈالا جاتا ہے (یہی حال زندگی کا ہے) اور آخرت میں کافروں کے لئے سخت عذاب ہے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی بھی ہے اور دنیا کی زندگی تو محض ایک دھوکے کا سامان ہے۔“

(۶۴۱۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

۶۴۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ، حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَخْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا عِشَ إِلَّا عِشَةُ الْآخِرَةِ فَأَغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۲- بَابُ مِثْلِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ خُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ، وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ [الحديد : ۲۰].

۶۴۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ،

عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سہل نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے میں صبح کو یا شام کو تھوڑا سا چلنا بھی دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَوْضِعٌ سَوَاطِئُ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَدْ وَدَّعْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - أَوْ رَوْحَةً - خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

[راجع: ۲۷۹۴]

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے تم مسافر ہو یا عارضی طور پر کسی راستہ پر چلنے والے ہو

۳- باب قول النَّبِيِّ ﷺ:

«كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ».

(۶۳۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبد الرحمن ابو منذر طفاوی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے مجاہد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا ”دنیا میں اس طرح ہو جا جیسے تو مسافر یا راستہ چلنے والا ہو“ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو۔ اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔

۶۴۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَمِينِي فَقَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ». وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

باب آرزو کی رسی کا دراز ہونا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”پس جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے“ اور سورہ حجر میں فرمایا اے نبی! ان کافروں کو چھوڑ کہ وہ کھاتے رہیں اور مزے کرتے رہیں اور آرزو ان کو دھوکے میں غافل رکھتی رہے، پس وہ عنقریب جان لیں گے جب ان کو موت اچانک

۴- باب فِي الْأَمَلِ وَطَوْلِهِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: «فَمَنْ زُجِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْفُرُورِ» [آل عمران: ۱۸۵] «ذَرَهُمْ يَأْكُلُوا وَيَمْتَعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ» [الحجر: ۳] وَقَالَ

دروچ لے گی۔“ علیؑ نے کہا کہ دنیا پیٹھ پھیرنے والی ہے اور آخرت سامنے آرہی ہے۔ انسانوں میں دنیا و آخرت دونوں کے چاہنے والے ہیں۔ پس تم آخرت کے چاہنے والے بنو، دنیا کے چاہنے والے نہ بنو، کیونکہ آج تو کام ہی کام ہے حساب نہیں ہے اور کل حساب ہی حساب ہو گا اور عمل کا وقت باقی نہیں رہے گا۔ سورہ بقرہ میں جو لفظ بمزحزحہ۔ بمعنی مبادعہ ہے اس کے معنی ہٹانے والا۔

آیت باب میں لفظ امل سے آرزو و تمنا مراد ہے۔ یعنی خواہشات نفسانی پوری ہونے کی امید رکھنا۔ مثلاً آدمی یہ خیال کرے کہ ابھی بہت عمر بڑی ہے، جلدی کیا ہے۔ آخر عمر میں توبہ کر لیں گے۔ ایسی ہی غلط آرزو کو امل کہتے ہیں۔ بدھاپے میں ایسی آرزو کی رسی بہت دراز ہوتی جاتی ہے مگر دفعتاً موت آکر دروچ لیتی ہے۔ الامن رحم اللہ۔ آیت باب میں لفظ زحزح آیا تھا اس کی مناسبت سے بمزحزحہ کی تفسیر بیان کر دی ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

(۶۴۱۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ قطان نے خبر دی، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے منذر بن یعلیٰ نے، ان سے ربیع بن خثیم نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے خطوں سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔

اس چوکھٹے کی شکل یوں مرتب کی گئی ہے۔ اندر والی لکیر انسان ہے جس کو چاروں طرف سے مشکلات نے گھیر رکھا ہے اور گھیرنے والی لکیر اس کی موت ہے اور باہر نکلتے والی اس کی حرص و آرزو ہے جو موت آنے پر دھری رہ جاتی ہے۔ حیات چند روزہ کا یہی حال ہے۔

(۶۴۱۸) ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور

عَلِيٍّ : ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُذْبِرَةً، وَارْتَحَلَتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ، وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلٌ. بِمُزْحَزِحِهِ: بِمُبَادِعِهِ.

تَشْرِيحُ

۶۴۱۷- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُنْذِرٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خَثِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خَطًّا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسْطِ، وَقَالَ: ((هَذَا الْإِنْسَانُ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ، - أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذِهِ الْخُطُوطُ الصِّغَارُ الْأَغْرَاضُ، فَإِنَّ أَخْطَاءَهُ هَذَا نَهَشَتْهُ هَذَا، وَإِنْ أَخْطَاءَهُ هَذَا نَهَشَتْهُ هَذَا)).

تَشْرِيحُ

۶۴۱۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوطًا فَقَالَ:

فرمایا کہ یہ امید ہے اور یہ موت ہے، انسان اسی حالت (امیدوں تک پہنچنے کی) میں رہتا ہے کہ قریب والا خط (موت) اس تک پہنچ جاتا ہے۔

باب جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا

تو پھر اللہ تعالیٰ نے عمر کے بارے میں اس کے لئے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ”کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جو شخص اس میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا، پھر بھی تم نے ہوش سے کام نہیں لیا۔“

(۶۴۱۹) ہم سے عبدالسلام بن مطر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمر بن علی بن عطاء نے بیان کیا، ان سے معن بن محمد غفاری نے، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔ اس روایت کی متابعت ابو حازم اور ابن عجلان نے مقبری سے کی ہے۔

یا اللہ! میں ستر سال کو پہنچ رہا ہوں، یا اللہ! موت کے بعد مجھ کو ذلت و خواری سے بچائیو اور میرے سارے ہمدردان کرام کو

بھی۔ آمین یا رب العالمین۔ (راز)

(۶۴۲۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو صفوان عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔ لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا اور یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ مجھے سعید اور ابو سلمہ نے خبر دی۔

(۶۴۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس

((هَذَا الْأَمَلُ وَهَذَا أَجَلُهُ، هُوَ كَذَلِكَ إِذَا جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ)).

۵- باب مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ

أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ

لِقَوْلِهِ : ﴿أَوَلَمْ نَعْمُرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمْ النَّذِيرُ﴾ [فاطر : ۳۷]۔

۶۴۱۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ،

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ

الْغَفَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ﷺ قَالَ: ((أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَى أَمْرٍ آخَرَ

أَجَلَهُ حَتَّى بَلَغَهُ سِتِّينَ سَنَةً)). تَابِعَهُ أَبُو

حَازِمٍ وَابْنُ عَجَلَانَ عَنِ الْمَقْبَرِيِّ.

۶۴۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ

بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا

يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًا فِي اثْنَتَيْنِ: فِي

حُبِّ الدُّنْيَا، وَطُولِ الْأَمَلِ)). قَالَ اللَّيْثُ:

حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنْ أَبِي شَهَابٍ قَالَ:

أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ.

۶۴۲۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ،

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں، مال کی محبت اور عمر کی درازی۔ اس کی روایت شعبہ نے قنادہ سے کی ہے۔

اللہ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَكْبُرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبُرُ مَعَهُ اثْنَانِ: حُبُّ الْمَالِ، وَطُولُ الْعُمُرِ)). رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ.

تشریح اس سند کے ذکر کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ قنادہ کی تدلیس کا شبہ رفع ہو کیونکہ شعبہ تدلیس کرنے والوں سے اسی وقت روایت کرتے ہیں جب ان کے سماع کا یقین ہو جاتا ہے۔

باب ایسا کام جس سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو اس باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے نقل کی ہے۔

۶- باب الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ تَعَالَى. فِيهِ سَعْدٌ

(۶۴۲۲) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی اور وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات خوب میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ انھیں یاد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ایک ڈول میں سے پانی لے کر مجھ پر کھلی کر دی تھی۔

۶۴۲۲- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ رَبِيعٍ، وَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ: وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِي دَارِهِمْ. [راجع: ۷۷]

(۶۴۲۳) انہوں نے بیان کیا کہ عتب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا، پھر بنی سالم کے ایک اور صاحب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کوئی بندہ جب قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہو گا کہ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہو گا اور اس سے اس کا مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوگی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا۔

۶۴۲۳- قَالَ: سَمِعْتُ عِثْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ قَالَ: غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَنْتَعِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)). [راجع: ۴۲۴]

کلمہ طیبہ کا صحیح اقرار یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل و عقیدہ بھی ہو، ورنہ محض زبانی طور پر کلمہ پڑھنا بیکار ہے۔

(۶۴۲۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کا جس کی میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر

۶۴۲۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ

أَهْلِي الدُّنْيَا؟ ثُمَّ اخْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ)).
 کر لے، تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔
 مراد وہ بندہ ہے جس کا کوئی پیارا بچہ فوت ہو جائے اور وہ مبر کرے تو یقیناً اس کے لئے وہ بچہ شفاعت کرے گا۔ مگر دنیا میں
 لَشَيْخٍ ایسا کون ہے جسے یہ صدمہ پیش نہ آتا ہو الا ماشاء اللہ۔ اللہ مجھ کو بھی مبر کی توفیق دے آمین (رازا)

۷- باب مَا يُحَذَّرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالْتِنَافُسِ فِيهَا

کرنے سے ڈرنا

(۶۳۲۵) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں مسور بن خمرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن عدی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، انہوں نے انہیں خبر دی کہ آنحضرت ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین وہاں کا جزیرہ لانے کے لئے بھیجا، آنحضرت ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن الحضرمی کو امیر مقرر کیا تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیرہ کامال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے متعلق سنا اور صبح کی نماز آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جب آنحضرت ﷺ جانے لگے تو وہ آپ کے سامنے آگئے۔ آنحضرت انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ ابو عبیدہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پھر تمہیں خوشخبری ہو تم اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی، خدا کی قسم، فقر و محتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمہارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کرو گے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔

۶۴۲۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرُو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي غَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَذْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجَزِيرَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ صَالِحَ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ فَوَافَتَهُ صَلَاةُ الصُّبْحِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ فَنَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَأَاهُمْ وَقَالَ: ((أَطْنُكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَأَبْشِرُوا وَأَمْلُوا مَا يَسْرُكُمْ، فَوَ اللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُنْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُلْهِيكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ)). [راجع: ۱۳۴۴]

شَرِح

ہو ہو یہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان محبت و نواہی میں پھنس کر اسلام اور فکر آخرت سے غافل ہو گئے جس کے نتیجے میں بے دینی پیدا ہو گئی اور وہ آپس میں لڑنے لگے جس کا نتیجہ یہ اخطا ہے جس نے آج دنیائے اسلام کو گھیر رکھا ہے۔

۶۴۲۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنِيرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَحَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)).

(۶۴۲۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا، ان سے ابو الخیر نے بیان کیا اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ ماہر تشریف لائے اور جنگ احد کے شہیدوں کے لئے اس طرح نماز پڑھی جس طرح مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا آخرت میں تم سے آگے جاؤں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا، واللہ میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔

اس حدیث سے نماز جنازہ غائبانہ بھی ثابت ہوئی۔

شَرِح

بعد کے زمانوں میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کی تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور بیشتر اسلامی اکابر آپس میں رقابت سے تباہ ہو گئے حتیٰ کہ علمائے کرام بھی اس بیماری سے نہ بچ سکے الا من شاء اللہ۔ مزید اگر گوئم زبان سوزد۔

۶۴۲۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ)) قِيلَ: وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: ((زَهْرَةُ الدُّنْيَا)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرَ بِالْشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ

(۶۴۲۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کی برکتیں تمہارے لئے نکال دے گا۔ پوچھا گیا زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ دنیا کی چمک دمک۔ اس پر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا بھلائی سے برائی پیدا ہو سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ اس پر خاموش ہو گئے اور ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی پیشانی کو صاف

کرنے لگے اور دریافت فرمایا، پوچھنے والے کہاں ہیں؟ پوچھنے والے نے کہا کہ حاضر ہوں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اس سوال کا حل ہمارے سامنے آگیا تو ہم نے ان صاحب کی تعریف کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ مال سرسبز اور خوشگوار (گھاس کی طرح) ہے اور جو چیزیں بھی ربیع کے موسم میں آگتی ہیں وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہیں۔ سوائے اس جانور کے جو پیٹ بھر کے کھائے کہ جب اس نے کھالیا اور اس کی دونوں کوکھ بھر گئیں تو اس نے سورج کی طرف منہ کر کے جگلی کر لی اور پھر پاخانہ پیشاب کر دیا اور اس کے بعد پھر لوٹ کے کھالیا اور یہ مال بھی بہت شیریں ہے جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور حق میں خرچ کیا تو وہ بہترین ذریعہ ہے اور جس نے اسے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا تو وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔

اعتدال پر اشارہ ہے جسے ہر مالی چرنے والے جانور کی مثال سے بیان فرمایا ہے جو جانور ہر مالی بے اعتدالی سے کھا جاتے ہیں وہ بیمار بھی ہو جاتے ہیں دنیا کا یہی حال ہے یہاں اعتدال ہر حال میں ضروری ہے۔

(۶۴۲۸) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو حمزہ سے سنا، کہا کہ مجھ سے زہد بن مضرب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو اس کے بعد ہوں گے۔ عمران نے بیان کیا کہ مجھے نہیں معلوم آنحضرت ﷺ نے ارشاد کو دو مرتبہ دہرایا یا تین مرتبہ۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے کہ وہ گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے اور ان پر سے اعتماد جاتا رہے گا۔ وہ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور ان میں مٹایا پھیل جائے گا۔

راوی کو تین دفعہ کا شبہ ہے اگر آپ نے تیسری دفعہ بھی ایسا فرمایا تو تین تابعین بھی اس فضیلت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جن

جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِينِهِ فَقَالَ: ((أَيُّ السَّائِلِ؟)) قَالَ: أَنَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لَقَدْ حَمَدَنَاهُ حِينَ طَلَعَ ذَلِكَ قَالَ: ((لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصْبَةٌ خُلُوةٌ، وَإِنْ كُلُّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِيمُ إِلَّا أَكَلَةَ الْخَصْبَةِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ فَاجْتَرَّتْ وَتَلَطَّتْ وَبَالَتْ، ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خُلُوةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ، فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[راجع: ۹۲۱]

۶۴۲۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَهْدُ بْنُ مَضْرِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أَذْرِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ قَوْلِهِ مَوْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ((ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَنْفَعُونَ، وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السُّمُنُ)). [راجع: ۲۶۵۱]

تَشْرِيحُ

گئے دنیا نے ان کے نیک اعمال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی لیکن ان کے بعد ہم کو اتنا پیسہ ملا کہ ہم اس کو کہاں خرچ کریں بس اس مٹی اور پانی یعنی عمارت میں ہم کو اسے خرچ کا موقع ملا ہے۔

یعنی بے ضرورت عمارتیں بنوائیں۔ محض دنیاوی نام و نمود و نمائش کے لئے عمارتوں کا بنوانا امر محمود نہیں ہے۔ ہاں ضرورت کے تحت جیسے کھانا ضروری ہے اسی طرح سردی گرمی برسات سے بچنے کے لئے مکان بھی ضروری ہے۔

(۶۴۳۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کا قصہ بیان کیا۔

باب اللہ پاک کا سورہ فاطر میں فرمانا

اللہ کا وعدہ حق ہے پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکا میں نہ ڈال دے (کہ آخرت کو بھول جاؤ) اور نہ کوئی دھوکا دینے والی چیز تمہیں اللہ سے غافل کر دے۔ بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ جنسی ہو جائے۔ آیت میں سیر کا لفظ ہے جس کی جمع معر آتی ہے۔ مجاہد نے کہا جسے فریابی نے وصل کیا کہ غرور سے شیطان مراد ہے۔

(۶۴۳۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم قرشی نے بیان کیا کہ مجھے معاذ بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں حمران بن ابان نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے وضو کا پانی لے کر آیا وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے، پھر انہوں نے اچھی طرح وضو کیا۔ اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی جگہ وضو کرتے دیکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر فرمایا کہ جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ بھی فرمایا کہ اس پر مغرور نہ ہو جاؤ۔

تَنْقُضُهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا، وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ. [راجع: ۵۶۷۲]

۶۴۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَابِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۱۲۷۶]

۸ - باب

قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنَ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ جَمَعَهُ سَعُرٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ: الْغُرُورُ الشَّيْطَانُ.

۶۴۳۳ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ ابْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَتَيْتُ غُثْمَانَ بَطْهَوْرٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ، فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ غَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَغْتَرُّوا.

کہ سب گناہ بخش دیئے گئے اب فکر ہی کیا ہے۔

تشریح روایت میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہے بلکہ سنت نبوی پر ان کا قدم بہ قدم عمل پیرا ہونا بھی مذکور ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محبت اہل سنت کا خاص نشان ہے جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تھا۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر ص ۹۶ میں یہ یوں مذکور ہے۔ سنل ابو حنیفہ عن مذہب اہل السنہ والجماعۃ فقال ان بفضل الشیخین ای ابابکر و عمرو نحب الختین ای عثمان و علیا و ان نری المسح علی الخفین و نصلی خلف کل برو فاجر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مذہب اہل سنت والجماعت کی تعریف پوچھی گئی تو آپ نے بتلایا کہ ہم شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جملہ صحابہ پر فضیلت دیں اور دونوں دامادوں یعنی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت رکھیں اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھیں اور ہر نیک و بد امام کے پیچھے اقتداء کریں یہی اہل سنت والجماعت کی تعریف ہے۔

باب صالحین کا گزر جانا

۹- بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِينَ

(۶۴۳۴) مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اس کے بعد جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جن کی اللہ پاک کو کچھ ذرا بھی پروا نہ ہوگی۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا حفالہ اور حثالہ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

۶۴۳۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بِيَّانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مِرْدَاسِ بْنِ الْأَسْمِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَأَلَاوُلُ، وَيَبْقَى حِفَالَةً كَحِفَالَةِ الشَّعِيرِ - أَوْ التَّمَرِ - لَا يَبَالِيهِمُ اللَّهُ بَالَةً)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يُقَالُ: حِفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ.

[راجع: ۴۱۵۶]

بعض نسخوں میں قال ابو عبد اللہ الخ عبارت نہیں ہے۔

باب مال کے فتنے سے ڈرتے رہنا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ تغابن میں فرمایا کہ ”بلاشبہ تمہارے مال و اولاد تمہارے لئے اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔“

(۶۴۳۵) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوبکر بن عیاش نے خبر دی، انہیں ابو حصین (عثمان بن عاصم) نے، انہیں ابو صالح ذکوان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار و درہم کے بندے، عمدہ ریشمی چادروں کے بندے، سیاہ کملی کے بندے، تباہ ہو گئے کہ اگر انہیں دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض

۱۰- بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: «إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ»

۶۴۳۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدَّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)).

[راجع: ۲۸۸۶]

رہتے ہیں۔

تشیخ زمانہ رسالت میں ایسے بھی لوگ تھے جو دنیاوی مفاد کے تحت مسلمان ہو گئے تھے ان ہی کا یہ ذکر ہے ایسا اسلام بیکار محض ہے۔ جس سے محض دنیا حاصل کرنا مقصود ہو۔

(۶۴۳۶) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہو گا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو (دل سے) سچی توبہ کرتا ہے۔

۶۴۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا يَتَغَيَّ ثَلَاثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتَوَبُّ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). [طرفه في : ۶۴۳۷]

(۶۴۳۷) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مخلد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے عطاء سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس مال (بھیڑ بکری) کی پوری وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ویسی ہی ایک اور مل جائے اور انسان کی آنکھ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ سے توبہ کرتا ہے، وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ منبر پر کہتے سنا تھا۔

۶۴۳۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لِأَحَبَّ أَنْ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلُهُ، وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتَوَبُّ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَلَا أَذْرِي مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا. قَالَ : وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ. [راجع: ۶۴۳۶]

تشیخ سورہ نکاث کے نزول سے پہلے اس عبارت کو قرآن کی طرح تلاوت کیا جاتا رہا۔ پھر سورہ نکاث کے نزول کے بعد اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ مضمون ایک ہی ہے انسان کے حرص اور طمع کا بیان ہے۔ احادیث ذیل میں مزید وضاحت موجود ہے۔

(۶۴۳۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن سلیمان بن غیل نے بیان کیا، ان سے عباس بن سهل بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ میں منبر پر یہ کہتے سنا۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں

۶۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِي خُطْبَتِهِ يَقُولُ

کہا کہ اے لوگو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر انسان کو ایک وادی سونا بھر کے دے دیا جائے تو وہ دوسری کا خواہش مند رہے گا، اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا خواہش مند رہے گا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ پاک اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

(۶۴۳۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صلح نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ دو ہو جائیں اور اس کا منہ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

(۶۴۴۰) اور ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اسے قرآن ہی میں سے سمجھتے تھے یہاں تک کہ آیت ”الھکم التکاثر“ نازل ہوئی۔

الفاظ حدیث لو ان لابن آدم وادیا الخ کو بعض صحابہ قرآن ہی میں سے سمجھتے تھے۔ مگر سورۃ الھکم التکاثر سے ان کو معلوم ہوا کہ یہ قرآنی الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث نبوی ہے جس کا مضمون قرآن پاک کی سورۃ الھکم التکاثر میں ادا کیا گیا ہے۔ یہ سورت بہت ہی رقت انگیز ہے مگر حضور قلب کے ساتھ تلاوت کی ضرورت ہے وفقنا اللہ آمین۔

باب نبی کریم کا یہ فرمان کہ یہ دنیا کا مال بظاہر سرسبز و خوش گوار نظر آتا ہے

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ آل عمران: ۴) میں فرمایا کہ انسانوں کو خواہشات کی ترپ، عورتوں، بال بچوں، ڈھیروں سونے چاندی، نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور چوپایوں کھیتوں میں محبوب بنا دی گئی ہے، یہ چند روزہ زندگی کا سرمایہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! ہم تو سوا اس کے کچھ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ جس چیز سے تو نے ہمیں زینت بخشی ہے اس پر ہم طبعی طور پر خوش ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَوْ لَا أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلَأَ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

۶۴۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَادَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

۶۴۴۰- وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي قَالَ : كُنَّا نَرَى هَذَا مِنَ الْقُرْآنِ حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿أَلْهَاكُمْ التَّكَاثُرُ﴾ (التكاثر: ۱)

۱۱- باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَذَا الْمَالُ خَصِرَةٌ حُلُوةٌ))

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا، اللَّهُمَّ

إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْفِقَهُ فِي حَقِّهِ.

۶۴۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ : أَخْبَرَنِي غُرُوزَةُ بْنُ وَسْعِدٍ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ : ((هَذَا أَمَالٌ)) وَرَبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ : قَالَ لِي ((يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا أَمَالٌ خَصِيرَةٌ خُلُوعٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطَيْبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْغُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)) . [راجع: ۱۴۷۲]

سے دعا کرتا ہوں کہ اس مال کو تو حق جگہ پر خرچ کرائیو۔
(۶۴۴۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، وہ کہتے تھے کہ مجھے عروہ اور سعید بن مسیب نے خبر دی، انہیں حکیم بن حزام نے، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مانگا تو آنحضرت ﷺ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ پھر میں نے مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ پھر فرمایا کہ یہ مال۔ اور بعض اوقات سفیان نے پوچھا بیان کیا کہ (حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اے حکیم! یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

تشریح اوپر کا ہاتھ سخی کا ہاتھ لار نیچے کا ہاتھ صدقہ خیرات لینے والے کا ہاتھ ہے۔ سخی کا درجہ بہت اونچا ہے اور لینے والے کا نیچا۔ مگر آیت کریمہ لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْإِذْيِ (البقرہ: ۲۶۳) کے تحت معنی کا فرض ہے کہ دینے والے کو حقیر نہ جانے اس پر احسان نہ جتلائے نہ اور کچھ ذہنی تکلیف دے ورنہ اس کے صدقہ کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

باب آدمی جو مال اللہ کی راہ میں دے دے وہی اس کا اصلی مال ہے

۱۲- باب مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

جو آخرت میں کام آنے والا ہے۔

(۶۴۴۲) مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے حارث بن سويد نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ) کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا۔

۶۴۴۲- حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التِّيمِيُّ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ : عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَتَيْكُمْ مَالٌ وَارِثُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ))، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ : ((فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالٌ وَارِثُهُ مَا أَخَّرَ)) .

تَشِيحُ حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی میں آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ اثاثہ جمع کر سکیں اور اللہ کے راستہ سے مراد اسلام ہے جس کی اشاعت اور خدمت میں مال اور جان سے پر خلوص حصہ لینا مسلمان کی زندگی کا واحد نصب العین ہونا چاہئے۔ وفقنا الله لما يحب ويرضى۔

۱۳- باب الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقْلُونَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يَنْخَسِرُونَ الَّذِينَ أُولَئِكَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [هود: ۱۵]۔

باب جو لوگ دنیا میں زیادہ مالدار ہیں وہی آخرت میں زیادہ نادار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ ہود میں فرمایا ”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا طالب ہے تو ہم اس کے تمام اعمال کا بدلہ اسی دنیا میں اس کو بھرپور دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے لئے کسی طرح کی کمی نہیں کی جاتی یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے اس دنیا کی زندگی میں کیا وہ (آخرت کے حق میں) بیکار ثابت ہوا اور جو کچھ (اپنے خیال میں) وہ کرتے ہیں سب بیکار محض ہے۔“

تَشِيحُ کیوں کہ انہوں نے آخرت کی بہودی کے لئے تو کوئی کام نہ کیا تھا بلکہ یہی خیال رہا کہ لوگ اس کی تعریف کریں سو یہ مقصد ہوا اب آخرت میں کچھ نہیں ریا کاروں کا یہی حال ہے، نیک کام وہ دنیا میں کرتے ہیں (اخروی نتیجہ کے لحاظ سے) وہ سب باطل ہیں۔

۶۴۴۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَخَدُهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ لَطَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَأَنِي فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَى)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقْلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا، فَتَفَقَّ فِيهِ يَمِينُهُ وَشِمَالُهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ

(۶۴۴۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن رفیع نے، ان سے زید بن وہب نے اور ان سے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تما چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ آنحضرت ﷺ اسے پسند نہیں فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ اس وقت کوئی رہے۔ اس لئے میں چاند کے سائے میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے بعد آپ مڑے تو مجھے دیکھا اور دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ابو ذر! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا، ابو ذر! یہاں آؤ۔ بیان کیا کہ پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کئے ہوئے ہیں قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو

اور انہوں نے اسے دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر تھوڑی دیر تک میں آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھادیا جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا کہ یہاں اس وقت تک بیٹھے رہو جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کے آؤں۔ پھر آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ وہاں رہے اور دیر تک وہیں رہے۔ پھر میں نے آپ سے سنا، آپ یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے تھے ”چاہے چوری کی ہو، چاہے زنا کیا ہو“۔ ابوذر کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ آپ پر مجھے قہر مان کرے۔ اس پتھریلی زمین کے کنارے آپ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تو کسی دوسرے کو آپ سے بات کرتے نہیں دیکھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ پتھریلی زمین (حرہ) کے کنارے وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ اپنی امت کو خوش خبری سنا دو کہ جو بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا اے جبریل! خواہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا، خواہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو؟ جبریل نے کہا ہاں، خواہ اس نے شراب ہی پی ہو۔“

نصر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی (کہا) اور ہم سے حبیب بن ابی ثابت، اعمش اور عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا، ان سے زید بن وہب نے اسی طرح بیان کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ابوصالح نے جو اسی باب میں ابودرداء سے روایت کی ہے وہ منقطع ہے (ابوصالح نے ابودرداء سے نہیں سنا) اور صحیح نہیں ہے ہم نے یہ بیان کر دیا تاکہ اس حدیث کا حال معلوم ہو جائے اور صحیح ابوذر کی حدیث ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) کسی نے امام بخاری سے پوچھا عطاء بن یسار نے بھی تو یہ حدیث ابودرداء سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا وہ بھی منقطع ہے

وَوَرَّاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا)) قَالَ : فَمَسْنَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِي ((اجْلِسْ هَهُنَا)) قَالَ : فَأَجْلَسْنِي فِي قَاعِ حَوْلِهِ حِجَارَةً فَقَالَ لِي : ((اجْلِسْ هَهُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ : فَأَنْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللَّبْثَ، ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ : ((وَأَنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى)) قَالَ : فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ : يَا نَبِيُّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ مَنْ تَكَلَّمَ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ : ((ذَلِكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ، قَالَ : بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : قُلْتُ : وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ : نَعَمْ. وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)) قَالَ النَّضْرُ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، وَحَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، وَالْأَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهَذَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ إِنَّمَا أَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثُ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ : مُرْسَلٌ أَيْضًا لَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : اضْرِبُوا عَلَى حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ هَذَا إِذَا مَاتَ

قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.

[راجع: ۱۲۳۷]

اور صحیح نہیں ہے۔ آخر صحیح وہی ابو ذر کی حدیث نکلی۔ امام بخاری نے کہا ابو ذر دواء کی حدیث کو چھوڑو (وہ سند لینے کے لائق نہیں ہے کیونکہ وہ منقطع ہے) امام بخاری نے کہا کہ ابو ذر کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت آدمی لا الہ الا اللہ کہے اور توحید پر خاتمہ ہو (تو وہ ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں جائے گا گو کتنا ہی گنہگار ہو) بعض نسخوں میں یہ ہے ہذا اذا تاب وقال لا الہ الا اللہ عند الموت یعنی ابو ذر کی حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو گناہ سے توبہ کرے اور مرتے وقت لا الہ الا اللہ کہے۔

زید بن وہب کی سند کے بیان کرنے سے امام بخاری نے عبدالعزیز کا سماع زید بن وہب سے ثابت کر دیا اور تدلیس کے شبہ کو رفع کر دیا۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا میرے پاس ہو تو بھی مجھ کو یہ پسند نہیں آخر حدیث تک۔

(۶۴۴۴) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے زید بن وہب نے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے پھریلے علاقہ میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آگیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ابو ذر! میں نے عرض کیا حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہو گی کہ میرے پاس اس احد کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے سوا اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے چھوڑوں۔ بلکہ میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح خرچ کروں اپنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے۔ پھر آنحضرت ﷺ چلتے رہے، اس کے بعد فرمایا زیادہ مال جمع رکھنے والے ہی قیامت کے دن مفلس ہوں گے سوا اس شخص کے جو اس مال کو اس طرح دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے خرچ کرے اور ایسے لوگ کم ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا، میں ٹھہرے رہو، یہاں سے اس وقت تک نہ

۱۴ - باب قول النبی ﷺ: ((مَا

أَحَبُّ أُنْ لِي مِنْ أَحَدٍ ذَهَبًا))

۶۴۴۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ،

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ

زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ

أَمَشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

حَرَّةِ الْمَدِينَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أَحَدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا

ذَرٍّ)) قُلْتُ: لَبَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَا

يَسْرُونِي أَنْ عِنْدِي مِنْ أَحَدٍ هَذَا ذَهَبًا

تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةً وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا

شَيْئًا أَرَصْدُهُ لِذَيْنِ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي

عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا، عَنْ

يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ)) ثُمَّ مَشَى

فَقَالَ: ((إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمْ الْأَقْلُونَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ قَالَ: هَكَذَا وَهَكَذَا

وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ

خَلْفِهِ، وَقَلِيلٌ مَا هُمْ)) ثُمَّ قَالَ لِي

((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحَ حَتَّى آتِيكَ))، ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدْ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَرَذْتُ أَنْ آتِيَهُ، فَلَذَكَّرْتُ قَوْلَهُ لِي: ((لَا تَبْرَحَ حَتَّى آتِيَكَ))، فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَلَذَكَّرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((ذَاكَ جَبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)).

[راجع: ۱۲۳۷]

جانا جب تک میں آنہ جاؤں۔ پھر آنحضرت ﷺ رات کی تاریکی میں چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی جو بلند تھی۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں آنحضرت ﷺ کو کوئی دشواری نہ پیش آگئی ہو۔ میں نے آپ کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن آپ کا ارشاد یاد آیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک میں نہ آجاؤں۔ چنانچہ جب تک آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لائے میں وہاں سے نہیں ہٹا۔ پھر آپ آئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی، مجھے ڈر لگا لیکن پھر آپ کا ارشاد یاد آیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے سنا تھا؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کا جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا۔ میں نے پوچھا خواہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں زنا اور چوری ہی کیوں نہ کی ہو۔

تشیع اہل سنت کا مذہب گنہگار مومن کے بارے میں جو بغیر توبہ کئے مرجائے یہی ہے کہ اس کا معاملہ اللہ کی مرضی پر ہے خواہ گناہ معاف کر کے اس کو بلا عذاب جنت میں داخل کرے یا چند روز عذاب کر کے اسے بخش دے لیکن مرجیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی مومن ہو تو کوئی گناہ اس کو ضرر نہ کرے گا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ بلا توبہ مرجائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ یہ ہر دو قول غلط ہیں اور اہل سنت ہی کا مذہب صحیح ہے۔ مومن مسلمان کے لئے ہر حال بخشش مقدر ہے۔ یا اللہ! اپنی بخشش سے ہم کو بھی سرفراز فرماؤ۔ (آمین)

(۶۴۴۵) مجھ سے احمد بن شعیب نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو بھی مجھے اس میں خوشی ہوگی کہ تین دن بھی مجھ پر اس حال میں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں سے میرے پاس کچھ بھی باقی نہ بچے۔ البتہ اگر کسی کا قرض دور کرنے کے لئے کچھ رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے۔

۶۴۴۵- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّيْنِي أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرَصُدُهُ لِبَدْنِي)).

[راجع: ۲۳۸۹]

معلوم ہوا کہ ادائیگی قرض کے لئے سرمایہ جمع کرنا شرعاً معیوب نہیں ہے۔

باب مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ مومنوں میں فرمایا ”کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو مال اور اولاد دے کر ان کی مدد کئے جاتے ہیں۔ آخر آیت ”من دون ذالک ہم لہا عاملون“ تک۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ہم لہا عاملون سے مراد یہ ہے کہ ابھی وہ اعمال انہوں نے نہیں کئے لیکن ضرور ان کو کرنے والے ہیں۔

(۶۴۴۶) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حصین نے بیان کیا، ان سے ابو صالح ذکوان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نگری یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

دل غنی ہو تو تھوڑا ہی بہت ہے، دل غنی نہ ہو تو پہاڑ برابر دولت ملنے سے بھی پیٹ نہیں بھر سکتا۔

باب فقر کی فضیلت کا بیان

(۶۴۴۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے سامنے سے گزرا تو آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے شخص ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جو آپ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کہ اس شخص (گزرنے والے) کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ معزز لوگوں میں سے ہے اور اللہ کی قسم یہ اس قابل ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کر دیا جائے۔ اگر یہ سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول کر لی جائے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گزرے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے ان کے متعلق بھی پوچھا کہ ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! یہ صاحب مسلمانوں کے غریب طبقہ سے ہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اگر یہ

۱۵- باب الْغَنَى غِنَى النَّفْسِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿أَيُخْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَيْنَ﴾ [المؤمنون : ۵۵] إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ﴾ [المؤمنون : ۶۳] قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لَمْ يَعْمَلُوهَا لِأَنَّهُمْ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوهَا.

۶۴۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)).

۱۶- باب فَضْلِ الْفَقْرِ

۶۴۴۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ: مَا رَأَيْكَ فِي هَذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ: هَذَا، وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خُطِبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَعَ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَأَيْكَ فِي هَذَا؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، هَذَا حَرِيٌّ إِنْ خُطِبَ أَنْ لَا

نکاح کا پیغام بھیجیں تو ان کا نکاح نہ کیا جائے، اگر یہ کسی کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو ان کی بات نہ سنی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد فرمایا۔ اللہ کے نزدیک یہ پچھلا محتاج شخص اگلے مالدار شخص سے گویا آدمی زمین بھر کر ہوں، بہتر ہے۔

يُنْكَحْ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشْفَعَ، وَإِنْ قَالَ: أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلءِ الْأَرْضِ مِنْ مِثْلِ هَذَا)).

[راجع: ۵۰۹۱]

فقیری سے مراد مال و دولت کی کمی ہے۔ لیکن دل کے غنا کے ساتھ یہ فقیری محمود اور سنت ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی، لیکن دل میں اگر فقری کے ساتھ حرص لالچ ہو تو اس فقری سے آنحضرت ﷺ نے اللہ سے پناہ مانگی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو محتاجی سے بچائے (آمین) آنحضرت ﷺ نے مالدار کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر ساری دنیا ایسے مالداروں، متکبروں، کافروں سے بھر جائے تو ان سب سے ایک مومن محتسب شخص جو بظاہر فقیر نظر آ رہا ہے یہ ان سب سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے ان سرمایہ داروں کی برائی واضح ہوئی جو قارون بن کر مغرور رہتے ہیں۔

تَنْبِيْهِ

(۶۴۴۸) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ میں نے ابو داؤد اکل سے سنا، کہا کہ ہم نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی۔ چنانچہ ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا۔ پس ہم میں سے کوئی تو گزر گیا اور اپنا اجر (اس دنیا میں) نہیں لیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (انہی) میں سے تھے، وہ جنگ احد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے اور ایک چادر چھوڑی تھی (اس چادر کا ان کو کفن دیا گیا تھا) اس چادر سے ہم اگر ان کا سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھک دیں اور پاؤں پر از خر گھاس ڈال دیں اور کوئی ہم میں سے ایسے ہوئے جن کے پھل خوب کپے اور وہ مزے سے چن چن کر کھا رہے ہیں۔

۶۴۴۸- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: غَدَا خَبَابًا فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ تَعَالَى فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قِيلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَإِذَا غَطَيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رَجُلَاهُ، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَهُ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَغْطِيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ، وَمِنَّا مَنْ آيَنَتْ لَهُ لَمَرَّتُهُ فَهُوَ يَهْدُبُهَا.

[راجع: ۱۲۷۸]

یعنی ان کو دنیا کی فتوحات ہوئیں، خوب مال و دولت ملا اور وہ اپنی زندگی آرام سے گزار رہے ہیں۔

(۶۴۴۹) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء عمران بن تیمم نے بیان کیا، ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانکا

۶۴۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ زُرَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَطَّلَعْتُ فِي

تو اس میں رہنے والے اکثر غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کی رہنے والیاں اکثر عورتیں تھیں۔ ابورجاء کے ساتھ اس حدیث کو ایوب سختیانی اور عوف اعرابی نے بھی روایت کیا ہے اور صحر بن جویریہ اور حملو بن نجیح دونوں نے اس حدیث کو ابورجاء سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

ایوب کی روایت کو امام نسائی نے اور عوف کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ جنت میں غریب لوگوں سے فقراء موحدين تبع سنت مراد ہیں اور دوزخ میں عورتوں سے بدکار عورتیں مراد ہیں۔

(۶۳۵۰) ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن محمد بن عمرو بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور نہ وفات تک آپ نے کبھی باریک چپاتی تناول فرمائی۔

(۶۳۵۱) ہم سے ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے توشہ خانہ میں کوئی غلہ نہ تھا جو کسی جاندار کے کھانے کے قاتل ہوتا، سوا تھوڑے سے جو کے جو میرے توشہ خانہ میں تھے، میں ان میں ہی سے کھاتی رہی آخر اکتا کر جب بہت دن ہو گئے تو میں نے انہیں ملا تو وہ ختم ہو گئے۔

یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ اپنا اثاثہ باپو اس میں برکت ہو گی، اس سے مراد یہ ہے کہ بیچ اور شرا کے وقت ماپ لینا بہتر ہے لیکن گھر میں خرچ کرتے وقت اللہ کا نام لے کر خرچ کیا جائے برکت ہو گی۔

۱۷۰- باب کَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَتَخْلِيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا
دنيا کے مزلوں سے ان کا علیحدہ رہنا

رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی درویشانہ زندگی اس طرز کی تھی کہ آج سے مقابلہ کیا جائے تو آسمان زمین کا فرق نظر آئے گا ان کا نعمائے آخرت پر ایمان کامل تھا وہ آخرت ہی کو ہر آن ترجیح دیتے اور زندگی کو بے حد سادگی کے ساتھ گزارتے۔ آج کل کے رہن سہن کو دیکھ کر اس سادہ زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آج ہر شخص دنیاوی عیش و آرام میں غرق

الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَأَطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَعُوفٌ وَقَالَ صَحْرُ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. [راجع: ۳۲۴۱]

۶۴۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ، وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ.

[راجع: ۵۳۸۶]

۶۴۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ تَوَلَّى النَّبِيُّ ﷺ وَمَا فِي رَفِيٍّ مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبَدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفِيٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكَلْتُهُ فَفَنِيَ. [راجع: ۳۰۹۷]

تَشْرِيحُ

نظر آ رہا ہے الامشاء اللہ۔

۶۴۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ بَنُخُو بْنُ يَنْصَبٍ هَذَا الْحَدِيثَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ : اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لِأَعْتَمِدُ بِكَدِّي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لِأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ ؓ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَأَى بِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِ ثُمَّ قَالَ : ((أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ : لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((الْحَقُّ)) وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ فَوَجَدْتُ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ : ((مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟)) قَالُوا : أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةٌ قَالَ : ((أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ : لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((الْحَقُّ إِلَى أَهْلِ الصُّفَةِ فَادْعُهُمْ لِي)) قَالَ : وَأَهْلُ الصُّفَةِ أَصْنِافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ إِلَى أَهْلِ وَلَا مَالٍ، وَلَا عَلَى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَأَلَنِي ذَلِكَ فَقُلْتُ : وَمَا

(۶۴۵۲) مجھ سے ابو نعیم نے یہ حدیث آدھی کے قریب بیان کی اور آدھی دوسرے شخص نے، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا ہم سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہا کرتے تھے کہ ”اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا اور کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے صحابہ نکلتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ گزرے اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا، میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر ؓ میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ گزرے اور آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ مسکرا دیئے اور آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ نے تاڑ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا اباہر! میں نے عرض کیا البیک، یا رسول اللہ! فرمایا میرے ساتھ آجاؤ اور آپ چلنے لگے۔ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ اندر گھر میں تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اجازت چاہی اور مجھے اجازت ملی۔ جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالے میں دودھ ملا۔ دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا کہ فلاں یا فلائی نے آنحضرت ﷺ کے لئے تحفہ میں بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اباہر! میں نے عرض کیا البیک، یا رسول اللہ! فرمایا، اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔ کہا کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں، وہ نہ کسی کے گھر نہ ڈھونڈتے، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس! جب آنحضرت ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو اسے آنحضرت ﷺ انہیں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں رکھتے۔ البتہ جب آپ کے پاس تحفہ آتا تو

انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے۔ چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو، اس کا حق دار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب صفہ والے آئیں گے تو آنحضرت ﷺ مجھ سے فرمائیں گے اور میں انہیں اسے دے دوں گا۔ مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور آنحضرت ﷺ کی دعوت پہنچائی، وہ آ گئے اور اجازت چاہی۔ انہیں اجازت مل گئی پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! اباہر! میں نے عرض کیا لبیک، یا رسول اللہ! فرمایا لو اور اسے ان سب حاضرین کو دے دو۔ بیان کیا کہ پھر میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیتا پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ اس طرح میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔ آخر میں آنحضرت ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا، اباہر! میں نے عرض کیا، لبیک، یا رسول اللہ! فرمایا، اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور آنحضرت ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اور پیو آخر مجھے کہنا پڑا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر مجھے دے دو۔ میں نے پیالہ آنحضرت ﷺ کو دے دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی گئے۔

میں نے اپنے ایک چوتھے بنا دیا گیا تھا جس پر بے گھر بے درمناقان علم قرآن و حدیث سکونت رکھتے تھے، یہی اصحاب صفہ تھے۔ ان ہی میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے حدیث میں آپ کے کھلے ہوئے ایک بابرکت معجزہ کا ذکر

هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَةِ كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرِي فَكُنْتُ أَنَا أُغْطِيهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ ﷺ بَدًّا، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ النَّبِيِّ قَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((خُذْ فَأَعْطِيهِمْ)) قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرَوِي ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ وَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرَوِي ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرَوِي، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوَى الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَظَرَّ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ: ((أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ)) قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَقْعُدْ فَأَشْرَبْ)) فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ: ((اشْرَبْ)) فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُولُ: ((اشْرَبْ)) حَتَّى قُلْتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسَلَكًا قَالَ: فَأَرَانِي فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاسْمَى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

[راجع: ۵۳۷۵]

تشریح

ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو بے مبری کا خیال کیا تھا کہ دیکھئے دودھ میرے لئے پچتا ہے یا نہیں اس پر آنحضرت ﷺ مسکرا دیئے۔
 حج ہے خلق الانسان هلو عا۔

(۶۴۵۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ تھان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلائے۔ ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز جملہ کے پتوں اور اس بول کے سوا کھانے کے لئے نہیں تھی اور بکری کی میٹھنیوں کی طرح ہم پاخانہ کیا کرتے تھے۔ اب یہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں پھر تو میں بالکل بد نصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔

بنو اسد نے ان پر کچھ ذاتی اعتراض کئے تھے جو غلط تھے ان کے بارے میں انہوں نے یہ بیان دیا ہے۔ حدیث میں فقرا کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔ یہ بنو اسد وفات نبوی کے بعد مرتد ہو کر طلحہ بن خویلد کے پیرو ہو گئے تھے جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا حضرت خالد بن ولید نے ان کو مار کر پھر مسلمان بنایا ان لوگوں نے حضرت عمر سے سعد بن ابی وقاص کی شکایت کی تھی۔ سعد کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ چہ خوش کل کے مسلمان مجھ کو پڑھانے بیٹھے ہیں۔ جملہ اور سر کانٹے دار درخت ہوتے ہیں۔

(۶۴۵۴) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے جریر بن عبد الحمید نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی تین دن تک برابر گیسوں کی روٹی کھانے کے لئے نہیں ملی، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی روح قبض ہو گئی۔

(۶۴۵۵) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا، ان سے مسعر بن کدام نے، ان سے ہلال نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے گھرانہ نے اگر کبھی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھلایا تو ضرور اس میں ایک وقت صرف کھجوریں ہوتی تھیں۔

(۶۴۵۶) مجھ سے احمد بن رجا نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر نے بیان

۶۴۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ، إِلَّا وَرَقُ الْخَبْلَةِ، وَهَذَا السَّمُرُ وَإِنْ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَمَالُهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ، خَبِثْتُ إِذَا وَضَلْتُ سَعْيِي.

۶۴۵۴- حَدَّثَنِي غُثْمَانٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِّنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامٍ بَرُّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تَبَاعَا حَتَّى قُبِضَ. [راجع: ۵۴۱۶]

۶۴۵۵- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الْأَزْرَقُ، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا اخْتَدَاهُمَا تَمَرًا.

۶۴۵۶- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا

کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

یہ تھا رسول کریم ﷺ کا بستر و تکیہ۔ آج اکثر مدعیان عمل بالسنہ کیا ایسی زندگی پر قناعت کر سکتے ہیں جن کے عیش کو دیکھ کر شاید فرعون و ہامان بھی محو حیرت ہو جائیں۔

(۶۴۵۷) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، ان کا نان بائی وہیں موجود ہوتا (جو روٹیاں پکا پکا کر دیتا جاتا) حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہتے کہ کھاؤ، میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو پتلی روٹی کھاتے نہیں دیکھا اور نہ آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنی آنکھ سے سوچی بھنی ہوئی بکری دیکھی۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا (ﷺ) الف الف مرة بعدد کل ذرة۔

(۶۴۵۸) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمارے اوپر ایسا مینہ بھی گزر جاتا تھا کہ چولہا نہیں جلتا تھا۔ صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔ ہاں اگر کبھی کسی جگہ سے کچھ تھوڑا سا گوشت آ جاتا۔ تو اس کو بھی کھا لیتے تھے۔

(۶۴۵۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اوسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے یزید بن رومان نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، انہوں نے عروہ سے کہا، بیٹے! ہم دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیویوں) کے گھروں میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ میں نے پوچھا پھر آپ لوگ زندہ کس چیز پر رہتی تھیں؟ بتلایا کہ صرف دو کالی چیزوں پر، کھجور اور پانی۔ ہاں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصاری پڑوسی تھے جن کے یہاں دو ہیل اونٹنیاں تھیں وہ اپنے

النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَدَمٍ وَحَشَنُوهُ مِنْ لَيْفٍ.

۶۴۵۷- حَدَّثَنَا هُدَبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبْرَاهُ قَائِمًا، وَقَالَ: كُلُوا فَمَا أَغْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَى رَغِيفًا مَرْقُفًا حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ وَلَا رَأَى شَاةً سَمِيطًا بَعِيهِ قَطُّ.

[راجع: ۵۳۸۵]

۶۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيهِ نَارًا، إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ تَوْتَى بِاللَّحْمِ.

[راجع: ۲۵۶۷]

۶۴۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنُ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهَلَالِ ثَلَاثَةَ أَهْلَةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أَوْقَدَتْ فِي آيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَارًا، فَقُلْتُ: مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَ

گھروں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ بھیج دیتے اور آپ ہمیں وہی دودھ پلا دیتے تھے۔

لَهُمْ مَنَاجِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ آبِيائِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ.

[راجع: ۲۵۶۷]

(۶۳۶۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ ”اے اللہ! آل محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔“

۶۴۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا)).

تشیخ جملہ احادیث مذکورہ کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان اگر دنیا میں زیادہ عیش و آرام کی زندگی نہ گزار سکیں تو بھی ان کو شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی ان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہاں حلال طرائق سے طلب رزق سراپا محمود ہے اور اس طور پر جو دولت حاصل ہو وہ بھی عین فضل الہی ہے۔ اصحاب نبوی میں حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف جیسے مالدار حضرات بھی موجود تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

باب نیک عمل پر ہمیشگی کرنا اور درمیانی چال چلنا (نہ کمی ہونہ زیادتی)

(۶۳۶۱) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد عثمان بن حبلہ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، ان سے اشعث نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد ابو الاشعاء سلیم بن اسود سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے سنا، کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کون سی عبادت نبی کریم ﷺ کو زیادہ پسند تھی۔ فرمایا کہ جس پر ہمیشگی ہو سکے۔ کہا کہ میں نے پوچھا آپ رات کو تہجد کے لئے کب اٹھتے تھے؟ بتلایا کہ جب مرغ کی آواز سن لیتے۔

۱۸- باب الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

۶۴۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ، قَالَ: قُلْتُ فَأَيُّ حِينَ كَانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. [راجع: ۱۱۳۲]

مرغ پہلی بانگ آدمی رات کے بعد دیتا ہے۔ اس وقت آپ تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

(۶۳۶۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ وہ عمل تھا جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

۶۴۶۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

[راجع: ۱۱۳۲]

نیک عمل کبھی کرنا کبھی چھوڑ دینا محمود نہیں جو بھی ہو اس پر مداومت ہونی محمود ہے۔

(۶۴۶۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے عرض کی اور آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اور مجھے بھی نہیں، سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم کو چاہئے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔

[راجع: ۳۹]

مقصود یہ ہے کہ آدمی صبح اور شام کو اسی طرح رات کو تھوڑی سی عبادت کر لیا کرے اور ہمیشہ کرتا رہے۔ یہ تین وقت نہایت حثرت ہیں آیت اقم الصلوة لدلوك الشمس سے ظہر اور حافظوا علی الصلوات والصلوة والوسطی (البقرة: ۲۳۸) سے عصر اس طرح سے قرآن کریم سے سچ وقت عبادت کا تقاضا ہے۔

(۶۴۶۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہو، تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا، میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر بیشکی کی جائے۔ خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

۶۴۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((سَدُّوْا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدُكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَأَنْ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ أَذْوَمُهَا إِلَى اللَّهِ وَإِنْ قَلَّ)). [طهره في: ۶۴۶۷]۔

فرائض الہی میں کی بیشکی کا سوال ہی نہیں ہے۔ یہ جملہ نفل عبادتوں کا ذکر ہے۔

(۶۴۶۵) مجھ سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہے؟ فرمایا کہ جس پر بیشکی کی جائے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو اور فرمایا نیک کام کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے (جو ہمیشہ بھ کئے)

۶۴۶۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَذْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ، وَقَالَ أَكْثَلُوهَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ)).

٦٤٦٦- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ ﷺ، هَلْ كَانَ يَخْصُ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لَا، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَيْكُمُ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَطِيعُ.

[راجع: ١٩٨٧]

(٦٣٦٦) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ام المؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر عبادت کیا کرتے تھے کیا آپ نے کچھ خاص دن خاص کر رکھے تھے؟ بتلایا کہ نہیں آنحضرت ﷺ کے عمل میں بیشکی ہوتی تھی اور تم میں کون ہے جو ان عملوں کی طاقت رکھتا ہو جن کی آنحضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

ساری رات عبادت میں گزار دینا حتیٰ کہ پیروں میں ورم ہو جانا سوائے ذات قدسی صفات فداہ روحی کے اور کس میں ایسی طاقت ہو سکتی ہے۔

٦٤٦٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَدُّوا وَقَارُوبُوا وَأَنْبَشِرُوا، فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ))، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((وَلَا أَنَا. إِلَّا أَنْ يَتَعَمَّدَنِي اللَّهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ)). قَالَ: أَظْنَهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَقَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَدُّوا وَأَنْبَشِرُوا)). وَقَالَ مُجَاهِدٌ: سَدَّادًا سَدِيدًا: صِدْقًا.

[راجع: ٦٤٦٤]

(٦٣٦٤) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زبیر نے، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا اور میں بھی نہیں۔ سوا اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت و رحمت کے سایہ میں مجھے ڈھانک لے۔ مدینی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ حدیث ابوسلمہ سے ابوالنضر کے واسطے سے سنی ہے۔ ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اور عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا درستی کے ساتھ عمل کرو اور خوش رہو۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ ”سداداً سدیداً“ ہر دو کے معنی صدق کے ہیں۔

یعنی سچائی کو ہر حال میں اختیار کرو تم اعمال خیر کرو گے تم کو جنت کی بلکہ دنیا میں بھی کامیابی کی بشارت ہے۔ قرآن کی آیت قولوا قولا سدیداً (الاعراف: ٣٣) کی طرف اشارہ ہے۔ عفان بن مسلم حضرت امام بخاری کے استاد ہیں اس سند کو لا کر امام

تشریح

بخاری نے علی بن عبد اللہ مدنی کا گمان رفع کیا کہ اگلی روایت منقطع ہے کیونکہ اس میں موسیٰ کے سماع کی ابوسلمہ سے صراحت ہے حدیث میں سدوداً کا لفظ آیا تھا سدیداً اور سداداً کا بھی وہی ماوہ ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے اس کی تفسیر یہاں بیان کر دی۔

قرآن شریف میں جو ہے وتلك الجنة التي اوردتموها بما كنتم تعملون (الاعراف: ۴۳) اس کے معارض نہیں ہے کیونکہ عمل صالح بھی منجملہ اسباب دخول جنت ایک سبب ہے لیکن اصلی سبب رحمت اور عنایت الہی ہے بعض نے کہا آیت میں ترقی درجات مراد ہے نہ محض دخول جنت اور ترقی اعمال صالحہ کے لحاظ سے ہوگی اس حدیث سے معتزلہ کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں اعمال صالحہ کرنے والے کو بہشت میں لے جانا اللہ پر واجب ہے۔ معاذ اللہ منہ۔

(۶۴۶۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلح نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تو مجھے اس دیوار کی طرف جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی میں نے (ساری عمر میں) آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی۔ میں نے آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی چیز۔

۶۴۶۸- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى لَنَا يَوْمَ الصَّلَاةِ ثُمَّ رَفَعَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((قَدْ أَرَيْتُ الْآنَ مِنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمْ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُتَمَثِّلَتَيْنِ فِي قُبُلِ هَذَا الْجِدَارِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)) فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)).

[راجع: ۹۷]

باب اللہ سے خوف کے ساتھ امید بھی رکھنا

اور سفیان بن عیینہ نے کہا کہ قرآن کی کوئی آیت مجھ پر اتنی سخت نہیں گزری جتنی (سورہ مائدہ) کی یہ آیت ہے کہ اے پیغمبر کے اقارب والو! تمہارا طریق (مذہب) کوئی چیز نہیں ہے جب تک توراۃ اور انجیل اور ان کتابوں پر جو تم پر اتری ہیں پورا عمل نہ کرو۔

اس آیت کی سختی کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ اللہ نے اس میں یہ فرمایا کہ جب تک کتاب الہی پر پورا پورا عمل نہ ہو اس وقت تک دین و ایمان کوئی چیز نہیں ہے۔

(۶۴۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹- باب الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ وَقَالَ سُفْيَانُ، مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ﴿[المائدة: ۶۸]۔

۶۴۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن بنایا تو اس کے سو حصے کئے اور اپنے پاس ان میں سے نواوے رکھے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کے لئے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا۔ پس اگر کافر کو وہ تمام رحم معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مومن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو وہ دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةً رَحْمَةً، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَبْئِثْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ۶۰۰۰]

تفسیر یہی امید اور خوف ہے جس کے درمیان ایمان ہے امید بھی کمال اور خوف بھی پورا پورا۔ اللہم ارزقنا آمین۔ مومن کتنے بھی نیک اعمال کرتا ہو لیکن ہر وقت اس کو ڈر رہتا ہے شاید میری نیکیاں بارگاہ الہی میں قبول نہ ہوئی ہوں اور شاید میرا خاتمہ برا ہو جائے۔ ابو عثمان نے کہا گناہ کرتے جانا اور پھر نجات کی امید رکھنا بد بختی کی نشانی ہے علماء نے کہا ہے کہ حالت صحت میں اپنے دل پر خوف غالب رکھے اور مرتے وقت اس کے رحم و کرم کی امید زیادہ رکھے۔

۲۰- باب الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ ﴿إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر : ۱۰] وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ.

باب اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا ان سے صبر کئے
رہنا بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے سب سے عمدہ زندگی صبری میں پائی ہے۔

صبر کے معنی نفس کو اطاعت الہی کے لئے تیار کرنا۔
تفسیر صبر کہتے ہیں بری بات سے نفس کو روکنا اور زبان سے کوئی شکوہ شکایت کا کلمہ نہ نکالنا۔ اللہ کے رحم و کرم کا بھڑکنا۔ حضرت ذوالنون مصری نے کہا ہے صبر کیا ہے بری باتوں سے دور رہنا، بلا کے وقت اطمینان رکھنا، کتنی ہی محتاجی آئے مگر بے پرواہ رہنا۔ ابن عطاء نے کہا صبر کیا ہے بلائے الہی پر ادب کے ساتھ سکوت کرنا۔ یا اللہ! میں نے بھی ۷۶ء میں بحالت سفر ایک پیش آمدہ مصیبت عظمیٰ پر ایسا ہی صبر کیا ہے پس مجھ کو اجر بے حساب عطا فرماؤ۔ آمین (رازی)

۶۴۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ، إِلَّا أَعْطَاهُ حَتَّى نَفَدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِينَ نَفَدَ كُلُّ شَيْءٍ أَنْفَقَ بِيَدَيْهِ ((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ، لَا

(۶۴۷۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عطاء بن یزید لیشی نے خبر دی اور انہیں ابوسعید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ چند انصاری صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا اور جس نے بھی آنحضرت ﷺ سے مانگا آنحضرت ﷺ نے اسے دیا، یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا جو آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ جو بھی اچھی چیز میرے پاس ہوگی میں اسے تم

سے بچا کے نہیں رکھتا ہوں۔ بات یہ ہے جو تم میں (سوال سے) چپتا رہے گا اللہ بھی اسے غیب سے دے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ بھی اسے صبر دے گا اور جو بے پرواہ رہنا اختیار کرے گا اللہ بھی اسے بے پروا کر دے گا اور اللہ کی کوئی نعمت صبر سے بڑھ کر تم کو نہیں ملی۔

أَذْخَرَهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعْفِهِ اللَّهُ،
وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ
اللَّهُ، وَلَنْ تُغْنَوْا عَطَاءَ خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنْ
الصَّبْرِ)). [راجع: ۱۴۶۹]

صبر تلخ است و لیکن بر شیریں وارد — صبر عجیب نعمت ہے صابر آدمی کی طرف آخر میں سب کے دل مائل ہو جاتے ہیں سب اس کی ہمدردی کرنے لگتے ہیں سچ ہے۔ واللہ مع الصابرين۔

(۶۴۷۱) ہم سے غلام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر بن کدام نے بیان کیا، کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے قدموں میں ورم آ جاتا یا کہا کہ آپ کے قدم پھول جاتے۔ آنحضرت ﷺ سے عرض کی جاتی کہ آپ تو بخشنے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

۶۴۷۱- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا
مِسْعَرٌ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَلَاقَةَ قَالَ:
سَمِعْتُ الْمَغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَرْمَ أَوْ تَتَفَيَّحَ قَدَمَاهُ
فَيَقَالُ لَهُ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا
شَكُورًا؟)). [راجع: ۱۱۳۰]

باب جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ بھی

اس کے لئے کافی ہوگا

ربیع بن خثیم تابعی نے بیان کیا کہ مراد ہے کہ تمام انسانی مشکلات میں اللہ پر بھروسہ اختیار کرے۔

۲۱- باب ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق : ۳]

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خَثِيمٍ، مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ
عَلَى النَّاسِ.

(۶۴۷۲) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حصین بن عبد اللہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں سعید بن جبیر کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے نہ ٹگن لیتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۶۴۷۲- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا رَوْحُ
بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ سَمِعْتُ
حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا
عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمْ
الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ لَا يَطْطَرُّونَ وَعَلَى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). [راجع: ۳۴۱۰]

بھروسہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسباب کا حاصل کرنا چھوڑ دے بلکہ اسباب کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے لیکن عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ جو بھی ہو گا اللہ کے فضل و کرم سے ہوگا۔

باب بے فائدہ بات چیت کرنا منع ہے

(۶۳۷۳) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ایک سے زیادہ کئی آدمیوں نے خبر دی جن میں مغیرہ بن مقسم اور فلاں نے (مجالد بن سعید، ان کی روایت کو ابن خزیمہ نے نکالا) اور ایک تیسرے صاحب داؤد بن ابی ہند بھی ہیں، انہیں شعبی نے، انہیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراو نے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ مجھے لکھ کے بھیجو۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے کہ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“ یہ تین مرتبہ پڑھتے۔ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے فائدہ بات چیت کرنے، زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے، اپنی چیز بچا کر رکھنے اور دوسروں کی مانگتے رہنے، ماؤں کی نافرمانی کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور ہشیم سے روایت ہے، انہیں عبدالملک ابن عمیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے وراو سے سنا، وہ یہ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

باب زبان کی (غلط باتوں سے) حفاظت کرنا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر چپ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ”انسان جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے تو اس کے (لکھنے کے لئے) ایک چوکیدار فرشتہ تیار رہتا ہے۔“

(۶۳۷۴) ہم سے محمد بن ابوبکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا، انہوں نے ابوحازم سے سنا، انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے جو شخص دونوں

۲۲- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلٍ وَقَالَ

۶۴۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيرَةَ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنْ أَكْتُبَ إِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: وَكَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلٍ، وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعِ وَهَاتِ وَعُقُوقِ الْأَمْهَاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ. وَغَنِ هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَرَادًا يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۸۴۴]

۳۲- باب حِفْظِ اللِّسَانِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))، وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۱۸].

۶۴۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

﴿مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ﴾.

[طرفہ فی : ۶۸۰۷].

۶۴۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)).

[راجع : ۵۱۸۵]

تھیں نے کہا اللہ کی رضا مندی کی بات یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بھلائی کی بات کہے جس سے اس کو فائدہ پہنچے اور ناراضی کی بات یہ ہے کہ مثلاً ظالم بادشاہ یا حاکم سے مسلمان بھائی کی برائی کرے اس نیت سے کہ اس کو ضرر پہنچے۔ ابن عبد البر سے ایسا ہی منقول ہے۔ ابن عبد السلام نے کہا ناراضی کی بات سے وہ بات مراد ہے جس کا حسن اور فحش معلوم نہ ہو ایسی بات منہ سے نکالنا حرام ہے۔ تمام حکمت اور اخلاق کا خلاصہ اور اصل الاصول یہ ہے کہ آدمی سوچ کر بات کہے بن سوچے جو منہ پر آئے کہہ دینا نادانوں کا کام ہے بہت لوگ ایسے ہیں کہ بات جان کر بھی اس پر عمل نہیں کرتے اور ٹر ٹر بے فائدہ باتیں کہتے جاتے ہیں ایسا علم بغیر عمل کے کیا فائدہ دے گا۔

۶۴۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخَزَاعِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ أَذْنَابِي وَوَعَاةَ قَلْبِي النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((الضَّيْفَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، جَائِزَتُهُ)) قِيلَ، مَا جَائِزَتُهُ؟ قَالَ : ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ)) ((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع : ۶۰۱۹]

جہزوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ذمہ داری دے دے میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری دے دوں گا۔

(۶۴۷۵) مجھ سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

(۶۴۷۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابو شریح خزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے یاد رکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا مہمانی تین دن کی ہوتی ہے مگر جو لازمی ہے وہ تو پوری کرو۔ پوچھا گیا لازمی کتنی ہے؟ فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی خاطر کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

(۶۴۷۷) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ نے۔ ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے عیسیٰ بن طلحہ تہی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ایک بات زبان سے نکالتا اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنی پچھم سے پورب دور ہے۔

(۶۴۷۸) مجھ سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابو النضر سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن عبد اللہ یعنی ابن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو صالح نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔

باب اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت کا بیان

(۶۴۷۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ تظان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا۔ (ان میں) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تمائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس کا رونا اللہ کو پسند آگیا اسی سے اس کی نجات ہو سکتی ہے اور وہ عرش الہی کے سایہ کا حق دار بن سکتا ہے۔

۶۴۷۷- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، مَا يَعْيْنُ فِيهَا يَزُولُ بِهَا فِي النَّارِ أَبَعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ)).

[طرفہ فی : ۶۸۰۷]

۶۴۷۸- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبِيرٍ سَمِعَ أَبَا النُّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ، لَا يُلْقَى لَهَا بَلَاءٌ يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، لَا يُلْقَى لَهَا بَلَاءٌ يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ)). [راجع: ۶۴۷۷]

۲۴- باب الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

۶۴۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ فَقَاصَتْ عَيْنَاهُ)).

[راجع: ۶۶۰]

باب اللہ سے ڈرنے کی فضیلت کا بیان

(۶۳۸۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ربیع بن حراش نے اور ان سے حذیفہ بن یشجبہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پچھلی امتوں میں کا ایک شخص جسے اپنے برے عملوں کا ڈر تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو میرا لاشہ ریزہ ریزہ کر کے گرم دن میں اٹھا کے دریا میں ڈال دینا۔ اسکے گھر والوں نے اسکے ساتھ ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ جو تم نے کیا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ پروردگار مجھے اس پر صرف تیرے خوف نے آمادہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت فرمادی۔

(۶۳۸۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن عبد الغافر نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد عطا فرمائی تھی۔ فرمایا کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا، باپ کی حیثیت سے میں نے کیا اپنے آپ کو ثابت کیا؟ لڑکوں نے کہا کہ بہترین باپ۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں جمع کی ہے۔ قتادہ نے (لم یتبر) کی تفسیر (لم یدخر) (نہیں جمع کی) سے کی ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر اسے اللہ کے حضور میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا (اس نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ) دیکھو، جب میں مرجاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس دینا اور کسی تیز ہوا کے دن مجھے اس میں اڑا دینا۔ اس نے اپنے لڑکوں سے اس پر وعدہ لیا چنانچہ لڑکوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا۔ چنانچہ وہ ایک مرد کی شکل میں کھڑا نظر آیا۔ پھر فرمایا میرے بندے! یہ جو تو نے کیا کرایا ہے اس پر تجھے کس

۲۵- باب الخوف من اللہ

۶۴۸۰- حَدَّثَنَا غُثَمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَخُذُونِي فَلْذَرُونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَفَعَلُوا بِهِ فَجَمَعَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِي إِلَّا مَخَافَتُكَ لَفَقَرْتُ لَهُ)). [راجع: ۳۴۵۲]

۶۴۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ سَلَفٌ أَوْ قَبْلَكُمْ أَنَا اللَّهُ مَا لَا وَرَلَدًا يَغْنِي أَغْطَاهُ، قَالَ: فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيهِ: أَيُّ أَبٍ كُنْتُ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَنْتَبِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا)) فَسَرَّهَا قَتَادَةُ لَمْ يَذْخِرْ ((وَأِنْ يَفْقَهُمُ عَلَى اللَّهِ يُعَذِّبُهُ فَاَنْظُرُوا فَإِذَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَخْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ: فَاسْهَكُونِي، ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا، فَأَخَذَ مَوَاقِفَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا فَقَالَ اللَّهُ: كُنْ، فَإِذَا رَجُلٌ قَاتِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ عَنَدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ لَرَقَ مِنْكَ،

فَمَا تَلَا فَاهُ أَنْ رَحِمَهُ اللَّهُ)) فَحَدَّثْتُ أَبَا
عُثْمَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ
فَأَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ. وَقَالَ
مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ
عُقْبَةَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۴۷۸]

۲۶- باب الْإِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِي

۶۴۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ مَا
بَعَنِي اللَّهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ:
رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعَنِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ
الْعُرْيَانُ، فَالْتَجَاءَ فَأَطَاعَنِي طَائِفَةٌ فَأَذْلَجُوا
عَلَى مَهْلِكِهِمْ فَتَجَوَّأُوا، وَكَذَبَتْهُ طَائِفَةٌ
فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَنَحَهُمْ)).

[طرفہ فی: ۷۲۸۴]

چیز نے آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے
اس کا بدلہ یہ دیا کہ اس پر رحم فرمایا۔ میں نے یہ حدیث عثمان سے
بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلمان سے سنا۔ البتہ انہوں
نے یہ لفظ بیان کیے کہ ”مجھے دریا میں بہا دینا“ یا جیسا کہ انہوں نے
بیان کیا اور معاذ نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے قتادہ
نے انہوں نے عقبہ سے سنا انہوں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور
انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

باب گناہوں سے باز رہنے کا بیان

(۶۴۸۲) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے
بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے ان سے ابو بردہ نے،
اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،
میری اور جو کچھ کلام اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال ایک
ایسے شخص جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا، اور کہا کہ میں نے
(تمہارے دشمن کا) لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں ننگا درانے
والا ہوں۔ پس بھاگو پس بھاگو (اپنی جان بچاؤ) اس پر ایک جماعت نے
اس کی بات مان لی اور رات ہی رات اطمینان سے کسی محفوظ جگہ پر
نکل گئے اور نجات پائی۔ لیکن دوسری جماعت نے اسے جھٹلایا اور
دشمن کے لشکر نے صبح کے وقت اچانک انہیں آلیا اور تباہ کر دیا۔

یہ عرب میں ایک مثل ہو گئی ہے ہوا یہ تھا کہ کسی زمانہ میں دشمن کی فوجیں ایک ملک پر چڑھ گئی تھیں۔ ان ملک والوں
میں سے ایک شخص ان فوجوں کو ملا انہوں نے اس کو پکڑا اور اس کے کپڑے اتار لئے وہ اسی حال میں نک دھڑنگ بھاگ
نکلا اور اپنے ملک والوں کو جا کر خبر دی کہ جلدی اپنا بندوبست کر لو دشمن آن پہنچا، اس کے ملک والوں نے اس کی تصدیق کی چونکہ وہ
برہنہ اور ننگا بھاگتا آ رہا تھا تو اس کی عادت شکے پھرنے کی نہ تھی۔ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو
گناہوں سے اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرایا اور خبر دی کہ اللہ کا عذاب گنہگاروں کے لئے تیار ہے تو گناہوں سے توبہ کر کے اپنا بچاؤ کر لو
پھر جس نے آپ کی بات مانی اسلام قبول کیا شرک اور کفر اور گناہ سے توبہ کی وہ توجہ کیا اور جس نے نہ مانی وہ صبح ہوتے ہی یعنی مرتے
ہی نجات ہو گیا عذاب الہی میں گرفتار ہوا۔

(۶۴۸۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا،

۶۴۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے چاروں طرف روشنی ہو گئی تو پروانے اور یہ کیڑے کوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے۔ اسی طرح میں تمہاری کر کو پکڑ پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرتے جاتے ہو۔

(۶۴۸۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے (تکلیف پہنچنے) سے محفوظ رکھے اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے رک جائے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد

”اگر تمہیں معلوم ہو جاتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔“

(۶۴۸۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

(۶۴۸۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن انس نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے

أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدُّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا فَأَنَا آخِذٌ بِخِجَرِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَقْتَحِمُونَ فِيهَا)).

۶۴۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا، عَنْ غَامِرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُسْلِمُ مِنَ سَلَمِ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ)). [راجع: ۱۰]

۲۷- باب قول النبي ﷺ:

((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَصَحَحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)).

۶۴۸۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَصَحَحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [طرفه في: ۶۶۳۷].

۶۴۸۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَصَحَحْتُمْ قَلِيلًا

کم اور روتے زیادہ۔

وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) [راجع: ۹۳]

باب دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھک دیا گیا ہے

۲۸- باب حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

جو شخص نفسانی خواہشوں میں پڑ گیا اس نے گویا دوزخ کا حجاب اٹھا دیا۔ اب دوزخ میں پڑ جائے گا۔ قرآن شریف میں بھی یہی **تفسیر** مضمون ہے لہذا من طفی و آفر الحیوة الدنیا الایة (النازعات: ۲۷)۔

(۶۳۸۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا دوزخ خواہشات نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

۶۴۸۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)).

باب جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے

۲۹- باب الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَيَّ أَحَدِكُمْ

قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی ہے

مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ

مطلب یہ ہے کہ آدمی ثواب کی بات کو گو وہ ادنیٰ درجہ کی ہو حقیر نہ سمجھے۔ شاید وہی اللہ کو پسند آجائے اور اس کو نجات مل جائے۔ اسی طرح بری اور گناہ کی بات کو چھوٹی اور حقیر نہ سمجھے شاید اللہ تعالیٰ کو ناپسند آجائے اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا بنائے۔

(۶۳۸۸) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے منصور و اعش نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔

۶۴۸۸- حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَيَّ أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ)).

(۶۳۸۹) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے سچا شعر جسے شاعر نے کہا ہے یہ ہے۔ ”ہاں اللہ کے سوا تمام چیزیں بے بنیاد

۶۴۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَصْدَقُ بَيِّنَةٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ

ہیں۔“

بَاطِلُ)) [راجع: ۳۸۴۱]

اس سے اگلا مصرعہ یہ ہے وکل نعیم لا محالة زائل ترجمہ منظوم مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے یوں کیا ہے۔

تفسیر

فانی ہے جو کچھ ہے غیر اللہ کوئی مزہ رہتا نہیں ہرگز سدا

باب اسے دیکھنا چاہئے جو نیچے درجہ کا ہے اسے نہیں دیکھنا
چاہئے جس کا مرتبہ اس سے اونچا ہے

(۶۳۹۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شکل و صورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس وقت اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہئے جو اس سے کم درجہ ہے۔

باب جس نے کسی نیکی یا بدی کا ارادہ کیا اس کا نتیجہ کیا ہے؟
(۶۳۹۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جعد ابو عثمان نے بیان کیا، ان سے ابو رجاء عطاردی نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف بیان کر دیا ہے۔ پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں دس گنے سے سات سو گنے تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک برائی لکھی ہے۔

باب چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بھی

بچتے رہنا

ان کو حقیر نہ سمجھنا۔ گناہ ہر حال میں برا ہے، چھوٹا ہو یا بڑا اور بندے کو کیا معلوم شاید اللہ پاک اسی پر مواخذہ کر بیٹھے۔

۳۰- باب لِيَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ، وَلَا يَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ

۶۴۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ)).

۳۱- باب مَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ
۶۴۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا جَعْدُ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْغَطَارِدِيُّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيَمَا يَرَوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ اللَّهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هُمْ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هُمْ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)).

۳۲- باب مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ

الذُّنُوبِ

۶۴۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ غِيلَانَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، إِنْ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ الْمَوْبَقَاتِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يَغْنِي بِذَلِكَ الْمُهْلِكَاتِ.

۳۳- بَابُ الْأَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا يَخَافُ مِنْهَا

ایمانہ ہو کہ اخیر وقت میں برا عمل سرزد ہو۔

۶۴۹۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءَ عَنْهُمْ، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا))، فَنَبَّهَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَقَالَ بِذُبَابَةٍ سَفَّيَةٍ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا)). [راجع: ۲۸۹۸]

تَشْرِیح

۶۴۹۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا، ان سے غیلان نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (تم اسے حقیر سمجھتے ہو، بڑا گناہ نہیں سمجھتے) اور ہم لوگ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاک کر دینے والا سمجھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا کہ حدیث میں جو لفظ موبقات ہے اس کا معنی ہلاک کرنے والے۔

باب عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ سے ڈرتے رہنا۔

۶۴۹۳) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو مشرکین سے جنگ میں مصروف تھا، یہ شخص مسلمانوں کے صاحب مال و دولت لوگوں میں سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ کسی جہنمی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھے۔ اس پر ایک صحابی اس شخص کے پیچھے لگ گئے وہ شخص برابر لڑتا رہا اور آخر زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ جلدی مرجائے۔ پس اپنی تلوار ہی کی دھار اپنے سینے کے درمیان رکھ کر اس پر اپنے آپ کو ڈال دیا اور تلوار اس کے شانوں کو چیرتی ہوئی نکل گئی (اس طرح وہ خودکشی کر کے مر گیا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جہنم میں سے ہوتا ہے۔ ایک دوسرا بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جہنم کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور اعمال کا اعتبار تو خاتمہ پر موقوف ہے۔

یعنی آخر مرتے وقت جس نے جیسا کام کیا اسی کا اعتبار ہو گا اگر ساری عمر عبادت اور تقویٰ میں گزاری لیکن مرتے وقت گناہ میں گرفتار ہوا تو پچھلے نیک اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے اللہ سوء خاتمہ سے بچائے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو گو وہ فاسق فاجر ہو یا صالح اور پرہیزگار ہم قطعی طور پر دوزخی یا جنتی نہیں کہہ سکتے۔ معلوم نہیں کہ اس کا خاتمہ کیسا ہوتا

ہے اور اللہ کے ہاں اس کا نام کن لوگوں میں لکھا ہوا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسلمان کو اپنے اعمالِ صالحہ پر مغرور نہ ہونا چاہئے اور سوءِ خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ بزرگوں نے تجربہ کیا ہے کہ اہل حدیث اور اہل بیت نبوی سے محبت رکھنے والوں کا خاتمہ اکثر بہتر ہوتا ہے۔ یا اللہ! مجھ ناچیز کو بھی ہمیشہ اہل حدیث اور آل رسول سے محبت رہی ہے اور جس کو سادات سے پایا دل سے اس کا احترام کیا ہے مجھ ناچیز حقیر گنہگار کو بھی خاتمہ بالخیر نصیب کہ بر قول ایمان کنتم خاتمہ۔ آمین۔

باب بری صحبت سے تنہائی

بہتر ہے

۳۴- باب الْعَزْلَةُ رَاحَةً مِنْ خُلَاطٍ

السُّوءِ

(۶۴۹۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول! اور محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیشی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ! کون شخص سب سے اچھا ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص جس نے اپنی جان اور مال کے ذریعہ جہاد کیا اور وہ شخص جو کسی پہاڑ کی کھوہ میں ٹھہرا ہوا اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس روایت کی متابعت زبیدی، سلیمان بن کثیر اور نعمان نے زہری سے کی۔ اور نعمان نے زہری سے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید اللہ نے، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور یونس و ابن مسافر اور یحییٰ بن سعید نے ابن شہاب (زہری) سے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

۶۴۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ح وَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ فِي شُغْبٍ مِنَ الشُّعَابِ يَغْبُدُ رَبَّهُ وَيَدْعُ النَّاسَ (مِنْ شَرِّهِ)). تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسَلِمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَالنَّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۲۸۸۶]

زبیدی کی روایت کو امام مسلم نے اور سلیمان کی روایت کو ابو داؤد نے اور نعمان کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔

(۶۴۹۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے

۶۴۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعَصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ

نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ایک مسلمان کا سب سے بہتر مال بھیڑیں ہوں گی وہ انہیں لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اس دن وہ اپنے دین ایمان کو لے کر فسادوں سے ڈر کر وہاں سے بھاگ جائے گا۔

سَمِعُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرٌ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الْفَنَمُ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْفَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)).

[راجع: ۱۹]

آج کے دور میں ایسی آزادانہ چوٹیاں بھی ناپود ہو گئی ہیں اب ہر جگہ خطرہ ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں عزلت بہتر ہے کبھی لوگوں سے مل کر رہنا بہتر ہوتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ عزلت کرنے والا شخص شہرت اور ریا و نمود کی نیت سے عزلت نہ کرے بلکہ گناہوں سے بچنے کی نیت ہو اور جمعہ جماعت فرائض اسلام ترک نہ کرے زیادہ تفصیل احیاء العلوم میں ہے۔ (مذکورہ احادیث اور ان جیسی دوسری احادیث میں جو عزلت کی ترغیب اور فضیلت بیان ہوئی ہے اس سے فتنوں کا زمانہ مراد ہے اور ماحول میں لوگوں سے ملنے کی صورت میں گناہوں سے بچنا مشکل ہو۔ ورنہ اسلام عام حالت میں تعلق جوڑنے اور آبادی بڑھانے کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ آپ سوچیں کہ تجارتی کاٹھاب، سلام کرنے، صلہ رحمی کاٹھاب وغیرہ یہ جملہ نیکیاں تب ممکن ہیں جب آبادی میں رہائش ہوگی۔ عبدالرشید تونسوی) عزلت کے معنی لوگوں سے الگ تھلگ تنہا دور رہنے کے ہیں۔

تو برائے وصل کردن آمدی نہ برائے فصل کردن آمدی

باب (آخر زمانہ میں) دنیا سے امانت داری کا اٹھ جانا

۳۵- باب رَفْعِ الْأَمَانَةِ

(۶۴۹۶) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا یا رسول اللہ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ فرمایا جب کام نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

۶۴۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا ضَاعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِذَا أَسْنَدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)).

[راجع: ۵۹]

ابن بطلان نے کہا اللہ پاک نے حکومت کے ذمہ داروں پر یہ امانت سونپی ہے کہ وہ عمدہ اور مناسب ایماندار اور دیانت دار آدمیوں کو دیں اگر ذمہ دار لوگ ایسا نہ کریں گے تو عند اللہ خائن ٹھہریں گے۔ آج کے نام نہاد جمہوری دور میں یہ ساری باتیں خواب و خیال ہو کر رہ گئی ہیں۔ اللہ اعلم۔

(۶۴۹۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، کہا ان سے زید بن وہب نے کہا، ہم سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ

۶۴۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ

اللہ ﷻ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ
الْآخَرَ، حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ
قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ
عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)) وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفِيعِهَا
قَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةُ
مِنْ قَلْبِهِ، فَيُطَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَسْكَتِ، ثُمَّ
يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ لَيَقِي أَثَرُهَا مِثْلَ
الْمَجْلِ كَجَنْبِ دَخْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ
فَنَفِطُ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِهًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ
فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلَا يَكَاذُ أَحَدٌ
يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيَقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ
رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَغْفَلَهُ وَمَا
أُظْفَرَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنْ قَالٍ حَبِ
خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ
وَمَا أَبَالِي أَيْكُمْ بَايَعْتُ لَنْ كَانَ مُسْلِمًا
رَدَّهَ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهَ
عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أَبَايَعُ إِلَّا
فُلَانًا وَفُلَانًا)).

[طرفاء فی: ۷۰۸۶، ۷۲۷۶].

نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور
دوسری کا منتظر ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں
کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن شریف سے، پھر
حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ
نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ”آدمی ایک
نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی اور
اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا تو اب اس
کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری
چڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے، پر
اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و
فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا کہ
بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے۔ کسی شخص کے متعلق کہا
جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے۔
حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہو گا“
(حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گزاریا ہے کہ
میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اگر
وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا۔ اگر وہ نصرانی
ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا
کسی سے خرید و فروخت ہی نہیں کرتا۔

چند ہی آدمی اس قائل ہیں کہ ان سے معاملہ کروں۔ متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت اور زیادہ ہے۔ قال الفربری قال
ابو جعفر جد ثاب عبد الله فقال سمعت ابا احمد بن عاصم يقول سمعت ابا عبيد يقول قال الاصمعي و ابو عمرو و
غيرهما جذر قلوب الرجال الجذر الاصل من كل شئ والوكت اثر الشئ اليسير منه والمجل اثر العمل في الكف اذا غلظ ليعني محمد بن
يوسف فربري نے کہا ابو جعفر محمد بن حاتم جو امام بخاری کے فقی تھے ان کی کتابیں لکھا کرتے تھے، کہتے تھے کہ میں نے امام بخاری کو
حدیث سنائی تو وہ کہنے لگے میں نے ابو احمد بن عاصم بخاری سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابو عبید سے سنا، وہ کہتے تھے عبد الملک بن قریب
اصمعی اور ابو عمرو بن علاء قاہری وغیرہ لوگوں نے سفیان ثوری سے کہا جذر کا لفظ جو حدیث میں ہے اس کا معنی جز اور وکت کہتے ہیں
ہلکے خیف داغ کو اور جل وہ موٹا چھالا جو کام کرنے سے ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔

۶۴۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ

(۶۴۹۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب
نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن

عبداللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، سو میں بھی ایک تیز سواری کے قابل نہیں ملتا۔

آج مسلمان بکثرت ہر جگہ موجود ہیں مگر حقیقی مسلمان تلاش کئے جائیں تو مایوسی ہو گی۔ پھر بھی اللہ والوں سے زمین خالی نہیں ہے

کم من عباد اللہ لو اقسام علی اللہ لابرہ

باب ریا اور شہرت طلبی کی مذمت میں

(۶۴۹۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، کہا مجھ سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا۔ (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جناب ﷺ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے آپ کے سوا کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا“ چنانچہ میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدینی قیامت کے دن سب کو سدا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔

[طرفہ فی : ۷۱۵۲]۔

ریا کاری سے بچنے کے لئے نیک کام چھپا کر کرنا بہتر ہے مگر جہاں اظہار کے بغیر چارہ نہ ہو جیسے فرض نماز جماعت سے ادا کرنا یا دین کی کتابیں تالیف اور شائع کرنا اسی طرح جو شخص دین کا پیشوا ہو اس کو بھی اپنا عمل ظاہر کرنا چاہئے تاکہ دوسرے لوگ اس کی پیروی کریں بہر حال حدیث انما الاعمال بالنیات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ ریا کو شرک خفی کہا گیا ہے جس کی مذمت کے لئے یہ حدیث کافی دانی ہے۔

باب جو اللہ کی اطاعت کرنے کے لئے اپنے نفس کو دبائے

اس کی فضیلت کا بیان

(۶۵۰۰) ہم سے ہدیبہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن حارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت معاذ

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً)).

۳۶- باب الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

۶۴۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَلْمَةُ بْنُ كَهِيلٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ يُرَانِي يُرَانِي اللَّهُ بِهِ)).

۳۷- باب مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي

طَاعَةِ اللَّهِ

۶۵۰۰- حَدَّثَنَا هُدَيْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ سوا کجاوہ کے آخری حصہ کے میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لیک و سعدیک یا رسول اللہ! پھر تھوڑی دیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لیک و سعدیک یا رسول اللہ! پھر تھوڑی دیر مزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے۔ پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لیک و سعدیک رسول اللہ! فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا، اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، لیک و سعدیک یا رسول اللہ! فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ کر لیں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔

قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوهُ؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)). [راجع: ۲۸۵۶]

تشریح حدیث میں توحید اور شرک کا بیان ہے توحید یعنی عبادت میں اللہ کو ایک ہی جانا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خالص اسی ایک کی عبادت کرنا ہر قسم کے شرک سے بچنا یہ دخول جنت کا موجب ہے۔

۳۸- باب التواضع

یہ تمام اخلاق حسنہ کا اصل الاصول ہے اگر تواضع نہ ہو تو کوئی عبادت کام نہ آئے گی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد الہی نقل کیا گیا ہے کہ تواضع کرو اور کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے۔

(۶۵۰۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زبیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو فزاری نے اور ابو خالد احمر نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور ان

۶۵۰۱- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ. قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ،

سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام ”عصباء“ تھا (کوئی جانور دوڑ میں) اس سے آگے نہیں بڑھ پاتا تھا۔ پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور وہ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گیا۔ مسلمانوں پر یہ معاملہ بڑا شاق گزرا اور کہنے لگے کہ افسوس عصباء پیچھے رہ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جب دنیا میں وہ کسی چیز کو بڑھاتا ہے تو اسے وہ گھٹاتا بھی ہے۔

ترقی کے ساتھ تنزل اور ادبار کے ساتھ اقبال بھی لگا ہوا ہے تلک الایام نداولہا بین الناس (آل عمران: ۱۶۰) کا یہی مطلب ہے۔

(۶۵۰۲) مجھ سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن مخلد نے، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے، ان سے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی دل سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَصْبَاءَ، وَكَانَتْ لَا تُسَبِّقُ، لَجَاءَ أَغْرَابِي عَلَى قَعْدِهِ لَهُ فَسَبَّحَهَا، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا: سُبِّحَتِ الْعَصْبَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ)).

۶۵۰۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُفْمَانَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطَيْتُهُ، وَلَكِنْ اسْتَعَاذَنِي لِأُعِيدَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ)).

تَشْرِیْحُ

اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کے راوی خالد بن مخلد کو منکر الحدیث کہا ہے۔ میں وحید الزماں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر نے اس کے دوسرے طریق بھی بیان کئے ہیں گو وہ اکثر ضعیف ہیں۔ مگر یہ سب طرق مل کر حدیث حسن ہو جاتی ہے اور خالد بن مخلد کو ابو داؤد نے صدوق کہا ہے (وحدیدی)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ عین خدا ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ اتحادیہ اور حلولیہ کہتے ہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہو جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں وہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے۔ خلاف شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔ (اور اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا شرک ہے جس کا ارتکاب موجب دخول نار ہے۔ توحید اور شرک کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے تقویۃ الایمان کا مطالعہ کرنا چاہئے عربی حضرات ”الدرین الخالص“ کا مطالعہ کریں و باللہ التوفیق)

۳۹- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ))

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جیسے یہ (کلمہ اور بیچ کی انگلیاں) نزدیک ہیں (سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) اور قیامت کا معاملہ تو بس آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا وہ اس سے بھی جلد ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾
[النحل: ۷۷]

(۶۵۰۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سہل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اور قیامت اتنے نزدیک نزدیک بھیجے گئے ہیں، اور آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا پھر ان دونوں کو پھیلایا۔

۶۵۰۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا)) وَيُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِيَهُمَا. [زاجع: ۴۹۳۶]

مطلب یہ ہے کہ مجھ میں اور قیامت میں اب کسی نئے پیغمبر و رسول کا فاصلہ نہیں ہے اور میری امت آخری امت ہے اسی پر قیامت آئے گی۔

(۶۵۰۴) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ اور ابو التیاح نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔

۶۵۰۴- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، هُوَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)).

(۶۵۰۵) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بکر بن عیاش نے خبر دی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے، انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت

۶۵۰۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی مراد دو انگلیوں سے تھی۔ ابو بکر بن عیاش کے ساتھ اس حدیث کو اسرائیل نے بھی ابو حصین سے روایت کیا ہے جسے ہم امین نے وصل کیا ہے۔

باب

۴۰ - باب

اس میں کوئی ترجمہ نہیں ہے گویا اگلے باب کی فصل ہے۔

(۶۵۰۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، یہی وہ وقت ہو گا جب کسی کے لئے اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو گا یا جس نے ایمان کے بعد عمل خیر نہ کیا ہو۔ پس قیامت آجائے گی اور دو آدمی کپڑا درمیان میں (خرید و فروخت کے لئے) پھیلانے ہوئے ہوں گے۔ ابھی خرید و فروخت بھی نہیں ہو چکی ہو گی اور نہ انہوں نے اسے لپیٹا ہی ہو گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آ رہا ہو گا اور اسے پی بھی نہیں سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا حوض تیار کر رہا ہو گا اور اس کا پانی بھی نہ پی پائے گا۔ قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پائے ہو گا۔

[راجع: ۸۵]

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت اچانک ہی آجائے گی کسی کو خبر بھی نہ ہوگی لوگ اپنے اپنے دھندوں میں مصروف ہوں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

باب جو اللہ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند رکھتا ہے

۴۱ - باب مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ

(۶۵۰۷) ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے، کہا ہم سے

۶۵۰۷ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ،

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ))، يَغْنِي إِصْبَعَيْنِ. تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ.

قنابہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ مرنا تو ہم بھی نہیں پسند کرتے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لئے) ہوتی ہے، اس لئے وہ اللہ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ ابو داؤد طیالسی اور عمرو بن مرزوق نے اس حدیث کو شعبہ سے مختصراً روایت کیا ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قنابہ نے، ان سے زرارہ بن ابی اوفی نے، ان سے سعد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

تشریح خوش بختی یہ ہے کہ موت کے وقت اللہ کی ملاقات کا شوق غالب ہو اور ترک دنیا کا غم نہ ہو۔ اللہ ہر مسلمان کو اس کیفیت کے ساتھ موت نصیب کرے آمین۔ کلمہ طیبہ اس وقت پڑھنے کا بھی مقصد یہی ہے مومن کو موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس کا انجام راحت ابدی ہے۔

(۶۵۰۸) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے یزید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے، ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ

حَدَّثَنَا قَنَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ، أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ))، قَالَتْ عَائِشَةُ: أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: ((لَيْسَ ذَلِكَ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللَّهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبُّ لِقَاءَ اللَّهِ وَأَحَبُّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حَضَرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)). اخْتَصَرَهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَمَرُو، عَنْ شُعْبَةَ، وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ قَنَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۵۰۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ،

وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)).
 سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ موت بہر حال آتی ہے اسے برا نہ جانا چاہئے۔

(۶۵۰۹) مجھ سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے چند علم والوں کے سامنے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب آپ خاصے تندرست تھے فرمایا تھا کسی نبی کی اس وقت تک روح قبض نہیں کی جاتی جب تک جنت میں اس کے رہنے کی جگہ اسے دکھانہ دی جاتی ہو اور پھر اسے (دنیا یا آخرت کے لئے) اختیار دیا جاتا ہے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ پر تھوڑی دیر کے لئے غشی چھا گئی، پھر جب آپ کو ہوش آیا تو آپ چھت کی طرف ٹکلی لگا کر دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا ”اللهم الرفیق الاعلیٰ“ میں نے کہا کہ اب آنحضرت ﷺ ہمیں ترجیح نہیں دے سکتے اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جو حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمائی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا یعنی یہ ارشاد کہ ”اللهم الرفیق الاعلیٰ“ یعنی یا اللہ! مجھ کو بلند رفیقوں کا ساتھ پسند ہے۔

مراد باشندگان جنت انبیاء و مرسلین و صالحین و ملائکہ ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو نیک لوگوں صالحین کی صحبت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

باب موت کی سختیوں کا بیان

(۶۵۱۰) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو ذکوان نے خبر دی کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی وفات کے وقت) آپ کے سامنے ایک بڑا پانی کا

۶۵۰۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فُحْدِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)) قُلْتُ: إِذَا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ: فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهُ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)).
 اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى. [راجع: ۴۴۳۵]

۴۲- باب سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

۶۵۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكَرَ أَنَّ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ

پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ یہ عمر کو شبہ ہوا کہ ہانڈی کا کو نڈا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالنے لگے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرہ پر ملتے اور فرماتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بلاشبہ موت میں تکلیف ہوتی ہے۔ پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے۔ ”فی الرفیق الاعلیٰ“ یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک قبض ہو گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

رَحْمَةً - أَوْ غَلَبَةً - فِيهَا مَاءٌ، يَشْكُ غَمْرُ فَجَعَلَ يَدْخُلُ يَدِيهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِّلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ))، ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [راجع: ۸۹۰]

معلوم ہوا کہ موت کی سختی کوئی بری نشانی نہیں ہے بلکہ نیک بندوں پر اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے درجات بلند ہوں۔

(۶۵۱۱) مجھ سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عہدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ چند بدوی جو ننگے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تھے اور آپ سے دریافت کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت ﷺ ان میں سب سے کم عمر والے کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے تم پر تمہاری قیامت آجائے گی۔ ہشام نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی مراد (قیامت) سے ان کی موت تھی۔

۶۵۱۱- حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاءً يَأْتُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُونَهُ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ يَقُولُ: ((إِنْ يَعْشَ هَذَا لَا يَذَرِكُهُ اللَّهُمَّ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ)). قَالَ هِشَامٌ، يَعْنِي مَوْتَهُمْ.

تشریح آپ کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کبریٰ کا وقت تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہر آدمی کی موت اس کی قیامت صغریٰ ہے۔ باب سے حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ آپ نے موت کو قیامت قرار دیا اور قیامت میں سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے فصعق من فی السموات والارض موت میں بھی بے ہوشی ہوتی ہے یہی ترجمہ باب ہے۔

(۶۵۱۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حنبلہ نے، ان سے سعد بن کعب بن مالک نے، ان سے ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”مسترج یا مستراح“ ہے۔ یعنی اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ”المسترج والمستراح منہ“ کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے وہ مسترج ہے اور مستراح منہ

۶۵۱۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَنْبَلَةَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((مُسْتَرِجٌ وَمُسْتَرَاخٌ مِنْهُ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرِجُ وَالْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يُسْتَرِجُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ عَزَّ

وَجَلَّ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ الدَّوَابُّ)). وہ ہے کہ فاجر بندہ سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔

[طرفہ فی: ۶۵۱۳]

بندے اس طرح آرام پاتے ہیں کہ اس کے ظلم و ستم اور برائیوں سے چھوٹ جاتے ہیں خس کم جہاں پاک ہوا۔ ایماندار تکالیف دنیا سے آرام پا کر داخل جنت ہوتا ہے۔

۶۵۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاخٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ)). مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبد ربہ بن سعید نے، ان سے محمد بن عمر بن طلحہ بن کعب نے بیان کیا، ان سے ابو قتادہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مرنے والا یا تو آرام پانے والا ہے یا دوسرے بندوں کو آرام دینے والا ہے۔

[راجع: ۶۵۱۲]

ایمان دار بندہ تو آرام ہی پاتا ہے۔ جعلنا الله منهم۔ آمین

۶۵۱۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ)). حدیثنا الحُمَیدِی، حدیثنا سُفَیان، حدیثنا عبدُ اللہ بنُ اُبی بکر بن عمرو بن حزم سمعَ اَنَسَ بنَ مالکِ یقولُ قالَ رسولُ اللہ ﷺ: ((یَتَّبِعُ المَیِّتَ ثلاثَةٌ فیرجعُ اثنان، ویبقی مَعَهُ واحدٌ یَتَّبِعُهُ اهلُهُ ومالُهُ وعمالُهُ، فیرجعُ اهلُهُ ومالُهُ ویبقی عملُهُ)). ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے ہم سے عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آ جاتی ہیں صرف ایک کام اس کے ساتھ رہ جاتا ہے، اس کے ساتھ اس کے گھروالے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے اس کے گھروالے اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے اس کا نیک عمل اچھے خوبصورت شخص کی صورت میں بن کر اس کے پاس آ کر اسے خوشی کی بشارت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ باب کی مناسبت اس طرح سے ہے کہ میت کے ساتھ لوگ اس وجہ سے جاتے ہیں کہ موت کی سختی اس پر حال ہی میں گزری ہوئی ہے تو اس کی تسکین اور تسلی کے لئے ہمراہ رہتے ہیں۔

۶۵۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ غُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَعَشِيًّا، إِمَّا)) حدیثنا ابو النعمان، حدیثنا حماد بن زید، عن اُیوب، عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((إذا ماتَ أحدُکم غرِضَ علیہ مقعدُهُ غُدْوَةً وعشیًّا، إمَّا)) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح و شام (جب تک وہ بزرخ میں ہے) اس کے رہنے کی جگہ اسے ہر روز دکھائی جاتی ہے یا دوزخ ہو یا جنت اور

النَّارُ وَإِنَّمَا الْجَنَّةُ، فَيَقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ خَتِيَّ (راجع: ۱۳۷۹) کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے یہاں تک کہ تو اٹھایا جائے۔ (یعنی قیامت کے دن تک۔)

موت کی سختیوں میں سے ایک سختی یہ بھی ہے کہ اسے صبح و شام اس کا ٹھکانا بتلا کر اسے رنج دیا جاتا ہے۔ البتہ نیک بندوں کے لئے خوشی ہے کہ وہ جنت کی بشارت پاتا ہے۔

۶۵۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)). (راجع: ۱۳۹۳) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہماہم کو شعبہ بن حجاج نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ مر گئے ان کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا اس کے پاس وہ خود پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے برے بھلے جو بھی عمل کئے تھے ویسا بدلہ پالیا۔

اب برا کہنے سے کیا فائدہ۔ لوگ ان مردوں کو برا کہا کرتے تھے جو موت کے وقت بہت سختی اٹھاتے تھے جو ہونا تھا ہوا اب برا کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں جو برے ہیں وہ برے ہی رہیں گے، کفار مشرکین وغیرہ جن کے لئے خلود فی النار کا فیصلہ قطعی ہے۔ حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مرنے کے بعد برے لوگوں کو بھی گالی گلوچ سے یاد کرنا نہیں چاہئے کیونکہ وہ کئے عملوں کا بدلہ پانچے ہیں۔ سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ اللہ عمل کی توفیق دے آمین۔

خاتمہ الحمد للہ واللہ کہ آج بخاری شریف ترجمہ اردو کے پارہ نمبر ۳۶ کی تسوید سے فراغت حاصل ہو رہی ہے یہ پارہ کتاب الاستیذان کتاب الدعوات اور کتاب الرقاق پر مشتمل ہے جس میں تہذیب و اخلاق اور دعاؤں اور پند و نصائح کی بہت سی قیمتی باتیں جناب فخر بنی آدم حضرت رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے بیان میں آئی ہیں جن کے بغور مطالعہ کرنے اور جن پر عمل پیرا ہونے سے دین و دنیا کی بے شمار سعادتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس پارے کی تسوید پر بھی مثل سابق بہت سی قیمتی وقت صرف کیا گیا ہے۔ متن و ترجمہ و تشریحات کے لفظ لفظ کو بہت ہی غور و خوض کے بعد حوالہ قلم کیا گیا ہے اور سفرو حضرو رنج و راحت و حوادث کثیرہ و امراض قلبی کے باوجود نہایت ہی ذمہ داری کے ساتھ اس عظیم خدمت کو انجام دیا گیا ہے پھر بھی بہت سی خامیوں کا امکان ہے اس لئے ماہرین فن سے باادب چشم عفو سے کام لینے کے لئے امید وار ہوں اگر واقعی لغزشوں کے لئے اہل علم حضرات میری حیات مستعار میں مطلع فرمائیں گے تو بعد شکریہ طبع ثانی کے موقع پر اصلاح کر دی جائے گی اور میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر ویسے اغلاط کو معلوم فرمانے والے بھائی اپنی قلم سے درستگی فرمائیں گے اور مجھ کو دعائے خیر سے یاد کریں گے تو میں بھی ان کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یا اللہ! حیات مستعار بہت تیزی کے ساتھ خاتمہ کی طرف جا رہی ہے جس طرح یہاں تک تو نے مجھے پنچایا ہے اسی طرح جتلیا خدمت کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس خدمت کو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے والدین اور اولاد اور جملہ معاونین کرام و قدر دانان عظام کے حق میں قبول فرما کہ بطور ایصال ثواب اس عظیم نیکی کو قبول عام اور حیات دوام عطا فرما آمین۔ دینا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علینا انک انت التواب الرحيم و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین۔

خاوم محمد داؤد راز السلفی ساکن موضع رہپواہ۔ نزد قصبہ بنگواں ضلع گونڈ گاؤں
ہریانہ بھارت۔ (۱۰ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ)